حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور عرب کی سر زمین میں نجدی ظالم سعودی مظالم و ستم کی

روح سوز انسانیت کش داستان اور تحریک التوائے حج کی مکمل تاریخ نامہ

تاریخ المظالم النجدیہ علی الدولۃ العربیہ

المعروف بہ

حجاز مقدس پر نجدی تسلط

اسباب و نتائج

از قلم

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور اتراکھنڈ انڈیا

ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت

حجاز مقدس پر نجدی تسلط حرمین شریفین میں نجدی، سعودی ظلم وستم کی روح سوز انسانیت کُش داستان اور تحریک التوائے حج کی مکمل تاریخ بنام

تاریخ المظالم النجدیه علی الدولة العربیه

المعروف بہ

حجاز مقدس پر نجدی تسلط
اسباب ونتائج

از قلم

محمد ذو الفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتا، مدینہ مسجد محلہ خاں کاشی پور اتراکھنڈ، انڈیا

maqlib.org

ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہے

کتاب	حجاز مقدس پر نجدی تسلط
مصنف	محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
صفحات	550
سن طباعت	2019ء
قیمت	1200
تعداد	500

maablib.org

انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو

ان اہل حجاز اور حجاج کرام کے نام معنون کرتا ہے جو نجدی ظلم و بربریت کا شکار ہوئے، جو اپنے مال، عزت، وقار، اہل و عیال اور جان سب کچھ خطرے میں ہوتے ہوئے بھی ثابت قدم رہے۔

جو نجدی و سعودی ظالم حکام کے زیر تسلط رہتے ہوئے بھی ان کے مذہب و مسلک سے دور و نفور رہے۔

اور ساتھ ہی عالم اسلام کے ان تمام حق شناسوں، حق پسندوں، حق پرستوں، منصف مزاجوں کے نام جنہوں نے نجدی مظالم کے خلاف کھل کر صدائے احتجاج بلند کی۔

جو اہل حجاز کے دکھ درد میں برابر کے شریک رہے۔

جو نجدی مذہب اور سعودی حکومت کے ظلم و بربریت پر سراپا احتجاج بن کر کھل کر مد مقابل ہوئے۔

جنہوں نے نجدی وحشیانہ و ابلیسانہ حرکات خاص کر مقابر و مآثر متبرکہ مقدسہ کے انہدام کی پُرزور مذمت کی۔

جنہوں نے نجدی و سعودی حکومت کے مٹانے کے لیے ہر ممکن سبیل پر عمل درآمد کی کوشش کی۔

التوائے حج کی تحریک اور جلسہ وجلوس کے ذریعہ نجدی تسلط کے خاتمہ کی کوششیں کیں۔

نیاز مند:

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

ہدیۂ تشکر

کتاب کی تکمیل میں جن جن حضرات نے تعاون کیا ہے ان کا ذکر نہ کرنا ایک بڑی خیانت ہوگی۔ اور فقیر اس کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا ہے اس لیے ان تمام ہی حضرات کا نام بنام ذکر اور ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

مشفق وکرم فرما حضرت مولانا محمد یامین صاحب دام ظلہ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، کا میں شکرگزار ہوں جنہوں نے فقیر کو الفقیہ کی قریب قریب وہ سبھی فائلیں جن میں کتاب سے متعلق مواد موجود تھا عطا کیں۔ نیز سواد اعظم کی چند سالوں کی فائلیں عنایت فرمائیں جو اس کتاب میں میرے خاصی کام آئیں۔

مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نظامی استاذ ومفتی جامعۃ الرضا بریلی شریف کا ممنون ہوں جنہوں نے ماہنامہ یادگار رضا بریلی شریف، کے بہت سے شماروں کی فوٹو کاپی عنایت فرمائی جو اس کتاب میں میرے بہت کام آئی۔ اخبار دبدبہ سکندری کی فائلیں فقیر نے رضا لائبریری اور صولت لائبریری رامپور میں جا کر دیکھیں اور کتاب سے متعلق اوراق کی کاپی حاصل کی۔ اس سلسلہ میں جن احباب نے تعاون کیا ان میں خصوصی نام محمد ناظم مشاہدی منصوری چیپل ساتوی کا ہے میں ان کا اور ان کے علاوہ اپنے ان تمام احباب ومعاونین کا جن کی دعاؤں تعاون سے کتاب کی تکمیل ہوئی مشکور وممنون ہوں۔ اور ان کے لیے خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وتوسل ان کو اپنی رحمت خاص سے حصہ عطا فرمائے۔ اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

نیازمند

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

ابواب

﴿باب-۱﴾ حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور اس کے اسباب

﴿باب-۲﴾ حرمین طیبین پر نجدی غلبہ

﴿باب-۳﴾ شریف حسین کے مقابل نجدی تسلط سے متعلق لوگوں کے نظریات

﴿باب-۴﴾ ابن سعود کا حجاز مخالف طاقتوں سے سمجھوتا اور دیگر سیاسی تفصیلات

﴿باب-۵﴾ موتمر حجاز کی تفصیل

﴿باب-۶﴾ اہل حجاز پر نجدی مظالم

﴿باب-۷﴾ نجدی حکومت کی بد انتظامیاں

﴿باب-۸﴾ نجدیوں کے ہاتھوں مآثر متبرکہ کی بے حرمتی وانہدام کے جگر سوز واقعات

﴿باب-۹﴾ مقابر ومآثر کے انہدام پر نجدی فتوی جواز اور اس کے خلاف علما کی صدائے ھل من مبارز

﴿باب-۱۰﴾ مبارک رسومات ومعمولات کے خلاف نجدیوں کا مذہبی تشدد

﴿باب-۱۱﴾ حالات حجاز کے چشم دید گواہوں کے بیانات

﴿باب-۱۲﴾ نجدی حکومت اور اس کے ظلم وبربریت کے خلاف صدائے احتجاج

﴿باب-۱۳﴾ نجدی حکومت سے کیے گئے سوالات ومطالبات

﴿باب-۱۴﴾ تحریک التوائے حج

﴿باب-۱۵﴾ حجاز جانے والے ہند وبیرون ہند وفود کی کارگزاریوں کا تفصیلی جائزہ

﴿باب-۱۶﴾ نجدی مظالم کی پردہ پوشی میں ہندوستانی نجدی ایجنٹوں کی ناپاک کوششیں

﴿باب-۱۷﴾ زمیندار، اہل حدیث وغیرہ اخبارات کی سفیہانہ وغیر منصفانہ روش اور اس کے خلاف الفقیہ کی جرأ   شیں

﴿باب-۱۸﴾ نجدی تسلط اور اہل حجاز پر نجدی مظالم کے حوالے سے القبلہ وغیرہ اخبارات و رسائل میں شائع شدہ چند اہم مراسلات

﴿باب-۱۹﴾ منظومات

maablib.org

فہرست

☆ ماضی کے آئینے — مولانا محمد ادریس صاحب رضوی کلیان ممبئی ۲۷
☆ ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد — محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی ۳۱

باب(۱) حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور اس کے اسباب

☆ حجاز مقدس میں نجدی تسلط کے اسباب ۳۵
☆ شریف حسین بحیثیت ملک الحجاز ۳۶
☆ شریف حسین اور ابن سعود انگریزوں کے وظیفہ خوار ۴۷
☆ شریف حسین اور انگریزی رشتہ میں دڑاڑ اور ابن سعود کی راہ ہموار ۴۷
☆ نجدیوں کا حجاز پر حملہ اور شکست ۵۱
☆ طائف پر نجدیوں کا قبضہ اور امیر علی فرار ۵۲
☆ ابن سعود کا طائف پہنچنا اور مکہ و مدینہ پر حملہ کی تیاری ۵۳
☆ شریف حسین کی حکومت سے دست برداری اور دارالسلطنت سے خروج ۵۴
☆ شریف حسین کا حکومت سے دست بردار ہونے سے وفات تک کا سفر ۵۵
☆ شریف حسین کی بغاوت اور اس کے نقصانات ۵۷

باب (۲) حرمین طیبین پر نجدی غلبہ

☆ شریف حسین اور امیر علی کا مکہ سے فرار اور نجدیوں کا مکہ پر قبضہ ۶۱
☆ مکہ میں نجدیوں کا داخلہ اور آغاز ظلم و ستم ۶۲
☆ مدینہ منورہ پر نجدیوں کی گولہ باری اور گنبد خضری کا نقصان ۶۳
☆ گنبد خضری پر گولہ باری پر ایرانی سید

☆ ایران میں مدینہ طیبہ پر گولہ باری کی مذمت ۶۴
☆ مدراس میں مدینہ طیبہ پر گولہ باری کی مذمت ۶۵
☆ ابن سعود اور گنبد خضری کی حفاظت کا جھوٹا دعوی ۶۵
☆ مدینہ طیبہ پر گولہ باری حامیان ابن سعود کی نظر میں ۶۷
☆ مدینہ طیبہ پر نجدی تسلط ۶۸
☆ ابن سعود کی جدہ پر حملہ کی تیاری اور امیر علی کی دفاعی پوزیشن ۷۱
☆ امیر علی اور ابن سعود کے مابین مزاحمت ابن سعود زخمی ۷۲
☆ نجدیوں اور حجازیوں میں سخت جنگ ۷۲
☆ حجاز ریلوے پر وہابیوں کا حملہ نجدیوں کی شکست فاش ۷۳
☆ اہل شام کا حجازی فوج میں شریک ہونا ۷۳
☆ معاملہ عقبہ ومعان وغیرہ اور امیر علی پر نجدی نزلہ باری ۷۳
☆ امیر علی کا پیغام صلح اور حکومت سے دست برداری اور جدہ پر بھی نجدی قبضہ ۷۶

(باب ۳) شریف حسین کے مقابل نجدی تسلط سے متعلق لوگوں کے نظریات

☆ شریف حسین کی حکومت کے مقابل نجدی تسلط میں فرق ۸۱
☆ بیسلپور جلسہ میں شریف حسین اور نجدی حکومت سے متعلق رائے ۸۴
☆ ابن سعود سے متعلق اہل مکہ کی رائے ۸۵
☆ شریف حسین کی حکومت سے نجدی تسلط زیادہ نقصان دہ ۸۵
☆ سعودی حکومت میں امن وامان کا مفہوم ۹۳
☆ نجدی حکومت کی بیہودہ کاری ۹۴

باب (۴) ابن سعود کا حجاز مخالف طاقتوں سے سمجھوتا اور دیگر سیاسی تفصیلات

☆ سلطنت برطانیہ سے ابن سعود کا معاہدہ ۹۹
☆ نجدی و برطانوی معاہدہ میں ترمیمات ۱۰۱
☆ جدید معاہدہ کی خبر پر تبصرہ ۱۰۳
☆ معاہدہ جدہ مابین حجاز و برطانیہ ۱۰۵
☆ برطانوی ونجدی قدیم معاہدے کی تفصیل

☆ نجدیوں اور انگریزوں کا معاہدہ ۱۹۱۵ء ۱۰۸
☆ ابن سعود کا برطانوی معاہدہ سے انکار سچ یا جھوٹ ۱۱۲
☆ نجدی اور انگریزی کمپنی کا معدنیات سے متعلق معاہدہ اور ابن سعود کی تصدیق ۱۱۴
☆ فرانس اور ابن سعود کے روابط ۱۲۰
☆ کامران پر انگریزی قبضہ ۱۲۰
☆ حجاز مقدس پر نجدی تسلط یا انگریزی؟ ۱۲۱
☆ مدیر سیاست کو ابن سعود کی سیاسی تدبیروں سے اختلاف ۱۲۵
☆ برطانیہ کے ابنِ سعود کو شاہِ حجاز تسلیم کر لینے پر صدائے احتجاج ۱۲۷
☆ حکومت یمن اور ابنِ سعود کے تعلقات میں کشیدگی ۱۲۸
☆ یمن، برطانیہ اور نجد کے سیاسی معاملات اور ابنِ سعود کی پریشانی ۱۲۸
☆ یمن اور حکومت ابنِ سعود کے مابین جنگی آثار ۱۲۹
☆ حکومت ابنِ سعود خطرے میں ۱۳۰
☆ ابنِ سعود کے خلاف سازش ۱۳۱
☆ ابنِ سعود مصر میں ۱۳۱
☆ سعودی گورنر حجاز بمبئی میں ۱۳۲
☆ فیصل ابنِ سعود کی یورپی سیر اور خلاف شرع حرکات ۱۳۲
☆ حجاز کا شاہزادہ آستانہ فرنگ پر ۱۳۳

(باب ۵) موتمر حجاز کی تفصیل

☆ موتمر ابن سعود بنام موتمر اسلامی ۱۳۹
☆ موتمر حجاز سے متعلق محدث اعظم ہند کا تبصرہ ۱۴۱
☆ موتمر حجاز کا حال پنچوں کا حکم سر آنکھوں پر مگر پرنالہ وہیں بہے گا ۱۴۲
☆ امروہہ میں موتمر حجاز کے خلاف جلسہ ۱۴۳
☆ شرکت موتمر سے ایران کا انکار ۱۴۳
☆ ثناء اللہ کا سفر حج اور موتمر میں شرکت کا اعلان ۱۴۴
☆ موتمر مکہ سے قبل مندوبین ہند کی ابن سعود سے ملاقات اور مطالبات ۱۴۷

☆ موتمر ابن سعود کی تفصیلی روداد موتمر کا پہلا اجلاس ۱۴۹
☆ موتمر کا دوسرا اجلاس ۱۵۱
☆ موتمر کے نتائج اور حجاز کے حالات پر کراچی میں مولوی محمد علی کی تقریر ۱۵۱
☆ موتمر حجاز کی کارروائی حاجی محمد اعظم رئیس لدھیانہ کے بیان کے مطابق ۱۵۴
☆ مولانا محمد علی سے سخت گفتگو ۱۵۵

(باب ۶) اہل حجاز پر نجدی مظالم

☆ ساکنان مکہ وطائف پر ظلم وستم کی بارش ۱۵۹
☆ اہل طائف کی جان، مال، عزت اور ایمان سب پر نجدیوں کا حملہ ۱۵۹
☆ طائف اور مکہ کے حالات پر قاری محمد اسمٰعیل صاحب کا بیان ۱۶۱
☆ طائف کے حالات پر حاجی عبدالستار صاحب کا بیان ۱۶۲
☆ اہل طائف کا قتل عام ۱۶۳
☆ عبداللہ دیوان صاحب، ساکن فرید پور، موضع شوخی پورہ کی گواہی ۱۶۴
☆ طائف کی تباہی ۱۶۴
☆ مکہ میں ایک کنبہ کے چھتیس لوگوں کا قتل ۱۶۴

(باب ۷) نجدی حکومت کی بدانتظامیاں اور حجاج واہل حجاز کے زہرہ گداز حالات

☆ نجدی حکومت کی بدانتظامیوں کے سبب حجاج کی پریشانیاں ۱۶۷
☆ رویت ذی الحجہ کے معاملہ میں بدنظمی کے نتائج ۱۶۷
☆ ابن سعود کی بدانتظامیاں ساکنین حجاز مقدس کی خستہ حالی وفاقہ کشی اور بیت اللہ کی بے حرمتی وپامالی ۱۶۸
☆ عرفات وغیرہ میں گندگی وغلاظت نجدی حکومت کی بدنظمی کی منہ بولتی تصویر ۱۷۰
☆ مساجد میں گندگی نجدیوں کی خباثت کا نمونہ ۱۷۲
☆ عازمین حج کے لئے بندرگاہ عقبہ بند ۱۷۲
☆ حجاج اور جدہ اور کسٹم آفس کی دشواریاں ۱۷۲
☆ مکہ اور مدینہ کے مابین آمد ورفت کے ذرائع اور حجاج کی پریشانیاں ۱۷۴
☆ سڑکوں کی خرابی

☆ حجاج سے کرائے وغیرہ میں لوٹ ۱۷۶
☆ حجاج نجدی بدانتظامیوں سے پریشان ۱۷۸
☆ حج کے دوران اونٹوں کی قلت ۱۷۹
☆ ناجائز ٹیکس ۱۸۰
☆ ابن سعود اور چنگی کی وصولی ۱۸۲
☆ ابن سعود نجدی پر ایک غیر مقلد مولوی کا فتوے ۱۸۳
☆ حجاج سے ناجائز وصولی میں ابن سعود کا فائدہ ۱۸۵
☆ حجاج کے مال واسباب کی لوٹ مار ۱۸۶
☆ حرم شریف میں حجاج کا مال غیر محفوظ ۱۸۶
☆ حاجیوں کے خلاف خلافت کمیٹی کی نجدی افسروں سے سانٹھ گانٹھ ۱۸۷
☆ وفد خلافت کمیٹی کا حاجیوں سے غلط برتاؤ ۱۸۷
☆ ابن سعود کو اہل مکہ سے ٹیکس وصول کرنے کا خلافت کمیٹی کا مشورہ ۱۸۷
☆ ہندوستانی خیراتی رقم وفد خلافت کے ذریعہ، وہابیہ میں تقسیم ۱۸۷
☆ مکہ والوں کے ساتھ مالی خیانت ۱۸۸
☆ اہل مکہ اور نجدیوں کے مابین لڑائیاں ۱۸۸
☆ حجاز کے علما ورؤسا کے ساتھ ابن سعود کی زیادتی ۱۸۹
☆ اہل حجاز کی فاقہ کشی اور تنگدستی ۱۹۰
☆ عربوں کا افلاس ۱۹۲
☆ نہر زبیدہ کی صفائی کے سلسلے میں حکومت کی لاپرواہی ۱۹۳
☆ چاہ زمزم کو حجاج کے لئے بند کردیا گیا ۱۹۳
☆ پانی کی قلت اور حجاج کی اموات ۱۹۳
☆ پیاس سے دس ہزار حجاج کی موت کا سانحہ ۱۹۵
☆ سات ہزار حاجیوں کی جانوں کا اتلاف ۱۹۵
☆ سات ہزار حجاج کی جانوں کا اتلاف اور ایک سو دس حاجیوں کی المناک گرفتاری ۱۹۶
☆ نجدی اونٹوں سے حاجیوں کی موت ۱۹۷
☆ زمانہ حج میں تقریباً بیس ہزار حجاج کی اموات ۱۹۷
☆ جہازی کمپنیوں کا حجاج کے ساتھ ناروا سلوک ۱۹۸

☆ مقام منیٰ میں نجدیوں اور مصریوں کے درمیان جنگ ۱۹۹
☆ ابن سعود اور حکومت مصر کے تعلقات میں کشیدگی ۲۰۰
☆ مصری محمل مکہ مکرمہ نہیں جائے گا مصری حکومت کا اعلان ۲۰۱
☆ ابن سعود کی محمل شریف سے متعلق رائے ۲۰۱
☆ حرم کعبہ میں خونریزی ۲۰۲
☆ حرم کعبہ میں خونریزی کے صحیح صحیح حالات ابن سعود کے سپاہیوں کی خون آشام چیرہ دستیاں ۲۰۳
☆ حرمین شریفین کی بدحالی ۲۰۶
☆ حرمین میں نجدیوں کی امامت ۲۰۷
☆ افغانستان اور بخارا کے لوگ اپنی نماز الگ پڑھتے ہیں ۲۰۷
☆ حرم نبوی میں رات بھر اندھیرا ۲۰۷
☆ کلید کعبہ کے بردار کی حق تلفی وزیادتی ۲۰۷
☆ بیت اللہ شریف میں استلام حجر اور طواف کعبہ میں دشواریاں ۲۰۸
☆ بیت اللہ میں حاجیوں کے داخلہ پر فیس وصولی ۲۰۹
☆ طواف کعبہ میں اختلاط مردوزن ۲۰۹
☆ حجر اسود کی گمشدگی کی خبر ۲۱۰
☆ جنت المعلیٰ وغیرہ مزارات کی زیارت ممنوع ۲۱۰
☆ غار حراد یکھنے کی ممانعت ۲۱۱
☆ حجاج کو روضۂ نبوی ﷺ کی زیارت کی اجازت نہیں ۲۱۲
☆ روضۂ نبوی کی جالی چومنے پر پیسہ وصولی ۲۱۲

(باب ۸) نجدیوں کے ہاتھوں آثار متبرکہ کی بے حرمتی وانہدام کے جگر سوز واقعات

☆ جنت البقیع و دیگر مقابر و آثار کی بے حرمتی اور ان کا انہدام ۲۱۵
☆ مزارات مکہ مکرمہ کا انہدام ۲۱۵
☆ مولد النبی، مزار حضرت حوا، آمنہ، خدیجہ، میمونہ اور فاطمہ کی بے حرمتی ۲۱۸
☆ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے گھروں کا نشان نہیں ۲۲۳
☆ انہدام قبور مسلمین واندیشۂ انہدام روضۂ رسول ﷺ ۲۲۳
☆ نجدیوں کے ہاتھوں مسجد بلال وغیرہ کی پامالی کا حال ۲۲۵

☆ سوائے روضۂ نبوی مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ کے جملہ اماکن مقدسہ کا انہدام ۲۲۶
☆ نجدیوں کا شہید قبوں کے قریب جانے والوں کو زدوکوب کرنا اور قبرستان میں جانے کی ممانعت ۲۲۷
☆ حرم شریف اور کعبہ مقدسہ کے تقدس کی پامالی ۲۲۷
☆ مزارات پر نجدیوں کی غلاظت کا بیان ۲۲۸
☆ مقام زم زم پر غلاظت ۲۲۹
☆ نجدیوں کا صفا ومروہ میں غلاظت کرنا ۲۲۹
☆ مقامات مقدسہ کے انہدام پر محدث اعظم ہند کی تحریر ۲۲۹
☆ مسٹر شوکت علی کی طرف سے انہدام جنۃ البقیع کی تصدیق ۲۳۰
☆ ہندوستان کے واپس آمدہ حاجیوں کے تلخ تجربات مقابر ومساجد کا انہدام، حجاز شریف میں وحشت وظلم کا دور دورہ ۲۳۰
☆ منہدم شدہ چند اہم مزارات کی تفصیل سے متعلق چشم دید گواہ کا بیان ۲۳۱
☆ منہدم مزارات کے دو چشم دید گواہوں کا بیان سوالات وجوابات کی شکل میں ۲۳۲
☆ مقابر و مآثر کے انہدام پر مولوی عبدالعزیز امرت سری کا بیان ۲۳۲
☆ میاں حاجی محمد حنیف صاحب پنجابی سوداگر کانپور کا بیان سوالات وجوابات کی روشنی میں ۲۳۳
☆ میاں حاجی اشرف علی صاحب وحاجی محمد علی صاحب ساکنان پنکا پور کانپور کا بیان ۲۳۴
☆ مزارات کے انہدام پر حامیان ابن سعود کی گواہی ۲۳۶
☆ مغلیہ حاکم کی جانب سے انہدام مساجد کی تصدیق اور شہید مساجد کی تعمیر کا انتظام ۲۳۷

(باب ۹) مقابر و مآثر کے انہدام پر نجدی فتویٰ جواز اور اس کے خلاف علما کی صدائے ھل من مبارز

☆ قبوں، مسجدوں اور مزارات کے انہدام کی حمایت میں نجدیوں کی انتہائی بے ایمانی ۲۴۱
☆ حامیان ابن سعود کی رجعت قہقری ۲۴۹
☆ قبہ جات کے انہدام کے جواز پر وہابیہ ودیابنہ کی فتوی بازی ۲۵۲
☆ فتوی مولوی رشید احمد گنگوہی ۲۵۳
☆ نجدیوں کے جھوٹ کے تین دور ۲۵۴

☆ صدرالافاضل کا ابن سعود اور نجدی علما کو چیلنج مناظرہ　۲۵۴
☆ پیغام مناظرہ بنام ابن سعود　۲۵۵
☆ نقل رجسٹری مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث　۲۵۷
☆ نقل رجسٹری حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ　۲۵۸
☆ ثناء اللہ امرت سری کو شیر بیشہ اہل سنت کا جواب　۲۵۹
☆ مولوی ثناء اللہ صاحب سے مفتی عمر نعیمی کی بحث کا آغاز　۲۶۰
☆ ابن سعود نجدی اور اس کے ہم عقیدوں کے کارناموں کا ایک منظر　۲۶۰
☆ اہلِ سنت کی فتح مبین　۲۶۴
☆ والی نجد اور نجدی ایجنٹوں کا مناظرہ سے سکوت　۲۶۵
☆ مولانا غلام احمد اخگر کا نجدیوں کو چیلنج مناظرہ　۲۶۶
☆ مولوی ثناء اللہ امرت سری کا خط　۲۶۶
☆ جواب خط　۲۶۷
☆ مولانا ابوالمحامد کی مولوی ثناء اللہ کے نام کھلی چٹھی　۲۷۰
☆ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کو دعوت مناظرہ　۲۷۱
☆ قبہ شکنوں، نجدیوں کے نام مولانا ابوالمحامد کا کھلا اعلان　۲۷۲
☆ قبہ جات کی شرعی حیثیت اور منہدمین کے دلائل کی بیخ کنی　۲۷۳

(باب ۱۰) مبارک رسومات ومعمولات کے خلاف نجدیوں کا مذہبی تشدد

☆ نعرہ رسالت پر نجدی بغض وعداوت کی مثال　۲۸۳
☆ درود خوانی سے چڑ　۲۸۴
☆ حلقہ اور ذکر مبارک بند　۲۸۵
☆ نجدیوں کے نزدیک قبروں کی زیارت اور فاتحہ خوانی مشرکانہ فعل　۲۸۵
☆ تسبیح پڑھنے، دلائل الخیرات پڑھنے، پورا کلمہ پڑھنے اور قبروں پر فاتحہ خوانی پر نجدی پابندی　۲۸۷
☆ مباح کاموں پر بھی مسلمانوں کی تکفیر　۲۸۸
☆ مسلمانوں کو مشرک کہنا نجدیوں کا وطیرہ خاص　۲۸۹
☆ نجدی ایجاد کردہ کلمہ　۲۹۰
☆ نجدیوں کی نماز اور نماز سے متعلق ان کی حرکات　۲۹۱

☆ بغیر غسل وکفن کے نجدی تدفین ۲۹۱
☆ نجدیوں کی ہوس پرستی ۲۹۲

باب (۱۱) حالات حجاز کے چشم دید گواہوں کے بیانات

☆ چشم دید حالات حجاز تین حجاج کرام کی زبانی ۲۹۵
☆ حالات حجاز مقدس کی تفصیل مولانا نثار احمد کی زبان سے ۲۹۸
☆ حالات حجاز بزبان مولانا عبد العزیز ۳۰۲
☆ حالات حجاز پر میاں حاجی محمد حنیف کانپوری کا بیان ۳۰۳

باب (۱۲) نجدی حکومت اور اس کے ظلم وبربریت کے خلاف صدائے احتجاج

☆ مارہرہ شریف میں مقابر وآثار مقدسہ کے انہدام کے خلاف صدائے احتجاج اور دعائے تطہیر ۳۰۹
☆ حرم عام مسلمانان بریلی کا سخت اندوہناک جلسۂ ماتم ۳۱۰
☆ بریلی میں عظیم الشان اجتماع کی زہرا گداز صدائے احتجاج ۳۱۳
☆ مسلمانان بریلی کا جلسۂ احتجاج ۳۱۴
☆ آستانہ رضویہ بریلی شریف میں یوم الدعاء ۳۱۵
☆ آستانہ رضویہ بریلی شریف پر حجاج کی حاضری اور حالات حجاز کے خلاف ۳۱۶
احتجاج اور تطہیر حرم کی دعا
☆ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا جلسۂ احتجاج ۳۱۷
☆ بیسلپور میں عظیم الشان جلسہ امیر نجد کے خلاف صدائے احتجاج ۳۱۷
☆ لکھنؤ میں ابن سعود کے خلاف عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ ۳۱۸
☆ نجدی مظالم کے خلاف مسلمانان قصور کا احتجاج ۳۱۹
☆ قصور میں زبردست ہڑتال صرف دو حامیان نجد نے دکانیں کھولیں ۳۱۹
☆ کارروائی جلسہ منعقدہ منجانب حنفی مسلمانان لائل پور شہر بمقام گول باغ ۳۲۰
☆ حزب الاحناف کا عظیم الشان جلسہ میں جو تجاویز بالاتفاق منظور کی گئیں ۳۲۱
☆ مدینہ طیبہ پر نجدیوں کی گولہ باری اور دیگر مظالم نجدیہ کے خلاف مسلمانان ۳۲۳
امرت سر کا اضطراب اور صدائے احتجاج
☆ نجدیوں کے حرمین شریفین کے مزارات مقدسہ گرانے کے خلاف گوجرانوالہ میں جلسہ ۳۲۴

☆ ابن سعود اور حامیان ابن سعود کے خلاف انجمن انصار الاسلام چیلی بھیت کا جلسہ ۳۲۵
☆ مدینہ طیبہ پر نجدی گولہ باری کے خلاف انجمن خدام الصوفیہ کی صدائے احتجاج ۳۲۶
☆ ہوڑا برجی کلکتہ میں نجدیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف احتجاجی اجلاس ۳۲۶
☆ حجاز مقدس میں نجدی قتل وغارت کے خلاف لاہور میں جلسہ بزم احناف ۳۲۷
☆ حجاز مقدس پر اغیار کے قبضہ جابرانہ کے خلاف جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی کا خاص جلسہ ۳۲۸
☆ نجدیوں کے مظالم کے خلاف کراچی میں عظیم الشان اجلاس ۳۲۹
☆ مسلمانان امرتسر کا جلسہ عظیم نجدی حرکات کے خلاف اظہار نفرت حضور نظام کا شکریہ ۳۲۹
☆ مسجد اقصی میں اجلاس ۳۳۱
☆ روئداد اجلاس خاص آل انڈیا سنی کانفرنس ۳۳۱
☆ جمعیۃ عالیہ اسلامیہ کا جلسہ ۳۳۲
☆ چیلی بھیت میں نجدیوں کے خلاف صدائے احتجاج ۳۳۳
☆ مسلمانان کپور تھلہ کا جوش ایمانی ونجدی حرکات پر اظہار نفرت ۳۳۵
☆ امرت سر میں نجدی مظالم کے خلاف پر جوش مظاہرہ اور اہم قراردادوں کی منظوری ۳۳۷
☆ پٹنہ بہار میں نجدی مظالم کے خلاف صدائے احتجاج ۳۳۸
☆ کارروائی جلسہ انجمن حنفیہ لائل پور ۳۳۹
☆ وزیر اعظم ایران کی درخواست مسلمانان عالم جمع ہوکر مسئلہ حجاز پر غور کریں ۳۳۹
☆ ابن سعود کو آغا رضا شاہ پہلوی کی تنبیہ اگر تم اماکن مقدسہ کی حفاظت کی ضمانت نہ دوگے تو دیگر اسلامی سلطنتیں خود اس کا انتظام کریں گی. ۳۴۱
☆ انہدام جنت البقیع پر حکومت ایران کا زبردست اعلان ۳۴۱
☆ انجمن رضویہ مرزاپور کا اجلاس ۳۴۳
☆ جنت البقیع کی ویرانی اور حنفی سادات پشاور کا احتجاج ۳۴۴
☆ طائف میں کتنے ہندی مسلمان قتل ہوئے ان کے متعلق کیا کارروائی ہوگی؟ شملہ میں اجلاس ۳۴۵
☆ لکھنؤ سے جنت البقیع کی بربادی پر یوم غم کا اعلان ۳۴۶

(باب ۱۳) نجدی حکومت سے کئے گئے سوالات ومطالبات

☆ حکومت نجد سے سوالات ۳۵۱
☆ چند اور سوالات ۳۵۲

(باب ۱۴) تحریک التوائے حج

☆ حج کی فرضیت اور التوائے حج کی تفصیل تاریخی اعتبار سے [illegible]
☆ التوائے حج کی پہلی مثال [illegible]
☆ التوائے حج کی دوسری مثال [illegible]
☆ سقوط حج کی تیسری نظیر [illegible]
☆ سقوط حج کا چوتھا نمونہ [illegible]
☆ التوائے حج کی پانچویں مثال ۳۶۰
☆ تحریک کے دوران حج کی مضرت ۳۶۰
☆ دوسری مضرت [illegible]
☆ تیسری مضرت ۳۶۱
☆ مدینہ منورہ سے التوائے حج کا فتویٰ ۳۶۱
☆ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا اعلان التوائے حج ۳۶۳
☆ جلسۂ خدام الحرمین اور تجویز التوائے حج ۳۶۳
☆ مہاراجہ محمود آباد کی تقریر اور التوائے حج ۳۶۳
☆ چندوسی کے اجلاس میں التوائے حج کی تائید ۳۶۳
☆ التوائے حج کی تائید مسلمانان مصر شام عراق یمن ایران اور جاوا کی جانب سے ۳۶۳
جمعیت خدام الحرمین کلکتہ بنگال سے اعلان التوائے حج ۳۶۵
☆ مولانا ابوالکمال صاحب کا دورہ تبلیغ اور التوائے حج ۳۶۶
☆ آگرہ جامع مسجد سے اعلان التوائے حج ۳۶۶
☆ التوائے حج کے اسباب اور اس کی شرعی حیثیت صدرالافاضل کے قلم سے ۳۶۷
☆ آج حجاز مقدس کی کیا حالت ہے؟ ۳۶۷
☆ التوائے حج کے وجوہات اور شرعی حکم بقلم مفتی اعظم ہند ۳۷۰
☆ مفتی اعظم پر حکم التوائے حج کے حوالے سے اعتراض تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ۳۷۱
☆ التوائے حج کے اقوال عدم جواز کا شرعی جائزہ ۳۷۳
☆ شرائط وجوب حج ۳۷۳
☆ حکومت حجاز کی موجودہ حالت ۳۷۵

☆ کیا حجاز میں امن ہے؟ ۳۷۵
☆ التوائے حج کے خلاف فتوی کا جائزہ بقلم مولانا عبدالحامد بدایونی ۳۷۸
☆ التوائے حج کے خلاف نجدی فتنہ انگیزیاں ۳۸۱
☆ وہابیوں کا اعلان حج ۳۸۲
☆ حج بیت اللہ اور ہندوستانی وہابی ۳۸۳
☆ عبدالواحد وہابی غزنوی کا حج اور مولوی ثناء اللہ کا معاملۂ تکفیر ۳۸۵
☆ علمائے اہل سنت کے خلاف اخبار زمیندار کی ہرزہ سرائی کا جواب ۳۸۶
☆ تحریک التوائے حج اور چند اپنوں کا منفی رویہ ۳۸۶
☆ التوائے حج کے عوامل و نتائج کی تفصیل ۳۸۷
☆ سفر زیارت ۳۸۸
☆ نجدی حکومت کو واضح رہے ۳۸۹

﴿باب ۱۵﴾ حجاز جانے والے ہندو بیرون ہند وفود کی کارگزاریوں کا تفصیلی جائزہ

☆ حجاز کو جانے والا پہلا ہندوستانی وفد ۳۹۵
☆ نامۂ رشید ۳۹۸
☆ وفد خلافت کمیٹی کی روانگی حجاز سے قبل تعجب خیز بیان بازی ۳۹۹
☆ مسٹر شوکت علی صاحب کا پیام ۴۰۰
☆ خلافت کے وفود کی بیان بازی میں تضاد ۴۰۰
☆ اراکین وفد خلافت میں آپسی ٹکراؤ ۴۰۱
☆ مولوی محمد علی، ابن سعود کی مخالفت میں ۴۰۴
☆ مولانا شوکت علی کا اظہار افسوس ۴۰۷
☆ وفد جمعیت خدام الحرمین کی کارگزاریاں ۴۰۸
☆ ناظم جمعیت خدام الحرمین پنجاب لاہور ۴۰۹
☆ وفد خدام الحرمین کے حجاز جانے کے اسباب ۴۰۹
☆ موجودہ اضطراب کا باعث ۴۱۰
☆ اب حالت کیا ہے؟ ۴۱۰
☆ نیا معاہدہ

☆ واقعات حجاز اور برطانوی مداخلت ۳۱۱
☆ خلافتی اور ابن سعود ۳۱۱
☆ ابن سعود کے خلاف انسانیت مظالم ۳۱۲
☆ خدام الحرمین کا تار ۳۱۴
☆ وفد خدام الحرمین اور ابن سعود سے سوالات ۳۱۴
☆ سوالات ۳۱۴
☆ وفد خدام الحرمین کا خط ۳۱۸
☆ وفد خلافت کو دعوت ۳۱۹
☆ برطانوی نمائندہ اور ابن سعود ۳۱۹
☆ غلہ کا محصول ۳۱۹
☆ شرط معافی محصول ۳۲۰
☆ ضبطی مکان ۳۲۰
☆ زیارت وفاتحہ کی ممانعت ۳۲۰
☆ نمائندہ اور وفود ۳۲۰
☆ نظام حکومت حجاز ۳۲۰
☆ ابن سعود ملک الحجاز بن گیا ۳۲۱
☆ وفد خدام الحرمین کا قید ہونا اور حجاز سے نکالا جانا ۳۲۱
☆ وفد خدام الحرمین کی حجاز سے مراجعت اور ہندوستان کا دورہ ۳۲۲
☆ وفد خدام الحرمین کی رپورٹ کی تائید ۳۲۴
☆ لاہور میں صدر وفد خدام الحرمین کا شاندار خیر مقدم اور مسجد وزیر خاں میں اجلاس ۳۲۵
☆ جمعیۃ خدام الحرمین کی طرف سے ارض حجاز و جیران رسول کے لئے دعا ۳۲۹
☆ جمعیۃ خدام الحرمین پنجاب کا سالانہ اجلاس ۳۲۹
☆ اجلاس کی تفصیلی روداد ۳۳۰
☆ وفد خدام الحرمین کی رپورٹ کی بابت تفصیلی بیان ۳۳۶
☆ صوبہ بنگال کلکتہ میں خدام الحرمین کی قائمہ ۳۳۹
☆ تو نے پورا کردیا جو فرض تھا انسان کا ۳۳۹
☆ حجازی وفد جمعیت الاحرار کا

☆ وفدِ حجاز و وفدِ جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی کا مکالمہ ۴۴۱
☆ نجدی وفد ہندوستان میں ۴۴۵

(باب ۱۶) نجدی مظالم کی پردہ پوشی میں ہندوستانی نجدی ایجنٹوں کی ناپاک کوششیں

☆ مساجد کے انہدام کی نجدی تاویل ۴۵۳
☆ نجدی ہواخواہوں کے نزدیک ابن سعود، غازی اور نجدی لشکر، مجاہدین ۴۵۳
☆ ظفر علی کا ابن سعود کو غازی کہنے پر جامع مسجد کانپور میں آپسی ٹکراؤ ۴۵۶
☆ ابن سعود غازی یا باغی نجدی؟ ایجنٹوں کی تضاد بیانی ۴۵۷
☆ دیوبندی اور نجدی ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں ۴۵۸
☆ ابن سعود کی حمایت میں نجدی ہواخواہ آمادۂ جنگ ۴۶۰
☆ ابن سعود کے جرائم کی پردہ پوشی اور فاسد تاویلات کے جوابات ۴۶۱
☆ سعودی مظالم کی پردہ پوشی میں خلافت کمیٹی کا کردار ۴۶۷
☆ ابن سعود کی حمایت میں جمعیۃ العلماء ہند ۴۶۹
☆ حجاز پر سعودی مظالم اور نجدیوں کی حیلہ خوری کے خلاف قاضی احسان الحق نعیمی کی آواز حق ۴۷۲
☆ مولانا غلام قادر الہ آبادی کا نجدی طرفداروں سے خطاب ۴۷۳

(باب ۱۷) زمیندار، اہل حدیث وغیرہ اخبارات کی سفیہانہ و غیر منصفانہ روش اور اس کے خلاف الفقیہ کی جرأت مندانہ کاوشیں

☆ سیاسی اخبارات ہند کا حقیقت بیانی سے گریز ۴۷۷
☆ سیاسی اخبارات پنجاب وغیرہ کی ابن سعود کی بے جا طرفداری پر مدیر الفقیہ کا تبصرہ ۴۷۸
☆ اخبارات کی غلط بیانی پر ارباب اہل سنت کی تبصرہ بازی ۴۸۰
☆ عقبہ و عمان برطانیہ کے زیر دست آنے پر خلافی اخبارات کی بوکھلاہٹ کا جواب ۴۸۲
☆ ابن سعود کا قانون اسلحہ اور اخبار زمیندار کی بے حمایت ۴۸۳
☆ اخبار زمیندار میں قضیہ موصل کی بابت غیر ذمہ دارانہ بیان ۴۸۶
☆ لکھنؤ اجلاس میں نجدی پروپیگنڈا کی چہرہ کشائی ابن سعود اور اس کے خاندان کی غداری اور زمیندار کی واقعات کو چھپانے کی ناپاک کوشش ۴۸۸
☆ سیاست اخبار کے ابن سعود کی مذمت پر اخبار اہل حدیث کی بوکھلاہٹ ۴۹۱

☆ اخبار اہل حدیث کے ایک مضمون کا تحقیقی جائزہ ۴۹۲
☆ ابن سعود کی مذمت پر دہلی اخبار کی بوکھلاہٹ ۴۹۴
☆ نجدی کی غلط تعریف ۴۹۶
☆ نجدی کی صحیح تعریف ۴۹۶

(باب ۱۸) نجدی تسلط اور اہل حجاز پر نجدی مظالم کے حوالے سے الفقیہ وغیر اخبارات و رسائل میں شائع شدہ چند اہم مراسلات

☆ مفتی اعظم ہند کا گرامی نامہ ۵۰۱
☆ بلادِ حرم میں نجدی ۵۰۲
☆ مولانا ظہور الحسن، رکن مجلس منتظمہ انجمن حنفیہ قصور کا مراسلہ ۵۰۴
☆ کھلی چٹھی بنام مدیر "سیاست" ۵۰۶
☆ اہل مدینہ کا کرامت نامہ ۵۰۸
☆ مکہ مکرمہ سے حضرت مولانا نثار احمد صاحب کا خط ۵۱۰
☆ حجاز سے مولانا محمد علی کا مکتوب ۵۱۱
☆ نجد یوا، کے تغافل سے نقصانِ جان ۵۱۱
☆ نجدی وحوش ں وحشت ۵۱۲
☆ نجدیوں کے باعث زمزم شریف نہیں ملتا ۵۱۳
☆ نجدیوں نے قیامت صغریٰ دکھادی ۵۱۳
☆ اونٹ نجدیوں سے بہتر ہیں ۵۱۴
☆ ابن سعود کے بیٹے کی بے بسی ۵۱۵
☆ نجدی کہتے ہیں کہ مقابر و آثار گندگی ہیں ۵۱۵
☆ نجدی ابن سعود کے بس کے نہیں ۵۱۶
☆ ابن سعود کو پاشا کا دندان شکن جواب ۵۱۶
☆ خبریں چھپانے کی کوشش ۵۱۷
☆ نجدیوں کی انتقام پسندی ۵۱۷
☆ پنجابی وہابی مجاہد بنتے ہیں ۵۱۷
☆ نجدیوں نے نی روک دیا

☆ نجدی بہائم کی حرکات ۵۱۸
☆ ابن سعود کا حج ۵۱۹
☆ موتمر میں مفید تجاویز کا حشر ۵۱۹
☆ موتمر کی کارگزاری ۵۱۹
☆ انتظامی کمیٹی ۵۲۰
☆ ابن سعود چندہ کا طالب ہے ۵۲۰
☆ موٹروں کی دقت ۵۲۰
☆ نجدی اوقاف کا روپیہ کھاتے ہیں ۵۲۰
☆ دینی آزادی مفقود ہے ۵۲۱
☆ عقائد کی جنگ جاری ہے ۵۲۱
☆ قبوں اور قبور کی تعمیر ۵۲۲
☆ موتمر سے مایوسی ۵۲۲
☆ مکہ معظمہ سے مولوی ظفر حسین صاحب ساکن ضلع شیخوپورہ کا خط ۵۲۲
☆ تحفظ روضۂ اقدس کے لئے اسلامی ریاستوں کے نام مہاراجہ محمود آباد کے برقی پیغامات ۵۲۵
☆ مہاراجہ محمود آباد کا خط بنام جارج پنجم ۵۲۵
☆ مولوی کفایت اللہ دہلوی کا خط بنام ابن سعود ۵۲۶
☆ مدینہ منورہ سے حالات حجاز کو بیان کرنے والا خط بنام یادگار رضا ۵۲۶

(باب ۱۹) منظومات

☆ خون کے آنسو جنت البقیع کی بربادی پر ۵۳۱
☆ بربادیٔ بقیع ۵۳۳
☆ دل دکھایا ہے بہت اس نے مسلمانوں کا ۵۳۴
☆ مجھے رب کے گھر کی بخشی شیطان نے پاسبانی ۵۳۵
☆ اے بقیع طیبہ اے خوابگاہ مومنیں ۵۳۶
☆ برباد نجدیوں کو کردے خدائے غالب ۵۳۷
☆ نبی کا کردیا پامال تو نے گلستاں نجدی ۵۳۸
☆ خون کے آنسو ۵۴۰

☆ گنے جاؤ گے تم بھی دیکھنا اولادِ شیطاں میں ۵۴۱
☆ قصیدہ در صفت نجدی چغدی علیہ ماعلیہ ۵۴۲
☆ چونکا دیا ہے نالۂ دردِ حبیب نے ۵۴۴
☆ عقائد اہلِ نجد ۵۴۵
☆ وفدِ خلافت ۵۴۶
☆ قبۂ مولدِ سلطانِ امم بھی نہ رہا ۵۴۷
☆ بمبئی میں چھوڑتے جائیں ٹرنک ایمان کا ۵۴۸

ماضی کے آئینے

مولانا محمد ادریس صاحب رضوی کلیان ممبئی

مولانا محمد ادریس صاحب رضوی کلیان ممبئی پروئے ہوئے موتیوں کو گلے کا ہار بنانا، گلے میں پہننا آسان اور بہت آسان ہے، لیکن موتیوں کو چننا، جمع کرنا، پھر پرونا، سجانا اور ہار بنانا مشکل اور بہت مشکل کام ہوتا ہے، اس مشکل کو پہننے والا نہیں بلکہ پرونے والا جانتا ہے، جس میں ہفتوں نہیں بلکہ برسوں لگتے ہیں، اسی طرح کتابیں خریدنا اور پڑھنا آسان ہوتا ہے، مگر کتابوں کو تالیف تصنیف کرنا مشکل اور بہت مشکل ہوتا ہے، سینکڑوں کتابوں کو پڑھنا اور مطلب و مقصد کی باتوں کو اخذ کرنا، تخیل کو بروئے کار لانا، ان کو ان کی جگہ سجانا، رکھنا دشوار راہوں سے گزرنے کے مترادف ہوتا ہے، حقیقت تک پہنچنے اور قارئین کو پہنچانے کے لئے مؤلف تن، من اور دھن کی بازی لگادیتا ہے، ایک ایک اقتباس کے لئے کئی کئی میل کا سفر کرتا ہے، لائبریریوں میں دن گزارنا اور کتب خانوں میں وقت صرف کرنا، مؤلف و مصنف کا ہی کام ہے، جب جاکر کتاب مطالعہ کے میز پر پہنچتی اور لائبریریوں میں سجتی ہے، جو آدمی جس کام سے جڑا ہوتا ہے، اس کو اس کا تجربہ ہوتا ہے، یہ باتیں اس لئے کہا ہوں کہ راقم بھی اسی راہ کا راہی ہے اور اس بات کا تجربہ ہے، پیش نظر قیمتی تالیف و تحریر "تاریخ المظالم النجدیہ علی الدولۃ العربیہ" مولانا مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی کی ہے، کتاب کے ۱۹/ابواب راقم کے سامنے ہیں، کتاب کی ورق گردانی کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ موصوف نے حوالوں کے لئے قدیم اخبارات و رسائل، ماہنامے و دیگر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، قارئین کرام اس بات کو ذہن نشیں رکھیں کہ قدیم کتابوں کو ڈھونڈنا آسان و سہل ہوتا ہے مگر قدیم اخبارات تک رسائی حاصل کرنا مشکل امر ہوتا ہے، کتابوں کو اکثر لائبریریوں میں جگہ مل جاتی ہے مگر اخبارات کو اکثر لائبریرین والے سنبھال نہیں پاتے ہیں، ہاں کوئی کوئی لائبریری والے اخبارات کو سنبھالنے کا جتن کرتے ہیں۔

کتاب "تاریخ المظالم النجدیہ علی الدولۃ العربیہ" کے مطالعہ سے یہ بات بالکل آئینے کی

طرح سے سامنے آتی ہے کہ ماضی کے بہت سارے حالات وواقعات تاریخ کے صفحات پر مرقوم ہو کر گمنام وادی میں پڑے ہوئے تھے، مولانا مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککراولوی نے ان گم گشتہ احمر ولعل، مرجان دمونگا، ہیرے و جواہرات، خشت وسنگ، روڑا و پتھر کو یکجا کر کے اس کا نام "تاریخ المظالم النجدیه علی الدولة العربیه" رکھا ہے، حجاز مقدس پر باغی اسلام کا قبضہ، اس کے ظلم کی روداد، ظالم کے حمایتی، مظلوموں کی سرکوبی کی داستان کو گزرے ہوئے ایک صدی کا زمانہ گزر رہا ہے اور آہستہ آہستہ وہ باتیں لوگوں کے اذہان وقلوب سے نکل رہی ہیں، نتیجہ میں لوگ بُرے کو اچھا، خراب کو عمدہ، مخدوش کو محمود کہہ رہے ہیں جبکہ حقیقت کی ردا میں گندگی ہی گندگی لگی ہوئی ہے، مولانا مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککراولوی نے اسی گم گشتہ ردا کو کھینچ کر منظر عام پر لانے کی کوششیں کی ہیں اور وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نظر آ رہے ہیں، اس کام میں انہوں نے اخبار الفقیہ کے مختلف سالوں کے اخبارات کے حوالہ جات۔ روزانہ اخبار بریلی کے حوالہ جات۔ اخبار زمیندار کے حوالہ جات۔ تاریخ نجد، اسلم جیراج پوری سے حوالہ جات۔ سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز سے حوالہ جات۔ ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ سے حوالہ جات۔ دبدبہ سکندری رام پور سے حوالہ جات۔ سواد اعظم مرادآباد کے حوالہ جات۔ اخبار اہل حدیث سے حوالہ جات۔ اخبار الفیض کے حوالہ جات۔ رسالہ ارسطو کے ساتھ دیگر دوسرے اخبارات ورسالوں اور کتابوں کے حوالہ جات ہمیں ماضی میں لے جاتے اور ماضی کی سیر کراتے ہیں کہ دیکھو حقیقت یہ ہے، حقیقت وہ نہیں جو باغی اسلام یا دشمن رسول کہتے ہیں، تاریخ کے صفحات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ نجدی شاہ سعود ظالم وجابر حکمراں تھا جس نے صحابہ کرام اور صحابیات عظام کی تربتوں کو توڑا ہی نہیں بلکہ ان کی قبروں میں بم و بارود رکھ کر قبروں کو اُڑایا، قبروں کے اُڑنے کے بعد ظالم وجابر حاکم اور اس کے عملہ کے لوگ ڈھول تاشے بجاتے اور ناچتے تھے، اس کے ردّ میں مسلمانانِ عالم جگہ جگہ احتجاج اور احتجاجی جلسے اور کانفرنسیں کرتے تھے، مولانا مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککراولوی نے اخبار الفقیہ کے حوالے سے مسجد اقصیٰ میں ایک اجلاس کی روداد ۱۴ ردسمبر ۱۹۳۱ء، صفحہ ۷ سے پیش کی ہے وہ یہ ہے:

> "یروشلم ۶ ردسمبر ۱۹۳۱ء کو مسجد اقصیٰ میں مسلم کانگریس کا ایک عظیم الشان اجلاس ہوا جس میں یروشلم اور دیگر ممالک کے عزمانے شرکت کی، اور حرمین شریفین میں مقاماتِ مقدسہ کے انہدام کو لے کر تشویش کا اظہار کیا اور ان مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کی قسمیں کھا کر اپنے جذبات کا اظہار کیا، الفقیہ لکھتا ہے: آج شام کو مسجد اقصیٰ میں مسلم کانگریس کے افتتاح کے موقعہ پر حیرت انگیز دیکھنے میں آئے، مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کے مسئلہ پر بحث کے دوران میں مصری مندوب ڈاکٹر عبدالحمید نے ایک ولولہ انگیز تقریر میں حاضرین سے کہا کہ مقاماتِ مقدسہ کی اپنے خون کے آخری قطرہ سے حفاظت کرنے کی قسمیں کھائیں اس پر تمام لوگ جوش وخروش کے عالم میں کھڑے ہوگئے سینکڑوں مندوبین اللہ اللہ کے نعرے کرنے لگے

کہنے والے کیسے کہتے ہیں کہ اس تعلق سے صرف بریلویوں نے احتجاج کیا، بدعت کو فروغ دینے میں بریلوی ہی پیش پیش تھے تو پھر مصر کے ڈاکٹر عبدالحمید و دیگر ممالک کے سینکڑوں مندوبین بھی بریلوی ہی تھے؟ اگر بریلوی ہی تھے تو ماننا پڑے گا کہ بریلوی ہی شریعت و سنت کے پابند اور صحابہ کرام و صحابیات عظام کی بارگاہ کے باادب اور اولیاء کرام کی چوکھٹ کے محافظ ہیں، باقی سب ظالم و جابر، بے ادب و گستاخ ہیں کہ تیرہ صدی میں ایسی گستاخی اور بے ادبی کسی نے نہیں کی، بریلوی کو قبر کے پجاری کہنے والے خود قبر کی کمائی پر گزارہ کرتے ہیں۔

اس ظالم حکمراں کے چمچوں نے مقابر و مساجد کو توڑنے، اکھیڑنے اور پھینکنے کے ساتھ ساتھ جن لوگوں نے ان آوارہ لوگوں کے جشن میں شریک نہیں ہوئے ان کو بھی قتل کر دیا، جو لوگ اس بات کو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں اور جو لوگ نہیں جانتے ہیں، وہ لوگ مولانا مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی کی تصنیف و تالیف "تاریخ المظالم النجدیہ علی الدولۃ العربیہ" کا مطالعہ کریں، آج کے بدعقیدہ، بھٹکے ہوئے اور اسلام سے دُور پڑے ہوئے بھان متیوں کو دکھائیں کہ تمہارے آقا و مولا نے کیسی کیسی حرکتیں کی ہیں، ذرا ماضی میں پلٹ کر اس دور کے اخبارات کو دیکھو تو اے بھان متیو حقیقت تم پر عیاں ہو جائے گی تو تم بھی اپنے آقا سے نفرت کرنے لگو گے، اور دل کا دروازہ کھل جائے گا تو توبہ توبہ کرتے ہوئے بریلی کی جانب پلٹ آؤ گے۔

مولانا مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی کی تصنیف "تاریخ المظالم النجدیہ علی الدولۃ العربیہ" ایسی تصنیف ہے کہ ہر پڑھے لکھے کو اپنے گھروں میں رکھنا چاہیے، اور جو لوگ حقیقت جاننے کے متمنی ہیں ان کو بھی خرید کر حقیقت تک پہنچنا چاہیے کہ ایسی کتاب ہمیشہ منظرِ عام پر نہیں آتی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عام بنائے (آمین)

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد
الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

مصطفیٰ پیارے صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں اپنے صحابہ کے درمیان جلوہ فرما ہیں اور خدا کی بارگاہ میں ملک یمن اور ملک شام کے لیے برکت کی دعا کر رہے ہیں، عرض کر رہے ہیں اللھم بارك لنا في شامنا اللھم بارك لنا في يمننا، اسی دوران مجمع سے کسی کی آواز آتی ہے کہ یارسول اللہ علیک الصلاۃ والسلام ہمارے نجد کے لیے بھی دعا فرمائیں تو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر دعا سے منع فرمادیا:

هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان۔

یعنی نجد سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا بتایا ویسا ہی ہوا یعنی بارہویں صدی کی دوسری دہائی میں نجد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شکل میں شیطانی سینگ ظاہر ہوا۔ اور اس کے ذریعہ وہاں سے بے شمار فتنوں نے جنم لیا، اور آج بھی لے رہے ہیں۔

ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی ذریت نے اسلام مخالف طاقتوں کے ایما پر اسلام کے خلاف کھل کر ریشہ دوانیاں، چیرہ دستیاں اور فتنہ انگیزیاں کیں۔

ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ وہ مذہب جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ایک مومن بندہ کے لیے اتنا کافی نہیں سمجھا گیا کہ وہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع وفرماں بردار ہے بلکہ اس کے لیے ابن عبدالوہاب نجدی کو ماننا بھی لازمی قرار دے دیا گیا۔ اسی کو مسلمان جانا مانا گیا جس نے نجدی کی پیروی واتباع کی اور جس نے اس کی پیروی سے انکار کیا اس کو مسلمان نہیں مانا گیا بلکہ اسے مباح الدم قرار دیا گیا۔ اس کے گھر کی عورتیں نجدی پیروکاروں کے لیے حلال ٹھہرادی گئیں۔ نبوت کا مدعی تھا بے شمار عقائد کفریہ وباطلہ کا حامل تھا۔

نجدی مذہب کے عقائد و نظریات:

وہابی مذہب کے بانی مبانی ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے عقائد و نظریات سے متعلق حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

"یہ ناپاک ترکہ اسی بے باک اخبث امام اول دین مستحدث یعنی ابن عبدالوہاب نجدی علیہ ما علیہ کا ہے، کہ اپنے موافقان ناخردمند نفرے چند بے قید و بند آزادی پسند کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و شرک کہتا، اور خود اپنے باپ، دادا، اساتذہ مشائخ کو بھی صراحۃً کافر کہہ کر پوری سعادت مندی ظاہر کرتا۔

اور نہ صرف انہیں پر قانع ہوتا بلکہ آج سے آٹھ سو برس تک کے تمام علماء و اولیاء سائر امت مرحومہ کو (خاک بدہانِ ناپاک) صاف صاف کافر بتاتا اور جو شخص اس کے جال میں پھنس کر اس کے دست شیطان پرست پر بیعت کرتا اس سے آج تک اس کے اور اس کے ماں باپ اور اکابر علمائے سلف نام بنام سب کے کفر پر اقرار لیتا۔

اور اگر چہ بظاہر ادعائے حنبلیت رکھتا مگر مذاہب ائمہ کو مطلقاً باطل جانتا اور سب پر طعن کرتا اور اپنے اتباع ہر کندہ ناتراشیدہ کو مجتہد بننے کا حکم دیتا۔ یہ دو چار حرف اردو کے پڑھ کر استر بے لگام و اشتر بے مہار ہو جانا بھی اسی خرنا مشخص کی تعلیم ہے۔"

[ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ، ربیع الآخر و جمادی الاولی، ۱۳۱۹ھ ص ۵،۴]

حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین قادری مرادآبادی تغمدہ اللہ الھادی، نے اپنے ایک مضمون میں نجدی مذہب کے چند عقائد کفریہ و نظریات باطلہ بیان کئے ہیں ہم یہاں قارئین کے مطالعہ کے لیے وہ نقل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔ حضور صدر الافاضل لکھتے ہیں:

ان کے عقائد فاسدہ تو بہت ہیں چند لکھے جاتے ہیں:

(۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر ان کے نزدیک ناجائز بلکہ کفر و شرک ہے۔ قدوۃ الانام شیخ الاسلام حضرت علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں:

یعتقدون انہ لا یجوز تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحیثما صدر من احد تعظیم لہ صلی اللہ علیہ وسلم حکموا علی فاعلہ بالکفر والاشراک۔

(یعنی، نجدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے ناجائز ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جب کوئی نبی کی تعظیم کرتا ہے تو اس پر کفر و شرک کا حکم لگا ...ء، ص ۴۹، نعیم

(۲) قرآنِ پاک میں جو آیتیں مشرکین کے حق میں نازل ہوئیں ان کو وہابیہ نجدیہ، مسلمانوں پر ڈھالتے ہیں، یہی حال وہابیہ ہند کا بھی ہے۔ حضرت علامہ فرماتے ہیں:

وعمدوا الی آیات کثیرۃ من آیات القرن التی نزلت فی المشرکین فحملوھا علی المومنین۔

(یعنی، قرآن کی بہت سی آیتوں کو جو مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں جان بوجھ کر مسلمانوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ مرجع سابق، ص ۸۷۔ نعیمی)

(۳) زیارت اور توسل اور شفاعت کے منکر ہیں۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ومما یعتقدہ المنکرون للزیارۃ والتوسل منع طلب الشفاعۃ من النبی ﷺ۔

(یعنی ان کے اعتقادات میں ہے کہ وہ زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے وسیلہ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں اور اس سے روکتے ہیں۔ مرجع سابق، ص ۸۰۔ نعیمی)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر امت کو کافر اعتقاد کرتے اور ان کے جان و مال مباح جانتے اور انہیں ابولہب اور ابوجہل جیسا مشرک سمجھتے ہیں۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کفروا اکثر الامۃ واستحلوا دماء ھم واموالھم وجعلوھم مثل المشرکین الذین کانوا فی زمن النبی ﷺ

نیز فرمایا:

ومن العجب ان ھٰؤلاء القوم یاتیھم المسلم فیقول اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ فیقولون لہ انت لم تعرف التوحید وتوحیدک ھذا توحید الربوبیۃ وما عرفت توحید الالوھیۃ فیستحلون دمہ وما لہ بالتلبیسات الباطلۃ۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس قوم کے پاس مسلمان آتا ہے اور اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ پڑھتا ہے تو یہ وہابی اس سے کہتے ہیں کہ تو توحید کو نہیں جانتا، تیری یہ توحید توحید ربوبیت ہے توحید الوہیت کو تو نے جانا ہی نہیں۔ یہ کہہ کر اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ پڑھنے والے کا خون حلال اور مال تلبیسات باطلہ کے ساتھ حلال کر لیتے ہیں۔

[مرجع سابق، ص ۹۹]

ابن سعود نجدی نے مطبع ام القریٰ میں ایک کتاب مجموعۃ التوحید ۱۳۴۳ھ، میں چھاپی ہے، اس کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے:

والصفات۔ اما توحید الربوبیة فھو الذی اقربہ الکفارفی زمن رسول اللہ ﷺ ولم یدخلھم فی الاسلام وقاتلھم رسول اللہ ﷺ علی ذلک واستحل دماء ھم واموالھم۔

یعنی توحید کی تین قسمیں ہیں: ایک توحید ربوبیت، دوسری توحید اُلوہیت، تیسری توحید اسماء وصفات، لیکن توحید ربوبیت وہ ہے کہ زمانۂ اقدس میں کفار بھی اس کے مقر تھے اور اس نے انہیں اسلام میں داخل نہ کیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا اور باوجود اس توحید کے ان کے خونوں اور اَموال کو حلال جانا۔ [مجموعة التوحید، ص ۵]

نجدی نے ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ'' پڑھنے والے اور توحید اسلامی کی گواہی دینے والے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے اور ان کے مال لوٹنے اور خون مباح کرنے کے لیے یہ اُصول بنایا ہے کہ وہ توحید ربوبیت کے قائل ہیں اور اس سے مسلمان نہیں ہوسکتے۔ ان کی گردن مارنا، ان کے مال لوٹنا سب جائز ہیں۔

کیسا بڑا ستم ہے کہ حضور انور، روحِ مجسم، جانِ مصور صلی اللہ علیہ وسلم تو اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ پڑھنے پر کافر کو مسلمان کردیں، اور ان کے خون اور مال محفوظ فرمادیں اور انہیں جنت کی بشارت دیں اور نجدی ان کا خون حلال کرنے کے لیے ان کی شہادت کو اپنی اختراعی توحید ربوبیت بتا کر ان کے خون واَموال مباح کرے اور انہیں کافر بتائے۔ بخاری ومسلم میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوة و یوتوا الزکوة فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے مقاتلہ کروں۔ یہاں تک کہ وہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوۃ دیں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنے مالوں اور خونوں کو مجھ سے بچالیا مگر بحق اسلام اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

[صحیح بخاری، ۱/۱۴ کتاب الایمان، صحیح مسلم، ۱/۵۳، کتاب الایمان]

حضور کا تو یہ حکم ہے کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھنے والے کا جان و مال محفوظ مگر نجدی کے نزدیک باوجود ان شہادتوں کے وہ کشتنی مباح الدم، اس کا مال لوٹنے کے قابل اور یہ توحید

توحید ربوبیت ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا
(یعنی راستہ کا فرق دیکھو کہاں سے کہاں تک جا پہنچا۔ نعیمی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی شدید مخالفت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جسے مومن فرمائیں یہ بے دین اسے کافر کہیں۔ حضور جس کے جان ومال محفوظ کریں یہ انہیں کے جان ومال مباح کریں۔ قاتلھم اللّٰہ۔

بخاری میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وفد عبدالقیس کی حاضری بارگاہ بیکس پناہ کا تذکرہ ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ:

امرھم بالایمان باللّٰہ وحدہ قال أتدرون ما الایمان باللّٰہ وحدہ قال اللّٰہ ورسولہ اعلم قال شھادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمدا رسول اللّٰہ۔

یعنی حضور نے انہیں اللہ واحد یکتا کے ساتھ ایمان لانے کا حکم فرمایا۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ واحد کے ساتھ ایمان لانا کیا ہے؟ عرض کیا خدا رسول دانا تر ہیں۔ فرمایا: لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی گواہی دینا۔ [صحیح بخاری، ۱/۲۰، کتاب الایمان]

حضور اس شہادت کو ایمان قرار دیتے ہیں۔ یہ توحید ربوبیت نجدی کی ایمان میں پیدا کی ہوئی بدعت ضلالت ہے، اللہ پناہ میں رکھے۔ بخاری ومسلم کی ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من احد یشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللّٰہ علی النار

یعنی جو کوئی بھی بصدق دل لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی گواہی دے اللہ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

[صحیح بخاری، ۱/۳۰، کتاب الایمان، صحیح مسلم، ۱/۶۱، کتاب الایمان]

ایسے ہی حضرت عبادہ ابن صامت سے مروی ہے۔ اور اس مضمون میں بکثرت احادیث وارد ہیں لیکن نجدی ان تمام احادیث سے آنکھیں بند کر کے مسلمانوں کو بے دھڑک مشرک کہتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

حضرت علامہ دحلان قدس سرہ نے اسی درر السنیہ میں فرمایا:

لا یعتقدون موحدا الا من تبعھم فیما یقولون فصار الموحدون علی زعمھم اقل کل قلیل کان الوھاب الذی ابتدء ھذہ البدعۃ یخطب

للجمعة في مسجد الدرعية و يقول في كل خطبة ومن توسل بالنبي فقد كفر و كان اخوه الشيخ سليمان بن عبد الوهاب من اهل العلم فكان ينكر عليه انكارا شديدا في كل ما يفعله او يامر به ولم يتبعه في شئي مما ابتدعه وقال له اخوه سليمان يوما كم اركان الاسلام يامحمد بن عبد الوهاب فقال خمسة فقال انت جعلتها ستة السادس من لم يتبعك فليس بمسلم هذا عندك ركن سادس للاسلام۔

یعنی وہابی اپنے تابعین کے سوا کسی کو موحد نہیں جانتے۔ ان کے گمان میں موحد نہایت کم یاب اور ہر چیز سے نادر ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب جو اس بدعت کا موجد تھا مسجد درعیہ میں جمعہ کا خطبہ پڑھتا تھا اور وہ ہر خطبہ میں کہا کرتا تھا کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل کیا وہ کافر ہو گیا۔ اور اس کا بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب اہلِ علم میں سے تھا۔ وہ اس کا شدید رد کیا کرتا تھا۔ اور ان بدعات میں اس کا اتباع نہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس سے اس کے بھائی سلیمان نے کہا کہ اسلام کے کتنے ارکان ہیں اے محمد بن عبدالوہاب؟ کہا پانچ۔ سلیمان نے کہا تو نے چھ کر دیے کیونکہ جو تیرا اتباع نہ کرے تیرے نزدیک مسلمان نہیں تو تیرا اتباع چھٹا رکن اسلام ہوا۔

[الدرالسنیہ فی الردعلی الوہابیہ، ص۱۰۳،۱۰۴]

ولاحول ولا قوة الا باللّٰه

کتاب مجموعة التوحید صفحہ ۲۲ پر عرب کے بدوؤں کے لیے علی العموم حکمِ کفر صادر کیا ہے اور ان کے مسلمان بنانے والے علما کو جاہل وشیطان کہا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے:

یصرح هؤلاء الشيطن المردة الجهلة ان البدوا سلموا ولو جرى منهم ذلك كله لانهم يقولون لا اله الا اللّٰه ولازم قولهم ان يهودا سلموا لانهم يقولونها وايضا كفر هؤلاء اغلظ من كفر اليهود باضعاف مضاعفه

یہ شیاطین (علما) سرکش جاہل تصریح کرتے ہیں کہ بدو مسلمان ہیں۔ گو ان سے یہ سب کچھ جاری ہوا، اس لیے کہ وہ لا الہ الا اللّٰہ کہتے ہیں۔ ان علماء کے قول سے لازم آتا ہے کہ یہودی مسلمان ہوں کیونکہ وہ بھی یہ کہتے ہیں اور نیز ان بدوؤں کا کفر یہودیوں کے کفر سے چند در چند غلیظ ہے۔

دیکھیے ایک حکمِ عام سے عرب کے تمام بدوؤں کو کافر کر ڈالا، یہی نہیں اس کے ہاتھ سے دنیا میں کوئی نہیں بچا اور تمام جہان کے مسلمانوں کو کافر بنا ڈالنے کے لیے قاعدہ گھڑ ڈالے۔

اسی کتاب مجموعة التوحید کے صفحہ ۲۳، پر یہ لکھا ہے:

علیهم کفرا جماعا الثالث من لم یکفر المشرکین او یشك فی کفرهم او صحح مذهبهم کفر۔

یعنی دوم جس نے اپنے اور خدا کے درمیان واسطے مقرر کیے۔ جنہیں پکارتا ہے، اور ان سے شفاعت چاہتا ہے، اور ان پر بھروسہ کرتا ہے، وہ اجماعا کافر ہو گیا۔ سوم جو مشرکین کو کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو سچ جانے وہ بھی کافر ہے۔

نجدی کی اس عبارت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ لائے یا شفاعت کا اُمیدوار ہو وہ بھی کافر اور جو اسے مسلمان جانے وہ بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ نجدیوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور انبیاء اولیا کو اپنا وسیلہ و شفیع جانتے ہیں۔ اور یہی قرآن و حدیث نے بتایا ہے۔ تو نجدی کے اس حکم سے وہ سب کافر ہیں۔ ہندوستان کے وہابیہ کا بھی عقیدہ یہی ہے چنانچہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی صفحہ ۵ (پر ہے):

اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں پر وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو۔ یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔

جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیا اور اولیا کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیا و اولیا کو پیروں و شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے۔

سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں، اور اس کی مخلوق اور یہ قدرت و تصرف اس نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔

ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا ہم اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں۔ اور ان باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا و رسول کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط سلط رسموں کی سند پکڑی اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے اللہ صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتا دیا۔ (تقویۃ الایمان، ص۵)

ملاحظہ کیجیے کہ ہندوستانی وہابی کی تقویۃ الایمان نجدی مجموعۃ التوحید کے قدم بقدم چلی آرہی ہے۔ شفاعت و توسل کی بنا پر یہ دونوں تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیتے

طابق النعل بالنعل۔
(یعنی، جوتا جوتے کے مطابق ہے۔ نعیمی)
اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۸ میں لکھا ہے:

"یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے۔ گو وہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہے۔"

اس حکم شرک نے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر ہی دیا۔ مگر لطف یہ ہے کہ اس سے گھر والے بھی نہ بچے۔ اور اس کفر و شرک کی تیز تلوار نے تمام دیو بندی پارٹی کو بھی حلال کر ہی چھوڑا جس میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی محمود حسین دیو بندی، مولوی احمد حسن امروہوی، مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیو بند، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی عبد الرحیم رائے پوری، مولوی محمد حسن دیو بندی، مولوی قدرت اللہ مرادآبادی، مولوی حبیب الرحمٰن دیو بندی، مولوی احمد مہتمم مدرسہ دیو بند، مولوی غلام رسول مدرس مدرسہ دیو بند، مولوی سہول سابق مدرس مدرسہ دیو بند، مولوی عبد الصمد بجنوری، مولوی محمد اسحٰق نہٹوری، مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی صدر جمعیۃ العلما، مولوی ضیا الحق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، مولوی محمد قاسم مدرس امینیہ دہلی، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی سراج احمد مدرس مدرسہ سروہنا میرٹھ، مولوی محمد اسحٰق میرٹھی، مولوی حکیم مصطفیٰ بجنوری، مولوی حکیم مسعود احمد پسر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد یحییٰ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

ان سب کی تصدیقات کے ساتھ ایک کتاب "التصدیقات لدفع التلبیسات" چھاپی گئی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

الجواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیا و صلحا و اولیا و شہدا و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں ہو یا بعد وفات۔ بایں طور کہ کہے یا اللہ! میں وسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ چناں چہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوی میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

[التصدیقات لدفع التلبیسات، ص۱۰۲، ۱۰۳]

اس عقیدہ پر نجدی کی کتاب مجموعۃ التوحید اور مولوی اسمٰعیل کی تقویۃ الایمان کے حکم سے

تمام دیوبندی علما اور ان کو مسلمان جاننے اور ان کے مذہب کو صحیح ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شرکت کرنے والے سب کافر۔ اب بتائیں وہابی صاحبان کہ وہ کس ناز پر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں؟ وہ تو وہابی اور نجدی حکم سے بھی کافر خارج از اسلام ہیں۔

عجب تر یہ ہے کہ ابن عبد الوہاب تمام دنیا کو مشرک جاننے کے ساتھ اپنے پیروؤں اور پیشواؤں اور پچھلے چھ سو برس کے مسلمانوں کو بھی مشرک جانتا تھا اور اپنے لیے وحی الہام کا بھی مدعی تھا۔ حضرت علامہ سید احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قال له رجل آخر مرة هذا الدين الذي جئت به متصل ام منفصل؟ فقال له حتى مشايخي ومشايخهم الى ستمأة سنة كلهم مشركون فقال له الرجل اذن منفصل منفصل لامتصل فعمن أخذته فقال وحي الهام كالخضر۔

ایک مرتبہ اس سے ایک شخص نے کہا یہ دین جو تو لایا ہے اس کا سلسلہ متصل ہے یا منقطع؟ کہنے لگا کہ میرے پیر و استاد اور ان کے پیر چھ سو برس کے زمانہ تک سب کے سب مشرک ہیں۔ تو اس شخص نے کہا کہ اب تو تیرا دین منفصل ہوا متصل تو نہ ہوا تو تو نے کس سے اخذ کیا؟ کہنے لگا کہ خضر کی طرح وحی الہام سے۔ [الدرالسنیه فی الردعلی الوہابیة، ص۱۰۵، ۱۰۶]

یہی علامہ اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:

فظاهر من حال عبد الوهاب انه يدعي النبوة۔

اور عبد الوہاب کے حال سے ظاہر یہ ہے کہ وہ نبوت کا مدعی ہے۔ [مرجع سابق، ۱۱۵]

چناں چہ کتاب مجموعة التوحید کے مقدمہ میں ابن عبد الوہاب کو ''امام الدعوت الی الحق'' لکھا ہے اور وہابیہ ہند کی تحریرات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کی نبوت کے معتقد ہیں۔ گو مصلحتاً اس اعتقاد کو عام طور پر ظاہر نہیں کرتے لیکن جو باتیں تحریروں میں آچکیں اور کتابوں میں چھپ چکیں وہ کہاں تک چھپائی جاسکتی ہیں۔ ہندوستانی وہابیوں کے پیشوائے اعظم میاں اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد کی نسبت اپنی کتاب صراط المستقیم صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں:

نفس عالی حضرت ایشان بر کمال مشابهت جناب رسالت مآب علیه افضل الصلوٰة والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شده۔

یعنی اسمٰعیل کے پیر کی ذات والا، ابتداء فطرت میں حضور پُر نور سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال مشابہت پر پیدا ہوئی۔ (معاذ اللہ)

صفحہ ۱۳ میں لکھا: مکالمه و مسامره بدست می آید۔ یعنی کیفیت عشقیہ کے غلبہ میں خدائے تعالیٰ سے کلام و گفتگو بھی ہو جاتی ہے۔

[السواد الاعظم، جمادی الثانی، ۱۳۴۵ھ، ص ۵ تا ۸، شعبان المعظم، ۱۳۴۵ھ، ص ۱۱ تا ۱۲]

نجدی اور اس کے متبعین مذکورہ عقائد و نظریات فاسدہ باطلہ کفریہ کے سبب اہل سنت کے نزدیک مرتد و بد دین خارج از دین اسلام ہیں۔ البتہ دیوبندی مذہب میں اس کے تعلق سے مختلف نظریات ملتے ہیں۔

دیابنہ کے شیخ الہند یعنی مولوی حسین احمد مدنی صاحب اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں لکھتے ہیں:

''محمد بن عبد الوہاب نجدی..... خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا.... الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا الخ'' [الشہاب الثاقب، ص ۵۴]

دیوبندی محدث انور شاہ کشمیری اپنی کتاب فیض الباری میں لکھتے ہیں:

''امام محمد بن عبد الوهاب النجدی فکانه رجلا بلیدا قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم بالکفر''

محمد بن عبد الوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور وہ مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں بہت تیز تھا۔'' [فیض الباری، ص ۱۷۱، بحوالہ تاریخ نجد و حجاز ص ۱۷۳]

لیکن اس کے برعکس انہیں دیوبندیوں کے دوسرے مولوی جو ان کے نزدیک قطب الارشاد، امام ربانی ہیں یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ میں محمد بن عبد الوہاب کے تعلق سے یہ لکھتے ہیں:

''محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا... عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا'' دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے ... مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں... عقائد سب کے متحد ہیں الخ۔

[فتاویٰ رشیدیہ، ۲۳۱-۲۳۲]

حجاز پر نجدی تسلط:

ابن عبد الوہاب نجدی نے اپنے مذہب کے فروغ کے لیے بہت سے با رسوخ افراد کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنایا اور ان کے ذریعہ اپنے مذہب کی اشاعت میں سرگرم ہو گیا۔ اس کے اتباع میں خصوصی نام امیر محمد ابن سعود کا آتا ہے جو مسیلمہ کذاب کے شہر درعیہ کا باشندہ تھا۔ امیر ابن سعود نجدی کا دست و بازو بن کر اس کی حمایت میں سرگرم ہوا تو اپنے ماتحتوں کو نجدی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنے لگا جس کا اثر یہ ہوا کہ لوگ قبیلہ در قبیلہ نجدی مذہب کے زیر اثر آنے لگے۔

نجدی کو جب یہ احساس ہوگیا کہ میرا اثر ورسوخ کافی ہو چکا ہے تو اس نے حجاز مقدس کو اپنے زیر اثر کرنے کی ترکیبیں شروع کردیں بالآخروہ کامیاب ہوگیا اور ۱۲۰۵ھ میں حرمین طیبین پر ابن سعود کے ہاتھوں حجاز مقدس پر نجدی تسلط ہوگیا اور اس کے ایک سال بعد یعنی ۱۲۰۶ھ میں نجدی اس دنیا سے کوچ کرگیا۔ اور کچھ مدت کے بعد یعنی ۱۲۳۳ھ میں نجدیوں کو حجاز سے بھگا دیا گیا جس کا ذکر کرتے ہوئے صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں:

"کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلة لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون و ان من خالف اعتقادھم مشرکون و استباحوا بذلك قتل اھل السنة و قتل علمائھم حتی کسر اللّٰہ تعالیٰ شوکتھم وخرب بلادھم و ظفرھم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلثین ومأتین والف"

یعنی جیسے ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا، جو نجد سے نکلے اور انہوں نے حرمین طیبین پر تغلب کیا اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن درحقیقت ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان فقط وہی ہیں اور جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہیں سب مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کے قتل کو مباح جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شوکت توڑ دی۔ ان کے شہر ویران کیے۔ ۱۲۳۳ھ میں مسلمانوں کے لشکروں کو ان پر فتح مند کیا۔

[فتاوی شامی، باب البغاة، ۳۰۳/۶]

۱۹۲۴ء میں پھر سعودی خاندان کے عبدالعزیز بن سعود نامی نجدی پیروکار کے ذریعہ حجاز مقدس پر نجدی تسلط ہوگیا جو بدقسمتی سے اب تک جاری ہے۔ حجاز مقدس پر نجدی سعودی تسلط کی روح سوز انسانیت کش تاریخ قارئین زیر نظر کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔ عبدالعزیز ابن سعود کے ذریعہ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں حجاز مقدس پر جو تسلط ہوا اس کے کیا اسباب ونتائج رہے کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوں گے۔ ہم یہاں بس اس نجدی سعودی تسلط کی جانکاہ و دردناک داستان کا خلاصہ صدرالافاضل کے الفاظ میں بیان کرکے بات ختم کرتے ہیں۔ صدرالافاضل لکھتے ہیں:

"ابن سعود نامسعود نجدی وہابی گمراہ بے دین مخالف اسلام دشمن مسلمین امت مرحومہ کا مکفر ہے۔ اس نے اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب کے قدم بہ قدم ارض پاک حجاز وحرم شریف کی ایسی ایسی بے حرمتی کی، جس سے کافر نسلیں بھی کانپ اُٹھتا۔ وہ حیا سوز مظالم کیے جس کی مثال دنیا کی کسی بے حیا سے بے حیا تر قوم میں نہیں ملتی۔ تمام عالم کے مسلمان ان بے دینوں کے نزدیک مشرک مباح الدم ہیں۔

ان خبیثوں کے نزدیک ان کے خون جائز ان کے مال حلال، ان کی بے حرمتی روا، عورتوں، بچوں، بوڑھوں سب کو تہ تیغ کر ڈالنا ثواب۔ قبریں اُکھاڑنا اور بزرگان سلف کی اہانت کرنا توحید۔"

[مقالات صدر الافاضل ص]

اللہ پاک حجاز مقدس کو نجدی سعودی تسلط سے پاک فرمائے۔ اور اہل سنت کے لیے فتح کی راہیں ہموار فرمائے۔ اور اہل سنت کو نجدیوں سعودیوں پر غلبہ عطا فرمائے۔ اور اہل سنت کو سرزمین حجاز کی مقدس خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

نیاز مند

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

باب ﴿۱﴾

حجاز مقدس پر نجدی تسلط
اور اس کے اسباب

maablib.org

حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور اس کے اسباب

تاریخ بیسویں صدی کی دوسری دہائی کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ یہ وہ دہائی ہے جس کے چوتھے سال حجاز مقدس پر نجدیوں وہابیوں نے ناجائز قبضہ کیا۔ اور اس مقدس سرزمین پر اپنی وحشیانہ حرکتوں سے یزیدی تاریخ دہرا کر حجاز مقدس کو کربلا بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

اس سے پیشتر بھی نجدی حجاز مقدس پر قابض ہو گئے تھے۔ مگر یہ قبضہ زیادہ دن نہ رہا۔ اور جلد ہی ترکوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھا کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ مگر ہمیشہ اسی تاک میں رہتے تھے کہ کسی طرح موقع ہاتھ آئے اور حجاز مقدس پر مکمل قبضہ ہو جائے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ حجاز مقدس پر ان کے قبضہ کا اصل مقصد گنبد خضری اور دیگر مقامات مقدسہ کی بے حرمتی اور مقامات مقدسہ کو پامال کرنا تھا۔ اس سے انکار نہیں کہ اس کے علاوہ بھی وجوہ ہو سکتے ہیں۔ مگر تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد اور ان کی تعلیمات کو پڑھنے کے بعد یہ کہا جانا زیادہ موزوں ہے کہ مسلمانوں کی عقیدتوں کے محور مقامات مقدسہ اور خاص کر گنبد خضری کا انہدام ان کا اصل ہدف تھا۔ امرت سر کا مشہور ہفتہ وار اردو اخبار ''الفقیہ'' جس کی شہادت دے رہا ہے اخبار لکھتا ہے:

''شیاطین نجد ایک صدی سے اس تاک میں تھے کہ ان کے منحوس اور ملعون قدم سرزمین حجاز کو نجس کریں۔ اس طائفہ طاغیہ نے ایک دفعہ مکۂ معظمہ کو فتح بھی کر لیا تھا۔ مگر دولت علیہ عثمانیہ نے محمد علی پاشا مرحوم کو بھیج کر ان شیاطین کا استیصال کیا۔ اور گذشتہ سال تک ان کو اپنے ناپاک ارادوں میں کامیابی حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔

یہ صحیح ہے کہ شیاطین نجد کی اصلی غرض حکومت یا سلطنت کی نہ تھی۔ جبکہ ان کی واحد غرض یہ رہی کہ روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہدم کر کے چھوڑ دیں۔ چنانچہ طائف اور مکۂ معظمہ کے مقامات متبرکہ کا انہدام، بے حرمتی، لوٹ مار، ظلم و ستم وہ در اصل اسی ناپاک ارادہ کے پیش خیمہ ہیں۔ ترکوں سے ہزیمت پانے کے بعد یہ شیطانی گروہ اس قابل نہ رہا کہ یہ دنیا میں زندہ رہ سکے۔ مگر ان شیاطین نے سلطنت برطانیہ سے ساز باز کر لیا۔ اور اپنا مقرر کر لیا۔ جس سے خاندان شیخ نجدی ملعون کی پرورش ہوتی رہی۔ جنگ عظیم کے دوران

بھی سلطنت برطانیہ کو سخت ضرورت تھی کہ حجاز سے ترکوں کا تعلق منقطع کر دیا جائے۔ مگر شیاطینِ نجد کو اُس وقت مزید جرأت تو کوئی نہ ہوئی اور انہوں نے وظیفہ پر قناعت کی اور خاموش بیٹھے رہے۔"

[الفقیہ، ۲۱/ اگست ۱۹۲۵ء، ص ۴]

حجازِ مقدس میں نجدی تسلط کے اسباب:

حجازِ مقدس میں نجدی تسلط کے بہت سے اسباب ہیں لیکن سب سے اہم سبب حاکم حجاز شریف حسین کی ذات ہے۔ حاکم حجاز شریف حسین کی زرہوس اور دوغلی پالیسی حجاز پر نجدی غلبہ کا سبب بنی ہے۔ اس لئے پہلے یہاں ہم خاص کر شریف حسین کی بوالہوسی اور زر پرستی نیز نجدی تسلط اور شریف حسین کی شکست و فرار اور آخری ایام کے حوالے سے قدرے تفصیلی بیان قلمبند کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

شریف حسین بحیثیت ملک الحجاز:

۱۹۰۸ء میں جب کہ جنگ عظیم کا دور تھا ترکی فوج دوسرے ملکوں سے برسر پیکار تھی اسی بیچ شریف حسین نے انگریزوں کے ساتھ سانٹھ گانٹھ کر کے حجاز کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور اس طرح انگریزوں کی مدد سے ترکوں سے بغاوت کر کے شریف حسین حجاز کا بادشاہ بن بیٹھا۔ اخبار الفقیہ اس تعلق سے لکھتا ہے:

"سلطنت برطانیہ شریف حسین سے ساز باز کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اور اس نے شوقِ سلطنت میں کھلم کھلا ترکوں سے بغاوت کردی۔ ترکی فوج اُس وقت یورپ اور عراق میں مصروفِ پیکار تھی۔ اس لیے حجاز کے متعلق وہ کچھ نہ کر سکے۔ بعض لوگوں کے خیال میں عرب کے حالات پر قیاس کر کے یہ بُرا فعل نہ تھا۔ کیوں کہ یہ گمان تھا کہ اگر انگریزوں نے غلّہ کی درآمد میں رُکاوٹ ڈال دی تو اہلِ حجاز بھوکے مر جائیں گے۔ نہ صرف گمان تھا بلکہ آثار پائے جاتے تھے۔ ایک دن ضرور ایسا آنے والا تھا کہ حجاز میں ایک دانہ غلّہ کا موجود نہ ہوگا۔ شریف حسین نے اگرچہ سلطنت عثمانیہ سے بغاوت کی اور دنیائے اسلام کی نظروں میں ذلیل ہوا۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اہلِ حجاز اس کی اس کارروائی سے بچ گئے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ اس فائدہ کے مقابلے میں سلطنت اسلامیہ کا جس قدر نقصان ہوا وہ اس فائدے سے ہزاروں نہیں لاکھوں درجہ زیادہ نقصان رساں تھا۔

شریف حسین کی بغاوت کی سلطنتِ عثمانیہ کو چنداں پرواہ نہ ہوتی۔ مگر جبکہ جنگ کا رُخ بدل گیا اور اتحادی کامیاب ہو گئے۔ جرمن اور اس کے حلفاء کو شکست ہوگئی۔ تو ترک اس قابل نہ رہے کہ شریف حسین کو اُس کی بغاوت کی سزا دے سکیں۔ اس لیے شریف حسین ملک الحجاز تسلیم کیا گیا۔"

شریف حسین اور ابن سعود انگریزوں کے وظیفہ خوار :

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ شریف حسین اور ابن سعود دونوں ہی انگریزوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ اور ان کے اشاروں پر ناچ رہے تھے۔

جیسا کہ سید سردار محمد حسنی کی درج ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"کویت کانفرنس سے پیشتر ہی حسین انگریزی تدبر اور سیاست سے ناخوش تھا۔ تعلقات دن بدن کشیدہ ہو رہے تھے۔ ۱۹۱۶ء سے جب کہ اس نے اپنے آقائے نعمت یعنی ترکوں کے خلاف بغاوت کی۔ انگریز اسے دولاکھ پونڈ ماہوار وظیفہ دے رہے تھے۔ اور فروری ۱۹۱۹ء تک برابر دیتے رہے۔ بعد ازاں اس گراں قدر رقم میں تخفیف کردی گئی۔ اور فروری ۱۹۲۰ء میں تو یہ ماہانہ وظیفہ بالکل بند ہوگیا۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ اسی زمانے میں عبدالعزیز ابن سعود کو بھی پانچ ہزار پونڈ ماہوار وظیفہ انگریزوں کی طرف سے ملتا تھا۔ فرق اتنا تھا کہ شریف حسین کے لئے انگریزی احکام کی بجا آوری لازمی تھی۔ لیکن ابن سعود کو بعض کام نہ کرنے کی ہدایت ملی تھی۔ ایک زمانہ میں وہ ہدایت یہ تھی کہ ابن رشید کے ساتھ دیرینہ سلسلہ جنگ وجدل بند نہ ہو۔ اور بعد میں یہ تھی کہ ابن سعود بعض ریاستوں یعنی کویت. بحرین حجاز اور شرق اردن وغیرہ پر جو انگریزوں کی ظل حمایت میں تھیں بلاواسطہ یا بالواسطہ حملہ نہ کرے۔ ابن سعود کا ماہانہ وظیفہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہوکر مارچ ۱۹۲۱ء تک جاری رہا۔"

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع باغ و الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۳۹]

شریف حسین اور انگریزی رشتہ میں دڑاڑ اور ابن سعود کی راہ ہموار:

شریف حسین کو انگریزوں سے وظیفہ صرف اس لئے ملتا تھا، کہ وہ وہی کام کرے جو وہ چاہیں۔ ان کے خلاف ہرگز ہرگز کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔ ورنہ وظیفہ تو منسوخ ہوگا ہی حکومت بھی ہاتھ سے جائے گی۔ اور یہی ہوا جب شریف نے انگریزوں کی مرضی کے خلاف کام کیا۔ اور انگریزی معاہدہ کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا، تو شریف حسین کا انگریزی وظیفہ منسوخ ہوگیا۔ ساتھ ہی انگریزی پشت پناہی بھی ختم ہوگئی۔ جس کا بھرپور فائدہ ابن سعود نے اٹھایا۔ اس کو خبر ہوگئی کہ شریف حسین کو اب برطانوی حمایت حاصل نہیں ہے۔ اور شریف کی بوالہوسی کے سبب اہل حجاز بھی شریف سے نالاں و پریشاں ہیں۔ ترک پہلے سے شریف کی غداری کے سبب ناراض و مخالف ہیں۔ نیز دیگر سلطنتیں بھی ساتھ دینے سے گریزاں ہیں۔ علاوہ ازیں انگریزی وظیفہ جو اس لئے ابن سعود کو ملتا تھا کہ حجاز پر حملہ نہ کرے وہ بھی بند ہو چکا تھا۔ جس کے سبب ابن سعود اب بالکل آزاد تھا۔ اس لئے ابن سعود نے فوراً جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"شریف حسین کے اس خواب کی تعبیر غلط نکلی۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ مستقل بادشاہ بن گیا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی سلطنت محض سلطنتِ برطانیہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ آخر جب سلطنتِ برطانیہ نے شرائطِ معاہدہ جدید پیش کیں۔ اور حسین کو ہوش آیا تو اس نے معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اب شریف حسین تن تنہا تھا۔ دنیا بھر کے تمام مسلمان اس کے مخالف ہو چکے تھے۔ سلطنت کوئی اس کے ساتھ نہ تھی۔ شیاطین نجد کا وظیفہ بھی بند ہو چکا تھا۔ اور یہ طائف طائفیہ غصے میں تھا۔ اس نے موقع کو غنیمت سمجھ کر خروج کیا اور طائف کو لوٹ کر ظلم وستم کرنے کے بعد مکہ معظمہ پر چڑھائی کر دی۔"

[الفقیہ: ۲۱ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۴]

سید سردار احمد، شریف حسین اور انگریزوں کے مابین تلخیاں اور شریف حسین کے انگریزی وظیفہ کے منسوخ ہونے اور ابن سعود کی جنگی تیاریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شریف حسین کا وظیفہ بند ہوتا تھا، کہ اس کی وجاہت اور وقار میں کمی ہونی شروع ہوگئی۔ اس کی حماع شخصیت بھی نمایاں ہو کر بدنامی کا باعث ہو چکی تھی۔ جنگ کے زمانے میں وہ مختلف قبائل میں زر تقسیم کرتا رہتا تھا۔ تقسیم زر کا یہ طریقہ عرب کا قدیم رواج ہے۔ اور اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ جب یہ سلسلہ وظیفہ نہ ملنے کی وجہ سے ختم ہوا تو حرب اور عتیبہ وغیرہ مشہور قبائل کی اطاعت میں بھی فرق آ گیا۔ ان قبائل کی شورش نے ابن سعود کے لئے تسخیر مکہ کا کام بہت سہل کر دیا۔ حجاز پر حملہ کرنے کی اور بھی بہت سے وجوہات تھے جو اپنے اپنے موقعہ پر بیان ہوں گے۔ شریف حسین نے معاہدہ وارسیلز کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ خصوصاً اس کی اس مد سے جس میں سلطنت عثمانیہ کے بعض حصص کے متعلق... کا اصول وضع کیا گیا تھا۔ اس کا خاص طور پر اختلاف تھا۔ کرنل لارنس ۱۹۲۱ء میں جدہ کے مقام پر اس کے ساتھ ترتیب معاہدہ کی غرض سے سیاسی گفت و شنید کر چکا تھا۔

شریف حسین کہتا تھا کہ شام اور فلسطین کی کامل آزادی کی انگریز حتمی وعدہ کر چکے ہیں۔ کرنل لارنس کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ شریف کا نمائندہ ناجی الاصل ۱۹۲۳ء تک لندن میں گفت وشنید کرتا رہا۔ لیکن فلسطین کے بارے میں مفاہمت نہ ہو سکی۔ شریف حسین جب نمائندوں کی وساطت سے معاملات طے نہ کر سکا تو اس نے براہ راست تصفیہ کرنا چاہا۔

اس غرض کے لئے وہ جنوری ۱۹۲۴ء میں شرق اردن کے دار السلطنت عمان کو گیا۔ اس کے صاحبزادہ کلاں امیر عبد اللہ کو بیرونی دنیا کے سیاسی معاملات سے بڑا شغف تھا۔ اسے قبل از وقت معلوم تھا کہ ترک قیام خلافت کو اپنے منافع کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس کا یہ خیال صحیح ثابت ہوا۔ کیوں کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے ۳ رمارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت کو موقوف کر دیا۔ عبد اللہ نے خیال کیا کہ شریفی خاندان کے اقتدار کے بڑھانے

قیہ

اثر و رسوخ پیدا کر لیا جائے، تو لامحالہ انگریزوں کو ماننا پڑے گا شریف حسین میں بظاہر تمام لوازمات موجود تھے۔ وہ یقیناً قریش خاندان میں سے تھا۔ مستند اور مسلم الثبوت سید تھا۔ مقامات مقدسہ کا خادم تھا۔ اور حجاز کا بادشاہ بھی۔

چنانچہ ان تمام امور کے متعلق امیر عبداللہ نے پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ حسین پہلے ہی خلافت حاصل کرنے پر تلا ہوا تھا۔ شرق اردن کی ایک خانہ ساز انجمن کی دعوت پر خلیفۃ المسلمین بننے کے لئے بطیب خاطر راضی ہو گیا۔ چنانچہ ۵ر مارچ ۱۹۲۴ء کو امیر عبداللہ کی ریاست کے ایک گاؤں شُفع میں حسین واقعی خلیفہ بن بیٹھا۔ اور عام اعلان کر دیا۔ شرق اردن تو اس کے بیٹے عبداللہ کے اختیار میں ہی تھا۔ عراق پر بھی امیر فیصل برائے نام حکمران تھا۔ لیکن شام اور فلسطین نے بھی اس واقعہ کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھا۔ مگر باقی اسلامی ممالک میں کسی کو خیال تک بھی پیدا نہ ہوا۔ اواخر مارچ میں شریف حسین عمان سے مکہ معظمہ آیا۔ حج کے دن قریب تھے۔

یہ آخری حج تھا جو شریف حسین کے نصیب میں ہوا۔ شریف حسین خلافت کی خصوصی ذمہ داری کے متعلق اطمینان محسوس کر رہا تھا۔ مگر عبدالعزیز ابن سعود کو شریف کی اس کاروائی سے بے حد رنج ہوا۔ وہ بھی اس بارے میں اپنی کچھ ذمہ داری سمجھتا تھا۔ اس نے حتمی ارادہ کر لیا کہ کیوں کہ شریف حسین کے غرور و خود پسندی کی انتہا ہو گئی ہے۔ اس لئے اب اسے حجاز سے ملک بدر کر دینا ضروری ہے۔ ۱۹۲۴ء کے موسم بہار میں ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ ابن سعود بآسانی حجاز پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ برٹش گورنمنٹ اسے جو ماہانہ وظیفہ دیتی تھی وہ خاص اس غرض کے لئے تھا کہ ابن سعود حجاز پر حملہ آور نہ ہو یہ وظیفہ اب بند ہو چکا تھا۔ اور ابن سعود کے احتراز اور اجتناب کی ذمہ داری بھی ختم ہو چکی تھی۔ نجد کے قبائل اور اخوان حملہ کے مصر ہو رہے تھے۔ اب شریف حسین کے خلیفۃ المسلمین بن جانے پر ان کے مذہبی احساسات کو اور بھی صدمہ ہوا۔ مادی اور سیاسی وجوہات کے علاوہ ابن سعود مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی حجاز پر حملہ کرنے کے لئے مجبور تھا۔ وہ اور اہالیان نجد مذہبی خیال سے بھی شریف حسین کے نظم و نسق کے سخت خلاف تھے۔ وہابیوں کے لئے پچھلے تین برس سے حج بند تھا۔ شریف حسین کو اندیشہ تھا کہ حج کے موقعہ پر غیر اسلامی شعائر دیکھ کر نجدی بلوہ نہ کر دیں۔ مگر حج اسلام کا خاص رکن ہے۔ اور اس کی ممانعت آسانی سے برداشت نہیں کی جا سکتی۔ ۱۹۲۳ء میں جب چند نجدی احکام کے خلاف حج کے لئے چلے گئے تو بلد الامین میں کشت و خون ہو چکا تھا۔ اس قسم کے واقعات سے اسلام کی سخت توہین ہوتی تھی۔ اور نجدی ایسی حالت میں صبر نہیں کر سکتے تھے۔ شریف حسین کے خلیفۃ المسلمین بن جانے کے کچھ دن کم دو مہینے بعد ابن سعود نے ایک عام اعلان شائع کیا۔ جس میں شریف حسین کے دعاوی کا دل کھول کر تمسخر اڑایا، اور لکھا کہ حقیقی

عرب ہم نجدی ہیں۔"

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع باغدہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱]

اخبار الفقیہ میں اخبار شوکت بمبئی ۱۶ر نومبر ۱۹۲۴ء کے حوالے سے لکھا ہے:

"اہل حجاز تو شریف حسین سے ناخوش اور اس کے مخالف تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ نجدیوں نے حجازی رعایا کو پہلے سے اپنے ساتھ ملا لیا ہوا تھا۔ اگر یہ لوگ شریف کی مخالفت کے باعث نجدیوں سے نہ مل جاتے اور شریف حسین کا ساتھ دیتے تو نجدی ہرگز حملہ کی جرأت نہ کرتے۔ .... شریف حسین کے حملے لوگوں کی جان اور مال پر تھے۔ اور نجدیوں کا یہ حملہ مذہب پر ہے۔ مذہب جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ اس مذہبی دل آزاری سے نجدی کتنے روز اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے رہیں گے۔ (شوکت)

[الفقیہ: ۷ر دسمبر ۱۹۲۴ء، ص ۸، ۹]

سرزمین عرب پر ترکی حکومت کے قیام سے لے کر انگریزی اقتدار تک اور شریف حسین کے انگریزی سرکار کی بغاوت سے ابن سعود کے تسلط تک کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے:

"یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جب تک ترکوں کا تعلق جزیرۃ العرب سے رہا انہوں نے خود جزیرۃ العرب میں سلطنت نہیں کی۔ بلکہ خزانہ عامرہ سے اس ملک پر بے شمار روپیہ خرچ کیا جاتا۔ اور حکومت عرب کے شیوخ شرفا کے لئے مخصوص رکھی۔ اور اپنے لئے صرف خادم حرمین شریفین بننا ہی باعث سعادت سمجھا۔ البتہ جزیرۃ العرب پر ان کی نگرانی تھی جو محض حفاظت حرمین کی غرض سے تھی۔ نہ کہ کسی فائدہ کے لئے۔ جنگ عظیم میں ترکوں نے جرمن کا ساتھ دیا۔ جنگ نے طول کھینچا اور آخرکار جرمن اور ترکوں کو شکست ہوئی۔ اس جنگ کے بیشار نتائج میں سے ایک نتیجہ اور اہم ترین نتیجہ یہ تھا۔ کہ شام تو فرانس کی حکومت میں شامل ہوگیا۔ اور جزیرۃ العرب و عراق انگریزی حکم برداری میں آ گئے۔

جنگ کے اختتام پر جو معاہدہ دول نے مرتب کیا اس کے رو سے صرف شام اور عرب کا نکل جانا ہی نہ تھا بلکہ ترکی حکومت کا کامل استیصال تھا۔ مگر غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے ساتھ تائید الٰہی ہوئی۔ یونان کی جنگوں کے بعد ترکی سلطنت کی عظمت بحال ہوئی۔ اور معاہدہ لوزان نے سابقہ معاہدہ کو منسوخ کیا۔ لوزان میں جب ترک اپنے حقوق پر بحث کر رہے تھے تو اس بحث میں صرف ترکوں کے مقامی حقوق اور قضیہ موصل کا ذکر تھا۔ ترکوں نے جزیرۃ العرب کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ اس علاقہ پر انگریزی حکم برداری کو تسلیم کر لیا۔ اس طرح سے جزیرۃ العرب و عراق بلا کسی مخالفت کے انگریزی حکم برداری میں آ گئے۔

شریف حسین سے گورنمنٹ برطانیہ کا بگاڑ ہوگیا۔ اور شیاطین نجد نے جزیرۃ العرب پر قبضہ کر لیا۔ شیطانی

اخبارات نے اس کا نام آزادی عرب رکھا۔ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ انگریزی حقوق حکم برداری سے دستبردار ہوگئی؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو ثبوت کیا ہے؟"

[۲۸ر جنوری ۱۹۲۶ء ص ۲۰۳]

نجدیوں کا حجاز پر حملہ اور شکست:

آخر کار ابن سعود نے حجاز پر حملہ کی ٹھان لی۔ اس کے حواریوں نے حجاز پر ہر چہار جانب سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن اس بار حجازیوں نے انہیں ان کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ اور مجبوراً انہیں راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔ سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

''موسم خزاں کے اوائل میں نجدی جنگ کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ ابن سعود نے نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ تیاریاں کی تھیں۔ اس کی افواج خرام اور طرابہ کے مقامات پر جمع ہوتی تھی۔ جہاں سے حجاز کے عین قلب پر حملہ ہو سکتا تھا۔ تین مختلف اطراف سے حملہ کرنے کی تجویز ہوئی تھی۔ ایک تو مدینہ منورہ کے شمال میں حجاز ریلوے پر، ایک شرق اردن کی طرف سے، اور دوسری عراق کی جانب سے، امدادی افواج وادی سرحان اور علاقہ جوف میں موجود تھیں۔ ان اطراف میں افواج بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ شریف حسین کو حجاز کی مدافعت کے لئے بیرونجات سے مدد نہ ملے۔ وہابیوں کے امیر فیصل اور امیر عبداللہ کی متصلہ ریاستوں کے خلاف کاروائیاں راس نہ آئیں۔ اسی سال کے اگست میں اخوان نے ابو غمر کے مقام پر وافر اور المنطفق کے قبائل پر دھاوے کیئے۔ اور دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں مزید حملے کیے۔ لیکن جنوری میں وہابیوں کی کاروائی کا علم رائل ایئر فورس کو ہو گیا۔ اور ہوائی جہازوں نے وہابیوں پر گولہ برسایا۔ اور تعاقب کرتے دور تک نکل آئے۔ وہابیوں کا بہت نقصان ہوا۔

اس طرح شرق اردن میں بھی ہوائی جہازوں نے اخوان کے خلاف سخت کاروائی کی۔ حجاز ریلوے کے زیزہ نامی اسٹیشن پر وہابیوں کی نقل و حرکت بعض چرواہوں نے دیکھ لی تھی انہوں نے عمان کو اطلاع بھیج دی۔ وہاں سے جلد از جلد کمک پہنچ گئی۔ وہابی کثیر نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹے۔ اخوان چالیس دن کا طویل سفر کرنے کے بعد شرق اردن کے علاقہ میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے تھے۔ بہت سے بدوی ابھی بیدار بھی نہ ہوئے تھے، کہ نجدیوں نے ان کو تہ تیغ کر دیا۔ لیکن ہوائی جہاز پہنچے تو یہ شتر سوار کیا مقابلہ کر سکتے تھے پسپا ہوئے۔ اوپر سے آگ برسنی شروع ہوگئی۔ چالیس میل تک جہازوں نے تعاقب کیا۔ کاف سے لے کر جوف تک نعشوں کی ایک لمبی قطار نظر آتی تھی۔

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز،

طائف پر نجدیوں کا قبضہ اور امیر علی فرار :

نجدی فوج کی جدو جہد جاری رہی۔ اور آخر ایک وقت آیا کہ نجدیوں نے طائف پر قبضہ کرلیا۔ اور اس طرح ان کے لئے حجاز کے دروازے کھل گئے۔ طائف میں شریف حسین کا بیٹا امیر علی بحیثیت حاکم قابض تھا لیکن وہ نجدی فوج کی تاب نہ لا سکا، اور مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور اس طرح بآسانی نجدی فوج طائف میں داخل ہوگئی۔

طائف میں داخل ہوتے ہی انہوں نے کشت وخون کا بازار گرم کردیا۔ اور بے قصوروں پر ان کی تلواریں بے دریغ چلنے لگیں۔ جس کی تفصیلی روداد ہم آگے بیان کریں گے۔ البتہ یہاں اختصاراً نجدیوں کا طائف میں قبضہ اور خونریزی کا ذکر کرتے چلتے ہیں۔

سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

"لیکن عراق اور شرق اردن میں وہابیوں نے جو کثیر نقصانات برداشت کیے ان کی تلافی حجاز میں بخوبی ہوگئی۔ عتیبہ کے طاقتور قبیلہ نے اپنے شیخ سلطان بجاد کو جواب مشہور عام ہو چکا ہے قیادت میں طائف فتح کرلیا۔ طائف کے فتح ہوجانے پر گویا حجاز کے دروازے وہابیوں کے لیے کھل گئے۔ طائف کی فتح بغیر جنگ کے حاصل ہوگئی۔ وہابیوں نے ۲۹ راگست کو حجاز کی سرحد پار کی اور طائف کے سامنے آ ڈٹے۔ طائف حجاز کا خوشگوار ترین مقام ہے۔ اور وہاں کے امرا موسم گرما یہیں بسر کرتے ہیں۔ یہاں شریف حسین کا بیٹا علی موجود تھا۔ کچھ فوج بھی متعین تھی۔ لیکن اردگرد کے قبائل شریف حسین سے بہت زیادہ محبت نہ رکھتے تھے۔ وہابیوں کی آمد آمد پر امیر علی فوج کا بیشتر حصہ لے کر طائف کی پہاڑیوں میں جدہ کے مقام پر طائف سے شمال مغرب کی جانب بیس میل کے فاصلے پر چلا گیا۔

شہر کی آبادی نہ تو فوج کو پسند کرتی تھی اور نہ ہی انہوں نے امیر علی کے بھاگ جانے کو اچھا سمجھا۔ اس لئے انہوں نے امن کا سفید جھنڈا دے دیا۔ اور ۵ رستمبر کو شہر کے دروازے حملہ آوروں کے لئے کھول دیے۔ وہابیوں کو اس غیر متوقع کامیابی کی امید نہ تھی۔ جب وہابی شہر میں داخل ہوئے تو ہراول کا افسر خرما کا شیخ خالد بن لوی تھا۔ حملہ آوروں کی جماعت میں ایک گولی اتفاقیہ غلطی سے لگ گئی۔ اس پر حملہ آوروں کا غیظ وغضب بھڑک اٹھا۔ اور شہری آبادی کا قتل عام شروع ہوگیا۔ عورتیں اور بچے تک تہ تیغ کردیے گئے، شہر لوٹ لیا گیا۔ رات کے اندھیرے میں بھی یہ کشت وخون جاری رہا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پوری صدی گزر جانے پر بھی وہابیوں کی قساوت وبربریت بدستور سابق موجود ہے۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد غط غط کے اخوان کا سردار اور قبیلہ عتیبہ کا شیخ سلطان ابن بجاد پہنچا۔ تو کشت وخون تھما مقتولین کی تعداد کثیر تھی مگر مورخین کر شریفی ہم

غلو کیا ہے۔ مسٹر جان فلبی صاحب طائف کے کشتگان کی تعداد تین سو بتاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہولناکی اور سفاکی کے اعتبار سے اتنے نہتے شہریوں کی موت کی تعداد بھی کم نہیں۔ وہابی حکومت کے ابتدائی مراحل میں یہ حادثہ فاجعہ نہایت افسوسناک ہے۔

لیکن ناظرین کو یاد رہے کہ اس خونی طوفان کی تمام تر ذمہ داری خالد ابن لوی اور اس کے ساتھیوں پر ہے۔ عبدالعزیز ابن سعود اس سے بالکل بری الذمہ ہے۔ جب ابن سعود کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ تو اس نے قیام امن کے لئے سخت تاکیدی احکام جاری کئے۔ حکم ہوا کہ مکّہ معظمہ کے قرب و جوار میں ہرگز ہرگز خونریزی نہ ہونے پائے۔ طائف کے واقعہ کے بعد سلطانی احکام کی متابعت بخوبی کی گئی۔ اخوان کو ابن سعود کے عتاب کی فکر لاحق تھی۔ دوسرے حجازیوں کی طرف سے کوئی قابل ذکر مزاحمت بھی نہیں ہوئی۔ امیر نے علی جدہ کے مقام پر بزدلی کے ساتھ کچھ مقابلہ کیا لیکن مقاومت کی طاقت نہ دیکھ کر مکہ معظمہ کو بھاگ گیا۔

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۳،۱۵۲]

ابن سعود کا طائف پہنچنا اور مکہ و مدینہ پر حملہ کی تیاری:

ابن سعود طائف پہنچ گیا۔ اور اس نے مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ اہل مکّہ کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو وہ بہت ہی خوف زدہ ہو گئے۔ اور بہت سے افراد مکّہ چھوڑ کر چلے گئے۔

مولانا حکیم احمد علی صاحب لکھتے ہیں:

''ہماری جدہ میں موجودگی کی حالت میں ابن سعود طائف پہنچ گیا تھا۔ اور ہم نے سنا تھا کہ اس نے اپنی فوج کے دو حصے کر کے مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر معاً حملہ کرنے کی تیاری کی ہے''

[۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۵]

مزید لکھتے ہیں:

''جب نجدیوں نے اعلان کیا کہ ہم یہ جمعہ حرم شریف مکّہ مکرمہ میں پڑھیں گے، تو اہل مکّہ ان کے ظلم و ستم سے خائف ہو کر قریباً تمام گھر بار، مال اسباب چھوڑ کر صرف اپنی عزت اور جان کے خوف سے بھاگ کر جدہ میں چلے آئے ہیں۔ اس قدر خوف ان لوگوں کے دلوں میں بیٹھا ہے کہ سواری نہ ملنے کی وجہ سے پیدل دوڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔ مکّہ مکرمہ اور جدہ کے درمیان بعد حج چار پانچ روپیہ فی اونٹ کرایہ ہوتا ہے۔ مگر آج ۱۲ر پونڈ یعنی ۱۸۰ر روپیہ کو اونٹ اور گدھا کرایہ پر نہیں ملتا۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میں پہلے نکل جاؤں۔ مکّہ مکرمہ میں سوائے شریف صاحب اور چند فوجی آدمیوں یا اُن لوگوں کے جو رضائے الٰہی کو سب پر مقدم سمجھتے ہیں اور موت اور حیات ان کے نزدیک یکساں ہے۔ کوئی آدمی رعایا کا باقی نہیں۔ جو نکل کر جدہ میں نہ آ گیا

ہو۔ہم نے اخبار سیاست میں ایک حاجی کی زبانی پڑھا تھا کہ چند آدمیوں کو ضرور نجدیوں نے قتل کیا ہے۔مگر ان کا قصور یہ تھا کہ وہ ان کے خلاف جنگ میں شریک تھے۔افسوس جو لوگ مکہ سے آئے ہیں،وہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن طائف سے لوگ بھاگ کر مکہ میں آئے تھے۔مکہ میں حشر برپا تھا۔تمام گھروں میں رونے اور چیخنے کا شور اس قدر تھا کہ گزرنے والوں کے دل ہلا دیتا تھا۔کوئی گھر ایسا نہ تھا جس کے رہنے والے کا بھائی یا باپ یا بیٹا یا کوئی رشتہ دار طائف میں قتل نہ ہوا ہو۔بے شمار ایسے آدمیوں کے نام انہوں نے گنے جن سے ہماری واقفیت مکہ مکرمہ میں اچھی طرح تھی"

[۱۴ رنومبر ۱۹۲۴ء،ص ۵]

شریف حسین کی حکومت سے دست برداری اور دار السلطنت سے خروج:

شریف حسین نے جب حالات بدلتے دیکھے،اور محسوس کیا کہ اب کسی طرح مکہ میں رکنا مناسب نہیں ہے،کیوں کہ ابن سعود کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے تعاون کی ضرورت ہے۔اور وہ اب مشکل ہے کیوں کہ اہل حجاز اس سے ناخوش ہیں۔اور فوج کی کمی ہے۔پہلے ہی سے فوج کا اکثر حصہ جنگ میں کام آچکا ہے۔اس لئے شریف حسین نے فرار ہونے ہی میں عافیت سمجھی۔اور ابن سعود کی آمد سے پہلے ہی حکومت کی باگ ڈور اپنے بیٹے علی کو سونپ کر اپنا سارا سامان استعمال کی اشیاء،مال و زر وغیرہ ساتھ لے کر مکہ سے رخصت ہو گیا۔

سید سردار محمد حسنی اپنی کتاب سوانح حیات سلطان ابن سعود میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دارالسلطنت میں شریف حسین عجیب مصیبت میں مبتلا تھا۔اس کی بہترین فوج دشمن کے ہاتھ سے کٹ چکی تھی۔رعیت بغاوت اور حکم عدولی پر تلی ہوئی تھی۔احباب ساتھ چھوڑ رہے تھے۔کوئی حامی کار نہ تھا۔شریف حسین نے سونے چاندی کی چند انگریزی ٹکیوں کے عوض اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کی تھی۔اب اس نے انگریزوں سے مدد و معاونت طلب کی،انگریزوں نے بے رخی برتی۔اور بلاطائف الحیل مدد دینے سے انکار کر دیا۔

لیکن انصاف کا اقتضاء یہ ہے کہ اس امر کو کھلے الفاظ میں تسلیم کر لیا جائے کہ شریف حسین بذات خود بزدل نہ تھا ایسے حوصلہ شکن اور روح فرسا حالات میں بھی ہراساں نہ ہوا۔اور تحفظ و مدافعت کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔جب اس کی ملاقات امیر علی سے ہوئی تو بیٹے کی بزدلی پر سخت ناراض ہوا۔اور اسی رنج میں اسے جدہ بھیج دیا۔اور خود بدستور سابق متانت و وقار کو قائم رکھتا رہا۔لیکن تمام مساعی بیکار ثابت ہوئیں۔اور مدد کے لئے کوئی ہاتھ نہ بڑھا۔

آخرکار اس کے مشیروں نے اسے تخت وتاج سے دست بردار ہوجانے کا مشورہ دیا۔ چند دن تک وہ انکار کرتا رہا۔ لیکن مجبوراً اور کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر ۳ راکتوبر کو اپنے بیٹے علی کے حق میں دست بردار ہوگیا۔ اس طرح پر اس کی آٹھ سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا۔ شریف حسین کے ظلم وستم رانی کی وجہ سے چند خوشامدی حاشیہ برداروں کے علاوہ حجاز میں کوئی شخص اس کی دست برداری پر رنجیدہ نہ ہوا۔ اس کے انگریز حلیف تو بھلا کیا پرواہ کرتے۔ بیرونی دنیا میں بھی اس کی تباہی پر کوئی ہمدردی پیدا نہ ہوئی۔ اور یہ حرص وہوا کا بندہ اور ہمہ گیر خواہشات کا پلندہ خدا کی اس وسیع دنیا میں یکہ وتنہا اور بے یارومددگار رہ گیا۔

مکہ مکرمہ اور جدہ سے باربار انگریزی مداخلت کے لئے درخواستیں ہوئیں۔ لیکن انگریز ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بلکہ الٹا یہ اعلان کردیا کہ دو عرب حکمرانوں کی جنگ میں وہ غیر جانب دار رہیں گے۔ دوسری حکومتوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ شریف حسین کے پاس بارہ موٹر کاریں تھی۔ ان کے سوا حجاز میں اور کوئی موٹر نہ تھی۔ کیوں کہ شریف نے عوام کو موٹر خریدنے سے منع کیا ہوا تھا۔ ان موٹروں میں پارچات قالین بستر سونے چاندی کے زیورات سونے کی اینٹیں غرضیکہ تمام قیمتی غیر منقولہ جائیداد رکھی گئی۔ ایک کار میں شریفی خاندان کے افراد بیٹھے۔ غلاموں کو مسلح کردیا گیا۔ اس طرح یہ قافلہ شہر میں سے ہوتا ہوا جدہ کی طرف چلا گیا۔

اہالیان شہر شریف حسین سے نفرت تو کرتے ہی تھے۔ اب نظر حقارت سے بھی دیکھنے لگے۔ لیکن راستہ روکنے یا حملہ کرنے کی جرات کسی کو نہ ہوئی۔ جدہ پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد شریف حسین اپنے ذاتی دخانی جہاز میں بیٹھ کر اہل وعیال سمیت عقبہ ہوتا ہوا قبرص چلا گیا۔ اور سارا مال ودولت ساتھ لیتا گیا۔ سفر میں زرومال کی نگہداشت بچشم خود کرتا رہا۔ سونے کی اینٹوں کے صندوق اکثر گنا کرتا تھا۔ تالوں کو بار بار ہاتھ لگا کر دیکھتا تھا کہ کہیں کھلے نہ رہ گئے ہوں۔

افسوس! نمک حرامی سے پیدا ہوئی یہ دولت بھی آڑے وقت میں کام نہ آئی۔"

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہاشمہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۴، ۱۵۵]

شریف حسین کا حکومت سے دست بردار ہونے سے وفات تک کا سفر:

شریف حسین نے ۱۹۰۸ سے ۱۹۲۴ تک بحیثیت حاکم حجاز میں گزارے۔ ۱۹۰۸ سے ۱۹۱۴ء تک اپنے عہدہ کے ساتھ وفا کی۔ اور خوب حق ادا کیا۔ اور پھر اس کے بعد آخر تک تاناشاہی سے حکومت کی۔ مخلوق کو پریشان کیا۔ اور ان کی آہوں کی زد میں آکر ۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو اپنے عہدے سے مستعفی ہوا۔ اور ۹ راکتوبر کو مکہ سے نکل کر جدہ اور پھر جدہ سے عقبہ ہوتے ہوئے جون ۱۹۲۵ء میں قبرص پہنچ گیا۔ اور باقی ماندہ زندگی وہیں گزارنے لگا۔ ۱۹۳۱ کے اوائل سے ملاقات کی غرض سے عمان گیا۔ اور وہیں ۴ رجون ۱۹۲۵ء میں انتقال ہوا۔

یروشلم میں تدفین عمل میں آئی۔ ملاحظہ کریں اس سفر کی مختصر سی روداد۔ اخبار الفقیہ میں اخبار شوکت ممبئی ۱۶ر نومبر ۱۹۲۴ء کے حوالے سے لکھا ہے:

''شریف حسین نے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک منصب شرافت کی خدمات چھ برس تک انجام دیں۔ اور ۱۹۲۴ء تک دس برس ملک الحجاز بن کر گذارے۔ لیکن مخلوق کی آہ نے اور دشمنان اسلام نے تباہ کن راہ سے اسے آناً فاناً ٹھکانے لگا دیا۔'' (شوکت)

[الفقیہ: ۷ر دسمبر ۱۹۲۴ء، ص ۹،۸]

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''شریف حسین قبرص پہنچ گئے ہیں۔ اور برطانیہ کے مہمان ہیں۔ برطانیہ نے انہیں ایک شاندار مکان دیا ہے اور ہر طرح خاطر مدارات کرتی ہے۔ (الاقبال)''

[الفقیہ، ۲۸ر جولائی ۱۹۲۵ء، سرورق]

سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

''شریف حسین نے اکتوبر ۱۹۲۴ء میں دست برداری دے دی۔ اور فیصلہ کرلیا کہ اب خود بخود حجاز سے چلے جانا چاہئے۔ چنانچہ ۹ ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو وہ مکہ شریف سے جدہ کی طرف چل دیا۔ اس کی موٹر کار کی حفاظت کے لئے مسلح دستہ ساتھ تھا۔ شریف جدہ میں بھی زیادہ عرصہ نہ ٹھہر سکا۔ ایک ہفتہ کے اندر ہی اپنے وسیع خاندان اور حرص و آز کی جمع کی ہوئی دولت کو ساتھ لے کر اپنے دخانی کشتی میں بیٹھ کر یہاں سے بھی رخصت ہوا۔ اور عقبہ میں پہنچ کر دم لیا۔ یہاں بھی شہر میں داخل نہ ہوسکا۔ بلکہ سمندر میں ہی قیام پذیر رہا۔ انگریزی حکومت نے خیال کیا کہ اگر شریف نے عقبہ کے قرب میں سکونت رکھی تو وہابی ضرور بالضرور اس علاقہ پر حملہ آور ہوں گے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ انگریزوں نے شریف کے آخری ایام میں عقبہ و معان کا علاقہ حجاز سے علاحدہ کروا کر شرق اردن کی ریاست کی حدود میں شامل کر دیا تھا۔ انگریزوں نے چاہا کہ شریف حسین کو یہاں سے ہٹا دیں۔ شریف عقبہ و معان کی علاحدگی سے ہی ناراض تھا۔ ہٹا دینے کی کوشش پر اور بھی بگڑا۔ آخر کار جون ۱۹۲۵ء میں مجبوراً ماننا پڑا۔ انگریزوں نے اسے قبرص بھیج دیا۔ اس کا خاندان ساتھ تھا۔ شریف یہاں گمنامی مگر امن کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اور عربی گھوڑوں کی پرورش سے دل بہلاتا رہا۔ ۱۹۳۱ء کے اوائل میں شریف حسین اپنے بیٹے امیر عبداللہ کی ملاقات کے لئے عمان کو گیا۔ یہاں کچھ عرصہ کے بعد بیمار پڑا۔ اور ۴ر جون ۱۹۳۱ء کو راہی ملک عدم ہوا۔ یروشلم کے حرم الشریف کی مغربی دیوار کے باہر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ تجہیز و تدفین ہوئی۔''

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۸]

شریف حسین کی بغاوت اور اس کے نقصانات:

شریف حسین کا اس طرح حجازیوں کو چھوڑ کر جانا ان کے لئے وبال جان ہوگیا۔ شریف حسین کے اس طرح بغاوت سے حجازیوں کو بہت سے نقصانات اٹھانا پڑے۔ اور حرمین طیبین پر نجدی تسلط کا اصل سبب بھی یہی بنا۔ شریف حسین نے کوئی خاص مزاحمت نہیں کی۔ اور ترکوں کے لئے بھی کوئی راہ نہیں چھوڑی، کہ وہ کچھ کرسکیں۔ اور اس طرح ابن سعود حرمین طیبین پر غالب آگیا۔ شریف حسین کی اس بغاوت پر جو مشکلات سامنے آئیں اور جو نقصانات حجازِ مقدس کو اٹھانے پڑے اس کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

دو گونہ رنج و عذابست جانِ مجنوں را
بلائے فرقتِ لیلےٰ و صحبتِ لیلیٰ

جنگ عظیم کے واقعات جہاں اسلامی انقلاب تنزل وترقی کی متضاد صفتوں کا مجموعہ ہے۔ وہاں اس میں اکثر اُمور باعثِ عبرت ہیں۔...... غدار شریف نے اسلام سے ایسے وقت میں بغاوت کی جبکہ سلطنتِ اسلامیہ ایک مہیب ترین جنگ میں شامل تھی۔ اس بغاوت نے اگرچہ شقی القلب غدار شریف کو حجاز کا بادشاہ بنادیا۔ لیکن اسلام کو اس کے اس عمل نے جو نقصان پہنچایا اس کی تلافی کی کوئی اُمید نہیں پائی جاتی۔ حجاج کو اس شقی کی سلطنت وحکومت میں جو تکالیف ہوئیں اور میدانِ کربلا کا جو نظارہ خدا کی مبارک اور مقدس زمین پر دیکھا گیا، اخبارات میں ابھی اس کی یاد تازہ ہے۔ غدار شریف کو امارت اور خلافت کی ہوس نے اندھا کردیا۔ اور اب نجدی حملے سے اُن کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔

دنیائے اسلام کو غدار شریف کی ہمدردی نہیں، وہ مارا جائے اور خس کم جہاں پاک کی مثال اس پر صادق آئے تو آئے۔ وہ گرفتار ہو اور قید میں ہو، اس کے ظلم وستم اور اس کی بغاوت کا خمیازہ ضرور ملنا چاہیے۔ لیکن افسوس کہ اس کی بغاوت نے ترکوں کے لیے حجاز کے تمام راستے مسدود کردیے۔

اور حجاز کے ساحلی مقامات اور ارضِ شام عیسائی طاقتوں کے قبضے میں ہیں۔ امیر نجد نے حجاز پر حملہ کیا۔ اور اگر خبریں جو شائع ہوچکی ہیں صحیح ہیں تو افسوس! کہ ایک اور مصیبت کا سامنا ہے۔ اور عجب نہیں کہ دنیائے اسلام میں سوائے ہندوستانی وہابیوں کے خون کے آنسو بہائے جائیں گے۔''

[الفقیہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۴ء، ص ۳،۴]

باب ⟨۲⟩

حرمین طیبین پرنجدی غلبه

شریف حسین اور امیر علی کا مکّہ سے فرار اور نجدیوں کا مکّہ پر قبضہ

ابن سعود اور اس کی فوج کے آنے سے پہلے ہی شریف حسین مکّہ چھوڑ گیا تھا۔ اور جاتے جاتے اپنے بیٹے علی کو اپنا جانشین مقرر کر گیا تھا۔ لیکن شریف حسین کے بیٹے علی نے بھی مکّہ میں رک کر ابن سعود اور اس کی فوج سے جنگ یا کسی طرح کا کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ باپ کے جاتے ہی چند دن بعد خود بھی فرار ہو گیا۔ اور اس طرح بہت ہی آسانی سے بغیر کسی مزاحمت کے امن وامان کا نام لے کر ابن سعود اور اس کی فوج مکّہ میں داخل ہو گئی۔ اور مکّہ معظمہ پر نجدی تسلط ہو گیا۔ ابن سعود کے امام ہونے اور ابو خالد کے حاکم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''مکّہ معظمہ میں نجدیوں کا داخلہ پُر امن اس لیے تھا کہ شریف حسین اہلِ حجاز کی مخالفت کے باعث اپنے آپ کو بے یار و مددگار سمجھ کر بھاگ گیا۔ اگر طائف کی طرح یہاں بھی کوئی مقابلہ ہوتا تو دنیا دیکھ لیتی کہ داخلہ پُر امن نہ ہوتا۔ بلکہ حجاج بن یوسف نے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم مکّہ میں شہید کرایا تھا۔ نجدی خدا جانے کتنے مسلمانوں کو حرم مکّہ میں شہید کر دیتے۔ مگر پُر امن داخلہ صرف اسی لیے ہوا کہ مقابلہ کرنے والا کوئی موجود نہ تھا۔ بلکہ شریف کے نکلتے ہی اکثر معزز طبقہ مسلمانوں کا وہاں سے نکل گیا۔'' (شوکت)

[الفقیہ: ۷/دسمبر ۱۹۲۴ء، ص ۹،۸]

اخبار مزید لکھتا ہے:

''طائف اور مکّہ معظمہ کو شیاطین نجد نے لڑائی میں فتح نہیں کیا۔ بلکہ درحقیقت شریف حسین سے اُس کا مقابلہ تک نہ ہوا۔ جب شریف نے دیکھا کہ نجدی شیاطین علیہم اللعنۃ بڑھے چلے آرہے ہیں اور طائف پر انہوں نے بے انتہا ظلم کیے ہیں۔ اور شریف میں مقابلے کی طاقت نہیں تو وہ وہاں سے چل دیا۔ اور عقبہ میں سکونت اختیار کی۔''

[الفقیہ: ۲۱/اگست ۱۹۲۵ء، ص ۲]

سید سردار احمد حسنی لکھتے ہیں:

''امیر علی نے جو باپ کی جگہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تھا چند روز میں دیکھ لیا کہ مکہ مکرمہ کی مدافعت محال ہے۔ ۱۵؍ اکتوبر کو اس نے بھی شہر خالی کر دیا۔ جوں ہی وہ شہر سے نکلا خالد بن لوی اپنے سپاہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔۔۔۔ ۱۵؍ دسمبر کو ابن سعود حاجیوں کی طرح احرام باندھے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ اور حالات کی تحقیق و تفتیش کی۔ معلوم ہوا کہ اس کے تاکیدی احکام کی اب کی بار متابعت کی گئی ہے۔ اور شکایت کی گنجائش بہت کم ہے۔ ابن سعود نے اپنے رویہ سے اتنی بات کو بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے متقدمین سے نہ صرف زیادہ روادار اور فراخ حوصلہ ہے بلکہ زیادہ ہوشیار اور مدبر بھی ہے۔ مکہ مکرمہ کے فاتحانہ داخلہ کے بعد اخوان اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئے۔ پیشتر ذکر آچکا ہے کہ لوگ شریف کی حکومت کو پسند نہ کرتے تھے۔ مزاحمت کا تو کیا ذکر سب نے بہ طیب خاطر اطاعت قبول کر لی۔''

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع باندھ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷]

مولینا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بھرائچ کا بیان ہے کہ:

''مکہ مکرمہ میں جب افواج نجدیہ داخل ہوئیں تو بعد ظہر عصر سے قبل ممبر پر چڑھ کر ایک شرقی نجدی نے خطبہ پڑھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

یہ شہر بلد الامین ہے۔ اللہ نے آپ لوگوں کو امن دیا۔ اور ہم لوگوں کی طرف سے آپ لوگوں کو امن ہے۔ آپ امن و امان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں۔ کل یا پرسوں صبح کو امیر کا نامہ شیبی کے ساتھ طائف سے آئے گا اور وہ تم لوگوں کو امیر کا حکم پوری طرح سنائیں گے۔

دوسرے روز خالد و شیبی وغیرہ صبح کے وقت مکہ میں آئے۔ اور حرم میں شہرت ہوئی کہ شیبی صاحب آتے ہیں۔ شیبی صاحب حنبلی مصلے کے قریب آکر قبلہ رُخ چھوٹی سی دیوار پر کھڑے ہوئے اور میں بھی طواف سے فارغ ہو کر وہیں کھڑا ہو گیا۔ امیر عبدالعزیز کا فرمان شیبی صاحب نے پڑھا۔ اس میں بھی مثل خطبہ مذکورۃ الصدر الفاظ تھے۔ اور شریف حسین کے متعلق جو کلمات انہوں نے کہے وہ یہ تھے کہ ''شریف حسین ملحد تھے اور ظالم تھے۔ اللہ نے ہم لوگوں کو فتح دی۔'' مکہ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ امیر اہل مکہ جوار اہل مکہ تم لوگ امن و امان کے ساتھ کاروبار میں مشغول ہو۔ امام تم لوگوں کے عبدالعزیز اور حاکم یہاں کے ابو خالد ہیں۔''

[الفقیہ: ۲۸؍ اگست ۱۹۲۵ء، ص ۵،۴]

مکہ میں نجدیوں کا داخلہ اور آغاز ظلم و ستم:

نجدیوں نے مکہ میں امن و امان کا پیغام دیتے ہوئے داخلہ لیا۔ لیکن جب مکمل غلبہ ہو گیا تو اپنے اصل مقصد پر عمل درآمد کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ اپنے مذ کی جو انہیں جائز لگا انہوں نے کیا۔

مزارات مقدسہ، مقامات متبرکہ کو منہدم کرنا شروع کر دیا۔ چاروں طرف سے آواز احتجاج اٹھی۔ مگران پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اور وہ برابر پاک نشانیاں مٹاتے رہے۔ ہم اس کی تفصیل آگے بیان کریں گے۔ یہاں ہم بس ایک حوالہ سید سردار محمد کی کتاب، سوانح حیات سلطان ابن سعود، سے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

''یہ واقعہ ہے کہ سلطان ابن سعود کے احکام اس وقت اہالیان مکہ کے کام آئے شہر میں قتل وغارت نہ ہوئی۔ طائف کے کشت وخون کے متعلق انگریزوں نے زبردست احتجاج کیا تھا۔ اور سلطان ابن سعود نے ارادہ کر لیا تھا کہ حجاز کے متعلق بقیہ کاروائیاں اس کی ذاتی نگرانی کے ماتحت ہوں۔ چنانچہ شہر میں امن وامان کا اعلان کر دیا گیا۔ اور سلطان ابن بجاد شیخ غط غط نے عارضی طور پر شہری نظم ونسق سنبھال لیا۔ لیکن امن وامان قائم ہو جانے کے باوجود اخوان بپھرے ہوئے تھے۔ انہیں اصرار تھا کہ اگر مکہ کے مشرکین کی جانیں بچ جائیں تو بچ جائیں۔ لیکن مقابر ومزارات ضرور منہدم کر دیے جائیں گے۔

اور مساجد کی آرائشیں ضائع کر دی جائیں گی۔ کیوں کہ ان کے اعتقاد کے مطابق ان چیزوں کے وجود میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حرم کے وہ تمام مقدس مزارات جو صدیوں سے زائرین کے مرجع رہے تھے۔ آن کی آن میں تباہ وبرباد کر دیے گئے۔ وہ تمام رسوم وشعائر جن کی سند وہابیوں کے اعتقاد کے مطابق قرآن وسنت میں موجود نہ تھی۔ بیک جنبش قلم ممنوع قرار دیے گئے۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عالم اسلام میں غصہ واضطراب کی لہر اٹھی۔ ایران کے شیعوں اور ہندوستانی مسلمانوں میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔ لوگ وہابیوں سے بدگمان تو پہلے ہی سے تھے جو کچھ ان کے متعلق کہا گیا بلا تحقیق وتدقیق صحیح تسلیم کر لیا گیا۔ وہابی اس فعل کو قرآن وسنت کے مطابق سمجھتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے غم وغصہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنے کام سے کام رکھا۔''

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص: ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷]

مدینہ منورہ پر نجدیوں کی گولہ باری اور گنبد خضری کا نقصان:

مکہ معظمہ پر قبضہ کرنے کے بعد ابن سعود نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اور فوج کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا۔ نجدیوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے حجازی فوج سے مقابلہ کرتے ہوئے گولہ باری کی۔ جس سے گنبد خضری، اور گنبد مرقد امیر حمزہ زد میں آ گیا۔ اخبار لکھتا ہے:

''بمبئی ۲۵ راگست۔ سید طاہر اللہ باغ نے اخبارات کو اطلاع دی ہے کہ وہابیوں کی مدینہ منورہ پر گولہ باری روضۂ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک کے گنبد کی تصدیق ہو گئی ہے۔ وہابیوں کو اس دست درازی کی سزا یہ ملی ہے کہ انہیں مدینہ میں سخت شکست اٹھانی پڑی

ہے۔ وہ حصار کی طرف جو یثرب سے تیس میل کی مسافت پر ہے، پسپا ہو گئے ہیں۔ مدینہ کی محصور فوج نے جان توڑ کر مقابلہ کیا اور وہابیوں کو سخت نقصان جان پہنچایا۔ اب وہابیوں کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ مسلمانانِ ہند کو اپنے فرائض کا احساس کرنا چاہیے۔ اگر وہابیوں کو غلبہ حاصل ہو گیا تو دنیا سے اسلام مٹ جائے گا۔

یہ منحوس خبر پڑھ کر دل پارہ پارہ ہو گیا کہ خبیث ابن سعود کی فوج مدینہ منورہ پر گولہ باری کر رہی ہے۔ جس کے باعث مسجد نبوی کے گنبد مبارک کو صدمہ پہنچا۔ اور مسجد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔"

[الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، سرورق]

گنبد خضری پر گولہ باری پر ایرانی تائید:

گنبد خضری پر گولہ باری کی نجدیوں کی طرف سے تردید بھی کی گئی۔ لیکن ایرانی حکومت کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کے لئے ایک وفد مدینہ منورہ پہنچا۔ اور اس نے معائنہ کرنے کے بعد گنبد خضری پر پانچ گولیاں لگنے کی اطلاع دی۔ سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

"حج کے بعد پھر فتوحات کا خیال پیدا ہوا۔ مدینہ منورہ ابھی تک شریف کے ہاتھ میں تھا.... اگست میں نجدی افواج مدینہ کی طرف بڑھیں۔ اسی مہینہ کی ۲۵ر تاریخ کو امیر علی کے حکام نے اقصائے عالم میں یہ خبر مشہور کر دی کہ نعوذ باللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مقدس مرقد پر نجدی گولہ باری کر رہے ہیں۔ نجدیوں کی طرف سے تردید تو شائع ہوئی۔ لیکن بعد از وقت پہنچی۔ مسلمانوں میں پھر غیظ وغضب برپا ہوا۔ مسلمان حکومتوں کی طرف سے احتجاج شائع ہوئے۔ فرداً فرداً مسلمان بھی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیق حالات کی غرض سے بھیجا۔ ۱۹۲۵ء کے اواخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روضے کے گنبد میں پانچ گولیاں لگی ہیں۔"

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۷]

ایران میں مدینہ طیبہ پر گولہ باری کی مذمت:

مدینہ منورہ پر گولہ باری کی دلدوز خبر سے پوری دنیا میں کہرام برپا ہو گیا۔ اور لوگوں نے اپنے اپنے طور پر مذمت کی۔ ایرانی پارلیمنٹ کے ممتاز ممبر مدرس نے مدینہ منورہ پر گولہ باری کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

"ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان متفق ہو جائیں۔ ایران مدینہ منورہ پر گولہ باری کے

خلاف ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ وزیر اعظم نے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:
کہ مدینہ منورہ کے معاملہ میں ہم اپنی تمام قوت صرف کریں گے۔" (رپورٹر)

[الفقیہ: ۱۴ر ستمبر ۲۵ء ص ۱]

مدراس میں مدینہ طیبہ پر گولہ باری کی مذمت:

روضۂ مطہرہ پر گولہ باری کی خبر سے مسلمانان مدراس تڑپ اٹھے۔ شہر میں عام ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ اخبار لکھتا ہے:

"مدراس ۲۹ر اگست: اس خبر نے کہ مدینہ پر گولہ باری کے دوران میں روضۂ مطہرہ کو صدمہ پہنچا ہے، مدراس کے مسلمانوں میں نفرت وغصہ کی آگ بھڑکا دی ہے، کل یہاں ایک عام جلسہ ہوگا، اور شہر کے مسلمانوں کی جانب سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ کل عام ہڑتال کریں۔ (ایسوشی ایٹڈ پریس)"

[مرجع سابق]

ابن سعود اور گنبد خضری کی حفاظت کا جھوٹا دعوی:

عالم اسلام میں جب ہر طرف گنبد خضری کے اندیشۂ انہدام کی خبریں گرم ہونے لگیں۔ اور ہر چہار جانب سے مذمت زور پکڑنے لگی۔ تو ابن سعود نے یہ چال چلی کہ اپنے مرید اور غلام خاص مدیر اخبار زمیندار لاہور ظفر علی خاں کے ذریعہ یہ خبر عام کرائی کہ ابن سعود کا کہنا ہے کہ جب تک میرے دم میں دم ہے گنبد خضری کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے میں اپنی جان بھی قربان کردوں گا۔ حالانکہ یہ سراسر فریب تھا۔ الفقیہ کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

"۲۸ر ستمبر ۲۶ء کے روزانہ اخبار بریلی میں ظفر علی خاں کا تار بنام ابن سعود مع جواب شائع ہوا ہے۔ جس میں ابن سعود کہتا ہے کہ گنبد خضری کی حفاظت کے لئے میں اپنی جان قربان کردوں گا۔ جب تک میرے دم میں دم ہے گنبد خضری کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اسی کے ساتھ ہی تمام بزرگان دین کے مقابر کی ہم لوگ حفاظت کررہے ہیں" یہ سفید جھوٹ ہے۔ جس کی تشریح وتوضیح کے واسطے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کو تو اس پر کذب تحریر میں ہزاروں مکروکید نظر آتے ہیں۔ وہ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے جنت المعلی اور جنۃ البقیع کے قابل تعظیم مقابر کی بے حرمتی وتباہی وبربادی دیکھی ہے۔ ان الفاظ کو پڑھ کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ظفر علی خان نے وہابیہ کی طرح تمام عالم کے مسلمانوں کو کیوں بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا بزرگان دین کے مقابر کی حفاظت کے یہی معنی ہیں؟ کہ ان کے نام ونشان تک

مٹا دیے جائیں۔ حتی کہ ان کے قبر کی مٹی تک نکال کر پھینک دی جائے۔ ہزاروں حجاج کی چشمدید شہادت اور وفد خدام الحرمین کے شائع شدہ فوٹو اس کا بین ثبوت ہیں۔ ان کو جھٹلانا آفتاب پر خاک ڈالنا۔ یا یوں سمجھئے کہ دن کو رات کہنا ہے۔ جس پر اعتبار نہ کرے گا مگر آنکھوں سے اندھا۔ ہاں ابن سعود کے ان الفاظ سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ اس کے نزدیک اصحاب کرام، اہلبیت عظام، امہات المومنین، خلفائے راشدین جیسے جلیل القدر اکابر کے مقابر بزرگان دین کے مقابر نہیں ہیں۔ جبھی تو جنت المعلی اور جنت البقیع کے مزارات کو شہید کر کے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔

اور یہ کہ جن قبور کی حفاظت کی جارہی ہے اور جن کو ابن سعود بزرگان دین کے مقابر بتاتا ہے وہ وہابیہ مرتدین کے مقابر ہیں۔ اور یہ سچ بھی ہے۔ وہ مبارک ہستیاں جن کے مزارات زمین کے برابر کیے گیے ہیں سب کے سب مسلمانوں کے اکابر دین ہیں۔ ان سے اور ان کے مزارات کی حفاظت سے ابن سعود اور اس کی جماعت کا کیا تعلق ہے۔ رہا گنبد خضری کی حفاظت کا وعدہ اس کے متعلق صرف اتنا ظاہر کر دینا کافی ہے کہ اس کے مواعید کاذبہ کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ جس نے اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے مقابر شہید کئے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کی محافظت کا وعدہ کر چکا تھا۔ آزمائے ہوئے کو آزمانا پرلے سرے کی نادانی اور جہالت ہے۔

یہ امر قابل غور ہے۔ کہ جب وہابیہ کے مذہب میں مسلمانوں کے اکابر کے مقابر برقرار رکھنا شرک و بت پرستی ہے۔ تو اس ناپاک حکم سے گنبد خضری کیوں کر مستثنیٰ رہ سکے گا؟ ظفر علی خاں اور ان کی جماعت کو یقین کامل رکھنا چاہئے کہ مسلمان ابن سعود کے مواعید پر اعتبار کرنا اپنے حق میں سم قاتل سمجھتے ہیں۔ اس وقت تک جیسے کچھ قیامت خیز اور دردانگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان کا خیال مسلمانوں کے واسطے سوہان روح ہے۔ ابن سعود کے وعدوں کا اعتبار کر کے مسلمانوں نے جو نقصانات اٹھائے ہیں ان کی تلافی غیر ممکن نظر آتی ہے۔

گنبد خضری کو نقصان پہنچانے کا سوال تو مسلمانوں کی موت کا سوال ہے۔ روضۂ منورہ پر ہر مسلمان نقد جان نثار کرنے کو تیار ہے۔ مسلمانوں کا پیمانۂ صبر اب لبریز ہو چکا ہے۔ وہ وہابیہ مرتدین کے ان مواعید کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے۔ حرمین شریفین پر ایسی خونخوار دشمن اسلام قوم کی حکومت کا رہنا ایک لحہ بھی گوارا نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ قریب ہے کہ نجدی تباہ و برباد ہوں، اور اپنے ظلم وستم کا مزہ چکھیں۔

جیسا کہ گزشتہ زمانہ میں جور وستم توڑ کر مصریوں کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچے۔ کروڑوں بندگان خدا کی آہیں خالی نہ جائیں گی۔ مسلمانوں کا بچہ بچہ نجدیوں کی تباہی و بربادی کے واسطے بدعا ہے۔" (خاکسار عرفان علی رضوی بیسلپوری عفی عنہ)

[الفقیہ: ۱۳ر ۱۲ اکتوبر ۲۶ء ص ۸، ۷]

مدینہ طیبہ پر گولہ باری حامیان ابن سعود کی نظر میں:

مدینہ طیبہ پر گولہ باری کی حقیقت کو افتراء پردازی پر محمول کر کے ابن سعود کو بچانے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہوئے حامیان ابن سعود نے اپنی سطحیت کا کھل کر اظہار کیا۔ مگر الفقیہ اخبار نے ان ایجنٹوں کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ اخبار لکھتا ہے:

"مدینہ طیبہ پر گولہ باری گنبد اقدس کا نقصان اور مسجد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا نقصان ذریت شیخ نجدی کے خیال میں دشمنان قرن الشیطان ملعون کا افتراء ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو تار فلسطین سے آیا ہے وہ زیادہ معتبر ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسے لوگوں کی طرف سے ہے جو شریف غدار کے حامی اور امیر عبداللہ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں۔ بات تو بڑی معقول ہے۔ مسیحی مناظر کہا کرتے ہیں: کہ قرآن شریف (معاذ اللہ) کلام الٰہی نہیں۔ اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ مگر جب حضرت مریم صدیقہ کا معاملہ آجائے تو قرآن شریف کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ یہی حال ان حامیان و دلالان نجدی ملعون کا ہے۔ فلسطین والے جھوٹے کذاب۔ ان کی ہر بات نا قابل اعتبار۔ البتہ اس بات میں وہ ضرور سچے ہیں جس میں نجدی ملعون کی کچھ حمایت ہو۔

ان احمقوں سے کوئی پوچھے! کہ جس گواہ کو تم جھوٹا کہتے ہو اس کا کوئی ایک قول کس طرح حجت اور دلیل ہو سکتا ہے؟ اول تو اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ تردیدی تار درحقیقت کسی ایسی جماعت کا ہے جس کو شریفی خاندان سے کوئی تعلق ہے؟ یقیناً یہ تار کسی شیطانی ایجنٹ کا ہوگا۔

لیکن لطف یہ کہ اس تار میں گولہ باری سے انکار نہیں۔ اور مسجد امیر حمزہ کا اعتراف ہے۔ مگر نجدی ملعون کی حمایت میں شیطانی پروپیگنڈا کرنے والوں کی حماقت بدستور قائم ہے۔ اور وہ دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کرنے پر مجبور ہیں۔"

[الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۴]

مزید لکھا ہے:

"اخبار اسفہ السفہا عرف زمیندار نا ہنجار میں ایک ضرورت سے زیادہ احمق کے خیالات پریشان شائع ہوئے ہیں۔ جو مدینہ منورہ اور گنبد خضری پر گولہ باری کے امکان و عدم امکان پر اپنی حماقت چھانٹنے کی ضرورت سمجھتا ہے۔ پہلے تو مدینہ منورہ کے حلقوں کی تفصیل بتاتا ہے۔ اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے مضبوط قلعے میں جو حملہ آور کونا کام ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ اس کا مردود آقا اور ولی نعمت یہ خباثت چھانٹ رہا ہے کہ مدینہ منورہ کو فتح کرنا صرف ایک گھنٹہ کا کام ہے۔ اس کے بعد یہ مضمون نگار لکھتا ہے کہ مسجد نبوی اور گنبد خضری مرکز شہر میں واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف تین تین چار چار منزلہ عمارتیں ہیں۔ اس لئے بیرونی شہر سے گولہ کا گنبد خضری تک پہنچنا محال اور ممتنع ہے۔ بہت اچھا مگر یہ دروغ گو آگے چل کر لکھتا ہے: کہ امیر علی کی فوج نے

مسجد نبوی پر توپ خانہ نصب کیا...اور قرن الشیطان کی فوج پر گولہ باری کی ہوگی۔ اس احمق سے کوئی پوچھے کہ ابھی تو تو یہ کہہ آیا ہے کہ وہاں تک گولہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اب تو اس کا امکان ثابت کر رہا ہے کہ ہے۔ ع

دروغ گورا حافظہ نباشد

شیخ نجدی مردود کی ذریت میں داخل ہو کر یہ لوگ اپنا دین ایمان برباد تو کر ہی دیتے تھے۔ مگر ساتھ ہی ان کے دماغوں سے عقل رفو چکر ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بدلے حماقت اور سفاہت قبضہ کر لیتی ہے۔ مشہور خلاف بزرگ جو بمبئی میں بیٹھ کر اپنے آقا اور ولی نعمت شیطان نجدی مردود کی خیر منا رہا ہے، اور اس کی ابلیسانہ کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے اور دنیائے اسلام کو منافقانہ دھوکے دینے میں بڑا مشتاق ہے، شیطان نجدی مردود کی طرف سے ایک لاسلکی پیغام کا آنا بیان کرتا ہے۔ جس میں نہ تو گنبد خضریٰ کا ذکر ہے نہ اس پر گولہ باری سے انکار۔ بلکہ صرف مساجد کے احترام کا وعدہ کرتا ہے۔ اس پر خلافی گرگا کہتا ہے کہ اس تار پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ واقعی شیاطین کے خیال میں تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ مگر مسلمان اور اہل نظر مسلمانوں کے سامنے اس تار کے الفاظ پکار پکار کر زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ مردود شیطان نجدی کے ملعون لشکر نے ضرور روضۂ مطہرہ پر گولہ باری کی ہے۔"

[الفقیہ: ۱۴ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۴]

مدینہ طیبہ پر نجدی تسلط:

۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو نجدی فوج مدینہ منورہ پر غالب آگئی۔ اور مدینہ طیبہ پر نجدی قبضہ ہو گیا۔

سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

"آخر کار ۵ر دسمبر کو مدینہ منورہ ابن سعود کے قبضہ میں آگیا۔"

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۷]

ہندوستان میں مدینہ طیبہ پر نجدی تسلط سے متعلق خبریں مکمل طور پر موصول نہیں ہو رہی تھیں۔ کچھ خبریں سچ تو کچھ جھوٹ۔ ہندوستان میں جو خبر عام ہو رہی تھی وہ یہ تھی کہ ابن سعود نے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور بہت ہی امن وسکون کے ساتھ یہ قبضہ ہوا ہے۔ مدینہ میں مسجد امیر حمزہ میں چراغاں کیا گیا۔ اور وہاں بالکل امن و امان ہے۔ اس طرح کی خبروں کی تردید کرتے ہوئے نیز طائف و مکہ میں قبضہ کے وقت نجدی ظلم کی مختصر سی روداد بیان کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے:

"مسلمانوں کے لئے سخت رونے کا اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جو شیاطین نجد کے منحوس اور ناپاک و نجس اجساد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو گئے۔ قرن الشیطان ملعون کے نمائندہ نے قاہرہ سے شوکت

علی کو تار دیا ہے۔ اور شوکت علی نے ہندوستان میں اس خبر کی اشاعت کی ہے۔ اس خبر میں بیان کیا گیا ہے کہ شیطانی لشکر امن و امان سے داخل مدینہ منورہ ہوا۔ اور مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ میں چراغاں کیا گیا۔ یہ امر تو قابل تسلیم ہے کہ شیطانی لشکر مدینہ منورہ پر قابض ہو گیا ہوگا، کیوں کہ اہل مدینہ محصور تھے۔ اور اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر کے باشندے فاقوں سے تنگ آ رہے تھے۔ مگر یہ امر تاوقتیکہ معتبر ذرائع سے اس کی تصدیق نہ ہو قابل اعتبار نہیں، کہ شیطانی لشکر نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ میں چراغاں کیا۔ اول یہ کہ شیطان نجد کے مذہب کے رو سے قبوں سے تعرض نہ کرنے والا خواہ کتنا ہی متقی و پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو کافر مطلق ہے۔ اور قبہ مبارکہ گنبد خضرا مستثنیٰ نہیں۔ تو اگر شیاطین نجد اسے مسمار نہ کریں تو وہ بے دین اپنے شیطانی مذہب کے احکام کی رو سے کافر ہوئے۔ اس لئے کس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ وہ شیاطین اپنے آپ کو کافر بنانے پر راضی ہو جائیں۔

دوسرا یہ کہ ان کے اقوال کا کوئی اعتبار اس لئے بھی نہیں ہو سکتا کہ طائف میں جو ظلم و ستم ان شیاطین سے سرزد ہوئے ان سے اور انہدام مساجد و مقابر و قبہ جات سے مدت ہائے دراز تک انکار کرتے رہے۔ اگرچہ یہ سب خبریں معتبر تھیں۔ لیکن آخر کار جب گزشتہ حج کے موقع پر مسلمانوں نے منہدم شدہ مساجد و مقابر و قبہ جات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو تصدیق ہو کر ہی رہی۔ اگرچہ خلافی نمائندوں نے ہندوستان پہنچنے تک جہازوں میں اس کی سخت کوشش کی کہ حجاج حج کرنے کے بعد اپنا ثواب حج جھوٹ بول کر اور اخفائے راز رکھ کر ضائع کر دیں۔ مگر ان کی تمام کوششیں اور منت لجاجت کا کوئی اثر نہ ہوا۔

پھر شیاطین نے یہ پہلو بدلا کہ قبے اور مزارات واجب الانہدام تھے۔ اور از روئے شریعت ان کی کوئی اصلیت نہیں۔ اور قرن الشیطان لعنة الله عليه وعلى آبائه واجداده واعوانه وانصاره) نے کہہ دیا کہ اگر از روئے شریعت قبوں اور مزارات کا جواز ثابت ہو جائے تو وہ ملعون سونے اور چاندی کے بنوا دے گا۔ اس لئے مطابق حکم خداوندی اذا جائكم فاسق بنبا فتبينوا، ان شیاطین کے اقوال پر مسلمان اعتبار نہیں کر سکتے۔ تار دینے والا شیطان نمائندہ اور جس کو تار بھیجا جاتا ہے وہ شیطانی ایجنٹ ہی نہیں بلکہ شیطانی اعمال پر پردہ ڈالنے والا اور اصلیت کو چھپانے والا اور مسلمانوں کو دھوکے میں رکھنے والا ثابت ہو چکا ہے۔ اس طرح اس خبر کے دونوں راوی فاسق ہیں۔ تو مسلمان کس طرح اعتبار کریں۔

اگر یہ دھوکہ دیا جائے کہ واقعی شیطانی مذہب میں قبے گرا دینے کا حکم ہے۔ مگر شیطانی جماعت مسلمانان عالم کے جذبات کی پرواہ کرتا ہے اس لئے قبہ گنبد خضرا کو منہدم نہیں کرائے گا۔ مگر یہ غلط ہے۔ انسان کو اور پھر قرن الشیطان ملعون جیسے ضدی کو دوسروں کی اتنی پرواہ نہیں ہوتی، جتنی مذہب کی ہوتی ہے۔ اگر شیطان ملعون کو مسلمانان عالم کی جذبات کی پرواہ ہوتی، تو وہ طائف میں ظلم و ستم کیوں روا رکھتا؟ عورتوں اور بچوں کو قتل کیوں کرتا؟ مسلمان اور غیر مصافی مسلمانوں کا مال کیوں لوٹتا؟ اور اس کو مال غنیمت کیوں سمجھتا؟ اور خمس

کیوں لیتا؟ وہ ملعون تو تمام مسلمانوں کو جو اس کے نجس وناپاک مذہب پر نہیں چلتے مسلمان ہی قرار نہیں دیتا، اور کافر سمجھتا ہے۔ تو اب اسے ان مسلمانوں کے جذبات کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے جن کو وہ ملعون کافر جانتا ہے۔ چراغاں کا معاملہ بھی مشتبہ ہے۔ اگر چراغاں کی ضرورت لاحق ہوئی تھی تو مسجد نبوی اس کے لئے زیادہ موزوں ہو سکتی تھی۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی مسجد جو شہر سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے چراغاں کے لئے منتخب کرنے کی حکمت عملی خدا جانے کیا ہے؟ مگر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ چراغاں کرنا شیطانی مذہب میں جائز بھی ہے یا نہیں؟

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ اور بدعت سیئہ کا مرتکب جہنمی ہے۔ کیا شیاطین نجد نے اپنے آپ کو جہنمی بنانا بخوشی منظور کرلیا۔ بہر حال اب دیکھنا ہے کہ اس کے بعد مسلمانوں کی روش کیا ہونی چاہئے۔ ہمارے نزدیک بمبئی یا لاہور میں تمام حنفی مسلمانوں کی ایک مجلس شوریٰ منعقد کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اور ایسے حنفیوں کو اس کی شرکت کی تکلیف نہ دی جائے جو شیطانی پروپیگنڈا سے متاثر ہو چکے ہیں۔ اس مجلس میں حجاز کے مستقبل کے متعلق غور وخوض کیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ حنفی مسلمان اپنی جائدادوں میں سے کافی حصہ الگ کر کے اس کار خیر میں وقف کریں۔ مگر پہلے گورنمنٹ ہند سے استفسار کیا جائے کہ وہ آویزش نجد وحجاز میں غیر جانبدار ہے یا نہیں؟

اگر یہ معلوم ہو کہ گورنمنٹ کسی فریق کی طرفدار ہے تو پھر معاملہ بہت مشکل ہے۔ اور گورنمنٹ کا مقابلہ کرنا عقلمندی نہیں بلکہ بغاوت ہے...... مسلمانوں کو بزدل نہیں ہونا چاہئے۔ شیطان نجد کے مورث اعلیٰ نے بھی حرمین شریفین پر قبضہ کرلیا تھا اور کئی سال تک یہ قبضہ رہا تھا۔ آخر محمد علی پاشا مرحوم نے ۱۸۱۲ء میں ان شیاطین کے وجود سے حرمین شریفین کی تطہیر کی۔ اور نجدیوں کے دار الخلافہ کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا تھا۔"

[الفقیہ: ۲۸ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۵،۶]

مزید مدینہ منورہ پر نجدی قبضہ سے متعلق اخبار لکھتا ہے:

"یہ خبر جب مشہور ہوئی تھی کہ مدینہ منورہ پر شیاطین نجد کا قبضہ ہو گیا ہے تو ہمیں اس لئے اس پر یقین ہو گیا تھا کہ اہل مدینہ پر فاقہ کشی کی سخت ترین مصیبت تھی۔ خوراک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ شیاطین نجد نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور درآمد و برآمد کے راستے اور ذرائع مسدود تھے۔ لیکن اس کے بعد ہی قاہرہ کے تار نے پہلی خبر کی تردید کر دی۔ زمیندار اور دیگر شیطانی ایجنٹ اخبارات نے تردیدی خبر کو شائع نہیں کیا۔ اگر پہلی خبر شیاطین نجد کے خلاف اور دوسری خبر ان کی تائید میں ہوتی تو نجد کے تمام ایجنٹ عموماً اور زمیندار خصوصاً بڑے شد ومد سے روغن قاز مل کر شائع کرتا۔ مگر چوں کہ معاملہ اس کے خلاف تھا، اس لئے تردیدی خبر کا ذکر تک نہیں کیا، بلکہ اس کے بعد کئی یہ خبریں پھیلائی گئی ہیں کہ نجدی شیطان نے تبوک پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور حجاز ریلوے کے ایک حصہ پر بھی قبضہ ہو گیا۔ ان خبروں کی نہ تو تصدیق ہوئی اور نہ تا حال تردید واقعات۔

واقعات بالکل پردہ میں ہیں۔ اور کوئی مستند خبر موصول نہیں ہوتی۔ خدا جانے کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ چونکہ طائف کے معاملہ میں ساری دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ نجدی سخت ترین ظالم اور سفاک ہیں۔ اور غیر مصافی مسلمانوں کا قتل، ان کے مال و متاع کو لوٹنا اور بچوں کو قتل کرنا اور عورتوں کو بے عزت کرنا اور خود قرن الشیطان کا لوٹے ہوئے مال سے خمس لینا محض اس بنا پر تھا کہ مقتول اور مظلوم لوگ شافعی حنفی وغیرہ تھے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اب تمام سفاکیوں کو راز میں رکھا جائے گا۔ اور بیرون حجاز تک کوئی صحیح خبر نہیں پہنچائی جائے گی۔

اس لئے مسلمانوں کو صبر سے صحیح خبروں کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ منتقم حقیقی اسی طرح کوئی سامان پیدا کر دے گا، جس طرح کہ موجودہ قرن الشیطان کے ملعون مورثوں کے مقابلہ میں اس وقت پیدا کیا تھا، جب کہ ان شیاطین نے آج کی طرح حرمین شریفین پر قبضہ کر لیا تھا۔''

[الفقیہ: ۱۴؍اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۳]

ابن سعود کی جدہ پر حملہ کی تیاری اور امیر علی کی دفاعی پوزیشن:

مدینہ منورہ پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اب جدہ رہ گیا تھا۔ جہاں امیر علی دفاعی پوزیشن میں اپنی فوج کے ساتھ اپنی بچی کچی حکومت بچانے کی فکر میں تھا۔ اخبار الفقیہ میں لکھا ہے:

''لندن ۱۶؍فروری اس امر واقع کی تصدیق کہ جدہ مسخر نہیں ہوا۔ امیر علی کے ایک برقی پیغامبر نے دی ہے۔ جو ڈاکٹر ناجی الاصیل کو موصول ہوئی۔ یہ پیغام ۱۴؍فروری کو بھیجا گیا تھا۔ اس پیغام میں معمولی واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور فوجی صورت حالات کی ابھی تک ساز گار نہیں ہوئی ہے۔''

[الفقیہ: ۲۱؍فروری ۱۹۲۵ء، سرورق]

سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

''امیر علی اس وقت جدہ میں پناہ گزیں تھا۔ جدہ کے علاوہ صرف مدینہ منورہ اور ینبوع ایسے مقامات تھے جنہوں نے ابن سعود کی اطاعت ابھی تک اختیار نہ کی تھی۔ باقی سارے حجاز پر ابن سعود کا اقتدار قائم ہو چکا تھا۔ شریفی طاقت کا بڑا مرکز اس وقت جدہ ہی تھا۔ جس قدر اسلحہ اور سپاہی شریف کو میسر آ سکتے تھے جدہ میں موجود تھے۔ ان لوگوں میں سے جو شریف کی رہنمائی میں جنگ عظیم کے دوران میں ترکوں کے خلاف لڑ چکے تھے اکثر زندہ تھے۔ اور شریف کی حمایت میں جنگ کے لئے تیار تھے۔ چنانچہ شہر کے باہر خندقیں کھودی گئیں۔ اور جملہ عسکری استحکامات کر لئے گئے۔ بارود بچھا دیا گیا۔ تاریں پھیلائی گئیں۔ اور چند پرانے ہوائی جہاز بھی جنگ کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔''

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع بانفرہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷]

ابن سعود نے چوں کہ قریب قریب پورے حجاز پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب جدہ پر قابض ہونا کوئی مشکل نہیں تھا۔ حجازی فوج سے چند جنگی جھڑپیں ہوئیں۔ اور اس کے بعد حالات ابن سعود کے حق میں ہو گئے۔ ہم یہاں دو چند جنگوں کی خبریں پیش کئے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

امیر علی اور ابن سعود کے مابین مزاحمت ابن سعود زخمی:

امیر علی کے وزیر خارجہ تحسین پاشا نے امیر عبداللہ کے نام حسب ذیل تار ارسال کیا۔ جس میں انہوں نے بیان کیا کہ امیر علی اور ابن سعود کی فوج کے مابین جنگ ہوئی۔ جس میں ابن سعود کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ اور آل سعود کے چار لوگ زخمی ہوئے۔ مزید ڈیڑھ سو لوگوں کی جان گئی۔ اور بہت سے اونٹ گھوڑے بھی مارے گئے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''۱۰ ر جمادی الثانی کو صبح کے وقت دشمن کی فوج نے حملہ کیا۔ دشمن کے سوار ہمارے لشکر کے سامنے آگئے تو ہم نے آگ برسائی۔ اور نصف گھنٹہ میں دشمن کے لشکر کو بہت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ۱۱ ر جمادی الثانی کو محاذ پر سکون رہا۔ ہوائی جہاز دشمن کے لشکر پر پہنچا، اور گولے برسائے۔ دشمن کے ڈیڑھ سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے۔ زخمیوں کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔ نیز ہمارے توپوں سے دشمن کے بہت اونٹ اور گھوڑے بھی مارے گئے۔ ایک گولہ ابن سعود کے خیمہ کے پاس گرا جس سے بعض آدمی مارے گئے۔ اور بعض زخمی ہوئے۔ اور ابن سعود کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ اور آل سعود میں سے چار آدمی زخمی بھی ہوئے ہیں۔''

[الفقیہ: ۲۱ ر فروری ۱۹۲۵ء سرورق]

نجدیوں اور حجازیوں میں سخت جنگ:

نزلہ اور دغامہ میں نجدی و حجازی جنگ سے متعلق اخبار لکھتا ہے:

''الاہرام کو جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ نزلہ پر حجازیوں اور نجدیوں کی ایک سخت جنگ ہوئی حجازی فوج کے افسر شریف عبدالکریم تھے۔ جو ایک روز محصور رہے۔ ایک سخت جنگ کے بعد نجدی نزلہ سے دغامہ کی طرف ہٹ گئے۔ شریف عبدالکریم کہتے ہیں کہ اس قصبہ کی گلیاں مقتولوں کے اعضا سے بھری ہوئی ہیں۔ ایک سو نجدی اس قریہ میں مارے گئے۔ حجازی طیاروں نے بم بھی پھینکے۔''

[الفقیہ: ۱۴ ر مارچ ۱۹۲۵ء سرورق]

اخبار الفقیہ فتح العرب کے حوالے سے جدہ پر نجدی و حجازی مزاحمت سے متعلق لکھتا ہے:

''حجازیوں اور نجدیوں میں جنگ کی حالت طول پکڑے گی۔ کیوں کہ جدہ کا فتح کرلینا آسان کام نہیں۔ ابن سعود کے آباو اجداد بھی جدہ فتح نہ کر سکے۔ اور جنگ کا اختتام صرف جدہ کے لینے پر نہ ہوگا بلکہ

حجازیوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ایک ایک گز زمین پر جنگ کریں گے۔ مدینہ منورہ، رابغ معان وغیرہ حجازیوں کا قبضہ ہے۔ جدہ کے قریب جنگ ہو جانے سے کیا عجب ہے کہ وہابیوں کی قوت ٹوٹ جائے۔"

[مرجع سابق، ص ۱۰]

حجاز ریلوے پر وہابیوں کا حملہ نجدیوں کی شکست فاش :

نجدیوں نے مدینہ سے معان کی طرف واقع ریلوے پر حملہ کیا۔ جس کے سبب محافظ فوج اور نجدیوں کے مابین جنگ چھڑ گئی۔ بہت سے نجدی مارے گئے۔ اور نجدی فوج کا افسر گرفتار کرلیا گیا۔ اخبار لکھتا ہے:

"فتی العرب ۱۷ ررجب کی اشاعت میں رقم طراز ہے: کہ وہابیوں کی ایک جماعت نے حجاز ریلوے کے اُس حصے پر جو مدینہ سے معان کی طرف جاتا ہے، حملہ کیا۔ اور ریل کی آمد ورفت کو روک دیا۔ ریلوے محافظ فوج سے ایک سخت معرکہ ہوا۔ وہابی اکثر مقتول ہوئے۔ اور افسر گرفتار ہوا۔ (افسوس یہ قتل باہمی تا بکے)"

[مرجع سابق، ص ۱۱]

اہل شام کا حجازی فوج میں شریک ہونا :

فتی العرب رقم طراز ہے۔

کہ جنگ حجاز خطرناک صورت اختیار کررہی ہے۔ نابلس اور قدس سے ایک ہزار اہلِ شامی حجازی فوج میں شامل ہو گئے ہیں۔ کیوں کہ وہ حکومت حجاز کو برحق جانتے ہیں۔ ان میں چند افسر بھی ہیں۔ جو پہلے ترکی فوج میں کام کر چکے ہیں۔ نجدیوں کی فوج میں ایک سو اہلِ شام ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنی طرف بلانے کی کوشش کررہے ہیں۔...... (کاش یہ جماعت باہم صلح ہی کرادے)۔"

[مرجع سابق]

معاملہ عقبہ ومعان وغیرہ اور امیر علی پر نجدی نزلہ باری :

جب نجدیوں نے برطانیہ سے فوری امداد طلب کی تھی تو برطانیہ نے شریف حسین کو عقبہ سے باہر نکال کر عقبہ ومعان کے علاقہ کو شرق اردن سے ملحق کر دیا تھا۔ اس پر نجدی لابی بہت زیادہ برافروختہ ہوئی۔ اور امیر علی کے خلاف ہر طور ریشہ دوانی شروع کردی۔ طرح طرح کی افواہیں گردش کرنے لگیں۔ اخبار الفقیہ میں ان افواہوں کے رد میں ایک تفصیلی تحریر شائع ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں:

"اس کا بیٹا علی اس کا جانشین بن کر جدہ میں آ گیا۔ البتہ شیاطین نجد کی تلوار بے گناہ غیر مصافی مسلمانوں پر چلی۔ یا ان کی ٹھوکریں مزارات مقدسہ کے انہدام میں کامیاب ہوئیں۔ اور مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اموال کو کفار کے مالِ غنیمت کی طرح بانٹا۔ ان کے ملعون امیر یعنی قرن الشیطان ثانی علیہ ما علی الاوّل

نے قبضہ لے لیا۔

جب نجدی شیطانی پروپیگنڈا پھیلانے والوں نے ہندوستان سے اپنے آقا شیخ نجدی ملعون کی امداد ضروری سمجھی تو وہابیوں کو اُکسایا، چندہ جمع کیا۔ حج کا بہانہ کیا۔ سیدھے سادے مسلمان بھی ان حامیانِ شیطان کے دامِ تزویر میں پھنس گئے۔ اور حج کے لیے روانہ ہوئے۔

پھر یہ افواہ اُڑی کہ امیر علی نے بندر رابغ کی ناکہ بندی کرلی ہے۔ اور بندر رابغ پر گولہ باری کی ہے۔ تو حاجیوں کے جہازوں کو بندر سوڈان میں لنگر انداز ہونا پڑا۔ حامیانِ شیاطین نجد نے شور و غوغا کیا۔ اور باوجودیکہ عدم تعاون و ترکِ موالات کے پابند تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ سے التجا کرنے پر مجبور ہوئے۔ یہ برٹش گورنمنٹ کو زریں موقع ہاتھ آگیا۔ اس نے فوراً جنگی جہاز بھیج دیا، جس کی نگرانی میں حاجیوں کے جہاز بخیر و عافیت رابغ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد گورنمنٹ برطانیہ نے شریف حسین کو عقبہ سے نکلنے پر مجبور کیا۔ اس کو وہاں سے نکال کر عقبہ و معان کے علاقے کو شرق اردن کے ساتھ ملحق کردیا۔

اس پر اب ہندوستان کے حامیانِ نجد سخت برافروختہ ہوئے اور مندرجہ ذیل اعتراضات کر رہے ہیں کہ:

(۱) عقبہ و معان کا معاملہ بغیر رضامندی امیر علی کے نہیں ہوا۔ امیر علی کو یہ حق کہاں سے حاصل ہوا کہ عقبہ و معان کو برٹش گورنمنٹ کے سپرد کردے۔

(۲) سلطنتِ برطانیہ نے غیر جانب داری کا اعلان کیا ہوا تھا۔ بحیثیت غیر جانب دار ہونے کے اسے کیا حق تھا کہ وہ عقبہ و معان کو حجاز سے علیحدہ کرے اور نجدی کو نقصان پہنچائے۔

لیکن اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو دونوں اعتراض لغو و فضول اور حماقت پر مبنی ہیں۔

امرِ اوّل کی نسبت صاف ظاہر ہے کہ اگر شریف حسین نے سلطنتِ عثمانیہ سے بغاوت کی تو وہ اب ملک الحجاز بھی نہیں۔ اب امیر علی ہے۔ اور وہ دنیائے اسلام سے مفاہمت چاہتا ہے۔ خصوصاً اہلِ ہند سے وہ درخواست کرچکا ہے کہ وہ جس طرح حجاز کے انتظام کا فیصلہ کریں گے اُس پر کاربند ہوگا۔ چنانچہ ایک وفد آتا ہے جس کا امیر سید طاہر الدباغ ہے۔

بعض ارکین خلافت نے اُن سے گفت و شنید کا سلسلہ جاری کیا تو خلافی اخبارات چراغ پا ہوگئے۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ اس وفد سے قطعاً کوئی گفت و شنید ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر چند امیر وفد نے کہا کہ حسین کے معاملات حسین کی حکومت کے ساتھ ہی رخصت ہوگئے۔ اب حسین سے مفاہمت نہیں بلکہ علی سے ہے۔ اور علی حسین نہیں۔ مگر خلافیوں نے ایک نہ مانی۔ اور یہ دلیل پیش کی کہ علی آخر حسین ہی کا تو بیٹا ہے۔ گویا ان حمقاء کے نزدیک پسرِ نوح جس کی مذمت قرآن شریف میں ہے، ضرور نبی ہے۔ کیوں کہ آخر حضرت نوح ہی کا تو بیٹا ہے۔ اور ان کے نزدیک گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام معاذ اللہ بت تراش اور بت پرست ہوں گے۔ (معاذ اللہ)

کیوں کہ آخر اُس باپ کے بیٹے ہیں جو بُت بناتا اور ان کی عبادت کرتا تھا۔ آخر وفد ان سے مایوس ہو گیا۔ خلافتی اخبارات کے خیال میں وفد حجاز ناکام واپس گیا۔

مگر یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ وفد حجاز ناکام نہیں بلکہ اعلیٰ درجے کی کامیابی لے کر جاتا ہے۔...... اگر ہندوستان کے خلافی لیڈر وفد سے کوئی مفاہمت کرتے اور کوئی ایسی سخت شرط پیش کرتے جس کو وہ منظور نہ کر سکتا تو ایک حد تک وفد کو ناکامی ہوتی۔ لیکن جس صورت میں خلافیوں نے اُن سے گفت و شنید ہی کو قطعاً ناجائز سمجھا تو وہ اس طرح کامیاب ہو گئے کہ اپنے افعال میں آزاد ہیں۔ وہ اپنے فائدہ کے لیے یا دشمن کو نقصان پہنچانے کی غرض سے جو چاہیں کریں۔ اب اُن کی کسی کارروائی پر اعتراض کرنا یا اُن کی کسی کارروائی پر اعتراض کرنا یا اس کے کسی فعل کو ناجائز قرار دینا اوّل درجہ کی حماقت اور سفاہت ہے۔

اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ عقبہ و معان کی حوالگی امیر علی کے مشورہ سے عمل میں آئی ہے۔ (اگرچہ اس کا کوئی ثبوت نہیں) تو خلافیوں کو کیا حق ہے کہ اس پر اعتراض کریں۔ جبکہ وہ امیر علی کے ساتھ بات تک کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ چونکہ قرن الشیطان کی فوج مدینہ طیبہ کے قریب ہے۔ اور تعجب نہیں کہ یہ اعداء اللہ و اعداء الرسول بہت جلد مدینہ طیبہ پر فتح پالیں۔ کیوں کہ مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ تو اس کے بعد اگر امیر علی اپنی کمزوری کو محسوس کر کے اپنے اور خدا و رسول کے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے خدانخواستہ جدہ کو انگریزوں کے سپرد کر کے چلا جائے تو اس پر کیا اعتراض کرنے والوں کو اس کا صرف ایک جواب کافی ہے کہ تمہارے پاس مفاہمت کے لیے وفد گیا تھا۔ تم نے بات تک کرنا گناہ قرار دیا تو اب جو ہم نے چاہا کر لیا۔ پھر اس میں جو خرابیاں واقع ہوں گی۔ اس کی تمام تر ذمے داری اوّل تو شیاطین نجد پر ہے۔ بعد ازاں اُس کے ہندوستانی ایجنٹوں اور دلالوں پر۔

امر دوم کے متعلق یہ ظاہر ہے کہ سلطنت برطانیہ کو بحیثیت غیر جانب دار ہونے کے یہ حق ہرگز حاصل نہ تھا کہ وہ امیر علی کے دشمنوں کو امداد پہنچے دے۔

ہندوستان سے جو جہازات گئے تھے۔ اس میں صرف زائرین ہی نہ تھے بلکہ نجدیوں کے لیے سامان رسد اور نقدی تھی، جو قانوناً ممنوعات جنگ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ گورنمنٹ اپنی ہندوستانی رعایا کے لیے یہ کر سکتی تھی کہ حجاج کو تو صحیح و سلامت بندر رابغ پر اتروا دے اور سامانِ رسد غلّہ و نقدی کو واپس بھجوا دے۔

مگر جب گورنمنٹ نے باوجود غیر جانب دار ہو جانے کے ایک طاقت ور دشمن کو ممنوعات جنگ پہنچے دیا تو گویا خود معترضین نے گورنمنٹ کو حق دے دیا کہ وہ اپنے مفید معاملات میں بھی دخل دے۔ اگر خود معترضین گورنمنٹ کی خدمت میں غیر جانب داری کے اُصول کے خلاف عمل کرنے پر مجبور نہ کرتے تو آج ان کو اعتراض کرنے کا بھی کوئی حق ہوتا۔"

[الفقیہ: ۲۱ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۳،۲]

امیر علی کا پیغام صلح اور حکومت سے دست برداری

اور جدہ پر بھی نجدی قبضہ :

اور جب امیر علی نے جان لیا کہ فوج میں تاب مقابلہ نہیں اور ان کے اخراجات پورے کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو پھر ابن سعود کے پاس ایک وفد برائے مصالحت بھیجا۔ لیکن صلح کی کوئی سبیل نہ بنی۔ سید سردار محمد لکھتے ہیں:

''امیر علی نرم مزاج اور بسیار گو شخص تھا۔ عسکری قابلیت نہ رکھتا تھا۔ سپاہیوں کی تنخواہ دینے کے لئے اس کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ اور شہری آبادی ساماں رسد کی کمی کی وجہ سے فاقے کر رہی تھی۔ جیسا کہ پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔

ابن سعود کا ارادہ شریف کے خاندان کے قلع قمع کر دینے کا تھا۔ امیر علی نے نومبر میں قیام صلح کے لئے ایک وفد جدہ سے مکہ مکرمہ بھیجا۔

ابن سعود نے حوالگی شہر کی واحد شرط پیش کی۔ مفاہمت اور صلح کی راہ نہ دیکھ کر وفد ناکام واپس ہوا۔ ۶ رجنوری ۱۹۲۵ء کو جدہ کا باقاعدہ محاصرہ کر لیا گیا۔''

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع ہانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷]

امیر علی کے پاس مصالحت کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس نے انگریزی قونصل کا سہارا لیا۔ اور چند شرطوں پر حجاز کی حکومت سے دست بردار ہونے کا پیغام بھیج دیا۔

انگریزی قونصل کے سہارے یہ صلح نامہ منظور ہو گیا۔ ۱۸ ردسمبر ۱۹۲۵ء میں امیر علی نے جدہ سے دست برداری کا اعلان کیا۔ اور ۲۹ر دسمبر کو جدہ بھی نجدیوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور اس طرح آخر دسمبر تک پورے حجاز میں نجدی قابض ہو گئے۔ سید سردار محمد حسنی لکھتے ہیں:

''امیر علی نے انگریزی قونصل کے توسط سے صلح کا پیغام بھیجا۔ شرائط یہ تھیں کہ وہ حجاز کی حکومت سے دست بردار ہو جائے گا۔ اور شہر حوالے کر کے ملک چھوڑ دے گا۔ بشرطیکہ شریفی سپاہ سے باز پرس نہ کی جائے۔ اور اخوان شہر میں داخل نہ ہونے پائیں۔ ابن سعود نے یہ شرطیں قبول کر لیں۔ ۱۸ ردسمبر کو امیر علی نے اپنی دست برداری کا اعلان کر دیا۔

۲۹ر تاریخ کو وہابیوں کا قبضہ جدہ پر ہو گیا۔ تین دن بعد امیر علی عدن کے راستہ سے عراق چلا گیا۔ اور اب تک وہیں مقیم ہے۔ او اخر دسمبر تک ابن سعود حجاز کے سارے ملک پر قابض تھا۔ ۲۵ ردسمبر ۱۹۲۵ء کو اس حقیقت کا

اعلان کر دیا گیا۔"

[سوانح حیات سلطان ابن سعود، مرتبہ: سید سردار محمد حسنی بی اے آنرز، مطبع بانڈہ الیکٹرک پریس جالندھر شہر، تاریخ طباعت ۱۹۳۶ء، ص، ۱۵۷، ۱۵۸]

اسلم جیراجپوری لکھتے ہیں:

"اب تاریخ نے پھر اپنا پہلا ورق الٹا اور پورے سوا سو سال کے بعد ۱۳۴۲ میں امام عبدالعزیز اول کی طرح امام عبدالعزیز ثانی نے بھی پہلے طائف اور پھر مکہ کو فتح کیا۔

شریف مذکور ۶/ اکتوبر ۱۹۲۴ میں حکومت حجاز سے دست بردار ہو کر بھاگ گیا۔ اس کا بیٹا علی جدہ میں اجنبی حکومت کے سہارے سے مقابلہ کے لئے جما رہا۔

لیکن آخر میں مجبوراً کر وہاں سے چلا آیا۔ اور جدہ اور اس کے بعد مدینہ سب پر سلطان عبدالعزیز کا قبضہ ہو گیا۔ ماہ گزشتہ یعنی جمادی الثانی ۱۳۴۴ میں سلطان کے ملک الحجاز ہونے کا بھی اعلان کر دیا گیا۔"

[تاریخ نجد، اسلم جیراجپوری، ص ۹۵]

باب (۳)

شریف حسین کے مقابل نجدی تسلط سے متعلق لوگوں کے نظریات

maablib.org

شریف حسین کی حکومت کے مقابل نجدی تسلط میں فرق

نجدی ہوا خواہوں کی نظر میں شریف حسین کا زوال اور نجدیوں کا تسلط بہت بڑا کارنامہ تھا۔ ان کے نزدیک شریف حسین کی حکومت کے مقابلے نجدی حکومت بہت بہتر تھی۔ حالانکہ اہل سنت کے نزدیک شریف حسین کے مظالم نجدی مظالم کے سامنے آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھے۔ ہم یہاں چند حضرات کی آرا پیش کر رہے ہیں۔ جس سے شریف حسین کے اقتدار کے مقابلے میں نجدی تسلط کی ضرررسانی کی زیادتی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

سراج علی خان، اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر، مراد آباد اس تعلق سے لکھتے ہیں:

"نجدی وہابیوں کے عقائد کو دنیا جانتی ہے کہ یہ دشمنانِ خدا و رسول اپنے سوا تمام مسلمانانِ عالم کو مشرک، بے دین جانتے ہیں۔ ان کی حرکاتِ شنیعہ اور افعالِ قبیحہ طشت از بام ہو چکے ہیں۔ جس میں بارہا انہوں نے اسلامی تبرکات اور مقدسات کی بے حرمتی کی ہے۔ اور اسلام و مسلمانوں کو (خاکم بدہن) ہر ممکن تدبیر سے پامال کرنے کی جیسی ناپاک کوشش وقتاً فوقتاً یہ کرتے رہے ہیں۔ وہ آج چھپائے سے نہیں چھپ سکتی۔ (اسی بنا پر علمائے اسلام بالاتفاق اس گروہ پر کفر کا فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ جس میں اصلاً کسی کو شک کی گنجائش نہیں)

چنانچہ اس وقت بھی باوجود اپنے حمایتیوں کی خفیہ وعلانیہ تنبیہ وتہدید کے وہ اپنی خباثت کو نہ چھپا سکے۔ اور اسلام و مسلمین اور تقدساتِ اسلام کے طرف سے جو بغض وعناد ان کے ناپاک دلوں میں مدت سے نہاں ہے۔ وہ عملی لباس میں (آخر ضوودار ہونے لگا) آج ہمیں ان ایڈیٹروں و مضمون نگاروں کی حاشیہ آرائی پر حیرت ہے۔ جنہوں نے نجدیوں کی مدح سرائی میں آسمان وزمین کے قلابے ملا دیئے۔ موٹی سے موٹی اور جلی سرخیوں سے تنقیدیں لکھیں۔ اور بلا طلب بلا سبب جبکہ نجدیوں کے عقائد وغیرہ کا کوئی سوال نہ تھا۔ ان کی طرف سے صفائی پر صفائی پیش کی گئی۔ جس نے نجدیوں کے عقائد کے بارے میں ناواقف لوگوں کے دلوں میں بھی شکوک پیدا کر کے بدظنی کو دوچند کر دیا۔ ہم حیرت واستعجاب میں تھے کہ آخر یہ پیشگی صفائی جبکہ ہنوز کسی نے ان کے عقائد کے متعلق بدگمانی کا مطلق اظہار نہ کیا تھا۔ کیا معنے رکھتی ہے؟ اور ان کی اگلی پچھلی خباثتوں پر جو نقاب

ڈالا جارہا ہے اس سے کیا فائدہ متصور ہے۔ شریف حسین کا رویہ گو ہر چند مذموم و قابلِ ملامت تھا۔ مگر یہ سب و شتم اور خلاف اخلاق تعاقب فحاشی حقیقۃً ایک پروپیگنڈا تھا۔ جو اہلِ حجاز کے خلاف کیا جارہا تھا۔ اور ہنوز کیا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نجدیوں کے حملہ اور پیش قدمی کے ساتھ شریف حسین نیز اب امیر علی و دیگر اہلِ حجاز پر "تبرّہ" کی روزافزوں ترقی ہوتی گئی ہے۔

ہندوستان کے بعض لیڈروں و ایڈیٹرانِ اخبارات کی یہ منظم حکمت عملی ضرور کچھ معنی رکھتی ہے۔ جس کی عن قریب کوئی ذی عقل مسلمان تشریح کردے گا۔ جہاں تک ہمارے ناقص خیال نے رسائی کی ہے ہم تو یہ سمجھے ہیں کہ جس طرح آریہ سماج اور قادیانی گروہ و دیگر مختلف فرقے مذہب کے پردہ میں اسلام کو خدانخواستہ مٹانے کے لیے سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہی مقصد ان وہابیوں کا ہے۔ جو ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے روپ میں لاکھوں کی تعداد میں ایسی ہیئت سے موجود ہیں، کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ اگر یہ گمان صحیح ہے۔ اور واقعی صحیح ہے تو مسلمانوں کو ہوش آجانا چاہیے۔ اور اس سب سے بڑے فتنہ کی مدافعت کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

مسلمان یاد رکھیں کہ یہ مارِ آستین سب سے مہلک اور زہریلا دشمن ثابت ہوگا۔ اور اس سے اسلام و مسلمین کی نقد جان کو جو خطرہ لاحق ہورہا ہے۔ وہ تمام خطروں سے زیادہ خطرناک ہے۔ خدا مسلمان کو آنکھیں دے۔ اور وہ اس فتنۂ عظیم کا احساس و اندازہ کریں۔ یہ وقت ہے جبکہ فرداً فرداً مسلمان اور مسلمان نما شیطان وہابی میں تمیز کیا جاسکتا ہے۔ لعنة الله على المنافقين۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔ (راقم سراج علی خان، اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر، مرادآباد)"

[الفقیہ: ۱۳ر نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۱۱]

علاوہ ازیں ہم یہاں یہ بھی بتادیں کہ خواہ شریف حسین اور ابن سعود برطانوی غلام تھے۔ لیکن شریف حسین اور ابن سعود کے حرمین طیبین پر کیے گئے سلوک اور مظالم میں بہت فرق تھا:

شریف حسین انگریزوں کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بھلے ہی بن گیا ہو۔ لیکن اس نے ابن سعود کی طرح حجازِ مقدس کے تقدس کو پامال نہیں کیا۔ اس نے حرم کی سرزمین کو خون سے رنگین نہیں ہونے دیا۔ اس نے طائف کی پاکیزہ خواتین کی عصمت دری نہیں کی۔ اس نے حجاج پر مظالم نہیں ڈھائے۔ اس نے حرمین طیبین کے مزارات و مآثر کو منہدم نہیں کیا۔ مساجد اور مآثر کی بے حرمتی نہیں کی۔ اس نے حجاج کو پیاس کی موت مرنے کے لئے نہیں چھوڑا۔ اس نے شرفا و علمائے حرمین کو کاسۂ گدائی اٹھانے پر مجبور نہیں کیا۔ اس نے حجاج کو ارکانِ حج میں دشواری کی سزا نہیں دی۔ اس نے فقرا و غربا کو شہر بدر ہونے پر مجبور نہیں کیا۔

ابن سعود نے تو بڑے بڑے ہر جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے ظلم کی ایک الگ تاریخ رچی۔ انگریزوں کے اشارے پر ہر وہ کام کیا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ شریف حنفی تھا لیکن احناف

نے اس کی بے جا حمایت کبھی نہیں کی البتہ اہل حدیث حضرات نے ابن سعود کی ظالمانہ حرکات سے واقف ہو کر بھی اس کی مخالفت کی بجائے اس کی کھل کر حمایت کر کے ابن سعود کے نمک کا حق ادا کیا۔

مولانا سید حبیب صاحب لکھتے ہیں:

''ابن سعود کے ملک الحجاز بننے کے بعد حجاز میں جو کچھ ہوا وہ اس قدر رقت انگیز، درد خیز اور شرمناک ہے کہ اس کو قلم انداز کر دینا ہی بہتر ہے۔ مختصر یہ کہ ابن سعود کی قوم چونکہ عام مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے۔ لہٰذا اس نے

۱۔ طائف وغیرہ کو لوٹا۔

۲۔ مسلمان عورتوں کی عصمت لی اور ان کو لونڈیاں بنالیا۔

۳۔ بے گناہ مرد مسلمان بوڑھوں اور بچوں کو پناہ دے کر بری طرح قتل کیا۔

۴۔ مآثر مقدسہ کی بے حرمتی اور ان کو گرادیا۔

۵۔ امہات المومنین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں کو مسمار کر کے ان میں غلاظت پھینکی۔

۶۔ مساجد کو شہید کر دیا۔

۷۔ دین حق میں مداخلت کی۔

۸۔ آرام گاہ رسالت مآب ﷺ میں دعا مانگنا ممنوع قرار دیا۔

۹۔ حرم محترم میں مسلمانوں پر ظلم کیا۔

۱۰۔ قبہ نبوی پر گولیاں برسائیں۔

۱۱۔ مسلمانوں کے ہر گروہ کے ائمہ کو بے دخل کر کے ہر مسلمان کو نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور کیا۔

۱۲۔ کتب مقدسہ اسلام کی بے حرمتی کی۔

۱۳۔ حرم میں بادشاہ نے مسلح سپاہیوں کی معیت میں طواف کرنا شروع کیا۔ اور مسلمانوں کو دق کیا۔ یہ اور ایسے صدہا مظالم کی ذمہ داری ابن سعود پر ہے اس نے ذاتی طور پر نکاح وطلاق اور ''ما ملکت ایمانکم'' جیسے شعار اسلام کا جو مضحکہ بنا رکھا ہے میں اس کا ذکر نہ کروں گا۔ مختصر یہ کہ شریف حسین اور ابن سعود اگر غدار ملت ہونے میں یکساں تھے۔ تو امت مرحومہ پر جبر کرنے، شعار اسلام کی بے حرمتی کرنے اور مسلمانوں کی دل آزاری کرنے میں ابن سعود شریف حسین سے بھی زیادہ غلیظ دشمن اسلام ثابت ہوا۔

ابن سعود اور شریف حسین میں جو فرق تھا۔ میں اس کو بیان کر چکا ہوں۔ دونوں انگریزوں کے پٹھو تھے۔

دونوں غدار اسلام تھے۔ دونوں خلافت اسلامیہ کی تباہی کا باعث ہوئے۔ دونوں کو سلطنت غداری کی قیمت کے طور پر ملی۔ دونوں ظالم و جابر تھے۔ لیکن شریف حسین کا دامن مساجد کی بربادی، مآثر مقدسہ کی تباہی، مزارات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کی بے حرمتی، خواتین اسلام کی عفت ریزی وعصمت فروشی یتامائے اسلام کی تضحیک، شرفائے اسلام کی تذلیل اور جوانان اسلام کی خونریزی سے پاک رہا۔ ابن سعود کا دامن ان تمام غلاظتوں سے آلودہ ہے، اور آلودہ رہے گا۔ اس لئے کہ وہ تا حال تائب نہیں ہوا بلکہ شرارت سیہ کاری اور حجاز فروشی کے میدان میں برابر ترک تازے کام لے رہا ہے۔ ملال کی بات یہ ہے کہ جہاں شریف حسین کی غداری کے خلاف تمام عالم اسلام نے متحد طور پر آواز بلند کی اور احناف نے اس کی حنفیت کو گناہوں کا کفارہ نہ سمجھتے ہوئے اس کی مخالفت میں تمام مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ وہاں اہلحدیث گروہ نے جو عرف عام میں وہابی مشہور ہے، اس شوق میں کہ مرکز اسلام کی حکومت ان کے ایک ہم عقیدہ سلطان کی سیادت کے ماتحت آرہی ہے، ابن سعود کے گناہوں سے نہ صرف چشم پوشی کی بلکہ اس کی مخالفت میں جن لوگوں نے اس بنا پر آواز بلند کی کہ یہ نصاریٰ کا ادنیٰ غلام اور مذہبی آزادی کا مخالف ہے، ان کو بھی برا بھلا کہا۔ اور قبلہ کی حلت وحرمت کی مصنوعی بحث کو شروع کر کے تمام بحث کو مغالطہ میں ڈال دیا۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے حنفیوں اور وہابیوں میں جو لفظی قلمی اور معاشرتی جنگ ہوئی اس کی یاد اس قدر زیادہ ہے کہ مجھے اس کی تکرار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ قبلہ کی تعمیر حلال ہے یا حرام؟ اور تعمیر کے بعد اس کو جبراً برباد کر کے رعایا کے ایک کثیر حصہ کی تذلیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسی باتیں ہیں جس سے میں اس وقت اغماض کروں گا۔ مآثر کی پرداخت اور تذلیل میں سے شریعت حقہ کس کو پسند کرتی ہے؟ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ لہٰذا میں اس کو بھی قلم انداز کرتا ہوں۔ مقابر کی بے حرمتی خواہ کسی قدر بھی دل آزار کیوں نہ ہو میں اس وقت اس کو بھی زیر بحث نہ لاؤں گا۔

کعبۃ اللہ میں جمہور اسلام کو ان کی مرضی کے خلاف نجدی امام کی تقلید پر مجبور کرنا، شریعت اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ اس بحث کو بھی ترک کر دوں گا۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے گریز نہیں کر سکتا کہ مساجد کی بربادی اور بے گناہ مسلمان، مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کی عزت، عصمت جان اور مال کی بربادی ابن سعود کے ایسے گناہ تھے جن سے محض ہم عقیدہ ہونے کی بنا پر اہل حدیث کا چشم پوشی کرنا مناسب نہ تھا۔ لیکن اس بحث کو بھی جانے دیجئے۔"

[اخبار الفقیہ، ۲۱ رجون ۱۹۳۵ء ص۲،۳]

بیسلپور جلسہ میں شریف حسین اور نجدی حکومت سے متعلق رائے:

بیسلپور میں حضور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی کی صدارت میں ایک اجلاس

منعقد ہوا۔ جس میں شریف مکّہ اور نجدی تسلط سے متعلق درج ذیل تجویز پیش ہوئی ملاحظہ ہو:

''شریف مکّہ کے افعال کیسے ہی ہوں مگر وہ نیچری، رافضی، وہابی وغیرہ بدمذہب نہیں۔ قطعاً یقیناً صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان ہیں۔ حجازِ مقدس کی خدمت اُن کے متعلق رہنا ہزاروں درجہ وہابیان مرتدین نجد کے ناپاک ہاتھوں میں آنے سے بہتر ہے''

[الفقیہ: ۲۸ر نومبر ۱۹۲۳ء، ص ۱۰]

ابن سعود سے متعلق اہل مکہ کی رائے:

حاجی مولانا مشرف حسین علی گڑھی لکھتے ہیں:

''اہلِ مکّہ ہرگز ابن سعود سے راضی نہیں اور ہر شخص تنگ آ کر یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی غیر قوم آ جائے تو بہتر ہے۔ وہ لوگ بالعموم شریف علی کے مدّاح ہیں۔ اخبار وہاں ہم کو نہیں مل سکتا ہے۔ جو وہ خود اپنے اخبار میں کہتے ہیں وہ ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے۔''

[الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۸]

مولانا امام الدین لکھتے ہیں:

''اہل مکّہ ابن سعود اور اس کے عملے سے سخت نالاں اور پریشان ہیں۔ حرم شریف کے خادموں کو تنخواہ تک نہیں ملتی اہل مکہ موجودہ حالت میں ملک علی کو دل سے چاہتے ہیں اور اس بات کا اعلان وہ صریح طور پر کرتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابن سعود کے افعال و اعمال حرمین کے مفاد اور اہالئ بلاد کے راضی کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ خود اس کی ذاتی اور نفسانی خواہشات کی بنا پر ہیں۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ابن سعود نے حاجیوں کو خوش رکھنے میں قدرے کوشش کی۔''

[الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۷]

مزید لکھتے ہیں:

''میں بیشک اس کا اقرار کرتا ہوں کہ ابن سعود کے علم پر لا الٰہ الا اللّٰہ اور محمد الرسول اللّٰہ لکھے دیکھا۔ میں نہایت صفائی کے ساتھ اس کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ شریف حسین کے جرم سے ابن سعود کا جرم بہت زائد ہے۔ اور وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔''

[مرجع سابق، ص ۷، ۸]

شریف حسین کی حکومت سے نجدی تسلط زیادہ نقصان دہ:

شریف حسین خواہ کچھ بھی سہی مگر اس کے ہوتے ہوئے مآثر ومتبرکہ مقامات مقدسہ وغیرہ کے انہدام کا خوف نہیں تھا۔ لوگوں کی جان اور مال بھلے ہی غیر محفوظ ہوں مگر ایمان اور شعائر ایمان محفوظ تھے۔ لیکن نجدی

حکومت میں لوگوں کے ایمان اور شعائرِ ایمان مقامات مقدسہ مزارات مقدسہ اسلامی نشانیاں سب غیر محفوظ تھیں۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شریف حسین کی حکومت کے مقابل نجدی تسلط زیادہ نقصان دہ تھا۔ جب یہی بات ایڈیٹر الفقیہ نے اپنی ایک تحریر میں لکھ دی کہ

''نجدیوں کا قبضہ حرمین شریفین پر بہ نسبت شریف حسین زیادہ ناموزوں ہے''تو نجدی ہوا خواہ ایڈیٹر اہل حدیث آگ پا ہو گئے اور شریف حسین کی مذمت اور نجدی حکومت کی حمایت میں ایک تحریر اخبار اہل حدیث میں شائع کر دی۔

مولانا غلام احمد اخگر صاحب نے اس تحریر کی بخیہ دری کرتے ہوئے نجدی تسلط کے نقصانات بیان کرتے ہوئے شریف حسین کی حکومت کے مقابل نجدی تسلط کے ناموزوں ہونے پر زبردست دلائل پیش فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

وہ لکھتے ہیں:

''جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفقیہ امرتسر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے ۲۱ ستمبر ۲۴ء کے الفقیہ میں ایک نوٹ بعنوان ''حجاز پر نجدی حملہ'' لکھا تھا۔ اس میں آپ نے یہ دکھایا تھا کہ نجدیوں کا قبضہ حرمین شریفین پر بہ نسبت شریف حسین زیادہ ناموزوں ہے۔ اس سے ایڈیٹر اہل حدیث بہت بگڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کا بگڑنا ضروری ہے کیوں کہ آخر اُن کے روحانی پیشوا بانی فرقۂ وہابیہ کی ذریت اگر کامیاب ہوتی ہے تو اس کی خوشی اُن کو ضرور حاصل ہے۔ تو ہر ایک آواز جو اس کے خلاف ہو انہیں ناگوار گزرے گی۔

لیکن چند اُمور انہوں نے ایسے بھی لکھے ہیں جن میں انہوں نے مسخرہ پن سے کام لے کر ایک ممتاز فرقہ کی تقلید کا حق ادا کیا ہے۔ جو نقال کے معزز لقب سے مشہور ہے۔ اس لیے مجھے ضرورت پڑی کہ میں ایڈیٹر صاحب موصوف کی ہفوات واہیات کی تقلیع کے لیے قلم اٹھاؤں۔

ایڈیٹر صاحب کے سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) ایڈیٹر الفقیہ نے جو شریف حسین کی برائی ظاہر کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (یعنی ایڈیٹر الفقیہ) ملکی لیڈروں اور خلافت کے رہنماؤں سے ڈرتا اور کانپتا ہے۔

(۲) اگر نجدی ملعونوں نے روضہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و روضہ صحابہ کو منہدم کر دیا تو یہ حدیث کے حکم سے کیا۔ اور فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی قبروں پر عمارت بنانا حرام ہے۔

(۳) اگرچہ نجدیوں کا قبضہ مکہ معظمہ پر ہو گیا۔ تو حنفی لوگ نماز کس طرح پڑھیں گے۔ بغداد موزوں تھا۔ مگر وہاں نجدیوں کے ہم مذہب حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز ہیں۔ اس لیے علی پور یا اجمیر شریف قبلہ بنانا چاہیے۔

پہلے تو جو خلاصہ ہم نے ظاہر کیا ہے وہ اگرچہ اہلِ حدیث کے مضمون میں مقدم نہیں۔ لیکن چونکہ اس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔ اس لیے آپ جانیں۔ اور وہ اگر آپ نے ملکی لیڈروں اور خلافت کے رہنماؤں سے ڈرتے ہوئے اور کانپتے ہوئے لکھا ہے۔ تو آپ خود اس کا فیصلہ کریں۔

نمبر۲ و۳۔ چونکہ تمام اہلِ سنّت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے مجھے حق ہے کہ بحیثیت ایک خادم اہلِ سنّت ہونے کے اس پر کچھ لکھوں۔

(نمبر۲) جس خبر کی بنا پر آپ نے لکھا ہوگا کہ نجدی شیاطین نے روضۂ حضرت ابن عباس کو شہید کیا، وہ خبر کا ایک جزو ہے۔ دوسرا جزو اس کا یہ ہے کہ طائف میں ان شیاطین نے تمام لوگوں کو تہ تیغ کیا، مگر کیسا ہوشیار اور چالاک بنتا ہے کہ ایک حصہ کو تو مطابق حدیث بتاتا ہے، مگر دوسرے حصہ کو غلط سمجھتا ہے۔ حق حمایت تو ادا نہ ہوا۔ جس طرح پہلے جزو کو مطابق حدیث بتایا تھا، اسی طرح دوسرے جزو کے متعلق بھی کسی حدیث کا حکم لکھ دیا ہوتا۔ آخر احادیث میں سب کچھ ہے۔ کوئی حدیث لکھ دی ہوتی جس سے نجدی گروہ کی سفا کی اور ظلم وستم جواز نکلتا۔ افسوس حمایت بھی کی تو ادھوری اور کچی کی۔

اسی خیال سے یہ ثابت ہوگیا کہ روضۂ مطہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی حدیث کے حکم کے ماتحت شہید کیا جائے گا۔ ہندوستان نجدیوں کی نگاہ میں سارے قرآن شریف میں سے صرف ایک لفظ شرک آتا ہے۔ اور سارے احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف لفظ بدعت۔ اور کتب فقیہہ میں سے صرف وہ حکم ان کو نظر آتا ہے جو کسی عالم کی رائے ہو اور وہابیوں کو پسند ہو۔ باقی تمام مضامین اور تمام روایات کے لیے ان کی آنکھیں بے نور ہیں۔ اس لیے یہ بیچارے معذور بھی ہیں۔

ایڈیٹر اہلِ حدیث کو لازم ہے کہ محض کسی ایک روایت یا کسی ایک رائے پر بھروسہ کرے۔ کتب کو اچھی طرح مطالعہ کرے۔ پھر اس کو معلوم ہوگا کہ قبروں کا منہدم کرنا تو درکنار قبروں پر بیٹھنا، چلنا، گھاس کاٹنا، تکیہ لگا کر بیٹھنا سب کے سب ناجائز ہیں۔ کیونکہ اس میں صاحب قبر کی توہین ہے۔ کیا جس روایت پر آپ بھروسہ کر بیٹھے ہیں، وہ اس روایت سے زیادہ معتبر ہے جس میں نافی اور ثانی بیان کر کے دخل فی الدین کا جواز ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ روایت اسی روایت کی ہم رتبہ ہوگی۔ کیا عمل کرنے کو تیار ہو۔

(نمبر۳) یہ غلط ہے کہ محمد بن عبدالوہاب علیہ ما علیہ اور اس کی ذریت حنبلی ہیں۔ ہمارے فقہائے کرام نے بھی اس کے دعوے کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان الفاظ میں فیتحلون انھم الحنابلة یعنی وہ اپنے آپ کو حنبلی بیان کرتے ہیں، منتحل ہیں۔ انتحال کے معنے ہیں جھوٹ موٹ کسی بات کو اپنی طرف منسوب کرنا۔ رہا اب بھی نجدی شیاطین کا اپنے لیے لقب حنبلی بتانا یہ محض ان کی بے ایمانی اور کذب بیانی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ایڈیٹر اہل حدیث انتحال کے معنی نہیں جانتا اور شاید اگر جانتا ہو تو یقین نہ کرے گا۔ کیوں کہ وہابی تو اپنی رائے کے خلا خدا اور رسول کے قول کا اعتبار نہیں کرتے تو ہمارا یا فقہا کا کیوں اعتبار کرنے لگے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم

اُسی کے ایک بڑے مقتدا میاں صدیق حسن بھوپالی سے کہلوائے دیتے ہیں۔ سنیے وہ کیا کہتا ہے: ''امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر کرنے کے بعد کہتا ہے کہ:

''ان کے مقلد اگرچہ حنابلہ کہلاتے ہیں لیکن اصل میں بنیاد ان کے مذہب کی اتباعِ سنت پر ہے۔ جو لوگ خالص متبع ہیں وہ آپ کو ہرگز حنبلی نہیں کہتے کہلاتے۔''

(کشف الغمہ، ص ۱۶)

رہا حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ العزیز کا حنبلی ہونا۔ غنیمت ہے کہ ایڈیٹر صاحب اہل حدیث نے ایک ضرورت استہزا کے لیے اس مضمون میں حضرت پیر قدس سرہٗ کو حنبلی یعنی مقلد حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا مان لیا، حالانکہ اس سے پہلے ایک دفعہ وہ ساری قابلیت دسی خرچ کر چکے ہیں کہ حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ العزیز کسی کے مقلد نہ تھے۔ اور ایسے قابل بزرگ مقلد نہیں ہو سکتے۔ باوجودیکہ بہت سمجھایا گیا کہ غنیۃ الطالبین میں وہ خود اپنے حنبلی ہونے کا اقرار ان لفظوں میں فرماتے ہیں کہ:

قال الامام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ واماتنا ولی مذھبہ اسلاما فرغا و حشرھا فی رسوتالاً

(غنیۃ، مطبوعہ مصر، جلد ۲، ص ۸۲)

فرمایا امام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی نے رحمت کرے اللہ تعالیٰ ان پر اور مارے ہم کو ان کے مذہب پر اصول میں اور فروع اور قیامت کے دن اٹھائے ہم کو ان کے زمرہ میں۔

مگر مثل مشہور ہے کہ ''مُلّا آں باشد کہ اقرار نکند'' اپنی ضد پر اڑے رہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ پھر کبھی یہ بحث چھڑے تو پھر ایڈیٹر صاحب یہی راگ الاپیں کہ حضرت پیرانِ پیر قدس سرہ العزیز معاذ اللہ غیر مقلد تھے۔ مگر ان کو اپنا یہ مضمون یاد رکھنا چاہیے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ ''دروغ گو را حافظہ نباشد'' کے صحیح مصداق یہی بزرگ ہیں۔

نجد کے وہابی اگر بوقت ضرورت جھوٹ موٹ اپنے آپ کو مذہب حنبلی سے منسوب کرتے ہیں۔ تو ان کا یہ انتحال ویسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان کے نجدی وہابی اپنے آپ کو اہلِ سنت کہہ دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صراحتاً غلط اور جھوٹ ہے۔

تمام اہلِ سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اہلِ سنت محدود ہیں چاروں گروہوں میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اور جو شخص ان چاروں سے علیحدہ ہے وہ قطعی جہنمی اور بدعتی ہے۔

یہ امر کہ اگر مکہ معظمہ پر نجدی بے دینوں کا قبضہ ہو گیا تو حنفی نماز کس طرف منہ کر کے پڑھیں گے۔ نجدی شیاطین کا قبضہ مکہ معظمہ پر ہو گیا اور یہ امر خدا کے ہاتھ میں ہے مگر ہمارا مذہب حکم دیتا ہے کہ مکہ معظمہ کسی کے قبضہ میں ہو، نماز میں کعبۃ اللہ کی طرف ہی منہ کرنا ہے۔ کعبۃ اللہ کے لیے کسی حاکم یا قابض کی شرط نہیں۔ اس

لیے ہم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس سے ایک راز کا انکشاف ہوگیا۔ وہ یہ ہے کہ آج تک نجدی وہابی ضرور نجد کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہوں گے۔ اور دل میں ضرور یہ نیت کرتے ہوں گے۔ متوجھاً الی جهة النجد میں نے منہ کیا طرف نجد شریف کے۔ کیونکہ المرء یقیس علیٰ نفسہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے۔ ایڈیٹر اہلِ حدیث نے مسلمانوں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرلیا ہے۔ مگر یہ راز اب تک شاید اس لیے نہ کھل سکا کہ خطوط طول بلد کے اعتبار سے سمتِ کعبہ اور سمتِ نجد ایک ہی ہے۔ اب چونکہ نجدی شیاطین کا قبضہ کعبۃ اللہ پر ہے۔ لہٰذا اُمید ہے کہ ہندوستان کے وہابی بھی کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کریں گے۔ مگر اس موقع پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔

کیا فرماتے ہیں ہندوستان کے علماء نجدیہ وہابیہ کہ اگر سابقہ عادت کے مطابق ایڈیٹر صاحب اہلِ حدیث اب بھی نیت یہی کریں کہ متوجھاً الیٰ جهة النجد کیوں کہ العادت لا ترد الا بالموت تو کیا ایسی صورت میں ان کی نماز جائز ہوگی۔ یا فاسد یا باطل۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ کعبۃ اللہ پر اُن کے مقتدا کی ذریت قابض ہے؟ بینوا وتوجروا۔"

کسی زمین یا ملک کو کسی کے قبضے سے نکال لینا اور کسی کے قبضہ میں دے دینا یہ خدائے ذوالجلال کا کام ہے۔ تمام اسلامی سلطنتیں اس وقت اپنا نام باقی چھوڑے ہوئے ہیں اور ان کے ممالک آج غیر مسلموں کے قبضہ میں ہیں۔ کوئی نہیں جو بارگاہِ الٰہی میں دَم مار سکے۔ لیکن ہر مسلمان کے دل میں اس کا رنج ضرور ہوتا ہے۔ کہ ان کا ملک غیر کے قبضہ میں ہے۔

ترکوں سے خدا نے حرمین شریفین کی خدمت کا کام چھین لیا۔ اس کا رنج تمام دنیا کے مسلمانوں کو تھا۔ اس انقلاب کا باعث شریف حسین ہوا۔ خدا نے اس کو دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں سے سزا دلوادی۔ مگر ایک سچا مسلمان بشرطیکہ محض اس تعصب سے کہ شریف حسین کی عداوت اس کو ہر ایک دشمن شریف کے ساتھ محبت کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ نجدیوں کی تعریف پر مجبور نہ ہو۔ نجدیوں کے قبضے کو استحسان کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ کیوں کہ:

(۱) شریف حسین چند سال سے ترکوں کا مخالف اور عیسائیوں کا معاون بنا۔	(۱) مگر نجدی قریباً ایک صدی سے سلطنتِ اسلامیہ کے سخت مخالف اور دشمن تھے۔
(۲) شریف حسین چند سالوں سے برطانیہ کا وظیفہ خوار تھا۔	(۲) نجدی مدت دراز سے برطانیہ کے نمک خوار رہے اور پانچ ہزار پونڈ ماہوار (۷۵/ ہزار روپیہ) اسی غرض سے لیتے رہے کہ ترکوں کو زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں۔

(۳) شریف حسین نے برطانیہ کے پیش کردہ معاہدہ پر دستخط نہ کیے۔ تو برطانیہ نے وظیفہ بند کر دیا۔

(۳) برطانیہ نے دیکھا کہ اب ترکوں کے لیے حرمین شریفین کا کوئی راستہ نہیں اس لیے نجدیوں کو نمک کھلانا ترک کر دیا۔

(۴) شریف حسین چند سالوں سے ترکوں کا باغی ہے۔

(۴) نجدی قریباً ایک صدی سے ترکوں کی سلطنت اسلامیہ کے باغی ہیں۔

ان حالات کو دیکھ کر ایڈیٹر اہلِ حدیث اپنے ظاہری ایمان سے کہہ دے کہ شریف حسین زیادہ دشمن اسلام تھا یا نجدی شیاطین زیادہ دشمن تھے۔ بلکہ ہر ایک ایمان دار یہ ماننے پر مجبور ہے کہ سلطنت اسلامیہ عثمانیہ سے بغاوت اور عداوت کے معاملہ میں نجدی زیادہ مجرم ہیں۔ اور اب شریف نے جو کچھ کیا تھا، وہ صرف اپنے نفس کے واسطے۔ مگر نجدی جو کچھ کرنے کے عادی ہیں وہ سچے مسلمانوں کے دلوں میں زخم پیدا کریں گے اور خون کے آنسو رلائیں گے۔

ہمیں اس بات کا بھی بے حد رنج تھا۔ کہ شریف حسین نے حاجیوں کی تباہی اور ہزاروں حاجیوں کے خون کا سامان پیدا کیا۔ مگر اب جو حاجی مدینہ طیبہ سے واپس ہو کر آئے ہیں۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونٹ کرایہ پر دینے والے بدوؤں کو بھی نجدیوں کے جاسوسوں نے اُکسایا کہ حاجیوں کو راستہ میں چھوڑ دو تا کہ حاجی بے آب ودانہ مریں اور دنیا چونکہ شریف حسین کی مخالف ہے، الزام اس کے سر تھپ جائے گا۔ اس پر بھی حاجی اس تکلیف سے واپس آئے۔ اُن کو کرایہ وصول شدہ واپس دے دیا گیا۔

چنانچہ مولانا مولوی حکیم احمد علی صاحب قصوری اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ کرایہ بھی واپس ملا اور شریف نے دل جوئی اور خاطر مدارات بھی کی۔

ممکن ہے کہ اس اصلیت کو ہندوستان کے سیاسی اخبارات محض شریف کی عداوت کے سبب دبا دیں۔ اور شائع نہ ہونے دیں۔ لیکن اصلیت آخر ظاہر ہو کے رہے گی۔

ایڈیٹر صاحب اہلِ حدیث کو بغلیں بجانے کی ضرورت نہیں۔ اگر مکہ معظمہ پر نجدی بے دینوں کا قبضہ ہو گیا تو ہونے دو۔ ارضِ شام جس کی نسبت زبور میں وعدہ ہے کہ وہ صالحین کی وراثت میں ہے۔ اور زبور کا حوالہ قرآن شریف میں پیش کر کے مالک الملک فرماتا ہے: ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصّٰلحون۔

"اور ہم نے البتہ لکھ دیا اور نمیں توراۃ کے بعد کہ تحقیق زمین (شام) میرے نیک بندوں کی میراث ہوگی۔"

عیسائی اور یہودی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ:

''جاگ جاگ اے صیہون اپنی شوکت پہن لے۔ اے یروشلم مقدس شہر اپنا بجیلا لباس اوڑھ لے۔ کیوں کہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا۔''

(یسعیاہ، باب ۵۲، آیت ۱)

اسی یسعیاہ نبی کی کتاب میں الہامی پیش گوئیوں سے پہلے خدا کا وعدہ ان الفاظ میں ہے:

''رب الافواج قسم کھا کے فرماتا ہے کہ یقیناً جیسا میں نے چاہا ہے، ایسا ہی ہو جائے گا اور جیسا میں نے ارادہ کیا ہے ایسا ہی واقعہ ہوگا۔'' (یسعیاہ، باب ۱۴، آیت ۲۴)

باوجود ان وعدوں کے آج ہم دیکھتے ہیں کہ یروشلم مقدس شہر (بیت المقدس) نامختونوں کے قبضہ میں ہے۔ عیسائی لوگ اگر ایڈیٹر اہلِ حدیث کی طرح اگر کوئی تاویل کرنا چاہتے ہیں تو نہیں کر سکتے۔

ایڈیٹر اہلِ حدیث نے میر پور میں بہ دورانِ مناظرہ آیتِ قرآنی مطلب یہ بتایا تھا کہ ارض سے مراد جنت کی زمین ہے۔ اور صالح سے مراد جنگی قابلیت رکھنے والا ہے۔ تو معنے آیت شریفہ کا یہ ہوا کہ جنت کے وارث جنگی قابلیت رکھنے والے ہیں۔ اگر چہ اس تاویل سے ہندوستان بھر کے سارے وہابی جہنمی بن جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان میں جنگی قابلیت نہیں تو وہ جنت کے وارث کیوں کر ہوں گے۔ لیکن عیسائی کوئی تاویل نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں مخاطب شہر یروشلم ہے۔ یہاں جنت کی زمین نہیں بن سکتی۔

اگر صرف ناپاک لوگوں کی ممانعت ہوتی تو البتہ عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ تم ناپاک ہو، جو نکالے گئے۔ ہم چوں کہ قابض ہو گئے ہیں اس لیے ثابت ہوا کہ ہم ہی پاک ہیں۔ مگر یہ تاویل لفظ نامختون بننے نہیں دیتا۔ علاوہ بر آں اگر ہم ناپاک تھے تو تیرہ صدیاں کامل ہم اس کے وارث کیوں رہے؟

ہمارا ایمان اور اعتقاد ہے کہ یہ قبضہ یروشلم اور مکۂ معظمہ کا صرف جماعت اسلامیہ کو بیدار کرنے کے واسطے ہے۔ غیر صالح لوگ ہمیشہ اس پر قابض نہیں رہ سکتے۔ اور خدا نے چاہا تو سلطنت ترکیہ پھر ان ممالک پر قابض ہوگی اور نجدی باغیوں کو چھٹی کا دودھ یاد کرا دے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

بالآخر ہم ایڈیٹر صاحب اہلِ حدیث کو یہ شعر سنا کر رخصت ہوتے ہیں۔

من آنچہ شرط بلاغست باتو میگفتم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

وما علینا الا البلاغ۔

(راقم خاکسار غلام احمد اخگر عفی عنہ امرتسری)''

[۱۷ نومبر ۱۹۲۳ء، ص ۲ تا ۳]

مزید ایڈیٹر الفقیہ نے بھی اپنی جانب سے جواب دیا ہے وہ بھی ہم یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"میرا خیال تھا کہ اہلِ حدیث کی بے ہودہ تحریر کے جواب پر قلم نہ اُٹھایا جائے لیکن چونکہ مکرمی مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر شیر اسلام امرتسری نے اس کے جواب پر قلم اٹھایا ہے۔ اور مجھ پر جو الزام ملکی لیڈروں اور رہنمایانِ خلافت سے ڈرنے اور کانپنے کا لگایا تھا، اس کو میرے متعلق رکھا۔ اس لیے مَیں بھی جواباً کچھ عرض کر دیتا ہوں۔

مولانا ایڈیٹر صاحب اہلِ حدیث یاد رکھیں کہ مَیں خدا کے فضل و کرم سے سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ میرے نزدیک ڈر کانپ کر اپنے ضمیر کے خلاف آواز بلند کرنا یا اپنی شہرت اور لیڈری یا مالی فوائد کے لیے مداہنت کرنا اوّل درجہ کی بے ایمانی ہے۔ مَیں اس کے مرتکب کو بے ایمان اور منافق سمجھتا ہوں۔

میرے اخبار کا فائل اس کی شہادت میں کافی ہے۔ کہ مَیں نے ملکی لیڈروں اور رہنمایانِ خلافت کے طرزِ عمل کی جو میرے ضمیر کے خلاف ہو کبھی پروہ نہ کی۔ اور ایسے مضامین میرے اخبار میں نکل چکے ہیں جو ان بزرگوں کے خلاف تھے۔ اور اکثر لوگ جو تحریکاتِ جدیدہ سے متاثر ہو چکے تھے میرے خلاف ہو گئے اور اخبار کی خریداری ترک کر دی۔ مگر مَیں نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ اخبار کی اشاعت بڑھانے کے لیے مداہنت کرتا۔

اگر ایڈیٹر صاحب اہلِ حدیث کو ایسے لوگوں کا پتہ لگانا منظور ہے جو محض شہرت حاصل کرنے اور لیڈر بننے اور ہر دیگ کا چمچہ بننے کے لیے مداہنت کے عادی ہیں تو ہم ان کو بتا دیتے ہیں کہ ایسے لوگ وہ ہوتے ہیں جو ترکِ موالات میں ترکِ موالات۔ اس پر گورنمنٹ کے حقیقی وفادار، دہلی میں اپنی صدارت سے سول نافرمانی کا رزولیشن پاس کراتے ہیں اور اپنے شہر میں آ کر یہ عذر کر دیتے ہیں کہ مَیں ضعیف اور کمزور ہوں۔ جیل خانہ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے مَیں سول نافرمانی کی قرارداد پر دستخط نہیں کر سکتا۔ نہ عامل ہو سکتا ہوں۔

ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کا صاحب زادہ ماشاء اللہ جوان اور قوی ہے ان کو شامل ہونے دیجیے۔ تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ میرا بیٹا اپنی والدہ کو بے حد پیارا ہے اس لیے وہ کسی تحریک میں عملی طور پر شامل نہیں ہوتا۔ گو اس کا اور میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ تحریک صحیح ہے۔ گویا اس کے معنے یہ ہوئے کہ مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اپنی والدہ کو اتنے پیارے نہیں جتنے کہ ان کے صاحبزادے صاحب اپنی والدہ کو پیارے ہیں۔

ایسے لوگ وہ حضرات ہیں جو زمانہ تحریکِ خلافت جلسوں کے پریزیڈنٹ بننے کے خلافت کے اسٹیج پر ایک اچھے اور قابل ایکٹر کی طرح روحانی صورت بنا کر رونے کے لہجے میں یہ کہا کرتے تھے۔

دوستو! جب خلافت ہی نہیں تو صدارت کیسی؟ غرض کہ اعلیٰ درجے کی قابلیت سے پارٹ کرتے تھے مگر جب ترکوں نے اپنی سلطنت کو خلافت کے بوجھ سے سبک دوش کر کے خاندانِ عثمانیہ کو جلا وطن کر دیا تو یہی بزرگ یہ لکھنے لگے کہ خلافت کوئی چیز ہی نہیں۔

مولانا! ایسے بزرگوں کا پتہ لگا کر آپ انھیں ڈرنے اور کانپنے کا الزام دیا کریں۔ مجھ غریب پر ناحق نزلہ نہ گرائیں۔ فقط''

[۷ / نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۲ تا ۳]

اخبار الفقیہ میں ایک مقام پر لکھا ہے:

''شریف غدار کی بغاوت نے اگرچہ سلطنتِ اسلامیہ کو سخت نقصان پہنچایا لیکن حرمین شریفین اور قبور مسلمین کی توہین کا اندیشہ نہ تھا۔ حجاج کو جسمانی تکالیف اور مالی نقصانات برداشت کرنے پڑے لیکن اس نئے دور میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو روحانی تکلیف پہنچنے والی ہے اس کا خیال کر کے شریف ہی کی حکومت بسا غنیمت تھی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم کرے اور کوئی بہتر صورت پیدا ہو۔''

[الفقیہ ۲۱ / ستمبر ۱۹۲۴ء، ص ۳]

سعودی حکومت میں امن و امان کا مفہوم :

نجدی حکومت کا ظلم و ستم ہر دن بڑھتا ہی جا رہا تھا اہل حجاز نجدی حکومت میں غیر مامون تھے مگر نجدی ہوا خواہوں نے اس ظلم و ستم کو امن و امان کا نام دے رکھا تھا وہاں کیا واقعی امن و امان تھا ہر گز نہیں بلکہ لوگوں پر ابن سعود اور نجدیوں کی دہشت اس قدر تھی کہ وہ ظلم سہنے کے علاوہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ اہل حجاز کو بھوکا مارا جا رہا تھا اور خود عیاشیاں کر رہے تھے۔ ہر طرح کا ظلم و ستم کیا جا رہا تھا قتل و غارت گری، عصمت دری، زنا و لواطت جیسے سارے جرم گویا مباح کے زمرے میں تھے۔

ترکی کے مشہور قوم پرست مجاہد غازی ذکریا بے جنہوں نے جنگ اناطولیہ میں نمایاں حصہ لیا تھا ممالک اسلامیہ کی سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان وارد ہوئے اور یہاں آ کر آپ نے نجدی امن کا درست مفہوم اور سفر حجاز کے عبرت خیز تاثرات، فارسی زبان میں قلمبند کئے اخبار دبدبہ سکندری میں اس کا اردو خلاصہ پیش کیا گیا جسے الفقیہ نے نقل کیا ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ عبدالعزیز السعود کے دور میں امن و امان خوب ہے لیکن اس نے امن و امان کس طرح قائم کیا ہے اس حقیقت سے لوگ کم واقف ہیں ابن سعود ایک جاہل بادیہ نشین ہے اس نے فرعون کی طرح تمام قبائل حجاز کو شکنجہ عقوبت میں جکڑ کر قتل عام لوٹ مار آبروریزی وغیرہ وحشیانہ طریقوں سے اپنا مطیع کیا ہے اور اس طرح موجودہ امن و امان قائم کیا ہے۔ عبدالعزیز سعودی اور اس کے جاہل اخوان عربوں سے نہایت بے رحمی کا سلوک کرتے ہیں اہل حجاز بھوکے مر رہے ہیں لیکن ابن سعود اور اس کے فرزندوں اور عزیزوں نے عیش و عیاشی کا تمام سامان فراہم کر رکھا ہے اور ہر قسم کی ناپاک اور غیر شرعی حرکتیں کرتے رہتے ہیں اور آج کل مکہ معظمہ میں زنا کاری اور لواطت کی اس قدر کثرت ہے کہ کوئی ملک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا

اماکن مقدسہ ویران ہوگئے ساکنان حجاز مرگ وزیست کی کشمکش میں گرفتار ہیں ظلم حد سے گزر گیا ہے شعائر اسلامی کی توہین ہو رہی ہے اندیشہ ہے کہ تھوڑے عرصہ بعد کہیں قبلہ اسلام اور روضۂ نبوی بھی معدوم نہ ہو جائے اگر امت مرحومہ بعد از قربانی بسیار اس وقت ہوشیار نہیں ہوئی تو اس کا منہ تمام دنیا کے سامنے سیاہ ہو چکا ہوگا نجدی قوم امم اسلام کے لئے خطرناک فتنہ ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ نجدیوں کے ذریعہ کہیں اماکن مقدسہ پر غیر مسلم طاقتوں کا قبضہ ہو جائے۔

غازی ذکریا بے کے مندرجہ بالا الفاظ کسی تبصرے کے محتاج نہیں ہے مسلمانوں میں اگر غیرت مذہبی کا شائبہ بھی باقی ہے تو ان کا فرض ہے کہ عیاش اور ننگ اسلام ابن سعود کی مخالفت کے لئے پوری قوت سے کمربستہ ہو جائیں اور اس وقت تک آرام کی نیند نہ سوئیں جب تک حجاز کی سرزمین سیاہ کار ابن سعود اور اس کے سیاہ کار اولاد کے قبضہ سے آزاد نہ ہو جائے۔"

[۷ر مارچ ۱۹۳۶ء ص ۳]

مولانا سید احسن صاحب کشمیری کا بیان ہے:

"ہاں البتہ یہ بات ضرور دیکھی کہ حاجی اپنا بقچہ سر تلے رکھے سوتا ہے پہاڑ کے درہ میں اور اکثر اکیلے عورت مرد جاتے ہوئے دیکھے مگر کیا قدرت کہ حاجی کو کوئی لوٹ لیوے حکومت کا نام سن کر بدو کو ایک قسم کا جاڑا چڑھ آتا ہے اور ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے یا شیخ معافی آیا مظلوم۔ معلوم ہوا کہ ابن سعود نے نو ہزار بدو کاٹ ڈالے درخواست امن پر یہ معاہدہ لیا کہ اگر ایک حاجی جس گاؤں کے نزدیک لٹ جائے گا وہ گاؤں دو روز کے اندر ایک کھیت کی صورت میں نظر آئے گا جاؤ تم کو امن دی جاتی ہے غرض حاجی کو جان کا خوف بالکل نہیں راستہ میں ہر منزل پر چائے پانی گوشت روٹی خرید وسب کچھ ملتا ہے خوب بندوبست ہے بھلا کیوں نہ ہو یہ نہ ہو تو دکانداری بالکل خراب ہو جائے۔

[۱۴ر نومبر ۱۹۲۹ء ص ۷]

نجدی حکومت کی بیہودہ کاری:

شریف حسین کے دور حکومت میں لوگ پریشان ضرور تھے مگر اس قدر نہیں تھے مالی اعتبار سے پریشان رہے ہوں مگر ان کی جان وعزت محفوظ تھی، لیکن نجدی حکومت میں نہ جان محفوظ تھی نہ مال و دولت اور نا ہی عزت و عصمت نجدی ہر طرح سے اہل حجاز کو پریشان کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ ایک طرف اہل حجاز فاقہ کشی اور تنگ دستی مفلسی و بے چارگی میں زندگی گزار رہے تھے تو دوسری طرف ابن سعود اور اس کے صاحبزادگان عیاشیوں میں مصروف کار تھے۔ ابن سعود نے مانو یہ حکومت اسی لئے کی ہو کہ حکومت اور مذہب کی آڑ میں اپنی ہوس پوری کرے گا اور عیاشیوں میں اپنی تمام زندگی گزارے گا۔

مسٹر فلبی اپنی کتاب عرب، میں لکھتے ہیں کہ:

ایک موقع پر ابنِ سعود نے مجھ سے پوچھا کہ تم انگریزوں نے طلاق اس درجہ کیوں سخت بنالیا ہے۔ کہ ہم نجدیوں کو دیکھو، جب کسی عورت سے جی بھر گیا اور اس میں دلچسپی باقی نہ رہی، تو اس سے چھٹکارا پانے کے لیے تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہہ دینا کافی ہے۔ واللہ میں اب تک ۷۵ عورتیں نکاح میں لاچکا ہوں۔ اور انشاء اللہ ابھی یہ سلسلہ آگے بڑھے گا۔ مسٹر فلبی اپنے نوٹ میں اس پر حاشیہ مستزاد کرتے ہیں کہ اب تو ابنِ سعود کی ازدواج کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہو چکی ہے۔ ابنِ سعود کی جن بیبیوں سے اولاد ہے، ان کے ساتھ خاص رعایت یہ کی جاتی ہے کہ انہیں مکان اور سامان دے دیا جاتا ہے۔ جس میں وہ اپنے لڑکوں لڑکیوں کی پرورش اور پرداخت کرتی ہیں۔ انہیں عام طور سے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ البتہ جن عورتوں سے کوئی اولاد نہیں، انہیں عقدِ ثانی کا اختیار رہتا ہے۔ آگے چل کر فلبی لکھتا ہے کہ عموماً ابنِ سعود تین ازواج بیک وقت رکھتا ہے اور چوتھی کے لیے جگہ خالی رہتی ہے تاکہ اگر کسی لڑکی پر دل آجائے تو یہ جگہ پر کی جاسکے۔ ایسے مواقع پر خیمے نصب کردیے جاتے ہیں اور ابنِ سعود اپنے کسی ڈپٹی کو ایک موزوں اور قبول صورت کی لڑکی کی تلاش میں بھیجتا ہے۔ ڈپٹی کوئی لڑکی پسند کرکے لاتا ہے۔ نکاح کے وقت بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی۔ صرف ایک قاضی اور چار گواہ رہتے ہیں اور جب اس لڑکی سے دل بھر گیا تو وہ اپنے والدین کے پاس کردی جاتی ہے۔

فلبی لکھتا ہے کہ:

جس وقت وہ ریاض میں تھا۔ ابنِ سعود کی خاص ملکہ محمد اور خالد کی ماں اور ابنِ سعود کی چچازاد بہن جوہرہ بنت مساعد تھی۔ یہ خاتون نہایت حسین تھی۔ اس کا انتقال ۱۹۱۸ء کے انفلوانزا میں ہوا، جس کا ابنِ سعود کو اس درجہ رنج ہوا کہ ایک سال بعد مجھ سے انگلستان میں اس کے نمائندہ نے کہا کہ اس خاتون کے کمرے اپنے اصلی حالت پر مقفل رکھے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وہابی حکمران کو یہ ملکہ کس درجہ ہر دلعزیز تھی۔

مسٹر فلبی کی موجودگی میں زوجہ ثانیہ خود سلطان کے بھائی سعید کی بیوہ تھی۔ تیسری بنت دخیل قسم میں تھی اور ۱۹۱۸ء تک اسے طلاق نہیں دی گئی تھی۔ چوتھی قبیلہ حدیر کی بنت الصدیری تھی جسے یقیناً طلاق دی گئی اس لیے کہ فلبی کی روانگی کے بعد موسم سرما میں ابنِ سعود نے ایک دوسری لڑکی سے عقد کیا۔ اس موقعہ پر فلبی کہتا ہے کہ ابنِ سعود قرآن شریف کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی احکامِ شرعی سے فائدہ اٹھا کر باکرہ لونڈیوں سے بھی تعلق پیدا کرتا ہے۔

مجھے پہلے اس کی خبر نہ تھی، میں سمجھا تھا کہ وہابیوں میں یہ بات نہیں ہے۔ مگر ابنِ سعود کے ساتھ میں بریدہ کے سفر میں گیا۔ جہاں ایک لونڈی کی غلطی سے یہ راز مجھ پر آشکارا ہو گیا۔ اگر چار کی تعداد پوری رہی اور سیاحت کے دوران میں ابنِ سعود کو کسی خاتون کے حسن کی شہرت نے گرویدہ کیا تو وہ نہایت آسانی سے اپنی ایک زوجہ کو کے ذریعہ سے طلاق نا بھیج کر نئی شادی کرلیتا ہے۔ صرف مرحوم ترکی ابنِ سعود کے

بڑے لڑکے کا نام جو انفلوانزا میں فوت ہوا، کی ماں کی طلاق کا معاملہ دردناک ہے۔

اسلام کا حکم یہ ہے کہ دو حقیقی بہنوں سے بہ یک وقت شادی نہیں ہو سکتی۔ اتفاق سے ابنِ سعود حساء میں تھا اور حلقہ ازدواج میں ایک جگہ خالی تھی۔ چنانچہ حسبِ عادت ایک لڑکی منتخب کی گئی اور نکاح اور شب خوابی کے بعد ابنِ سعود کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی ترکی کی ماں کی حقیقی بہن ہے۔ اس اصلاح کی بجز اس کے اور کون صورت تھی کہ ترکی کی ماں کو طلاق دے دی جائے۔"

[۲۸ رمئی ۱۹۲۷ء ص ۸]

اخبار الفقیہ ،لکھتا ہے:

"ابنِ سعود اور اس کے صاحبزادے ہر سال کئی کئی شادیاں کرتے ہیں ان کے محلات مغربی سامان تعیش سے بھرے پڑے ہیں۔ اہل عرب افلاس ناداری کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ ان کی مفلسی ہولناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ نہ پیٹ میں روٹی ہے نہ بدن پر کپڑا ہے۔ مدینہ طیبہ اجڑا ہوا دیار بنا ہوا ہے۔ کجا لاکھوں کی آبادی اور صد ہزار اشخاص کی چھوٹی سی بستی۔ حرمین شریفین کے قیمتی فرنیچر اور نایاب تحائف کو اٹھوا کر ریاض پایہ تخت نجد میں پہنچا دیا گیا ہے۔"

[۱۴ را پریل ۱۹۳۵ء ص ۶،۷]

باب (۴)

ابن سعود کا حجاز مخالف طاقتوں سے سمجھوتا اور دیگر سیاسی تفصیلات

maablib.org

سلطنت برطانیہ سے ابن سعود کا معاہدہ:

حجاز پر نجدی تسلط وحکومت بغیر برطانوی حمایت ومعاونت کے ابن سعود یا کسی اور کے لئے ممکن نہیں تھی۔ ابن سعود کو برطانوی پشت پناہی حاصل تھی جس کے سبب شریف حسین اور امیر علی بھاگنے پر مجبور ہوئے اور ابن سعود کے ہاتھوں حجاز کی عنان حکومت آ گئی۔ گزشتہ اوراق میں قدرے اس کا ثبوت ہم پیش کر چکے ہیں۔ ہم یہاں حجاز مخالف طاقتوں سے اس کے جائز وناجائز معاہدوں کی تفصیلی روداد پیش کرتے ہیں۔ اولاً ہم ۱۹۱۵ء میں عبدالعزیز اور برطانوی حکومت کے مابین ہوئے معاہدہ کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ جس میں صاف طور پر برطانوی اور نجدی غالب ومغلوب، حاکم ومحکوم، کی حیثیت سے صاف پڑھے جاسکتے ہیں۔

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''یہ امر اب محتاج تفصیل نہیں کہ قرن الشیطان ابن سعود علیہ ما علیہ قطعاً آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ سلطنت برطانیہ کا نہ صرف نمک خوار بلکہ پورا دوست بلکہ غلام ہے اس کے گزشتہ کارنامے جو اخبار زمیندار ہی میں شائع ہو چکے ہیں اخباروں اور رسالوں کی صورت میں شائع ہو رہے ہیں مگر زمیندار نہ تو انکار کرتا ہے نہ ان کی نقل کر کے کوئی جواب دیتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جواب تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا زمیندار اپنے قارئین کو ان واقعات کے مطالعہ سے صرف اس لئے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ شیطانی پروپیگنڈا کا تار و پود بکھر کر رہ جائے گا اور جن لوگوں کو سوائے زمیندار کے اور کسی پرچہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوتا یا دیکھنا ہی نہیں چاہتے وہ اگر صحیح حالات سے واقف ہو گئے تو شیطانی پروپیگنڈا کا اثر بالکل زائل ہو جائے گا۔ ذیل میں ہم اس معاہدہ کو نقل کرتے ہیں جو ابن سعود اور سلطنت برطانیہ کے درمیان ۱۹۱۵ء میں ہو چکا ہے اور اس معاہدہ کا ابن سعود اب تک پابند ہے۔

معاہدہ یہ ہے:

دفعہ اول: حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد، احساء، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہوگی یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس

ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے۔ اور اس کے بعد ان کے لڑکے بالے ان کے صحیح وارث ہوں گے لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب وتقرر کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم: اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر یا اس کو ابن سعود کے ساتھ مشورہ کرنے کی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوئی تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کرکے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دے گی۔ اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے اغراض ومقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم: ابن سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ

(۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔

(۲) ممالک مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

دفعہ چہارم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر بیچنے رہن رکھنے مستاجری یا کسی اور قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت یا لائسنس دے اور ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گزرتے ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور ابن سعود حجاج کی آمد ورفت کے زمانہ میں ان کی حفاظت کرے گا۔

دفعہ ششم: ابن سعود اپنے پیشرو سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین علاقہ جات روسائے (شیوخ) عرب عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں اور جن کے حکومت برطانیہ کے ساتھ بروئے معاہدہ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہوگی۔ جو برطانیہ سے معاہدے کر چکی ہیں۔

دفعہ ہفتم: اس کے علاوہ حکومت برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں، کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لئے ایک اور مفصل عہد نامہ مرتب ومنظور کیا جائے گا۔ مورخہ ۱۸ ر صفر ۱۳۳۴ھ ۲۶ ر نومبر ۱۹۱۵ء

مہر ودستخط عبدالعزیز السعود

(دستخط) پی زید کاکس وکیل معاہدہ ہذا ونمائندہ برطانیہ خلیج فارس

(دستخط) چیمسفورڈ نائب ملک معظم ووائسرائے ہند

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸رمئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔

(دستخط) اے ایچ گرانٹ سکریٹری حکومت ہند شعبہ جات وسیاسیات۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱راکتوبر، ۱۹۲۵ء ص۴]

نجدی و برطانوی معاهده میں ترمیمات:

برطانوی اور نجدی معاہدہ جو ۱۹۱۵ء میں ہوا اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں ہوا جس میں برطانیہ کو کچھ ترمیمات مطلوب تھیں جس کے لئے مدینہ منورہ کے کسی جگہ برطانوی قونصل جدہ نے ابنِ سعود سے گفتگو کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس سے متعلق کافی تفصیلی بحث کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے:

"جریدہ الاہرام مصری نے ایک مقالہ افتتاحیہ میں برطانیہ اور ابنِ سعود کے معاہدات پر روشنی ڈالی ہے، جس کا ذیل میں ہم ترجمہ کرتے ہیں۔ کل ہم کو اپنے نامہ نگار خصوصی مقیم لندن سے ایک خبر ملی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ برطانوی قونصل جدہ سلطان ابنِ سعود سے گفتگو کے لیے مدینہ منورہ کے قریب کسی جگہ گیا ہے تاکہ برطانوی نجدی معاہدہ میں ترمیمات کے متعلق گفتگو کرے۔ جن سے دو سابق معاہدہ بعد کی تغیرات کے لحاظ سے موجودہ حالت کے مطابق ہو جائے۔ مذکورہ خبر میں یہ بھی تھا کہ جس معاہدہ میں ترمیمات کا خیال ہے وہ ۱۹۱۹ء کا معاہدہ ہے۔ اور ہمارے خیال میں یہ ہے کہ شاید ۱۹۱۹ء کے بجائے ۱۹۲۳ء کا معاہدہ مراد ہے۔ ہاں اگر ۱۹۱۶ء کے بعد کوئی اور معاہدہ کیا گیا ہو تو یہ اور بات ہے۔ اس صورت میں سابق معاہدہ کی دفعہ سات سے جس کی عبارت حسب ذیل ہے یہی ۱۹۱۹ء کا معاہدہ ہوگا۔

" حکومتِ برطانیہ اور ابنِ سعود اس پر متفق ہیں کہ اس کے علاوہ ایک دوسرا تفصیلی معاہدہ ان امور کے متعلق کیا جائے گا جن کا دونوں سے تعلق ہے۔"

لیکن اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ ہمارے نامہ نگار کی خبر میں جس معاہدہ کا ذکر ہے وہ ۱۹۱۶ء کا معاہدہ ہے اور اغلب یہی ہے تو ہمارے لیے ممکن ہے کہ ہم یہ بھی معلوم کرسکیں کہ برطانیہ ابنِ سعود کی ملکیت حجاز کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہتی ہے اور یہ بھی کہ اس معاہدہ میں جو سرپرستی کا کس نے ۱۹۱۰ء میں کیا تھا اور جس کی نائب ملک اور حاکمِ ہند نے ۱۹۱۶ء میں تصدیق کی تھی کس قسم کی ترمیمات کرنے کا ارادہ ہے۔

۱۹۱۶ء کے معاہدہ کی دفعہ اول فقرہ اول کا یہ مطلب ہے کہ برطانیہ اس کی معترف ہے اور اس کو تسلیم کرتی ہے کہ نجد، احسا، قطیف، جلیل اور وہ زمینیں جو بعد میں ذکر و متعین کی جائیں گی اور خلیجِ فارس پر کے بندرگاہ ابنِ سعود اور ان سے قبل ان کے آباو اجداد کا ملک ہیں۔ لہٰذا ابن الرشید کی سابقہ عمارت جس کو ابنِ سعود نے اپنی ملکیت کے ساتھ شامل کرلیا ہے حجاز اور یمن کا وہ حصہ جو امارت عسیر سے لیا ہے اور اس کے علاوہ اور

تمام حصہ جات ملک جو ابنِ سعود نے معاہدہ جدہ کے متعلق اپنی سلطنت میں شامل کیے ہیں وہ اس معاہدہ کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومتِ برطانیہ اس وقت جس بات کو چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ ان مذکورہ ممالک کو بھی دفعہ اول کے فقرہ اول میں داخل کر دے تا کہ ۱۹۱۶ء کا معاہدہ سلطنت ابنِ سعود کے تمام ممالک کو شامل ہو جائے۔

لہٰذا اب یہاں اہم بات صرف اس قدر ہے کہ ابنِ سعود بھی اس داخلہ کو پسند کریں گے یا نہیں؟ یہ بالکل صاف ہے کہ برطانوی نجدی معاہدہ اس تمام اراضی کو جس کا معاہدہ میں ذکر ہے براہِ راست برطانوی حمایت میں داخل کر دیتا ہے اور بہت سخت پابندیوں کے ساتھ ان ممالک کے حاکم کو مقید کر دیتا ہے۔

(۱) موجودہ حاکم اپنا جانشین خود متعین کرے مگر بشرطیکہ وہ جانشین کسی صورت سے برطانیہ کا دشمن یا اس کا مخالف نہ ہو۔ (دفعہ اول فقرہ دوم)

(۲) اس معاہدہ کے بعد ابنِ سعود یا خلفا ابنِ سعود کے ملک پر ہر اجنبی مداخلت پر برطانیہ ابنِ سعود کی مدد کرے گی اور اس مدد کے لیے ایسی شرائط مقرر کی جائیں گی جن سے ضرورت کے وقت باہر ہو سکنا آسان ہو گا۔

(۳) ابنِ سعود اس امر کا وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کوئی معاہدہ یا کوئی گفتگو کسی غیر حکومت سے نہیں کریں گے اور اگر کوئی حکومت بھی مذکورہ اراضی کے معاملات میں کسی قسم کی کوئی مداخلت کرنا چاہے گی تو ابنِ سعود برطانیہ کو فوراً اطلاع دیں گے۔

(۴) ابنِ سعود وعدہ کرتے ہیں کہ وہ اس اراضی مذکورہ سے برطانیہ کی اجازت کے بغیر نہ کسی کے حق میں دست بردار ہوں گے نہ کسی کے ہاتھ فروخت کریں گے نہ رہن کریں گے نہ لگان پر دیں گے۔ اور نہ کسی غیر حکومت کو نہ کسی غیر ملکی شخص کو کوئی رعایت اس اراضی میں دیں گے۔ اور بغیر کسی تخصیص کے برطانیہ کی ہر ہدایت پر عمل کریں گے ہاں اگر ان کے مخصوص مصالح کے خلاف ہو تو اور بات ہے۔ تو کیا دنیا میں حمایت کا اس سے زیادہ وزنی اور ثقیل کوئی معاہدہ ممکن ہو سکتا ہے؟

پھر اگر یہ بقیہ ممالک بھی جو ابنِ سعود نے اس معاہدہ کے بعد حاصل کیے ہیں اس معاہدہ میں داخل کر دیئے جائیں تو پھر یہ بھاری بیڑیاں جن سے دفعہ اول فقرہ اول کے ممالک مقید ہیں حجاز اور بقیہ ممالک میں بھی نافذ ہو جائیں گی تو کیا ابنِ سعود اس کو تسلیم کر لیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ حجاز کو کسی اجنبی کی حمایت میں دے دینا تمام عالمِ اسلام کو سخت ناگوار ہو گا خواہ وہ حمایت کسی صورت سے ہو۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ خود ابنِ سعود بھی اس سے واقف ہیں کہ حجاز میں ان کی سلطنت اور قوت کی بہت بڑی باعث ان کی طرف عالم اسلام کی توجہ تھی اور اگر وہ حجاز پر بھی اس حمایت کو قبول کر لیں گے جس کو وہ نجد وغیرہ پر قبول کر چکے ہیں تو عالم اسلام کی توجہ ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے ہٹ

جائے گی۔ اور مستقبل میں ان کا مرکز بہت بڑے خطرہ میں ہو جائے گا۔ پھر یہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام کی دشمنی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ابنِ سعود کے دوست برطانیہ بھی ابنِ سعود کے ساتھ حکومت کا برتاؤ کرے گی جیسا کہ وہ اس سے قبل شریف حسین کے ساتھ کر چکی ہے۔

کیوں کہ عالمِ اسلام کی توجہ ہٹ جانے سے وہ تنہا رہ جائیں گے اور انگریزوں کو آسان ہو جائے گا۔ اور وہ ان سے سستے داموں فروخت کر کے ہندوستانیوں اور دیگر مسلم زعما کو بھی خوش کر دیں گے۔ اور خود اپنی کچھ خواہشیں بھی پوری کر لیں گے۔ اب تک ابنِ سعود کا آئندہ گفتگو کے متعلق نقطۂ نظر معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ ابنِ سعود اس وقت نہایت سخت حالت میں ہے کیوں کہ برطانیہ کے اس معاہدہ نے ابنِ سعود اور ان کے جانشینوں کو ایسی شرطوں سے جکڑ دیا ہے کہ ان سے نکل سکنا ناممکن ہے۔ اور اگر کوئی صورت ہے تو صرف یہی کہ یا تو خود انگریز اس معاہدہ کو باطل کر دیتے یا کسی ایسے معاہدہ سے بدل دینے پر راضی ہو جائیں جس سے ابنِ سعود اور ان کے جانشینوں کی حیثیت باعزت ہو جائے۔

اور یا اس طرف سے مطمئن ہو کر کہ جو کچھ بھی نتائج مرتب ہوں اس معاہدہ کو اپنی طرف سے باطل قرار دے دیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت وہ نازک موقعہ میں ہیں اور ان کو اس وقت ایسے مشیروں کی ضرورت ہے جو حالات کی تہ تک پہنچ سکتے ہوں اور جن کو سیاسی معاملات کا کافی تجربہ ہو۔ تاکہ وہ اگر ایک طرف انگریزوں کی مخالفت سے محفوظ رہیں تو دوسری طرف عالمِ اسلام کی ناراضگی سے بھی بچے رہیں۔

ابنِ سعود اس میں شک نہیں کہ نہایت دوربین اور معاملہ فہم طبیعت رکھتے ہیں۔ مگر ان کا پہلا معاہدہ کسی دوربینی کو ظاہر نہیں کرتا اور وہ معاہدہ تو سرے سے اس قابل ہی نہیں ہے کہ اگر واقعی ابنِ سعود حجاز کو برطانوی حمایت میں دینا نہیں چاہتے تو گفتگو اس معاہدہ پر کی جائے۔ لیکن اگر وہ اس میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے ہوں کہ برطانوی دوستی کو ہر دوستی پر ترجیح دیتے ہوں تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ برطانیہ بھی ان کی اس وقت ہر طرح مدد کر سکتی ہے جب تک اس کی مصلحت کا تقاضا ہو۔" (الاہرام مصر)، (حق لکھنؤ)''

[اخبار الفقیہ: ۲۸ جنوری ۱۹۲۷ء ص ۲]

جدید معاہدہ کی خبر پر تبصرہ :

برطانوی و نجدی معاہدہ ہو گیا لیکن اس کی تفصیلی رپورٹ اب تک نہیں آئی تھی البتہ وہابیوں کے سرکاری آرگن ام القری نے یہ بتایا کہ اس میں کوئی شرط نجد و حجاز کے خلاف نہیں ہے حالانکہ یہ بات سراسر غلط تھی۔ کیوں کہ واقعات اس کے خلاف گواہی دے رہے تھے جیسا کہ اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر سے ظاہر ہے ملاحظہ فرمائیں۔

''حال میں برطانیہ وشاہی حجاز میں ایک معاہدہ کلیٹن اور فیصل نے ترتیب دیا ہے۔ ابھی شرائط معاہدہ معلوم نہیں لیکن وہابیوں کے سرکاری آرگن ام القریٰ نے دنیا کو یہ بتایا ہے کہ اس میں کوئی شرط ایسی نہیں ہے جو نجد وحجاز کی شان کے خلاف ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور نجد وحجاز کامل طور پر آزاد رہیں۔ مگر مجھے تو خوف یہ ہے کہ واقعات اِن سرکاری بیانات کی تردید کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عملاً انگریزی ایجنٹ تمام ضروری کارروائیوں اور خارجی معاملات میں دخیل ہیں۔ میں اس کی تائید میں صرف دو مثالیں پیش کروں گا۔

(۱) میرے خیال میں اس سے ہر شخص کو اتفاق ہوگا کہ حج اور حاجیوں کے انتظامات کا تعلق خاص طور پر ملک کی اندرونی حکومت سے ہونا چاہیے، جس میں کسی غیر مسلم طاقت کا دخل نہ ہو۔ لیکن یہاں عمل یہ ہے کہ انگریزی قونصل خانہ جدہ کا ہیڈ کلرک احسان اللہ برابر مکہ آتا ہے اور شیخ المطوفین کا عزل ونصب کرتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ تمام ہندوستانی حجاج کے کل معاملات اسی کے زیر اہتمام ہیں۔ یہ حق ترکی قونصل کو بھی حاصل نہیں۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ترکی حجاج بہت کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ مگر جاوی حجاج تو ہندیوں سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر ان کے قونصل کو ذرا بھی دخل دہی کا حق نہیں ہے۔

(۲) ایک غیر سرکاری برٹش مشیر (جو ہندی مسلمان ہے) گورنر مکہ امیر فیصل کے اسٹاف میں رہ کر کام کرتا ہے۔ اور یہ شخص انگریزی حکومت کی طرف سے نجد وحجاز کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

(۳) مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہابی حکومت اس لیے غیر ممالک میں سفیر نہیں رکھ سکتی کہ وہ اس کے اخراجات ادا نہیں کر سکتی۔ بہ الفاظ دیگر یہ معنی ہیں کہ نجد وحجاز کے خارجی تعلقات کی نگرانی انگریزوں کے ذمہ ہے۔ سرمایہ نہ ہونے کا عذر اس سلسلہ میں ناقابلِ قبول ہے۔ کیونکہ صرف حاجیوں سے اس سال حکومت کو ساڑھے پچاس لاکھ پونڈ ملے ہیں۔

جدہ اور ینبوع وغیرہ کی ساحلی آمدنی اس کے علاوہ ہے اور یہ جمرک کی آمدنی بھی معمولی نہیں ہوتی۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ فیصل وکلیٹن کی گفتگوئے مصالحت میں امیر فیصل پر اس کا بہت دباؤ ڈالا گیا کہ جدہ کی جمرک کی (ساحلی محصولی چوکی) انگریزوں کے حوالہ کی جائے۔ ضرورت اس کی ہے کہ ایک نجدی سفیر انقرہ میں رہے۔ مگر ترکوں نے یہ کہا ہے کہ صرف نجدی باشندہ اس کام پر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ ترکوں کے اس بیان کے باعث ابنِ سعود کو ایک عذر مل گیا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ نجدی اس قابل نہیں جو سفارت کا کام انجام دے سکیں۔ حالانکہ خود سلطان کا بھائی اس کام کے لیے نہایت موزوں ہے مگر سلطان اس پر اعتماد نہیں کرتے۔

غرض کہ وہابی حکومت اپنی سیاسی ناقابلیت اور غیر ملکی تابعداری کو طرح طرح کے عذرات لنگ کے پردوں میں چھپاتی ہے۔

(۴) موتمر اسلامیہ (مکہ کانگریس) کو جو ختم کیا گیا اس کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ یہ کام انگریزوں کے اشارہ سے ہوا ہے جو کبھی اسے گوارہ نہیں کر سکتے کہ مسلمانوں میں اتحاد ہو (اس لیے) اگر علی برادران کی مخالفت نہ بھی ہوتی تو ابن سعود کسی دوسرے بہانہ سے موتمر کو منتشر کر کے انگریزوں کا حکم بجالاتا۔

حج کے بعد ایک مصنوعی موتمر بنانے کا ارادہ تھا جس میں خود ساختہ نمائندگان مسلم اقوام شرکت کرتے اور اس طرح اصلیت پر پردہ ڈالا جاتا، مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اور پردہ فاش ہوگیا۔"

[۷/اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۸]

معاهده جده مابین حجاز و برطانیه :

۲۰/مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۲۸/ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ بنام معاہدہ جدہ، برطانوی ونجدی معاہدہ ہوا جس میں ۱۱/ دفعات تجویز کی گئیں۔ یہ معاہدہ عربی وانگریزی میں مرتب کیا گیا البتہ معاہدہ نمبر دس میں یہ باور کرادیا گیا ہے کہ اختلاف مفہوم واقع ہونے کی صورت میں انگریزی معاہدہ کو ترجیح دی جائے گی۔ عربی معاہدہ کو نہیں۔

ہم اخبار الفقیہ کے حوالے سے معاہدہ کا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

"رائٹر ایجنسی کی معرفت معاہدہ حجاز و برطانیہ کا حال جو معلوم ہوا تو فوراً دفتر وزارت خارجیہ سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا۔ جہاں معاہدہ مذکور کی اصل عبارت معلوم ہوئی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دفعہ (۱) : ہز مجسٹی شاہ برطانیہ جملہ مقبوضات ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وملحقات کی کامل آزادی وخود مختاری تسلیم کرتے ہیں۔

دفعہ (۲) : ہز مجسٹی شاہ برطانیہ اور ہز مجسٹی ملک الحجاز النجد وملحقات کے مابین امن وصلح اور درستی رہے گی۔ دونوں عالیتین معہد میں سے ہر فریق ذمہ دار ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے عمدہ تعلقات قائم رکھے گا اور جس قدر وسائل اس کے بس میں ہیں ان سے کام لیکر اس بات کی کوشش کرے گا کہ اس کے قلمرو میں ایسی ناجائز سرگرمیوں کا کوئی مرکز قائم نہ ہوگا۔ دوسرے فریق کے ملک میں امن وصلح کے منافی ہوں۔

دفعہ (۳) : ہز مجسٹی ملک الحجاز النجد وملحقات اس امر کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ برطانیہ کی مسلم رعایا ان مسلمانوں کو جو برطانیہ کی حفاظت میں ہو ادائیگی فرائض حج میں ویسی ہی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔ جیسے دیگر اشخاص کو اور اعلان کرتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ ارض حجاز میں رہیں گے ان کے جان و مال محفوظ رہیں گے۔

دفعہ (۴) : ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وملحقات اس امر کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ اگر متذکرہ بالا زائرین میں سے کوئی شخص ان کے قلمرو میں فوت ہو جائے اور وہاں اس کا کوئی جائز امین موجود نہ ہو تو ان کا مال برطانوی ایجنٹ متعینہ جدہ یا کسی ایسے عہدے دار جو اسی مقصد کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ اس غرض سے سپرد کیا

جائے گا کہ وہ اس مال کو متوفی کے جائز ورثہ کو حوالہ کر دیں۔

لیکن یہ مال انگریزی نمائندہ کو اس وقت تک سپرد نہ کیا جائے گا جب تک کہ عدالتی آئین وضوابط کی تعمیل نہ ہو جائے اور اس مال پر جو ٹیکس یا محصولات از روئے قوانین نجد وحجاز عائد ہوتے ہیں وصول نہ کر لیے جائیں۔

دفعہ (۵): ہز مجسٹی شاہ برطانیہ جملہ رعایا سے ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وملحقات کی قومی حریت تسلیم کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی وقت بھی برطانوی ممالک محروسہ میں ہوں یا محفوظ ہیں، نجدی ہوں یا حجازی، اسی طرح ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وملحقات تمام رعایا سے شاہ برطانیہ نیز ان لوگوں کی جو برطانوی ممالک محفوظ میں رہتے ہیں قومی (برطانوی) مرتب تسلیم کرتے ہیں۔ خواہ کسی وقت بھی قلمروئے نجد وحجاز وملحقات میں ہوں یہ امر مانا ہوا ہے کہ خود مختار حکومتوں میں جو بین الاقوامی قانون رائج ہے اس کا احترام کیا جائے گا۔

دفعہ (۶): ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وملحقات ذمہ لیتے ہیں کہ وہ علاقہ جات کویت و بحرین اور شیوخ قطار وسواحل عمان سے دوستانہ ومصالحانہ تعلقات رکھیں گے۔ جن کے ہز مجسٹی شاہ برطانیہ کی گورنمنٹ سے بذریعہ معاہدات خاص تعلقات ہیں۔

دفعہ (۷): ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وعدہ کرتے ہیں کہ وہ ہز مجسٹی شاہ برطانیہ کے ساتھ انسداد غلامی میں حتی الامکان اشتراک عمل کریں گے۔

دفعہ (۸): معاہدہ ہذا حتی الامکان بہت جلد دونوں عالیتین معہد کی طرف سے تصدیق ہوگا اور تصدیق شدہ معاہدات کا باہمی تبادلہ کیا جائے گا اور جس روز یہ تبادلہ ہوگا اسی روز سے معاہدہ ہذا نافذ العمل ہو جائے گا اور سات برس تک جاری رہے گا اور تاریخ انقضا معاہدہ ہذا سے چھ ماہ قبل دونوں معہد میں سے کسی نے بھی معاہدہ کا نوٹس نہ دیا تو معاہدہ مذکور جاری رہے گا۔ اور اس وقت سے چھ مہینے بعد تک جاری رہے گا۔ جب فریقین میں سے کوئی انفساخ کے بارہ میں نوٹس دے دے۔

دفعہ (۹): جس روز معاہدہ ہذا کی تصدیق عمل میں آجائے گی اسی روز سے وہ معاہدہ کالعدم ہو جائے گا۔ جو ہز مجسٹی شاہ برطانیہ اور ہز مجسٹی ملک الحجاز والنجد وملحقات (جو اس وقت سلطان نجد وملحقات تھے) کے درمیان ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو ہوا تھا۔

دفعہ (۱۰): معاہدہ ہذا بزبان انگریزی وعربی مرتب کیا گیا ہے۔ دونوں دستاویز مساوی وقعت رکھیں گے لیکن اگر کسی معاملہ میں اختلاف مفہوم واقع ہوگا تو انگریزی زبان کے معاہدہ کو ترجیح دی جائے گی۔

دفعہ (۱۱): معاہدہ ہذا کا نام معاہدہ جدہ ہوگا۔ جس پر اقوام جدہ بروز جمعہ بتاریخ ۲۰ر مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۸ر ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ دستخط ہوئے۔

العبد فیصل عبدالعزیز آل سعود" العبد گلبرٹ فا کنگھم کلیٹن

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۷، ۸]

برطانوی و نجدی قدیم و جدید معاہدے کی تفصیل:

درج ذیل خبر کے مطابق ابن سعود اور برطانیہ کے مابین تین معاہدے ہوئے پہلا معاہدہ ۱۹۱۵ء میں دوسرا ۱۹۲۳ء میں اور تیسرا معاہدہ ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ معاہدوں کے تناظر میں یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ ابن سعود کا خود کوئی وجود نہیں ہے۔ ابن سعود برطانوی سامراج کا ایک مہرہ ہے۔ جسے وہ استعمال کرتے ہیں۔ انگریزوں کی مرضی کے بغیر ابن سعود کو کوئی خاص اختیار حاصل نہیں ہے۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حجاز پر نجدی حکومت کے در پردہ برطانوی حکومت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار لکھتا ہے:

''ابن سعود برطانیہ سے پہلا معاہدہ ۲۶ رنومبر ۱۹۱۵ء مطابق ۱۸ رصفر ۱۳۳۴ء میں بذریعہ بی، زیڈ، کاکس نمائندہ برطانیہ متعینہ خلیج فارس ہوا۔ دوسرا معاہدہ ۱۹۲۳ء میں بمقام کویت ہوا۔ تیسرا معاہدہ یہ ہے جو اس وقت دستیاب ہوا ہے۔

پہلا معاہدہ: اخبارات میں بکرات ومرات شائع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق مجلس مرکزیہ خلافت ہند کے پہلے وفد کے رئیس نے اپنی مرتبہ روداد میں اور جلس مرکزیہ اور دوسری مجالس خلافت ہند نے دوسرے وفد کے ایک معزز ومخصوص رکن نے اپنے بیان مندرجہ روزنامہ خلافت میں اعتراف کرلیا ہے۔

(۱) اول وفد خلافت کے رئیس سید سلیمان ندوی روداد وفد حجاز کے صفحہ ۵۹ لکھتے ہیں۔

''جہاں تک سلطان کے ذاتی واقفکاروں سے ملنے کا اور ان کی واقفیت سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نجد و برطانیہ کے درمیان کوئی نہ کوئی معاہدہ ضرور ہے اور اس کے دفعات میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سلطان نجد اپنی مملکت کی زمین کا کوئی حصہ دوسری قوم کے ہاتھ فروخت نہیں کرسکتے۔ اور نہ کوئی اختیار یا حق کسی غیر انگریزی قوم کو دے سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ وہ کسی غیر سلطنت سے کوئی معاہدہ برطانیہ کے بغیر اطلاع نہیں کرسکتے۔

(۲) پھر دوسری جگہ اسی روداد کے صفحہ ۶۹ پر تحریر کرتے ہیں۔

ابراہیم بن محمد بن معمر نجدی، یہ چند سال تک پہلے سلطان نجد کے سیکریٹری رہ چکے ہیں۔ ہندوستان کی سیاحت بھی کر چکے ہیں۔ اور ابھی شمالی، افریقہ، مراکش، اور ریف کی سیاحت سے واپس آرہے تھے ہندوستان میں یہ کراچی کے مشہور مقدمہ کے وقت وہیں کراچی میں موجود تھے۔ اور اس وقت یہاں سلطان کے معتمد خاص تھے۔ یہ آدمی نہایت عمیق مگر مخلص اور عملی معلوم ہوتا تھا اور یہ دکھانا چاہتا تھا کہ ہم نجدیوں کو عالم اسلام اپنے فضائل ومناقب کے پیش کرنے کا موقعہ دے۔ ہم نے ان سے نجد و برطانیہ کے معاہدہ کے متعلق سوال کیا انہوں نے اس معاہدہ کے وجود کو تسلیم کیا۔

اسی طرح مجالس خلافت ہند کے دوسرے وفد کے رکن خاص مسٹر قمر احمد مدیر روزنامہ خلافت ہند اپنے

بیان زیر عنوان "سلطان نجد اور نمائندگان ہند کی ملاقات" روزنامہ خلافت جلد ۴ نمبر ۱۸۶ صفحہ ۳ کالم ۴ سطر لغایت ۳۶، بسلسلۂ گفتگو سلطان عبدالعزیز بن سعود اور مولوی عبدالحلیم صاحب نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے لکھا ہے۔

"ہاں میرے ملک اور بعض دول کے درمیان معاہدہ ہے۔ جو ان مصالح کی حفاظت کے لئے ہے جن کی میرے بلاد کو ضرورت ہے اور یہ وہ بات ہے جو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی ہوئی ہے۔"

اس کے بعد معاہدہ ۱۹۱۵ء کے متعلق اگرچہ اس کی ضرورت نہ تھی کہ اس کو اس جگہ بجنسہ نقل کیا جاتا اس کا ذکر کافی تھا مگر ناظرین کی سہولت اور ناظرین کو دونوں معاہدوں پر ایک ساتھ غور کرنے کے لئے اس معاہدہ بجنسہ نقل کر دیا جاتا ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

نجدیوں اور انگریزوں کا معاہدہ ۱۹۱۵ء:

چوں کہ حکومت عالیہ برطانیہ اور نجد و احساء، قطیف، جبیل اور اس کے ملحق مقامات کے حاکم عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن بن فیصل السعود کی خود اپنے اور اپنے ورثاء اور قبائل کی طرف سے ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ طرفین (برطانیہ اور ابن سعود) میں دوستانہ راہ و رسم کی تجدید و تائید ہو جائے اور فریقین کے اغراض و مصالح ایک عمدہ تصفیہ ہو جائے اس لئے حکومت برطانیہ نے سر پرسی کاکس بالقابہ نمائندہ برطانیہ متعینہ خلیج فارس کو سلطان ابن سعود سے مذکورہ بالا مقصد کا ایک معاہدہ طے کرنے کے لئے اپنا وکیل مقرر کیا چنانچہ سر مذکور اور ابن سعود میں حسب ذیل امور پر معاہدہ طے ہوا۔

دفعہ اول: حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد، احساء، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہوگی یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں۔ اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے آباء و اجداد ہیں ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے۔ اور اس کے بعد ان کے لڑکے بالے ان کے صحیح وارث ہوں گے۔ لیکن ان ورثا میں سے ایک کو سلطنت کے لئے انتخاب و تقرر کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو۔ اور شروط مندرجہ معاہدۂ ہذا کی رو سے شخص مذکور برطانیہ کے خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم: اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثا کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر یا اس کو ابن سعود کے ساتھ مشورہ کرنے کی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوگی تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دے گی۔ اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی

تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے اغراض ومقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم: ابن سعود اس معاہدے پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ

(۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔

(۲) ممالک مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

دفعہ چہارم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر بیچنے رہن رکھنے مستاجری یا اور کسی قسم کا تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ نیز اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت یا لائسنس دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا۔ اور اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی حفاظت سے گزرتے ہیں وہ باقی رہیں گے اور ابن سعود حجاج کی آمد ورفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کرے گا۔

دفعہ ششم: ابن سعود اپنے پیشرو سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقجات کویت، بحرین، علاقجات روسائے (شیوخ) عرب عمان کے ان ساحلی علاقجات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں اور جن کے حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہدانہ تعلقات ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حدبندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدے کر چکی ہیں۔

دفعہ ہفتم: اس کے علاوہ حکومت برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لئے ایک اور مفصل عہدنامہ مرتب ومنظور کی جائے گا۔ (مورخہ ۱۸ رصفر ۱۳۳۴ھ ۲۶ رنومبر ۱۹۱۵ء)

مہر ودستخط عبدالعزیز السعود

دستخط پی، زیڈ کاکس، وکیل معاہدہ ہذا ونمائندہ برطانیہ متعینہ خلیج فارس

دستخط، چیلمسفورڈ نائب ملک معظم ووائسرائے ہند۔

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا میں بمقام شملہ ۱۸ رمئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔

دستخط، اے، ایچ، گرانٹ سیکریٹری حکومت ہند متعینہ خارجہ۔

دوسرا معاہدہ: اس کا علم تیسرے اور جدید معاہدہ مندرجہ ذیل سے ہی ہوا ہے۔ ابھی تک دستیاب نہیں ہوا مگر ہم اس کی دستیابی کی پوری سعی کر رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ ہمیں جلد مل جائے گا جس وقت

وہ مل جائے گا ان شاء اللہ العزیز ہم اسے فوراً شائع کر دیں گے۔

تیسرا معاہدہ: یہ مصر کی تازہ ڈاک سے حاصل ہوا ہے اور جریدۂ یومیہ المقطم جلد ۳۷ نمبر ۱۱۷۳ صفحہ ۵ کالم ۱ سطر ۱ لغایت ۵۴ مطبوعہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳ جمادی الاولی ۱۳۴۴ھ میں مذکور ہے۔ جریدۂ المقطم نے یہ بتا کر کہ یہ معاہدہ ہم کو ایک علمی سیاسی حلقہ سے بمشکل حاصل ہوا ہے اور لندن میں سرکاری طور اس کے شائع ہونے کا کچھ ہی بعد انتظار ہو رہا ہے۔ اور وہ مقام بحرہ میں جو مکۂ معظمہ سے جدہ کی جانب آٹھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے طے ہوا ہے حسب ذیل عبارت میں اس کی دفعات کو یوں نقل کیا ہے۔

(ذیل میں عربی اردو دونوں زبانوں میں دفعات درج ہیں ہم بس اردو پر اکتفا کرتے ہیں۔ نعیمی عفی عنہ)

معاہدہ کا اردو ترجمہ:

(۱) ۱۹۲۳ء کی کویت کانفرنس میں نجد وعراق کی جو حدود مقرر ہو چکی ہیں سلطان ابن سعود انہیں حدود رہنے کا اعتراف کرتے ہیں اور قبائل شمر کے تسلیم کئے جانے کے مطالبہ سے دستبرداری کرتے ہیں۔

(۲) سلطان ابن سعود اور جنرل کلیٹن اس پر متفق ہیں کہ شرق اردن اور نجد کو جو حدود جدا کرتے ہیں وہ عراق کے حدود کی جانب ایک طرف کو بڑھ جائیں گے تقریباً اس کی شکل یہ ہوگی کہ دائرہ شمالیہ ۳۰ درجہ کا عرض دائرہ شمالیہ ۳۸ درجہ کے طول سے یا دائرہ شمالیہ ۳۰ درجہ کا عرض دائرہ شمالیہ ۳۲ درجہ کے طول سے ایک ایسے خط موازی کے ذریعہ جو وادی سرحان سے ملا ہو۔ اس طرح کٹ جائے گا کہ جوف اور کاف ابن سعود کے زیر سایہ وسیادت آجائیں گے۔ اور وادی سرحان کے غرب میں جو جنگلات واقع ہیں ان میں سے ایک حصہ غیر جانبدار بنا دیا جائے گا۔

(۳) شرق اردن اور حجاز کے درمیان اس وقت جو حدود ہیں سلطان ابن سعود اور جنرل کلیٹن کا انہیں حدود پر سر دست اتفاق ہے اور ابن سعود اس سلسلہ میں اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ موجودہ حدود شہر عقبہ کے جنوب سے گزرتی ہوئی ریلوے اسٹیشن کے جنوب میں مدور تک پہنچتی ہیں۔ اس کے بعد وہ نجد کے حدود سے مل جائیں گے۔

(۴) یہ معاہدہ جو سلطان ابن سعود اور جنرل کلیٹن کے درمیان ہوا ہے اس کا نفاذ اور اس پر عمل درآمد کسی توقف اور منظور کا محتاج نہیں۔ یہ جس وقت ہوا ہے اسی وقت سے نافذ سمجھا جائے گا۔

(۵) ابن سعود تسلیم کرتا ہے کہ اس کو حق نہیں ہوگا کہ وہ دول خارجہ سے تعلق پیدا کرے یہ حق صرف انگلستان کو ہوگا کہ وہ نجد کے حقوق اور فوائد کی ممالک خارجہ میں یہاں تک کہ شام میں بھی نگرانی کرے۔

(۶) انگلستان کا ایک پریذیڈنٹ ابن سعود کے قصر شاہی میں ہمیشہ رہا کرے گا لیکن یہ جب تک کہ ابن سعود کا صدر

مقام ریاض میں ہے۔ اس وقت یہ کافی سمجھا جائے گا کہ پریذنٹ مذکور کی وہاں آمدورفت ہے۔ قریب ہے کہ سلطان پہلی جگہ سے زیادہ مناسب جگہ منتقل ہوجائے۔

(۷) سلطان اس بات سے دستبردار ہوتے ہیں کہ وہ نجد کا اپنا کوئی نمائندہ لندن میں رکھیں اس لئے کہ ان کے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس منصب کے لائق ہو ان متذکرہ صدر امور کے علاوہ یہ بھی ہم کو معلوم ہوا ہے کہ عظمۃ السلطان نجد کے حکومت برطانیہ کی نمائندہ سے دولاکھ گنی تیاری لشکر کے لئے مانگا ہے۔ اس کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ ابن سعود اور حکومت حجاز کے جنگ کے ختم ہوتے ہی حکومت برطانیہ یہ رقم فی الفور دے۔

اس موقع پر ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو لندن سے جو برقی خبر ہندوستان آئی اور تمام جرائد ہندیہ میں شائع ہوچکی ہے اور روزنامہ خلافت جلد ۴ نمبر ۲۹۳ صفحہ ۳ کالم ۲ مورخہ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۷ر دسمبر ۱۹۲۵ء میں ذیل کی منقولہ عبارت میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا بعض حصہ نقل کردیا جانا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان معاہدات متذکرۂ صدر انگریزی نصب العین اور ابن سعود کو اس سے بہت کچھ علاقہ ہے۔

''سلطان ابن سعود کے سردست فرانس وانگلستان سے دوستانہ تعلقات ہیں لیکن یہ امر ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ عرب کی آزاد حکومتوں کے مستقبل کو ملحوظ رکھتے ہوئے یورپین نگرانی کے متعلق سلطان ابن سعود کی رائے ایک عارضی حیثیت رکھتی ہے۔ سرگلبرٹ کلیٹن کی سرکردگی میں برطانیہ کا جو وفد سلطان ابن سعود کے پاس گیا تھا اس کے سیاسی نتائج گو اہم ہیں، لیکن وہابیوں کی فتح کے مہتم بالشان مذہبی نتائج کے مقابلہ میں یہ نظرانداز ہونے کے قابل ہیں۔ کیوں وہابی اب اماکن مقدسہ کے متصل اور خلافت کے متعلق رائے دے سکتے ہیں۔ مانچسٹر گارڈین بیان کرتا ہے کہ سلطان ابن سعود حجاز کے معاملات کو (ایک اسلامی) کمیشن کی نگرانی میں دینا چاہتے ہیں جس میں ہندوستان کے مسلمان نمائندوں کی تعداد یقیناً زیادہ ہوگی۔ اور جس کے فیصلوں میں برطانیہ زیادہ دلچسپی لے گی۔''

متذکرۂ صدر معاہدوں کے علم اور مصرحۂ بالا دو معاہدوں اور برقی خبر کے مطالعہ کے بعد ابن سعود کی وقعت اس کے زیرسیادت وریاست ممالک کی حیثیت اور اس کے وعدوں اور لمبے لمبے بیانات کا وزن کسی سنجیدہ وعقل رکھنے والے شخص سے پوشیدہ نہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان امور پر غور کریں۔ اور مرکز اسلام اور مسلمان خود ان امور کی وجہ سے جس نازک حالت کو پہنچ گئے ہیں اس سے نجات پانے کی بلاتاخیر ساعت نہایت موثر ومتحدہ شکل تجویز کریں۔ ورنہ بظاہر اسباب مسلمانوں کا مستقبل اتنا تاریک ہے کہ شاید تیرہ سو برس کے اندر کبھی نہیں ہوا۔

ساتھ ہی ان مجالس، جماعتوں اور اشخاص کی خدمت میں بھی عرض ہے جن کا نصب العین غیر مسلم اثر و جزیرۃ العرب کی آزادی ہے۔ اور انہوں نے کسی وقت اسلام اور مسلمانوں کی

بڑی بڑی خدمتیں ادا کیں اور قربانیاں بھی کی ہیں۔ کہ وہ بھی اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور بے جا حمایت، حسن ظن، غلط اعتماد اور ضد کو چھوڑ کر ہماری کمزور آواز کو سنیں اور متحدہ قوت کے ساتھ کوئی راہ نجات تجویز کریں۔ ہم اور ہماری جماعت کسی کی حمایت اور کسی سے بیزاری ذاتی مفاد و مضرتوں کی بنا پر نہیں کر رہی ہے۔ اس کی بنا اخلاص وللّٰہیت اور سرکار روحی فداہ کی آخری وصیت پر عمل پیرائی ہے۔ وماعلینا الا البلاغ۔

العارض:

صبغۃ اللہ شہید انصاری جوائنٹ سیکریٹری مرکزی جمعیۃ خدام الحرمین ہند لکھنؤ

(۱۰ر جمادی الآخری ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

[اخبار الفقیہ: ۷ر جنوری ۱۹۲۶ء ص ۶، ۷، ۸]

ابن سعود کا برطانوی معاہدہ سے انکار سچ یا جھوٹ:

ان انگریزی ونجدی معاہدات کو لے کر اخبارات میں کافی دنوں تک بحثیں گرم رہیں انگریزی اخبارات سے معاہدات کا پتہ چلتا تو حساس ومتحرک افراد ان معاہدات کو لے کر بے چین ہوتے تو وہیں ابن سعود کے ہوا خواہ یہ کہہ کر بات رفع کرنے کی کوشش کرتے کہ ان معاہدات سے ابن سعود کو کوئی تعلق نہیں ہے وہ اس معاہدہ کا منکر ہے۔ اس طرح کی خبروں پر اخبار الفقیہ میں زبردست تبصرہ شائع ہوا جس کا یہاں نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا اخبار لکھتا ہے۔

"اخبار المقطم مصر کے حوالے سے ہندوستان کے اسلامی اخبارات میں ایک معاہدہ شائع ہوا ہے۔ جس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ یہ معاہدہ گورنمنٹ برطانیہ اور ابن سعود (قرن الشیطان ثانی) کے مابین ہوا ہے۔ بعض انگریزی اخبارات نے اس معاہدہ کو شائع کیا۔ اس معاہدہ میں ثابت ہوتا ہے کہ ابن سعود نے نہ صرف سابق کی طرح گورنمنٹ برطانیہ کی غلامی کا (پٹہ) جو اپنی گردن میں ڈال لیا ہے بلکہ اب اس نے سلطان مسقط کی طرح اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا ایک رئیس ریاست بنالیا ہے اور برطانوی پریڈنٹ اس کے پاس رہے گا۔ ہاں اس کے نام سے پہلے سلطان اسی طرح لکھا جائے گا جس طرح مراکش ومسقط کے رئیسوں کے نام سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ گویا اب ابن سعود بھی شاہ شطرنج سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

ابن سعود کو اس معاہدہ سے اسی طرح انکار ہے جس طرح مساجد کے انہدام، عقبہ ومعاون کو گورنمنٹ برطانیہ کے سپرد کردینے اور رابغ کو انگریزوں کے ہاتھ فروخت کردینے سے تھا۔ مگر آخرکار ثابت ہوگیا کہ اس نے مساجد بھی گرائیں اور اب ان کی شکست کی مرمت ہورہی ہے۔ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ابن سعود اول درجے کا کذاب وشریر اور اپنے استاد شیخ نجدی سے چال بازی میں کم نہیں۔ اس لیے اس کے انکار کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اس انکار کی تائید نہیں کی۔

آج تک ابن سعود یہ راگ گاتا تھا کہ اس نے حکومت و سلطنت کے لیے حجاز پر قبضہ نہیں کیا بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس کا فیصلہ کریں گے۔ اور وہ بہت جلد مؤتمر اسلامی کے انعقاد کا اعلان کرے گا۔ لاہور کا نجدی اخبار زمیندار بھی چلا چلا کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ابن سعود کو ہرگز سلطنت کا شوق نہیں بلکہ مؤتمر اسلامی جو فیصلہ کرے گی اس پر وہ عمل کرے گا۔ مسلمانوں کو اس پر ہرگز اعتبار نہ تھا کیوں کہ ابن سعود ایسا کذاب نہیں جس سے بھول چوک کر بھی کوئی سچی بات صادر ہو۔ چنانچہ مسلمانوں کا خیال صحیح نکلا۔ اور اس نے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

مسٹر ظفر نے شاہدرہ کے جلسے میں اعلان کیا تھا کہ وہ قرن الشیطان کی حمایت اور اس کا ہاتھ بٹانے کے لیے جاتا ہے۔ اس نے حق حمایت اس طرح ادا کیا کہ اس کو مشورہ دے دیا کہ مؤتمر اسلامی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنی شاہیت کا اعلان کر دو۔

مگر اس کی تہہ میں یہ راز بھی ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرن الشیطان کا معاہدہ سے انکار کرنا بالکل کذب صریح ہے۔ کیوں کہ اگر وہ خود مختار ہوتا اور سلطنت برطانیہ سے اس کا معاہدہ نہ ہوتا تو شاید وہ مؤتمر اسلامی کے انعقاد کے وعدہ کو پورا کرتا۔ مگر جبکہ وہ خود مختار ہی نہیں تو مؤتمر کا انعقاد فضول ہے۔

اگر واقعی یہ معاہدہ ابن سعود اور سلطنت برطانیہ میں ہوا ہے تو ہمارے خیال میں گورنمنٹ برطانیہ نے بڑی عقل مندی سے کام لیا اور اپنے تمام تعلقات کو مسلمانوں سے مخفی رکھا۔ اس طرح سے خلافت کمیٹی نے ابن سعود کی حمایت کی اور گورنمنٹ کے ارادوں کی تکمیل کا ذریعہ بن گئی۔ اگر دنیا کے لوگوں پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ شریف حسین سے گورنمنٹ برطانیہ کا بگاڑ ہو چکا اور جزیرۃ العرب سے اب اقتدار اٹھ گیا۔ اور گورنمنٹ نے اسلام اور مسلمانوں کے قدیمی دشمن اور اپنے صادق العقیدہ وفادار کے ذریعے سے حجاز کو اپنے اقتدار میں لانے کی کوشش کی ہے اور خود الگ تھلگ ہے۔ تو خلافت کمیٹی تائید نہ کرتی اور ہندوستان کے چند وہابیوں کے سوا سب مسلمان صدائے احتجاج بلند کرتے۔ اور بہت ممکن تھا کہ گورنمنٹ کا مطلب فوت ہو جاتا۔ مگر اس اخفاء سے گورنمنٹ کا مطلب بھی حاصل ہو گیا اور ایسی جماعت نے اس میں امداد دی جو گورنمنٹ کی سخت مخالف ہے۔

یقیناً گورنمنٹ کا یہ خیال ہوگا کہ شریف حسین نے اپنے محسن آقاؤں سے بغاوت کی تو وہ گورنمنٹ برطانیہ سے بھی کسی نہ کسی موقع پر ضرور بگڑے گا اور اس کے مقابلہ میں خاندان نجد اپنے نشو و نما کے زمانہ میں اب تک برابر گورنمنٹ کا وفادار رہ چکا ہے اور اسلام و مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے اور ہر طرح قابل اعتبار ہے۔ اس لیے گورنمنٹ کی نظروں میں اس کا شاہِ حجاز ہونا بہت مفید ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث اس حقیقت سے پورا واقف ہے اس لیے اس نے قبل لکھ دیا کہ کے گرد کا سمندر سارے کا سارا انگریزی قبضہ میں ہے۔ اور عرب کا بڑا

بندرگاہ عدن ترکوں کے زمانہ سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔ تو ابن سعود حدیث اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب پر کس طرح عمل کر سکتا ہے۔ نیز یہ تو جو ہوا، ہوا۔ اب اس کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اسی طرح کا کوئی سامان پیدا کرے۔ جس طرح کہ شریف حسین کے اخراج کے لیے پیدا ہوا۔

مگر ہندوستان کے حنفی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے شریف حسین کے ہم مذہب ہونے کی بنا پر اس کی بغاوت کو استحسان کی نظر سے نہیں دیکھا اور مخالفت کرتے رہے مگر وہابیوں نے محض ہم عقیدہ ہونے کے باعث اسلام اور مسلمانوں کے قدیمی دشمن بلکہ عدو اللہ اور عدو الرسول کی حمایت کی اور اس کی غداری اور بے دینی کو محض ہم عقیدگی کی آڑ میں چھپالیا۔

خلافت کمیٹی کو ابن سعود کے اعلان سے ہوش آیا اور اب اسے معلوم ہوا کہ ابن سعود کی حمایت دراصل اسلام سے عداوت تھی۔ مگر قرن الشیطان کے وظیفہ خوار اخبار زمیندار کو اس سے بھڑ کنے کا موقع مل گیا۔ اور کتا چھپنی شروع ہوگئی۔

دیکھیں آئندہ کیا کیا انکشافات ہوتے ہیں۔ مگر آخر حق ظاہر ہو کر رہے گا اور باطل مٹ جائے گا۔ ان الباطل کان زھوقا۔

(۲۱ر جنوری، ۱۹۳۶ء ص ۲)

نجدی اور انگریزی کمپنی کا معدنیات سے متعلق معاہدہ اور ابن سعود کی تصدیق:

نجدیوں نے ۱۹۳۴ء میں ایک انگریز کمپنی کے ساتھ معدنیات نکالنے کا معاہدہ کیا یہ معاہدہ ۵۸ سال کے لئے طے ہوا۔ اس میں معدنیات نکالنے کے ساتھ دیگر اختیارات بھی دیئے گئے جیسے سڑکیں بنانا مزدوروں کے لئے مکانات اور ٹراموے ریل وغیرہ۔ یہ معاہدہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۴ء میں ہوا لیکن ابن سعود نے ۱۲ر فروری ۱۹۳۵ء کو اس معاہدہ کی تصدیق کی۔

ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت سعودیہ اور ایک انگریز کمپنی میں معدنیات نکالنے کے متعلق معاہدہ ہو چکا ہے ۲۳ر دسمبر کو حکومت سعودیہ کی طرف سے شیخ عبداللہ سلیمان وزیر اعظم اور کمپنی کے وکیل نے اس معاہدہ پر دستخط کئے اور ۱۲ر فروری ۱۹۳۵ء ملک عبدالعزیز ابن سعود نے ریاض میں اس معاہدہ کی تصدیق کی۔

یہ معاہدہ ۵۸ سال کے لئے ہے اور اس کی رو سے کمپنی کو حق دیا گیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف تیس تیس کلومیٹر اور مکہ مکرمہ کی حدود حرم کے ماسوا تمام حجاز میں معدنیات کا کام نکالنے کا کام شروع کرے اور اس غرض کے لئے وہ ٹراموے ریل وغیرہ نکال سکتی ہے اور سڑکوں اور مزدوروں کے لئے مکانات

بھی بنا سکتی ہے۔''

[۲۱، ۲۸ راپریل ۱۹۳۵ء ص ۲۲]

اخبار مزید لکھتا ہے:

''ابن سعود نے اس معاہدہ پر جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے حسب ذیل حکم کے ساتھ اس کی تصدیق کی۔ ہمیں اس معاہدہ کی اطلاع ملی جو جدہ میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۳ھ مطابق ۲۳ ردسمبر کو ہمارے وزیر مال اور مسٹر کے سی تو تش نمائندہ کمپنی تعین عربیہ سعودیہ متعینہ لندن میں ہوا۔ لہٰذا ہم مجلس وزراء کی تائید کرتے ہوئے حکم دیتے ہیں۔ کہ

۱۔ کمپنی ہذا کو اس زمین سے جس کی حدود اس معاہدہ میں متعین ہیں تیل کے ماسوا تمام معادن نکالنے کی اجازت ہے یہ زمین ہماری مملکۃ عربیہ سعودیہ کی ہے جس کی حدود اس معاہدہ میں مذکور ہیں جس پر ہمارا وزیر مال اور نمائندہ کمپنی مذکور ۱۷۔ رمضان المبارک ۵۳ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۴ء کو جدہ میں مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔

۲۔ ہمارے وزیر مال پر اس کا نافذ کرنا لازم ہے۔ یہ معاہدہ ہمارے قصر ریاض میں ۸ ذیقعدہ ۵۳ھ مطابق ۱۲ رفروری ۳۵ء کو پیش ہوا۔ اور ہم نے اس کی تصدیق کی۔

(دستخط عبد العزیز)

معاہدہ: یہ معاہدہ ۱۷ رمضان المبارک ۵۳ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۳۴ء کو شیخ عبد اللہ سلیمان الحمدان نائب حکومت سعودیہ فریق اول اور فریق ثانی مسٹر کارل سائن تو تش کے مابین ہوا۔ جو نائب ہیں کمپنی ابن عربیہ سعودیہ کے جو رجسٹرڈ ہے۔ اور اس کا ہیڈ کوارٹر ۵۵۔ ۶۱ مارکیٹ شہر لندن (انگلستان) میں ہے یہ معاہدہ حکومت اور کمپنی کے مابین مندرجہ ذیل شکل میں طے پایا ہے۔

دفعہ اول: حکومت اس معاہدہ کی رو سے ان شرائط پر جو بیان کی گئی ہیں اس کا حق صرف اس کمپنی کو دیتی ہے کہ وہ ادنیٰ و اولیٰ ہر قسم کی معدنیات کو تلاش کرے ان کو کھود دے یا سوراخ کر کے نکالے اور وہ سطح زمین پر ہوں۔ یا اس کے اندر اس حدود کے مطابق جن کی تصریح دفعہ دوم میں کر دی گئی ہے اور اس غرض کے لئے کمپنی کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ چھوٹے بڑے گڑھے نیچی و اونچی جگہ اور پہاڑوں وغیرہ کو بھی کھود سکتی ہے۔ اور وہ سوراخ وغیرہ بھی کر سکتی ہے۔ حکومت اس بارے میں تمام ممکن و ضروری آسانیاں کمپنی کے لئے اغراض ہذا کی خاطر بہم پہنچا دے گی جن کی تصریح اس معاہدہ میں کر دی گئی ہے۔ اور کام شروع ہونے سے ۲ سال تک حکومت یہ تمام آسانیاں بہم پہنچانے کی ذمہ دار ہوگی۔

دفعہ دوم: یہ حق تفتیش و کانکنی جس کا ذکر دفعہ اول میں ہوا۔ اس تمام قطعہ ارض میں دیا جاتا ہے جو سر بمہر خریط میں   کر دیا گیا   جس پر نمبر   کا نشان ہے اس کی حدود یہ ہیں اس قطعہ ارضی کے حدود شمال و

مشرق میں طولاً درجہ ۴۸ سے شروع ہوتی ہے۔ اور عرضاً ۲۹ درجہ ۳۵ دقیقہ ہے۔ اور یہاں سے غرباً یہ خط ممتد ہوتا ہے۔ ان بلاد کی منتہا تک جو اس وقت حکومت سعودیہ کے قبضہ میں ہیں جہت مشرق دن سے جہت غروب وخلیج عقبہ اور بحر احمر تک اور یہاں سے جنوباً نور الرک تک وخط عرض ۵ و ....فائق تک شمالاً برگ سے خط ممتد ہوگا۔ قریہ اندان اور وہاں سے شمال برث سا موودہ تک۔

اس کے بعد مختلف مقامات کی تصریح ہے۔ جو نقشہ حجاز سے متعلق ہے۔ اور جس کا مقصد یہ ہے کہ یہ معاہدہ تمام ارض حجاز پر شامل ہے۔ اور اس میں حسب ذیل دو مقامات مستثنیٰ کئے گئے۔

مدینہ منورہ ہر جانب کی شہر پناہ سے تیس کیلومیٹر تک اور مکہ مکرمہ کی وہ حدود جو شرعی طور پر حرم میں داخل ہیں۔ اور یہ سعید سے میل تک اور یہاں سے شمال وغروب میں گزرتے ہوئے عسفان تک اور وہاں سے جنوباً بحرہ سے سعدیہ تک۔

دفعہ سوم۔ (الف): اس معاہدہ کی تاریخ نفاذ سے تین ماہ کے اندر اس تمام رقبہ میں کان کنی اور تفتیش کا کام شروع ہو جائیگا۔ اور اس وقت یہ کمپنی کام جاری رکھ سکتی ہے۔ جب تک کہ قوی موانع پیش نہ آئیں۔ آلات کان کنی وغیرہ کمپنی تیس دن کے اندر اندر تاریخ نفاذ سے منگا سکتی ہے۔

(ب) اس معاہدہ کے ہونے سے ایک سال کے ختم ہونے تک یا اس سے پہلے کمپنی اس زمین وقطعہ کو منتخب کرے جہاں سے معدنیات کے نکلنے کا اغلب گمان ہو۔ نیز کمپنی کو چاہئے کہ وہ معاہدہ سے ایک سال گزرنے کے بعد جدہ میں اپنی اقامت گاہ متعین کرے

(ث) معاہدہ کے ہونے سے ایک سال کے ختم ہونے تک یا اس سے پہلے کمپنی کو چاہئے کہ وہ ان مقامات اور زمینوں کو پسند کرے جنہیں وہ کان کنی کے لئے ۵۸ برس کے لئے ٹھیکہ پر لے رہی ہے تاکہ وہ خود کان کنی کرے یا اس غرض کے لئے کوئی اور کمپنی چند کمپنیاں بنائے

دفعہ چہارم۔ (الف) پہلے سال کے دوران میں کمپنی حکومت کو زمین کا معاوضہ نہ دے گی اس کام کے لئے جس کا دفعہ سوم فقرہ الف میں تذکرہ ہے

(ب) دوسرے سال میں کمپنی ہر فدان (ایک فدان ۴۲۰۰ میٹر کا ہوتا ہے۔ اور ایک میٹر قریباً ایک گز دو انچ کا ہوتا ہے) کے معاوضہ میں چار شلنگ آسٹرین کے حساب سے سالانہ حکومت کو دے گی۔ اگر وہ کانکنی میں دفعہ سوم کے فقرہ ب سے زیادہ کام کرے گی۔

(ت) کمپنی حکومت کو ہر فدان کے عوض میں اس زمین کے لئے جسے وہ دفعہ سوم کے فقرہ (ت) کے مطابق منتخب کرے ایک گنی سالانہ دیا کرے گی۔

(ث) کمپنی حکومت کو مدت کان کنی میں ان معادن کی قیمت کا جو آمد ہوں پانچ فیصدی ادا کرے گی بشرطیکہ اس کا عوض اوسط فدان کے عوض میں شلنگ ہو۔ یعنی گر آخر الذکر

لینے میں حکومت کا زیادہ فائدہ پانچ فیصدی میں ہے تو یہ لیا جائے گا ورنہ چار شلنگ فی فدان کے اعتبار سے لے لیا جائے گا۔

(ج) یہ تمام رقوم اس بنک اور اس عملہ کی معرفت ادا کی جائیں گی جس کو حکومت پسند کرے گی۔

(ح) قبل اس کے کہ کمپنی کسی اور کمپنی کو اپنے حقوق ومنافع کسی قطعہ زمین کے متعلق عطا کرے یہ ضروری ہے کہ وہ حکومت سے استصواب کر کے اس کی منظوری حاصل کرے۔ حکومت کے لئے ضروری ہوگا کہ جب تک کافی اسباب کی بنا پر صریح نقصان اس میں نہ دیکھے تو اس کی اجازت دیدے۔

دفعہ پنجم: حکومت اس امر کی پابند ہے کہ

(ا) کمپنی یا اس کے قائم مقاموں کو ایک ٹھیکہ یا چند ٹھیکہ جات اس شکل کے مطابق جو دفعہ سوم میں ہے عطا کرے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کمپنی کی جانب سے ان ٹھیکہ داروں کو پیش کیا جائے گا

(ب) حکومت اس کا ذمہ لیتی ہے کہ وہ کمپنی اس کے ملازمین اور تمام مملوکات کی حفاظت کرے گی۔ اگر یہ حفاظت شکل ہوگی تو ایک خاص مکتوب کے ذریعہ جس کا تبادلہ حکومت وکمپنی کے مابین ہوگا۔ ان موانع کو بیان کیا جائے جو پیش آئیں۔ نیز دونوں ایسے اسباب مہیا کریں گی جن سے یہ موانع رفع ہو جائیں اس بارہ میں محافظین کا خرچ جو باہمی مشورہ سے قرار پائے گا کمپنی حکومت کو ادا کرے گی۔

(ت) حکومت کمپنی اور اس کے قانونی خلفاء کے لئے ہر قسم کے محصولات علانیہ وخفیہ اور حاصل شدہ معدنیات پر درآمد کا محصول معاف کرتی ہے البتہ وہ تمام اشیاء جو برآمد کی جائیں ان پر دس فیصدی قیمت کے لحاظ سے چنگی لی جائے گی۔ اور قیمت کا اندازہ منڈیوں کی قیمت کے اعتبار یا تجارتی شرح یا سعودی شرح کے اعتبار سے ہوگا۔ اور جب یہ باتیں اس مقام پر جہاں سے معدنیات نکلتی ہیں مفقود ہوں تو پھر کسی معتدبہ یا محکمہ وغیرہ سے قیمت کا اندازہ کرایا جائے گا کمپنی کے لئے حاصل شدہ معدنیات میں کوئی چیز بلاد عرب میں بیچنے کا حق اس وقت تک حاصل نہ ہوگا جب تک کہ وہ دس فیصدی چنگی ادا نہ کردے۔

(ث) حکومت کمپنی کو وہ تمام وسائل استعمال کرنے اور آسانیاں بہم پہنچانے کا حق عطا کرتی ہے۔ جو کان کنی کے لئے ضروری یا نافع ہوں۔ ان وسائل وذرائع میں یہ بھی داخل ہے کہ سڑکیں بنائی جائیں اور انہیں استعمال کیا جائے۔ خیمے کھڑے کرنا مکانات بنانا سواریوں کا انتظام اور ہر قسم کے راستے بنانا اور وسائل آمد ورفت اختیار کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ نیز سامان اور آلات کان کنی وتفتیش کے لئے مکانات بنانا اور ان مکانات وزمین کو اس غرض کے لئے استعمال کرنا یا معاون کو منتقل کرنے یا جاری رکھنے یا اس کی اصلاح کرنے یا اس کو ڈھالنے وغیرہ کے لئے مکانات بنانا خیمے کھڑے کرنا کمپنی ہذا یا دیگر کمپنیوں کے مزدوروں کے لئے گھر تعمیر کرنا معدنیات جمع کرنے کے لئے خزانے تعمیر کرانا یا کارکنوں ومزدوروں کی پناہ کے لئے مکانات بنانا بحری بار برداری راستے اور ہر قسم کے ذرائع مزدوروں اور سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے یا سونے

چاندی اور دیگر معدنیات وحاصل شدہ چیزوں کو اٹھانے کے لئے ہر قسم کے ذرائع اختیار کرنے کا حق کمپنی کو حاصل ہے۔ وہاں اگر اندرون حدود میں کمپنی کو لاسلکی قائم کرنے اور ہوائی جہازوں کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوگی تو اس کے لئے صرف حکومت وکمپنی میں ایک جداگانہ معاہدہ ہوگا۔

کمپنی کی ریلوے لائن اور بنائے ہوئے راستے یا مفادِ عامہ کی قیام گاہیں جو کمپنی نے بنائی ہیں استعمال کرنے کا حق حکومت کو بھی حاصل ہوگا بشرطیکہ اس سے مصالح کمپنی کو نقصان نہ پہنچے اس غرض کے لئے بوقت ضرورت کمپنی وحکومت کے مابین کوئی فوری معاہدہ بھی ہو سکے گا۔

(ج) حکومت کمپنی کو پانی کے لئے کنوئیں کھودنے اور نل لگانے اور اس پانی کو ہر طرح استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق عطا کرتی ہے اسی طرح کمپنی اس پانی کو بھی اپنی ضرورتوں میں استعمال کرسکتی ہے۔ جو حکومت کے لئے مخصوص ہے بشرطیکہ اس سے موجود گھروں اراضی اور گھاٹوں پر مویشی وانسانوں کو نقصان نہ پہنچے اور وہاں ہر وقت پانی کافی مقدار میں موجود رہے

(ح) حکومت کمپنی کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ ضروری حد تک ان معدنیات کو جو حکومت کی ملک ہیں مثلاً مٹی پتھر چونہ گارہ اور دیگر اسی قسم کی اشیاء استعمال کرسکتی ہے لیکن لکڑی اور سوختہ صرف خانگی ضرورت کے ماسوا مکانات تعمیر کے لئے بلا معاوضہ استعمال کرنے کا حق نہیں

(خ) ان حقوق کے معاوضہ میں کمپنی حکومت کو خاص وسائل نقل وحرکت وآمد ورفت استعمال کرنے کا حق خطرات کے وقت عطا کرتی ہے۔ اگر اس استعمال کی وجہ سے نقصان پہنچے تو اس کا معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ خواہ وہ نقصان ان وسائل کی اندرونی خرابی کی وجہ سے ہوا ہو یا حکومت کے استعمال اور اس کے سامان کی نقل وحرکت کی وجہ سے۔

تشریح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت ان تخمینی منافع کا معاوضہ نہ دے گی جو اس زمانہ استعمال میں کمپنی اس وسائل سے حاصل کرسکتی تھی یا یہ کہ اتفاقیہ یہ وسائل کسی اچانک غیبی سبب کی بنا پر بیکار ہو جائیں یا نقصان پہنچ جائے تو اس کا معاوضہ بھی حکومت کمپنی کو نہ دے گی۔

(د) اگر کوئی زمین کسی شخص کے ٹھیکہ یا ملک میں ہو اور کمپنی کو کان کنی یا معدنیات کی تحقیقات یا اس کی درستگی کے لئے اس زمین کی ضرورت ہو کمپنی اس زمین کے مالک یا ٹھیکہ دار کو مناسب معاوضہ دے کر اسے حاصل کرسکتی ہے۔ اور اس بارہ میں حکومت بھی اس حصول کے لئے کمپنی کی مدد کرے گی خواہ کمپنی کا مفاد اس زمین کی سطح یا اس کو کھودنے سے وابستہ ہو۔

دفعہ ششم۔ (الف) کانکنی وغیرہ مذہبی اور مقدس مقامات مثل مقابر ومساجد میں نہیں ہوسکتی اور نہ کمپنی ان مذہبی مقامات کو کسی اور غرض کے لئے استعمال کرسکتی ہے۔

(ب) کمپنی اوقات دفتر میں مجاز عمال حکومت کے سامنے حکومت کی اطلاع کے لئے تمام رجسٹرڈ پیش

کرے گی اور متعلقہ معلومات میں آسانیاں بہم پہنچائے گی۔

(ت) کمپنی کے تمام عمال وکارکن حکومت کے انتظامی سیاسی اور دینی معاملات میں مملکت عربیہ کے اندر کوئی مداخلت نہ کریں گے۔ اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے قانون حکومت کے مطابق جلاوطنی اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ تشریح: مطلب یہ ہے کہ اس بارہ میں عمال کمپنی کے ساتھ وہی قانونی سلوک کیا جائے گا جو حکومت کی رعایا کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(ث) کمپنی کے محکمہ انتظامی میں چند ایسے اشخاص ہوں گے جنہیں خود کمپنی منتخب کرے گی۔ کہ وہ کمپنی کے کام کے لئے اجنبی رعایا کو ملازم نہ رکھیں بلکہ سعودی رعایا کو مقدم سمجھیں۔ جب تک کہ انہیں کمپنی کے کام کے لئے ایسے آدمی ملتے رہیں۔ ہاں جب اس کے خاص کاموں کے لئے یہاں آدمی میسر آئیں تو وہ انہیں مقرر کرنے سے پہلے حکومت سے مشورہ کریں گے۔ اور ان کے ناموں کی اطلاع ایک ماہ قبل دیں۔ اگر حکومت نے اس مدت میں ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا تو کمپنی اسے حکومت کی رضامندی سمجھے اسی طرح منتظمین کمپنی کے لئے اس کا بھی حق نہیں کہ وہ سعودی رعایا سے ایک ماہ سے زائد کا معاہدہ کریں مگر حکومت کے مشورہ کے بعد ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر پندرہ روز کے اندر حکومت کمپنی کو اس قسم کے استفسار کا جواب نہ دے تو کمپنی اس سکوت کو حکومت کی رضامندی سمجھے۔

(ج) کمپنی اس امر کا لحاظ رکھے گی کہ وہ اپنے عمال کے لئے اندرون مملکت میں کام لینے کے متعلق ایسے ضوابط منظور کرے گی جو حکومت عربیہ سعودیہ کے مروجہ قوانین سے یا جو آئندہ وضع کئے جائیں متصادم نہ ہوں۔

(ح) کمپنی حکومت کے لئے چند نسخے ان تمام ضوابط واحکام کے پیش کرے گی۔ جو معاہدہ ہذا کے مطابق اس کام کو انجام دینے کے لئے اس نے وضع کئے ہیں (خ) کمپنی حکومت کے سامنے خاص خاص معلومات بہم پہنچانے کے لئے چھ ماہ کے اندر گزشتہ چھ ماہ کے کاموں کی رپورٹ پیش کرے گی۔

(د) کمپنی عہدہ داران حکومت یا وکلاء حکومت کے لئے جو اپنے فرائض انجام دینے آئیں وسائط نقل و حرکت وذرائع آمدورفت میں آسانیاں بہم پہنچائے گی۔

(ذ) فی الحال حکومت نے کمپنی کو یہ ٹھیکہ دفعہ سوم کے فقرہ (ت) کی اور دفعہ پنجم کے فقرہ (الف) کی شرائط مذکورہ بالا کے مطابق دے دیا ہے۔ لیکن کمپنی جب معلومات حاصل کرے اور ان معلومات سے عملی فوائد حاصل کرنے کا قبضہ کرے تو وہ ایک یا چند ماتحت کمپنیاں معدنیات کو نکالنے انہیں صاف کرنے یا کان کنی کا سامان بہم پہنچانے کے لئے قائم کرنا چاہے تو یہ بڑی کمپنی حکومت کو ماتحت کمپنی یا چند کمپنیوں کے اہل المال میں پندرہ فیصدی حصہ دے گی۔ اور ماتحت کمپنیوں پر شرط لازم ہوگی جو قرارداد (ب) میں بیان کی گئی ہے۔ نیز یہ کہ بڑی کمپنی حکومت عربیہ سعودیہ کی رعایا کے سامنے دس فیصدی حصص پیش کرے گی جن کا قبول کرنا یا رد کرنا

تین ماہ کے اندر تاریخ پیشی سے ضروری ہے۔

اس ماتحت کمپنی یا کمپنیوں کے لئے یہ امر ضروری ہوگا کہ وہ اپنے فرائض پوری محنت و کوشش سے انجام دیں۔ یہاں تک کہ کم وقت میں وہ معدنیات فن تعدین کے مطابق تجارت کے قابل ہو جائیں۔ کانکنی کے اعمال میں تمام آلات وسامان کان کنی کا منگانا اور انہیں بلاد عربیہ سعودیہ میں پہنچانا شامل ہے۔ مزید براں اس میں کھودنا زمین کو برمانا، معدنیات کو صاف کرنا، سڑکیں بنانا، خیمے کھڑے کرنا، سواریاں رکھنا، وسائل آمد و رفت و ذرائع نقل و حرکت مہیا کرنا۔ مکانات کو استعمال کرنا اور وسائل کھدائی کے لئے تین قسمیں ہیں۔

(۱) دیا مو درنج (۲) شان درنج (۳) ردناوی درنج۔ نیز اسی طرح کان کنی کے اعمال میں یہ داخل ہے کہ زمین کے نیچے علم طبقات الارض کے اصول پر کھدائی کے ذریعہ پانی اور دیگر قسم کے مواد کی معلومات بہم پہنچائی جائیں۔

(۱) مذکورہ بالا شروط کے مطابق ایک ٹھیکہ یا چند ٹھیکے اس شرط پر دیے جائیں گے کہ ایک کمپنی یا چند کمپنیاں جو مذکورہ بالا اغراض کے لئے قائم ہوں وہ ٹھیکہ ملنے کی تاریخ سے نصف سال کے اندر غیر صاف شدہ معدنیات کی قیمت کا پانچ فیصدی حصہ حکومت کو ادا کریں گی اور اس بنا پر دوران کان کنی کی دفعہ چہارم کے فقرہ ت میں جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ زر معاوضہ خود بخود ساقط ہو جائے گا۔ (ام القریٰ)"

[اخبار الفقیہ: ۷/ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۱۱تا۸]

فرانس اور ابن سعود کے روابط:

یوں تو ابن سعود نے برطانیہ سے مکمل سانٹھ گانٹھ کر لی تھی مگر فرانس سے بھی دوستانہ تعلقات بنانے میں کوشش جاری تھی اس تعلق سے ایک خبر لندن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس کے نامہ نگار کی طرف سے شائع ہوئی جس میں لکھا تھا کہ:

"اس امر کی کوشش کی جارہی ہے کہ فرانس اور ابن سعود سلطان نجد اور ملک الحجاز کا مابین دوستانہ تعلقات پیدا کئے جائیں اسی غرض سے ایک فرانسیسی نمائندہ حال ہی میں حجاز پہنچا ہے اور ابن سعود کے ذاتی طبیب کی وساطت سے ملا ابن سعود نے حال ہی میں پیرس کی سیاحت بھی کی ہے۔ نامہ نگار مذکور پیش گوئی کرتا ہے کہ ابن سعود کے ساتھ فرانسیسی معاہدہ برطانیہ کے لئے خوفناک نتائج پیدا کرے گا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱/اگست ۳۵ء، ص ۱۱]

کامران پر انگریزی قبضہ:

کامران پر انگریزی قبضہ سے متعلق اخبار الفقیہ میں حلیم بوٹ فیکٹری کانپور کے ایک سوداگر کے حوالے

سے ایک مکتوب درج ہے اسے بھی یہاں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ انگریزی معاہدوں سے متعلق کسی طرح کی کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"مکرمی مخدومی جناب شاہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف مورخہ ۲۹ جون کے سیاست میں ایک شذرہ بعنوان 'معاصر خلافت کی نظر عنایت' نظر سے گزرا معلوم ہوتا ہے کامران پر انگریزی قبضہ ہونے میں آپ کو بھی شک ہے لہٰذا ایک کارڈ ارسال ہے اس کو ملاحظہ فرمایئے ۲۱ رمئی کو کامران سے چلا ہے کارڈ وہی ہے جو ہندوستان میں دو پیسہ کو ملتا ہے ٹکٹ کے اوپر مہر بھی اسی صورت کی ہے۔

جیسی ہندوستان کی دیگر ممالک کے ٹکٹوں میں انگریزی ٹکٹوں میں بہت فرق ہے جو ایک نظر سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اس بین ثبوت کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ کامران پر انگریزی قبضہ نہیں ہے۔ اس کے متعلق آپ ایک شذرہ تحریر فرمائیں تاکہ لوگوں کو حقیقت معلوم ہو جائے نجدیوں کے مظالم بڑھتے جاتے ہیں خدا ان کو غارت کرے۔"

ظہور الحسن (سیاست) [۱۳ رجولائی ۲۶ء ص ۴]

حجاز مقدس پر نجدی تسلط یا انگریزی ؟

شریف حسین اور ابن سعود کی حجاز مقدس پر حکومت کے سلسلے میں یہ بات تو ظاہر تھی کہ اس میں برطانوی حکومت کا مکمل عمل دخل تھا اس نے جب چاہا کہ حجاز مقدس پر شریف حسین کو قبضہ دلا دیا جائے تو اس نے شریف حسین کا ساتھ دیا اور اس کے بعد جب شریف حسین برطانیہ کی شرطوں پر کھرا نہیں اترا تو اس نے ابن سعود کی حمایت کر کے شریف حسین کو حجاز سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور اس طرح ابن سعود کے ذریعہ برطانیہ نے حجاز مقدس پر قبضہ کر لیا۔ اور جائز و ناجائز ہر طرح کے معاہدے ابن سعود سے کرا لئے۔ حجاز مقدس میں ہر عمل دخل کی اجازت حاصل کر لی۔ اگر یوں کہا جائے کہ، ابن سعود کے ذریعہ برطانوی حکومت نے حجاز مقدس پر قبضہ کر لیا تو غلط نہ ہوگا۔

مدیر اخبار سیاست لاہور مولانا سید حبیب شاہ صاحب اس برطانوی سامرج کی سازشوں، اس کے اسلام شکن فتنوں، شریف حسین اور ابن سعود کی انگریز غلامی، اور ان کے ناپاک جرائم و حرکات، نیز حجاز مقدس پر انگریزی عمل دخل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے زر تو خدانہ ولیکن بخدا
ستار العیوبی و قاضی الحاجاتی

زر کی تعریف میں فارسی کا جو شعر درج عنوان ہے۔ اس کی صداقت کی بہترین شہادت حالات حجاز سے ملتی ہے۔ حجاز میں بیت اللہ شریف ہے۔ اور رب کعبہ کے رسول امی ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو

ارض حجاز سے نکال دو۔ اس فرمان رسالت پناہ کے فلسفہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ بلقان کی ریاستوں کے سیاسی حالات سے آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ترکی میں ارمنیوں اور یونانیوں نے یونان میں بلغاریوں نے بلغاریہ میں یونانیوں نے کیسی کیسی آفتیں پیدا کیں۔ اور کسی طرح موجودہ زمانہ تہذیب و تمدن میں اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ اپنی اپنی آبادی کے اس عنصر کو جو فریق مخالف کی قومیت سے تعلق رکھتا ہو اپنی قوم کے اس حصہ سے بدل لیں۔ جو فریق ثانی کے ہاں آباد ہو۔ جرمنی سے یہود کا تازہ ترین اخراج حالات حاضرہ کا سب سے نمایاں واقعہ ہے۔ اور اس قسم کی متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی قوم کے مرکز کو اغیار کی بود و باش سے پاک رکھنا پرلے درجہ کی دانشمندی کی بات ہے۔

بہر کیف جناب رسالت مآب ﷺ کا یہ حکم نا قابل انکار حد تک ہر گروہ مسلمانان عالم کو تسلیم ہے کہ حضور نے حجاز سے یہود و نصاریٰ کی اخراج کا غیر مشروط حکم دیا۔ ہم بد نصیب مسلمانان دور حاضرہ کی قسمت میں لکھا تھا۔ کہ ہمارے بادشاہ اور ہمارے خلیفۂ اسلام میں جنگ ہو۔ اس موقعہ پر مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے قصر خلافت کو برباد کیا۔ اور اس لئے ایسا کیا کہ ہمارے بادشاہ کی حکومت نے ہم سے عہد کیا تھا کہ ہمارے مقدس مقامات غیر مسلم تصرف سے پاک رہیں گے۔ کربلائے معلی کاظمین شرق، اردن اور بیت المقدس کی قسمت کے آخری فیصلہ نے ہمیں بتا دیا کہ ہمیں جل دیا گیا تھا۔ لیکن یہ داستان دروا ب کہنہ ہو چکی ہے۔ اور اگر چہ اس کی کسک نہ مٹ سکے گی تاہم زمانہ کی بدترین جراحت کو مندمل کرنے کے لئے بہترین حکیم ہے اس زخم دل کو تازہ نہیں رہنے دیا۔ لیکن اس جنگ میں انگریزوں نے جو کچھ کیا وہ

"الحرب خدعۃ"

عربی کے اصول کے مطابق سراسر بجا تھا۔ تاہم اس کا بدترین مظاہرہ یوں ہوا کہ حجاز اور نجد کے عرب حکام نے انگریزوں کی انگیخت پر خلیفۂ اسلام کے خلاف بغاوت کی۔ حجاز کا سردار شریف حسین حنفی تھا اور نجد کا سردار ابن سعود وہابی تھا۔ دونوں نے انگریزوں سے روپے لے کر بدترین اسلام دشمنی ذلیل ترین بے ایمانی اور مشہور ترین شیطانی کو گوارا کیا۔ ترکوں اور ان کے نمک حلال عربوں کے زن و فرزند کو شریف حسین اور ابن سعود نے یکساں ذبح اور ذلیل کیا۔ اور ترکی افواج کے خلاف غدارانہ سرگرمیوں سے نصرانیوں کو نفع اور حزب اسلام کو ضرر پہنچایا اور......شریف حسین کے لڑکے عراق اور شرق اردن کے بادشاہ بنے۔ شریف حسین ارض حرم کا تاجدار بنا دیا گیا اور ابن سعود کو ستارہ ہند کا خطاب دے کر برطانیہ نے نجد کا بادشاہ بنا دیا۔ یہاں تک واقعات نا قابل انکار ہیں اور ابن سعود کے زر خرید ہندوستانی بھانڈوں یا اخبار نویسوں میں سے کسی کی زبان یا قلم میں یہ طاقت نہیں کہ وہ واقعات کو اس حد تک جھٹلا سکے۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ شریف حسین سے انگریزوں نے اس کرنیل لارنس لارش کی معرفت جو آج ایک

حادثۂ موٹر کی وجہ سے لندن کے کسی شفاخانہ میں موت وحیات کی کشاکش میں مبتلا ہے، اور بزودی بدیر حاکم حقیقی کے رو برو جواب دہی کے لئے جانے والا ہے۔ یہ وعدہ کیا تھا کہ تمہیں ان تمام ممالک کا بادشاہ بنادیا جائے گا جو عربی بولتے ہیں۔ یوں وہ سمجھ رہا تھا کہ عراق، شام، فلسطین شرق اردن، حجاز، نجد، بحرین اور یمن تک اس کی سلطنت میں شامل ہوں گے۔ اور وہ وحدت عرب کا بانی اور پہلا تاجدار ہوگا۔ اس احمق کو یہ نہ سوجھی کہ یہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ عیسائی اپنے ہاتھوں سے مرکز اسلام کو ایک زبردست اور نا قابل مقابلہ سلطنت کی صورت میں تبدیل کردیں۔ لہٰذا جب شام اور فلسطین کو بالکل علیحدہ کر کے فرانس اور برطانیہ کے حوالہ کر دیا گیا۔ شرق اردن اور عراق کی جداگانہ حکومتیں قائم کردی گئیں۔ اور نجد و یمن کے الحاق کے متعلق اس کا خواب پریشان ہوگیا۔ اگرچہ اس کے لئے حجاز اور اس کے بچوں کے لئے عراق شراق اردن بطور مزد و نائث مختص کر دیئے گئے تاہم یہ اس کی بدعہدی ہی سمجھا۔

اس پر اس میں اور انگریزوں میں بگاڑ ہو گیا۔ اور نجد کو وہ بدحکمران جو انگریزوں کی شہ پا کر خلیفۃ المسلمین کی غداری کا طوق لعنت قبول کر چکا تھا۔ یعنی ابن سعود پھر برطانیہ کے اشارہ پر آگے بڑھا اور اس نے شریف حسین کو بہ نوک شمشیر اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ غداروں کی حکومت کے پاؤں نہیں ہوا کرتے وہ اپنے آقاؤں کے رحم پر زندہ ہوتے ہیں۔

اور جب وہ اپنے ولی نعمت کو ناراض کر لیتے ہیں تو پھر از یں سو ماندہ و از اں سو در ماندہ کو عزلت و ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن سعود انگریزوں کی ہمت سے تاجدار حجاز بنا۔ اور شریف حسین مزد گناہ یعنی طلائی ٹھیکروں کے اس ڈھیر کو جو انگریزوں نے اسے دی ہوئی تھی ساتھ لے کر قبرص میں چلا گیا۔ اور وہیں گوشہ ذلت میں اسے موت نے اٹھا کر رب العزت کی بارگاہ میں بھیج دیا۔ اس کے بعد اس کا واسطہ خداوند کریم سے ہے۔ اور ہمارے لئے بغیر ازیں چارہ کار نہیں کہ ہم اس کے تذکرہ کو یہاں ترک کردیں۔

شریف حسین کے بعد امیر علی کا ابن سعود سے مقابلہ محض ایک بہانہ تھا۔"

[اخبار الفقیہ، ۲۱ رجون ۱۹۳۵ء ص ۲،۳]

مزید لکھتے ہیں:

"حدیث پر مرمٹنے والوں کو یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ ابن سعود انگریزوں کا غلام ہے۔ اس کے وسیلے سے نصاریٰ کی حکومت حجاز پر قائم ہو جائے گی۔ میں نے اس زمانہ میں ہزار ہا کاوش سے ابن سعود اور انگریزوں معاہدہ حاصل کر کے شائع کیا۔ ابن سعود نے اس کی صحت کو تسلیم کیا۔ اس کی تحریر تا حال میرے پاس موجود ہے۔ اس سے حجاز پر انگریزوں کے بالواسطہ تسلط کا ثبوت عریاں طور پر مل رہا تھا۔ لیکن افسوس کہ میرے اہل حدیث بھائیوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ عقبہ اور عمان حجاز کا جزو لاینفک ہیں ابن سعود نے زبانی احتجاج

بہانہ کی پناہ نے کر ان کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ آج جو لوگ حج کو جاتے ہیں ان سے پوچھ کر دیکھو جدہ پر انگریزوں کے نائب قونصل احسان اللہ خاں بہادر صاحب کی حکومت ہے۔ اور یوں ابن سعود کے ماتھے پر کلنک کا وہ ٹیکہ لگ چکا ہے جس کی مثال اسلام کی تقریباً چودہ سو سال کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یعنی ارض مقدسہ حجاز کے اکثر حصوں پر نصاریٰ کی بلاواسطہ حکومت قائم ہو چکی ہے۔ مگر افسوس ہے اہل حدیث جماعت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

ابن سعود کے بندہ برطانیہ ہونے میں اگر کوئی شک ہو سکتا تھا تو اس کا افشا اس معاہدہ سے کما حقہ ہو چکا ہے جو سیاست میں آج سے چند روز پہلے شائع ہوا۔ اس کی رو سے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے نواح کو چھوڑ کر باقی تمام حجاز میں انگریزوں کو معدنیات کی تلاش کے لئے زمین کھودنے کا ٹھیکہ بنانے، جہاز چلانے، سمندر میں نشانات لگانے، ٹریموے اور ریل بنانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ریلوے لائن فی الحقیقت زنجیر غلامی ہے جو ایک ملک کو اسی طرح بے بس کر دیتی ہے جس طرح کوئی فرد ہتھکڑی پہن لینے کے بعد بے بس ہو جاتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سمندر میں نشان لگانے کے معنے یہ ہیں کہ انگریز جنگی جہازوں کے لئے مواقع پیدا کریں گے۔ ساحل کو قابو میں لے آئیں گے۔ حجاز میں اپنے مال کے تحفظ کے بہانے سے فوجیں ڈال دیں گے۔ چھاؤنیاں بنالیں گے۔ اور جس طرح آج تیل کا اجارہ دینے کے باعث ایران انگریزوں کے مقابلہ میں بے بس ہے، اسی طرح حجاز بھی بے بس ہو کر مستقل طور پر نصاریٰ کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ بلکہ یوں کہیے کہ جا چکا

ع فاہا ثم آہا ثم آہا

اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا اس معاہدہ سے مستثنیٰ ہونا بھی بے معنی ہے۔ انگریزوں کا ایک افسر مسمی فلبی اسلام کا سوانگ بھر کر مکہ مکرمہ میں بیٹھا جو ابن سعود کی غداری کی وجہ سے نہ صرف جزیرۃ العرب بلکہ خود حجاز پر اسلام کی جگہ صلیب کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور ہم مسلمان ہیں اس انقلاب عظیم سے ذرہ بھر متاثر نہیں ہوتے۔ کل تک نصاریٰ کا کعبہ یعنی بیت المقدس ہمارے قبضہ میں تھا۔ آج ہمارا خانہ کعبہ اور نصاریٰ کا قبلہ دونوں نصاریٰ کے قبضہ میں ہیں۔ اور ملال کی بات یہ ہے کہ نصاریٰ اپنے قبلہ کے لئے مضطرب تھے۔ انہوں نے صدیوں تک ہم سے جنگ کی شکستیں کھائیں۔ برباد ہوئے، مرمٹے۔ لیکن آخر اپنا کعبہ چھڑا لے گئے۔

لیکن اس کے برعکس ہم اپنا قبلہ کھو کر مطمئن ہیں، بے پرواہ ہیں، غافل ہیں۔ اور اگر ہمیں کوئی بیدار کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنا دشمن سمجھ کر گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ ۲۱،۱۰ / جون ۱۹۳۵ء، ص ۴]

اخبار الفقیہ کی یہ خبر بھی اس سلسلے میں ملاحظہ فرمائیں:

"اشاعت ماسبق میں قارئین کرام اس معاہدہ کو پڑھ چکے ہیں جو مابین سلطنت برطانیہ و ابن سعود کے

ہوا تھا اس معاہدہ کی چھٹی شرط کے رو سے ابن سعود عہد کر چکا ہے کہ علاقہ جات کویت. بحرین علاقہ جات رؤسا (شیوخ) عرب عمان یا دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانیہ کے حمایت میں ہیں کسی معاہدہ کے رو سے ان پر حملہ نہ کرے گا۔

اس شرط کی رو سے نجدی نے اس وقت تک عرب پر کوئی حملہ نہیں کیا جب تک شریف حسین اپنے معاہدہ کے رو سے برطانیہ کی حمایت میں تھا اگر اس وقت وہ عرب پر حملہ کرتا تو سلطنت برطانیہ کو شریف حسین کی حمایت وامداد پر مجبور ہونا پڑتا لیکن جب اس معاہدہ کی میعاد گزر گئی اور سلطنت برطانیہ و شریف کے مابین کوئی معاہدہ باقی نہ رہا تو ابن سعود ملعون نے عرب پر حملہ کر دیا۔ اسی سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ حملہ ابن سعود کے وقت حجاز مقدس پر سلطنت برطانیہ کا بالواسطہ کوئی اقتدار نہ تھا دوسرا یہ کہ ابن سعود کو حملہ ہرگز اس نیت پر نہیں کہ حجاز مقدس کو غیر مسلم اقتدار سے بچائے اور نجات دے یہ دعویٰ غلط اور دنیائے اسلام کو دھوکا دینے کے لئے جاتا ہے ہاں ہم ابن سعود کی اس نیت کے قائل ہو جاتے اگر وہ بحرین وعمان وغیرہ پر حملہ آور ہوتا وہ بھی تو آخر عرب میں شامل ہے مگر ان مقامات پر وہ کس طرح حملہ کرتا وہ علاقے برٹش اقتدار میں ہیں الغرض پروپیگنڈا کو کامیاب اور موثر بنانے کے لئے کس قدر دروغ بافیاں اور کذب بیانیاں کی جاتی ہیں اس کا اندازہ قارئین کرام خود کر سکتے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء، ص ۴]

مدیر سیاست کو ابن سعود کی سیاسی تدبیروں سے اختلاف :

یہود ونصاریٰ کے ساتھ اس طرح کے معاہدے جن سے حجاز مقدس کے تقدس کے پامال ہو جانے کا اندیشہ بلکہ یقین تھا ظاہر ہے اہل اسلام کے لئے تکلیف دہ تھے۔ آئے دن نت نئے معاہدے اور انگریزوں کو اس پاک سرزمین پر اختیارات تفویض کرنا یقیناً باعث تشویش تھا۔ اس لئے مدیر سیاست مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے اس درد کا احساس کرتے ہوئے، ابن سعود کی ان سیاسی تدبیروں سے اختلاف رائے کیا اور اپنے خیالات کو اس طرح سپرد قرطاس کیا لکھتے ہیں:

"سیاست کو سلطان نجد سے نہ شخصی عداوت ہے نہ ذاتی پرخاش۔ صرف اتنا گلہ ہے کہ اس کی خارجہ حکمت عملی منافی مفاد اسلام ہے۔ سلطان کا مسٹر فلبی کو وزیر خارجہ مقرر کرنا مناسب نہیں۔ ان تاثرات کو وہ مسلمان زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اپنی عمر کا کوئی حصہ یورپ کی حکمت عملی اور اہل یورپ کی دسیسہ کاریوں کے سمجھنے میں بسر کی ہے۔ سلطان ابن سعود کا ٹھیکوں یا اجارہ یا معاہدوں کے ذریعہ انگریزی اقتدار کو عرب میں نشو ونما حاصل کرنے کا موقع دینا پرلے درجے کی عاقبت نااندیشی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب محدث ہیں یہ حدیث کئی ایک مرتبہ اہل حدیث کے صفحات پر بھی شائع ہو چکی

ہے کہ اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب 'یہودیوں اور نصرانیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا چاہیے' کسی نصرانی کو عرب میں مدافعت کا موقع دینا یقیناً اس حدیث پاک کی مدوح اور منشا کے خلاف ہے۔ مولانا کو چاہیے کہ ابن سعود کی محبت کو حدیث کی محبت پر ترجیح نہ دیں۔ ہمارے اس اصولی اختلاف کو مولانا جس نظر سے یکھتے ہیں یہی بہتر ہے کہ اسے مولوی صاحب کے الفاظ میں سن لیا جائے اس لیے کہ۔

کہاں سے لائے گا قاصد دہن انکار زباں ان کی
یہی بہتر ہے مولانا سے سن لیں داستاں ان کی

فرماتے ہیں:

"آج کل مسلمان باوجود سیاست دان بلکہ ایڈیٹر اخبار سیاست ہونے کے کسی اسلامی حکومت کو محض مذہبی نقطہ نگاہ سے پرکھتے ہیں۔ اس لئے جوں ہی ان کو کسی اسلامی حکومت سے ذرا سا اختلاف رائے ہوتا ہے فوراً اس کی مخالفت پر تل جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ معیار شناخت نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اس طریق سے کوئی اسلامی سلطنت ساری اسلامی دنیا میں مقبول نہیں ہوسکتی۔ ہاں یہ کسوٹی ہوسکتی ہے کہ حکومت اپنا پرنسپل (اصول سلطنت) ان انتظامی احکام کو بنائے۔ جو خدا اور رسول کے مقرر کردہ ہیں یہی ایک معیار ہے اور یہی ایک محک ہے جس پر کوئی اسلامی سلطنت اچھی یا بری پرکھی جاسکتی ہے۔"

(اہل حدیث ۸: ۳۵،۳۰رص ۱۵)

مولوی صاحب کو گلہ یہ ہے کہ ایڈیٹر سیاست نجدی حکومت کو "مذہبی نقطہ نگاہ سے پرکھتا ہے" حالانکہ اسے اس حکومت کو خدا اور رسول کے مقرر کردہ اصول کے مطابق پرکھنا چاہیے۔ ہمارے ناقص علم میں مذہبی نقطہ نگاہ کی تعریف ہی سے ہے کہ اس کی بنیاد خدا اور رسول کے ارشادات پر مبنی قرار دینا اور دوسروں کو اس سے بے نیاز تصور کرنا ہی وہ مخصوص فقہی نقطہ نگاہ ہے جسے مولانا مذہبی نقطہ سمجھ کر مطعون فرما رہے ہیں۔ مذہبی نقطہ نگاہ کو غیر مستحسن قرار دینا اور اپنی پسندیدہ روش کی تعریف ان الفاظ میں کرنا کہ جو مذہبی نقطہ نگاہ سے مبائن نہ ہو۔ اور پھر اپنے عمل سے اپنے آپ کو مذہبی نقطہ نگاہ کا موید ظاہر کرنا منطق کا کوئی ایسا کلیہ ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ سر مستان منطق الطیر است جامی لب بہ بند

مولانا فرماتے ہیں:

کہ حکومت حجاز اس کے مستوجب تحسین ہے کہ اس نے امن وامان تمام کردکھایا۔ اور یہ کہ وہ عربی لباس کی ترویج و بحالی میں کوشاں ہے بخلاف فارس ایران اور افغانستان میں مغربی لباس رواج پذیر ہے۔ مولانا فوٹو اور تصاویر کو غالباً دیکھنا پسند نہیں فرماتے۔ ورنہ جناب اگر ابن سعود کے فرزند رشید کا لندن میں فوٹو ملاحظہ فرمائیں اور جن مشاغل میں آپ مصروف رہے۔ اگر ان سے آپ کو آگاہی حاصل ہو تو شاید آپ اس باب میں بھی اپنی رائے میں کسی قدر ترمیم پر آمادہ ہو جائیں۔ شاہ ایران مغربی لباس پہنتا لیکن اس کے سینہ

پر صلیب کا نشان آویزاں نہیں ہے۔ باقی رہا امن و امان۔ ایک امن و امان وہ ہے جسے مارشل لا کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ قبروں میں خاص کر سکوت ہوتا ہے لیکن اس کو سیاسی سکوت نہیں کہہ سکتے۔ ابن سعود حجازیوں کو فاقہ مستی کی موت مار رہا ہے۔

اسلامی نظام میں امن و امان کا مفہوم رعایا کا اطمینان اور ان کی خوشی و فارغ البالی ہے۔ مدینہ منورہ کے ساکنوں اور جیران رسول تو روٹیوں کے ٹکڑوں کو ترسیں ان کے بدنوں پر تو چیتھڑے ہوں۔ نجد کا سلطان ان کی فاقہ مستی اور انتہائی افلاس پر کوئی توجہ نہ کرے اور حاجیوں سے جو آمدن ہو اس میں سے بھی معتد بہ حصہ حجاز کے لئے وقف نہ کرے بلکہ جس طرح پیچ پانی کو چوس لیتا ہے اس طرح نجدی اقتدار حجاز کی دولت سمیٹ سمیٹ کر نجد میں لے جائے اور اہل حجاز کی بے کسی اور بے بسی اور بے چارگی کو قیام امن و امان سے تعبیر کرے تو اس نوعیت کے جابرانہ سرمایہ دارانہ امن و امان کو مدیر سیاست اپنی علمی بے بصری کے باعث مستحسن نہیں کہہ سکتا۔ اس کے لئے ایک فاضل کا دماغ اور ایک رئیس المناظرین کا قلم درکار ہے۔

(نامہ نگار) [الفقیہ: ۱۴/ ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۹]

برطانیہ کے ابن سعود کو شاہ حجاز تسلیم کرلینے پر صدائے احتجاج:

برطانوی اور سعودی معاہدے سے متعلق جو تفصیلات گزریں ان میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ برطانیہ نے ابن سعود کو شاہ حجاز تسلیم کیا ہے۔ جب یہ خبر ہندوستان موصول ہوئی تو اس کے برخلاف آواز احتجاج اٹھائی گئی۔ سلیم پور کے راجہ نے حضور وائسرائے کے پرائیویٹ سیکریٹری کے نام ایک تار ارسال کیا۔ جس میں برطانوی اور سعودی معاہدہ کی مخالفت کرتے ہوئے برطانیہ کے ابن سعود کو شاہ حجاز تسلیم کرلینے پر مخالفت کا اظہار کیا ہے۔ اور مسلمانان ہند کے جذبات کے مشتعل ہونے کی خبر دیتے ہوئے استدعا کی ہے، کہ وہ اس کے برخلاف کوئی اقدام کرے۔ ملاحظہ فرمائیں اخبار کی مندرجہ ذیل خبر:

''راجہ صاحب سلیم پور مرکزی جمعیت خدام الحرمین کے نائب خادم المخدوم نے حضور وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کو مندرجہ ذیل تار ارسال کیا ہے۔ خدام الحرمین کی طرف سے جو ہندی مسلمانوں کے خیال کی منظم نمائندہ جماعت ہے۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور ان کی حکومت سے باادب عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو اس خبر کی بڑی تشویش ہو رہی ہے، جو حکومت عظمٰی کی طرف سے سر گلبرٹ گلیٹن اور ابن سعود کے درمیان طے پایا ہے۔ اور جس میں ابن سعود کو شاہ حجاز تسلیم کیا گیا ہے۔

کیوں کہ ابن سعود کے ملحدانہ کردار اور انہدام مآثر مقدسہ کے باعث سے تمام ہندی مسلمانوں کی رائے اس معاہدہ کے مخالف ہے۔ اور اگر برطانیہ نے اس کو شاہ حجاز تسلیم کرلیا تو اس سے مسلمانوں کے جذبات اور بھی مشتعل ہو جائیں گے۔ میری جمعیت استدعا کرتی ہے کہ جناب وائسرائے اور ان کی حکومت مسلمانان ہند

کے خیالات کو اپنی زبردست حکومت کے ساتھ حکومتِ عظمیٰ تک پہنچا دیں۔"

[۲۱ر جولائی ۱۹۲۷ء ص ۱۰]

حکومت یمن اور ابن سعود کے تعلقات میں کشیدگی:

حج کے دوران سعودی حکومت کی شہہ پر نجدیوں نے چار ہزار یمنی حجاج کرام کو بحالت خواب قتل کر دیا جس کے سبب ملک یمن اور سعودی حکومت کے مابین کشیدگی پیدا ہو گئی اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"حکومت سعودیہ کے لوگ بڑے زور شور سے اعلان کر رہے ہیں کہ حجاز و نجد اور یمن میں کسی قسم کی عداوت نہیں۔ ابن سعود اور جلالِ امام یحییٰ کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں جن میں کوئی کدورت نہیں ہے۔

لیکن واقعات ہمیں اس بیان کو صحیح تسلیم کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ فی الحقیقت ان دونوں ہمسایہ ملکوں کے تعلقات اس قدر اچھے نہیں ہیں جس قدر بیان کیے جاتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ عسیر پر سعودی حمایت کے اعلان سے ایک اہم واقعہ پیش آیا تھا جس نے

یمن اور سعودی تعلقات کو بہت کشیدہ کر دیا تھا۔ وہ چار ہزار حاجیوں کا قتل عام ہے۔ تقریباً چار ہزار یمنی حج کے لیے جا رہے تھے۔ ایک رات کو جب کہ وہ اپنے تئیں اللہ کے حرم اور اس کی وادی مقدس میں محفوظ و مامون سمجھ کر سوئے تھے نجدیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور سب کو قتل کر ڈالا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔

اس واقعہ نے تمام یمن میں ہیجان برپا کر دیا اور خود امام یحییٰ پر اس کا بہت برا اثر ہوا۔ اور اسی واقعہ سے دونوں سلطنتوں کی موجود کشیدگی کی بنیاد پڑ گئی پھر اس کے بعد ہی معاہدہ۔۔۔کی ترتیب کا معاملہ پیش آیا جس میں عسیر کے علاقہ پر ابن سعود کی حمایت قائم ہو گئی۔ حالانکہ امام یحییٰ اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ حکومت نجد کی طرف سے اب تک حکومت یمن کے پاس حاجیوں کے قتل کے متعلق کوئی معذرت بھی نہیں آئی ہے جس سے شکوک و شبہات اور بڑھ رہے ہیں۔

یہ واقعات ایسے ہیں جن کے باعث دونوں ہمسایہ سلطنتوں کے درمیان دوستانہ صفائی فی الحقیقت موجود نہیں ہے۔ اگرچہ مصلحت وقت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے متعلق دوستانہ خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔"

[۱۴ر اگست ۱۹۲۷ء، سرورق]

یمن، برطانیہ اور نجد کے سیاسی معاملات اور ابن سعود کی پریشانی:

ابن سعود ایک طرف یمن کی سیاسی الجھنوں میں مبتلا تھا تو دوسری طرف اپنے ہی ہم نوا اور ہم جماعت نجدی گروہ کی طرف سے چند سیاسی اور مذہبی پہلوؤں کو لے کر پریشان تھا۔ مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب

برکاتی جو حجازِ مقدس سے جہانگیر جہاز کے ذریعہ واپس ہوئے تھے وہاں کے سیاسی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"آج کل ابنِ سعود بذاتِ خود بجد ششں وپنج میں ہیں۔ اس لیے کہ مشہور ہے کہ یمن کی طرف کچھ شورش ان کے خلاف برپا ہے۔ امام یحییٰ سے کوئی جنگ نہیں۔ مگر یمن اور نجد کے آخری سرحد پر بعض قبائل سلطان ابنِ سعود کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ابنِ سعود طائف میں بہت کچھ استحکام اور فوجی سامان کر رہا ہے۔ خود طائف میں بہت کچھ خبریں مشہور ہیں۔

چنانچہ مکہ کے امرا بغرض تبدیل آب وہوا طائف گئے تھے وہ بھی طائف میں شورش کا رنگ دیکھ کر واپس چلے آئے۔ سلطان کی کوشش یہ ہے کہ مکہ میں اس کی خبریں مشہور نہ ہوں اور چند شرفا نے اِس کا کچھ ذکر کیا تھا تو انہیں قید کر دیا گیا اور سختی سے منع کیا گیا کہ اس شورش کی خبر کوئی نہ پھیلائے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ ابن بلیہ نے ابنِ سعود کے خلاف نجد واپس جا کر سخت شورش پھیلانی شروع کی ہے۔ عبداللہ ابن بلیہ کے جانے کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ مدینہ منورہ میں جو ابنِ سعود کے مقرر کردہ امام تھے ان کے پیچھے بھی غط غط نماز نہیں پڑھتے تھے اور اس لیے بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں یعنی جیسے سرکاری امام نماز شروع کرتا۔ غط غط کا امام الگ اپنی جماعت کو نمازیں پڑھاتا۔ اور اس جماعت کو کافر و مشرک بتاتا۔ اس وقت ابنِ سعود بڑے مخمصے میں مبتلا ہے اگر وہ انگریزوں سے صلح کرتا ہے تو خود اس کے مشرقی یعنی نجدی اس سے بالکل خفا اور ناراض ہو جائیں گے اور اگر انگریزوں سے صلح نہیں کرتا تو امام یحییٰ کا دھڑکا اور خوف لگا ہوا ہے۔ خیال یہ ہے کہ دو تین ماہ کے اندر یہ حالت پوری ظاہر ہو جائے گی۔"

[اخبار الفقیہ: ۷؍اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۷]

یمن اور حکومت ابن سعود کے مابین جنگی آثار:

یمن اور ابن سعود کے مابین سیاسی حالات سدھرنے کا نام نہیں لے رہے تھے آئے دن حالات ناسازگار ہو رہے تھے۔ یمن اور حجاز میں جنگ کے آثار نظر آرہے تھے۔ ابن سعود نے ادریسی اور ارکان عسیر کے حمایت میں یمنی حاکم امام یحییٰ کے خلاف محاذ آرائی کا ارادہ کر لیا تھا۔ ملاحظہ کریں درج ذیل خبر:

"ڈیلی ٹیلی گراف کے سیاسی نامہ نگار نے لکھا ہے کہ اس اشاعت کی تائید واقعات سے ہوگئی ہے۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ادریسی اور ارکان عسیر نے ابنِ سعود سے حال میں مدد طلب کی ہے تاکہ وہ امام یحییٰ کے معاندانہ حملوں کی مدافعت کر سکیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ابنِ سعود نے مدد دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ عنقریب ابنِ سعود کی طاقتور سپاہ مدافعت کا کام شروع کرنے والی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ سعود نے ملک عسیر کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس کارروائی کے نتائج خطرناک نکلیں اور امام یحییٰ

سے جھگڑا بڑھ جائے۔ مشرقی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے اشخاص جزیرہ عرب کے اس مناقشہ کو بہت غور سے دیکھ رہے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ رفروری ۱۹۲۷ء سرورق]

اخبار مزید لکھتا ہے:

"مشرق قریب سے جو افواہیں آرہی ہیں ان سے اس افواہ کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ادریسی سرداروں نے سلطان ابنِ سعود سے درخواست کی تھی کہ وہ امام یحییٰ یمنی کے حملہ سے عسیر کو بچائیں۔ سلطان ابنِ سعود نے اس درخواست کو سنا اور ارادہ کرلیا کہ اس کے مشہور وہابی سپاہی ادریسی علاقہ کی بھی آئندہ سے حفاظت کریں گے اور اس کے عوض میں ادریسی سردار اپنے ملک سے باہر کی سیاسیات میں کوئی دخل نہ دیں گے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ سلطان ابنِ سعود نے عسیری حکومت کو اپنی سیادت میں لے لیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یمن والوں سے سلطان ابنِ سعود کی عنقریب کوئی نہ کوئی جنگ ہو جائے وہ لوگ جنہیں مشرقی معاملات سے کچھ بھی دلچسپی ہے ان خبروں کے نتائج کا انتظار کر رہے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ رفروری ۱۹۲۷ء ص ۲]

حکومت ابن سعود خطرے میں:

ابن سعود کی ظالمانہ روش کے خلاف یوں تو جابجا احتجاج ہو رہے تھے خود اہلِ حجاز اس سے نالاں تھے اور اس کے ظلم سے نجات کے لئے ہر ممکن کوشش میں مصروف تھے۔ لیکن جب مظالم انتہا کو پہنچ گئے تو حجاز میں اس کے ظلم کے شکار افراد میں سے کچھ نے ایک جماعت تشکیل دے دی جس کے ارادے ٹھیک نہیں تھے وہ ایک فوج تیار کر کے سارے نجدی گروہ کو ختم کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس طرح کا گروہ ہر ملک کے لئے خطرہ ہوتا ہے۔ اس سے دشمن کے علاوہ اپنے بھی محفوظ نہیں رہ پاتے۔ اور ہزاروں بے قصور جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ اسی خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے مدیر ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف محدث اعظم ہند رقم طراز ہیں:

"مصری اخبارات میں یہ خوفناک خبر آرہی ہے کہ نجدی بربریت و مظالم سن کر بالآخر عرب میں ایک انارکسٹ جماعت پیدا ہوگئی ہے جس نے جان دینے پر حلف اٹھالیا ہے یہ جماعت مسلح ہے اور رنگروٹ کے لئے سامان مہیا کر رہی ہے جب یہ باقاعدہ فوج مرتب ہوگی تو چن چن کر ایک ایک نجدی سرغنہ کو ختم کردے گی اور مطمئن ہو کر جان دیدے گی ایسی جماعت ہمیشہ ہر ملک میں خطرناک سمجھی گئی ہے اور چونکہ اس جانبازی پر آمادگی مذہبی جذبات کے ہیجان کا نتیجہ ہے لہٰذا اس کے دل ہلا دینے والے کارنامے زلزلہ انداز ہوں گے حق سبحانہ وتعالیٰ حجاز و اہلِ حجاز پر رحم فرمائے۔"

[ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف، محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق جولائی ۱۹۲۶ء ص ۴]

درج ذیل تحریر سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت ابن سعود سیاسی طور پر خطرے سے جو جھ رہی تھی ملاحظہ کریں:

''ابن سعود جیسے با حوصلہ اور ہوشیار شخص کی حکومت کے متعلق کوئی پیشین گوئی کرے بڑی جسارت کا کام ہے۔ میں یہاں جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ دراصل ان اشارات و کنایات کا استنباط ہے جو وقتاً فوقتاً ذمہ دار اصحاب سے سنے گئے مجھے اس کا پتہ چلا کہ موجودہ حکومت خود کو محفوظ خیال نہیں کرتی۔ مجھے یہ تو نہیں معلوم ہے کہ کس کا ڈر ہے۔ حجاز کی اندرونی بغاوت کا یا غیر ملکی حملہ کا؟

یہ انگریزوں کی ... دست برداری ہے۔ مگر ایک بات یقینی ہے یعنی حکومت سارا مال اس طرح نجد بھیجتی جاتی ہے۔ گویا کہ وہ یہاں پر عارضی طور پر مہمان کے ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ عمال ریاست حجاز کی پیچیدگیوں سے پریشان ہیں۔ اور نجد کی سیدھی سادی زندگی کے خواہاں ہیں اس کے متعلق خود سلطان کے الفاظ ہیں۔ ایک نیک دل اور نیک نیت بدو شہر کی پر شور زندگی میں الجھ گیا ہے۔ جس کے پاس قابل ۔۔ بھی نہیں ہیں۔)

[خادم الحرمین، بحوالہ مسلمان کلکتہ، ۷ر اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۹]

ابن سعود کے خلاف سازش:

ابن سعود کے تسلط سے جہاں اہل حجاز پریشان تھے اور اس کی ہلاکت کی دعائیں کر رہے تھے تو دوسری طرف اس کے خود کے اہل خاندان اس کے جان کے دشمن بن چکے تھے۔ اور اس کی ہلاکت و بربادی کے سامان مہیا کرنے پر تلے تھے درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

''بصرہ، اگست۔ خبریں آئی ہیں جن کی تصدیق ان حجاج کے بیانات سے بھی ہوتی ہیں جو ارض حجاز سے واپس آئے ہیں۔ خبر یہ ہے کہ ابن سعود اور ان کے صاحبزادہ امیر سعود کے خلاف لوگوں نے ایک ناکامیاب سازش کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سازش کے روح رواں ابن سعود کے بھائی امیر محمد اور ان کے بیٹے امیر خالد تھے۔ موخر الذکر کے شخص نے غلاموں کو ساتھ لے کر ریاض میں امیر سعود کے محل میں گھسنا چاہا۔ لیکن وہ نظر پڑ گئے، محافظین قصر نے فیر کیے اور بعض آدمی زخمی ہوئے اور دس آدمی گرفتار کیے گئے تھے جنہوں نے بڑے بڑے سازش کنندوں کے نام بتانے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ان سب کو قتل کر دیا گیا۔''

[اخبار الفقیہ: ۱۳ر اگست ۱۹۲۷ء سرورق]

ابن سعود مصر میں:

سیاسی حالات کو سازگار بنانے کے لئے ابن سعود نے ہر ممکن کوشش کی اپنے حواریوں کو اپنے بیٹے کو اور خود بھی متعدد ممالک کے دورے کیے۔ مصر کے ایک دورے کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

''مصری معاصر المقطم اپنی ۷ راگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ابن سعود منصورہ جہاز میں اتوار کے روز ۸ راگست کو نہر سویز کے بندرگاہ میں پہنچے گا ذکریا آفندی تاجر موٹرکاران نے ان کو اپنے عالیشان مکان میں ٹھہرانے کا بندوبست کیا ہے ابن سعود کے ساتھ دس بارہ آدمی ہیں جن میں حافظ وہبہ بھی ہیں۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۲۶ ص ۱۰]

سعودی گورنر حجاز بمبئی میں :

ہندوستان میں بھی چوں کہ سیاسی ومذہبی طور پر ابن سعود کی مخالفت زوروں پر تھی۔ اور جا بجا احتجاجی جلسے جلوس ہورہے تھے۔ علمائے کرام اور دیگر تنظیمات کی طرف سے التوائے حج کا اعلان کیا جارہا تھا۔ اسی درمیان ابن سعود کا مقرر کردہ گورنر حجاز حافظ وہبہ ہندوستان کے حالات کو ابن سعود کے مطابق کرنے اور ابن سعود کے تئیں لوگوں کے نظریات کو بدلنے نیز اہل حدیث وغیرہ اپنے ہمنواؤں کے ساتھ التوائے حج کی تحریک کو ناکام کرنے کے لئے ہندوستان دورے پر آیا۔

حافظ وہبہ کے اس دورے سے کہیں تحریک التوئے حج وغیرہ پر اثر نہ پڑے اس لئے جمعیت بمبئی کے سکریٹری ابو یوسف اصفہانی نے درج ذیل تحریر اپنے خدشات کو ظاہر کرتے ہوئے لوگوں کو ابن وہبہ کے مقصد سفر سے آگاہ کرنے کے لئے اخبار الفقیہ کو ارسال کی ملاحظہ کریں:

''۲۲ رنومبر کو علوی جہاز سے حافظ وہبہ گورنر حجاز وقتنار ابن سعود قویت جاتے ہوئے راستہ میں اتر پڑنے کے حیلہ سے بمبئی آیا ہے وہابی اور مذہب سے آزاد افراد اس کے گرد جمع ہورہے ہیں اور انڈین مسلم حجاز کانفرنس لکھنؤ کے پاس کردہ ریزولیشن امتناع حج کے خلاف عقائد عبد الوہاب کے موافق زبردست پروپیگنڈے کی اسکیم نافذ العمل کرنے پر غور کررہے ہیں۔ نامبردہ حافظ وہبہ حاکم حجاز ہونے کی حیثیت سے مقابر، مآثر اور مساجد کے انہدام واہانت کا بڑا ذمہ دار ہے نیز ان تمام ناقابل سماعت وبیان اعمال کا بھی مسئول ہے جو حجاز میں ہوئے اور جن کے دیکھنے وسننے کے لئے ہم لوگوں کو زندہ نہ رہنا چاہئے تھا۔ آپ حضرات کو اس فتنہ کی ابتداء سے آگاہ کرکے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ حضرات اپنے اپنے مقام پر فوراً ایسی تدابیر اختیار کریں کہ اس فتنہ کے ماتحت کوئی اسکیم ہندوستان میں کامیاب نہ ہو اور حافظ مذکور کا یہ سفر ہر حیثیت سے ناکامیاب ہو۔ یقین ہے کہ آپ حضرات بلاتوقف سامنے جو کچھ کر سکتے ہیں اس پر عمل کریں گے اور ادنی تساہل بھی روانہ رکھیں گے۔'' (ابو یوسف اصفہانی کیے از سکریٹریاں جمعیت بمبئی)

[اخبار الفقیہ: ۷ ردسمبر ۱۹۲۶ ص ۷، ۸]

فیصل ابن سعود کی یورپی سیر اور خلاف شرع حرکات :

ابن سعود کے صاحبزادہ فیصل نے اپنے والد کی حکومتی سطح پر ہر ممکن مدد کی فیصل نے اپنے والد کے شانہ

بشانہ چل کر حکومت کے سیاسی حالات کو سازگار بنانے کے لئے یورپی سیر کی اور لنڈن برطانیہ فرانس وغیرہ پہنچ کران کی خوشنودی کے لئے وہ سارے کارنامے انجام دیئے جو شریعت کی رو سے حرام وناجائز تھے۔ ہم یہاں مرادآباد کے مشہور رسالہ السواد الاعظم میں الجمعیۃ، اخبار تج، وغیرہ کے حوالے سے درج، فیصل کی یورپی سیر اور انگریزوں کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کے خلاف شرع کارناموں کی قدرے تفصیل پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''آج کل دولت حجازیہ کے نائب عام اور سلطان ابن سعود کے صاحبزادے امیر فیصل صاحب یورپ کا سفر کر رہے ہیں اور انگلستان، فرانس، ہالینڈ، اٹلی وغیرہ یورپین ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی سعی مفید میں مشغول ہیں۔ اس سفر کے دوران میں انہوں نے تمسک بالکتاب والسنۃ کی بہت سی مثالیں پیش کیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصطلاح نجد میں اس لفظ کے کیا معنی ہیں۔

مثلا ایک دفعہ وہ لندن کے ایک مشہور تھیٹر کی زیارت کو تشریف لے گئے جہاں فرنگی مزامیر کے سامعہ نواز نغموں اور حسن عریاں کے ہیجان انگیز نظاروں اور رقص وسرود کی روح پرور تفریح نے انہیں بہت لطف اندوز کیا اور اس طرح یہ باریک نکتہ بھی حل ہو گیا کہ زیارت قبور حرام مگر زیارت تھیٹر حلال وطیب، محفل میلاد ناجائز مگر محفل رقص جائز ہے۔

ایک اور موقع پر وہ فٹبال دیکھنے گئے اور کھیل بہت پسند آیا کہنے لگے کہ حجاز میں بھی اسے رائج کرنا چاہئے ٹیم کا کیپٹن کوئی چالاک اور استعماری آدمی تھا۔ موقع غنیمت سمجھ کر اس نے عرض کیا کہ ہم اپنی ٹیم حجاز میں لانے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ یہ تجویز قبول کر لی گئی۔ لیکن سب سے زیادہ سبق آموز واقعہ یہ ہے کہ جب انہیں شہنشاہ انگلستان کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو ہز میجسٹی نے انہیں کمانڈر آف دی آرڈر سینٹ مائیکل اینڈ سینٹ جارج کا تمغہ عطا کیا جسے انہوں نے خوشی سے قبول کر کے سینے پر لگایا۔

اس پر ایک صلیب بنی ہوئی ہے دو تصویریں ہیں اور سونے چاندی کے استار ہیں۔ دنیادار تو خیر اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے اس سے زیادہ شدید معصیتوں کے مرتکب ہوتے ہیں، مگر ان دینداروں سے جن کی زبان پر تمسک بالکتاب والسنۃ اور ما کان علیہ السلف الصالح کی تسبیح ہر وقت جاری رہتی ہے یہ صلیب پوشی اور یہ تصویر آرائی موجب حیرت ہے۔ اگر نجد کی کوئی اور کتاب وسنت ہے۔ جس میں صلیب پہننا اور سینہ پر تصویر لگانا جائز ہے تو یہ دوسری بات ہے ورنہ اگر وہ بھی اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ کی سنت پر ایمان رکھتے ہیں جس میں یہ افعال سخت حرام بلکہ منجر الی الشرک ہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے دعوائے اتباع شریعت کے ساتھ یہ فعل کیوں کر نبھ سکتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس معصیت کا ارتکاب مصلحتاً کیا گیا تو ہم عرض کریں گے کہ اس سے بدرجہا اہم اور اس کے مقابلہ میں اغراض اسلامی کے لئے بدرجہا مفید مصلحتیں اور بھی تھیں جن کے لئے شاید اس سے بہت ادنی

درجہ کی معصیت کا ارتکاب بھی کافی ہوسکتا تھا۔ پھر اس وقت کیوں کہا گیا کہ یہاں تو صرف وہی ہوگا جو خلفاے راشدین کے عہد میں ہوتا تھا کیا یہ مصلحتیں صرف کفار کی خوشنودی حاصل کرنے ہی کے لئے ہیں ان میں سے مسلمانوں کو کچھ بھی حصہ بھی نہیں مل سکتا الجمعیۃ کا یہ مضمون پڑھنے کے بعد لکھنؤ کے اخبار سچ نمبر ۴۱ جلد ۲ مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۲۶ء صفحہ تین کا ایک مضمون بھی ملاحظہ فرمایئے۔

حجاز کا شاہزادہ آستانہ فرنگ پر:

پچھلے ہفتہ ولایتی اخبارات کی جو ڈاک موصول ہوئی وہ امیر فیصل فرزند سلطان ابن سعود کے حالات سے لبریز ہے جو سیاحت فرہنگ کے لئے تشریف لے گئے تھے ٹائمس منسٹر گزٹ مانچسٹر گارڈین ڈیلی ہیرلڈ سنڈے ٹائمز مارننگ پوسٹ ڈیلی نیوز شاید ہی لنڈن اور مضافات لنڈن کا کوئی اخبار ایسا ہو جس میں شہزادہ موصوف کی تصویر نہ شائع ہوئی ہو۔ حالانکہ ابوالہیاج اسدی کی جس حدیث سے اہل نجد مزارات کے گرانے پر دلیل لاتے ہیں ٹھیک اسی حدیث میں بالکل برابر درجہ کا حکم تصویر شکنی کا بھی موجود ہے۔

اس سے بھی قطع نظر کیجئے شہزادہ کا سن ۲۰ سے زائد نہیں اس عمر میں آپ کے مشاغل کی جو فہرست شائع ہوئی ہے وہ سنڈے ٹائمز کی روایت کے مطابق حسب ذیل ہے انگریزی معاشرت کا مشاہدہ عجائب خانوں کی سیر یونیورسٹیوں کا معائنہ گھوڑ دوڑوں اور فٹ بال میچوں کی سیر سرکاری لنچ اور ضیافتوں میں شرکت اور تھیٹروں کی سیر۔ گویا خدا کے گھر کا نظارہ کرتے کرتے آنکھیں تھک چکی ہیں اب خدا کی شان اور قدرت کے نمونے دیکھنا منظور ہیں چنانچہ بعض تصویروں میں آپ کا فٹ بال میچ اور تھیٹر کے لئے تشریف لے جانا بھی دکھایا گیا ہے۔

گویا یہ مشاغل عین اتباع کتاب وسنت ہیں۔ ولایتی اخبارات آپ کی آمد پر جن خیالات و جذبات کا اظہار کر رہے ہیں اس کا خلاصہ بھی خود انہیں کی زبان سے سننا بہتر ہوگا ''مشرقی مہمان ہماری سرزمین پر بہت سے آچکے ہیں لیکن اس کمسن شاہزادہ کا سا حسین کوئی نہیں آیا شہزادہ کا بیان ہے کہ میں پہلی ہی نظر میں لنڈن پر عاشق ہو گیا ہوں۔''

[اسٹار]

ہمارے نمائندہ سے شہزادے نے کہا کہ میں تو لنڈن کی زندگی دیکھ دیکھ کر قدم قدم عش عش کرتا جاتا ہوں مجھے آپ کے ملک کی سیر کی تمنا سالہا سال سے تھی اور میں شاہ انگلستان کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ انہوں نے میرے والد کی حکومت حجاز کو تسلیم کر لیا۔

(سنڈے ٹائمز)

شہزادے نے جس وقت پلیٹ فارم پر قدم رکھا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الف لیلہ کے کسی باب کا عملی نمونہ

نظروں کے سامنے ہے چہرہ پر تبسم حسن و رعنائی میں ممتاز لباس زرتار صدہا مغربی عورتیں اس حسن کی داد دے رہی تھیں۔

(ڈیلی نیوز)

ان کنواریوں کی مسرت کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے جنہیں مدتوں کی آرزو کے بعد اس حسین و جمیل جواہر پوش وخوش پوشاک نوجوان کا دیدار نصیب ہوا ہے

(ایسٹ ڈیلی ٹائمس)

یہ کس کا تذکرہ ہو رہا ہے؟ صحرائے عرب کے ایک سپاہی زادہ کا یا اندر سبھا کے شہزادہ گلفام کا؟ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کا یا فسانہ عجائب کے جان عالم کا؟ سب سے بڑھ کر عبرت انگیز بیان برمنگھم پوسٹ کا ہے جو ۲۳ ر ستمبر کے پرچہ میں بکمال مسرت و اطمینان لکھتا ہے:

کہ لیجئے اب عالم اسلامی کا سب سے بڑا سردار بھی اپنا ہو گیا۔ ایک زمانہ تھا جب ہم کو سلطان نجد کی دوستی وہمدردی کا سودا کرنے کے لئے ۶۰ ہزار پونڈ (نوے لاکھ روپیہ) سالانہ کی قیمت دینا پڑی ہے۔"

[السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ ص ۱۵، ۱۶]

باب ﴿۵﴾

موتمر حجاز کی تفصیل

maablib.org

موتمر ابن سعود بنام موتمر اسلامی

جب ابن سعود مکمل طور پر حجاز مقدس پر قابض ہوگیا تو اپنی حکومت کا اعلان و پرچار کرنے کے لئے ابن سعود نے ایک موتمر بنام موتمر اسلامی کا اعلان کردیا۔ اور اس کے لئے عرب سمیت دیگر ممالک کے سیاسی لیڈروں خاص کر اپنی جماعت کے نمائندوں کو مدعو کیا۔ شہرت یہ دی گئی کہ اس موتمر کے ذریعہ جو فیصلہ ہوگا وہ قابل قبول ہوگا۔ اور اس موتمر میں جمہوری حکومت کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔ اسی لئے اس کا نام موتمر اسلامی رکھا گیا ہے۔ حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔ موتمر تو بس برائے نام تھی وہاں ہونا وہی تھا جو ابن سعود چاہتا۔

ہندوستان سے خلافت کمیٹی، جمعیۃ العلماء اور اہل حدیث تنظیم کو مدعو کیا گیا۔ اور اس سے ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ تینوں جماعتیں ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کے لئے موتمر میں شرکت کریں گی۔ حالانکہ یہ سراسر غلط تھا۔ کیوں کہ ان تینوں جماعتوں سے ہندوستانی مسلمان متفق نہیں تھے ان کے عقائد و نظریات ان کے سیاسی مفادات، اور ان کے فاسدر جحانات سے مسلمانان ہند بخوبی واقف تھے اور ان کی چالبازیوں سے کافی کچھ نقصان اٹھا چکے تھے۔ اور ان کی موجودہ روش سے بھی بخوبی واقف تھے کہ کس طرح یہ تینوں جماعتیں ابن سعود کی بے جا حمایت میں مصروف ہیں۔ اور کس طرح اس کی قصیدہ خوانی میں زور صرف کررہی ہیں۔ ان تینوں جماعتوں کو خالص ہندی اسلامی نمائندگی کے لئے نامزد کیا جانا بھی ابن سعود کی شاطرانہ چالوں میں سے ایک چال تھی۔

ابن سعود کو خبر تھی کہ یہ تینوں جماعتیں ہندوستان میں میری حمایت میں سرگرم ہیں اسی لئے ان تینوں کو ہی مدعو کیا گیا تھا۔ الغرض جب ہندوستان میں موتمر اسلامی کے حوالے سے خبریں پھیلیں تو اسلامی حلقہ میں بھونچال سا آگیا مسلمانوں نے اپنے اپنے طور پر غم و غصہ کا اظہار کیا اخبارات میں اس موتمر کی پرزور مذمت کی جانے لگی اور خاص کر موتمر کے اسلامی ہونے اور ہندوستان سے غیر معتبر و مجروح الوقار جماعتوں کی اسلامی نمائندگی کے حوالے سے عوام و خواص میں صدائے احتجاج بلند کی جانے لگی۔ اخبار الفقیہ کی درج ذیل طویل تحریر سے اس کا بخوبی اندازہ فرمائیں۔

''گزشتہ سال جب لاہور میں انجمن خدام الحرمین کا جلسہ ہوا تھا ان دنوں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری تمام جلسوں کی ممانعت کر دی ہوئی تھی۔ اس لئے انجمن خدام الحرمین کا جلسہ ایک محدود مکان میں کیا گیا داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ اور اس امر کا خیال رکھا گیا تھا کہ کوئی مخالف جلسہ میں شامل ہو کر فساد پیدا کر کے انجمن خدام الحرمین کے جلسہ کو بدنام یا ناکام کرنے کی کوشش نہ کرے چونکہ مقاصد انجمن کے مخالف وہابیہ اور شیطانی ایجنٹوں کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔ اس لئے ایسے لوگوں کو ٹکٹ نہ دیا گیا۔

جلسہ ہوا قراردادیں منظور ہوئیں اس پر اخبار اہل حدیث نے تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا: کہ اس جلسہ کی قرارداد کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ یہ خاص خیالات کے لوگوں کا مجمع تھا۔ لیکن اب قرن الشیطان ثانی ابن سعود نے جس موتمر کے انعقاد کا اعلان کیا ہے اس کا نام موتمر اسلامی رکھا جاتا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس موتمر کے لئے دنیا کے تمام مسلمانوں کو نمائندہ بھیجنے کے لئے نہیں لکھا گیا بلکہ محض اپنے مویدین اور ہم خیالوں کو دعوت دی گی ہے کہ وہ اپنے نمائندے بھیجیں۔

چنانچہ ہندوستان میں سے صرف خلافت کمیٹی جمعیۃ العلماء اور اہل حدیث کانفرنس کے نمائندے طلب کئے گئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہی تین جماعتیں ہندوستان میں قرن الشیطان کی موید اور حامی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن سعود ملعون صرف انہیں تین جماعتوں کو جانتا ہے یا اس کا خیال ہے کہ یہی تین جماعتیں ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں ہیں تو بالکل لغو اور سرتاپا غلط خیال ہے۔ ابن سعود ملعون اچھی طرح سے جانتا ہے کہ اب خلافت کمیٹی کا اقتدار ہندوستان میں نہیں۔ ایمان دار دیانت دار اور سمجھدار ہستیاں اس سے متنفر ہو کر الگ ہو چکی ہیں۔ جمعیۃ العلماء کی اب قطعاً وہ عزت نہیں بلکہ جس طرح عام طور پر اپنے پرائیویٹ تذکروں میں خلافت کمیٹی کو حماقت کمیٹی اور خباثت کمیٹی کے ناموں سے موسوم کر رہے ہیں اسی طرح جمعیۃ العلماء کے لئے جمعیۃ الحمقا کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔

یہی دو جماعتیں ہیں جو منافقانہ طرز کو اختیار کر کے اپنے آپ کو کھلم کھلا وہابی نہیں کہتیں۔ اور در حقیقت ان کا مذہب کوئی ہے بھی نہیں اور ابن سعود نا مسعود اچھی طرح جانتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت اس کے خلاف ہے اس کی مخالف انجمنیں کچھ چھپی ہوئی نہیں بلکہ انجمن خدام الحرمین کا وفد اس ملعون کا ناطقہ بند کرنے اور اس کی بے ایمانیوں شیطنتوں اور بدکرداریوں کا راز فاش کرنے اور وفد خلافت کے صدر کی طرح ایمان اور ملت فروشی سے انکار کرنے کے جرم میں قید ہو کر عرب سے نکال دیا گیا ہے تو ابن سعود ملعون کی لاعلمی کا خیال خیال باطل اور جنون سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ قرن الشیطان ملعون نے در حقیقت موتمر اسلامی کا جلسہ طلب نہیں کیا بلکہ اس موتمر کا صحیح نام ''موتمر شیطانی'' ہو سکتا ہے۔

ہمارے غیر مقلد دوست عموماً اور اخبار اہل حدیث خصوصاً بتائیں کہ ان کے اپنے اصول کے مطابق جو

لاہور کے جلسہ خدام الحرمین کے متعلق انہوں نے قائم کیا ہے ابن سعود ملعون کا یہ جلسہ اسلامی جلسہ کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو شیطانی کوؤں کا اجتماع ہوگا۔ اور تمام ممبران جماعت قرن الشیطان کائیں کائیں کر کے اڑ جائیں گے۔ مسلمانان عالم کا نہ یہ جلسہ ہوگا اور نہ اس کی قراردادوں کو اسلامی قراردادیں کہنے کا شیطان نجدی کو حق ہوگا۔ چونکہ یہ جماعتیں تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں نہیں ہیں۔

اس لئے ہندوستانی مسلمانوں نے بار بار یہ اعلان کر دیا ہے کہ ابن سعود ملعون کی مجوزہ موتمر ہرگز اسلامی موتمر نہیں ہے اور ان اعلانوں کا علم بھی مردود مذکور کو ہو چکا ہے اس لئے اب کوئی احمق ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس شیطانی مجمع کا نام موتمر اسلامی رکھے بلکہ مسلمان اس سے بالکل الگ ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اس موتمر کا وجود یقینی طور پر عدم کا حکم رکھتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسٹر محمد علی چونکہ ابن سعود کی دعوت کو مہمل اور غیر تسلی بخش اور نامکمل بتا چکے ہیں اور وہ بھی بحیثیت نمائندہ کے اس شیطانی موتمر میں شریک ہوں گے تو تشکیل حکومت حجاز کا فیصلہ تمام مسلمانوں کی رائے پر ہوگا لیکن ایسا خیال بھی غلط ہے کیوں کہ خلافت کمیٹی والوں کا اب کوئی اعتبار نہیں۔ یہ لوگ حق پرست نہیں بلکہ زر پرست ثابت ہو چکے ہیں۔ اب تک وجہ مخالفت صرف یہ تھی کہ مسٹر ظفر علی نے جو روپیہ ابن سعود ملعون سے بیعت کی قیمت میں حاصل کیا تھا وہ سارے کا سارا خود ہضم کر لیا تھا اور خلافتی لوگوں کو حصہ نہیں دیا تھا۔

آخر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق کوئی پرائیویٹ سمجھوتہ ہو گیا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ موتمر کی دعوت کے وقت تک مسٹر محمد علی کا جو رویہ تھا وہ دفعتہً بدل جائے اور وہ پھر ابن سعود ملعون کی حمایت شروع کر دے۔ اس لئے ایسے عبدالدراہم والدنانیر سے کسی ایماندارانہ فعل کی توقع رکھنا عبث ہے۔ لیکن اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مسٹر محمد علی تشکیل حکومت حجاز کے لئے عالم اسلامی کی تمام جماعتوں کی نمائندگی کی ضرورت کا ریزولیشن پیش کریں گے تو ظاہر ہے کہ جہاں اس کے مقابلہ میں شیطانی جماعت کی اکثریت ہوگی وہاں اس کی آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز سے بڑھ کر ثابت نہ ہوگی تو اس ایک رائے کی وقعت بھی کیا ہوسکتی ہے کثرت رائے سے ان کی تجویز مسترد ہو جائے گی اور قرن الشیطان ملعون من مانی کارروائی کرے گا۔ شیاطین کی مجلس میں ہوگا وہی کچھ جو شیطان کے دل میں سمایا ہوا ہے۔

[الفقیہ، ۲۸ راپریل ۱۹۲۶ء، ص ۳]

موتمر حجاز سے متعلق محدث اعظم ہند کا تبصرہ:

''ابن سعود تو محض شاہ شطرنج ہے لیکن کھلاڑی کی داد دیجئے کہ ایک خانگی موتمر بنام موتمر اسلامی مکہ معظمہ میں ہو رہی ہے۔ جس میں ہر ملک کے حاجی پکڑ پکڑ کر نمائندہ بنائے گئے ہیں۔ ہاں صرف ہندوستان وہ مقام

ہے جہاں سے لوگ محض شرکت موتمر کے لئے گئے ہیں۔ اگر چہ وہ مسلمانان ہند کے نمائندہ نہیں ہیں۔ انہیں میں علی برادران بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ موتمر کی بے قاعدگی انتخاب میں بے اصولی مسائل مجوزہ میں پابندی کہ وہی کہو جو ہم کہیں ان امور نے علی برادران کو بھی بیدل کر دیا ہے۔ لیکن جس طرح ہم عرصہ ہوا کہہ چکے ہیں کہ موتمر اسلامی ایک چال ہے اور درحقیقت موتمر نجدی ہے جس کو بالآخر زمانہ نے مشاہدہ کرادیا۔ اسی طرح ہم آج بھی کہتے ہیں کہ علی برادران کی بیدلی ایک پالیسی ہے جو ہرگز اس زخم کے اندمال میں نفع بخش نہیں ہے جو دونوں بھائیوں نے مسئلہ حجاز میں مسلمانان ہند کے قلوب میں پیدا کر دیا ہے۔ جب حرمین کا امن لٹ گیا اور ظالم غاصب کا قدم مضبوط ہو گیا تو یہ بیدلی وہی توبہ ہے جس کو کہتے ہیں کہ ۔

اے حسن توبہ آن زمان کردی
کہ ترا طاقت گناہ نماند

موتمر کی طرف سے ایران کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن حکومت ایران نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور سعودی مظالم پر احتجاج کرتے ہوئے شرکت موتمر سے قطعی انکار کر دیا۔ جلالۃ الملک شاہ ایران کی حکومت کا خیال ہے کہ دیگر اسلامی سلطنتوں سے متحد ہو کر حجاز میں وہابیوں کے دستبرد کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ہر مجسٹی امیر افغانستان کی ایسی تقریریں اخبارات میں ابھی آنے لگی ہیں جن میں حجاز کا درد نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اور وہ وقت بالکل سامنے ہے جب کہ توہب کا تخم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ربع ارض مسکون میں نہ رہے گا۔ وما ذلك على الله بعزیز۔"

[ماہنامہ اشرفی، محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق جولائی ۱۹۲۶ء ص ۲۱]

موتمر حجاز کا حال پنچوں کا حکم سر آنکھوں پر مگر پرنالہ وہیں بہے گا:

حضور محدث اعظم ہند فرماتے ہیں:

"ایک صاحب نے اپنے گھر کا پرنالہ جدید طریقہ سے ایسا نکالا جس سے محلہ والوں کو سخت تکلیف ہوئی مگر وہ صاحب کچھ ایسے مزاج کے تھے کہ لوگ اپنی عزت کے خیال سے ان سے بول نہیں سکتے تھے جب محلہ والوں کی تنگی بڑھ گئی تو مجبور ہو کر پنچایت قائم کی اور متفقہ طور پر تجویز پاس کر کے ان صاحب سے سب نے کہا کہ یہ پرنالہ بند کر دیجئے اور قدیم پرنالہ سے پانی نکالئے۔ وہ بولے کہ پنچوں کا حکم سر آنکھوں پر ہے اور محلہ والوں کی دشواری کا بھی مجھ کو علم ہے لیکن یہ پرنالہ اسی طرح بہے گا۔ ہندوستان کے خود رو وفود حجاز سے واپس آگئے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نجدی بربریت نے حرمین میں کفر کی آگ لگا دی ہے بے انتظامی کا یہ عالم ہے کہ ہر حاجی کی جان مال ایمان پر دن دو پہر ڈاکے پڑتے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ہے تکفیر مسلمین کا بازار گرم ہے مزارات و موالد و مساجد منہدم کر دیئے گئے ہیں قبہ خضری خطرہ میں ہے عالم اسلامی اس ظالم

غاصب پر لعنت بھیجتا ہے سب کچھ ہے لیکن اب تک خدام الحرمین کے متفقہ رزولیشن کا یہی جواب دیتے ہیں کہ ابن سعود بلاشبہہ مردود ہے اور اب تو جمہوری حکومت کا بھی صدر نہیں ہوسکتا مگر حجاز میں رہے گا ابن سعود ہی۔

ایک دوست نے دوسرے دوست سے کہا کہ ہم آپ کے یہاں آئیں گے تو کیا دیجئے گا اور آپ ہمارے یہاں آئیں گے تو کیا لائیں گے موتمر نجدی ختم ہوگئی اور طے پایا کہ جو حج کو جائے وہ ابن سعود کا نذرانہ لے کر جائے اور ابن سعود جہاں جائے وہاں اس کی مٹھی گرم کی جائے چنانچہ وہ مصر جارہا ہے دیکھئے کیا پاتا ہے۔

[ماہنامہ اشرفی، صفر المظفر ۱۳۴۵ھ مطابق اگست ۱۹۲۶ء ص ۲۵]

امروهه میں موتمر حجاز کے خلاف جلسه:

ابن سعود کی اس موتمر کے خلاف جابجا احتجاجات ہوئے عام جلسے کیے گئے۔ اور اس کی حکومت کے خلاف آواز احتجاج بلند کی گئی۔ ۶ر مئی ۱۹۲۶ء شب کو امروہہ میں جناب مولانا عبدالعزیز صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا جس میں موتمر کے خلاف درج ذیل تجویز باتفاق رائے پاس ہوئی:

''موتمر حجاز نجدی موتمر ہے سوائے وہابیہ کے دنیائے اسلام کا کوئی طبقہ اس سے متفق نہیں۔ اور ابن سعود سے بیزار۔ اس کے عقائد سے ناراض اس کے تسلط کو حرمین طیبین پر کسی طرح گوارا نہیں کرتا۔

محرک عالی جناب مولانا حکیم اسرار الحق صاحب امروہوی

موید عالیجناب ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب مرادآبادی

موید ثانی عالی جناب قاضی محبوب احمد صاحب عباسی امروہوی۔

الراقم سید علی محتشم خان ناظم انجمن اہل سنت امروہہ ضلع مرادآباد۔

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر مئی ۱۹۲۶ء، ص: ۱۱]

شرکت موتمر سے ایران کا انکار:

حکومت ایران اس موتمر سے متفق نہیں تھی اس لئے موتمر میں شرکت سے صاف انکار کردیا۔ الاہرام مصر کے حوالے سے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''ابن سعود نے ایران کو موتمر میں شرکت کی دعوت دی تھی لیکن بعد کو انہدام قبور کی خبر سن کر حکومت ایران نے احتجاجاً اس موتمر میں شرکت سے انکار کردیا ہے۔ اور حکومت کا یہ خیال ہے کہ دیگر اسلامی سلطنتوں سے متحد ہوکر حجاز میں وہابیوں کی دستبرد کا سدباب کرے۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر جولائی ۲۶ء، ص ۱۱]

ثناء اللہ کا سفر حج اور موتمر میں شرکت کا اعلان:

ابن سعود کی جانب سے جماعت اہل حدیث کو بھی چوں کہ دعوت دی گئی تھی اور دعوت کا حق بھی تھا کہ ہندوستان میں ابن سعود کی بے جا حمایت و طرف داری میں اس جماعت نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ ہندوستان کی وہابی جماعت کی طرف سے جماعت کے نامور مولانا ثناء اللہ امرت سری کو نامزد کیا گیا تھا۔ ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے جہاں اجتماعی طور پر ابن سعود اور اس کے حواریوں کی مذمت ہو رہی تھی وہیں اخبارات میں فرداً فرداً ابن سعود کے ہر حمایتی کو بر محل اور حقیقت کے پس منظر میں مطعون کیا جا رہا تھا۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری اس موتمر میں جانے کے لئے جب مدعو کئے گئے اور لوگوں نے جب آپ کو نامزد کر دیا تو حج کا ارادہ بھی کر لیا اس سے پہلے انہیں حج کی نہ سوجھی تھی۔ مولوی صاحب کے اس سفر حج یا شرکت موتمر کے حوالے سے بڑی ہی دل چسپ تحریر اخبار الفقیہ میں درج ہوئی ملاحظہ فرمائیں۔

"صحیح بخاری ص ۱، انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی فمن کانت ھجرتہ الیٰ دنیا یصیبھا او الیٰ امراۃ ینکحھا فھجرتہ الی ماھا جرالیہ"

تمام اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو لہٰذا جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوگی تا کہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کے لئے ہوگی تا کہ اس سے نکاح کرے تو اللہ کے یہاں اس کی ہجرت اسی کام کے لئے لکھی جاتی ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے حاصل یہ کہ انسان جو کام جس نیت سے کرے گا اسے وہی حاصل ہوگا اب سوال یہ ہے کہ حضرات اہل حدیث نے اس سال جس خوشی کے ساتھ حج کی تیاریاں کی تھیں کیا اس سے قبل بھی ایسی ہی تیاریاں کی تھیں؟ غالباً جواب نفی میں ہوگا ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہاں اہل حدیث کے اخبار دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعود نے ایسا امن قائم کر رکھا ہے کہ اس سے پہلے بھی نہ تھا اچھا اس سے پہلے جیسا کہ امن تھا اس وقت حضرات اہل حدیث میں سے کسی نے حج کیا یا نہیں؟ یقیناً حج کیا ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس وقت اکثر اہل حدیث زیادہ تعداد میں حج کریں امن کی پکار ایک ظاہر داری ہے ورنہ دلی مقصد کچھ اور ہے عام اہل حدیث تو صرف سیر و سیاحت و ابن سعود کا ملکی انتظام دیکھنے کی غرض سے جا رہے ہیں اور خاص تو کچھ امید مراعات دل میں رکھتے ہیں۔ ۲۳ راپریل ۱۹۲۶ء کا اہلحدیث اپنی اس امید مراعات کی جھلک یوں ظاہر کرتا ہے۔

بنا کر فقیری کا بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

پرچہ مذکور کے ص ۲ کے کالم ۱، میں مولوی ثناء اللہ صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ حجاز میں جو موتمر اسلامی ہونے والی ہے اس کے لئے شاہ حجاز سلطان ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہ نے ہندوستان کی اسلامی آبادی سے تین ممبر مانگے تھے جن کی تعداد از خود یوں فرمائی تھی:

(۱) مرکزی خلافت سے

(۲) جمعیۃ العلماء دہلی سے

(۳) اہل حدیث کانفرنس سے۔

اہل حدیث کانفرنس نے اس خدمت کے لئے مجھے منتخب کر دیا اور کہہ دیا کہ چوں کہ آپ سفر حج کو جاتے ہیں ایک پنتھ دو کاج کے طور پر یہ کام بھی کرتے آیئے۔

دوستوں بخاری شریف سے ہم نے پہلے انما الاعمال بالنیات کی حدیث درج کی ہے دیکھو اللہ بزرگ برتر جو انسان جیسی نیت کرتا ہے اس کے اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے نام آوری اور امید مراعات کے اسباب یوں پیدا ہو گئے کہ ادھر ابن سعود نے اہل حدیث کانفرنس سے ایک ممبر طلب کیا اور ادھر اہل حدیث کانفرنس نے مولانا کو منتخب کیا۔

"وانما لامری مانوفمن کانت هجرته"

قادیانی بھی بڑے دقیقہ شناس ہوتے ہیں آخر انہوں نے مسجد چینیانوالی سے لاہور میں ایک جلسہ کیا اور یہ اعلان بھی کر دیا کہ

"سلطان ابن سعود کے سامنے مولوی ثناء اللہ ہندوستان کے اہلحدیثوں کا صحیح نمائندہ نہیں ہے"

[الفضل ۹ راپریل ۱۹۲۶ء]

اور اس جلسہ میں غزنوی اہلحدیثوں کو ملا کر اس تجویز کو پاس بھی کر دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی امیدوں پر پانی پھیرنے کی ناکام کوشش کی کیوں کہ اس تجویز کے پاس ہوتے ہی مختلف اصحاب کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تائید میں جلسے کیے گئے جن کی تفصیل اخبار اہل حدیث میں موجود ہے۔ مگر قادیانیوں کی اس تجویز سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو رنج ہوا اور رنج ہونے کی بات بھی ہے کیوں کہ یہ تجویز ممکن ہے کامیاب ہو جائے مگر حضرات قادیاں کا یہ خیال خام ہے۔

ابن سعود از خزانۂ تو ۔ شاہ لندن وظیفہ خور داری
دوستان را کجاکنی محروم ۔ توکہ با دشمناں نظر داری

کیا یہ ممکن ہے کہ وفد خلافت تو دعوت اڑائے۔ شاہ لندن وظیفہ کھائے اور مولوی ثناء اللہ صاحب جن کے اخبار ابن سعود کی تعریف میں سیاہ ہوں وہ مراعات سے محروم رہیں حاشا یہ کبھی نہ ہوگا۔

کندهم جنس باهمجنس پرواز ۔ کبوتر با کبوتر باز با باز

سفرحج اس نیت سے کیا جارہا ہے تو اللہ اس کے اسباب کیوں نہ پیدا کرتا یقیناً پیدا کیا اور پیدا کرے گا ہم بھی ایسے سفر کی مولوی صاحب موصوف کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے اگر صاحب موصوف نے اس آخری عمر میں حقیقی سفرحج کا ارادہ کیا ہے تو خدا انہیں راہ راست پر لائے اور سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت عطا کرے۔ اور پیغمبر کے ساتھ خیال برادری دل سے جاتا رہے اور حقیقی عظمت جاگزین ہو زبانی دعوی محبت حقیقی محبت کے ساتھ بدل جائے۔ ائمہ اربعہ و اولیاء اللہ کی عظمت دل سے کرنے لگیں الغرض بداعتقادی صفحۂ دل سے محو ہو جائے ورنہ زبان حال سے ہمیں لکھنا پڑے گا۔

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود — چوں بیاید ہنوز خر باشد

[۲۱ رمئی ۱۹۲۶ء، ص ۷، ۸]

مولوی ثناء اللہ کے اس سفر موتمر بنام سفرحج پر مولانا حامد علی ظہور آبادی کا درج ذیل تبصرہ بھی قابل مطالعہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

"یہ نیا مذہب اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے یہ بات صحیح ہے کہ وہابی اہل حدیث ہیں ان کے اہل حدیث ہونے کا کیا ثبوت ہے کیا ان کے علماء مثلاً مولوی ثناء اللہ و مولوی ابراہیم وغیرہما کسی جلسہ یا مناظرہ میں سوائے سواری ریل یا موٹر کبھی گدھے پر بھی سوار ہو کر گئے ہیں؟ کیوں کہ گدھے پر سوار ہونا مسنون ہے۔

غالباً مولوی ثناء اللہ ۲۶ راپریل ۱۹۲۶ء کو مکہ معظمہ مع ایک جم غفیر کے روانہ ہو گئے ہیں پہلے اس سے اگر اس سنت کو ادا نہ کیا تو یہ ان کی سراسر غلطی اور حدیث کے عمل سے گریز پر دال ہوگی۔ چوں کہ یہ سفرحج کا ہے اس کو مع اپنے رفقاء گدھوں پر سوار ہو کر طے کرنا چاہئے ثانیاً مولوی ثناء اللہ اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ ایک ایک کدال بھی ضرور ہوگی اس واسطے کہ بظاہر تو حج کا بہانہ ہے مگر اس حج کے بہانہ کے اندر حضور پرنور سرکار دوعالم ﷺ کے روضہ مبارک کے انہدام کا معاذ اللہ ارادہ بھی ہے۔ ثالثاً سرغنہ وہابیہ مولوی ثناء اللہ اس مصلے کو بھی اپنے ساتھ ضرور لے جا رہے ہوں گے جس کے اوپر جا بجا کلمہ لکھا ہوا ہے اس کے اوپر کھڑا ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ یہ فتوی اہلحدیث کے پرچہ ۲۸ ررجب کی اشاعت میں درج ہے خواہ قیام کی حالت کلمہ طیبہ دونوں قدموں کے نیچے ہو خواہ جلسہ کی حالت میں دونوں ٹخنوں کے تلے ہو ایسے مقدس مقام... میں مولوی صاحب کو ایسے متبرک مصلے کی اشد ضرورت ہے کہ اس پر باب کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور اپنا عامل بالدین ہونا وہاں ثابت کر دیں۔

کہ دیکھو میں ایسے مصلے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہوں کہ جس کے اوپر ہر طرف کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ رابعاً مولوی ثناء اللہ کا ایک فتوی اس سے بھی بڑھا چڑھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دادی سے پوتا کا نکاح جائز ہے واہ واہ میاں ثناء اللہ صاحب خوب فتوی دیا ایسے فتوی کو ہزار سلام۔ خامساً اس مسئلہ میں وہابیوں کا زیادہ زور ہے کہ سنت مردہ کو زندہ کرو سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوگا کیا ہندوستان میں وہابیوں نے گدھوں پر سوار ہونے اور

عورتوں کے ختنہ کرانے پر یعنی ان دونوں مردہ حدیثوں کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟

اگر نہیں کی ہے اور نہ خود عمل کیا ہے تو ایسی صورت میں اپنے آپ کو اہل حدیث کے لقب سے بری سمجھیں کیوں کہ یہ لقب عمل بالحدیث کا ہے نہ ارے غیرے پچکلیان کا۔

کتبہ: بندہ حامد علی ظہور آبادی غازیپوری امام مسجد باکورہ۔

[اخبار الفقیہ: ۲۱ رمئی ۲۶ء ص ۸]

موتمر مکہ سے قبل مندوبین ہند کی ابن سعود سے ملاقات اور مطالبات:

ہندوستان سے خلافت کمیٹی کے ارکان نے موتمر سے پہلے ابن سعود سے ملاقات کی اور حجاز مقدس کی پامالی آثار وتبرکات کی بحالی کی درخواست کی اور حجاز مقدس پر بادشاہت وملوکیت کے بجائے شرعی حکومت کے نفاذ کا مطالبہ کیا، روزنامہ خلافت کے نام مکہ معظمہ سے آئے ہوئے درج ذیل خط میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''بمبئی ۸ر جون روزنامہ خلافت کے نام مکہ معظمہ سے ۵ر تاریخ کا ایک خاص تار مظہر ہے کہ موتمر اسلامی ۸ر جون تک ملتوی کی گئی ہے۔ جاوا، مصر، سوڈان، فلسطین اور شام کے نمائندے پہنچ چکے ہیں سلطان ابن سعود نے ۲۳ نمائندے نامزد کئے ہیں جو حجاز اور نجد کے خیالات کی ترجمانی کریں گے ہندوستانی مندوبین نے تین دفعہ ابن سعود سے ملاقات کی اور انہوں نے علماء کی دو مجالس میں بھی حصہ لیا اور تبادلہ خیالات کیا مولانا سید سلیمان ندوی نے اعلان کیا کہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع کا انہدام وعدہ کی خلاف ورزی ہے اور مصدقہ مسلم یادگاروں کی حفاظت اور بحالی کی ضرورت پر زور دیا۔ نیز مشورہ دیا کہ حجاز مقدس میں شریعت کی حکومت قائم کی جائے۔ مولانا محمد علی نے ابن سعود سے درخواست کی کہ وہ بادشاہ کی بدعت کو ترک کردے اور کسریٰ کی بجائے خلفائے راشدین کی تقلید کرے۔ مولانا شوکت علی نے کہا کہ مزارات کی بحالی کا مسئلہ علمائے عالم پر چھوڑ دیا جائے۔ مولانا عبدالحلیم نے تکفیر اہل قبلہ کی مذمت کی جو نجدی عموماً کرتے ہیں۔ ملاقاتوں کا نتیجہ اب تک غیر تسلی بخش ہے۔ موتمر میں قبور اور دیگر یادگاروں کی بحالی اور جزیرۃ العرب کو مذہبی آزادی اور جدہ میں غیر مسلموں کی طرف سے مسلمان قونصل مقرر کرنے سرائے بنانے اور غلامی کو دور کرنے کی تجاویز پیش ہوگی۔''

[۲۸ر جون ۱۹۲۶ء ص ۱۱]

موتمر سے پہلے ابن سعود کے مناظرانہ جلسہ کی روداد

مسٹر محمد علی صاحب کے مکتوب کی روشنی میں:

ابن سعود نے موتمر سے قبل جون ۱۹۲۶ء کی پہلی اور دوسری تاریخ کو بعد نماز ظہر دو روزہ اجلاس بشکل

مناظرہ منعقد کیا جس میں مختلف وفود نے شرکت کی اور حجاز کے حالات پر کھل کر تبصرہ کیا۔ مقامات مقدسہ کے انہدام پر کافی بحث ہوئی اور بادشاہت وملوکیت کے بجائے اسلامی حکومت بنائے جانے پر کافی زور دیا گیا۔ اس دوروزہ مناظرانہ جلسہ کی مختصر کارروائی بشکل خط مولوی محمد علی صاحب نے اخبار الفقیہ کے نام ارسال کی ملاحظہ کریں:

''مولانا محمد علی صاحب کی طویل خاموشی اور مختصر نویسی نے ان کا ساتھ ارض پاک حجاز میں بھی نہ چھوڑا اور سچ تو یہ ہے کہ ان کے موجودہ مفصل خط کے انتظار میں آنکھیں پتھرا چلیں۔ مولانا کی عادت سے ہم واقف ہیں کہ وہ خطوط نویسی کی جانب اس وقت توجہ کیا کرتے ہیں کہ جب انہیں کوئی اور فکر نہ ہو اور کسی واقعہ کے متعلق کچھ لکھنے کے لئے اس وقت قلم اٹھایا کرتے ہیں جب اس کے تمام جزئیات کے متعلق انہیں یہ اطمینان حاصل ہو کہ وہ انہیں معلوم ہیں۔ اس افتادِ طبیعت کے علم کے باوجود اگر ہم ہر ہفتہ مولانا کے لمبے چوڑے خطوں کا انتظار کررہے ہیں۔ تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ عامۃ المسلمین انتہائی اضطراب کے ساتھ موتمر کی کارروائیوں کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے منتظر ہیں۔ مولانا کا خط اس ڈاک سے آیا ضرور ہے مگر نہایت مختصر اور اس سے صرف اسی قدر معلوم ہو سکا کہ مدینہ منورہ کے مقابر و مآثر منہدم کرادیئے گئے ہیں ہندی وفد نے سلطان ابن سعود سے اس خلاف وعدہ کارروائی کے متعلق دل کھول کر گفتگو کی مگر ابھی تک جواب نہیں ملا ہے سلطان نے ایک مذہبی مناظرہ منعقد کیا تھا جس میں سب شریک ہوئے۔ نجدی عالم عبداللہ ابن بلیہ بھی شریک جلسہ تھے سلطان نے ہدم قبور کا یہ عذر پیش کیا کہ میں نے اس مسئلہ کو موتمر کے فیصلہ کے لئے چھوڑا تھا مگر علماء نجد نے یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہم خود آکر اس کام کو سرانجام دیں گے۔ اس پر مولانا محمد علی نے اپنی مخصوص عربی میں ایک پرجوش تقریر کی اور کہا کہ یا سلطان! آپ نے موتمر کو دعوت دی ہے آپ ہی نے یہ مباحثہ کا جلسہ کیا ہے اور آپ ہی نے سب سے پہلے تقریر کر کے بدعات کو ترک کرنے پر زور دیا ہے۔ میں خدا اور سول اور خلفاء راشدین کا نام لے کر آپ ہی سے درخواست کرتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ ہی بدعت کو ترک کریں۔ اور وہ بدعت ملوکیت ہے، آپ بار بار تمسک بالکتاب والسنۃ کا نام لے رہے ہیں الحمدللہ۔

لیکن سب سے پہلے آپ ہی اس سنت پر چلیے جسے دانتوں سے پکڑنے کا رسول مقبول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ آپ خلفاء راشدین کی سنت پر چل کر جمہور اسلامیہ قائم کیجئے اور اس ملکیت کو جو سنت قیصر وکسریٰ ہے ترک کر دیجئے۔ اس تقریر کا بہت اثر ہوا اور مجلس پر سناٹا چھا گیا اور ایک مرتبہ تو سلطان کو بھی دبی آواز سے ضرور ضرور کہنا ہی پڑا۔

اس کے بعد ہدم قبور اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے کے متعلق علماء کی تقریریں ہونے لگیں۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی کی تقریر پر سلطان بگڑے اور عبداللہ بن بلیہ نے بھی جرح کی اس پر مولانا کفایت

اللہ صاحب بولنے کے لئے کھڑے ہوئے اور اس سے مولانا عبدالحلیم کی ہمت بھی بڑھ گئی۔ مذہبی مباحثوں کا نتیجہ نہ کبھی کچھ نکلا ہے نہ اس موقع پر نکلا۔ اور نماز کے لئے جلسہ برخاست ہوگیا۔ دوسرے روز پھر یہی سلسلہ شروع ہوا اور اس جلسہ میں مصر کے رشید رضا صاحب ضرورت سے زیادہ دخل در معقولات کرنے لگے یہ حالات دیکھ کر مولانا محمد علی نے دریافت کیا کہ صدر جلسہ کون صاحب ہیں جواب ملا کہ عبداللہ ابن بلیہہ۔ مولانا نے پھر پوچھا کہ انتخاب عمل میں آیا تھا یا یوں ہی انہیں صدر بنا دیا گیا۔ اس سوال پر باقاعدہ انتخاب صدر کی کارروائی عمل میں آئی۔ اور عبداللہ ابن بلیہہ منتخب کئے گئے۔ اس کے بعد مولانا محمد علی نے کہا کہ شرک سے ہم سب لوگوں کو نفرت ہے اس لئے صدر صرف ایک ہونا چاہئے۔ اور رشید رضا صاحب بے قاعدہ دخل نہ دیں۔ اس پر فرمائشی قہقہہ پڑا۔ اور رشید رضا صاحب کی صورت دیکھنے کے لائق تھی۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ایک زبردست تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مولانا شوکت علی صاحب نے کہا کہ آخر اس بحث سے حاصل کیا ہے انہیں مباحثوں میں ایک عمر گزر چکی ہے۔ اور یہ اختلافی باتیں نہ کبھی طے ہوسکی ہیں اور نہ ہوسکتی ہیں۔ بہتر ہو کہ اس معاملہ کو موتمر کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اور لوگوں کے لئے بھی اس کے سوا چارۂ کار کیا تھا۔ اس لئے نشستند و گفتند و برخاستند پر عمل درآمد کیا گیا اور جلسۂ مناظرہ ختم ہوگیا۔"

[(ہمدرد)، ۱۳؍ جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۳،۲]

موتمر ابن سعود کی تفصیلی روداد موتمر کا پہلا اجلاس:

۲۶؍ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۸؍ جون ۱۹۲۶ء بروز دوشنبہ موتمر کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی مختصر روداد اخبار الفقیہ سے ملاحظہ فرمائیں تفصیل کے لئے "مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء کا مطالعہ کریں۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"۲۰؍ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ روز دوشنبہ کو ہمارے نامہ نگار خصوصی مکہ معظمہ سے اطلاع دیتے ہیں۔

یہ جلسہ عام نہ تھا اس میں صرف وفد کے ممبر اور چند اعزازی لوگ شریک تھے جن کو حکومت کی طرف سے شرکت کے رقعے تقسیم کئے گئے تھے اس میں حسب ذیل وفود شریک ہیں۔

مصری، سوڈانی، شامی، نجدی، روسی، جاوی وغیرہ ابھی افغانی اور ترکی وفد نہیں آیا ہے سنا گیا ہے کہ وہ جدہ میں آچکا ہے بلا انتظار آج ہی سے کارروائی شروع ہوگئی۔ ٹھیک سوا دس بجے سلطان ابن سعود موٹر میں سوار ہوکر جس کے اطراف مسلح سپاہی تھے آئے۔

باقاعدہ فوج نے ۲۱؍ توپوں کی سلامی دی۔ وفود کے لئے علاحدہ جگہ مختص تھی اور سامعین کے لئے الگ۔ کل تعداد شرکاء کی تقریباً پانچ سو تھی۔ ابن سعود صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے اور تمام حاضرین کھڑے ہوگئے۔ بعد ازاں حافظ نے جو ابن سعود کی طرف سے مکہ معظمہ کے گورنر ہیں۔ قرأت پڑھی اور ابن

سعود نے اپنا خطبہ حافظ وہبہ کو دیا جو ۱۵ منٹ تک پڑھتے رہے۔ بعد ختم خطبہ سلطان موتمر کی کارروائی شروع کرنے کی اجازت دے کر مکان چلے گئے۔ یہاں پر قابل نوٹ چیز یہ ہے کہ ہندوستان کے اہل حدیث کی کثیر جماعت نے جو قریب ڈیڑھ مہینے سے آئے ہوئے ہیں سلطان کے پاس اپنا اچھا خاصہ اثر پیدا کرلیا ہے صرف اہل حدیث اس خاص جلسہ میں سو سے زائد شریک تھے۔ چنانچہ عارضی طور پر سلطان کے جانے کے بعد عبداللہ اسدی غزنوی اہل حدیث کو کرسی صدارت پر لاکر بٹھادیا۔

مولانا محمد علی صاحب نے یہ تحریک پیش کی کہ ابھی ترکی کا وفد نہیں آیا ہے ان کا انتظار کیا جائے اور اس موتمر کا صدر ان میں سے ایک کو مقرر کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسے مجالس کے چلانے کی اچھی طرح مہارت رکھتے ہیں۔ تمام دنیائے اسلام میں آج ان کی قوت بڑھی ہوئی ہے اور عجمی ہونے کی حیثیت سے بھی وہ مستحق ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوگا کہ عربی عجمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مولانا کی اس تحریک پر توجہ نہ کی گئی۔ مولانا نے دوسرا اعتراض یہ کیا کہ صدر کا انتخاب بغیر کسی اصول کے کیا گیا ہے صدر کے انتخاب کے لئے ووٹ لینے چاہئیں بلا ووٹ صدر بنالیا گیا ہے یہ خلاف اصول ہے۔ عبداللہ واحدی غزنوی صاحب اہل حدیث نے مولانا محمد علی صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ نفسانیت کی بنیاد پر یہ تحریک کی گئی ہے۔ مولانا شعیب قریشی صاحب نے یہ کہا کہ اس موتمر کے کل وفود کے ممبروں کی تعداد بتلائی جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتلایا جائے کہ ہر ملک سے ہر وفد میں کتنے ممبر شریک ہیں؟ اور انہیں کو اظہار رائے کا اختیار حاصل ہوگا۔

دوسرے غیر متعلق کوئی اعتراضات اور اظہار رائے نہیں کرسکتے۔ کل ممبروں کی ۵۹ کی تعداد بتلائی گئی۔ اس کے بعد مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتلایا جائے کہ اہل حدیث کی جماعت کی علاحدہ حیثیت کیوں قرار دی گئی ہے؟ وہ بھی ہندوستان میں ہمارے شریک ہیں۔ ہندوستان کی آبادی کے لئے موتمر میں اس کثرت سے ممبروں کی ضرورت تھی ہر ملک سے ان کی آبادی کے لحاظ سے ممبروں کا انتخاب کیا جائے۔ اور جو آزاد ملک ہیں ان کی طرف سے جو گنی تعداد میں ووٹ شمار کیے جائیں۔ چنانچہ اس پر ہر طرف سے گڑبڑ مچی۔

ایک نے تو اپنی تقریر میں کہا کہ تفریق پیدا کر رہے ہیں اور وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مولانا شوکت علی صاحب نے للکار کر کہا کہ ہم موتمر کے ہر کام کو صحیح اصول پر چلانا چاہتے ہیں ہم یہ ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کوئی کام موتمر کا بے اصول ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدر کا انتخاب بذریعہ ووٹ کیا گیا اور اسی طرح نائب صدر اور معتمد کا بھی انتخاب ہوا۔ شریف عدنان جو اہل مکہ ہیں ۴۴ ووٹ سے ان کا انتخاب صدارت کے لئے کیا گیا۔ ترکوں کے لئے ۹ ووٹ دیئے گئے تھے وہ بھی تمام خلافت وجمعیۃ العلماء کی طرف سے تھے۔ دو نائب صدر کا انتخاب ہوا۔ جس میں سے ایک تو ضیاء الدین رئیس الوفد روسی ہیں اور دوسرے سید سلیمان ندوی معتمد شریف توفیق ہوئے تھے۔ پہلے اجلاس کی کارروائی یہاں تک ہو کر ختم ہوگئی۔ اعلان کیا گیا کہ دوسرے روز صبح ۹ بجے سے اجلاس شروع ہوگا۔ ترکی وفد اب تک نہیں آ[یا] اس کا سخت انتظار ہے۔ الرحمٰن

خاں صاحب شیروانی شریک جلسہ تھے لیکن زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے سلطان کی واپسی کے تھوڑی دیر کے بعد چلے گئے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر جولائی ۱۹۲۶ء، ص۲]

موتمر کا دوسرا اجلاس:

دوسرے روز ۹/ جون ۱۹۲۶ء سہ شنبہ کو موتمر کا دوسرا اجلاس تھا جس کی اجمالی روداد اخبار الفقیہ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں: اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"۲۷ر ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ روز سہ شنبہ کا اجلاس ۹ بجے صبح شروع ہوا آج بھی سلطان ابن سعود شریک موتمر نہ تھے آج کا جلسہ مخصوص تھا سامعین کو بھی داخلہ کی اجازت نہ تھی صرف وفود کے ممبر شریک ہو سکے۔ ابتداء ایک عرب نے اتفاق پر تقریر کی دو گھنٹہ تک آپس میں اختلافی تقاریر ہوتی رہیں۔ صدر جلسہ اس امر پر مصر تھے کہ کارروائی جلسہ شروع کردی جائے لیکن شعیب قریشی مولانا شوکت علی مولانا سید سلیمان ندوی آخر تک برابر اڑے رہے کہ جب تک جلسہ کی کارروائی باضابطہ طریقہ پر نہ ہوگی ہم کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پہلے اس کا فیصلہ کیا جائے گا کہ کون رائے دے سکتا ہے اور کون نہیں۔ ہر ایک اظہار واعتراض کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

ایک طویل بحث وتمحیص کے بعد یہ تصفیہ ہوا کہ اس کے لئے ایک سبجیکٹ کمیٹی بنائی جائے اور وہ تمام امور داخلی کا تصفیہ کرے۔ چنانچہ اس کے ارکان مولانا شوکت علی الحاج امین حسین رئیس وفد شامی، ضیاء الدین رئیس وفد روسی، مولانا کفایت اللہ صاحب رئیس وفد جمعیۃ العلماء حافظ وہبہ وزیر اعظم سلطان عمر سعید رئیس الوفد جاوی ہوئے۔ جلسہ ۱۲ بجے برخاست کیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ ساڑھے آٹھ بجے پھر جلسہ شروع ہوگا۔

یہ منتخب جماعت وہیں کل کے جلسہ کی کارروائیوں پر غور کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ آج کے جلسہ میں مولانا محمد علی بوجہ علالت جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔ کل کے جلسہ میں ضرور شریک ہوں گے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر جولائی ۱۹۲۶ء، ص۳]

موتمر کے نتائج اور حجاز کے حالات پر کراچی میں مولوی محمد علی کی تقریر:

موتمر سے واپسی پر خلافت کمیٹی کے ایک اہم رکن مولوی محمد علی کراچی ٹھہر گئے۔ اور وہاں خالق دینا ہال میں ایک جلسہ میں شرکت کی اور جلسہ میں موتمر کی روداد اور اس کے نتائج بیان کئے۔ اور ساتھ ہی حجاز مقدس کے روح فرسا حالات کا آنکھوں دیکھا منظر بیان کیا۔ اخبار زمیندار کے حوالے سے اخبار الفقیہ نے مولوی محمد علی کی پوری تقریر نقل کی ہے۔ ہم یہاں پیش کئے دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''حضرات! جیسا کہ میں بندر پر کہہ چکا ہوں کہ مجھے ۵ سال سے لے کر کراچی والوں کی محبت دامنگیر ہے اسی طرح باشندگان کراچی کو بھی مجھ سے محبت تھی لیکن خدا کو مجھے یہاں پر اپنے گھر دکھائے بغیر نہ لانا تھا یہ وہ خالق دنیا ہال ہے جس میں مجھ کو عاصی جان کر اور گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے جیل روانہ کیا گیا تھا پھر بھی خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جیل سے رستگاری کے بعد خدا نے مجھ کو اپنے گھر پر بلا کر زیارت نصیب کی اور پاک کیا۔ اور میرے پرانے گناہوں کی گندگی نکال کر مجھ کو صاف کر کے پھر یہاں کراچی میں لایا، جس جگہ سے اسلام کی نشوونما ہوئی، اور جو باب الاسلام ہے۔

حضرات! ابن سعود کا خط ہم کو کانپور کانفرنس میں ملا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا کی قسم ہے کہ حجاز پاک میرے ہاتھوں میں بطور امانت ہے۔ موتمر اسلامی فیصلہ کر کے جس کے حوالے کرے اس کا اختیار ہے ہم نے حجاز پاک میں جا کر معاملہ اس کے برخلاف پایا جمعیۃ خلافت سے ابن سعود نے جتنے وعدے کئے تھے ان کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ نہ حجازیوں کا اور نہ اسلام کا ابن سعود نے کوئی خیال رکھا۔ یہاں پر میں آپ کو مفصل بیان نہیں سناتا مگر موتمر کی رپورٹ کے شائع ہونے پر آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائے گی۔

حضرات! ہم کو راستے میں یہ خبر مل چکی تھی کہ ابن سعود نے دنیا کو دھوکہ دیا ہے اس نے قبوں کے ساتھ ماثر اور قبروں کو بھی گرادیا ہے۔ ہم نے یہ خبریں ہندوستان میں بھی سنی تھیں مگر ہم نے ابن سعود کے جھوٹے وعدوں پر اعتبار کیا تھا۔ یہ ہماری غلطی تھی جس کا آج میں اعتراف کرتا ہوں کیوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھا کہ ایک طرف جنۃ المعلی اور جنت البقیع میں قبے گرائے گئے ہیں تو دوسری طرف ماثر منہدم کئے گئے ہیں۔ وہاں پر تو قبر نہ تھی جو بدعت کے خیال نے ابن سعود کو آن گھیرا تھا۔ جیسا کہ مسجد جن جس میں سورہ جن نازل ہوئی اور مولد النبی ﷺ اور جس جگہ حضرت عمر ایمان لائے ان سب متبرک جگہوں کو گرایا گیا ہے۔

ان کی زبوں حالت میں نے خود جا کر دیکھی جس سے میرا دل پارہ پارہ ہو گیا۔ اور زیادہ مجھ سے ٹھہرا نہ گیا کہ وہاں کھڑا ہو کر ان متبرک جگہوں کی بے حرمتی دیکھوں جن کو اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ نے بنایا تھا۔ جب ان پاک جگہوں پر میں نے پاخانہ دیکھا گویا وہ پاخانے تھے جہاں پر لوگ بول براز پھرتے ہیں تو میری آنکھوں میں آنسوؤں کا دریا بہنے لگا۔ پھر تیسری طرف قبروں کی یہ حالت تھی گویا کہ ان پر ہل چلا دیا گیا ہے۔ اور ان کا کوئی نشان موجود نہ تھا۔ حضرت عائشہ کی قبر کا کوئی نشان نہ تھا۔ ایسا بیدردی کا کام سلطان ابن سعود نے اپنے غرور اور تکبر سے کیا ہے۔ موتمر میں اس فعل کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھا گیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے خیال اچھی طرح سے پیش کئے گئے اور موتمر میں ماثر کے پھر بننے کی تجویز ہم نے لڑ جھگڑ کر منظور کرائی۔ اذ تاب سعود اور اس کی قوم کا فرض ہے کہ موتمر کے منظور کردہ تجاویز پر عمل کریں ہم تو ان تجاویز کو خدا کے سپرد کر کے آئے ہیں موتمر کو اپنے حق میں کامیاب بنانے میں ابن سعود اور ان کے حامیوں نے بڑا زور لگایا مولوی ثناء اللہ اہلحدیث موتمر میں آ کر کہتا تھا کہ ابن سعود کے خلاف یہ نہ لکھو اور یہ نہ کرو۔ ہم نے

ایسی بے ایمانی نہ کی اور کامل جرات سے اپنے خیالوں کو پیش کرتے رہے۔ ہم نے موتمر میں یہ صدا بلند کی کہ ابن سعود قبوں کی بدعت کو مٹانے کے لئے تیار ہوا ہے، مگر ملوکیت کی بدترین بدعت کو وہ نہیں چھوڑتا۔

بلکہ وہ خود اس میں مبتلا ہو کر حجاز پاک میں شریف حسین کی متابعت کر کے بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ اول اس بدعت کو تو نکالو۔ لیکن یہ تجویز موتمر میں پیش کرنے پر ہم کو روکا گیا اور سخت بے ایمانی اور دباؤ اور زبردستی سے کام لے کر ابن سعود کے نمائندوں نے اس مفید اور معقول تجویز کو رد کر دیا۔ ان سب باتوں کو ملاحظہ کریں میں نے باآواز بلند موتمر میں کہہ دیا کہ مجھ کو ابن سعود کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں نے جب برطانیہ جیسی زبردست طاقت کو بھی بادشاہ تسلیم نہ کیا، کراچی میں مجھ پر مقدمہ چلتے وقت میں نے جج سے صاف کہہ دیا تھا کہ میں جیل اور پھانسی سے نہیں ڈرتا ہوں لیکن تم کو بادشاہ ہرگز تسلیم نہ کروں گا۔ تو اب جب کہ میں خدا کے گھر میں امن کی جگہ پر پہنچا ہوں تو مجھ کو کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے۔

اور پھر ابن سعود کی شخصی حکومت کا سخت مخالف ہوں۔ اس پر اگر مجھ کو ابن سعود اس امن والی جگہ میں مار کر غسل دے گا تو بھی مجھ کو پرواہ نہیں ہے۔ لیکن میں کبھی بھی ابن سعود کو بادشاہ تسلیم نہ کروں گا۔ یہ تھے میرے الفاظ جو میں نے بلند آواز سے موتمر میں تمام اسلامی دنیا کے نمائندوں کے سامنے عرض کئے۔ تین چار مرتبہ ابن سعود سے ملا تھا اور اس کو ہاتھ جوڑ کر میں نے کہا کہ اے نجدیوں کے سلطان! ہماری فریادوں کو سن یہ ہماری فریاد آخر اثر کئے بغیر نہ رہے گی۔ خدا سے ڈر تو یہ تو خیال کر کہ خلفاء راشدین نے اس سرزمین پاک پر اپنی شخصی حکومت قائم نہ کی پھر تو کیوں کر بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ تو نے ہمیشہ یہ دعوی کیا ہے کہ میں بدعت کی بیخ کنی کرنے والا ہوں پھر سلطنت شخصی کا قائم کرنا بدعت نہیں ہے۔ خدا کے لئے اول تو اس بدعت سے پاک ہو۔ دنیائے اسلام میں قبوں کے گرانے سے اتنی بدعت نہیں ہوئی ہے جتنی یہاں پر شخصی سلطنت کے قائم کرنے سے ہوئی ہے۔ سلطان نے کہا کہ یہ جو میں نے کیا ہے وہ بموجب احکام الٰہی اور سنت نبوی کے مطابق کیا۔ ہم نے ابن سعود کو ثبوت پیش کئے مگر اس نے پھر بھی نہ مانا۔ وہ اپنی حکومت کے نشہ میں مست ہے۔

حضرات! ہم سے آگے سال گزشتہ آپ نے مولانا ظفر علی خان کو اپنا نمائندہ بنا کر ابن سعود کی طرف روانہ کیا تھا انہوں نے ابن سعود کو جا کر کہا تھا کہ ہندوستان غلام ہے وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ آپ کے جو جی میں آئے کیجئے۔ یہ نمائندگی مولانا ظفر علی نے جا کر کی تھی۔ اگرچہ خلافت کمیٹی کی ہدایات اس کے بالکل برخلاف تھیں۔

حضرات! موتمر میں ہم نے یہ تجویز پیش کی کہ بموجب ارشاد رسول اکرم ﷺ اخرجوا الیھود والنصاری من جزیرۃ العرب یہود اور نصاری کے تسلط سے سارے جزیرۃ العرب کو پاک کرنے کے لئے جدوجہد جاری کی جائے۔ مگر ابن سعود کے حامیوں نے اس تجویز کو بھی پیش نہ کرنے دیا اور کہہ دیا کہ شام اور دوسرے مقاموں یہود اور نصاری کی حکومتیں ہیں وہ اس تجویز کو دیکھ کر ابن سعود پر ناراض ہوں گے اور ابن

سعود مشکلات میں مبتلا ہو جائے گا۔ لہٰذا تجویز ہم نے موتمر میں پیش کی کہ اگر دوسری سلطنتیں اپنے نمائندے حجاز میں مقرر کریں تو وہ مسلمان ہوں جیسا کہ ہالینڈ اور روس نے مسلمان رکھے ہیں۔ مگر ابن سعود کے حمایتیوں نے کہا کہ یہ ہمارا کام ہے آپ ہمارے خارجی معاملات میں دست اندازی نہ کریں۔ لہٰذا یہ مفید تجویز بھی پاس نہ ہوئی۔ اخیر میں مولانا صاحب نے ابن سعود کے انتظام کا حال سنایا کہ ابن سعود نے راستوں میں اچھا امن قائم کیا ہے۔ اس کے لئے میں اس کا شکر گزار ہوں لیکن اس کی بدیاں اس کی نیکیوں پر چھائی ہوئی ہیں لہٰذا ان نیکیوں کا اعتراف کرنا فضول ہے۔ مولانا خاتمہ تقریر پر قبوں کے گر جانے پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے رو دیئے اور پھوٹ پھوٹ روئے۔ اور زیادہ دیر تقریر کو جاری نہ رکھ سکے۔ اور حاضرین بھی اس درد کو دیکھ کر آنسو بہانے لگے۔ اخیر میں مولانا اختر علی صاحب نے مولانا محمد علی صاحب کی ایک پر درد نظم پڑھی جس سے پھر لوگوں کے دلوں میں ڈھارس بندھ گئی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔"

(نامہ نگار) [اخبار الفقیہ: ۲۸/اگست ۲۶ء ص ۳،۲]

موتمر حجاز کی کارروائی حاجی محمد اعظم رئیس لدھیانہ کے بیان کے مطابق:

حاجی محمد اعظم رئیس لدھیانوی اس موتمر کے چشم دید گواہ تھے انہوں نے جو روداد پیش کی اسے بھی نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"جہاز ارمنستان سے چہارشنبہ کو حاجی خواجہ محمد اعظم صاحب رئیس لدھیانہ معہ اپنے برادر مکرم و دیگر ہمراہیوں کے بمبئی پہنچے بقول معاصر خلافت حجاز کے متعلق آپ کا بیان آج تک جتنے حاجیوں کے بیان آئے ہیں سب میں زیادہ واضح اور بالتفصیل ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ خود سلطان سے ملے موتمر میں بھی بحیثیت وزیٹر شریک ہوئے۔ اور مولانا شوکت علی صاحب و دیگر اراکین وفد خلافت و جمعیۃ العلماء کے ساتھ شروع سے رہے۔ آپ نے فرمایا میں سلطان سے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ملا ہم نے اپنا وزیٹنگ کارڈ بھیجا مگر وہ واپس مل گیا۔ اور عربی میں نام بھیجا۔ سلطان مکہ سے باہر نجد کے راستہ پر ایک مکان میں رہتے ہیں۔ آپ کی وضع بالکل عام بدؤں کی ہے سارے نجدی ایک ہی لباس میں تھے خود سلطان کا بھی لباس بالکل معمولی تھا۔

اصلی موتمر سے پہلے ایک پرائیویٹ موتمر ہوئی جہاں کتاب و حدیث کا بار بار اعادہ کیا جا رہا تھا۔ اس پر مولانا محمد علی نے کہا کہ کتاب و حدیث کی رو سے ملوکیت کی بدعت ترک کر کے اسی خانہ خدا میں عامۃ المسلمین پر خلافت کا معاملہ چھوڑ دو تو سب سے پہلے میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اس پر ہر طرف سے سناٹا ہو گیا۔ غزنوی صاحب نے کہا کہ بعض لوگ ہندوستان کی طرح یہاں بھی سلطان کو گالیاں دینے آئے ہیں مگر سلطان نے ان کو روک دیا خیر یہ کانفرنس ختم ہو گئی۔

مولانا محمد علی سے سخت گفتگو:

ایک دن سلطان کا آدمی وفد خلافت کو طلب کرنے آیا یہ لوگ گئے معلوم ہوا کہ وہاں مولانا محمد علی سے بہت سخت گفتگو ہوئی پھر سلطان نے کہا کہ ہم تو تمہارے بھائی ہیں مولانا محمد علی نے کہا کہ ہم تو تمہارے دوست ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں محض اسلامی اخوت و ہمدردی کی بنا پر کہتے ہیں۔ پھر علماء سے بے ضابطہ ملاقاتیں شروع ہوئیں ہر عالم سے سلطان کتاب کے حوالے سے قبہ بنانے کا ثبوت طلب کرتا تھا۔ معلمین کو ممانعت تھی وہ مزارات و قبہ جات کے پاس نہ جائیں۔ وہاں سخت پہرہ تھا جو جاتا اسے پہرہ والے مارتے ہیں مولانا محمد علی نے سلطان سے وہاں جانے کی اجازت مانگی تو سلطان نے کہا کہ وہاں قاضی اجازت دے دے گا مگر نہ قاضی نے اجازت دی نہ سلطان نے۔

مولانا شبیر الحسن صاحب دیوبندی نے ایک حدیث پیش کی جسے شیخین نے صحیح لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے شب معراج میں جاتے جاتے ولادت حضرت مسیح علیہ السلام پر اور نیز جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جلوۂ ایزدی ظاہر ہوا تھا وہاں رسول کریم ﷺ نے نفلیں پڑھیں اس سے استدلال کیا کہ مولد اور جائے نزول وحی کا احترام شرعاً جائز ہے۔ سلطان نے جواب میں کہا کہ اچھا میں اپنے علماء سے کہوں گا کہ اس کا جواب دیں لیکن پھر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ نجدیوں کے علم کا رنگ سبز و سفید ہے۔

ترکی کے سابق ملٹری کالج میں موتمر کا اجلاس ہوا ایک نجدی ٹکٹ دیکھ کر لوگوں کو اندر جانے دیتا۔ کمرہ اچھا خاصہ آراستہ تھا۔ پنکھے لگے ہوئے تھے، چپڑاسی باضابطہ پوشاک میں تھے، نشست کے لئے کرسیاں تکلف توس لگی ہوئی تھیں، میز پر کاغذ وغیرہ رکھے ہوئے تھے، ہر وقت سرد پانی اور قہوہ ملا کرتا تھا، اس میں ممبر اور وزیر کی تخصیص نہ تھی۔ پہلے سلطان کا خطبہ ہوا۔

مولانا محمد علی نے چاہا تھا کہ جملہ وفود کے آنے پر موتمر شروع ہو ورنہ جن ممالک سے وفود نہیں آئے ہیں ان کا جواب تو آنے دیا جائے لیکن یہ بات مانی نہیں گئی اور موتمر شروع ہو گئی۔ ۲۱ توپوں کی سلامی سر ہوئی اور سلطان کی تقریر پڑھی گئی علامہ رشید رضا بہترین مقرر ہیں انہیں سلطان کی طرف سے اجرت پر بلایا گیا تھا۔ ایڈیٹر ام القریٰ بھی اچھی تقریر کرتے تھے۔ پھر ایک مسئلہ یہ پیش ہوا کہ صدر موتمر کہاں رہے اور آیا تنخواہ دار ہو یا مفت؟ کثرت آراء سے پاس ہوا کہ صدر مکہ میں رہا کرے۔ مولانا محمد علی صاحب نے کہا کہ تنخواہ دار نہیں ہونا چاہئے اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ ہندوستان کی اسمبلی و کونسل کا صدر تنخواہ کیوں لیتا ہے؟ مولانا محمد علی نے کہا کہ لیگ اڈیشن خلافت کمیٹی اور کانگرس وغیرہ کے صدر تنخواہ نہیں لیتے۔ مولانا ثناء اللہ خود بھی اہلحدیث انجمن کے صدر ہیں یہ تنخواہ کب لیتے ہیں۔ اسی طرح موتمر اسلامی کا صدر بھی بلا تنخواہ ہو۔ اس کے جواب میں ایک صاحب نے ہندوستانی غیر مقلدوں کے اشارے سے خلافت کمیٹی پر کچھ حملے شروع

کر دیے۔ بالآخر کثرت رائے سے تنخواہ دار صدر کا ہونا منظور ہو گیا۔

موتمر میں کسی کو تقریر کرنے کی ممانعت نہ تھی ہمارے آنے تک افغانی وفد پہنچ گیا تھا اور ترکی وفد آنے کے بعد غیر نجدی پارٹی کی کثرت ہو جائے گی شیخ نے سب کی دعوت کی تھی مصری محمل کے ساتھ جو عالم آیا تھا وہ مولانا شوکت علی سے لپٹ کر رونے لگا مولانا نے فرمایا کہ اپنے مصریوں کو سمجھاؤ کہ وہ موتمر میں مفاد اسلام کو پیش نگاہ رکھیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴،۷: اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۲]

حاجی محمد اعظم لدھیانوی مزید کہتے ہیں:

"سارے وفود میں ہندستان کے وفد خلافت اور اس کے بعد جمعیۃ علماء نے نہایت سرگرمی سے کام کیا۔ مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی کی قابلیت کا اعتراف دنیا کے مسلمانوں کو کرنا پڑا۔ پنڈال میں انہیں دو بھائیوں کا غلغلہ تھا ان کو یمن افغانستان و ترکی سے دعوت آئی ہندی اہلحدیث ان سے اکثر الجھ پڑتے تھے۔ یہ دونوں بھائی جب موتمر میں انگریزوں کے متعلق کچھ کہتے تھے تو صدر صاحب روکتے تھے یہ سیاسی امر ہے مگر یہ دونوں بھائی مناسب موقع پر برطانوی پالیسی پر روشنی ڈالا کرتے تھے ایک دن مولانا شوکت علی نے برطانوی و حجازی تعلقات پر نصف گھنٹہ تقریر کی۔ انگریزوں کے خلاف کچھ بولتے تو روک دیے جاتے۔ مگر وہ لا سیاسی کہہ کر اپنا مدعا کہہ ڈالتے۔ چندروز کے بعد وفد خلافت نے سلطان کو اطلاع دے دی کہ وہ اپنے کھانے کا خود انتظام کریں گے۔ سلطان نے خواہش ظاہر کی کہ وہ خشک جنس بھیج دیں گے مگر ان لوگوں نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔

اس سوال پر کہ آخر صورت حال کے تصفیہ کی کوئی امید ہے انہوں نے کہا کہ جب تک میں موجود تھا وفد خلافت اور جمعیت العلماء کے طرفدار بہت کم لوگ تھے۔ مگر ہم لوگوں کو یہ امید تھی کہ جس وقت دیگر وفود آ جائیں گے تو پھر ان کی رائے بڑھ جائے گی۔ مگر چونکہ ترک وغیرہ میرے بعد آئے اس لئے مجھے علم نہیں کہ حج کے بعد والی نشست میں کیا صورت رہی۔ یہ بھی خبر تھی کہ مصری حکومت نے بھی اطلاع دی ہے کہ وہ نمائندے بھیج رہے ہیں جو غالباً دوسری نشست یعنی بعد از حج والی نشست میں شریک ہوئے ہوں گے۔ کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مجھے ذاتی طور پر سلطان سے امید نہیں کہ وہ قبات اور مآثر کو درست کرائیں گے۔ اس لئے ایک طرف تو نجدی علماء اور غط غط و دخنہ اور دوسری طرف ہندوستان کے اہلحدیث انہیں کسی طرح اپنے راستہ سے ہٹنے نہیں دیتے۔ اور مجھے تو خوف ہے کہ کہیں بعد کو گنبد خضری پر بھی خدانخواستہ بے ادبی نہ کی جائے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴،۷: اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۳،۱۲]

باب ﴿۲﴾

اهل حجاز پر نجدی مظالم

maablib.org

ساکنان مکہ و طائف پر ظلم و ستم کی بارش

سابقہ ابواب میں حجاز مقدس سے شریف حسین کے بھاگنے سے لے کر ابن سعود کے تسلط و اعلان ملوکیت تک کے سیاسی اور جنگی حالات قدرے تفصیل سے بیان کیے گئے۔ اب ہم ابن سعود کے دور تسلط میں اہل حجاز پر ابن سعود اور اذناب ابن سعود کی طرف سے اہل حجاز پر کیے مظالم کی جگر سوز روح فرسا تفصیل قلمبند کرتے ہیں۔

ابن سعود نے حرمین پر قابض ہوتے ہی سب سے پہلے طائف پھر اس کے بعد مکہ کے لوگوں کو اپنی پیروی کرنے پر مجبور کیا۔ اور جب لوگ نہیں مانے تو پھر ظلم و تشدد کے وہ پہاڑ توڑے جنہیں بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہم اولاً اہل طائف و مکہ پر کیے گئے جانی و مالی ظلم و جبر کی تفصیل پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

اہل طائف کی جان، مال، عزت اور ایمان سب پر نجدیوں کا حملہ:

طائف میں نجدی فوج نے داخل ہوتے ہی اولاً امان کا اعلان کیا۔ لوگوں نے خوب مہمان نوازی کی نجدیوں نے رات سو کر گزاری اور صبح کو اٹھتے ہی اپنی اصلی رنگ میں آ گئے اور قتل و غارت گری، ڈاکہ زنی، اور جوان و خوب رو خواتین کی عصمت دری، عفت مآب عورتوں کے جسم کی بے پردگی، شیر خوار بچوں، عورتوں کی گردن زنی، اہل طائف کو گھر سے بے گھر اولاد کو ماں باپ سے دور اپنے ہم مسلک و مشرب نہ ہونے والوں پر کفر کے فتوی اور ان کے ساتھ جبر و استبداد علما و شرفا کی تذلیل و تحقیر، الغرض ظلم و بربریت کا ننگا ناچ شروع کر دیا۔ مولانا حاجی حکیم احمد علی قصوری صاحب جنہوں نے ان واقعات کے معتبر چشم دید گواہوں سے سن کر اور کچھ دیکھ کر اپنا بیان اخبار الفقیہ کو ارسال کیا تھا ملاحظہ فرمائیں۔

''ہم لوگ براہ عقبہ مدینہ منورہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے گئے تھے۔ وہاں سے مورخہ۔۔۔ کو واپس جدہ پہنچے۔ جدہ میں بوجہ جہاز نہ ملنے کے ہم ۱۔۹۔۱۹۲۴ء تک مقیم رہے۔ ابھی جدہ میں پہنچے ہوئے ہمیں چند یوم ہی گذرے تھے کہ خبر پہنچی کہ نجدیوں نے طائف پر قبضہ کر لیا ہے۔ چونکہ اہل مکہ گرمی کے موسم میں اکثر طائف چلے جاتے ہیں۔ اس سال بھی بعد ایام حج کے وہ لوگ کثرت سے طائف گئے

ہوئے تھے۔ اس خبر میں چار پانچ یوم بعد بہت سے اہلِ مکّہ جدہ میں پہنچے۔ جب ہم نے ان سے طائف کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا ہم لوگوں میں سے بہت سے طائف سے ہی واپس آئے ہیں۔ جو کچھ حالات نجدیوں کے ظلم و ستم کے متعلق ان لوگوں نے ہمیں سنائے ہمارے دل دہلا دیئے۔ ہمارے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے۔ جو کچھ طائف میں نجدیوں نے لوگوں پر سختیاں اور مظالم توڑے ہیں اس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے۔

ان لوگوں نے بیان کیا کہ دو دن کی لڑائی کے بعد شریف مکّہ کی فوج مغلوب ہونے پر جب نجدی شہر میں داخل ہوئے تو اہلِ شہر نے امان طلب کی۔ جس پر نجدیوں نے رعیت کو امان دے دی اور فوج سے ہتھیار رکھوا کر قید میں کر لیا۔ شہر کے لوگ امان کی وجہ سے مطمئن ہو کر اپنے اپنے گھروں میں با امن بیٹھ گئے اور ایک رئیس شہر نے بہت سے دُنبے ذبح کر کے نجدیوں کی دعوت کی۔ انہوں نے نہایت سکون سے کھانا تناول کیا اور رات کو آرام سے سو رہے۔ صبح اُٹھتے ہی میزبان پر یہ تہمت لگائی کہ تم بھی ہمارے خلاف فوج لے کر شریف کے ساتھ مل کر جنگ میں شامل تھے۔ ہر چند میزبان نے قسم و سوگند سے تسلی کی کہ اہلِ شہر میں سے ہرگز کوئی شخص بھی جنگ میں شریک نہیں ہوا۔ صرف فوج نے ہی مقابلہ کیا۔ اہلِ شہر اگر جنگ میں شامل ہوتے تو تمہارا قبضہ قیامت تک طائف پر ہونا محال تھا۔ اہلِ شہر کو تو شریف مکّہ سے ہرگز ہمدردی نہ تھی۔ اس لیے وہ الگ بیٹھے تماشا دیکھتے رہے ہیں۔

مگر مان لینا یا تحقیق سے کام لینا یہ تو ان کی فطرت کے خلاف ہے۔ ان کی ایک نہ سُنی اور بقول "خوئے بدرا بہانہ بسیار" اسی بہانہ پر پہلے میزبان کی میزبانی کا حق ادا کیا۔ تمام اہل و عیال بمعہ زن و بچہ اس کا تہ تیغ کیا۔ اور گھر بار اس کا تمام لوٹ لیا۔ شہر کا محاصرہ کر کے شہر میں قتلِ عام شروع کر دیا۔ بلا تمیز جو سامنے آیا، عورت، بچہ، بوڑھا، عربی، جاوی، ہندی سب کو قتل کر دیا۔ اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ جب قریباً پندرہ سو کے آدمی قتل ہو چکے تو لوگ واویلا کرتے ہوئے بقیہ اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔ بعض لوگ گھروں میں داخل ہو کر دروازے بند کر کے بیٹھ گئے۔ دوسرے روز پر امان کا حکم جاری ہوا اور ساتھ ہی یہ حکم صادر ہوا کہ تمام لوگ گھروں میں باہر نکل آئیں۔ جو شخص دروازہ بند کر کے اندر رہے گا اس کا مکان گرا کر مال اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ بال بچہ قتل کر دیا جائے گا۔ تمام لوگ گھروں میں سے باہر نکل آئے۔

سب کو ایک جگہ پر جمع کر دیا گیا اور حکم دیا کہ مکّہ والے طائف والوں سے الگ ہو جائیں۔ جب الگ الگ ہو گئے تو اب چند لوگوں کو تلوار دکھا کر پوچھا گیا کہ بتاؤ کہ ان میں امیر آدمی کون ہیں۔ موت کے ڈر سے انہوں نے بتا دیا۔ اُمراء کی مشکیں باندھ دیں اور حکم دیا کہ بتاؤ تمہارے پونڈ کہاں ہیں؟ نہ بتانے پر سخت مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اس قدر شور ہنگامہ برپا تھا کہ قیامت کا نمونہ معلوم ہوتا تھا۔ جس قدر جس سے میسر ہوا لے لیا۔ اور سب مکّہ والوں اور ان لوگوں سے جو ساکنانِ طائف سے نہ تھے تمام مال اسباب چھین لیا۔ مردوں، عورتوں

اور بچوں کے جسم پر سے تمام کپڑے اُتار لیے۔ اور ایک ایک رومال پس و پشت ڈھانکنے کے لیے دے دیا اور ٹھوکریں مار کر حکم دیا کہ نکل جاؤ۔ معاذ اللہ۔ وہ عورتیں جن کا ناخن تک بھی کسی غیر محرم نے نہیں دیکھا تھا، آج وہ بے چاریاں صرف زانو سے کمر تک ایک رومال لپیٹے ہوئے تمام بدن ننگا دوڑی ہوئی جا رہی تھیں۔ جو کبھی چند قدم بھی پیدل نہ چلی تھی، مگر آج وہ ساٹھ میل سفر بھوکی پیاسی ننگے بدن ننگے پاؤں جان اور عزت کے خوف سے بے ہوشی کی حالت میں چند قدم چل کر گر پڑتی ہیں۔ مگر حواس باختہ پھر اٹھ کر دوڑتی ہیں کہ کہیں نجدی آ کر بے عزتی نہ کریں۔

پاؤں سوجے ہوئے ہیں، تلوؤں اور پنڈلیوں میں زخم اور چھالے پڑ گئے ہیں (یہ حالت تو ہماری بھی چشم دید ہے) اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی جوان عورت جو ان کے ہاتھ آئی خواہ وہ باکرہ ہے یا شادی شدہ مشکل سے اپنی عصمت محفوظ رکھ سکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر شخص کے سامنے یہ کلمہ پیش کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ مالک یوم الدین محمد کان رسول اللہ۔ جس شخص نے اس سے انکار کیا، فوراً قتل کر دیا گیا۔ ائمہ اربعہ کے مقلد سب ان کے نزدیک کافر ہیں۔ جس نے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہونا ظاہر کیا فوراً قتل کر دیا گیا۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک طائف میں ہے۔ ان ظالموں نے اس کو مسمار کر دیا۔ اور لوگوں کے سامنے اس پر معاذ اللہ بمعہ جوتا کھڑے ہو کر (حالانکہ حدیث مبارک میں عام قبروں پر بھی ایسا کرنے کی ممانعت ہے) کہا کہ بلاؤ اس کو اب یہ تمہاری امداد کرے یا ہمارا کچھ بگاڑے۔ ایک واقعہ نہایت ہوش رُبا ان لوگوں نے سنایا کہ ایک عورت کو مکان سے قفل توڑ کر نکالا گیا۔ اس کی گود میں شیر خوار بچہ تھا۔ اس نے بہت منت سماجت کی۔ مگر اس کے سامنے پہلے اس کے لڑکے کو قتل کیا اور بعد میں اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ ہندوستان میں سے ان کے ہم مشرب لوگوں نے ان افعالِ شنیعہ پر ان کو مبارک باد کے تار دیے ہیں۔ جو مصری اخباروں میں چھپ کر عام شائع ہو چکے ہیں۔ یہی خبریں بعینہٖ ہم نے اخبار "القبلہ" عربی اور "الفلاح" عربی میں جدہ و مکرمہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴؍ نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۵۰۴]

طائف اور مکہ کے حالات پر قاری محمد اسمٰعیل صاحب کا بیان:

قاری محمد اسمٰعیل بن قمر الدین میانجی ساکن باسنگ پور، پوسٹ رام گنج، ضلع نواکھالی سے جب حضرت مولانا مولوی سلیم صاحب نے اس موقع پر یہ پوچھا کہ آپ ان واقعات پر روشنی ڈال سکتے ہیں جو طائف میں پیش آئے تو انہوں نے بتایا کہ

"طائف میں جو مظالم ہوئے ہیں ان کا خیال تک انسان کے دل و دماغ میں نہیں آ سکتا۔ وہابیوں نے طائف میں داخل ہو کر بندوقوں سے تمام باشندوں کو تقریباً برباد کر ڈالا۔

مکہ مشرقہ میں جب یہ لوگ پہنچے تو تمام مزاراتِ مقدسہ اور مساجد کو ڈھا دیا گیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ زوجہ رسول اللہ ﷺ و حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا والدۂ آنحضرت و نیز دیگر مزارات کو مسمار کر ڈالا۔ جس وقت یہ لوگ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مسجد کو گرا رہے تھے اس وقت تین نجدی قبے کی عمارت کے نیچے آ گئے اور ملبہ میں دب کر واصلِ جہنم ہوئے...

مَیں مکہ میں لوگوں میں سینکڑوں آدمیوں سے ملا ہوں گا۔ لیکن مَیں نے کسی کو وہابیوں کی حکومت سے راضی نہیں دیکھا۔ وہ ابنِ سعود اور ان کی ناپاک حرکات سے سخت نالاں ہیں۔ اور ملک علی کو دل و جان سے اپنا بادشاہ چاہتے ہیں... حاجی عبدالغنی صاحب جو قاری صاحب کے شاگرد ہیں، انہوں نے بھی مذکورۂ بالا بیانات کی تصدیق کی۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ قبوں کو گولیوں سے مارتے تھے اور تمام ملبے کو قبر پر گراتے تھے۔ قاری صاحب کے مذکورۂ بالا بیان کی تصدیق حسبِ ذیل حاجیوں نے فرمائی:

(۱) عبدالغنی اسد علی بہیا ساکن کالنط پوسٹ ہالورلی، ضلع فرید پور (۲) قاری منیر الدین از آلِ غوث پاک حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (۳) مولانا حاجی عبدالکریم قادری فتح جنگ، لکھنؤ (۴) عبدالکریم سیٹھ بن حاجی اسحٰق (۵) حاجی موسیٰ حاجی یعقوب مقادم قوم کچھ ساکن سوناہرا (۶) محمد اسمٰعیل عبدالستار محمد کچھ ساکن مندرا (۷) حاجی یوسف حسین قوم کچھ۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۴]

طائف کے حالات پر حاجی عبدالستار صاحب کا بیان

حاجی عبدالستار صاحب کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

"حاجی عبدالستار صاحب (جو ایک معزز اور متمول خاندان کے رُکن ہیں اور گزشتہ سال حج بیت اللہ کر چکے تھے۔ مگر اِمسال محض تحقیق حالات کے لیے تشریف لے گئے تھے)

اپنا حسبِ ذیل حلفیہ بیان دیا، جس کا ملخص درج ذیل ہے:

(۱) طائف شریف میں نجدیوں نے داخلے سے پیشتر امان اللہ امان الرسول اور امان ابن سعود کا اعلان کر دیا۔ اور کھلے دروازوں شہر میں بغیر کسی مزاحمت کے داخلے ہو گئے۔ معززین طائف کو مجبور کر کے دعوتیں کھائیں اور پھر اس کے گھر میں بغیر کسی اشتعال کے قتلِ عام اور لوٹ مار کی گئی۔ عبداللہ میاں کھنڈوائی جو ایک معزز اور مالدار تاجر تھے۔ اُن کا مکان لوٹنے کے بعد بکرے کی طرح ان کو سرِ بازار ذبح کیا گیا۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر صاحب شیبی کلید بردار مکہ مکرمہ کے بچوں کو شہید کیا گیا۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷، ۸]

اہل طائف کا قتل عام:

مولانا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بھرائچ بیان کرتے ہیں:

"مَیں سال گذشتہ مکہ مکرمہ گیا۔ طائف کی جنگ کے وقت مَیں مکہ میں تھا۔ طائف سے آنے والوں میں سے معتبرین افراد سے معلوم ہوا کہ وہابی نجدیہ نے قتلِ عام کیا۔ تقریباً بارہ سو آدمی خاص اہلِ مکہ سے جو طائف میں موجود تھے ان کو قتل کیا۔ اوّل کہتے تھے کہ تمہیں امان ہے۔ دروازہ کھولو جب لوگ باہر نکلے اور سلام کرتے تو بجائے جواب سلام گولی سے مارتے تھے۔ قاضی القضاۃ عبداللہ ابوالخیر لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے جاتے تھے۔

اور وہ ان کو گولیاں مارتے جاتے تھے۔ ایک دو گولی پر وہ شہید ہوگئے۔ سید عبداللہ زوابی شافعی مفتی محدث مفسر بہت زبردست عالم تھے۔ جب ان کے یہاں پہنچے اور انہوں نے ان لوگوں کو دیکھا فوراً کلمۂ شہادت پڑھنا شروع کیا۔ نجدیہ نے ہٰذا انصاری ہٰذا مشرک کہتے ہوئے گولی ماردی۔ وہ بھی شہید ہوئے۔ اسی وقت ان کے خاندان میں آٹھ آدمیوں کو شہید کیا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۵۰۲]

حاجی علی خان ساکن بریساں سویٹ، مقام موٹ بریا بیان دیتے ہیں:

"مَیں سال گذشتہ جہاز دارا سے گیا تھا۔ چونکہ نجدیوں اور حجازیوں میں لڑائی شروع ہوگئی۔ اس لیے مَیں نہ آسکا۔ جس وقت نجدیہ افواج طائف میں داخل ہوئیں مَیں وہیں موجود تھا۔ ہم زیارت کے لیے گئے تھے۔ چونکہ وہاں لڑائی شروع ہوگئی۔ اس لیے وہیں پھنس گئے۔ جس وقت نجدیہ فوجیں بستی میں داخل ہوئیں تو ایک طرف سے تمام مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کردیا گیا۔

بچوں، عورتوں، بوڑھوں، جوانوں سب کو قتل کرتے تھے۔ مکان میں گھس کر پہلے سب کو قتل کرتے۔ پھر سامان لوٹ لیتے۔ عورتوں کی شرم گاہ تک سے حیض کے کپڑے بھی نکال کر دیکھتے تھے۔ دو روز تک برابر اس قتلِ عام کا سلسلہ جاری رہا۔

ہم دو روز تک مکان میں محصور رہے۔ دو دن کے بعد مکان سے نکلے۔ دروازہ کھولتے ہی نجدیوں نے ہمارے کپڑے اُتار لیے۔ اور بندوقوں، چھڑیوں اور کندوں سے مارنا شروع کیا۔ مشرک مشرک کہتے جاتے تھے اور مارتے تھے۔ ایک چھوٹا سا ٹکڑا صرف آگا پیچھا دیکھنے کے لیے میرے پاس رہ گیا تھا۔ تمام روپیہ اور جو کچھ ہمارے پاس تھا، سب چھین لیا۔

روپیہ کی تلاش میں مکانات تک کو ڈھادیا۔ اور زمینوں کو کھود دیا۔ چونکہ چند جگہ اس طرح کچھ روپیہ ان کو مل گیا تھا۔ وہاں سے ہم کو پکڑ کر مشیرا میں لے جاکر بند کردیا۔ اُدھر تین روز رکھا۔ فجر کو ہمیں طائف لے جاتے

تھے۔ مقتولین مردوں کے پیروں میں رسّی باندھ کر ہمیں کہا کہ اسے کھینچو۔ یہ مشرک ہیں۔
ان کو کھڑا کر کے کوڑا ہوں اور کنوؤں میں ننگا کر کے اوندھا پھینکواتے تھے۔ تین دن کے بعد ہم کو چھوڑ دیا۔ کہ جاؤ مکّہ پیدل چل کر جاؤ۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۵،۶]

عبداللہ دیوان صاحب، ساکن فرید پور، موضع شوخی پورہ کی گواہی:

"میں حاجی علی خان کے بیان سے حرف بہ حرف متفق ہوں۔ خود مجھ پر ایسی ہی مصیبتیں طائف میں آئیں۔ میری جوان لڑکی کو برہنہ طائف سے مکّہ آنا پڑا۔ بڑی مشکل سے ہم نے اپنی جان بچائی۔ (نشان انگوٹھا: عبداللہ دیوان صاحب)
میں بھی اس بیان سے متفق ہوں۔ (غلام مولا) ساکن فرید پور"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶،۷]

طائف کی تباہی:

مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب برکاتی صاحب بیان کرتے ہیں:
"طائف پر جو مظالم ہوئے اور جس طریقہ پر وہاں کے باشندوں کو تباہ کیا گیا اس کا اظہار زبان سے ممکن نہیں۔ یہاں وہ ظلم ہوئے جو چنگیز و ہلاکو نے بھی نہ کیے ہوں گے۔ اب طائف برائے نام ایک شہر ہے ورنہ مکانات سب بند ہیں اور اب کچھ کچھ بازار کھل رہے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۷ر اکتوبر ۱۹۲۴ء، ص ۸]

مکّہ میں ایک کنبہ کے چھتیس لوگوں کا قتل:

میاں اسد اللہ و غلام محمد صاحبان چوک فرید امرتسر کہتے ہیں:
"ایک شخص نے رو رو کر بیان کیا کہ ہمارے کنبے کے ۳۶ آدمی تھے نجدیوں نے سب کو قتل عام میں مار دیا ہے۔ اب میں کنبے بھر میں سے ایک ہی آدمی باقی ہوں۔"

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴ر اگست ۲۶ء، ص ۱۵، ص ۱۶]

باب (۷)

نجدی حکومت کی بد انتظامیاں
اور حجاج و اہل حجاز کے
زہرہ گداز حالات

maablib.org

نجدی حکومت کی بدانتظامیوں کے سبب حجاج کی پریشانیاں

اخبار دبدبہ سکندری رامپور، ہمدرد دہلی کے حوالے سے حجاج کے آرام وآسائش سے متعلق نجدی حکومت سے توقعات پوری نہ ہونے پر افسوس جتاتے ہوئے لکھتا ہے:

''گزشتہ ماہ شعبان المعظم سے لے کر شوال المکرم تک جن ایام میں ہندوستان کے مسلمان فریضۂ حج کی ادائگی کے لئے روانہ ہوتے ہیں ہندوستان سے مسلمانوں کو کثیر تعداد میں حج کے لئے بھیجنے کا بڑا شور تھا۔ اکثر لوگ یہ توقع کرتے تھے کہ اگر عازمان حج کو اتنے زور وشور کے ساتھ دعوت دی جارہی ہے تو حاجیوں کے آرام وآرائش کے لئے بھی سلطان ابن سعود غیر معمولی انتظام اور کوشش کریں گے کہ کسی کو وہاں کی بدانتظامی اور مصائب کی جن کا بعض حلقوں سے اندیشہ کیا جاتا تھا شکایت پیدا نہ ہو۔

سلطان ابن سعود اور ان کی حکومت سے اس قسم کی توقعات وابستہ رکھنے والوں کے ساتھ ہمیں ہمدردی ہے کہ افسوس وہ پوری نہیں ہوئیں جوں جوں ہندوستان کے حاجی واپس آرہے ہیں سفر حج اور مکۂ معظمہ مدینہ منورہ منی اور عرفات کی بدانتظامیوں اور صعوبتوں کی داستانیں پھیل رہی ہیں۔''

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء ص۴]

رویت ذی الحجہ کے معاملہ میں بدنظمی کے نتائج:

ماہ ذی الحجہ کی رویت وشہادت کے سلسلے میں نجدی حکومت کی لاپرواہی کے سبب حجاج پر جو مصیبتیں وارد ہوئیں اور ان کو جو تکالیف پہنچیں ان کا ذکر کرتے ہوئے اخبار دبدبہ سکندری لکھتا ہے:

''ہمیں ایک نہایت معتبر اور قابل وثوق بھائی کی زبانی جو حج سے واپس آئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ امسال ہلال ذی الحجہ کی رویت میں اختلاف کی وجہ سے جیسی دقت ہوئی ہے شاید کبھی نہ ہوئی ہوگی سہ شنبہ ۶ ذی الحجہ تک تو رویت تمیں کی یعنی چہار شنبہ کی اور پہلی ذی الحجہ پنجشنبہ کی مانی گئی۔ لیکن ۷رذی الحجہ کو یکا یک باہر کی اطلاعات کی بنا پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ رویت سہ شنبہ یعنی ۲۹ کی تھی۔ اور اعلان کیا گیا کہ آج ۸ ذی الحجہ ہے اس لئے کل صبح کو منی جا کر نہ رکو بلکہ سیدھے عرفات چلے جاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس عجلت اور تنگی وقت کا یہی نتیجہ ہوا ہوگا کہ لوگ

بے تحاشہ بھاگے ہوں گے اور جسے جس قیمت پر سواری میسر آئی ہوگی وہ چل دیا ہوگا۔

اگر مکہ معظمہ کی رویت کا اعتبار کرنا مقصود نہ تھا تو کیا ملک الحجاز کے لئے یہ ناممکن تھا کہ پہلی یا دوسری ذوالحجہ کو رویت کا تصفیہ کر دیتے۔ اگر دوسرے ملکوں کی رویت پر انحصار کرنا تھا تو کیا یہ ممکن نہ تھا کہ تین چار دن پہلے اس کی تحقیقات کر لی جاتی۔ وہ ... اور ٹیلیفون کے سلسلے اب کہاں تھے؟ کیا چار لاکھ حجاج کی آسانی اتنی اہمیت نہیں رکھتی تھی کہ ۷ رذی الحجہ سے پہلے یہ طے ہو جاتا کہ رویت کب کی ہے؟ اس بے توجہی کا نتیجہ کیا ہوا؟ تنگی وقت کی وجہ سے عجلت۔ راستوں کی خرابی اور پھر لو اور گرمی کی شدت سے لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ حالت یہ تھی کہ چلے جا رہے ہیں تین چار لاشیں اس طرف نظر آ رہی ہیں اور تین چار اس طرف۔ ریگستان عرب کی گرمی اور لو کی شدت کا ہندوستان سے کیا مقابلہ پیاس برداشت کرنا آسان نہیں۔ لیکن ایک ایسے ملک میں اس سے جو تکلیف پہنچی ہوگی اس کا آپ خود اندازہ کیجئے۔"

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ رجولائی ۱۹۲۷ء ص ۴]

ابن سعود کی بدانتظامیاں ساکنان حجاز مقدس کی خستہ حالی و فاقہ کشی اور بیت اللہ کی بے حرمتی و پامالی:

الفقیہ نے اخبار دبدبہ سکندری ۲۴ رفروری ۱۹۳۶ء کے حوالے سے ابن سعود کی عیاشیوں، اس کے ہندی دلالوں کی دسیسہ کاریوں، اہالیان حجاز مقدس کی فاقہ کشی اور خستہ حالی اور کعبہ بیت اللہ کی پامالی و بے حرمتی میں ابن سعود کی ناپاک حکومت کی بدانتظامیوں پر مشتمل ایک مضمون نقل کیا ہے ہم یہاں اسے من وعن نقل کرتے ہیں:

"ابن سعود نے بعض دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی اپنے چند دلال یا کمیشن ایجنٹ چھوڑ رکھے ہیں جن کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ ابن سعود کی حمایت میں جھوٹا پروپیگنڈا کریں اور شیدائے مذہب سیدھے سادھے حاجیوں کو بڑی تعداد میں پھانس کر لے جائیں تا کہ حجاز کا غاصب حکمران اپنی شرعی حرامکاریوں کے لئے گراں بار کی صورت میں غریب حاجیوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹے۔ ننگ اسلام ابن سعود کے زرخرید پٹھو اسے عاشق اسلام اور متبع سنت ظاہر کرتے ہیں اور دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے ظالم و غاصب اور ایک سو پانچ بیویوں کے شوہر حکمران نے سرزمین حجاز کو ظاہری اعتبار سے بھی بہشت کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب سے ابن سعود کا منحوس قدم سرزمین حجاز میں پہنچا ہے اس مقدس زمین سے خیر و برکت اٹھ گئی ہے۔ ابن سعود نے اپنے ناپاک تعصب مذہبی پر قیام امن کا پردہ ڈال کر حجازی نوجوانوں کو چن چن کر تہ تیغ کیا ہے۔ ہر طرف بیکاری کا دور دورہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہم وطن بھوکے مر رہے ہیں ترکوں کے عہد میں شام و فلسطین کے زرخیز علاقوں کی پوری آمدنی جو تین چار کروڑ روپیہ سالانہ کے درمیان ہوتی تھی اہل حجاز کی مالی امداد پر صرف کردی جاتی تھی اور اہل حجاز ہر قسم کے ٹیکسوں سے مستثنیٰ تھے ابن سعود کی غاصبانہ دور حکومت میں ایک طرف تو بدنصیب حجازی ترکوں کی بیش قرار مالی امداد سے محروم ہوگئے اور دوسری جانب ابن سعود حاجیوں سے وصول کیے ہوئے روپیہ کی ایک پائی بھی اہل حجاز کی فلاح بہبود پر صرف نہیں کرتا اور سب کچھ اپنی شرعی بدکاریوں کے لئے شیر مادر یا اونٹنی کے دودھ کی طرح ہضم کر جاتا ہے۔ بدنصیب اہل حجاز کو چھوڑیئے جو شیدائے اسلام ابن سعود کی نوازش کا شکار ہو کر فاقہ کشی کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

اور جن کے ننھے ننھے معصوم بچے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی پرمحن زندگی کی آخری گھڑیاں پوری کر رہے ہیں۔

خود مسلمانوں کے مرکز..... ظالم ابن سعود کی شکم پروری کے سہارے کعبۃ اللہ کی حالت کس قدر افسوسناک اور موجب شرم ہو رہی ہے اس کا اندازہ ذیل کے الفاظ سے کیجئے۔

بیت الحرام میں اب تک سایہ نہیں ستر کروڑ مسلمانوں کی سب سے بڑی مسجد کے صحن میں فرش نہیں وضو کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں روشنی کافی نہیں بعض نوابوں ہندوستانی والیان ریاست کے مسافر خانے ہیں جن کو دیکھ کر شرم آتی ہے۔

مندرجہ بالا الفاظ ہمارے نہیں بلکہ مولوی اسماعیل غزنوی امرتسری کے ہیں جنہیں ہندوستان میں ابن سعود کی پبلسٹی افسر ہونے کا شرف حاصل ہے جو ان مسلمانوں سے ناراض ہوتے ہیں جو حج سے واپس آ کر ابن سعود کے مظالم کا پردہ چاک کریں اور جن کے خیال میں فریضہ حج کو زیادہ پرثواب بنانے کا عمل یہ ہے کہ مسلمان قابل نفرت حکومت حجاز کا خزانہ بھرتے ہیں خوشی سے رضا کارانہ طور پر حصہ لیں۔

مولوی اسمٰعیل غزنوی کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابن سعود کی حالت کسی بڑی درگاہ کے ایسے خائن اور بے ایمان متولی سے زیادہ نہیں ہے جو درگاہ کی تمام آمدنی خورد برد کر جاتا ہے اور جو درگاہ کی مرمت یا اس کے انتظام پر ایک پائی بھی صرف کرنے کے بجائے سب کچھ اپنے عیش و آرام کی نذر کر دیتا ہو۔ معمولی سی معمولی مسجد میں بھی نمازیوں کے لئے وضو کا انتظام رہتا ہے۔ اور غریب اہل محلہ چندہ کر کے اس کے مرمت وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔

لیکن دنیائے اسلام کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہ کعبۃ اللہ جس کی معماری کے فرائض ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انجام دیئے تھے، جو عالم اسلامی کی تمناؤں کا پہلا اور آخری مرکز ہے، اور جس کی زیارت کے لئے ہر سال لاکھوں مسلمان تمام دنیا سے کھنچ کر آتے ہیں، اس کی حالت لامذہب ابن سعود کے دور میں ایک معمولی مسجد سے بھی گئی گزری ہے۔ اور اس کے صحن میں نہ فرش ہے نہ وضو کا کوئی انتظام اور نہ کافی روشنی

ہم ایک سو پانچ شادیاں کرنے والے ابن سعود اور اس کے دلالوں سے پوچھتے ہیں کہ ہر سال حاجیوں سے جو کروڑوں روپیہ وصول کیا جاتا ہے آخر وہ کہاں جاتا ہے حالانکہ حجاز میں ٹیکسوں کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی حاجی سے بارہ پونڈ موٹر کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے تو اس میں سے صرف تین پونڈ موٹر والے کو ملتے ہیں اور نو پونڈ سعودی خزانہ میں داخل ہوتے ہیں۔

اگر ظالم ابن سعود اہل حجاز کو فاقہ کشی سے نجات دلانے کے لئے اپنی لوٹ مار کے روپیہ سے ایک پیسہ بھی صرف کرنا نہیں چاہتا اگر اسے اتنی توفیق نہیں ہوتی ہے کہ جن حاجیوں کو وہ دونوں ہاتھوں سے لوٹتا ہے ان کے لئے سڑکیں اور مسافر خانے بنوادے تو کیا اس کا یہ بھی فرض نہیں ہے کہ کم سے کم اس حرم اقدس کی مرمت و انتظام ہی پر چند روپے صرف کردیئے جائیں۔ جس کی مجاوری کے صدقے میں اس کو اپنی شرعی عیاشیوں کے لئے ہر سال کروڑوں روپیہ وصول ہوتا ہے۔

روضۂ نبوی کے پردے تک بوسیدہ ہوگئے۔ مسجد نبوی جسے ترکوں نے بیدریغ روپیہ صرف کرکے دنیا کی حسین ترین مسجد بنادیا تھا اس کا سارا قیمتی سامان تلف ہوگیا۔ روضہ اقدس کے جواہرات کا پتہ نہیں بیت الحرام کی یہ حالت ہورہی ہے کہ نہ اس کا فرش درست ہے نہ کافی روشنی اور نہ نمازیوں کے لئے وضو کا انتظام۔ لیکن ہمیں ابن سعود کے زرخرید پٹھوؤں کی بے شرمی اور دیدہ دلیری پر حیرت ہوتی ہے کہ ان تلخ حقائق کے باوجود مسلمانوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ بڑی تعداد میں حج کرنے جائیں۔

اور عیاش ابن سعود کے اس جہنمی خزانہ کو بھرنے سے خوشی سے رضا کارانہ طریقہ سے حصہ لیں، جس کی آخری پائی بھی عیاشیوں پر صرف کردی جاتی ہے اور جس سے ایک پھوٹی کوڑی بھی بیت الحرام اور مسجد نبوی کی مرمت نگہداشت پر صرف نہیں ہوتی۔

اگر مسلمان لامذہب ابن سعود کے حواس درست کرنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ وہ اس وقت تک حج کے لئے نہ جائیں جب تک ابن سعود اپنی سیاہ کاریوں سے تائب نہ ہوجائے۔"

[اخبار الفقیہ: ۷ر مارچ ۱۹۳۶ء ص ۳،۲]

عرفات وغیرہ میں گندگی وغلاظت نجدی حکومت کی بدنظمی کی منہ بولتی تصویر:

"عرفات میں خیموں کی بے ترتیبی قافلوں کی بدنظمی اور ہر جگہ گندگی اور غلاظت کا امسال بھی تقریباً وہی حال تھا جو گزشتہ سال تھا گزشتہ سال ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ابھی ابتداء ہے اتنے کم عرصہ میں کچھ نہ ہوسکا ہوگا ممکن ہے کہ آئندہ سال تک کچھ ہوجائے لیکن امسال کے جو حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ راستوں کے انتظام اور صفائی وغیرہ کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں کی تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک اتنا عظیم

الشان اجتماع ہوا اور وہاں گندگی اور غلاظت تھی یہی اسباب ہوتے ہیں کہ ہیضہ اور چیچک وغیرہ کی وبا پھیل جاتی ہے اور لوگ مرتے ہیں افسوس خدا کے نہ ماننے والوں کا تماشہ سیر اور نمائش کے لئے اگر کہیں چھوٹے سے چھوٹے اجتماع ہوتے ہیں تو وہاں بھی صفائی اور ستھرائی کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ایک کشش بن جاتی ہے لیکن آہ اسلام کے اس مرکز...اور بلد الامین میں جو ساری دنیا کے مسلمانوں کا ملجاوماوی ہے تمام عالم کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہو مگر وہاں کی صفائی اور انتظام پر کوئی نہیں ہے کہ توجہ کرے پانی کے چند قطروں اور راستوں کی تنگی کی وجہ سے سینکڑوں وارفتگان اور عاشقان رسول ﷺ کی جانیں ضائع ہو جائیں لیکن آہ کوئی نہیں ہے جو اس پر متوجہ ہو یہ ہماری بد نصیبی نہیں تو اور کیا ہے۔"

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ رجولائی ۱۹۲۷ء ص ۵]

مولوی حاجی سید احسن صاحب کا بیان ہے:

"صفائی کا انتظام بالکل ناکافی تھا بلکہ تکلیف دہ تھا گلی کوچوں میں کوڑا تعفن بڑی بڑی جگہوں پر صفائی برائے نام پائی گئی۔" مزید لکھتے ہیں:

"اندرون شہر مدینہ شریف جس کی تفصیل لکھنے سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے خیر نہایت افسوس کے ساتھ کچھ تھوڑا حال لکھنا پڑا۔ آہ وہ حرم شریف اور اس کی زیر دیوار صفائی ندارد۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی غریب زیر دیوار حرم شریف ناک سے رومال لگا کر راستہ طے کر رہا ہے۔ اور باب المجید کے بائیں جانب ایک مکان مسمار ہے اس قدر بول و براز افتادہ ہے کہ خدا کی پناہ۔

میں پندرہ یوم رہا وار اس تلاش میں بھی رہا کہ دیکھوں یہ کون بے ادب لوگ ہیں مگر کچھ پتہ نہیں چلا۔ چونکہ رات کے دس بجے سب زائرین کو نکال دیا جاتا ہے اور صرف نجدی رہ جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ گندگی نجدیوں کی ہے چونکہ مولانا شوکت علی صاحب نے گزشتہ پرچہ خلافت میں تحریر کیا تھا کہ میں بزمانہ حج ایک نجدی کو مولدگاہ نبوی جو کہ اس وقت مسمار ہے بچشم خود پاخانہ پھرتے دیکھا تو ممکن ہے کہ پلیدی نجدی کرتے ہوں۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ رنومبر ۱۹۲۹ء ص ۷]

ایک سید صاحب کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

"جنت البقیع اور جنت المادی کی کس مپرسی بلکہ شکستگی موجودہ انتظام پر آٹھ آٹھ آنسو بہا رہی ہے ان کے قریب غلاظت اور گندگی کے انبار لگے رہتے ہیں حاجی مجبوراً انہیں کے قریب بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کر لیتے ہیں سرور عالم کی پیدائش مبارک جائے مقدس تک پہنچنا اب اجنبیوں کے لیے ناممکن ہے۔ ترکوں کے عہد میں تمام انتظام تسلی بخش بلکہ مسرت خیز تھے حرم کعبہ مسجد نبوی میں تو ہندوستانی رئیسوں نے برقی روشنی کا انتظام کر دیا ہے۔

لیکن روضۂ نبوی میں گھٹا ٹوپ اندھیرا اور تاریکی چھائی رہتی ہے سننے میں آیا ہے کہ وہاں کی صفائی بھی اب شاید دنوں اور ہفتوں کا سوال بن گئی ہے۔"

[۲۱رجون ۱۹۳۶ء ص ۸]

مساجد میں گندگی نجدیوں کی خباثت کا نمونہ :

حاجی محمد طیب صاحب لکھتے ہیں:

"مسجد نمرہ خطرہ جس کو قرآن کریم میں جناب باری عزاسمہ نے مشعر حرام کے محترم لقب سے یاد فرمایا ہے اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مسجد میں سوائے ڈنبوں اور بکریوں کے مینگنیوں اور بجری کے کچھ بھی نہ تھا۔ شاید کہ خلیفہ نے اس کو اس لیے صاف نہیں کرایا مسلمانانِ عالم اس مسئلہ سے کہ خشک نجاست پر بھی اگر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھی جائے تو ہو جاتی ہے آگاہ ہو جائیں، ورنہ اور تو کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸راگست ۱۹۲۴ء ص ۱۰]

عازمین حج کے لئے بندرگاہ عقبہ بند :

اخبار لکھتا ہے:

"شملہ سے ۱۳رمئی کو تار آیا ہے کہ بیت المقدس سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حکومت شرق اردن نے محکمہ حفظانِ صحت فلسطین کے ڈائرکٹر کے مشورے پر کاربند ہو کر فیصلہ کیا ہے کہ یکم مئی سے یکم ستمبر ۲۶ء تک بندرگاہ عقبہ عازمین حج بیت اللہ کے لئے بند کر دیا جائے گا۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷، ۲۳رمئی ۱۹۲۶ء ص ۲۲]

حجاج اور جدہ اور کسٹم آفس کی دشواریاں :

اخبار الفقیہ میں حاجی محمد طیب صاحب، حج کے دوران ہونے والی لاپرواہی اور بدنظمی کسٹم آفس کے انتظام بد اور پولیس وغیرہ کی لاپرواہیوں کا آنکھوں دیکھا حال 'مقدس ارضِ حجاز کے چشم دید حالات' کے عنوان سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"راقم السطور ۱۹رمئی کو انگلستان سے حجاز ارضِ مقدس روانہ ہوا۔ روانگی سے پہلے کیا کیا افواہیں سنتا ہوا گیا وہ ہند کی پبلک بخوبی جانتی ہے۔ مولوی عبدالقدیر صاحب اس احقر کے قافلے کے سرگروہ ہیں جدہ پہنچ کر بھی حکومت ہاشمیہ کے خوش انتظامیوں کی تصویر سامنے تھی۔ اللہ اللہ جن مسلمانوں نے تمام عالم کی متمدن اقوام کو تمدن سکھایا آج اس قوم کے دعوے دار خلافت کا یہ انتظام ہے کہ غیر تو غیر اپنے بھی سوائے بدانتظامی کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جدہ اور کسٹم آفس: جہاز سے اُتر کر کشتیوں کا سفر اور ایک دن کا قرنطینہ جو جدہ سے دس میل کے فاصلے پر ایک اوجز جزیرہ میں ہوتا ہے ترکی سلطنت کے زمانہ سے یہاں قرنطینہ کے مکانات وغیرہ بنے ہوئے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں اپنے اصل معنوں میں قرنطینہ ہوتا ہوگا مگر اب محض رات بھر یہاں پڑے رہنے کے معنے قرنطینہ ہے۔ دوسرے روز صبح انہیں کشتیوں کے ذریعہ سے جدہ شریف پہنچے۔ بندرگاہ معمولی قسم کا ہے عمارت پر شکستگی کے آثار جابجا نظر آئیں گے۔ ایک چھوٹا سا دروازہ اور اسی میں سے ایک جہاز کے کل دو رہائے ہزاروں مسافروں کی نکاسی۔ تھوڑی دیر کے لیے یوم النشور کی یاد...... کو دلا دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ موجودہ حکومت کے لالچ اور زر پرستی بھی ہے۔

اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو کھلی ہوئی نظر آتی ہے۔ دروازہ سے نکلتے پر ایک شخص کھڑا ہوا ہے۔ اُس کا کام محض یہ ہے کہ وہ دو روپیہ آٹھ آنہ فی کس وصول کرے اور اس سے کچھ مطلب نہیں۔ آپ کے پاس ٹکٹ تو جہاز کا تھا یا نہیں۔ اور آیا آپ معہ پاسپورٹ آئے یا بغیر پاسپورٹ کے۔ اُن کو محض اپنے دو روپیہ آٹھ آنہ چاہیے اور بس۔ اب تماشا سنیے۔ آپ کہیں اسباب کہیں۔ معلّم صاحبان کے گھر گئے۔ اب آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ایک دو گھنٹہ کھڑے رہنے یا ٹہلنے کے بعد کسٹم آفس انہیں گرگوں میں سے کسی کے ساتھ جا کر اسباب تلاش کیجیے۔ اسباب کی جانچ کی نہایت سخت قواعد ہے لیکن زر بر سر فولاد ہے نرم شود...... کے مصداق کچھ دے دلا کر جان بچ بھی سکتی ہے اور اسی سے رسولِ کریم کے پاک اخلاق کی موجودہ عمال حکومت ہاشمیہ میں مفقود ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ کسٹم دنیا بھر سے یہاں زائد ہے اور ۵ ر فیصدی نام کو در حقیقت ۷۵ اور ۸۰ ر فی صدی یہاں شرح ہے۔ ہر چیز کی قیمت کسٹم آفیسر خود تجویز کرتا ہے اور اس پر کسٹم دینا ہوتا ہے۔ تمباکو پر محصول اور وہ بھی صدفی صد۔ نہ معلوم سکرات میں ہوتے ہوئے کس شرع نے جائز کیا ہے۔ شاید کہ متذکرہ بالا ہر سہ عہدہ جات کے بعد امامت کی خدمت اور شرعِ محمدی کی تراش خراش کا منصب بھی خلیفہ کو حاصل ہے۔

زمزم شریف پر دو روپیہ فی پیپہ محصول برآمدگی خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ اور اس سے ذکاوت کا پتہ چلتا ہے۔ غالباً مقصود یہ ہے کہ حجاج جس چیز پر روپیہ صرف کریں گے اُس کو بے دردی سے خرچ نہیں کریں گے اور زمزم شریف کی عظمت بڑھانے کی یہ ترکیب نکالی گئی ہے۔

فوج اور پولیس: فوج اور پولیس کی حالت قابلِ دید ہے اور ایک تو فوراً صائب مرحوم کا شعر بے اختیاری میں پڑھنے لگا۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

واقعاً ایک غصب شدہ سلطنت کی جو حالت ہونی چاہیے وہ نقشہ موجودہ سلطنتِ ہاشمیہ کا ہے۔ حج میں منا (منیٰ) کے مقام جناب جلالت الملک کا جلوس فوج کے ساتھ قابلِ یادگار تھا۔ افسوس کہ کیمرا میرے پاس نہ

تھا ورنہ چھوٹا موٹا خاکہ اپنے الفاظ کے ثبوت میں پیش کرسکتا۔ جس نے خلفائے بغداد بنی امیہ کے حالات پڑھے ہوں گے وہ اس جلوس کو دیکھ کر سوائے اس کے فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھنے کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

یا یہ کہ اگر میری طرح ہو تو لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم قرآن کریم کی آیت کا ورد کرے اور پانی کے گھونٹ کے بجائے خون کے آنسو پی لے اور چپ ہو رہے۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۴ء، ص ۹،۱۰]

مکہ اور مدینہ کے مابین آمدورفت کے ذرائع اور حجاج کی پریشانیاں:

ابن سعود نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک زائرین کے لئے کیا انتظام کیا ہے؟

اس سے متعلق دبدبہ سکندری لکھتا ہے کہ:

"جدہ سے مکہ مکرمہ تک موٹروں کی آمدورفت جاری ہوگئی ہے مگر اب تک کہیں یہ نہیں پڑھا گیا کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کیا وسائل و ذرائع اختیار کئے گئے ہیں۔ دراصل جدہ سے مکہ مکرمہ تک کا سفر اونٹوں پر بھی دشوار نہ تھا نہ اس سفر میں کوئی شکایت کسی کو تھی صحیح آسان آمدورفت اگر مدینہ منورہ تک ابن سعود نے پوری کردی تو عام مسلمانوں کا یہ خیال جاتا رہے گا کہ ابن سعود کو زیارت روضۂ اطہر سے مخالفت موجود ہے اور دیار حبیب تک پہنچنے کی آسانیاں کردی گئی ہیں موٹر لاری کا انتظام اس راہ میں بھی آسان ہے بشرطیکہ وہ کیا جائے یا کیا گیا ہو بدوؤں کی آمدنی اسی موسم میں حجاج کی آمدورفت سے ہوتی ہے کوئی مسافر حجاز اور فدائے رسول انام ﷺ ایسا نہیں ہے کہ وہ بدوؤں کو کچھ دینے میں بخل کرے گا۔"

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء، ص ۴]

جناب مولانا حاجی سید احسن صاحب کشمیری ریاست رامپور کا بیان ہے:

"راستہ موٹر کا بہت خراب کہیں پر پتھروں پر موٹر چلتا ہے اور کہیں پر ریگستان میں دھنس جاتا ہے، بہت سے موٹر ٹوٹے ہوئے راستہ میں پڑے ہیں اکثر حاجیوں کے سر پھوٹ جاتے ہیں ایک موٹر ٹوٹ جانے کی وجہ سے ایک حاجی جاں بحق اور دو زخمی ہوئے تو ہمارے شیخ صاحب محمد ابراہیم خاں صاحب دامت فیوضہم نے مبلغ پانچ روپیہ کا نوٹ ڈرائیور کو انعام میں دیا کہ ہم کو آہستہ لے چلو جب کہ ابن سعود لاکھوں گنی وصول کرے اور راستہ کو خراب رکھے تو یہ وبال بھی ابن سعود کی گردن پر رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۹ء، ص ۷]

سڑکوں کی خرابی:

سڑکوں کی خرابی اور اس کے نام پر بھاری ٹیکس کی وصولیابی حجاج کو سفر کے دوران ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کے سبب ہونے والی پریشانیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے:

''دوسری شکایت یہ ہے۔ کہ اگرچہ سڑکوں کے نام سے بہت بھاری ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ لیکن تمام عرب میں کہیں کوئی سڑک نہیں۔ کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہزارہا حاجی جاتے ہیں۔ اور بیشتر حصہ موٹر کے ذریعہ سفر کرتا ہے۔ لیکن یہ سفر اتنا تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے کہ کہیں موٹر کے پورے پہیئے زمین میں دھنس جاتے ہیں کہیں موٹریں پتھروں پر سے اچھل کر گرتی ہیں اور مسافروں کے ہاتھ پیر ٹوٹ جاتے ہیں۔ ڈرائیور اس بے پروائی سے چلاتے ہیں کہ بیٹھنے والے سخت مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں کسی کا چہرہ زخمی ہو جاتا ہے کسی کا سر پھٹ جاتا ہے۔

شیخ صاحب کا بیان ہے کہ تمام عربوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ ان میں ایک مجاہد اعظم پیدا ہوگا۔ جو ملت اسلامیہ کو متحد کر کے ساری دنیا پر اپنا سکہ جمائے گا کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ کے کسی بزرگ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص جس کے خدوخال مصطفےٰ کمال پاشا سے ملتے ہیں ممبر پر کھڑا ہو کر یہ سمجھاتا ہے کہ اجنبی تسلط ممالک اسلامیہ پر سے عنقریب اٹھ جائے گا اور اس کے بعد جو حکومت قائم ہوگی وہ خدا کی بادشاہت ہوگی۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۸ رمئی ۱۹۳۵ء ص ۱۹]

ایک سید بزرگ حاجی کے حوالے سے حجاج کرام کے حجاز میں سفر کی تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے اخبار الفقیہ لکھتا ہے۔

''حجاج کی سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ آج تک مکہ شریف سے مدینہ منورہ تک ایک انچ سڑک بھی پختہ یا ہموار نہیں بن سکی لیکن حاجیوں سے معلم ہر کرایہ آمد و رفت پیشگی وصول کر کے حکومت کے خزانہ میں داخل کر دیتے ہیں۔ علاوہ بریں جدہ شریف میں جہاز سے اترتے یہ مبلغ ۶۷ روپیہ ایک آنہ بابت محصولات حج وصول کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن اتنی معقول رقم ادا کرنے کے بعد حاجیوں کو لاریوں میں اتنے ہچکولے لگتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اول تو ان لاریوں کو لاریاں کہنا بھی گناہ ہے کیوں کہ ان چھت ندارد ہر لاری کے اوپر کھدر یا لٹھے کی چادر بندھی ہوتی ہے۔ قدم قدم پر ایسے زبردست ہچکولے اور دھکے لگتے ہیں کہ ہر گھڑی حاجیوں کی ہڈی پسلی ٹوٹنے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ مدینہ شریف تک پہنچتے پہنچتے کئی آدمی زخمی ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک آدھ غریب الوطن مسافر کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی ایسا ہوا ہے۔ یہ لاریاں ٹوٹے پھوٹے چوبی تختوں کا مجموعہ ہوتی ہیں جن پر نہ کوئی گدیلا ہوتا ہے نہ حاجیوں کے آرام کی کوئی صورت۔ ان کے بعد ان بچاروں کے اسباب کی داستان بیکسی اور حالت کس مپرسی بھی کچھ کم تاسف انگیز نہیں ہے۔ ذرا امان کی کیفیت بھی سن لیجئے اسباب کو اوپر تو رکھ نہیں سکتے کیوں کہ لاری کی چھت تک ندارد باہر کی طرف پہلوؤں کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ سڑک پر قدم قدم پر گڑھے اور نشیب و فراز موجود ہیں اس لئے زبردست ہچکولوں کی وجہ سے راستہ میں مسافروں کا اسباب کھل کر گر پڑتا ہے۔

بس جس حرمان نصیب کا اسباب گر گیا پھر اس کا خدا حافظ۔ اسباب کا ملنا خیال است و محال است و جنون۔

غضب یہ ہے کہ لاری سسٹم سارے کا سارا اب حکومت کے قبضہ میں ہے عرب ڈرائیوروں کو نہایت معمولی تنخواہ پر ان لاری نما چھکڑوں کا انچارج بنا دیا جاتا ہے قلیل تنخواہوں کی وجہ سے ان کی نظر حاجیوں کے مال پر رہتی ہے۔ جو جس کے ہتھے چڑھ گیا وہ اس کے باپ دادا کی جاگیر ہے۔ علاوہ بریں یہ لوگ بڑا ظلم یہ کرتے ہیں کہ پندرہ پندرہ بیس بیس روپیہ لے کر دوراستہ میں زائد سواریاں لاریوں میں ٹھونس لیتے ہیں جس سے وہ حاجیوں کے لئے جیل خانوں کی سنگین کوٹھری سے بھی زیادہ تکلیف دہ بن جاتی ہے۔

اگر سلطان ابن سعود اپنی توجہ مدینہ منورہ اور مکہ شریف کی درمیان سڑک کی تعمیر و مرمت پر مبذول کریں تو بہت تھوڑے خرچ پر یہ مبارک کام تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔ کیوں کہ حجاز مقدس میں پتھر کی افراط ہے۔ نیز عرب مزدور دو وقت روٹی پر بھی پتھر توڑنے اور کوٹنے پر ہزاروں کی تعداد میں آسانی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر اس کار خیر پر ابن سعود اپنی توجہ مبذول کریں تو ان کے عہد کی ایک ایسی یادگار قائم ہو سکتی ہے۔ جس پر عرب و عجم ہمیشہ کے لئے بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں۔ نہر زبیدہ کے بعد مدینہ اور مکہ کی درمیانی سڑک تا قیامت صدقہ جاریہ کی صورت میں قائم رہے گی۔ جس سے سارے عالم اسلام کے حاجیوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر جون ۱۹۳۶ء ص ۷، ۸]

حجاج سے کرائے وغیرہ میں لوٹ:

ابن سعود کے حکم پر اونٹ مالکوں پر جبر کر کے حجاج سے ناجائز کرایہ کی وصولیابی کی گئی۔

چشم دید گواہوں کے بیان کے مطابق اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"حاجیوں کے ساتھ نرمی اور سلوک یہ ہوا کہ رابغ سے مکہ مکرمہ تک چار گنی (پونڈ) کرایہ مقرر ہوا تھا۔ حاجیوں سے وصول کر لیا گیا۔ مگر ہمارے روبرو اونٹ والوں کو ایک گنی فی حاجی دیا گیا۔"

[۱۴ر اگست ۱۹۲۵ء ص ۲]

حاجی عبد الستار صاحب کا بیان ہے:

"رابغ بندر سے مکہ مکرمہ تک اونٹ کا بمع شغدف کے مبلغ ۵۰ر روپے کرایہ حاجیوں سے وصول کیا گیا۔ مگر اونٹ والوں کو صرف ایک ایک پونڈ دیا گیا۔ واپسی پر حاجیوں نے واویلا کیا۔ اور کہا کہ ہم لوٹ لئے گئے۔ ہم اتنا سخت کرایہ نہیں دے سکتے۔ ہم کو اجازت دے دی جائے کہ ہم جدہ شریف کے راستے چلے جائیں۔ کونسل نے اطلاع دی ہے کہ راستہ کھلا ہے۔ اس پر مکہ معظمہ سے رابغ شہر تک مبلغ ۲۲/۸ کرایہ لیا گیا اور اونٹ والوں کو مبلغ ۸ر دیئے گئے۔ رابغ شہر سے رابغ بندرگاہ تک حاجیوں سے کرایہ مبلغ ۵۴ر وصول کیا گیا۔ اور اونٹ والوں... کو دیا گیا۔

اور بقیہ مبلغ ۵۴ر فی اونٹ ابن سعود نے اپنا پیٹ بھرنے کے لیے حاجیوں سے ناجائز وصول کیے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر اگست، ۱۹۲۵ء، ص، ۷]

عبد المغنی صاحب سوداگر جفت، چاندنی چوک، دہلی کا بیان ہے:

"میں جہاز کرجستان سے راہی مکہ ہوا۔ راہ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ رابغ سے مکہ تک بھی امن سے پہنچے۔ رابغ میں نجدیہ کی حکومت ہے۔ مجھ سے مع شغدف چھپن روپیہ اور خالی اونٹ کی اڑتالیس روپے لیے گئے۔ لیکن تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ اونٹ والوں کو فقط ۱۲ر مجیدی فی اونٹ دیئے گئے۔ ہم نے اس کے متعلق عبداللہ صاحب ٹھیکے دار لدھیانہ کی معرفت محکمہ سے سوال کیا: کہ اشتہارات میں تو پندرہ یا سترہ روپے لکھے گئے تھے، اب اس قدر زاید کیوں لیا گیا؟ تو اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ البتہ واپسی کے وقت فی اونٹ گیارہ مجیدی وصول کیے گئے۔ مجیدی آج کل ۲۰ر قرش کو چلتی ہے۔ اور روپیہ ۱۸ر قرش کو۔ واپسی کے وقت شغدف کی ۱۲ر مجیدیاں لی گئیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶]

مولانا حاجی حسام الدین صاحب...... ساکن کاشغر (چین) بیان کرتے ہیں کہ

"میں جہاز جہانگیر سے راہی مکہ ہوا۔ رابغ سے مکہ تک امن تھا۔ شندف کا کرایہ ۵۶ر روپیہ لیا گیا۔ اور خالی اونٹ کا کرایہ ۴۳ر روپیہ ۴ روز میں رابغ سے مکہ پہنچے۔ راستہ میں تکلیف نہیں ہوئی۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء ص ۸]

مولانا امام الدین صاحب لکھنوی کہتے ہیں:

"ایک بات جو خاص طور پر قابل ذکر ہے یہ ہے کہ ہم سے اولاً یہ کہا گیا تھا کہ رابغ سے مکہ تک ۲۴ روپیہ وصول کیے جائیں گے لیکن اس اعلان کے خلاف ارکان خلافت کمیٹی سے مشورہ کرنے کے بعد پھر دوسرے ۲۴ روپیہ وصول کیے گئے یہ ۴۸ روپیہ صرف اونٹ کے تھے۔ اس میں آٹھ روپیہ اور شغدف کے لئے طلب کیے گئے گویا اس طرح پر فی اونٹ مع شغدف کے چھپن روپیہ وصول کیے گئے۔ ہماری ہندوستانی خلافت کمیٹی کے مہربان حضرات نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر اور جوان کے جبے اور عمامے کی صورت میں وصول ہوا ہندوستانی حاجیوں کی جیبیں یہ کہہ کر کٹوادیں کہ اس سال ہم اپنے ساتھ کنگال حاجیوں کو نہیں لائے ہیں بلکہ ہمارے ساتھ نہایت مالدار حاجی آئے ہیں۔ ابن سعود کی عقلی کیفیت اور قوت فیصلہ کا اس سے ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے حجاج کو حکم دیا کہ لوگ اپنا پاسپورٹ لے کر دستخط کرنے کے لئے آئیں اور فی پاسپورٹ نصف مجیدی ہمراہ لیتے آئیں۔ لیکن جب حاجیوں سے آدھی مجیدی وصول کرلی گئی تو انہیں ہمارے ہندوستانی بھائیوں کے مشورے کے بموجب آدھی مجیدی کا بو...... ہندوستان کی خلافت کمیٹی کے ارکان کا مشورہ تھا۔

[اخبار الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۷، ۸]

چٹاگانگ کے سب انسپکٹر عزیز الرحمٰن صاحب جنہوں نے حالات حجاز خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے بیان کرتے ہیں کہ:

"مکہ معظمہ میں پانی کی کچھ قلت تھی اور اشیاء خوردنی کی قیمتیں زیادہ تھیں جوحج کے عین قریب آئے ان کو کرایہ زیادہ دینا پڑا وجہ یہ تھی کہ اکثر لوگ اپنے اپنے اونٹ لے کر نہیں آئے تھے کیوں کہ وہ زیادتی ٹیکس کے مخالف تھے لیکن سڑکیں پر امن تھیں اور حج امن سے گزر گیا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ رجولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

حجاج نجدی بدانتظامیوں سے پریشان:

حاجی اسد اللہ اور غلام محمد صاحبان بیان کرتے ہیں کہ

"پھر ہم عرفات گئے اخراجات کے لئے معلموں نے ہم سے فی کس دس دس روپیہ بطور بیعانہ لیا اور کہا کہ کمی بیشی کا بعد میں حساب کرلیں گے اور پھر منا میں اونٹوں پر لے گئے اور کسی کو پانچ نمازیں نہ پڑھنے دیں کسی کو نہیں اتارا باوجود اس کے کہ ایک ایک ماہ قبل لوگوں نے اونٹوں کا کرایہ دے دیا تھا مگر پھر بھی سخت بدانتظامی کی وجہ سے اونٹ نہ ملے اور پیدل جانا پڑا۔ حج کے موقعہ پر خطبہ نہیں پڑھا گیا واپسی کے وقت نجدیوں نے بری طرح اونٹ چلائے جس سے کئی عورتیں اور مرد نیچے دب کر مر گئے اور جب ہم شیطانوں کو کنکریاں مارنے گئے تو اژدھام کی وجہ سے اونٹ والا ہمیں وہاں تک نہ پہنچا سکا آخر ہم کو وہ اونٹوں کے نیچے سے لاکر واپس لے گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں ہم بھی نہ کچلے جائیں پھر جب ہم مکہ معظمہ پہنچے تو معلموں نے عرفات کا کل خرچ فی کس تینتیس تینتیس روپے لیا۔ ہم نے کہا کہ یہ ظلم تو شریف کے زمانہ میں بھی نہ تھا کئی غریب آدمی تھے ان کو اگر اتنے خرچ کا پتہ لگتا تو پیدل چلے جاتے کہ بعض غریب آدمی ہیں جو اتنی رقم نہیں دے سکتے اس پر انہوں نے ڈانٹ کر کہا کہ اگر کوئی نہیں دے گا تو ابن سعود اسے قید کرلے گا۔ نہر زبیدہ کا ۷ر تاریخ سے پانی بند تھا۔

عرفات میں پانی خاطر خواہ تھا واپسی پر بھی پانی بدستور نہر زبیدہ میں بند رہا چھ سات روز وہاں رہے بدستور پانی بند رہا۔ بارش کا پانی ایک مشکیزہ سوا روپے میں ملتا ہے ایک شخص سے ہم نے قلت آب کا شکوہ کیا تو اس نے زور سے کہا کہ کون کہتا ہے کہ پانی نہیں ملتا میں نے اڑھائی مجیدی (فی مجیدی...) کا ایک کنستر لیا ہے ہم نے کہا کہ جس کے پاس اڑھائی مجیدی نہ ہو تو وہ کیا کرے پھر وہ خاموش ہو گیا واپسی کے وقت جدہ تک فی کس اکیس اکیس روپے لئے گئے ہم نے جب معلموں سے گرانی کرایہ کا شکوہ کیا تو وہ بولے کہ ابن سعود کی طرف سے اعلان ہے اس میں نہ ہمارا دخل ہے نہ بدؤوں کا۔ نیز انہوں نے بیان کیا کہ ابن سعود ہم معلموں کو جو دس روپیہ ملتے ہیں اس میں سے آٹھ روپیہ لے لیتا ہے اور ہمیں صرف دو روپیہ ملتے ہیں جدہ پہنچ کر وکیل کو ٹکٹیں

دیں یہ ٹکٹیں اگر صبح دیدیں تو چار بجے مل جایا کرتی تھیں لیکن ہمیں ۴ یوم تک ٹکٹیں نہیں ملیں اور وقت خراب کرتے رہے ہم نے ٹکٹیں نہ ملنے کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی زیادہ رشوت دے اتنی جلدی اس کو ٹکٹیں مل جاتی تھیں۔

آخر قہر درویش بر جان ...ہم نے بھی پانچ روپیہ دے کر مشکل سے رات کے دس بجے چوتھے دن ٹکٹیں لیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹری کے فی کس سوا پانچ پانچ روپیہ ہم سے لئے ڈاکٹری وغیرہ تو کچھ نہیں صرف ایک کاغذ پر مہر لگا کر دے دی پھر کہیں خدا خدا کر کے کشتی پر سوار ہوئے۔ مگر پھر بھی فی کس کشتی والوں کو ایک روپیہ چھ آنہ چڑھاوا چڑھانا پڑا۔ پوچھا یہ کیوں؟ کہا کہ حکومت کا حکم ہے یہ ابن سعود کے آدمی تھے جو کشتیوں پر روپیہ وصول کر رہے تھے پھر اسباب چڑھانے کے لئے فی آدمی چار چار آنہ دیئے مگر پھر بھی انہوں نے اسباب نہ چڑھائے جہاز والوں نے چڑھائے پھر یہ مصرعہ پڑھتے ہوئے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔

صدقے اس انتظام کے کیا انتظام ہے

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۶]

حاجی محمد امرت سری بیان کرتے ہیں:

"جدہ سے مکہ کی طرف روانہ ہونے کے وقت موٹروں کا حال دریافت کیا تو موٹروں کا انتظام بہت خراب تھا سب موٹریں ٹوٹی پھوٹی تھیں۔ ۱۱ ذیقعدہ کو جدہ سے اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے کرایہ فی اونٹ ۲۳ روپیہ مقرر ہے۔

مزید کہتے ہیں:

"واپسی کے وقت کوئی انتظام ٹکٹوں کا نہ تھا جو معلم اس لئے مقرر کئے وہ بہت پریشان کر کے ٹکٹیں دیتے تھے معلم دھکے مارتے تھے اور جدہ میں کوئی عدالت اس کی نہیں ہے جدہ میں عدالت نصاریٰ یعنی انگریز کرتے تھے اہل مکہ اور اہل مدینہ سب نجدیوں سے بیزار ہیں یہ بدانتظامی دیکھ کر حکومت نجدیہ پر چار حرف بھیجتے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷]

حج کے دوران اونٹوں کی قلت:

اونٹ مالکان پر جبر کیا گیا انہیں حجاج سے زیادہ کرایہ لینے پر مجبور کیا گیا اور خود انہیں اس میں سے بہت تھوڑی رقم دی گئی جس کے سبب اونٹوں کے مالک گھروں کو چلے گئے اور اس وجہ سے حجاج کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حاجی محمد اعظم لدھیانوی کہتے ہیں:

"چند دیہاتی بدو اپنے اونٹ لے کر سلطان سے ناراض ہو کر واپس چلے گئے تقریباً ۸ ہزار اونٹ واپس گئے اس وجہ سے اونٹ ملنے میں بڑی دقت ہوئی اونٹ کا کرایہ ۲۳ روپے تھا۔ (مکہ سے عرفات تک) مزدلفہ

میں بعد نماز عشاء اونٹ نہیں ملے۔

تین بجے شب تک لوگ روانہ ہوتے رہے اونٹ نہ ملنے سے کوئی رکا نہیں حج میں تمام لوگ گئے گو تکلیف سے گئے مگر سب کو حج ملا منی کی گولہ باری کے بعد بہت سے حاجی مکہ واپس چلے مگر سلطان نے راستہ سے واپس بلالیا اس پر لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ بہتوں کو حج نہیں ملا۔

[اخبار الفقیہ: ۱۴،۷: اگست ۲۶ء ص ۱۲،۱۳]

ٹائمز آف انڈیا کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کو سواریوں کے بارے میں سخت تکلیفیں ہوئیں اور بہت سے حاجیوں کو بغیر حج واپس آنا پڑا۔ اونٹ کے سوا اور کوئی سواری نہ تھی اور وہ بھی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا کیوں کہ ابن سعود کی حکومت نے اونٹوں پر بھاری ٹیکس عاید کر دیا تھا اس لئے اونٹوں والوں نے اپنے اونٹ سواریوں کے لئے نہیں بھیجے.... حاجیوں کو اس بات کی شکایت بھی تھی کہ نجدی پولیس میں خرابیاں موجود تھیں لیکن سڑکیں نہایت پر امن تھیں۔

[اخبار الف تے: ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

میاں مہر غلام رسول صاحب امرتسری کا بیان ہے:

''جدہ میں موٹروں کا کرایہ دریافت کیا تو پہلے روز فی کس پندرہ روپیہ تھے۔ پھر تیسرے روز دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فی کس بیس روپے ہو گئے ہیں مگر بغیر اسباب کے یعنی اسباب ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے۔ پھر ہم نے ایک معلم سے اونٹوں کا بندوبست کیا فی کس اکیس روپیہ طے ہوا روانہ ہوئے مقام جدہ میں ذیقعدہ کا چاند نظر آیا جمعہ مکہ معظمہ میں ادا کیا صرف ایک روز مکہ معظمہ قیام کر کے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے فی کس اونٹ آمد و رفت از مکہ تا مدینہ ایک سو چالیس روپیہ مقرر ہوئے۔''

[اخبار الفقیہ: ۱۴،۷: اگست ۲۶ء ص ۱۷]

ناجائز ٹیکس:

حرمین طیبین خاص کر مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے والوں پر ناجائز ٹیکس عائد کر دیا گیا جس کے سبب بہت سے حجاج کرام مدینہ طیبہ جیسے شہر میں اپنی حسرتیں پوری کرنے سے محروم رہے۔ ایک سید صاحب کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

''حکومت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ایمانداروں اور عشق رسول کے متوالوں کو اس مبارک شہر میں ایک ہفتہ یا آٹھ روز سے زیادہ عرصہ کے لئے وہاں ٹھہرنا چاہے تو اس کو فی ہفتہ ایک گنی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اس سے تو یہی نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ نجدیوں کو مدینۃ الرسول کی آبادی ایک آنکھ نہیں بھاتی بلکہ وہ جبراً و حکماً عشاق رسول کو شہر

سے خارج کرتے رہتے ہیں چنانچہ حصول مقصد کے لئے انہوں نے نئے نئے ٹیکس اور سنگین محصول جاری کر رکھے ہیں۔

اخبار مزید لکھتا ہے:

”بعض اوقات عورتوں پر ایسے مظالم ڈھائے جاتے ہیں کہ جن کا بیان کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور زبان خامہ پھٹ جاتی ہے۔ مدینہ شریف میں احترام کے پیش نظر حائضہ عورتیں زیارت نہیں کر سکتیں لیکن وہاں انہیں ایک ہفتہ سے زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہیں اگر ٹھہریں تو فی ہفتہ ایک گنی ٹیکس ادا کریں یہ بڑا ظلم ہے عشق رسول اور زیارت روضہ اقدس کے شوق میں ایک عورت ہزار ہا میل کا سفر طے کر کے مدینہ شریف پہنچتی ہے لیکن قدرتی مجبوریوں کی وجہ سے وہ روضہ اطہر کی زیارت نہیں کر سکتی اور اگر اس کے پاس ایک گنی زائد خرچ نہ ہو تو سلطان ابن سعود کے ظالم کارندے اسے بیک بینی و دو گوش مدینہ طیبہ سے خارج کر دیں گے اور وہ دست بدست دگر سے یا بدست دگر سے مدینۃ الرسول سے نکال دی جائے گی بغیر ایک گنی ٹیکس دیئے وہاں ٹھہرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں۔“

[۲۱ / جون ۱۹۳۶ء ص ۸]

حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین آغا خواجہ محمد حسن جان صاحب قبلہ سرہندی مجددی نقشبندی ساکن کوئٹہ لکھتے ہیں:

(۱) شریف مکہ اور ترکوں کے زمانے میں زائرین فقراء مدینہ طیبہ کو کھلی اجازت ہوتی تھی کہ جب تک چاہیں اقامت پذیر ہوں حکومت کی طرف سے نہ ان کو کوئی گرفت تھی اور نہ زر نقدی کا مطالبہ تھا مگر اس حکومت نجدیہ نے یہ ظلم ڈھایا ہے کہ صرف آٹھ یوم کے لئے زائرین کو وہاں ٹھہرنے کی اجازت ہوتی ہے آٹھویں دن یا تو انہیں واپس کیا جاتا ہے یا اگر وہ زیادہ رہنا چاہیں تو فی یوم کے حساب سے ۲ روپیہ تک جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے اس حرکت نازیبا سے جو شائقین دور دراز سے سفر طے کر کے وہاں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں اور ابھی ان کے دل کے ارمان پورے نہیں ہوتے تو حکومت کا ڈنڈا انہیں مجبوراً واپس کر دیتا ہے جس سے وہ شکستہ خاطر ہو کر حکومت نجدیہ پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے واپس ہو جاتے ہیں اس مصیبت کے علاوہ ان کو ایک مالی مصیبت بھی درپیش آجاتی ہے کہ جدہ سے مدینہ طیبہ تک پونے تین سو میل کا فاصلہ ہے جس کا کرایہ ترکوں کے زمانہ میں ۵۰، ۳۰، تک تھا۔

شریف مکہ کے زمانہ میں ۷۰، ۸۰، تک پہنچ گیا تھا آج کل حکومت نجدیہ ۱۸۰، وصول کرتی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ زائد اخراجات اور راستوں کی سہولت میں خرچ کئے جاتے ہیں۔ آج ۱۳ / سال گزر رہے ہیں حکومت نجد نے ایک سڑک بھی تیار نہیں کرائی جو مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر منی تک پہنچ گئی ہو مگر ہاں منی کے قریب میں ایک شاہی محل ضرور نظر آتا ہے جس میں حاکم مکہ مع اپنی فوج کے رونق افروز ہوتا ہے اس

کے علاوہ ایک وقت زائرین مدینہ طیبہ کو یہ بھی پیش آتی ہے کہ جو مسلمان اپنی مستورات کو ساتھ لے جاتے ہیں کئی ایک عورتوں کو وہاں پہنچتے ہی حیض کا عارضہ پیش آجاتا ہے اس کی وجہ سے وہ مسجد نبوی میں داخل ہو سکتی ہیں نہ روضۂ اطہر سے مشرف ہو سکتی ہیں اب آٹھویں دن بے نیل ومرام خائب وخاسر ہو کر حکومت نجد کے حق میں معلوم نہیں کیا کیا کہتی ہوئیں بدل تپاں چشم گریاں واپس ہوتی ہیں مال بھی گیا تکالیف سفر کو بھی برداشت کیا مگر حکومت نجد کے ظلم وستم نے پھر بھی ان کو کامیاب ہونے نہ دیا۔''

[الفقیہ، ۷/ستمبر ۱۹۲۸ء ص ۹،۱۰]

ابن سعود اور چنگی کی وصولی:

حجاج کرام سے ان کے مال کی چونگی، لی جاتی تھی فقرائے حجاز پر خرچ کرنے کے لئے جو غلہ دوسرے ملک سے آتا اس پر بھی چونگی وصول کی جاتی تھی۔ کفن کے لئے جو کپڑا حجاج لے جاتے اس پر بھی چونگی لی جاتی تھی۔ مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی، اس تعلق سے رقمطراز ہیں:

''ناظرین اخبار پر مخفی نہیں کہ نجدیوں نے حاجیوں سے ان کے مال واسباب کی چونگی لی۔ چنانچہ وہ غلہ گندم جو فقرائے حجاز میں تسلیم کرنے کے لئے خدام الحرمین کا وفد ہمراہ لے گیا تھا ابن سعود نے اس کا محصول چونگی بھی وصول کیا۔ ہر چند کوشش کی گئی کہ اس کا محصول معاف کیا جائے۔ مگر اس نے معاف نہ کیا۔

۱۴/مارچ ۱۹۲۶ء کے الفقیہ میں مولانا احمد مختار صاحب کا ایک مراسلہ چھپا ہے جس میں مولانا فرماتے ہیں:

''کراچی سے ہمارے ساتھ صدر الوفد کے نام پر پچاس بوری گندم اسٹیمر جہانگیر میں آئیں ہیں پر سوں معافی حصول کسٹم کے لئے میں نے عبداللہ زین العلی رضا صاحب گورنر جدہ سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ امر میرے اختیارات سے بالاتر ہے اختیار معافی حصول نائب السلطنت یا سلطان کو ہے۔ میں فوراً نائب السلطان کے پاس گیا اس سے کہا کہ یہ غلہ فقرائے حجاز پر تقسیم ہوگا لہٰذا محصول معاف کیا جائے تو مجھ سے وعدہ کیا گیا کہ کل صبح آدمی بھیج دینا میں افسر جمرک کے نام چٹھی دے دوں گا کل اسی مضمون کا خط لکھ کر آدمی روانہ کیا اس کا جواب ملا، محصول معاف کرتے ہیں بشرطیکہ ہمارے مقرر کردہ لوگوں کے ذریعہ سے تقسیم کرو۔

یہاں سے فوراً جواب لکھ دیا کہ غلہ وغیرہ ضرور حجاز کے سربرآوردہ اور واقف حال بزرگوں کی جماعت کے ذریعہ تقسیم ہوگا مگر سرکاری مداخلت کے بغیر اگر چہ ہم کو محصول ہی ادا کرنا پڑے۔'' (چنانچہ محصول ادا کیا گیا)

اور الفقیہ حجاز نمبر میں حضرت مولانا نثار احمد کا بیان بطور سوال جواب طبع ہوا ہے۔ ان سے سوال ہوا۔

(س) داخلہ کا ٹیکس کس قدر دیا؟

(ج) فی ٹکٹ سات روپے لئے جاتے تھے بچہ بھی اگر ساتھ ہو تو اس پر بھی ٹیکس ہے جو ابن سعود لیتا ہے۔

(س) سامان کی چنگی اور حفاظت کا جدہ میں کیا انتظام ہے؟

(ج) چنگی بہت زائد لی جاتی ہے حتی کہ لوگ کفن کے لئے تھان لے جاتے ہیں ان پر بھی چنگی لی جاتی ہے رشوت بھی خوب چلتی ہے۔"

علاوہ اس کے جو لوگ حج کر کے آئے ہیں وہ سب متفق ہیں کہ نجدیوں نے حاجیوں سے چنگی لی۔

ابن سعود نجدی پر ایک غیر مقلد مولوی کا فتویٰ:

نجدی حکومت کی اس چونگی سے متعلق انہیں کی جماعت کے ایک نامور مولوی نے حرام و ناجائز کا فتویٰ جاری کیا، مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی، اس فتویٰ کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اب چنگی لینے والوں پر مولوی عبد الاحد خانپوری غیر مقلد مقیم راولپنڈی کا فتویٰ سنئے۔

وہ اپنے چوروقہ میں جو انہوں نے ابھی شائع کیا ہے لکھتے ہیں۔

"جاننا چاہئے کہ ملازمت چونگی کی حرام و سخت ہے اور گناہ کبیرہ و زنا سے بدتر علاوہ رشوت خوری ہے۔ دیکھو (مشکوۃ شریف ص ۳۱۰ سطر ۲۸)

ایک طویل حدیث ایک عورت غامدیہ کے بارہ میں جس نے زنا کا اقرار کیا اور سنگسار کی گئی اور رجم کی حالت میں خالد نے اس کو برا کہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا مهلا یا خالد فوالذی نفسی بیده لقد تابت توبة............ رواہ مسلم۔ یعنی اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر یہ توبہ چنگی والا کرتا تو بخشا جاتا اس کو۔

اور مجمع البحار میں لکھا ص ۳۰۹ سطر ۱۵ حرف میم میں حدیث لا یدخل الجنة صاحب مکس اور سطر ۱۷ میں لکھا وفیہ ان المکس اعظم الذنوب وذلك لكثرة مطالبات الناس ومظلماتهم وصرفها فی غیر وجها انتهی۔ یعنی رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ چونگی والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ چونگی کی ملازمت تمام گناہوں سے بہت بڑا گناہ ہے۔ اور یہ بسبب کثرت مطالبات لوگوں کے قیامت میں اس کے اور حقوق و مظالم ان کے۔ اور صرف کرنا ان حقوق کا بیچ غیر وجہ ان کے، انتہی۔

اور علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اپنی کتاب زواجر جلد ۱ ص ۱۴۱ کبیرہ ایک سو اکتیس میں لکھا سطر ۲۸ میں جبایة المکوس والدخول فی شیء من توابعها الخ۔ اور وہ داخل ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کی انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئك لهم عذاب الیم، یعنی سوائے اس کے نہیں کہ راستہ ملامت و سزا کا ان لوگوں پر ہے کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر ناحق اور زیادتی کرتے ہیں زمین میں ناحق ان لوگوں کے واسطے عذاب ہے دردناک۔"

بجائے عربی عبارت کے ترجمہ لکھوں گا جس کو شک ہو وہ اصل کتاب دیکھ لے۔ ہم نے صفحہ و سطر و جلد و نمبر کبیرہ لکھ دیا ہے۔ اور چونگی والا ساتھ تمام اپنے اقسام کے لینے والا چونگی کا اور لکھنے والا اس کا اور گواہ اس کا

اور تولنے والا اس کا اور ماپ کرنے والا اس کا، اور غیر ان کا یہ سب بہت بڑے مددگار ظالموں کے ہیں۔ بلکہ وہ خود ظالم ہیں اس واسطے کہ وہ لیتے ہیں وہ مال جس کے وہ مستحق نہیں ہوئے اور دیتے اس کو غیر مستحقین کو اور اسی واسطے نہ داخل ہوگا چونگی والا جنت میں۔ اس واسطے کہ گوشت اس کا پیدا ہوتا ہے حرام سے۔ چنانچہ آگے آئے گا۔

اور نیز اس واسطے کہ انہوں نے اپنی گردن پر لئے حقوق ومظالم اللہ کے بندوں کے اور کہاں سے ہو سکے گا واسطے چونگی والے کے قیامت میں یہ کہ ادا کرنے واسطے لوگوں کے وہ مال جو مال لیا ہے ان سے سوائے اس کے نہیں کہ وہ لیں گے اس کی نیکیاں اور وہ چونگی والا داخل ہے بیچ اس قول حضرت ﷺ کے، کیا جانتے ہو تم کہ کون مفلس و نادار ہے؟ کہا صحابہ نے یارسول اللہ ﷺ مفلس بیچ ہمارے وہ ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ رخت، فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے کہ آئے گا دن قیامت میں ساتھ نماز اور زکوۃ اور روزوں کے اور حال یہ کہ اس کو گالی دی اور اس کو مارا اور اس کا مال لیا۔ پس لے لے گا یہ شخص اس کی نیکیوں سے اور وہ اس کی نیکیوں سے۔ پس اگر فنا ہوگئیں اس کی نیکیاں پہلے ادا ہونے حق کے جو اس پر ہے لئے جائیں گے گناہ ان کے اور ان کے ڈالے جائیں گے اس پر۔

پھر وہ ڈالا جائے گا آگ میں۔ پھر حدیث بروایت احمد لایا، اس میں ہے فان هذه الساعة يستجيب الله فيها الدعا الا ساحرا و عشار، یعنی رات کی اس ساعت میں اللہ عزوجل قبول کرتا ہے دعا ہر ایک کی سوائے جادوگر اور چونگی والے کے۔ اور ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت لایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، لايدخل الجنة صاحب مكس، اور بہت احادیث لایا چونگی والے کے حق میں ایک حدیث میں فرمایا ان صاحب مكس فى النار یعنی چونگی والا دوزخ میں ہے۔ اور بہت بیان کیا تا ص ۱۴۳ سطر ۱۳۔

اور اقوال علماء کے بھی لایا۔ اور ص ۱۴۳ سطر ۱۷ میں فرمایا، وصح انه ﷺ قال لايدخل الجنة لحم نبت من سحت النار اولى به، یعنی جنت میں نہ داخل ہوگا وہ گوشت کہ پیدا ہو حرام سے دوزخ کی آگ بہت لائق ہے ساتھ اس کے اور چونگی بدترین حرام ہے اور بہت بڑے حرام سے ہے۔ وقد جعل العلماء والمكاسين من جملة اللصوص وقطاع الطريق بل لشر واقبح، یعنی تحقیق گردانا علماء نے چونگی والوں کو چوروں اور رہزنوں کی جماعت سے بلکہ ان سے شریر زیادہ اور بدتر زیادہ اچھی۔

پھر اسی چو ورقہ کے ص ۵ میں لکھتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چونگی والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(۱۳) اور یہ چونگی کی ملازمت تمام گناہوں سے بہت بڑا گناہ۔

(۱۴) اور ظلم کرنا لوگوں پر اور تعدی بغیر حق کے۔

(۱۵) اور ان کے واسطے عذاب الیم ہے۔

(۱۶) اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے بحکم حدیث کی اس واسطے کہ ان کا تمام گوشت پوست حرام سے اگا ہوا ہے۔

(۱۷) اور اس واسطے کہ چونگی والوں نے اپنی گردن پر بیشمار بندگان خدا کے مظالم اور حقوق اٹھاتے ہیں۔ ان چونگی والوں کی اگر حسنات ہوئیں تو قیامت میں حقوق والوں کو دیے جائیں گے۔ بعد ختم ہونے حسنات کے لوگوں کے گناہ چونگی والوں کے کے اوپر ڈال کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

(۱۸) اور چونگی والا مفلس ہوگا قیامت میں حسنات سے۔

(۱۹) اور چونگی والا دوزخ میں ہوگا بحکم حدیث کے۔

(۲۰) اور چونگی کی ملازمت بہت بری حراموں سے اور بہت بڑے حراموں سے ہے۔

(۲۱) اور بحکم حدیث جنت میں داخل نہ ہوگا وہ گوشت کہ حرام سے پیدا ہوا ہے دوزخ کی آگ لائق تر ہے ساتھ اس کے۔ (انتھی مافی الفتوی)

قابل توجہ حامیان ابن سعود

اے ابن سعود کو آسمان پر چڑھانے والو اور اس کی توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے والو اور اس کی ملوکیت کو خلافت راشدہ بنانے والو اور اس کے دور حکومت میں امن کے گیت گانے والو!

لاہور کے زمیندارو! امرت سر کے سردارو! سیالکوٹ کے حامیو! ابن سعود نامیو! کیا آپ کا ابن سعود اس فتوی کے مطابق ظالم، جنت سے محروم نہیں؟ کیا اب بھی آپ اس کو مطابق اس فتوی کے مستحق عذاب الیم، دوزخ میں جانے والا، چوروں رہزنوں سے بھی زیادہ شریر اور بدتر اور قیامت میں مفلس نہ سمجھیں گے۔ کیا اب بھی کچھ عذر ہے۔ بینوا توجروا۔

نوٹ:

اس فتوی کا لکھنے والا کوئی حنفی عالم نہیں ہے۔ بلکہ ایک مستند اہل حدیث غیر مقلد ہے۔ اس ملک میں چونگی کا محکمہ میونسپل کمیٹی کے ماتحت ہے۔ اس لئے جو غیر مقلد مولوی ممبر کمیٹی ہیں وہ بھی اس فتوی میں داخل ہوں گے۔ لہذا غیر مقلدین کو لازم ہے کہ ہرگز کمیٹی کی ممبری نہ لیں۔ اور چونگی میں جتنے غیر مقلد محرر ہیں یک قلم سب کو مستعفی ہو جانا چاہئے۔

ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

[الفقیہ: ۱۳ر ستمبر ۱۹۲۶ء ص ۳۰۲]

حجاج سے ناجائز وصولی میں ابن سعود کا فائدہ:

جناب مولانا حاجی سید احسن صاحب کشمیری ریاست رامپور، ابن سعود کی حکومت میں حجاج کرام کے

مال و اسباب کے لوٹے جانے میں ابن سعود کا مالی فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معلموں سے معلوم ہوا اور خود تجربہ ہوا کہ ابن سعود کو فی حاجی چودہ پندرہ گنی پہنچ جاتی ہیں ہر معلم سے فی حاجی سلطان تیرہ روپیہ چودہ آنہ وصول کرتا ہے اور معلم فی حاجی ساڑھے سینتیس اس سے کم زیادہ پچیس روپیہ تک وصول کرتا ہے موٹر مدینہ طیبہ کو ۱۶ گنی سے شروع ہوا آخر کو دس گنی تک ہو جاتا ہے۔ مگر ہمارا موٹر سوا گیارہ گنی کو ہوا۔ ہم کو موٹر کمپنی سے معلوم ہوا کہ ابن سعود فی کس ساڑھے چھ گنی ہم سے لیتا ہے اور ڈھائی ریال شیخ الصعر و فیمن کے اور کچھ رقم معلم کی بھی خفیہ ہوتی ہے۔ غرض موٹر والے کو تین گنی سے کچھ زیادہ ملتا ہے۔

اور ایسا ہی اونٹ میں اونٹ والے اور موٹر والے دونوں ابن سعود کو کوستے ہیں اور محصول بھی بہت سے ہیں صفائی نہر زبیدہ ایک روپیہ مدینہ طیبہ داخل ہو تو فی کس گیارہ آنہ جدہ میں جہاز سے اترتے ہی کشتی کا ایک روپیہ جدہ کے وکیل کے تین روپیہ واپسی میں بھی جدہ میں تین روپے لئے جاتے ہیں غرض یہ ہے کہ چودہ گنی وصول کرتا ہے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴؍ نومبر ۱۹۲۹ء ص ۷]

حجاج کے مال و اسباب کی لوٹ مار:

اخبار الفقیہ ایک حاجی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:

"معلموں کے خلاف عام حاجیوں کو شکایت ہے وہ چونکہ فصل حج کے کاٹنے اور بھیڑوں کی اون اتارنے میں حکومت کے دست و بازو کا کام دیتے ہیں اس لئے حکومت ان کے سیاہ و سفید کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوتی ہے۔ وہ حاجیوں پر بے حد مظالم کرتے ہیں بیچارے غریب الوطنوں کو ہر طریق پر لوٹتے ہیں ان سے روپیہ ٹھیالیتے ہیں جیب کاٹ لئے جاتے ہیں مال خورد برد کر لیا جاتا ہے۔"

[۲۱؍ جون ۱۹۳۶ء ص ۷، ۸]

حرم شریف میں حجاج کا مال غیر محفوظ:

ابن سعود کی بدنظمی کا اثر یہاں تک تھا کہ خاص حرم شریف میں چوری، کی جا رہی تھی جیبیں کاٹی جا رہی تھیں۔ معاصر اخبار انیس کے مکتوب کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

"حرم میں روزانہ چوریاں ہوتی ہیں جیبیں کاٹی جاتی ہیں کل شب کو ایک مصری عورت کے پاجامے سے پونڈ کاٹ لئے گئے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴؍ جولائی ۳۶ء ص ۴]

حاجیوں کے خلاف خلافت کمیٹی کی نجدی افسروں سے سانٹھ گانٹھ:

مولانا امام الدین صاحب لکھنوی کہتے ہیں کہ:

''جس وقت کہ امیر علی کا یہ حکم مکہ میں پہنچا کہ حجاج جدہ سے جاسکتے ہیں تو تمام بخاری اور افغانی حاجی اور ایک کثیر تعداد میں ہندوستانی حاجیوں کی جدہ سے جانے کے لئے مصر تھی کیوں کہ اس راستہ سے ان کو بہت سہولت پہنچتی۔ لیکن خلافت کمیٹی کے ارکان نے حاجیوں کے اس آرام کا لحاظ نہ کرتے ہوئے حافظ وہبہ سے جو کہ ابن سعود کے افسر اعلیٰ ہیں کہا کہ حاجیوں کو سرکاری طور پر منع کر دیا جائے کہ حاجی جدہ سے نہ جانے پائیں۔ بالآخر حکومت نجدیہ نے اس کے مشورہ پر عمل کر کے حاجیوں کو رابغ کی ہی جانب سے جانے پر مجبور کیا واپسی کے وقت حاجیوں سے بارہ روپیہ فی کس وصول کئے۔ اور اس تخفیف کی خاص وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے کہا کہ ہمارے پاس زائد روپیہ نہیں ہے ہم اس سے زائد نہیں دے سکتے وگرنہ ہم جدہ سے جائیں گے۔''

[اخبار الفقیہ: ۷/ ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۸،۷]

وفد خلافت کمیٹی کا حاجیوں سے غلط برتاؤ:

مولانا امام الدین صاحب لکھنوی لکھتے ہیں:

''مجھ کو ارکان خلافت سے ایک خاص شکایت یہ رہی کہ بمبئی سے جاتے وقت تمام راستہ میں میں نے ان کا طرز عمل حاجیوں کے ساتھ حقارت آمیز دیکھا بخلاف اس کے کہ یہ لوگ جھک جھک کر انگریزوں کو سلام کرتے تھے۔''

[۷/ ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۸،۷]

ابن سعود کو اھل مکہ سے ٹیکس وصول کرنے کا خلافت کمیٹی کا مشورہ:

مولانا امام الدین صاحب لکھنوی مزید کہتے ہیں:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت ارکان خلافت پر یہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ اہل مکہ ابن سعود کو قبول نہیں کرتے تو انہوں نے ابن سعود کو مشورہ دیا کہ جب یہ لوگ آپ کے اس قدر مخالف ہیں تو آپ ان پر ٹیکس کیوں نہیں لگاتے جس کے بعد سے ابن سعود نے ہر معلم پر فی نفر دو روپیہ ٹیکس کا مقرر کیا ہے۔''

[اخبار الفقیہ: ۷/ ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۸،۷]

ہندوستانی خیراتی رقم وفد خلافت کے ذریعہ، وھابیہ میں تقسیم:

وفد خلافت ہندوستان سے اہل حجاز کے لئے جو مالی امداد حاصل کر کے لے گیا تھا وہ حجاز کے اصل

حقداروں تک نہیں پہنچی۔ اراکین وفد خلافت نے عبداللہ نامی وہابی کو ساری رقم سونپ دی اور اس نے قصداً وہابیہ ہی میں اس رقم کو تقسیم کر دیا اس طرح اصل حقدار ہندوستانی امداد سے محروم رہے۔ حاجی علی خان ساکن بریساں سویٹ، مقام موٹ بریا بیان دیتے ہیں کہ:

''خیرات کا جو روپیہ ہندوستان سے خلافت کے لوگ لے کر گئے تھے، وہ عبداللہ وہابی کے ذریعے تقسیم کرایا۔ نیز عمر گھڑی ساز بھی اس تقسیم میں شریک تھا۔ یہ لوگ صرف چھانٹ چھانٹ کر وہابیہ ہی کو تقسیم کرتے تھے۔ اگر کوئی سُنی کسی طرح بے حیائی کر کے مانگ ہی بیٹھا تو ایک آدھ مجیدی پر ٹال دیتے۔ مجاورین حرم و خدام حرم شریف کو بھی بہت سے بہت چار مجیدی دے کر ٹال دیا۔ ہاں وہابیہ کو ۳۰۔۳۰ مجیدی دیے گئے۔ بچے سے لے کر بڑے تک امیر علی کو چاہتے ہیں اور ابنِ سعود کی حکومت ایک آن کے لیے نہیں چاہتے۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶،۵]

مکہ والوں کے ساتھ مالی خیانت:

حاجی عبدالقادر صاحب بیان کرتے ہیں:

''یہی عرب صاحب جو اس وقت قصور میں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے کچھ مجیدیاں ایک دوکاندار کے پاس امانت رکھی ہوئی تھیں۔ اور رسید اس کے دستخط اس کے بعد موجود تھے۔ مجیدیاں طلب کرنے پر اُس نے انکار کر دیا تو یہ صاحب قاضی صاحب کے پاس رسید لے کر گئے۔ اور سارا قصہ سنایا۔ قاضی صاحب نجدی ہیں۔ آپ نے دوکاندار کو بلایا۔ وہ بھی نجدی ہی ہوگا۔ روبرو ہونے پر رسید کو قاضی صاحب نے پھاڑ دیا اور کہا کہ جاؤ۔ یہ شریف کے زمانہ میں تم نے روپیہ امانت رکھا تھا اور شریف کے زمانہ میں ہی لے سکتے ہو۔''

[اخبار الفقیہ: ۱۳ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۲]

حاجی عبدالستار صاحب بیان کرتے ہیں:

''ایک عرب نے کسی شخص سے کچھ قرضہ لینا تھا۔ گورنر مکہ کی خدمت میں مدعی نے حاضر ہو کر دادرسی چاہی اور رسید پیش کی۔ گورنر نے پوچھا: قرضہ کب دیا تھا؟ مدعی نے جواب دیا: شریف حسین کے عہد میں۔ گورنر نے بلا تامل رسید پھاڑ دی اور کہا جب شریف حسین پھر آئے گا، وصول کر لینا۔ یہ ہے انصاف۔''

[اخبار الفقیہ: ۱۳ر اگست، ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷، ۸]

اہل مکہ اور نجدیوں کے مابین لڑائیاں:

عبدالمغنی صاحب سوداگر جفت، چاندنی چوک، دہلی کا بیان ہے کہ

''ذرا ذرا سی بات پر اہلِ مکہ و نجدیہ میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلقات نہایت کشیدہ ہیں۔ اہلِ مکہ نجدیہ سے تنگ ہیں۔ اور اس کو پسند نہیں کرتے ہیں کہ ایک منٹ کے لیے نجدیہ کی

حکومت وہاں رہے۔ وہ شریف حسین کے متعلق یہ کہتے تھے کہ شاید ابن سعود اس سے بہتر ہوگا۔ مگر اب انہوں نے اس سے بدرجہا بدتر پایا اور سخت نالاں ہیں۔ مکہ میں صرف دہلی والے علی جان کے لوگ ابن سعود کے طرف دار ہوتے ہیں۔ باقی کوئی نہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶،۷]

حاجی علی خان ساکن بریساں سویٹ، مقام موٹ بریا بیان کرتے ہیں:

"حج کے بعد دو روز مکہ والوں اور نجدیوں میں ان کے مظالم کے سبب لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں عبداللہ عبدالحکیم پھر حالات .... پتھر لگا اور سنا ہے کہ قمر احمد صاحب نے بھی بعض نجدیوں کے ہاتھوں بہت سے بید کھائے اور اُن کے بہت چوٹ آئی۔ باوجودیکہ خلافت کے آدمیوں کی ابن سعود کی طرف سے بہت خاطر و مدارات کی گئی۔ ہم جن معلم کے یہاں ٹھہرے تھے، وہیں قمر احمد بھی ٹھہرے تھے۔ معلم کا نام عبدالوہاب قمرالدین ہے۔ بانا جی کے مکان میں خلافت وفد کا مجمع ہوتا تھا۔ سائن بورڈ لگایا گیا تھا۔ اس معلم کی معرفت خلافت کے چار آدمیوں کے لیے اگال، مشلح، سمادہ، عبا وغیرہ سر سے پیر تک پورے جوڑے بھیجے گئے۔ ان چار آدمیوں میں قمر احمد بھی شامل تھے۔ ہم نے یہ بھی سنا کہ ۷۰۔ ۷۰ اشرفیاں اُس طرف سے دی گئی تھیں۔ لیکن گنتیوں کے متعلق کوئی خاص گواہی ہمیں نہیں ملی۔

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۲،۵]

حجاز کے علما و رؤسا کے ساتھ ابن سعود کی زیادتی:

ابن سعود نے حجاز اور گرد و نواح کے علمائے کرام اور شیوخ وغیرہ کو مدعو کیا۔ اور ان کے شایانِ شان انہیں آرامگاہ بھی نہیں دی گئی بس یوں ہی جھونپڑیوں پر راتیں گزاریں اور ان پر مالی تعاون کا جبری حکم سنا دیا گیا جس کی تعمیل کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا اگر انکار کرتے تو سوائے ذلت و رسوائی کچھ ہاتھ نہ آتا اس لئے بادلِ ناخواستہ اس کے اس جبری فرمان کو قبول کیا۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"حال میں سلطان ابن سعود نے سارے حجاز اور ملحقات کے علما اور روسا اور شیوخ کو ریاض میں بلایا اور حجاز میں جتنی موٹریں چل رہی ہیں وہ بیگار کے طور پر اس موقع پر کام میں لائی گئیں کرایہ ملنا کجا پٹرول بھی انہیں موٹر والوں کا خرچ ہوا۔ اس کا بھی دام نہیں ملا اتنی دور دراز کی مسافت راستہ کی پریشانی اور پھر ریاض پہنچ کر یہ صورت ہوئی کہ ہر شخص کو دو وقت کھانا اور تین وقت چائے دی جاتی تھی جھونپڑیاں سونے کے لئے مل گئی تھیں کئی روز تک ان سب کی نشست رہی کام صرف اتنا تھا کہ سلطان کو اس پر اصرار تھا کہ روپیہ سے مدد کرو تاکہ سامانِ حرب منگایا جائے کیوں کہ مجبوراً شرق اردن یا عراق عرب پر حملہ کرنا پڑے گا اور جہاں ہم ان ممالک پر قابض ہو گئے پھر ساری مالی دقتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور سلطنت وسیع ہو جائے گی۔

مہمان سمجھے ہوئے تھے کہ اگر کچھ چون و چرا کی تو طویل موٹر کمپنی کے مالک کی طرح ریاض سے باہر جانا نہ ملے گا۔ چارو ناچار سب نے وعدہ کیا کہ اسی جلسہ میں یہ بھی طے ہوا کہ اگر جنگ چھڑی تو ہر ایک موٹر کمپنی سے پانچ پانچ موٹریں لے لی جائیں گی اور ان کا کوئی معاوضہ کمپنیوں کو نہیں ملے گا فراہمی زر کے لئے سارے حجاز سے فی کس ایک پونڈ انگریزی چندہ لیا جا رہا ہے نیز نجد و حجاز میں ان حملوں کے لئے فوجی بھرتی بھی جاری ہے مگر حجازی لوگ اندر ہی اندر اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں ان شاء اللہ انقلاب ہو کر رہے گا اور عہد سعودی چند دنوں کا مہمان ہے۔ یہاں یہ خبر گرم ہے کہ سلطان اخبار خلافت و اخبار ہمدرد کا داخلہ حجاز اپنے ہندوستانی مشیروں کی رائے سے بند کرنا چاہتا ہے۔"

[الفقیہ، ۷ر مارچ ۱۹۲۹ء ص ۱۰،۹]

اہل حجاز کی فاقہ کشی اور تنگدستی :

اخبار ہمدم کے حوالے سے الفقیہ میں حجاز مقدس کی رعایا کی تنگدستی کے حوالے سے ابن سعود کی سفاکانہ حرکتوں کا ذکر کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

"پیسہ اخبار لاہور نے آخر اس افسوسناک حقیقت کا پردہ فاش کر دیا جس سے ہندوستان کے خوش عقیدہ مسلمان بہت کم واقف تھے اور ابن سعود کے پروپیگنڈا کرنے والے ان کو کسی طرح واقف نہیں ہونے دیتے تھے وہ یہ کہ سلطان عبدالعزیز اگرچہ بڑے ہی منتظم قابل اور زمانہ رس حکمران ہیں اور انہوں نے سرزمین عرب میں ایسا امن و امان قائم کیا ہے جو اس کو شاید کبھی بھی نصیب نہ ہوا تھا لیکن افسوس ہے کہ لوگوں کو کھانے کو نہیں ملتا عرب بھوکوں مر رہے ہیں ہم سے بھی اس کے متعلق عربوں نے بڑے رنج کے ساتھ شکایت کی بلکہ یہی بھی خواہش کی کہ ہم اہل ہندوستان سے اپیل کریں کہ وہ اپنے مصیبت زدہ اور فاقہ مست عرب بھائیوں کی مالی امداد فرمائیں مگر ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کے لوگ خود بھوکوں مر رہے ہیں ان کے پاس اتنا روپیہ کہاں کہ وہ عربستان بھیجیں لیکن ہمعصر پیسہ اخبار نے غریب عربوں کی فاقہ مستی اور خستہ حالی کی جو تفصیل شائع کی ہے وہ اس قدر دردناک اور سنسنی پھیلانے والی ہے کہ ہمارے خیال میں ہر مسلمان اس کو سن کر کانپ اٹھے گا۔

اور اپنی زبان سے نہیں تو دل سے ضرور پوچھے گا کہ سلطان عبدالعزیز اپنی رعایا کی مصیبتوں سے کیوں متاثر نہیں ہوتے اور ان کی فاقہ کشی کا علاج نہیں کرتے آج کل یہ افسوسناک صورت پیدا ہو گئی ہے کہ اگر کسی شخص کو پروپیگنڈا فردوسی کی طرح... تو اس کے تمام عیوب اور خامیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں ہر شخص بلا سوچے سمجھے اس کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے اس کی تعریف و توصیف کے سوا جائز نکتہ چینی بھی قابل تعزیر سمجھی جاتی ہے۔

یہی حال سلطان عبدالعزیز کا ہے ایک غدار وطن کو ہزیمت دینے کے بعد سلطان عبدالعزیز سریر آرائے

سلطنت حجاز ہوئے بعد ازاں ان کے مدحت سراؤں اور پروپیگنڈا کرنے والوں نے ان کی تعریفوں کے ایسے پل باندھے کہ لوگ یہ بھی بھول گئے کہ سلطان عبدالعزیز کے معتقدات ایک زمانہ میں کیا تھے وہ کس طرح دولت برطانیہ کے خوشہ چیں یا پٹھو بنے رہے ایک عرصہ تک وہ اسلامی ریاست کو تماشہ بنائے رہے اسی طرح ان کے حسن انتظام کی اتنی دھوم مچی ہوئی ہے کہ لوگوں کو اس بات کی بھی خبر نہیں کہ جس قوم سے پیغمبر آخر الزماں ﷺ پیدا ہوئے اور جو ہر مسلمان کے لئے واجب التعظیم ہے ابن سعود کی دل گستری کی بدولت بھوکوں مر رہی ہے سلطان نے جس قدر وہابیت پر توجہ کی اگر اسی قدر اصلاح کی طرف توجہ کرتے تو نہ ان کی رعایا آج بھوکی مرتی نہ اہل حجاز کو یہ ڈر ہوتا کہ ایک روز اٹلی ان کے وطن کو ہڑپ کرے گا۔

عرب کی بنجر زمین پر جو نا قابل زراعت ہے نہ باغبانی کے لائق نہ صنعتی ترقی کی استعداد رکھتی ہے اگر اس اقتصادی پستی کے زمانہ میں دوسرے ممالک کی نسبت زیادہ متاثر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں یہ بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ عربوں کی خوشحالی کا دارو مدار ملکی پیداوار پر نہیں بلکہ حجاج کی آمد اور کثرت تعداد پر ہے۔ لیکن حکومت نے حج کے مصارف اس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ ازمنہ سابقہ کے مقابلہ میں وہ نہ صرف ناقابل برداشت بلکہ تباہی خیز درجہ پر پہنچ گئے ہیں جب حاجی اپنے ذاتی اخراجات پورے نہیں کر سکتے تو وہ محتاج عربوں کی کیا مدد کریں اسی طرح عربوں کی تنگدستی کی تمام تر ذمہ داری سلطان ابن سعود پر عائد ہوتی ہے موٹروں نے شتربانوں کا کاروبار اور روزگار بند کر دیا ٹیکسوں کی زیادتی سے حاجیوں کی تعداد گھٹ گئی رعایا بھی بھوکی مر رہی ہے اور ٹیکس بڑھ جانے کے باوجود سلطان کو اتنی آمدنی نہیں ہوتی جتنی کثرت حجاج کے سبب پہلے ہوا کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ مرض کی شدت کے لحاظ سے اس کا علاج بھی قوی ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ سلطان کو سیاسی گتھیوں اور منصوبہ بازیوں سے فرصت ہی نہیں ملتی تا کہ وہ اقتصادی ترقی کی طرف متوجہ ہوں۔"

[اخبار الفقیہ: ۷ راگست ۱۹۳۴ء ص ۹،۸]

ایک سید بزرگ حاجی کے حوالے سے اہل حجاز کی فاقہ کشی و بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"یوں تو سارے عرب کی تنگدستی اور افلاس عالم اسلام کے لئے تشویش کا باعث بن رہے ہیں اور حاجی اپنے چشم دید حالات کی بنا پر بیان کرتے ہیں کہ جنگل میں بھی اگر کہیں چند حاجیوں کو ٹھہرنے یا اترنے کا موقع پیش آ جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا عرب زمین سے نکل آئے ہیں اور خیرات کے لئے دست سوال دراز کر رہے ہیں نہ کوئی وہاں مکان نظر آتا ہے نہ گاؤں بیچارے درختوں پر گھاس پھونس ڈال کر اس کے نیچے شب بسری کرتے ہیں اور بخششیں و خیرات کی امید پر جیتے ہیں اگر تربوز کا چھلکا بھی پھینکو تو اٹھا کر چٹ کر جائیں گے کیوں کہ ان کے پیٹ معلوم نہیں کتنے دنوں سے بھوکے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک خوش پوش اور خوش وضع آدمی تمہاری طرف ملاقات کے لئے آ رہا ہے اس کی شکل صورت سے بھی دھوکا

لگتا ہے کوئی عالم ہے یا با فراغت شریف آدمی ہے لیکن تمہارے پاس پہنچتے ہی وہ ہتھیلی پھیلا دیتا ہے۔

اور جو لفظ سب سے پہلے اس کی زبان سے نکلے گا وہ خیرات خیرات کا لفظ ہوگا یہ سن کر حاجی ششدرو حیران رہ جاتا ہے کہ یہاں گداگروں اور بھیک منگوں کی کتنی کثرت ہے۔ مدینہ کا افلاس تو شہرہ آفاق ہو رہا ہے۔ حکومت کی غفلت اور بے توجہی سے مدینۃ الرسول جو عروج اسلام کے وقت دارالخلافت تھا جہاں سے اسلام چار دانگ عالم میں پھیلا جو کبھی عروس البلاد تھا، آج ایک اجڑی ہوئی بستی اور بے رونق شہر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس کا ۳/۴ حصہ بے آباد پڑا ہوا ہے اور صرف ۱/۴ حصہ میں مفلس اور غریب باشندے غریبانہ زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱ رجون ۱۹۳۶ء ص ۸،۷]

عربوں کا افلاس نعمت:

شیخ علی احمد صاحب کا بیان ہے کہ:

"سارے عرب پر ناداری اور افلاس کی مصیبت چھائی ہوئی ہے۔ جہاز سے اتر کر زمین حجاز پر قدم رکھتے ہی ننگے بھوکے عرب خیرات مانگنے دوڑتے ہیں۔ اور ایک ٹکڑے روٹی کے لئے آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔ اور تربوز کے چھلکے اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے جو پھینک دیے جاتے ہیں۔ نعمت مترقبہ سمجھ کر کھا لیتے ہیں کھجور کی گٹھلیاں اور کہا جاتا ہے کہ ہڈیاں تک پیس کر کھا جاتے ہیں دیہاتی لوگوں یعنی بدؤں میں سخت جہالت ہے۔ اگرچہ سلطان عبدالعزیز کی انتظامی قابلیت نے جرائم کی روک تھام کر دی ہے لیکن بدو جان دینا اور لینا کوئی بات نہیں سمجھتے کہا جاتا ہے کہ پہلے تمام عرب مسلح تھا اور کوئی شخص ایسا نہ ہوا تھا جس کے پاس توڑے دار بندوق نہ ہو۔ لیکن اب تو کسی کے پاس تلوار بھی نظر نہیں آتی۔"

[۲۸ رمئی ۱۹۳۵ء ص ۱۹]

علی احمد صاحب چوں کہ ابن سعود کے نظام کے قدرے مداح معلوم ہوئے اس لئے اخبار الفقیہ نے ان کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"شیخ علی احمد صاحب اور ڈاکٹر محی الدین صاحب دونوں سلطان عبدالعزیز کے زمانہ شاہی اور .... قابلیت کے مداح ہیں لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے ملک سے افلاس دور کرنے اور رعایا کی حالت درست کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی نہ حفظان صحت کا کوئی خیال ہے نہ کسی شہر میں کوئی محکمہ صفائی ہے سڑکوں کا کنارہ غلیظ پڑا رہتا ہے۔ اور پانی کی اس قدر قلت ہے لوگ مہینوں نہیں نہاتے۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ رمئی ۱۹۳۵ء ص ۹]

نہر زبیدہ کی صفائی کے سلسلے میں حکومت کی لاپرواہی:

سن دوسو ہجری میں خلیفہ ہارون الرشید کی اہلیہ محترمہ زبیدہ خاتون نے مکہ میں پانی کی قلت اور اس کے سبب اہل مکہ اور حجاج کو درپیش مشکلات کے پیش نظر ایک نہر تعمیر کرائی جس کا نام عین المشاش رکھا گیا لیکن پوری دنیا میں یہ نہر زبیدہ کے نام سے ہی مشہور ہوگئی۔ لیکن افسوس ابن سعود کے دور تسلط میں اس نہر کو پاٹ دیا گیا اور اس کے استعمال سے لوگوں کو روک کر انہیں پیاسا مارا گیا۔ اخبار لکھتا ہے:

''معلوم ہوا کہ جدہ شریف میں پانی صاف کرنے کی مشین نصب کردی گئی ہے تاکہ پانی صاف اور شیریں حجاج کو مل سکے مگر سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں نہر زبیدہ کی صفائی کا انتظام کردیا جائے یہ دنیا کی ایک مشہور نہر ہے اور اس سے اچھی نہر نظر نہیں آتی مگر افسوس ہے کہ اب وہ بالکل پٹ گئی ہے اور اس کے فوائد بہت کم ہوتے ہیں۔''

[دبدبہ سکندری، ۷۱، ۲۳ رمئی ۱۹۲۶ ص ۲۲]

چاہ زم زم کو حجاج کے لئے بند کردیا گیا:

آب زم زم کی برکتوں سے کون محروم رہنا چاہے گا ہر مومن مکہ میں آب زم زم پینے کا خواہش مند ہوتا ہے مگر افسوس کہ ابن سعود نے اس مقدس پانی سے مسلمانوں کو محروم کرنے کی کوشش کی اور خاص چاہ زم زم کو بند کردیا گیا تاکہ حجاج کرام اس سے پانی نہ پی سکیں۔ ملاحظہ فرمائیں، اخبار لکھتا ہے:

''کہا جاتا ہے کہ آب زم زم کے متعلق بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اسے صرف چلو سے پینا چاہئے کیوں کہ یہی سنت رسول ﷺ ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چاہ زمزم ۱۵ ردن تک بند رہا ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ اس سے کس قدر لوگوں کو صدمہ وتکلیف ہوئی ہوگی۔''

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ رجولائی ۱۹۲۷ء ص ۵]

پانی کی قلت اور حجاج کی اموات:

نہر زبیدہ پاٹ دیا گیا۔ چاہ زم زم بند کردیا گیا ایسی صورت میں عرب کے ریگستان میں پانی کی کس قدر اہمیت بڑھ گئی ہوگی یہ تو حجاج ہی جان سکتے ہیں۔ اسی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ابن سعود نے پانی بیچنا شروع کردیا اور وہ بھی بھاری قیمتوں پر جس کے سبب غریب ونادار حجاج کرام پیاس کی شدت سے جاں بلب ہوگئے اور بہت سے حجاج کرام پانی نہ ملنے کے سبب انتقال کرگئے۔ اخبار لکھتا ہے:

''عرفات میں پانی کی قلت کا یہ حال تھا کہ پانچ پانچ روپیہ میں پانی کا ایک چھوٹا سا کنستر ملتا تھا وہ لوگ جو اس قدر کثیر قیمت برداشت کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے ذی استطاعت لوگوں کے پاس جاتے تھے اور

چلو بھر پانی مانگ کر اپنی پیاس بجھاتے تھے اور اگر نہیں ملتا تھا تو اس دیار رسول ﷺ میں خشک زبان اور خشک لبوں کی حالت میں موت ہی اپنے جام سے ان کی پیاس بجھاتی تھی۔ بیشک ان کے لئے جنہوں نے اس طرح پیاس کی تکلیف سے اور صرف ایک پانی نہ ملنے کی وجہ سے اپنی جانیں دی ہیں اللہ کے یہاں ایک اعلیٰ درجہ ہوگا لیکن جن پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے خدا ہی اپنی پکڑ اور عذاب سے انہیں بچا سکتا ہے پیاس اور گرمی کی یہ مصائب وشدائد کسی ایک قوم کے لئے محدود نہیں جس طرح لوگ عرفات میں مرے اسی طرح مزدلفہ میں بھی مرے البتہ منی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں زیادہ مرے نجدی وحوش کی حالت سب کو معلوم ہے۔

سخت دلی اور خود غرضی کا یہ حال ہے کہ اپنی آسائش کے سامنے انہیں کسی پر رحم نہیں آتا کہتے ہیں کہ اس سال حج میں ان کی تعداد اتنی نہ تھی جتنی گزشتہ سال تھی تاہم بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے اونٹوں کے قدوم نے بہتوں کو جام شہادت پلایا منی میں ہی استیلام کے وقت جب یہ اپنے اونٹوں پر آتے تھے تو گزشتہ سال کی طرح امسال بھی انہیں دوسروں اور پیدل چلنے والوں کی تکلیف اور ان کے کچلنے کا ذرا خیال نہ آتا تھا۔ مکہ معظمہ میں پانی کی بہم رسائی کا سب سے بڑا ذریعہ نہر زبیدہ ہے مکہ کے آگے بھی اسی نہر کا پانی نلوں کے ذریعہ سے لے جاتے ہیں چنانچہ جن ایام میں مکہ سے آگے پانی لے جانا مقصود ہوتا ہے تو مکہ والوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے برتنوں میں چار پانچ دن کے لئے پانی رکھ لیں گزشتہ سال منی کی واپسی پر پانچ دن پانی بند رہا امسال بھی یہی شکایت تھی ہوسکتا ہے کہ جو لوگ مکہ میں مقیم تھے انہوں نے ایسی صورت کا اندازہ کر کے اتنا پانی رکھ لیا ہو کہ انہیں دقت نہ ہوئی ہو لیکن جو لوگ اب واپس آئے تھے انہیں ظاہر ہے اس سے کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی۔ پانی بند ہونے اور رکنے کے اسباب کا ہمیں علم نہیں ممکن ہے کہ معقول وجہ ہو۔ لیکن اگر اس کا پہلے سے انتظام اور خیال کر لیا جاتا تو شائد وہ سد راہ نہ ہو سکتی۔"

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء ص ۴]

مولانا سید احسن صاحب کا بیان ہے:

"پانی کی کمی ایک سبیلیں للہ دیکھیں پانی فیلین دو آنہ مشک تین آنہ کو ملتی تھی ..... جبل رحمت یعنی عرفات پر بھی پانی کا انتظام ٹھیک تھا سبیلیں بھی کئی ایک دیکھیں نجدی پانی پلاتے تھے مگر پانی پلا بھی نہیں سکتے۔"

[الفقیہ، ۱۴ر نومبر ۱۹۲۹ء ص ۷]

ایک سید صاحب کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

"مرکز اسلام میں پانی ارزاں ہونا چاہئے لیکن افسوس کہ پانی کی گرانی حاجیوں کی پریشانی میں اضافہ کرتی رہتی ہے بیت اللہ شریف اور روضہ اقدس کے باہر وضو کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی سبیل یا معقول انتظام نہیں ہے حاجیوں کو پانی قیمت یا اجرت دے کر حاصل کرنا پڑتا ہے۔

[الفقیہ، ۲۱ر جون ۱۹۳۶ء ص ۸]

پیاس سے دس ہزار حجاج کی موت کا سانحہ:

حاجی محمد طیب صاحب منیٰ میں افسروں کی لاپرواہیوں کے سبب پانی کی قلت اور اسی سبب سے قریب دس ہزار حجاج کرام کی شدت پیاس سے جاں بلب ہو کر دم توڑ دینے کا سانحہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اب منیٰ کا خیال آتے ہی حج کے واقعات پیش نظر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قبل حج افسر نہر اطلاع دے دی تھی کہ نہر کی درستگی ضروری ہے ورنہ حج میں پانی کفایت نہ کرے گا۔ چنانچہ اس کی طرف حکومت نے کوئی التفات نہ فرمایا اور غالباً اس لیے کہ جس قدر حجاج مر جائیں گے اتنے ہی مسلمان بقائے دوام حاصل کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ منیٰ، مزدلفہ، عرفات کے موقع پر ۴ روز کے اندر دس ہزار بے چارے شدت تشنگی سے راہی ملک بقا ہوئے اور گور و کفن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ کہیں عمال حکومت نے ترس کھا کر پچاس پچاس کو ایک ہی گڑھے میں دبا دیا۔ کہیں گڑھا بھی نہیں کھودا صرف آس پاس سے مٹی کو ڑا جمع کر کے نعش پر ڈال دیا اور کہیں ایسا بھی نہ کیا کہ دیکھنے والے بچشم خود اس عبرت خیز منظر کو دیکھ لیں اور موت کو قریب تصور کر کے خدا سے ڈریں۔ مسجد خیف کے سامنے کچھ نہیں ۴۰۰۔۵۰۰ نعشیں بے گور و کفن پڑی تھیں۔ یہاں تو نہر کی خرابی سے یہ حالت حجاج کی تھی اور وہاں شریف صاحب کو چندہ بیت المقدس کی فکر۔''

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۳ء، ص ۱۰]

سات ہزار حاجیوں کی جانوں کا اتلاف:

نامہ نگار زمیندار کراچی نے حجاز سے واپس آمدہ حجاج کے حوالے سے پیاس سے وفات پانے والے حجاج کرام کی تعداد سات ہزار تک بتائی، جس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''زمیندار کے نامہ نگار کراچی نے واپس آنے والے حجاج سے معلوم کر کے جو کوائف ہمعصر موصوف کو لکھ کر بھیجے ہیں۔ ان کی ذیل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امسال حاجیوں کو سالہائے گذشتہ سے کہیں زیادہ پانی کی تکلیف رہی۔ اور منیٰ و عرفات کے درمیان قلت آب، شدت گرما، کثرت اژدہام کی وجہ سے قریباً سات ہزار حاجیوں کی جانیں عین ایام حج میں تلف ہوئیں۔

پانی کی گرانی کا یہ حال تھا کہ ٹین کا ایک کنستر اکثر چار مجیدی (تقریباً پانچ روپے) کو فروخت ہوتا تھا۔

یہ اطلاع انتہا درجہ دردناک ہے۔ اور اگرچہ ہمارے عقیدہ کے بموجب سات ہزار ایماندار بھائی یقیناً جنت کے مستحق ہیں، جنہوں نے اپنی جان حج کے اہم فریضہ دینی کی ادائیگی کے دوران جان آفرین کو سونپی۔ لیکن سلطان ابن سعود اور ان کی گورنمنٹ بڑے درجہ تک ان لوگوں کی اتلاف جان کی ذمہ دار ہے۔ جس نے حاجیوں سے لاکھوں روپیہ ٹیکس وصول کیا۔ اور پھر بھی ان کی آسائش اور پانی جیسی اشد ضرورت زندگانی کا دلخواہ انتظام نہ کر سکی۔

شریف حسین کے زمانہ میں ایک بار ساربانوں کی سختی کے باعث جو شریف کے زیادہ ستانے کے شاکی تھے حاجیوں کی ایک بڑی تعداد مدینہ منورہ سے دو منزل ادھر صحرا میں پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگئی۔ جن کی ہلاکت کا شریف ذمہ دار ٹھہرایا جاتا تھا۔ لیکن تعجب و افسوس ہے کہ سلطان ابنِ سعود باوجود اپنے وسائل کی وسعت کے مکہ معظمہ کے متصل اور حج کے مقام پر حاجیوں کی حفاظتِ جان کے لیے کافی انتظامات نہیں کر سکے۔"

[الفقیہ: ۲۱ر جولائی ۱۹۲۷ء ص۹]

اخبار دبدبہ سکندری میں ہمدرد دہلی کے حوالے سے لکھا ہے:

"ہمدرد کی ایک گزشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے نامہ نگار کے بیان پر نہیں بلکہ اخبار زمیندار کے ایک نامہ نگار مقیم کراچی کے بیان کے حوالے سے شدید گرمی کی حالت میں بدانتظامی کثرت ازدحام اور قلت پانی کی تکالیف کی وجہ سے سات ہزار نفوس کے اتلاف جان کی اطلاع دی تھی۔"

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء ص۴]

سات هزار حجاج کی جانوں کا اتلاف اور ایک سو دس حاجیوں کی المناک گرفتاری:

پیاس کے سبب سات ہزار حجاج کرام کی موت اور ۱۱۰ حاجیوں کی گرفتاری سے متعلق اخبار دبدبہ سکندری لکھتا ہے:

"معزز معاصر روزنامہ زمیندار لاہور کے نامہ نگار کراچی نے واپس آنے والے حجاج سے معلوم کر کے جو کوائف ہمعصر مذکور کو جو خود سعودی آرگن ہے لکھ کر بھیجے ہیں ان کی ذیل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امسال حاجیوں کو سالہائے گزشتہ سے کہیں زیادہ پانی کی تکلیف رہی۔ اور منیٰ اور عرفات کے درمیان قلت آب کی وجہ سے قریباً سات ہزار حاجیوں کی جانیں عین ایام حج میں تلف ہوئیں۔ افسوس ہزار افسوس۔

حجاز سے واپس شدہ حاجیوں کی زبانی اطلاع ملی ہے کہ سلطان ابن سعود کی حکومت نے ۱۱۰ جاوی حاجیوں کو گرفتار کر کے حکومت ہالینڈ کے سپرد کر دیا ہے۔ جزیرۂ جاوا میں کچھ عرصہ قبل قوم بربر جماعت نے ڈچ حکومت کی سختیوں سے پریشان ہو کر آزادی کی جدوجہد شروع کی تھی مگر ہالینڈ کی حکومت اپنے وسیع ذرائع کی مدد سے ان کی تحریک کو دبانے میں کامیاب ہوگئی غالباً یہ ۱۱۰ جاوی قوم بربر جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کو خدا کے گھر میں بھی امان نہیں ملی۔ اور گرفتار کر کے حوالے کر دیئے گئے یہ ایک موحد اور دیندار حکمراں کا کارنامہ ہے۔

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء ص۵]

نجدی اونٹوں سے حاجیوں کی موت:

حاجی محمد حسین کہتے ہیں:

”حج کے موقعہ پر خطبہ نہیں پڑھا گیا نہ کوئی سانڈنی ہی آئی جس جگہ کنکریاں پھینکی جاتی تھی وہاں قیامت تھی لوگ پیدل دوڑتے تھے مگر نجدی اونٹوں پر دوڑتے تھے بہت سے لوگ ان کے اونٹوں کے نیچے آ کر مر گئے بہت سی عورتیں پاؤں تلے دب گئیں چنانچہ ایک مصری عورت اسی طرح مری پڑی پائی جن کے ساتھ بچے تھے۔ وہ سخت پریشانی کی حالت میں تھے صفا اور مروا پہاڑ پر کوئی روشنی کا انتظام نہ تھا اکثر نجدی اونٹوں پر سوار ہو کر گزرتے تھے کئی لوگ اندھیرے میں آ کر اونٹوں سے ٹکرا کر گر گئے کئی مر گئے رات اسی طرح مرے پڑے رہے صبح اٹھ کر ان کو نجدیوں نے پہاڑیوں کے نیچے پھینک دیا۔“

[الفقیہ، ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷]

زمانہ حج میں تقریباً بیس ہزار حجاج کی اموات:

زمانہ حج میں دھوپ کی شدت راستوں کی بندش، پانی کی قلت اور نجدی اونٹوں سے دب کر مرنے والے حجاج کرام کی تعداد قریب بیس ہزار بتائی گئی۔

مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب برکاتی بیان کرتے ہیں:

”زمانہ حج میں پانچ سو اموات روزانہ مکہ میں ہوتے تھے اور وہ گندگی رہتی تھی کہ بازار، سڑک، محلہ حتی کہ حرمِ مبارک تک بلا ناک بند کیے ہوئے پہنچنا مشکل تھا۔ جنت المعلیٰ کے مقابر اور قبوں کے تمام ملبے لا کر انہیں سعی میں یعنی صفا و مروہ کے درمیان ڈال دیا گیا ہے۔ یہ پتھر بالکل ناتراش اور تکلیف دہ ہیں جس سے حجاج کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور پاؤں زخمی ہو جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ موتیں مزدلفہ اور منی کے درمیان میں ۱۰ ذی الحجہ کو ہوئیں۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ اونٹوں کے باعث راستہ بند تھا۔ اور جو جہاں تھا وہیں بیچ راستہ میں دھوپ کی شدت میں پڑا رہا۔ جس سے بہت سے لوگ شغدفوں میں اور پا پیادہ تپتی زمین پر مر گئے۔

موتوں کی تفصیل اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ ۱۴ ذی الحجہ کو جب میں مکہ معظمہ سے طائف جانے لگا تو منی سے عرفات تک لاشیں ہی لاشیں نظر آئیں۔ مغرب کی نماز کے وقت ان لاشوں کے تعفن سے کسی جگہ ٹھہر کر نماز پڑھنا مشکل ہو گیا۔ بمشکل مزدلفہ میں نماز ادا کی۔ جب دس روز بعد طائف سے واپس آئے اس وقت ہم کو لاشے نہیں ملے۔ میدان صاف تھا۔ حاجیوں کی موت کی صحیح تعداد بتانی مشکل ہے مگر یہ تصدیقی طور پر معلوم ہے کہ صرف دس ہزار جاوی مرے کل تقریباً بیس ہزار اموات ہوئے ہوں گے۔ تین دن زمانہ حج میں جو موتیں ہوئیں ان کی تعداد ۶، ۷، ہزار بتائی جاتی ہے۔“

[الفقیہ، ۷/۱۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۷، ۸]

حاجی محمد اعظم لدھیانوی کہتے ہیں:

''منی میں نجدیوں کے اونٹوں سے متعدد آدمی دب کر مر گئے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی بھی تھے بال بال بچے نجدیوں کی اونٹنیاں بڑی تیز رفتار ہوتی ہیں جن کو نہایت لاپرواہی سے چلایا جاتا ہے نجدی عورتوں میں پردہ شدت سے ہے۔

[۷ ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۳]

جهازی کمپنیوں کا حجاج کے ساتھ ناروا سلوک :

مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب برکاتی صاحب بیان کرتے ہیں:

''سب سے بڑی مصیبت حجاج کو جدہ میں واپسی کے وقت ہوتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جدہ میں اگر حاجی کو جہاز کے انتظار میں دن سے زیادہ رہنا پڑتا ہے تو جہازی کمپنیوں کو فی کس ایک روپیہ کے حساب سے حکومت کو دینا پڑتا ہے۔ اس تاوان سے بچنے کے لیے جہازی کمپنیاں یہ کرتی ہیں کہ وہ حجاج کو دن جدہ میں ہونے کو آئے کشتی میں حجاج کو بھر کر دو دو دن تک سمندر میں رکھتے ہیں۔ ایک جدہ کی مصیبت جہاں نہ رہنے کا ٹھکانا ہے اور نہ پانی کا انتظام وہاں کی دن کی مصیبت کے بعد دو دو تین تین دن تک حجاج کے لیے سمندر میں کشتیوں پر پڑا رہنا حد درجہ مصیبت کا سبب ہے۔

اور یہ سب مصیبت اس لیے آتی ہے کہ جہازی کمپنی تاوان سے بچنا چاہتی ہے۔ اس طرح جو مصیبت حجاج پر آتی ہے اس کی ذمہ داری ابن سعود پر نہیں ہے۔ اگر کسی پر اس کی ذمہ داری ہے تو جہازی کمپنیوں پر جو تاوان سے بچنے کے لیے حجاج کو مصیبت میں ڈالتی رہتی ہیں یا پھر تو قنصل خانہ جدہ پر جس کا فرض ہے کہ وہ حجاج کے آرام کا خیال کرے۔ قونصل خانہ نے منشی مامور کیا ہے مگر ان کی حالت یہ ہے کہ انہیں اسی میں لطف آتا ہے کہ حجاج صبح شام جا کر ان کی درباری کیا کریں۔ اب حاجیوں کے لیے جہاز میں جو مصیبت ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔

علاوہ اس کے کہ وہ جانوروں کی طرح بھر دیے جاتے ہیں۔ انہیں اس کا بھی موقع نہیں ملتا کہ وہ آرام سے نماز پڑھ سکیں۔ بعضوں کو تو محض اشارہ سے نماز پڑھتے دیکھا گیا۔ حالانکہ ہونا چاہیے کہ ہر جہاز پر نماز کے لیے ایک جگہ محفوظ اور صاف رکھی جائے۔

[۷ / اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۷]

حجاج کے ساتھ جہاز میں جو جانوروں جیسا سلوک کیا گیا اس کے نتیجہ میں ۲۳ حجاج وفات پا گئے۔ لکھتا ہے:

''بمبئی میں جب سردستان جہاز داخل ہوا تو اس میں سے ۱۵۸۰ حاجی اترے ان میں سے ۲۳ حاجی ،

راستہ ہی میں جاں بحق ہو گئے تھے اور ان کی میتوں کو سمندر میں ہی ڈال دیا گیا۔"

[الفقیہ، ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

مقام منٰی میں نجدیوں اور مصریوں کے درمیان جنگ:

ابن سعود کی حکومت میں اس قدر بدنظمی تھی کہ حجاج کے ساتھ نجدی بدسلوکی کرتے انہیں کافر کہتے ان کو اپنے مذہب کے مطابق تعلیم دیتے وہ بھی جبراً ان کے مطابق شریعت اعمال پر طنز کرتے بلکہ ہاتھا پائی پر اتر آتے اسی نتیجہ میں مصری حجاج سے لڑائی ہو گئی جب کہ وہ محمل شریف سجا کر لے جا رہے تھے۔ چٹا گانگ کے سب انسپکٹر حاجی عزیز الرحمٰن جو اس واقعہ کے عینی گواہ ہیں اخبار ان کے حوالے سے لکھتا ہے:

"جب مصری محمل شریف کو سجا کر عرفات میں لے جا رہے تھے، تو نجدیوں نے طعنے دیئے اور کہا یہ تو بدعت ہے اس کی وجہ سے مصریوں کو طیش آ گیا اور نوبت لفظوں سے گزر کر مکوں اور گھونسوں تک آ گئی اس اثنا میں انہوں نے ہوا میں فائر کرنے شروع کر دیئے یہ واقعہ قافلہ کے عین بیچ میں ہوا اور لوگ خوف کے مارے ہر طرف منتشر ہو گئے میں نے سنا ہے کہ ۲۵ آدمی ہلاک ہو گئے تھے ۱۵ منٹ کے بعد ابن سعود اپنے آدمیوں کے سمیت موقع پر پہنچ گیا اور اس نے امن قائم کر دیا ورنہ نتائج خوفناک ہوتے یہ واقعہ منٰی میں ہوا جو عرفات کے راستہ میں ہے۔ اور حج سے پہلی رات کو ہوا میں اس حادثہ کی جگہ سے قریباً سو گز کے فاصلے پر تھا۔"

[الفقیہ، ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

اخبار الفقیہ میں ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار کے حوالے سے ہے:

"مصریوں اور نجدیوں کی لڑائی کی بابت حاجیوں نے بیان کیا کہ نجدیوں نے مصریوں کو کافر کہہ دیا تھا لیکن ابن سعود اپنے بیٹے سمیت موقع واردات پر فوراً پہنچ گیا اور جب وہ نجدیوں کو ٹھنڈا کرنے پر ناکام رہا تو اس نے مصریوں کو فائر کرنے کا حکم دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند نجدی ہلاک ہو گئے۔"

[الفقیہ، ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

حاجی محمد اعظم لدھیانوی نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

"تقریباً پانچ سو مصری خوبصورت سپاہی محمل کے ساتھ اپنی خوبصورت سرکاری وردی میں تھے محمل کی شکل مثل صندوق کے ہے اس پر یا محمد ﷺ لکھا ہوا تھا مصری کسی نجدی کو پاس نہیں آنے دیتے تھے نجدی غط غط و دخنہ قبیلہ کے آئے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی نے کہا کہ بھائی منٰی میں پتھر مارنے کی کیا ضرورت ہے ھذا امر عجیب۔ اسی پر پتھر مارو۔

چنانچہ انہوں نے محمل پر پتھر پھینکے۔ ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جہاں مصری محمل ٹھہرا کرتا تھا اس جگہ غط غط نے بستر جما یا تھا وہاں سے انہیں ہٹانے میں لڑائی ہوئی میرے خیال میں مشین گن سے ۳ منٹ تک

مصریوں نے فائر کئے نجدیوں نے بھی فائر سے جواب دیئے روایت ہے کہ مصری فوراً فوجی طور پر جنگی ترتیب سے تیار ہوگئے ان کے کمانڈر نے فوراً ان کو ملٹری طریقہ پر محفوظ پوزیشن میں کر دیا۔ پھر سلطان آئے اور امان امان پکارتے ہوئے موقع پر پہنچے۔ مصری کمانڈر نے اپنی حکومت کو تار دیا کہ اس فوج کی حفاظت میں محمل مدینہ پہنچ نہیں سکتا۔ سلطان نے مصری کمانڈر سے بہت معذرت چاہی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس فائرنگ میں غطغط کے پانچ شیخ مارے گئے اور یہ لوگ مطالبہ کر رہے تھے کہ مصریوں کو ہمارے حوالے کردو۔ اور سلطان کو دھمکی دیتے تھے کہ تم پر مقدمہ چلایا جائے گا کہ تو نے محمل کو ایسی صورت میں کہ اس پر یا محمد کا پنجہ لگا ہے کیوں آنے دیا چنانچہ حج کے بعد دو روز غطغط اور سلطان منیٰ میں رہے۔

قبیلہ غطغط کے لوگ بڑے تعلیم یافتہ اور عقائد کے بڑے سخت ہیں۔ ان کا ہشت سالہ لڑکا بھی نہایت فصیح وبلیغ تقریر کرتا اور احادیث بیان کرتا۔ مگر بہت وحشی ہیں ملتان کے رہنے والے ہندوستانی شہزبیدہ کے انچارج وسلطان کے ملازم ہیں وہی رپورٹر کو خبریں دیا کرتے ہیں۔''

[۷،۱۴: اگست ۲۶ ص ۱۳]

حاجی محمد امرت سری کہتے ہیں:

''جس وقت مصریوں کا محمل جدہ میں آیا تو ان کے ساتھ اسلحہ بھی تھے۔ نجدیوں نے کہا کہ محمل کا جلوس نہ نکالو یہ تو شرک ہے انہوں نے ہرگز نہ مانا چنانچہ ان کے ہمراہ توپخانہ تھا عربی گھوڑے تھے سپاہی با اسلحہ تھے مکہ کے لوگ سب جلوس کے انتظار میں تھے چنانچہ رات کو بعد عشاء کے محمل کو نکالا گیا مقام منیٰ میں ان کی نجدیوں سے تکرار ہوگئی اور گولی چلی پہلے نجدیوں نے حملہ کیا بعد میں مصریوں نے پھر ابن سعود نے معافی مانگی۔ بہت سے اونٹ اور نجدی مرے۔''

[الفقیہ، ۷،۱۴: اگست ۲۶ ص ۱۷]

ابن سعود اور حکومت مصر کے تعلقات میں کشیدگی:

محمل شریف کو لے کر نجدیوں اور مصریوں میں مقام منیٰ میں جو لڑائی ہوئی اس کے سبب مصری حکومت سعودی حکومت وتسلط سے ناخوش تھی جس کے لئے امیر سعود نے مصری حکومت سے تعلقات کو استوار کرنے کے لئے مصر جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''اسکندریہ۔ یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امیر سعود (سلطان ابن سعود کا بڑا بیٹا) عنقریب مصر جانے والا ہے اس کے ہمراہ مصری قونصل متعینہ جدہ بھی ہوں گے امیر مذکور کی غرض یہ ہے کہ حکومت مصر اور حکومت حجاز کے تعلقات کو خوشگوار بنائے جو حال ہی میں مصری محمل پر بعض کٹر وہابیوں کے حملہ کی وجہ سے کسی قدر ناگوار

ہو گئے ہیں۔"

[الفقیہ ، ۲۱ ؍اگست ۲۵ ء ص ۱۱]

مصری محمل مکہ مکرمہ نہیں جائے گا مصری حکومت کا اعلان:

مصری حکومت نجدی حکومت سے پہلے ہی سے متفق نہیں تھی اور اب تو یہ جنگی معاملہ بھی سامنے آ گیا تھا اس لئے مصری حکومت نے ایک سال کے لئے محمل شریف کو ملتوی رکھنے کا اعلان کر دیا۔ اور مصر میں سعودی نمائندہ کو کسی طرح کی رعایات دینے سے انکار کر دیا جب تک کہ وہ مصری حکومت کی شرطیں منظور نہ کر لے۔ اخبار ملاحظہ کریں:

"قاہرہ ۱۸ ؍مارچ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مصری حکومت اس سال مکہ مکرمہ کو محمل شریف معمولی محافظ دستہ اور غلہ ونقدی کے تحائف کے ساتھ روانہ نہیں کرے گی حقیقت یہ ہے کہ چونکہ مصری حکومت نے سعودی حکومت کو تسلیم نہیں کیا اور ابن سعود نے مصر میں جو نمائندہ مقرر کیا تھا اسے اس وقت تک رعایات دینے سے انکار کر دیا ہے جب تک حکومت حجاز محمل شریف کے محافظ دستہ کے داخلہ کے متعلق حکومت مصر کی شرائط منظور نہیں کرتی اس لئے دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے ہیں۔ ابن سعود اول نے تو اپنی حکومت مصر کی روش کے جواب میں مصری سفیر کے کام میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ سفیر ۱۹۲۳ء سے حکومت حجاز کی اجازت سے جدہ میں مقرر تھا اب مصری حکومت نمائندہ کو واپس بلانے کے سوال پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔"

[الفقیہ : ۱۴ ؍اپریل ۱۹۲۹ ء ص ۱۰]

ابن سعود کی محمل شریف سے متعلق رائے:

اخبار لکھتا ہے:

"مسٹر قرن الشیطان ثانی کو جب مصریوں کی توپیں اور بندوقیں چلتی ہوئی نظر آئی تو بے ساختہ بول اٹھا کہ خبردار مصریوں کو کچھ نہ کہو محمل شریف کی عزت کرو محمل مقدس اور قابل تعظیم ہے۔ حالانکہ اس محمل کی حقیقت بقول مولوی ثناء اللہ صاحب صرف یہ ہے کہ یہ ہندوستان کے تعزیوں کی ایسی ایک چیز ہے جو تعزیہ کی طرح کاندھوں پر اٹھائی جاتی ہے۔

حضرت شیعہ خوش ہوں گے کہ اب شیخ نجدی کی ذریت ان کے تعزیہ کو برا نہ سمجھیں گے۔ کیوں کہ ان کے روحانی مقتدا پیشوا امام نے محمل کو جو محض تعزیہ کی شکل کی ایک چیز ہے مقدس اور قابل تعظیم قرار دیا۔ اگرچہ اس رائے کو صرف مصریوں کی توپوں وبندوقوں نے پیدا کیا ہے۔"

[۷ ؍اگست ۱۹۲۶ ء ص ۳]

دبدبہ سکندری میں محمل شریف کے ساتھ جو بینڈ باجے جاتے تھے ان سے متعلق ابن سعود کا بیان درج ہے ملاحظہ فرمائیں:

"سلطان ابن سعود نے اعلان کیا ہے کہ مصر کے محمل شریف کے ساتھ بینڈ باجہ ہر سال جو آتا ہے وہ اس سال جدے میں روک دیا جائے گا اس لئے کہ میرے ہم مذہب اس بدعت کو مکہ مکرمہ میں پسند نہیں کرتے۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷، ۲۴ رمئی ۱۹۲۶ ص ۲۱]

حرم کعبہ میں خونریزی:

اسلام نے جس مقام پر کبھی مچھر تک کو مارنے کی اجازت نہ دی ہو وہاں انسانی خون بہانا بھلا کب روا ہو سکتا ہے مگر ابن سعود نے حکومت واقتدار کی ہوس میں یہ کالا کارنامہ بھی انجام دیا ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر:

"حرم الشریفین اور مساجد میں خونریزی کرنا از روئے احکام اسلام منع ہے لیکن افسوس ہے کہ ابن سعود جس روز کعبۃ اللہ میں حرم مبارک کا تین دفعہ طواف کر چکے اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے پیش قدمی کر رہے تھے کہ چند یمنیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ایک حملہ آور کے ہاتھ میں خنجر تھا وہ سلطان پر خنجر سے وار کرنے کو ہی تھا کہ ولیعہد امیر سعود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دھکیل دیا۔ ولیعہد کی بروقت مداخلت اور غیر معمولی جسارت کی وجہ سے ابن سعود کی جان بچ گئی۔ اسی وقت باڈی گارڈ کے ایک سپاہی نے گولی سے حملہ آوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بعد ازاں کچھ اور آدمی ابن سعود پر لپکے مگر انہیں بھی گولی کا نشانہ بنا دیا گیا اس طرح ولیعہد کی جانیں بچ گئیں ابن سعود کے عہد میں حرم شریف میں بھی خونریزی ہوئی یہ ایسی بدنامی ہے جو قیامت تک یادگار رہے گی لیکن داناؤں نے سچ کہا ہے۔

بدنام ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا

[الفقیہ: ۱۴ راپریل ۱۹۳۵ ص ۶، ۷]

اخبار مزید لکھتا ہے:

"اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے صحابہ کبار اور امہات المومنین کے مزارات کی بے حرمتی تو در کنار انہیں صفحہ زمین سے مٹا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا تھا۔ ابن سعود کے عہد نا مسعود کی ایک یادگار یا کسر باقی رہ گئی تھی اب وہ بھی پوری ہوگئی۔ یعنی حرم پاک میں اب تک خونریزی نہیں ہوئی تھی اب وہ بھی ہوگئی۔

ابن سعود پر جس شخص نے قاتلانہ حملہ کیا برا کیا۔ لیکن چونکہ ابن سعود اور ولیعہد سلطنت کی جان بچ گئی تھی اس لئے ابن سعود کو شاہانہ فراخدلی اور اسلامی فیاضی سے کام لے کر حملہ آوروں کو معاف کر دینا چاہئے تھا۔ لیکن اگر ان کا ظرف اتنا وسیع نہیں ہے تو کم از کم وہ حملہ آوروں کو گرفتار کر کے باہر لے جاتے اور ان کے ساتھ بے حد

ظالمانہ اور منتقمانہ سلوک کرتے۔ اس صورت میں بھی ان کی سفاکی پر کچھ نہ کچھ پردہ پڑا رہتا۔ جتنے حاجی حرمین شریفین سے واپس آتے ہیں وہ ابن سعود کے طرزِ عمل کے شاکی ہیں۔

ہمیں ہر سال متعدد حاجیوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے وہ سب متفق اللسان ہیں کہ ابن سعود کا سلوک حاجیوں کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے حاجیوں کو لوٹ رہا ہے۔ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی پر کیوں قاتلانہ حملے نہیں ہوتے صرف اس لئے کہ وہ پبلک کے خادم ہیں لٹیرے نہیں ہیں۔ ہم نے گزشتہ سال بھی لکھا تھا کہ ابن سعود کو پبلک آواز سنی چاہئے اور جن امور کے متعلق عوام کو شکایت ہے بلکہ شکایت نے اب انقلابی صورت اختیار کر لی ہے اس کا ضرور سد باب کرنا چاہئے۔ پبلک کے مطالبہ کو کلام اللہ اور حدیث شریف کی روشنی میں پورا کرنا ضروری ہے۔

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

[الفقیہ: ۱۴/ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۶، ۷]

حرم کعبہ میں خونریزی کے صحیح صحیح حالات

ابن سعود کے سپاہیوں کی خون آشام چیرہ دستیاں:

جب ابن سعود کے حواریوں نے مذکورہ بالا واقعہ کو چھپانے کی ناپاک کوششیں کیں تو اخبار الفقیہ کے مدیر محترم نے اصل واقعات کو من وعن بیان کرتے ہوئے لکھا:

''معزز معاصر پیسہ اخبار اپنی اشاعت ۱۸/ اپریل میں واقعات حرم کعبہ میں خونریزی کے متعلق لکھتا ہے جس کو ہم بھی اپنے معتبر حاجیوں کی زبانی سن چکے ہیں جو من وعن درست ہے۔ جس کو ابن سعود اور اس کے حواریوں نے دوسرا رنگ دے کر مسلمانان عالم پر ظاہر کیا ہے جو غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں ہم اصل واقعات درج ذیل کرتے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید فرقان حمید میں مکہ معظمہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے ھٰذا البلد الامین یعنی یہ دیار مقدس امن کا شہر ہے جو شخص یہاں پہنچ گیا وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ گیا پس ہر ایماندار کا فرض ہے کہ اس کے اندر کسی جاندار پر قاتلانہ حملہ نہ کرے ایام حج میں حرم کعبہ کے اندر تو جوں مارنے کا بھی حکم نہیں ہے یہ بھی ٹھیک ہے کہ اللہ کی مساجد بیت اللہ شریف یا آستانہ نبوی پر شاہ و گدا سب برابر ہیں۔ اسلامی مساوات ایسی بے نظیر اور عدیم المثال چیز ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ اسی مساوات کو دیکھ کر اقوام دنیا حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔ اور اسی مساوات اسلامی سے متاثر ہو کر لاکھوں انسان آغوش اسلام میں آ جاتے ہیں کیوں کہ یہ ایک جاذب اصول ہے کہ خدا کے حضور سب انسان برابر ہیں وہاں اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم　تحقیق اللہ کے نزدیک تم میں سے وہی زیادہ بزرگ ہیں جو پرہیزگار

اور متقی ہیں۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کو اپنے نفسانی تکبر اور ذاتی فخر و غرور کی خاطر نظر انداز کر رہے ہیں وہ صرف نام کے مسلمان ہیں کیوں کہ اسلام کی خوبیوں اور اس مقدس مذہب کی قابل فخر روایات کو اپنے افعال سے مٹا رہے ہیں معلوم نہیں کہ یہ لوگ منافق ہیں یا قرآن وحدیث کو عملی طور پر نسیاً منسیاً کرنے کی آرزومند ہیں۔

خون ناحق :۔ دنیا میں ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ سلطان ابن سعود پر عین حالت طواف میں قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ خبر بجلی کی طرح اطراف واکناف عالم میں پھیل گئی سلطان کی سلامتی پر شاہان فرنگ نے مبارکباد کے تار بھیجے۔ لیکن جب حاجی لوگ بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر واپس پہنچے تو ان کی زبانی جو حالات معلوم ہوئے ہیں وہ بے حد قلق انگیز اور رنجیدہ ہیں۔

ان کا بیان ہے کہ ایک زیدی طواف کے دوران میں حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھا لیکن ابن سعود کے باڈی گارڈ کا ایک سپاہی اسے چلا کر کہنے لگا تم یہاں سے ہٹ جاؤ سلطان آرہے ہیں زیدی نے جواب دیا یہاں پر اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے خدا کے گھر میں شاہ و گدا کا کوئی فرق نہیں ہو سکتا نہ ہونا چاہئے اپنی باری پر سلطان ابن سعود شوق سے بوسہ دیں اس پر سعودی سپاہی نے زیدی کو بندوق کا کندہ مارا اس نے سپاہی کو تھپٹر رسید کیا ان دونوں کا معاملہ تو برابر ہو چکا تھا۔ لیکن ایک دوسرے سپاہی نے زیدی کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ اپنے بے گناہ ساتھی کو قتل اور خون ناحق سے متاثر ہو کر ایک دوسرے زیدی نے سلطان ابن سعود پر حملہ کرنا چاہا لیکن وہ بیچارہ بھی وہیں قتل کر دیا گیا۔ ہم زیدیوں کے طرفدار نہیں لیکن ابن سعود کو اپنے سپاہیوں سے شریعت حقہ اسلام کی روشنی میں بازپرس کرنی چاہئے۔ انہیں حرم کعبہ کے اندر قتل کرنے کا کوئی حق نہیں تھا جس سپاہی نے زیدی حاجی کو قتل کیا وہ واقعی مجرم ہے۔ بلکہ البادی اظلم یعنی ابتدا کرنے والا ظالم ہے کے ماتحت اس نے ظلم کیا جس کی سزا اسے ضرور ملنی چاہئے۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ سلطان ابن سعود کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا نیز ان کے کسی محافظ کو بھی گزند نہیں پہنچا تھا پھر حرم کعبہ کے اندر خونریزی کیوں کی گئی سلطان کو اس وقت محافظ حرمین شریفین کی پوزیشن حاصل ہے انہیں اول تو عفو شاہانہ سے کام لے کر اپنی عالی حوصلگی علو ہمتی اور اخلاق عالیہ کا ثبوت پیش کرنا چاہیے تھا لیکن اگر وہ ان سے عاری ہیں تو زیدی حاجیوں کو گرفتار کر کے حرم شریف سے باہر لے جاتے اور ان کے ساتھ جو سلوک چاہتے کرتے۔

حاجیوں کی زبانی جو حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے قتل و مقاتلہ کی ذمہ داری سلطان ابن سعود اور ان کے سپاہیوں پر عائد ہوتی ہے۔ سلطان کے نادان دوست اخبارات میں لمبے چوڑے مضامین شائع کر رہے ہیں اور کرتے ہیں، لیکن ان کے لاطائل مضامین رکوئی اثر نہیں ڈال قسم

ناشروع حوادث کا یہ اثر ہوگا کہ عالم اسلامی سعودی حکومت کی سختیوں سے روز بروز بدظن ہوتا جائے گا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ حاجیوں کی تعداد اور بھی گھٹ جائے گی۔ فی الحال نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جہاں پر ہر سال لاکھوں حاجی جمع ہوتے تھے اب ان کی تعداد گھٹ کر چالیس ہزار تک رہ گئی ہے۔ حاجیوں سے گراں محصول اور بھاری ٹیکسوں کی وصولی سے سلطان اور اس کی حکومت نقصان اٹھا چکی ہے۔ بدانتظامی اور حرم کعبہ میں خونریزی کا اثر اور بھی زیادہ مذموم ہوگا۔ ہم محض اصلاح اور خیر خواہی کے پیش نظر سلطان ابن سعود اور عمال حکومت سے پر زور استدعا کرتے ہیں کہ وہ حاجیوں کے آرام و آسائش اور انتظام حج کی اصلاح میں لگ جائیں ورنہ عربوں کا افلاس اور تنگدستی پہلے ہی مشہور آفاق ہے ایسا نہ ہو کہ حاجی گھٹتے گھٹتے سینکڑوں تک جا پہنچیں۔ اور عربوں کا یہ ذریعہ آمدنی بھی مسدود ہو جائے اور ایک جلیل القدر قوم دنیا سے مٹ جائے۔"

[۲۸ راپریل ۱۹۳۵ ص ۱۷، ۱۸]

اخبار ایک اور جگہ لکھتا ہے:

سلطان کا ایک وظیفہ خوار اخبار حرم کعبہ پر خونریزی پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"من دخله کان امنا، لیکن باوجود اس کے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتا ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم پاک کی حدود میں قاتلوں سے قصاص نہیں لیا جاتا افسوس ہے کہ چاندی کی چند ٹکیاں اچھے بھلے سمجھدار انسان کو گمراہ کر کے اسے کیسی کیسی مذبوحی حرکات اور کتنے بڑے افترا پر آمادہ کر دیتی ہیں یہ خدا کے بندے اتنا نہیں سوچتے کہ حرم پاک میں کونسا قتل ہو گیا تھا۔ جس کا قصاص لینا ضروری تھا پھر یہ بھی سوچنا چاہئے کہ احرام باندھنے کے بعد حاجی لوگ کون سے اسلحے اپنے ساتھ حرم کعبہ کے اندر لے جا سکتے ہیں۔ بالفرض اور جھوٹی تا ملیں اور گھڑی ہوئی خبریں سچ بھی مان لی جائیں تو بھی سلطان اور اس کے سپاہی الزام قتل سے بری نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا کوئی فرد نہ قتل ہوا نہ کسی کے قتل کا امکان ہو سکتا تھا کیونکہ سلطانی باڈی گارڈ کے سپاہی مسلح تھے۔ جب ایک سپاہی نے مقتول حاجی کو بندوق کا کندا ک مارا۔ تو زیادہ سے زیادہ اس بیچارے نے یہ کیا کہ ابتدا کرنے والے کے منہ پر کندا ک یا تھپڑ کے بدلے صرف تھپڑ رسید کیا۔

حالانکہ حرم کعبہ میں جو مسلمان داخل ہو جائیں وہ حفظ امن میں آجاتے ہیں۔ علاوہ بریں چونکہ شاہی پارٹی کا کوئی فرد قتل نہیں ہوا تھا اس لئے قصاص لازم نہیں آتا۔ سلطان ابن سعود کے سپاہیوں کی سراسر زیادتی ہے کہ انہوں نے دو تین بے گناہوں کو حرم کعبہ کے اندر شہید کر دیا۔ مسلمان کو قاتلوں سے باز پرس کرنی چاہئے۔ اور مقتولین کے ورثاء کو خون کا قصاص دلانا چاہئے۔ ورنہ وہ جانتے ہیں کہ انجام ظلم کا برا ہوتا ہے۔ اور منتقم حقیقی کا انتقام کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ ظالم کو یاد رکھنا چاہئے۔ دیر گیر و سخت گیر د مر ترا۔"

[الفقیہ: ۲۸ رمئی ۱۹۳۵ ص ۱۹، ۲۰]

حرمین شریفین کی بدحالی :

مولانا سید احسن صاحب حرمین شریفین کی بدحالی کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں:

''حرم شریف کے اندر کھجور کے درخت جو آپ نے نقشہ میں دیکھے ہیں امسال وہ بھی اکھاڑ دیے گئے اور بیر فاطمہ مقفل کر دیا گیا کہ بدعت ہوتی ہے حرم شریف کے دیواروں پر گرد جمی دیکھی اور حضور سرور عالم ﷺ کے روضہ منورہ پر جو پردہ سبز رنگ کے پڑے ہیں وہ ترکی زمانہ کے ہیں مگر دریدہ بریدہ ہو چکے ہیں قالین استنبولی ریاض کو بھیج دیے گئے۔ اور قیمتی سامان طلائی وغیرہ جھاڑ وغیرہ سب اٹھا لئے گئے۔ امام تین سو ساٹھ موقوف کر دیے گئے۔ یہاں پر بھی نجدی امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں۔ غرض ابن سعود حرم شریف میں ایک پیسہ لگانا بھی نہیں چاہتا۔ مگر حرم سے کھانا خوب چاہتا ہے۔ خدا جانے یہ کون سا مذہب ہے۔ جس چیز کو بُرا جانئیں اور اس کی کمائی خوب کھائیں۔ تو یہ حلال ہوئی مردار۔

اگر آپ چاہو تو مرمت کرا دو۔ قلعی کرا دو۔ مگر اجازت لینا ہوگی۔ جنت البقیع یہاں پر بھی ایک گارڈ معہ گولی کھڑے ہو کر پہرہ دیتا ہے کہ بوسہ وغیرہ نہ لے۔ یہاں پر بڑے بڑے صاحبان کے نشان قبر موجود ہیں۔ باقی ایک آراضی مزروعہ کی شان ہے۔ ایسی ہی سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول ﷺ کا نشان قبر موجود ہے۔ اور قبہ اور مسجد مسمار کر دیا۔ غرض بزمانہ حج ہر متبرک مقام پر پہرہ رہتا ہے۔ مسجد قبا وغیرہ۔ خیر دیکھا گیا کہ مدینہ طیبہ تین حصہ ویران ہے اور باشندے نہایت مفلس ہیں۔ بڑے علیم با تواضع سوال نہیں کرتے فاقہ کر لیتے ہیں۔ صورتیں نہایت نورانی دیگر یہ کہ اس وقت قریباً پانچ سو لڑکیاں جوان العمر محروم القسمت موجود ہیں۔ مگر مرد موجود نہیں۔ سابقہ لوٹ مار میں طائف شریف اور مدینہ شریف کے لوگ بہت قتل کیے گئے بدیں وجہ مردوں کی کمی۔ بیوائیں زیادہ ہیں۔ ناظرین! میں واللہ سچ عرض کرتا ہوں کہ مدینہ شریف خزاں رسیدہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ کچھ حصہ ضرور لیں اور سرکار دو جہاں ﷺ کے سامنے سرخروئی حاصل کریں۔

چودہ محرم الحرام کو مدینہ شریف میں خبر تھی کہ نجدیوں پر عبد اللہ نے شب خون مارا سرحد پر اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ہم کو راستہ میں بہت موٹر سرحد پر جاتے ملے ابن سعود نے بھی صفا مروہ کے بازار میں جنگ کا اظہار کیا غرض جنگ شروع ہو گئی ہے۔''

[الفقیہ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۹ء ص: ۷، ۸]

حاجی محمد طیب صاحب لکھتے ہیں:

''ملک کی رعایا پر جناب جلالت الملک کا اثر اس درجہ ہے اور اس درجہ بدوی قبائل مانتے ہیں کہ قافلہ جات مدینہ طیبہ بربادی کا تحفہ لیے ہوئے منزلوں نکل کر واپس آتے ہیں۔ اب آخر میں بعد حج معدودے چند خواص کو براہ دریا محض یہ دھبہ دور کرنے کے لیے اور اخبارات میں لمبے چوڑے مضامین لکھنے کے لیے کہ راستہ پُر امن ہے قافلہ جاتے ہیں، بھیجا گیا ہے۔ اس سال حج میں ۱۴ لاکھ یا ۱۵ لاکھ آدمی ہے اب اگر یہ دیکھا جائے کہ

کتنے نفر اس میں سے مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہو سکے تو حکومت کے اقتدار و طاقت کو جو کہ خلافت کے لئے جز اعظم ہے کافی پتہ چل جائے گا۔"

[الفقیہ : ۲۸ راگست ۱۹۲۴ء، ص ۱۰]

حرمین میں نجدیوں کی امامت :

مولانا سید احسن صاحب کشمیری بیان کرتے ہیں :

"بیت اللہ شریف کے اندر چاروں مصلوں پر نجدی امام نماز پڑھاتے ہیں اور حجر اسود کے بوسہ لینے پر بید سے مارتے ہیں۔...... اور پہاڑی جس پر امام خطبہ پڑھتا ہے اب اوپر جانے کا حکم نہیں جیسے ترکی زمانہ میں بعد خطبہ کے رومال وغیرہ ہلا کر لبیک کا غلغلہ ...ہوتا تھا اب بالکل نہیں بلکہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کب خطبہ ہوا۔"

[الفقیہ : ۱۴ رنومبر ۱۹۲۹ء ص ۷]

افغانستان اور بخارا کے لوگ اپنی نماز الگ پڑھتے ہیں:

اخبار الفقیہ اخبار انیس کے حوالے سے لکھتا ہے :

"لوگ حکومت کے حق میں دعا کرنے پر متذبذب ہو جاتے ہیں نجدی امام کے نماز پڑھانے کے بعد افغانستان کے لوگ اپنی جماعت کراتے ہیں یہی حال بخارا کا ہے۔

[الفقیہ : ۱۴ رجولائی ۲۶ء ص ۴]

حرم نبوی میں رات بھر اندھیرا :

مولانا غلام محی الدین صاحب برکاتی کا بیان ہے :

"مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ﷺ کے گنبد کے اندر جو قصیدہ بردہ سلطان عبد المجید خان کے وقت میں تحریر ہوا تھا مٹا دیا گیا۔ اور کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے۔ حرم نبوی ﷺ میں بجلی کی روشنی جو ترکوں کے زمانہ میں تھی وہ قائم ہے۔ مگر روغن زیتون کی روشنی فقط روضہ اقدس کے اندر ہوتی ہے۔ باہر والی زیتون کی روشنی اب نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ پہلے جو طریقہ تھا کہ نماز عشا کے وقت بجلی کی روشنی رہتی اور بعد نماز صبح تک زیتون کی روشنی رہتی۔ اب وہ نہیں ہے بلکہ نماز عشا کے بعد بجلی کی روشنی بجھا دی جاتی ہے۔ اور نماز فجر کی اذان کے وقت پھر روشنی کی جاتی ہے۔ درمیان میں اندھیرا رہتا ہے۔

[۷ را کتوبر ۱۹۲۷ء ص ۷]

کلید کعبہ کے بردار کی حق تلفی و زیادتی:

کعبہ مقدسہ کی چابی نبی کریم ﷺ کے دور مبارک سے جس خاندان میں وراثتاً چلی آ رہی تھی اس خاندان کے فرد عظیم جناب محترم شیبی صاحب سے نجدیوں نے چابی لینے کی کوشش کی جس پر انہوں نے احتجاج کیا۔ درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

''معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کی کنجی شیبی سے جن کے مورث اعلیٰ کو رسول مقبول ﷺ نے خود عطا فرمائی تھی مانگی جا رہی ہے چنانچہ شیبی صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے کہ جس میں اپنے حق کی تائید کی اور یہ رسالہ تمام علمائے مکہ کے پاس بھیجا ہے۔''

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ رجولائی ۱۹۲۷ء ص ۵]

بیت اللہ شریف میں استلام حجر اور طواف کعبہ میں دشواریاں:

حاجی میاں اسد اللہ اور حاجی غلام محمد امرتسر کا بیان ہے:

''طواف کے وقت ابن سعود کا باپ جب آیا تو تمام لوگوں کو نجدیوں نے چھڑیاں مار مار کر باہر نکال دیا اور صرف اسی کو طواف کراتے رہے نجدیوں کا وحشی پن دیکھ کر سخت حیرت ہوتی تھی لوگ سنگ اسود کو بوسہ دیا کرتے تھے اور نجدی ان کو چھڑیاں مارتے تھے اور کہتے تھے جلدی ہٹو۔ بیت اللہ شریف کے اندر ہم داخل ہونا چاہتے تھے لیکن جب دیکھا کہ وہاں جانے والوں سے روپیہ لینے کے علاوہ ان کو بے حرمت بھی کیا جاتا ہے اور گھونسے کے سے خاطر تواضع ہوتی ہے تو ہم الامان والحفیظ کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ ایک روز بیت اللہ شریف میں مولوی حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی چند اشخاص سے باتیں کر رہے تھے اتفاقاً ہم بھی وہاں موجود تھے وہ کہہ رہے تھے کہ واقعات سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نجدیوں کا اصل منشاء حقیقت کو دنیا سے مٹانے کا ہے اور نیز یہ بھی کہتے تھے کہ آثار بتلاتے ہیں کہ نجدی مقام ابراہیم کو بھی یقیناً گرا کر رہیں گے اور معاذ اللہ معاذ اللہ روضہ اطہر و گنبد خضری پر بھی ان کی نظر ہے۔ پھر بیت اللہ شریف کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگے کہ میں فتویٰ نہیں دیتا اپنا ذاتی خیال ظاہر کرتا ہوں کہ اگر نجدی اس گھر کو بھی گرا دیں تو میرے دل کو اتنا صدمہ نہیں ہوگا جتنا کہ معاذ اللہ گنبد خضری کو گرانے سے ہوگا۔ اور یہ بھی کہا کہ افسوس آج تک ہم ہندوستان میں ابن سعود کی بیجا حمایت میں پروپیگنڈا کرتے تھے ہم سخت غلطی پر تھے پھر ایک ہندوستانی کو جو ابن سعود کا شاہی مہمان اور موتمر کا نمائندہ تھا اس کو بلا کر کہا کہ تم نے ہمیں سخت دھوکا دیا ہے یاد رکھنا ہندوستان میں جا کر تمہارے گلے رسی پڑے گی۔''

[الفقیہ: ۷۔۱۳؍اگست ۲۶ء ص ۱۶]

حاجی محمد اعظم لدھیانوی کا بیان ہے کہ:

''حجر اسود کو بوسہ دینے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی رکن یمانی کا بوسہ لینے پر وہ نجدی ڈنڈے لگاتے تھے یا وہ تین سروں میں سے کسی نے اپنا سر نکال کر بوسہ لینا چاہا تو مارتے تھے حجر اسود کو بوسہ دینے میں نجدی بہت شغف کرتے ہیں البتہ غیر نجدیوں کے ہجوم کو سختی سے منتشر کیا جاتا ہے۔

جب سلطان یا اس کا باپ آتا تو نجدی زائرین کو نہایت تشدد اور بے رحمی کے ساتھ مار کر ہٹاتے تھے زدوکوب کی عام شکایت ہے انتظام حجاز کے متعلق کہا کہ حجاز میں اس وقت فوجی حکومت ہے اس لئے امن سکون معلوم ہوتا ہے۔

[۱۴/۷: اگست ۳۶ء ص ۱۴]

بیت اللہ میں حاجیوں کے داخلہ پر فیس وصولی:

اخبار الفقیہ میں اخبار انیس کے حوالے سے ہے:

''بیت اللہ میں داخلے کے وقت ہر حاجی سے تین روپیہ وصول کئے جاتے ہیں اس پر طرہ یہ ہے کہ کلید بردار صاحب جسے چاہتے ہیں سیڑھی پر چڑھنے دیتے ہیں باقیوں کی گھونسوں اور لاتوں اور مکوں سے تواضع کی جاتی ہے۔''

[۱۴/ جولائی ۳۶ء ص ۴]

طواف کعبہ میں اختلاط مرد و زن:

حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین آغا خواجہ محمد حسن جان صاحب قبلہ سرہندی مجددی نقشبندی ساکن کوئٹہ نے فارسی زبان میں مظالم نجدیہ پر مشتمل ایک تحریر الفقیہ کو روانہ کی جسے الفقیہ نے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا وہ اس میں لکھتے ہیں:

''دوسری تکلیف جو مسلمانوں کو پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ شریف مکہ اور ترکوں کے زمانہ میں بیت اللہ شریف کے طواف کرانے میں خاص خاص اوقات مقرر ہوتے تھے مگر آج حکومت نجد نے یہ حکم دیا ہے کہ زن و مرد بیک وقت بلاتمیز شریف و وضیع طواف کیا کریں۔ اب شرفائے اسلام کو یہ مصیبت درپیش آجاتی ہے کہ نہ تو خود آزادی کے ساتھ طواف کر سکتے ہیں اور نہ مستورات کو اطمینان سے طواف کرا سکتے ہیں۔ اور وہاں تو توانا و ناتواں پر برتاؤ برابر اور غریب و امیر کے درمیان وہ اودھم مچا ہوا ہوتا ہے کہ نہ کسی مستورات کی پاکدامنی محفوظ رہ سکتی ہے اور شرفاء کا تعصب مذہبی اور غیرت اسلامی کا جوش ظاہر ہو سکتا ہے بلکہ یہ ایک بھیانک منظر دیکھ کر مسلمان اور بھی دم بخود ہو جاتے ہیں کہ مستورات مردوں کے ساتھ دوش بدوش پھرتی ہیں اور کولھے سے کولھا ٹکراتے　غرض　وحرمت کا پاس نہ عفت و پارسائی کا خیال۔ طواف کیا ہوا ایک

بازاری کھیل ہوا۔ مگر مسلمان کی زبان حال یہ شعر پڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے ؎

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
اگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد"

[الفقیہ: ۷/ ستمبر ۱۹۲۸ء ص ۹، ۱۰]

حجر اسود کی گمشدگی کی خبر:

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"لکھنؤ ے رمئی شیخ علی احمد صاحب سابق کورٹ انسپکٹر سلطنت نظام اس خبر کے ذمہ دار ہیں کہ وہ مقدس پتھر جس کو حجر اسود کہتے ہیں اور جس کو اٹھا کر بیت اللہ کی دیوار میں نصب کرنے کے لئے عرب کے مختلف قبائل میں تلواریں کھینچ گئی تھیں یہاں تک کہ رسول اللہ نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا تا کہ ہر قبیلہ کا سردار چادر کو پکڑ لے۔ اور حجر اسود کو اٹھانے کی سعادت حاصل کرلے اور جو تیرہ سو برس سے بیت اللہ میں لگا ہوا......گاہ مسلمان تھا غائب ہوگیا ہے۔ اس خبر کی تصدیق چند چند اور دیندار مسلمانوں نے بھی کی جو زیارت کعبہ سے حال میں واپس آئے ہیں کہا جاتا ہے کہ جس جگہ حجر اسود نصب تھا اس جگہ خول ہو گیا ہے۔ جس کے اندر لاکھ بھر دی گئی ہے۔

چنانچہ ایک دوسرے صاحب ڈاکٹر محی الدین جو اس بات کی تحقیقات کرنا چاہتے تھے کہ کیا جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے حجر اسود شہاب ثاقب کا ایک ٹکڑا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں حجر اسود تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ حجر اسود غائب ہے اور اس کی بجائے ایک غار پڑا ہوا ہے۔ جس کے اندر لاکھ بھر دی گئی"

[۲۸ رمئی ۱۹۳۵ء ص ۱۹، ۲۰]

جنت المعلیٰ وغیرہ مزارات کی زیارت ممنوع:

"زیارت گاہوں میں جنت المعلیٰ ایک ایسی جگہ ہے جہاں حجاج وزائرین اتنی دور جا کر کیسے نہ جائیں لیکن امسال وہاں جانے کی ممانعت تھی اسی طرح جنت البقیع میں بھی اکثر زائرین نہ جا سکے جن بھائی سے ہمیں ان واقعات کی اطلاع ہوئی ہے ان کا بیان ہے کہ ان کے ساتھ جو معلمین تھے جنت البقیع جاتے وقت انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ وہاں جا کر خدارا ہمیں نہ پٹوایئے۔ اسی طرح حضرت عثمان ہارونی کے مزار پر بھی جو حضرت غریب نواز کے شیخ ہیں اور جن کا مزار پاک ایک مکان کے اندر ہے اس میں جانے کی بڑی دقت تھی اسی مکان میں آج کل سرکاری کچہری ہے اس سے بھی پہلے شریف...کے زمانہ میں ممانعت تھی اور اس نے چاروں طرف ایک دیوار کھچوادی تھی لیکن حاجی امداداللہ صاحب مرحوم کے زمانہ سے ان کے کہنے سے ایک

اونچی کھڑکی کھلوا دی تھی کہ اس میں سے دیکھ کر یہ اندازہ ہو سکے کہ کس جگہ مزار ہے مگر اسال اس کھڑکی تک جانا بھی مشکل تھا تاہم چونکہ ہمارے بھائی اس سلسلہ کے معتقد تھے وہ کسی طرح گئے۔"

[دبدبہ سکندری رامپور، ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء ص ۵]

غارِ حرا دیکھنے کی ممانعت:

مولانا محمد عماد الدین صاحب انصاری ناظم دینیات اسلامیہ ہائی اسکول جالندھر شہر ۱۵ر مئی کو مکہ معظمہ سے ایڈیٹر زمیندار کو ایک مکتوب لکھتے ہیں جو زمیندار مورخہ ۹ر جون کے صفحہ چار پر شائع ہوا ہے۔ اس کا ایک حصہ ہدیۂ ناظرین ہے:

"۱۵ر مئی کو صبح کے بعد نماز طوائف اور بعض مقامات کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے بیت ام المومنین مقامات کی زیارت کو گئے۔ ایک امام حرم ہمیں مل گئے۔ آج بیت خدیجہ کو ہموار زمین کے سوا کچھ نہیں، پھر مولد النبی ﷺ کو دیکھا وہ بھی ایسا ہی پایا۔ پھر مولد علی کو دیکھا وہ بھی ہموار پایا، میدان کے سوا کچھ نہیں۔ بہر حال وہ جگہیں دیکھیں جنت المعلیٰ گئے بہت سی قبریں دیکھیں مگر قبہ کسی پر نہیں جو محض اس وجہ سے گرا دیئے گئے کہ وہاں لوگ جا کر شرک و بدعت کرتے تھے۔ اور اسی بنا پر ہر جگہ ایسا ہی کیا گیا ہے بہت سی قبریں پختہ توڑ کر وہاں نشان پتھر سے کر دیئے گئے ہیں۔

۱۷ر مئی کو جبل بوقبیس پر گئے جہاں سے تمام شہر اور حرم شریف نظر آتا ہے۔ وہاں سے واپسی پر تکیہ مصریہ کو دیکھا۔ جہاں مساکین کو اہلِ مصر کی جانب سے کھانا دیا جاتا ہے۔ روزانہ چار پانچ ہزار مساکین کھانا کھاتے ہیں، فی کس دو ڈبل اور قریب آدھ سیر کھیر دودھ کی دی جاتی ہے۔ اس کے ناظر نہایت خوش اخلاق ہیں ہم سے نہایت درجہ اخلاق کا برتاؤ کیا۔ عربی اور انگریزی میں باتیں کرتے ہیں۔ مجھ سے عربی میں اور میرے ساتھی ڈاکٹر صاحب سے انگریزی میں گفتگو کرتے رہے۔ ماہوار اخراجات کا حساب دکھلایا جو ماہوار بارہ ہزار روپیہ سے کم نہ تھا۔

میں نے عربی میں ڈاکٹر صاحب نے انگریزی میں معائنہ لکھا۔ آج ۱۸ر مئی کو ہم تین بجے شب سے غار حرا دیکھنے کے قصد سے روانہ ہوئے۔ شہر سے جس وقت روانہ ہو رہے تھے تو ایک شرتی نجدی نے آ کر ہم کو روکا اور کہا کہ وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ میری اس سے دیر تک عربی میں گفتگو رہی۔ میں نے سمجھایا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں جن کو وہاں جانے کی ممانعت ہے۔ ہم بحمد اللہ ان افعال سے خود ہی محترز ہیں۔ لیکن رسول کریم ﷺ جس مقام میں قبل از بعثت عبادت کرتے تھے اور جس کو ہم مآثر میں داخل سمجھتے ہیں محض زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ لیکن اس نے باوجود طویل گفتگو کے ہم سے یہی کہا کہ آپ سلطانی اجازت حاصل کریں پھر

جاسکیں گے۔ ہم کو واپس آنا پڑا۔ خیال ہے کہ کسی روز سلطانی اجازت حاصل کر کے ان شاء اللہ جائیں گے۔"

[۱۴ر جولائی ۱۹۲۷ء ص ۶]

حجاج کو روضۂ نبوی ﷺ کی زیارت کی اجازت نہیں:

ہر حاجی کی تمنا ہوتی ہے کہ کم از کم ایک بار روضۂ رسول کی حاضری نصیب ہو جائے مگر کس قدر افسوس کا مقام تھا کہ جب حجاج کرام روضۂ رسول پر حاضر ہونا چاہتے تو نجدی کارندے انہیں روک دیتے اور وہ بیچارے روضۂ رسول کی زیارت سے محروم ہو جاتے۔

اخبار لکھتا ہے:

"موجودہ حکومت حجاز نے حجاج کے متعلق جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس کے سلسلے میں جو خبریں عراق میں موصول ہوئی ہیں وہ نہایت ہی وحشت ناک اور تکلیف دہ ہیں کہا جاتا ہے کہ حجاج کو وہابی عقائد ماننے پر مجبور کیا جا رہا ہے اور انہیں مدینہ منورہ میں روضۃ النبی ﷺ کی زیارت کے لئے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی اور دوسری جانب دیگر مشہور و معروف اماکن مقدسہ کے انہدام کا کام بدستور جاری ہے۔ (پاؤنیر)"

[الفقیہ، ۷ر جون ۱۹۲۶ء ص ۴]

روضۂ نبوی کی جالی چومنے پر پیسہ وصولی:

مولانا سید احسن صاحب بیان کرتے ہیں:

"جالی شریف کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے گولی بندوق لئے کھڑے ہیں مگر ہاں البتہ رات کو دو آنہ پیسہ رشوت کے دے کر آپ جالی مبارک چوم سکتے ہیں ہاتھ لگا سکتے ہیں۔"

[الفقیہ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۹ء ص ۷]

maablib.org

باب ﴿۸﴾

نجدیوں کے ہاتھوں مآثر متبرکہ
کی بے حرمتی و انہدام
کے جگر سوز واقعات

maablib.org

جنت البقیع ودیگر مقابر وآثر کی بے حرمتی اوران کا انہدام:

نجدیوں نے حجاز مقدس پر قبضہ کرنے کے بعد بڑی تیزی سے مقامات مقدسہ اورآثار متبرکہ کی بے حرمتی وپامالی شروع کردی، ایک کے بعد ایک مقدس نشانی مٹاتے چلے گئے جنت البقیع شریف میں صحابہ کرام کے مزارات کو مسمار کیا تو وہیں مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دیگر مقابر میں صحابہ وغیرہ کے مزارات منہدم کئے ظالموں نے حضرت آمنہ، حضرت عباس وغیرھما صحابہ وصحابیات کے مزارات کے انہدام کے ساتھ ساتھ روضۂ انور پر بھی دست درازی شروع کردی۔ مولد نبوی کو بھی منہدم کردیا۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ الکبری کا مزار پرانوار منہدم کیا، تو وہیں نبی محترم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کا مزار بھی ظالموں نے منہدم کردیا۔ ظالموں کا ظلم یہاں جاکر بھی ختم نہیں ہوا بلکہ نجدی ظالموں نے حضرت آمنہ کے مزار اقدس پر لات مار کر معاذ اللہ کہا کہ یہی وہ عورت ہے جس نے وہ بچہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو جنا معاذ اللہ۔

نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش کو بھی منہدم کیا گیا۔ اوراس جگہ کو ناپاک کہنے کی جسارت کی گئی۔ بلکہ اس مقدس مقام پر پیشاب پاخانہ کرنے کو درست قرار دیا گیا۔ بلکہ بڑی دلیری سے وہاں غلاظت پھیلائی گئی۔ حضرت خدیجہ کی قبر پر فائر کرکے کہا گیا کہ اگر تجھ میں طاقت ہے تو کھڑی ہوکر مقابلہ کر۔ دوسرے مزارات پر بھی یہ عمل دہرایا گیا یعنی کہا گیا کہ کافراٹھ اب مقابلہ کر ہمارا۔ الغرض نبی کریم ﷺ اوران کے اصحاب وازواج کے مزارات، ان کے مقدس گھر، بلکہ ان سے جڑی ہرچیز کو پامال کرنے اوراس کی حتی المقدور بے حرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔ اخبار الفقیہ کے حوالے سے ہم یہاں مقابر مقدسہ، مآثر متبرکہ کے انہدام اور ان کی بے حرمتی وپامالی تقدس سے متعلق حجاج کرام کے بیانات نقل کرتے ہیں:

مزارات مکہ مکرمہ کا انہدام:

حضرت مولانا مولوی حاجی حکیم احمد علی صاحب مکہ مکرمہ سے آنے والے چند حجاج کرام کے حوالے سے الفقیہ کو ارسال کردہ اپنے ایک خط میں مکہ مکرمہ میں منہدم ہونے والے مزارات کی خبر دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''کل دن مورخہ ۴ ر اگست ۱۹۲۵ء بروز منگل براستہ کراچی چار حاجی صاحبان حاجی عبدالقادر صاحب،

حاجی محمد سردار، حاجی محمد فتح الدین میاں بشیر احمد صاحب قصوری تشریف لائے ہیں۔ اوّل الذکر ہر سہ اصحاب قصور کے رہنے والے ہیں۔ آخر الذکر صاحب عرب مقیم مکہ مکرمہ ہیں جو تکلیف کی وجہ سے ہندوستان تشریف لائے ہیں۔

ہم لوگ ان کے استقبال کے لیے رائے ونڈ اسٹیشن پر پہنچے۔ چونکہ بمبئی میل ٹرین کے لاہور کی طرف سے آنے میں ابھی وقت کافی ہے۔ لہٰذا مکہ مکرمہ کے حالات ان سے دریافت کیے گئے۔ ان میں سے حاجی عبدالقادر صاحب زیادہ سمجھ دار آدمی ہیں۔ انہوں نے سب کے روبرو بیان کیا کہ نجدیوں نے تمام مزارات متبرکہ جو مکہ مکرمہ میں تھے گرا دیئے ہیں۔ اور ان کے نشانات تک مٹا دیئے ہیں۔"

[الفقیہ: ۱۴ر اگست ۱۹۲۵ء ص ۲]

حاجی علی خان ساکن بریساں سویٹ، مقام موٹ بریا کہتے ہیں:

"طائف میں ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ قبور کو منہدم کر ڈالا گیا۔ اکثر ان میں سے قبروں پر جا کر اور بندوقوں سے قبروں کے اندر کھود کر گولی چلاتے اور کہتے تھے کہ "اے کافر اٹھ اپنی قبر کی مدد کر۔ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا ہوتے دیکھا۔ اگر کوئی آدمی یہ دیکھنے کے لیے کھڑا ہو جاوے تو اس کو بھی پکڑ کر لے جاتے تھے۔ اور مجبور کرتے کہ اس قبر کو توڑ۔

ہمارے مکہ آنے کے تقریباً ڈیڑھ مہینے کے بعد نجدی مکہ میں داخل ہوئے اور سب توڑ پھوڑ مچایا۔ جتنے مزار اور قبے تھے، سب کو منہدم کیا۔ جبل ابو قبیس کی مسجد تک کو منہدم کر دی گئی۔ کوئی قبہ کوئی مزار و مآثر میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی"۔

[۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶۰۵]

مولانا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بہرائچ ابن سعود کے حرمین پر قابض ہونے کے بعد تیسرے دن کی روداد بیان کرتے ہوئے نجدیوں کے مظالم اور منارہائے حرم اور قبہ جات مزارات متبرکہ بلکہ جنت المعلی میں موجود قبروں کے انہدام اور وہاں نجدیوں کا پیشاب پاخانہ کرنے سے متعلق لکھتے ہیں:

"جنت المعلی میں جتنی قبریں تھیں سب کو توڑ تاڑ کر برابر کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے مزار اقدس کو بھی ڈھا دیا۔ میں نے خود معلے میں جا کر دیکھا کہ اب وہاں کوئی نشان نہیں۔ ویسے کسی کو فاتحہ خوانی کے لیے بھی نہیں جانے دیتے۔ میں ایک میت میں گیا تو یہ ماجرا دیکھا۔ نیز ویسے بھی کبھی کبھی چھپ کر جاتا تھا اور دیکھتا تھا۔ ان قبوں کو توڑا وہیں وہ لوگ رہتے تھے.... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ کے قبہ کو بھی توڑ ڈالا۔ مسجد جن و مسجد بلال بھی توڑ دی۔ منارہ گرتے وقت تین آدمی مرے۔ یہ توڑنے والے نجدی ہی تھے۔ جبل نور کا قبہ بھی توڑ ڈالا۔ حرم میں نجدی برابر جوتے لے کر جاتے ہیں۔ جوتے لے کر طواف کرتے ہیں۔ مقامِ ابراہیم توڑنے کی کوشش کی تھی۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ توڑنے کھودنے کے اوزار لے کر آئے۔ فوجوں نے دیکھا پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ مقامِ ابراہیم کو کھودیں۔ نوجوان نے تیزی کے ساتھ کہا: امام کا حکم لاؤ۔ جب کھودنے دیں گے، ورنہ نہیں۔ وہ لوگ چلے گئے اور پھر نہیں آئے۔.....

منارہائے حرم محترم کے شہید کرنے کے لیے بھی خالد کے آنے سے تیسرے دن علی کو بلا کر خالد نے کہا کہ منارہ بدعت ہیں۔ ان کی ضرورت نہیں، ان کو تڑوانا چاہیے۔ شیبی سے بھی کہا: شیبی نے کہا کہ یہ بات امام عبدالملک سے پوچھنا چاہیے۔ دوسرے تیسرے دن عبدالملک اور دیگر علماء کو بلایا گیا اور اس بات کی کوشش کی گئی۔ امام عبدالملک نے جواب دیا کہ اہلِ مکہ کو مرجانا بہتر ہے۔ اس لیے کہ منارہ توڑے جائیں۔''

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۵۰۲]

مولانا حاجی حسام الدین صاحب...... ساکن کاشغر (چین) بیان کرتے ہیں کہ

''میں جنت المعلیٰ میں گیا۔ اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہاں کسی قبہ کا نشان نہیں۔ حضرت آمنہ کے مزار کی طرف میں نہیں گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کا مزار کہاں تھا۔ وہاں اب کوئی قبہ باقی نہیں۔...... مسجد ابوقبیس کا ایک منارہ شہید کر دیا گیا۔ کسی مسئلہ کتابی پر باب السلام کی طرف اہلِ مکہ نجد میں جھگڑا سخت ہوا۔ اہلِ مکہ نجد کی حکومت بالکل نہیں چاہتے۔ منا مذبح سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے مقام کو بھی خراب کر دیا گیا۔ اس مقام پر کوئی اثر باقی نہیں ہے۔ مقامِ ابراہیم کو اگر کوئی شخص ہاتھ لگاتا ہے تو اس کو منع کرتے ہیں۔''

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۸]

حاجی حکیم کاشغر ابو القاسم بخاری لکھتے ہیں کہ:

''حضرت ابوبکر کے محلِ ولادت پر جو قبہ تھا، اس کو بھی منہدم کر دیا گیا۔''

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۸]

حاجی عبدالستار صاحب بیان کرتے ہیں:

''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مزار کی بے حرمتی کی گئی۔ اور زمین کے برابر کر کے اس پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ شریف مستورات کی چولیاں اُتار اُتار دیکھا جاتا تھا کہ کوئی مال تو ان میں چھپایا ہوا نہیں۔ غضب خدا کا مسلمانوں کے مال کو مالِ غنیمت یعنی کافروں کا مال سمجھتے تھے کہ ابنِ سعود نے اس میں سے خمس وصول کیا۔ مکہ معظمہ میں تمام مزارات اور ان کے گنبدوں کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا گیا۔''

[الفقیہ: ۱۴ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷، ۸]

مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے مولانا نثار احمد صاحب سے پوچھا کہ کیا آثار و مزارات مدینہ شریف سب کے سب منہدم کر دیے گئے؟

تو جواب میں مولانا نے کہا:

"ایک بھی باقی نہیں رہا۔ امہات المومنین بنات طاہرات اہل بیت صحابہ شہدائے احد شہدائے بدر حضرت سیدنا عثمان حضرت حلیمہ سعدیہ سب کے مزارات ڈھادیئے گئے۔ اور ہل چلا دیئے گئے۔ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ کا مزار شریف جو مسجد کے احاطہ میں تھا ڈھادیا گیا۔ اور اس کو مسجد سے علاحدہ کر دیا گیا۔ خام قبروں کو بھی کھود ڈالا گیا۔"

[الفقیہ: ۱۴،۷: اگست ۱۹۲۶ء، ص ۱۵]

حاجی عبدالعزیز خان ہزاروی لکھتے ہیں:

"تمام شہر مدینہ منورہ کے باشندگان سے سنا کہ ابن سعود نجدی مکہ معظمہ اور طائف شریف پر قابض ہو گیا اور اس نے تمام قبہ جات ومزارات متبرکہ کو مسمار کر دیا ہے اور مولود النبی ﷺ اور حضرت محبوب خدا رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ صاحبہ کے روضہ پاک کو بھی مسمار کر دیا گیا ہے پھر جب قافلہ کے صاحبان مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں گئے اور انہوں نے بھی یہی بیان کیا اور یہ بھی قافلہ والے وشہر والے بیان کرتے تھے کہ کوئی شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک پر جاتا یا دیگر کسی مزارات متبرکہ پر حاضر خدمت ہوتا بیان کرے تو اس کو شرک وملحد بیدین وغیرہ کہہ کر قتل کر دیتے ہیں۔ پھر ہم چالیس یوم رہ کر مکہ معظمہ میں آئے اور جو کچھ سنا تھا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تمام مزارات پختہ وقبہ جات تباہ کیے ہوئے ہیں۔ پھر ہم نے طائف شریف جانے کا قصد کیا تو باشندگان نے بھی تاکید کی کہ کسی مزار کا نام مت لو قتل ہو جاؤ گے۔ پھر گئے تو ہر جگہ ہر مقام راستہ طائف شریف میں ابن سعود کے فوجی ملازم بہ لباس دیسی مخبری کر رہے ہیں کہ کوئی کسی مزار کا نام لیوے تو فوراً قتل کر دیتے تھے۔ ہم سے دریافت کرتے تھے کہ تم کس مزار پر جاتے ہو؟ تو ہم نے کہا ہم بھوکے ہیں طائف سے روٹی مانگیں گے۔"

[الفقیہ: ۲۱/مارچ ۱۹۲۶ء، ص ۳۰۳]

مولدالنبی مزار حضرت حوا، آمنہ، خدیجہ، میمونہ اور فاطمہ کی بے حرمتی:

نجدیوں نے نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش کو بھی منہدم کر دیا اور وہاں غلاظت پھیلا کر نبی کریم ﷺ سے اپنے بغض وعناد کا کھلا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ نیز حضرت حوا، حضرت آمنہ، حضرت خدیجہ، حضرت میمونہ، اور حضرت فاطمہ کے مزارات کو مسمار کر کے ان کے تقدس کو پامال کرنے کی بھی حتی الامکان کوشش کی ملاحظہ فرمائیں:

حاجی عبدالستار بیان کرتے ہیں:

"مولد النبی کو منہدم کر کے بے حرمت کیا گیا۔ نجدیوں کے قاضی القضاۃ نے فتویٰ دیا کہ یہ جگہ ناپاک ہے۔ اور اس جگہ پاخانہ وغیرہ کرنا جائز ہے۔"

حاجی اسداللہ اور غلام محمد امرت سری صاحبان کا بیان ہے:

''مولد النبی ﷺ کو دیکھا تو اس کے نشانات کو گرا رہے تھے اور اس میں ملبہ کا ڈھیر پڑا ہوا تھا جب چار روز کے بعد پھر وہاں گئے تو ملبہ وغیرہ بھی وہاں سے پھینک دیا گیا تھا اور وہاں سے اونٹ گھوڑے گدھے کتے سب گزر رہے تھے۔''

[الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۵، ۱۶]

حاجی محمد حسین کہتے ہیں:

''ہم ۱۰ ذی قعدہ کو جدہ پہنچے ...دو روز کے بعد مکہ معظمہ پہنچے مولد النبی ﷺ زمین کے برابر کر دیا گیا ہے۔''

[۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷]

مزید اخبار لکھتا ہے:

''نجدیوں نے مولد نبی ﷺ کی عمارت کو پہلے منہدم کر دیا تھا مگر جب تک اس کا ملبہ وہاں پڑا رہا اس وقت تک۔ عقیدت مند زائرین اسی کو دیکھ آتے تھے۔ اور وہاں کھڑے ہو کر چپکے چپکے درود پڑھ لیتے تھے۔ اب وہ ملبہ بھی وہاں سے ہٹا دیا گیا اور ایک صاف میدان سا ہو گیا۔ جس میں اور برابر والے قطعات اراضی میں کوئی وجہ امتیاز موجود نہیں۔ البتہ ایک درخت وہاں موجود ہے۔ جس سے مولد نبی کے قطعہ اراضی کا نشان ملتا ہے۔ مگر یہ درخت بھی اتباع کتاب وسن کے... کرنے والوں کی نگاہوں میں کھٹکتا ہے۔

اور... خلاف کے ایک معتبر نامہ نگار کی اطلاع کے بموجب اس درخت کی چھال اتار دی گئی ہے جس سے اندیشہ ہے کہ وہ خود بخود خشک ہو کر گر پڑے گا۔ حجاز کی موجودہ نجدی حکومت کا یہ اہتمام اس مقدس ذات کے مقام ولادت کی یادگار کو مٹانے کے لیے ہے۔ جس کی نسبت دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان بعد از خدا سب سے زیادہ بزرگ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس بزرگ نے اخلاق... کی اصلاح اور تمدن کی امداد کے لیے جو قواعد مقرر کیے ہیں ان میں سر سبز درخت کے قطع کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

(سیاست) [الفقیہ: ۷، ر ستمبر ۱۹۲۷ء ص ۱۱]

حاجی اسداللہ اور غلام محمد امرت سری بیان کرتے ہیں کہ:

''جب ہم جدہ میں پہنچے تو مائی حوا علیہا السلام کی قبر گری ہوئی تھی۔....پھر وہاں سے حضرت بی بی فاطمہ کے مکان کو دیکھنے کے لئے جہاں آپ کی چکی رکھی ہوئی تھی گئے اس مکان کو بھی گرا ہوا پایا۔ وہاں سے پیشاب و پاخانہ کی سخت بدبو آ رہی تھی۔ پھر ہم جنت المعلیٰ گئے وہاں سب مزارات گرے ہوئے تھے۔ یعنی قبروں کو کھود کھود کر گنبدوں کو توڑ کر ان کا ملبہ ان میں ڈالا ہوا تھا۔ تمام مزارات کا یہی حال تھا۔''

[الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۵، ۱۶]

حاجی محمد حسین بھی بیان دیتے ہیں کہ:

ہم ۱۰ ذی قعدہ کو جدہ پہنچے حضرت حوا کی قبر گرائی ہوئی تھی... روضہ خدیجہ گرادیا گیا ہے۔ حضرت آمنہ کا روضہ بھی گرادیا گیا ہے۔ جنت المعلیٰ کے تمام مزارات برباد کردیے گئے ہیں۔"

[الفقیہ: ۷، ۱۳: اگست ۲۶ء، ص ۱۷]

حاجی مولانا مشرف حسین کا بیان ہے:

"حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبرِ اقدس پر بندوق رکھ کر گولی چلاتے تھے اور کہتے تھے کہ کہاں گئی تیری اُمت۔ اس قبہ کو ڈھاتے وقت ۶۔۷ نجدی گر کر مرے۔ نیز مولد النبی کے انہدام کے وقت بھی ۶۔۷ آدمی مرے۔"

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۷]

حاجی مہر غلام رسول کہتے ہیں:

"حضرت فاطمہ کا مکان بھی گرادیا گیا ہے اور جس جگہ سرور کائنات کی پہلے روز اونٹنی بیٹھی تھی اس دروازہ کو بند کردیا گیا ہوا ہے۔"

[الفقیہ: ۷، ۱۳: اگست ۲۶ء، ص ۱۷]

مولانا مولوی حاجی حکیم احمد علی صاحب لکھتے ہیں:

"روضۂ مبارک خدیجۃ الکبریٰ اُم المومنین رضی اللہ عنہا اور والدہ ماجدہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بی بی آمنہ کا روضہ مبارک بھی ہے۔ نیز بیان کیا کہ حضور ﷺ کے پیدا ہونے کی جگہ بھی گرادی گئی۔ اور گرانے والے افسر نے (معاذ اللہ) اس جگہ کھڑا ہو کر بکواس کی۔ کہ اس جگہ پر اُس عورت نے بچہ جنا تھا۔ پھر تو یہ جگہ ناپاک ہے۔ یہاں پیشاب یا پاخانہ کرنا درست ہے۔

جس کے جواب میں حاضرین (نجدیوں) نے نعم یعنی ہاں درست ہے کہہ دیا (معاذ اللہ) نیز حضور کی والدہ ماجدہ کے روضہ مبارک کو گرانے کے وقت کہا کہ یہی وہ عورت جس نے وہ بچہ جنا تھا۔ خدیجۃ الکبریٰ کے روضہ مبارک کو گرا کر بندوق کا فائر کیا گیا اور بآواز بلند کہا کہ تو نے اتنی مدت اپنی پرستش کرائی ہے۔ اگر تجھ میں کچھ طاقت ہے تو کھڑی ہو کر مقابلہ کر (استغفر اللہ)۔"

[الفقیہ: ۱۳ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۴]

مولانا حاجی حسام الدین صاحب..... ساکن کاشغر (چین) بیان کرتے ہیں کہ

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مولد النبی کا قبہ توڑ دیا گیا۔ حضرت فاطمہ کے مکان کو بھی منہدم کردیا گیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قبہ کو بھی منہدم کردیا گیا۔ اب وہاں قبر کا کوئی نشان نہیں۔"

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۸]

حاجی عبدالستار صاحب حلفیہ بیان کرتے ہیں:

''حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کو زمین کے برابر کر کے بندوقوں کے دستے مزار کی جگہ پر مارے گئے۔ اور کہا گیا کہ اٹھو اگر طاقت ہے تو بدلہ لے کر دکھاؤ۔ اسی طرح جنت المعلیٰ کے تمام مزارات جہاں حضرت آمنہ حضرت ابو طالب، حضرت ابو مطلب اور بہت سے صحابہ کرام کے مزارات ہیں، سب کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا گیا۔

[الفقیہ: ۱۴ر اگست، ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷، ۸]

عبدالغنی صاحب سوداگر جفت، چاندنی چوک، دہلی کہتے ہیں کہ:

''میں نے دیکھا کہ مزارات حضرت آمنہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وخدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا شہید کر دیے گئے۔ اس وقت وہاں کوئی نشان باقی نہیں۔

(بیان دینے والے صاحب پر اس بیان سے گریہ طاری ہے اور وہ بے قابو ہیں)

یہ بھی میں نے سنا کہ قبوں کے انہدام کے وقت اس کے نیچے دب کر آدمی بھی مرے۔

میں نے دیکھا کہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ انور کو بھی منہدم کر دیا گیا۔ حضرت فاطمہ کی پیدائش کی جگہ کو بھی توڑ ڈالا گیا۔ انہدام کے وقت میں نے سنا کہ جو شخص وہاں جاتا تھا، اس کو قتل کر ڈالتے تھے۔ شہدا میں مکہ سے ایک میل کے فاصلہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مزار اقدس کو بھی منہدم کر دیا گیا۔ مزارات کو سب کو برابر کر دیا گیا۔ حضرت میمونہ کے مزار اقدس کا قبہ اگرچہ نہیں توڑا مگر اندر سے مزار اقدس کو بالکل ہموار کر دیا۔

چونکہ میں نے یہ سنا کہ مزارات کی زیارت کے لیے جو لوگ جاتے ہیں، ان کو زدوکوب کرتے ہیں۔ لہٰذا میں نے دور سے فاتحہ خوانی کر لی۔ .... حضرت میمونہ کے قبہ کو میں نے خود جا کر دیکھا۔ بقیہ قبوں کو دور سے منہدم دیکھا۔''

[الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷]

حاجی مولوی مشرف حسین صاحب ساکن علی گڈھ محلہ ماموں بھانجا کا بیان ہے:

''میں سال گذشتہ حج کو گیا تھا۔ جب ابن سعود کی افواج بہ سرکردگی خالد مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ میں نے دیکھا افواج نے داخل ہوتے ہی سب سے پہلے مزارات آمنہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور مولد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منہدم کیا۔ قبوں کا ملبہ مزارات پر گرا اور اس کے بعد مزارات کو بالکل برابر کر دیا گیا۔ قبوں پر جو چاند تھے، ان کو بندوق کی گولیوں سے نشانہ کر کے گرا دیا گیا۔ اس وقت مزارات کا کوئی نام ونشان نہیں......

ان مزارات کو منہدم کرنے کے بعد فوجوں کو حکم دیا گیا کہ وہاں نجاست ڈالو اور پاخانہ پیشاب کرو۔

مولد النبی کی جو دیواریں باقی رہ گئی تھیں ان کو ابن سعود کے آنے کے بعد اس کے حکم سے منہدم کیا گیا۔ چونکہ وہ مقام زمین دوز تھا۔ اس وجہ سے اس کو بالکل ہی ہموار کر دیا گیا۔ اور اب وہاں اب کوئی علامت نہیں رہی۔ دوسرے مقامات کسی قدر مرتفع معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ قبروں کا کوئی نشان نہیں۔''

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۷،۸]

مولانا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بہرائچ لکھتے ہیں:

''تیسرے دن یہ خبر ملی کہ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر وہ لوگ گئے اور وہاں گولی چلانا شروع کیا۔ بعد اس کے قبے توڑنے کے لیے اوپر چڑھے۔ قبہ توڑتے جاتے تھے اور اس خوف سے کہ کوئی نہ آئے فیر کرتے جاتے تھے۔ کچھ حصہ توڑ کر اور اس اندیشہ... حضرت آمنہ الزہرا کے قبہ اطہر کو کسی قدر توڑا پھر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے اور اسے بھی ڈھانا شروع کیا۔ اسی طرح تھوڑا تھوڑا توڑ کر سب کو برابر کر دیا۔ اور اب کسی قبہ کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔''

[۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۵،۰]

میاں محمد غلام رسول صاحب امرتسر کا بیان ہے:

''جدہ میں جا کے دیکھا کہ حضرت حوا کا مزار بالکل گرا دیا گیا ہے دو دن قیام کے کر کے یہاں سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے... پہلے ہم اس جگہ پہنچے جہاں جنگ احد میں جناب سرور کائنات کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ وہ تمام شکستہ پایا۔ جنت البقیع کی جو بے ادبی کی گئی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا کا مزار بالکل شکستہ پایا دروازہ جات جنگلہ جات وغیرہ تمام توڑ پھوڑ دیے تھے۔ اور جو پتھر سرہانے کی طرف لگایا ہوتا تھا اس کو انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکا ہوا تھا۔ ہم نے اٹھا اٹھا کر دیکھے ان پر کلمات وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔ پھر حضرت امیر حمزہ کی تربت کی طرف گئے تو ہمارے سامنے اس کو گرا رہے تھے۔ چار آدمی اوپر چڑھے ہوئے تھے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اس کو توڑ رہے تھے۔ اور جن پتھروں پر آیات لکھی ہوئی تھیں ان کی بڑی بے ادبی ہو رہی تھی۔''

[الفقیہ: ۷،۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷]

مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے مولانا نثار احمد صاحب سے مولد النبی سے متعلق سوال کیا، مولد النبی ﷺ کو کس حال میں پایا؟ تو جواب میں مولانا نے کہا:

''مولد النبی ﷺ کو مسمار پایا ایک ایک اینٹ ٹوٹی ہوئی پائی گدھے اور کتے کو بول و براز کرتے ہوئے خود اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ مولد النبی ﷺ کے وہ پتھر جن پر آیات قرآن درج و کندہ تھیں ان پتھروں کو نکال کر ناپاک جگہوں میں الٹ کر لگا دیا گیا معمار نے جل لگانے سے انکار کیا تو اس غریب کو زد و کوب کیا گیا۔''

[الفقیہ: ۷،۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۴،۱۵]

اور جب پوچھا کہ، حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کی چکی اور اس کی جگہ کے متعلق کیا سلوک کیا گیا؟

تو مولانا نے جواب میں کہا کہ:

"چکی توڑ دی گئی اور وہ جگہ بھی بالکل مسمار کردی گئی جس جگہ آپ حضور فرمایا کرتی وہ جگہ بھی منادی گئی اور وہاں جانے کی ممانعت کردی گئی۔"

[الفقیہ: ۷-۱۴: اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۵]

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے گھروں کا نشان نہیں:

نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب سے بغض وعناد کی اس سے بڑھی کیا مثال ہو سکتی ہے کہ نجدیوں نے رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کی ہر ہر نشانی کو مٹانے کی سعی کی، یہاں تک کہ ان کے گھروں کو بھی بے نشان کر ڈالا۔

اخبار لکھتا ہے:

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے گھروں کا نشان بھی باقی نہیں نہ معلموں کو اس کی اجازت ہے کہ وہ مقامات حاجیوں کو بتائیں۔ جہاں جناب رسالت مآب حضرت فاطمہ زہرہ یا صحابہ کرام رہتے تھے۔ صرف حضرت عمر کے مکان کی پکی دیواریں ہاتھ ڈیڑھ ہاتھ باقی رہ گئی ہیں۔ مگر اس میں بھی اس طرح لونا لگ گیا ہے کہ اگر زوردار بارش ہوئی تو وہ بھی زمین بوس ہو جائے گی۔

دار ارقم جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تھے ابھی اپنی حالت پر کھڑا ہے مگر اس کی دیواریں اور چھت اس قدر بوسیدہ ہوگئی ہیں کہ شاید دو چار سال سے زیادہ نہ ٹھہر سکے۔ لیکن کسی کو اس کی زیارت کرنے کی اجازت نہیں ہاں کوئی حاجی از خود چلا جائے تو اس کی مخالفت بھی نہیں۔"

[الفقیہ: ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء ص ۱۹، ۲۰]

انہدام قبور مسلمین و اندیشۂ انہدام روضۂ رسول ﷺ:

نجدیوں کی بڑھتی ہوئی شرانگیزی کو دیکھتے ہوئے دانشوران قوم اور ہمدردان اسلام اور عقیدت مندان بارگاہ رسالت کو یہ اندیشہ ہو رہا تھا کہ روضۂ رسول ﷺ جس کے تعلق سے نجدیوں کا نظریہ یہ تھا کہ معاذ اللہ وہ بڑا بت ہے۔ اور آئے دن اس کو گرانے کی کوشش کی جارہی تھی اب کہیں نجدیوں کے زور کی زد میں نہ آجائے۔

اخبار نے اس کا اظہار کچھ اس طرح کیا ملاحظہ ہو:

"یہ خبر کہ نجدی وہابیوں نے طائف کو فتح کرتے ہی محمد بن عبدالوہاب کی یاد تازہ کردی۔ اور لوگوں کو تہہ تیغ کرنے کے علاوہ قبور مسلمین کو منہدم کردیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا روضہ متبرکہ بھی منہدم شدہ قبور

میں شامل ہے۔ کچھ کم اندوہ نہیں۔ بعض مقتدر اخبارات محض بخیال لا لحب علی بل لبغض معاویہ ان مظالم کو مزعومہ قرار دیتے ہوئے امیر نجد کو بڑی عزت سے یاد کر رہے ہیں۔ یہ تو خدا کو معلوم ہے کہ یہ خبریں صحیح ہیں یا غلط۔

جب تک ان کی تردید نہ ہو صرف قیاس سے ان کو مزعومہ قرار دینا سخت غلطی ہے۔ اس لیے کہ وہابیت کا اصلی منشا ہی یہی ہے کہ نہ صرف قبورِ مسلمین کو منہدم کیا جائے بلکہ روضۂ مطہرہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کو زمین کے برابر کر دیا جائے۔ ان کے ہندوستانی مقلدین نے اپنی بعض کتابوں اور نظموں میں اس کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ ایک نظم کا مصرعہ ہے ؎

چھت کو اور گنبد کو قبروں سے اُتار

وہابیہ کے ابتدائی فتنہ کے زمانہ میں اگر سلطنت عثمانیہ کی طرف سے محمد علی پاشا ان کی پوری گوشمالی نہ کرتا تو جس طرح ان کو بیت الحرام کے صحن اقدس میں گھوڑے باندھتے ہوئے خدا کی پرواہ نہ رہی تو روضہ مطہرہ کو منہدم کرنے سے انہیں کون مانع ہوتا۔ جس کا ارادہ وہ صاف لفظوں میں ظاہر کر چکے تھے۔ اس تاریخی شہادت کے ہوتے ہوئے ان مظالم کا ارتکاب ناممکن ہے۔

ہندوستان اور نجد کے وہابیوں کو ان مظالم سے یقیناً دلچسپی ہوگی۔ لیکن دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے دل اور جگر پر جو کاری زخم اس سے لگے گا وہ ناقابلِ اندمال ثابت ہوگا۔"

[الفقیہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۴ء، ص ۳،۴]"

اخبار مزید لکھتا ہے:

"لوگ بیان کرتے تھے کہ نجدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ معاذ اللہ بڑا بت (روضۂ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب تک گرایا نہ جائے گا، بت پرستی جہاں سے دور نہیں ہو سکتی۔ ان کے اس اعتقاد پر سابقہ تاریخ شاہد ہے کہ جب نجدیوں نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا، تو تمام صحابہ کبار رضی اللہ عنہ کے روضہ ہائے مبارکہ سخت بے حرمتی سے مسمار کیے گئے۔ جو آج تک شہادت کے لیے موجود ہیں۔ ہر آنکھ جس میں خدا تعالیٰ نے نور ایمان رکھا ہے وہ دیکھ کر بارش کی طرح برستی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا کتبہ کہیں پڑا ہے۔ اینٹ اینٹ الگ ہے۔

اسی طرح اور بے شمار روضے ہیں جو مسمار کیے گئے تھے۔ جو جنت المعلیٰ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اور اہلِ مکہ سے قصہ سنا۔ افسوس یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور اہلِ حدیث بیان کرتے ہیں۔ مگر لائق ہے کہ ہمارے سامنے کوئی ایک ہی حدیث خواہ وہ موضوع ہی کیوں نہ ہو ان مظالم کی تائید میں پیش کریں۔ جس پر عمل کرتے ہوئے یہ ستم توڑے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا بیانات کے شاہد جو لوگ ہمارے ساتھ جدہ مکرمہ میں تھے، ان کے نام ذیل میں بطور شہادت پیش کرتے ہیں۔ اور بیان کرنے والے لوگوں کی تعداد تو سینکڑوں

میں ہے۔ صرف ہمارے جو قصور کے رفیق تھے، میاں حاجی اللہ دتہ صاحب پوہلی، بزاز میاں، حاجی فیروز الدین صاحب حلوائی، میاں حاجی حافظ محمد سردار صاحب بزاز، حاجی صاحب عبداللہ مستری، حاجی قائم الدین صاحب مستری، حاجی شہاب الدین صاحب مستری، حاجی فضل الدین صاحب مستری، حاجی مستقیم صاحب، حاجی قادر بخش صاحب، بزاز خان پوری، ریاست بہاول پور، حاجی سیٹھ محمد سعید صاحب، ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور، حاجی محمد بخش صاحب نمبردار ساکن موضع ہرسا کوٹ، ضلع لائل پور، حاجی غلام مصطفےٰ صاحب ٹھیکے دار ساکن جہلم، حاجی مولانا مولوی برکت علی صاحب، ساکن فتووالہ ضلع شاہ پور۔"

[۱۳/نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۶،۵]

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار کا بیان ہے:

"سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ روضہ اطہر کے سوا باقی سب مزارات کو گرا دیا گیا ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی بیٹی کے مزار کا کوئی نشان نہیں رہا۔ اور اس امر کا اندیشہ ہے کہ گنبد خضریٰ کی نوبت بھی آجائے گی۔"

[الفقیہ: ۲۸/جولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

مولانا نثار احمد صاحب سے جب مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے پوچھا کہ، گنبد خضریٰ کے متعلق کیا اطلاع ہے؟ تو مولانا نے جواب دیا:

"گنبد خضریٰ کے متعلق عام افواہ ہے کہ وہ بعد واپسی حجاج منہدم کر دیا جائے گا نجدیوں کی بربریت وظلم کے کچھ بعید نہیں کہ وہ گنبد خضریٰ کے ساتھ بھی گستاخانہ برتاؤ کریں۔"

[الفقیہ: ۷،۱۴/اگست ۲۶ء ص ۱۵]

نجدیوں کے ہاتھوں مسجد بلال وغیرہ کی پامالی کا حال:

نجدیوں نے مزارات ڈھائے اور ان کی بے حرمتی کی اور اس کے جواز کے دلائل بھی گڑھ لئے جو خود ان کے خود ساختہ تھے اس میں کوئی وزن نہیں تھا بلکہ وہ سب اسلام دشمنی پر مبنی تھے اور اس کا واضح ثبوت یہ تھا کہ نجدیوں نے مزارات کے ساتھ ساتھ مساجد بھی منہدم کیں۔ ملاحظہ کریں اخبارات سے چند خبریں:

میاں اسد اللہ وغلام محمد صاحبان چوک فرید امرتسر کا بیان ہے:

"جب جدہ سے مکہ پہنچے تو جمعہ کا روز تھا نماز جمعہ کے لئے جب مسجد میں گئے تو مسجد پر چھت وغیرہ نہیں تھی سخت پریشانی ہوئی اس لئے کہ گرمی بہت تھی آخر نماز بمشکل پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو مسجد کے کھمبے جلے ہوئے دیکھے استصواب کیا تو کہا گیا کہ اس مسجد کو نجدیوں نے آگ لگا دی ہے جس کے ساتھ کئی دکانیں بھی جل گئیں۔ ..... وہاں سے مکہ معظمہ پہنچے تو مسجد بلال سامنے نظر آرہی تھی اس کا نصف مینار گرا ہوا تھا۔ دریافت

کرنے پر معلوم ہوا کہ نجدیوں نے اس مسجد کو گرایا۔ جتنی جگہ مسجد میں کلمہ پاک لکھا ہوا تھا صاف کر دیا گیا تھا۔"

[الفقیہ: ۷،۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۵،۱۶]

حاجی عبدالستار کا بیان ہے:

"مسجد جن (جس جگہ سورۂ جن نازل ہوئی تھی) اور ذبیحہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ گرا دی گئیں۔ غار مرسلات جہاں سورۂ مرسلات نازل ہوئی اور مسجد جب ابو قبیس جہاں معجزہ شق القمر واقع ہوا تھا، بھی گرا دی گئیں۔ اور ان کی لکڑیاں سر عام نیلام کی گئیں۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ حضرت سرور کائنات فداہ اُمی وابی یا کسی دوسرے نبی یا صحابہ کی یادگار باقی نہ رہے۔

مسجد نمرہ میں حضرت سرور کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے لے کر آج تک حج کے دن ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی پڑھی جاتی تھی اور خطبہ ہوتا تھا، وہ بھی حکماً بند کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح جبل عرفات پر حج کا خطبہ بعد نماز ظہر ہوتا تھا، مگر اس جگہ بھی خطبہ نہیں پڑھا گیا۔"

[الفقیہ: ۱۴ راگست، ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷، ۸]

حاجی مہر غلام رسول صاحب امرت سری بیان کرتے ہیں:

"ہم پرانے مدینہ کی طرف گئے تو وہاں کیا دیکھا کہ جس مسجد میں حضرت فاطمہ حضرت علی نماز پڑھا کرتے تھے وہ بھی شہید کر دی گئی ہے۔"

[الفقیہ: ۷،۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷]

عبدالمغنی صاحب سوداگر جُفت، چاندنی چوک، دہلی کہتے ہیں کہ:

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مسجد جن و مسجد بلال کو باہر کی طرف سے اور کچھ چھت وغیرہ توڑ ڈالی گئی۔ جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ چونکہ حجاج یہاں لا کر مطوفین خاص طور سے زیارت کراتے ہیں۔ لہٰذا ان کو منہدم کر دیا۔

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷]

سوائے روضۂ نبوی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے جملہ اماکن مقدسہ کا انہدام:

"بمبئی ۹ جولائی ٹرنر مارسین کمپنی کا جہاز "سوجا" ۱۳۳۵ حاجیوں کو واپس لے کر آج صبح یہاں پہنچا حضرت مولانا قطب الدین عبدالولی صدر مرکزی خدام الحرمین مولانا عنایت اللہ پرنسپل نظامیہ کالج فرنگی محل لکھنؤ اور دیگر سرکردہ مسلمان اور مقامی انجمن خدام الحرمین کے عہدیدار حاجیوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے ساحل پر گئے حاجیوں کی صحت عام طور پر اچھی تھی لیکن جہاز پر چند اموات ہوئی ہیں جن کے متعلق جہاز کے کپتان نے بیان کیا کہ یہ کسی وبائی مرض کی وجہ سے نہیں ہوئیں۔

حکیم ابو یوسف اصفہانی معتمد خدام الحرمین بمبئی نے جو حاجیوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے گئے تھے فری پریس کے ایک نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں بتلایا کہ واپس آمدہ حاجی اس اطلاع کی تصدیق کرتے ہیں جو پیشتر ازیں خدام الحرمین کو موصول ہوئی تھی کہ علاوہ چھ مسجدوں کے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سوائے روضہ اطہر کے باقی تمام اماکن مقدسہ کو نجدی وہابیوں نے گرا دیا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت رسول کریم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مزارات اور تمام دیگر قبے جو مسلمانوں کے نزدیک مقدس ہیں منہدم کر دیئے گئے ہیں۔ مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مولود فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ اور چاہ مقدس یعنی چاہ زمزم کو ناپاک کیا گیا ہے۔"

[الفقیہ: ۱۴ر جولائی ۲۶ء ص ۴]

چٹاگانگ کے سب انسپکٹر عزیز الرحمٰن کا بیان ہے:

"یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سوا باقی مقدس مزارات کو گرا دیا گیا ہے۔"

[الفقیہ: ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء ص ۳]

نجدیوں کا شہید قبوں کے قریب جانے والوں کو زدوکوب کرنا اور قبرستان میں جانے کی ممانعت:

ان منہدم شدہ مزارات کو دیکھنے کی اجازت نہیں تھی کیوں کہ اس سے ان نجدیوں کی حقیقت سب پر صاف منکشف ہو رہی تھی۔

معاصر اخبار انیس کے مکتوب کے حوالے سے الفقیہ لکھتا ہے:

"جو قبے شہید کیے گئے ہیں ان کے نزدیک کوئی نہیں جا سکتا اور جو جاتا ہے اس کی تواضع بلتیوں سے کی جاتی ہے قبرستان کے اندر کوئی نہیں جا سکتا۔

مولانا محمد علی نے اجازت طلب کی تھی وہ بھی پس پشت ڈال دی گئی اور انہیں کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا گیا۔"

[الفقیہ: ۱۴ر جولائی ۲۶ء ص ۴]

حرم شریف اور کعبہ مقدسہ کے تقدس کی پامالی:

حرم شریف اور کعبہ مقدسہ کو منہدم کرنے کی ہمت نہ کر سکے البتہ حرم شریف اور کعبہ معظمہ کے تقدس کو

پامال کرنے میں کوئی کسر نجدیوں نے نہیں چھوڑی ملاحظہ کریں۔

حاجی مولانا مشرف حسین علی گڑھی کا بیان ہے:

"نجدیہ حرم میں جوتے لے کر جاتے ہیں اور اسی حالت میں طواف کرتے ہیں۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ ایک غط غط (سپاہیوں میں ایک شدید فرقہ کا آدمی) خاص کعبہ کی دیوار کے پیچھے دروازہ کے قریب بیٹھا ہوا پیشاب کرتا تھا۔ میں نے خواجہ سرا کو اطلاع دی۔ انہوں نے اس کو اٹھایا۔ حجر اسود کو اکھاڑنا چاہا۔ اول اس کو پھینکنے کی کوشش کی مگر خواجہ سرائیوں کے ہجوم پر اس فعل سے باز رہے اور اس کو برابر کر دیا۔ اس وقت وہ کانپنے لگا اور اس حرکت سے باز رہا۔"

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء ص ۷]

حاجی عبدالستار کا بیان ہے:

"نجدی حرم شریف کے اندر بیت اللہ شریف کی طرف پاؤں کر کے سوتے ہیں۔"

[الفقیہ: ۱۴ راگست، ۱۹۲۵ء ص ۶، ۷، ۸]

مزارات پر نجدیوں کی غلاظت کا بیان:

ان نجدیوں نے مزارات کو ڈھانے کے علاوہ ان مقدس ومتبرک مقابر ومقامات پر گندگی ونجاست پھیلائی، پیشاب وپاخانہ کر کے ان مقدس مقامات کی بے حرمتی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"(ایک مکی مہاجر کا بیان) حضرت غلام حبیب صاحب مکی جو ایک نہایت دین دار، متقی اور سن رسیدہ بزرگ ہیں، گذشتہ جمعہ قنفذہ کے راستے وارد بمبئی ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنے ان چشم دید وہوش ربا واقعات کو بیان کیا۔ جو آپ نے نجدیوں کے متعلق دیکھے۔ آپ نے فرمایا کہ:

میں حلفیہ کہتا ہوں کہ نجدی لوگ خاص طور پر مزارات مقدسہ اور مقامات متبرکہ میں جا کر پیشاب وپاخانہ پھرتے ہیں۔ ان کی اس سے غرض یہ ہے کہ اہل مکہ کے دلوں کو جلایا جائے اور جس کی تعظیم مکہ والے کرتے ہیں، اس میں نجاست کر کے وہ اپنے دلوں کو ٹھنڈا کریں۔ یہ لوگ اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اور مکہ والوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے معبودوں میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ ہم کو ان افعال سے روک سکیں۔"

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء ص ۹،۸]

مولینا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بھرائچ کا بیان ہے:

"جب پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہوتی تو انہیں مخصوص قبوں پر پاخانہ پیشاب کرتے تھے۔ اسی طرح مولد النبی میں۔"

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء ص ۲،۵]

مقام زم زم پر غلاظت:

مولانا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بہرائچ کا بیان ہے:

''زمزم کے پاس بیٹھ کر استنجا کرتے ہیں۔ اس پر ایک دن تو رئیس السقانے تلوار نکال لی۔ اس لیے کہ وہ وہیں پیشاب و پاخانہ کرتے ہیں۔ اہلِ مکہ اکثر یہ بولتے ہیں کہ شریف حسین کا دوزخ اس نجد کی جنت سے بہتر ہے۔ مکہ والے اس کے مظالم سے بہت تنگ ہیں۔''

[۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۵،۴]

نجدیوں کا صفا و مروہ میں غلاظت کرنا:

حاجی حکیم کاشغر ابوالقاسم بخاری اور حاجی محمد علی ساکن ختن (بخارا) کا بیان ہے:

''میں تین سال تک مکہ مکرمہ میں موجود تھا۔ صفا، مروہ کے درمیان لوگ پیشاب پاخانہ کرتے ہیں۔ اور حکومت ان کو منع نہیں کرتی۔''

[۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۸]

مقامات مقدسہ کے انہدام پر محدث اعظم ہند کی تحریر:

حجازِ مقدس کے مقامات مقدسہ و مآثر متبرکہ کے انہدام اور ان کی بے حرمتی و پامالی پر حضور محدث اعظم ہند کا درج ذیل تبصرہ پڑھے جانے کے لائق ہے ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

''حجازِ مقدس اب تک غاصب وحشی ابن سعود کی کافرانہ حرکات کا آماجگاہ ہے اور روزانہ کے مظالم کا اجمالی نقشہ یہ ہے کہ عمارت کعبہ و گنبد خضری کے سوا تمام مساجد و مآثر و مقابر یعنی کل مقامات مقدسہ مٹا دیے گئے ہیں غریب الوطن حاجیوں کی جیبیں تلوار کے بل پر تراشی جا رہی ہیں انتہا ہو گئی کہ داخلہ مسجد نبوی پر اگر کوئی مسلمان نماز پڑھنے کے لئے جائے تو اس پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کا نام لینا تو ایسا ناقابل عفو جرم قرار دیا گیا ہے جس کی سزا صرف بیدردی کے ساتھ موت ہے۔ حاجیوں کو حالات سے باور ہو گیا ہے کہ گنبد خضری کا قائم رہنا اب تک ایک پالیسی ہے اور واپسی حجاج پر سعودی ظلم کا پہلا نشانہ یہی مسلمانوں کا مرجع و ماوی ہوگا۔ جو مظالم اس وقت تک ہو چکے ہیں ان کو اس نظر سے دیکھئے کہ حضرت ذوالنورین جن کو کل بے آب و دانہ باغیان مصر نے مدتوں محصور رکھ کر بیدردی سے شہید کیا تھا آج نجدی ظلم ان کو بھی اپنی قبر مبارک میں بھی راحت کی نیند سے سونے نہیں دیتا۔ اور وہ خاتون جنت جن کو پیکر حزن و مصیبت کہیے آج بھی نجدی بربریت کی نشانہ ہیں۔ یہ قدرت کی بے نیازی نہیں ہے تو کیا ہے کہ کل فرزند رسول جگر گوشہ بتول حسن مجتبیٰ کو زہر پلا کر ایک شقیہ نے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے تو آج ان کی

قبر پر بھی نجدی پھاوڑا چل رہا ہے۔ فالغیاث الی حضرۃ اللہ۔"

[ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف، محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق جولائی ۱۹۲۶ء ص ا]

مولانا مولوی قمر الدین صاحب وزیر آبادی جنۃ البقیع کے مزارات کے انہدام کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واقعی جنۃ البقیع کے قبور کے صرف نشان باقی ہیں قبے سب گرا دیئے گئے ہیں۔ معلموں کے بتانے سے پتہ لگتا ہے کہ یہ قبر فلاں صاحب کی ہے اور یہ فلاں صاحب کی۔"

[الفقیہ: ۲۱ر جون ۱۹۳۱ء ص ۱۰]

مسٹر شوکت علی کی طرف سے انہدام جنۃ البقیع کی تصدیق:

حجاز مقدس کے مقابر و مساجد اور مآثر کی شہادت و پامالی کی خبریں عالم اسلام کو بے چین کر رہی تھیں مگر نجدی دلال ان خبروں کو کذب و افترا بتاتے ہوئے ابن سعود اور اس کی ناپاک حکومت کو بچانے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف تھے۔ اسی درمیان ان حوادث کے عینی گواہ مسٹر شوکت علی صاحب کی طرف سے ایک خط اخبار خلافت کو مکہ معظمہ سے موصول ہوا۔ جس میں جنت البقیع وغیرہ میں مزارات کے مسمار و پامال ہونے کی تصدیق کی گئی تھی۔ ہم ذیل میں وہ خط درج کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اخبار خلافت کو مسٹر شوکت علی صاحب کا حسب ذیل تار مکہ معظمہ سے موصول ہوا ہے:

(مکہ ۲۹ر مئی) "ہمیں جدہ میں یہ دردناک خبر سن کر بے حد صدمہ ہوا کہ جنۃ البقیع اور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات زمین کے برابر کر دیئے گئے ہیں مکہ میں آکر اس خبر کی تصدیق ہوئی ہم موتمر میں یہ مسئلہ بھی پیش کرنے والے ہیں کہ اس میں مداخلت کرے نیز سلطان کو بھی متنبہ کیا جائے گا کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کو نظر انداز نہ کریں۔"

(کیا اب بھی خلافتی لیڈر ابن سعود کی حمایت میں سرگرداں رہیں گے مسٹر شوکت علی ابن سعود کو تو کیا سمجھائیں اور متنبہ کریں گے البتہ بہتر ہوتا اگر یہ لوگ پہلے خود سمجھتے اور سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔

(سیاست)[الفقیہ: سرورق ۱۳۰ر جون ۱۹۲۶ء]

ہندوستان کے واپس آمدہ حاجیوں کے تلخ تجربات مقابر و مساجد کا انہدام حجاز شریف میں وحشت و ظلم کا دور دورہ:

اخبار لکھتا ہے:

"جمشید پور ۲۰ر جولائی بہار کے واپس آمدہ حاجیوں کا بیان ہے کہ انہیں وہاں بہت تلخ تجربات ہوئے

خلافتی اخبارات نے تخمینہ شائع کر کے ہمیں دھوکہ دیا اصل اخراجات ان تخمینوں سے قریب قریب تین گنا تھے ان کا بیان ہے کہ حجاز میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ظلم و وحشت کا عالم طاری ہے جانیں اور جائداد غیر محفوظ ہیں وہابیوں نے تمام اماکن مقدسہ اور بہت سی مساجد منہدم کردی ہیں۔"

[الفقیہ: ۲۸رجولائی ۱۹۲۶ء، ص ۳]

منہدم شدہ چند اہم مزارات کی تفصیل سے متعلق چشم دیدگواہ کا بیان:

حاجی مولانا امام الدین صاحب ساکن سبزی منڈی امین آباد لکھنؤ حجاز مقدس میں نجدی مظالم کے چشم دید گواہ مزارات مقدسہ کے انہدام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"میں حج کو جانے سے پہلے امسال حج کے واسطے نہایت کوشاں تھا اور مجھ کو ابن سعود کے ساتھ ایک خاص عقیدت تھی میں ایک سال تک اس سے پہلے نجد میں بھی رہ چکا ہوں میں نے کچھ تعلیم مکہ کے مدرسہ صولتیہ میں بھی پائی ہے میں نے دوسرے مزارات کو منہدم دیکھ کر اس صدمہ کا احساس نہیں کیا جو حضرت آمنہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزارات اور مسجد جن کے ٹوٹنے پر مجھ کو صدمہ ہوا۔

مزید لکھتے ہیں کہ:

"میں تمام ہندوستانی مسلمانوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے جب ذیل مقامات مبارکہ چشم خود دیکھے ہیں جن کی فہرست میں نے اپنی نوٹ بک میں درج کرلی ہے اور جس کی نقل آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

(۱) مزار سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ زوجۂ رسول اکرم ﷺ

(۲) مزار سیدتنا حضرت آمنہ والدۂ رسول اللہ ﷺ

(۳) مزار سیدنا عبدالرحمٰن ابن ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۴) مزارات اہل ہاشم

(۵) مسجد جن

(۶) مسجد جبل ابوقبیس جہاں شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا) معجزہ ہوا تھا

(۷) مولد سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۸) مولد النبی ﷺ

(۹) مولد سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

(۱۰) مزار عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

(۱۱) مسجد انا اعطینٰک الکوثر واقع منیٰ

(۱۲) وہ مقام جہاں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کرنے کے لیے لٹایا تھا

(۱۳) جبل النور پر وہ مقام جہاں حضرت رسول اللہ ﷺ کا صدر مبارک جبرئیل علیہ السلام نے چاک کر کے نور ربانی بھرا تھا

ان مقامات کے علاوہ بھی دیگر مقامات کو منہدم کیا گیا ہے لیکن میں نے صرف اہم مقامات کو پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔

[الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۷، ۸]

منہدم مزارات کے دو چشم دید گواہوں کا بیان سوالات و جوابات کی شکل میں:

مدیر اخبار الفقیہ نے حج سے واپس آمدہ حجاج کرام سے ملاقات کر کے وہاں کے درست حالات معلوم کرنے کی کوشش کی تا کہ عوامی سطح پر حقیقت کا انکشاف ہو جائے۔ مولانا غلام محمد پشاوری صاحب سے ملاقات کر کے ان سے منہدم مزارات وغیرہ کی تفصیل سوالات و جوابات کی شکل میں حاصل کی۔ لکھتے ہیں:

''۱۴ر جولائی ۲۶ء کو میں مولانا غلام محمد صاحب پشاوری مولوی فاضل امام جامع مسجد شیخ خیر الدین مرحوم واول مدرس دینیات اسلامیہ ہائی اسکول امرت سر کی ملاقات کے لئے گیا جو حال ہی میں فریضۂ حج کی ادائیگی سے فارغ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ آپ سے میں نے حجاز مقدس کے موجودہ حالات کے متعلق چند سوالات کئے جن کے جوابات آپ نے حسب ذیل لکھوائے اور مولوی محمد داؤد صاحب پسروری و شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق تاجر صاحب کی موجودگی میں آپ نے ان سوالات و جوابات کے نیچے دستخط کر دیے۔

سوال: کیا آپ نے جنت البقیع دیکھا ہے؟

جواب: ہاں دیکھا ہے۔

سوال: کیا وہاں کے مزارات مقدسہ کے تمام قبے گرا دیے گئے ہیں؟

جواب: ہاں سب قبے نجدیوں نے گرا دیے ہیں۔

سوال: کیا جنت البقیع کی قبور شریفہ بھی شہید کر دی گئی ہیں؟

جواب: ہاں اکثر قبریں بھی گرا دی گئی ہیں صرف بعض قبروں کے نشان ابھی تک باقی ہیں۔''

[الفقیہ: ۲۱ر جولائی ۲۶ء، ص ۱۱]

مقابر و مآثر کے انہدام پر مولوی عبدالعزیز امرت سری کا بیان:

الفقیہ کے ایک قاری کی طرف سے مولانا عبدالعزیز صاحب سے مقابر و مآثر کے منہدم ہونے سے

متعلق پوچھے گئے سوالات وجوابات پر مشتمل درج ذیل بیان الفقیہ میں شائع کیا گیا۔ ملاحظہ کریں:

"میں ۲۳ جولائی ۲۶ء کو مولوی عبدالعزیز صاحب ابن مولوی عبدا لـ ـسد صاحب امرتسری مرحوم کے پاس گیا جو حج سے فارغ ہو کر آئے ہیں میرے ساتھ منشی محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق تاجر ٹونک بھی تھے واقعات حجاز کے سلسلہ میں میرے سوالات کے جواب میں مولوی عبدالعزیز صاحب نے جو بیان دیا اس کو میں اسی وقت ساتھ ساتھ قلمبند کرتا گیا اس تحریر کے نیچے انہوں نے دستخط کر دیئے ان کی اجازت سے یہ بیان بصورت سوال وجواب دفتر الفقیہ میں بغرض اشاعت ارسال کر رہا ہوں۔

س: کیا آپ نے جدہ میں حضرت حوا علیہا السلام کی قبر دیکھی وہ محفوظ ہے یا گرا دی گئی؟

ج: میں نے قبر حضرت حوا کی زیارت کی اس کے نشانات گرا دیئے گئے ہیں اس قبرستان کی اکثر قبروں کو بھی نجدیوں نے منہدم کر دیا ہے۔

س: مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے کون کون سے منہدمہ مقامات مقدسہ دیکھے؟ ان کی مختصر کیفیت بیان کیجئے۔

ج: مجھے منہدمہ مقامات میں سے صرف جنت المعلیٰ دیکھنے کا اتفاق ہوا اس کو نجدیوں نے تباہ کر رکھا ہے میں نے وہاں بعض لوگوں سے سنا تھا کہ جنت المعلیٰ میں نجدی پاخانہ پھرتے ہیں لیکن میں نے خود نہیں دیکھا البتہ وہاں سے اونٹوں کو گزرتے ہوئے میں نے خود دیکھا اور اس صورت میں وہاں لید اور پیشاب ہونا بعید از قیاس نہیں۔

س: کیا جنت البقیع آپ نے دیکھا وہاں نجدیوں نے صرف قبے گرائے ہیں یا قبریں بھی صاف کر دی گئی ہیں؟

ج: ہاں جنت البقیع کی میں نے زیارت کی تھی قبے تو سب کے سب گرا دیئے گئے ہیں بلکہ اکثر بندگان اسلام کی قبریں بھی گرا کر زمین کے برابر کر دی گئی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہل چلایا گیا ہے البتہ بعض قبروں کے صرف نشانات موجود دیکھے۔ مثلاً حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین وحضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبور شریفہ ہیں تو شکستہ لیکن لکڑی کے نشانات موجود تھے۔

س: کیا مدینہ شریف میں مسجد قبا اور مزار حضرت سیدنا حمزہ کی بھی آپ نے زیارت کی؟ وہاں کی حالت کیسی ہے؟

ج: میں نے یہ دونوں مقامات دیکھے مسجد قبا تو سالم تھی البتہ اس کے مغرب میں جو تین مسجدیں ہیں ان میں کی درمیانی مسجد کو شہید کر دیا گیا ہے مزار سیدنا حمزہ کی زیارت بھی کی ہم جس روز وہاں گئے نجدی اس کے گنبد توڑ رہے تھے وہاں بھی ایک مسجد نجدیوں نے شہید کر رکھی ہے جسے میں نے خود دیکھا نبی کریم ﷺ کے دانت مبارک کے شہید ہونے کی جگہ جو تھی ان کے نشان کو بھی گرا دیا گیا ہے۔"

[الفقیہ، ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷، ۱۸]

میاں حاجی محمد حنیف صاحب پنجابی سوداگر

کانپور کا بیان سوالات وجوابات کی روشنی میں:

میاں حاجی محمد حنیف صاحب پنجابی سوداگر کانپور اور جناب حافظ فخر الدین صاحب اور مسٹر فہیم الدین صاحب ایک ساتھ کانپور سے روانہ ہوئے اور ایک ہی جگہ قیام وطعام رہا اور ہمہ وقت بحیثیت قریبی عزیز کے ساتھ رہا۔ ان سے منہدمہ مزارات سے متعلق جب استفسار کیا گیا توانہوں نے درج ذیل جوابات دیئے: ہم سوالات وجوابات درج کرتے ہیں:

"س: جنۃ البقیع کو آپ تشریف لے گئے تھے وہاں کا کیا حال ہے اور حضرت سیدۃ النساء بنت رسول اللہ ﷺ و امام حسن کے مزارات کو دیکھا؟

ج: سب مزارات توڑ کو پھینک دیئے گئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کھیتوں میں ہل چلایا جاتا ہے ملبہ سب وہیں پڑا ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن کے قبر شریف میں بالکل گڑھا ہے نصف حصہ پرنشیں ہے نصف حصہ بالکل گڈھا ہے اور خالی ہے۔

س: درود وسلام روضہ اقدس پر پڑھا جاتا ہے؟

ج: جی ہاں پڑھا جاتا ہے۔

س: روضہ اقدس کے متعلق کیا خبر ہے؟

ج: ہر شخص ہم سے یہ کہتا تھا کہ اس کی خیر مانگو نجدیوں کا قاضی القضاۃ جب آ گیا تھا مدینہ شریف تو اس نے کہا تھا کہ یہ بڑا بت خانہ ہے اور جنۃ البقیع میں جو کندہ پتھر مزارات پر نصب تھے اور اس میں عربی لکھی تھی وہ سب توڑ توڑ کر چور کر دیئے گئے۔ آپ کے اس بیان کو قبل از جمعہ جامع مسجد کانپور میں ان کے روبرو مولانا محمد کرم علی نے حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔

اور یہ فرمایا کہ جن حضرات کو شک وشبہ وہ حاجی صاحب سے جو موجود ہیں لفظ بلفظ حرف بحرف دریافت فرمائیں۔ دو تین بار آپ نے اس جملہ کو حاجی صاحب کی طرف سے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا حاجی صاحب نے پانی کی تکلیف وسواری کی دقت کا بھی حال بیان کیا۔"

[الفقیہ: ۷،۱۴: اگست ۲۶ء ص۳۰]

میاں حاجی اشرف علی صاحب و حاجی محمد علی صاحب

ساکنان پٹکاپور کانپور کا بیان:

حاجی اشرف علی صاحب اور حاجی محمد علی صاحب کانپوری کا بیان الفقیہ میں درج ذیل سوالات و

جوابات کی شکل میں شائع کیا گیا ملاحظہ ہو:

س: کیا آپ نے جدہ میں کوئی مزار دیکھا؟

ج: ہم نے حضرت حوا کا مزار دیکھا وہ سالم تھا دیگر مزارات کا پتہ نہیں تھا بعدۂ اسے ہم نے دیکھا کہ حضرت حوا کے مزار کا قبہ منہدم کر دیا گیا تھا۔

س: آپ نے مولد النبی ﷺ کو دیکھا؟

ج: دیکھا وہ بالکل برباد کر دیا گیا ہے اور اب وہاں.....ہوتا ہے۔

س: آپ نے مسجد ابو قبیس کو دیکھا وہ کیسی تھی؟

ج: مسجد ابو قبیس ڈھا دی گئی تھی لیکن اب نصف کی مرمت ہوگئی ہے اور بقیہ نصف حصہ ویسا ہی منہدم ہے بند کر دی گئی ہے کوئی جانے نہیں پاتا۔

س: طواف کرنے میں حاجیوں کو کوئی دقت تو نہیں ہوتی؟

ج: کوئی دقت نہیں ہوتی ایک دن جب نجدی زیادہ آ گئے تھے اس دن لوگوں کو مار مار کر ہٹا دیا گیا تھا۔

س: آپ لوگ مدینہ منورہ کب پہنچے؟

ج: ۱۶ شوال کو۔

س: آپ نے جنت البقیع کو دیکھا کیا حال تھا؟

ج: دیکھا مزارات منہدم کئے جا رہے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ۲۳ شوال سے انہدام کا کام شروع کیا گیا۔

س: آپ نے خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان غنی کا مزار مبارک دیکھا؟

ج: دیکھا ایک طرف منہدم کر کے بالکل گڈھا کر دیا گیا ہے اور مزار مبارک کے آدھے حصہ پر ٹین لگا دیا گیا ہے۔

س: آپ نے روضہ اقدس ﷺ کے متعلق کچھ معلوم کیا؟

ج: عام شہرت ہے کہ بعد جانے حاجیوں کے خدانخواستہ اس کی خیریت نہیں ہے یا تو روضہ اطہر کے گرد اونچی دیوار اٹھا دی جائے گی جس سے کل منظر چھپ جائے گا یا خدانخواستہ روضہ مبارک کو گزند پہنچایا جائے گا۔ (اس موقعہ پر دونوں صاحب آبدیدہ ہو گئے)

س: کیا روضہ اقدس کی جالی کے قریب جا کر لوگ سلام و درود پڑھنے جاتے ہیں؟

ج: درود و سلام پڑھ سکتے ہیں لیکن جالی مبارک کے نزدیک چونکہ نجدیوں کا پہرہ ہے لہٰذا جب تک ان کو کچھ دیا نہ جائے وہ جالی مبارک کے پاس جانے نہیں دیتے۔

ج: دیکھا وہ گرادیے گئے ہیں۔

س: مسجد قبا کو دیکھا؟

ج: دیکھا اس پر گولیوں کے بہت سے نشانات ہیں۔

س: کیا آپ جنت المعلیٰ گئے تھے؟

ج: زمانۂ قیام مکہ لوگ ابتدا میں گئے تھے لیکن بعد واپسی مدینہ منورہ معلوم ہوا کہ وہاں کوئی نہیں جانے پاتا اگر کوئی جاتا ہے تو مارا جاتا ہے۔''

[الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۲۰]

مزارات کے انہدام پر حامیان ابن سعود کی گواہی:

عجم کے نجدی دلالوں نے جیسے قسم ہی کھالی تھی، کہ ابن سعود کے ہر گناہ اور ہر جرم پر پردہ ڈالنا ہے۔ ابن سعود نے ظلم و بربریت کی ساری حدیں پار کردی تھیں۔ پوری دنیا خبردار تھی لیکن یہ نجدی دلال ابن سعود کے ہر کالے کو سپید کرنے کا کام کر رہے تھے۔ خواہ وہ اہل حجاز پر ظلم و ستم اور ان کے قتل و غارت گری کا معاملہ ہو، یا حجاج کے جان و مال کے اتلاف کا معاملہ، مساجد و مقابر کی بے حرمتی کی بات ہو، یا مزارات و مقامات مقدسہ کے انہدام کی خبریں، نجدی ہوا خواہ سب پر پردہ ڈال رہے تھے۔

لیکن ایک وقت آیا کہ مجبور ہو کر انہیں بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ ہاں ابن سعود نے مزارات کو منہدم کیا ہے۔ ان کے قبہ جات کو منہدم کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے جواز کا لاحقہ بھی لگا دیا، کہ علما کہتے ہیں کہ یہ کام شریعت کے مطابق ہے۔

الفقیہ کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

''سیاسی و خلافتی اخبارات جو ملعون یعنی ملعون نجدی کی جھوٹی تعریفیں لکھتے رہے اور عموماً تمام واقعات حجاز پر پردہ ڈال رہے تھے۔ آخر اتنا لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ قرن الشیطان ثانی یعنی خبیث و اخبث نجدی نے واقعی قبے منہدم کرائے۔ مگر ساتھ ہی یہ خباثت بھی چھانٹ رہے ہیں کہ نجدی ملعون کہتا ہے کہ اگر علماء ان قبوں کا جواز ثابت کردیں تو وہ چاندی سونے کے قبے بنوا دے گا۔ وہ بنائے یا نہ بنائے آخر نجدی ملعون کے ہندوستانی دلالوں اور ایجنٹوں کی روسیاہی ہو کے رہی۔

اخبار اہلِ حدیث لکھتا ہے کہ: مزارات حدیث کے علم کے ماتحت گرائے گئے۔ وہ فخر کرتا ہے کہ ابتدا ہی میں اس نے یہی لکھا تھا۔ مگر ساتھ ہی خلافتی اخبارات یہ لکھ رہے ہیں کہ شیطان نجدی نے وعدہ کیا ہے کہ روضۂ اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منہدم نہیں کرے گا۔ اگر اب تک وہ قبریں اور مزارات کو حکم حدیث سے گراتا رہا، تو اب اُسے کون سا امر مانع ہے۔ وہی حدیث روضۂ اطہر پر بھی حاوی ہوگی۔ اور یہ تو اول الوہابیین قرن

الشیطان اول لعنۃ اللہ علیہ کا نصب العین ہے۔ پھر اس کے گرانے سے وہ پرہیز کیوں کرے گا۔ اگر نہ گرائے گا تو خبیث نجدی مخالف حدیث ہوا۔

نجد کے نجدی اور ہندوستان کے نجدی خوش تو بہت ہیں کہ خوب ہوا۔ قرن الشیطان نے مزارات گرا کر زمین کے برابر کر دیئے اور عمل بالحدیث ہو گیا۔ مگر یہ لوگ حدیث صرف وہی صحیح سمجھتے ہیں جو ان کے مطلب کی ہو۔ ان فرزندان حماقت سے کوئی پوچھے اگر مسلمانوں کی قبریں اور مزارات کے گرانے کا حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا ہوتا تو صحابہ کرام کیوں قبریں بنواتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لے گئے تھے تو تمام انبیا کی قبریں کیوں نہ زمین کے برابر کر دیتے۔

[الفقیہ: ۲۱ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۳،۴]

مغلیہ حاکم کی جانب سے انہدام مساجد کی تصدیق اور شہید مساجد کی تعمیر کا انتظام:

مغلیہ حاکم نظام عالی مقام کی طرف سے حجاز مقدس کی منہدم شدہ مساجد کی تعمیر کا حکم دینا اس بات کی صاف گواہی دیتا ہے کہ حاکم ہند کو تحقیق ہو چکی تھی کہ مساجد حجاز کو منہدم کیا گیا ہے۔ اسی لئے انہوں نے مساجد کی تعمیر کا کام اپنے ذمہ لیا اور اس کے لئے انجینئر کو حجاز مقدس خرچ کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔ اخبار کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

''(سکندر آباد) ۲۸ر مئی مکہ مکرمہ میں ابن سعود اور اس کی وہابی فوج نے جن مساجد کو شہید کیا ہے حضور نظام نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی مرمت خود کرا دیں چنانچہ ممدوح نے اپنے ایک انجینئر کو حکم دیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر خرچ کا اندازہ لگائے جو خیال ہے کہ کئی لاکھ روپے ہوگا۔ خدا حضور نظام عالی مقام کو جزائے خیر دے آپ نے وہ توقعات پوری کی ہیں جو جلال دربار مغلیہ کی اس آخری نشانی سے مسلمانوں کو ہو سکتی ہیں اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضور ممدوح کے نزدیک ثابت ہے۔ کہ نجدیوں نے مساجد کو شہید کیا وہ لفنگے وہابی جواب تک اس حقیقت تلخ کے منکر تھے دیکھیے اب کیا کہتے ہیں ہم حضور انور کی خدمت میں مسلمانوں کی طرف سے نہایت ادب کے ساتھ ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اور یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر ابن سعود کو روپیہ دیا گیا تو وہ زر بھی ہضم کر جائے گا اور مساجد بھی نہ بنوائے گا۔ اس لئے کہ اگر وہ بنوائے تو اس کی وحشی نجدی فوج اس کو ہلاک کر دے گی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اگر نجدی اجازت دے تو حضور کے نمائندے خود ان مساجد کو وہاں قیام کر کے تعمیر کرائیں۔ اس سے دو فائدے ہیں اول یہ کہ اگر نجدی نے اجازت دی تو مساجد فی الحقیقت بن جائیں گی۔ اور اگر اجازت نہ دی تو اس کی شیطنت کا راز دنیا پر اچھی طرح کھل جائے گا۔ (سیاست)''

[الفقیہ: ۷ر جون ۱۹۲۶ء، ص ۲]

باب ﴿۹﴾

مقابر و مآثر کے انہدام پر نجدی فتویٰ جواز اور اس کے خلاف علما کی صدائے ہل من مبارز

maablib.org

نجدیوں نے حجاز مقدس کے اکثر مقامات مقدسہ، مقابر معظم، مآثر متبرکہ کو منہدم کر دیا تھا۔ لیکن ابن سعود کے ہندی ہواخواہ اور حامی ایجنٹ شروع شروع میں تو منع کرتے رہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے یہ سب کچھ افواہ ہے مگر جب حقیقت تشت از بام ہوگئی تو بغلیں جھانکنے لگے۔ اور پھر ابن سعود کی ان غیر شرعی، ملحدانہ حرکات کو شرعی ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے اور فاسد تاویلات کے ذریعہ انہدام مزارات وقبہ جات کو عین شریعت قرار دینے لگے۔ حد تو تب ہوئی جب سرغنہ نجدیان ہند مولوی ثناء اللہ امرت سری نے ۲۵ رستمبر ۱۹۲۵ء جمعہ کے دن اپنے وعظ میں گنبد خضری کو خلاف شریعت بتاتے ہوئے گنبد پر تیشہ چلانے کی بات کرتے ہوئے یہ بکواس کی:

''قبہ گنبد مرقد انور رسول کریم ﷺ کا وجود رکھنا خلاف شریعت ہے۔ اسے ضرور گرا دینا چاہئے اگر سلطان ابن سعود (یعنی قرن الشیطان) نے اسے نہ گرایا تو وہ مجرم ہوں گے اگر اس کو کسی باعث سے تامل ہو تو ہمیں اجازت دے ہم وہاں پہنچ کر گرائیں گے اور سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو اس پر تیشہ چلاؤں گا۔''

[الفقیہ: ۷ر اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۴، ۵]

علمائے اہل سنت نے ابن سعود اور اس کے ہواخواہوں خاص کر مولوی ثناء اللہ امرت سری کے خلاف باضابطہ محاذ آرائی شروع کر دی۔ اور ان کی حرکات شنیعہ قبیحہ کے جواب میں تحریراً وتقریراً تردیدی مہم تیز کر دی۔ ہم یہاں اس کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

قبوں، مسجدوں اور مزارات کے انہدام کی حمایت میں نجدیوں کی انتہائی بے ایمانی:

''شیاطین نجد کے ہندوستانی ایجنٹ اور نمک خوار ودلال آخر اسی کا اقرار کرنے لگ گئے کہ واقعی شیاطین نجد نے مسجدیں اور قبے گرائے۔ اب وہ پہلا بیان کہ شیاطین نجد نے کچھ نہیں کیا۔ اور ان پر سب افترا ہے، منسوخ ہو گیا۔ لیکن اب وہ اپنی روسیاہی اس خباثت آمیز بہانہ سے ٹالنا چاہتے ہیں کہ شیطان نجدی ملعون نے احکام شریعت کی پابندی سے ایسا کیا۔

شیاطین نجد کے لاہوری ایجنٹ نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں اسی معاملہ پر بحث کی۔ مگر تمہید میں وہ حربہ استعمال کیا جو خلافیوں نے ابتدائے قیام خلافی کمیٹی کے ایام میں تیار کیا تھا۔ یعنی جو شخص ذرا بھی خلافیوں کے خلاف کچھ کہے فوراً اس کی نسبت یہ مشہور کر دیا جائے کہ یہ شخص گورنمنٹ کا تنخواہ دار اور سی۔ آئی۔ ڈی کا

ملازم ہے۔

چونکہ خلافیوں کا اثر عام طور پر احمقوں کے دلوں پر پڑ چکا ہے۔ فوراً حق کو ہدف ملامت ہوگا۔ اور اُسے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ یہ حربہ اگرچہ اب اپنا اثر کھو چکا ہے اور اب بہت سے فہمیدہ آدمی خلافیوں کی چالوں سے پوری آگاہی حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ کند اسلحہ کبھی کبھی استعمال کرنے کا ان لوگوں کو شوق ہو جاتا ہے۔

چنانچہ شیطان کا لاہوری ایجنٹ کہتا ہے (خطوط وحدانی کے الفاظ ہماری طرف سے ہیں آزادی یعنی تحشیں) جزیرۃ العرب کے نادان اور تنگ نظر (مگر درحقیقت وسیع النظر اور حق گو) دشمنوں نے سلطان ابن سعود غازی (یعنی قرن الشیطان ثانی لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ آباؤ واجداوہ واعوانہ ونصارہ) کے خلاف (حق کی حمایت) میں پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ اس (بخیال نجدی ایجنٹوں کے) غیرت باختہ (مگر درحقیقت غیرت مند) طائفہ کے جس فرد کو دیکھو (نجدی شیاطین کے حامیوں کے خیال میں) شرم ناک غلط بیانیوں (مگر حقیقت میں صحیح اور ناقابلِ تردید واقعات) کا ایک طویل دفتر بغل میں دبائے چند بے حقیقت محدود الاشاعت اور غدارانِ حجاز کے ناپاک اور بے پر چلنے والے اخباروں کے دفاتر کے دروازے کھٹکھٹا رہا ہے۔

اس کے جواب میں ہم صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھتے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مگر اس کا کیا علاج کہ ذریت شیخ نجدی خواہ نجدی ہو یا ہندوستانی۔ خدا کی لعنتوں کی ہزار ہا نہیں لاکھ نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد کو ایک پھانک میں ہضم کرنے کے عادی ہیں۔ روپیہ لے کر ایمان فروشی جس کا پیشہ ہے وہ ابھی تک احمق وہام افتادوں کی نظر خباثت اثر سے پوشیدہ ہو تو ہو۔

لیکن دنیا پر آشکارا ہے کہ یہی لاہوری ایجنٹ ایسا عبدالدرہم والدینار ہے کہ کچھ ملنے پر معطی کو ممدوح بنا لینا اور پھر نہ ملنے پر اسی ممدوح کو معتوب بنالینا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ اس لیے ہم اس پر اس سے بھی زیادہ اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ البتہ صرف ہم اتنا اور کہہ دیتے ہیں کہ مضامین نگار محدود الاشاعت اخباروں کا دروازہ ہی نہیں کھٹکھٹاتے بلکہ خلافی اخبارات کو بھیج دیتے ہیں۔ ان کے ایمان نما کفر کا تقاضا نہیں کہ ایسے مضامین کو شائع کریں۔ مگر مسلمان اخبارات شائع کر دیتے ہیں۔

اس نجدی کے ایجنٹ اور نمک خوار نے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض مسجدوں اور قبوں میں مشرکانہ رسوم تھیں اور ان کی پرستش ہوتی تھی، اس لیے شیطان نجدی نے ان کو منہدم کرا دیا۔ اگر علماء یہ ثابت کر دیں کہ وہاں جو کچھ ہو رہا تھا وہ مطابق شریعت ہے تو نجدی شیطان کو مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ان کو پھر سے تعمیر کرا دیوے۔

دنیا میں بڑے بڑے ڈھیٹ اور بے شرم گزرے ہیں اور شاید اس وقت بھی موجود ہوں۔ مگر اس ایجنٹ کی شان کا اور اس کا جواب یقیناً آج دنیا میں موجود نہ ہوگا کس قدر بے ہودہ دلیل اور کس قدر احمقانہ بہانہ اور

کس قدر ابلیسانہ چال ہے۔ اگر بالفرض مسجد جن (جس میں سورۂ جن نازل ہوئی تھی) میں یا اور کسی مسجد یا قبہ میں نجدی لاہوری دلال کے قول کے مطابق مشرکانہ افعال کیے جاتے تھے تو کیا اس کا علاج یہ ہے کہ مسجد ہی منہدم کر کے اس کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ یا اس کا علاج یہ ہو سکتا تھا کہ اُن افعال کو روکا جائے جو نجدی شیطان کے خیال میں مشرکانہ تھے۔ نجدی شیاطین کے بے ہودہ مذہب میں الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ اور حرم کعبہ میں شیطانی قبضہ سے پہلے عموماً مقلدین ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم برابر پڑھا کرتے تھے۔ تو اگر یہی علاج صحیح ہے جو تجویز کیا اور جسے نجدی کے پٹھو مستحسن سمجھتے ہیں۔ تو سب سے پہلے کعبۃ اللہ شریف کو منہدم کرنا ضروری تھا۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جب نجدیوں نے الصلوۃ والسلام علیک پڑھنے والوں کو روک دیا اور عام طور پر ممانعت کردی تو لوگوں نے یہ ظلم برداشت کرلیا۔ اسی طرح اگر واقعی مساجد اور قبوں میں بخیال ملعونانِ نجد مشرکانہ افعال ہوتے تھے تو ایسے افعال کی ممانعت کردیتے اور ارتکاب کرنے والوں کے لیے کوئی سزا مقرر کردیتے۔ تو اگرچہ یہ بھی ظلم تھا تاہم مسجدیں تو شہید نہ ہوتیں۔ اور قبوں کے گرانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ مگر یہ تو محض شیطانی بہانہ ہے۔ دراصل اس خبیث اخبث کا مقصدِ اعلیٰ ہی یہی تھا جو اس نے کیا۔

کیا نجدیوں کے ہندوستانی دلال اور ایجنٹ بتا سکتے ہیں کہ جب انہوں نے لالہ شردھانند کو جبکہ وہ ان خلافیوں کا مقتدائے اعظم تھا، شاہی مسجد دہلی کے ممبر پر کھڑا کر کے لیکچر دلایا تھا۔ وہ فعل اسلامی تھا یا کافرانہ۔ اگر وہ فعل کافرانہ تھا اور یقیناً کافرانہ تھا تو کیا لازم آتا ہے کہ مسجد کو گرا دیا جائے؟ اس کا علاج یہی بتا کہ ایسے فعل کو روک دیا جائے۔

ممکن ہے کہ کوئی خلافی اخبار اس کو کافرانہ فعل نہ کہے کیوں کہ وہ اپنے کفریہ افعال کو عموماً ایمان قرار دینے میں مشاق ہیں۔ لیکن درحقیقت اس سے بڑھ کر کوئی کافرانہ فعل ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس سے کفر کو بڑی تقویت پہنچی۔ اس لیے کہ حلقۂ ارتداد میں آریہ اُپدیشک اسی وقت کا فوٹو جاہل ملکانوں کو مرتد بنانے کے لیے دکھاتے اور کامیاب ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دیکھو شردھانند جی شاہی مسجد کے ممبر پر اُپدیش کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے بڑے بڑے مولانا سر جھکائے سُن رہے ہیں۔

واقعی اس فوٹو کو دیکھ کر ایک مسلمان مگر غیرت مند مسلمان کو رونا آتا تھا کہ کس انداز سے بے غیرت خلافی مولانا جو لفظ مولانا کی عزت کو خاک میں ملانے کے لیے مولانا بن رہے ہیں۔ کس بے غیرتی کے استغراق میں اُپدیش سُن رہے ہیں۔ اسی طوفانِ بدتمیزی کو روکنے کے لیے لاہور کے غیرت مند مسلمان آنریبل جسٹس مرزا ظفر علی خان صاحب جج ہائی کورٹ پنجاب نے خلافیوں کا داخلہ مسجد وزیر خان میں ممنوع کرا دیا۔ ورنہ خطرہ تھا کہ یہ مسجد بھی شیخ خیر الدین مرحوم کی مسجد کی طرح تمام لغویات اور کفریات کا مرکز اور اکھاڑہ بن جاتی۔ پھر نجدی شیاطین کے مذہب کے مطابق مسجد وزیر خان کو منہدم کرنے کی ضرورت پڑتی۔

نجدیوں کا لاہوری ایجنٹ اسی مقالہ میں علمائے دیوبند، جمعیۃ العلماء ابوالکلام آزاد اور سید سلیمان ندوی سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر یہ تصریح اس نے نہیں کی کہ علمائے دیوبند اور جمعیۃ العلماء اور ابوالکلام آزاد سے اس کی مراد کون ہیں۔ کیا وہی علمائے دیوبند اور جمعیۃ العلما تو نہیں جن کے فتوؤں کو آل مسلم پارٹیز کے جلسے کے موقع پر منتظمین کانفرنس نے عموماً اور ڈاکٹر کچلو نے خصوصاً پاؤں کے تلے روند ڈالا۔ اور وہی ابوالکلام تو نہیں جس کا فتویٰ دربارہ عدم تکفیر مرزائیاں اسی کے اخبار میں شائع ہوا تھا۔ مگر مرزائیوں سے کچھ نہ ملنے پر ان کو نہ صرف کافر بلکہ مرتد قرار دے کر اس فتویٰ کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔

باقی رہے سید سلیمان ندوی وہ لاکھ فتوے دیں ان کے ساتھ ابوالکلام بھی مل جائیں۔ بخدا اعلماء کرام ان کے فتاوے کو اسی طرح سے پاؤں میں مسل کر ڈالنا تجویز کریں گے۔ جس طرح علمائے دیوبند اور جمعیۃ العلماء کے فتوؤں کو ڈاکٹر کچلو صاحب نے مسل ڈالا۔ ایسے بزرگوں کے فتاویٰ خلافیوں کو مبارک۔ مسلمانوں کو ضرورت نہیں کہ ان فتوؤں کو ایک کوڑی کی قیمت بھی دیں۔

مولانا عبدالباری بھی تو خلافت کمیٹی کے ممدوح رہ چکے ہیں۔ ان کا ہر فیصلہ خلافیوں کو بسر وچشم منظور ہوا کرتا تھا۔ مگر اب انہوں نے مساجد مزارات اور قبوں کے انہدام کے متعلق جب نجدیوں کے خلاف رائے قائم کی تو نجدیوں کے ایجنٹ کیوں سٹ پٹا گئے۔ کیا مولانا صاحب کی ساری قابلیت، سارا علم وفضل نجدی ایجنٹوں کے ایک امر میں اختلاف ہوجانے کے باعث گاؤ خورد ہوگئے۔ افسوس! اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ سوائے وہابی علماء کے اگر ہندوستان کے تمام علمائے احناف نجدیوں کے خلاف فتوے صادر کریں تو اس فیصلہ کو قبول کرلیا جائے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں اور یقینی امر ہے کہ سب کے فیصلہ کو مولانا عبدالباری صاحب کے فیصلہ کی طرح رد کردیا جائے گا۔

ہم چاہتے ہیں کہ نجدیوں کے ایجنٹ اور دلال اپنے آقا اور ولیِ نعمت قرن الشیطان ثانی کا حقِ نمک ادا کرنے کے لیے ضرور اس معاملہ کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ تجویز ہم بتاتے ہیں۔ اپنے آقا قرن الشیطان ثانی سے خط وکتابت کریں۔ ہندوستان سے جو علماء مناظرہ کے لیے مکہ معظمہ میں جائیں، ان کی حفاظت کی ذمہ داری برٹش گورنمنٹ سے لے دیویں۔ اور اگر برٹش گورنمنٹ ایسی ذمہ داری اپنے اوپر نہ لے تو مجلسِ مناظرہ مجلس میں منعقد ہو۔ شیاطین نجد کے مقابلہ کے لیے علمائے ہندوستان کو ہم لے جانے کا ذمہ اُٹھاتے ہیں۔

ہاں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ شیاطین نجد کے پٹھوؤں کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ ہم حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب یا حضرت مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب بریلوی یا حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی کو نہ لے جائیں گے۔ کیوں کہ ان کا نام سنتے ہی خلافیوں کے کلیجے میں درد اٹھتا ہے۔ بلکہ ایسے علماء کو ان شاء اللہ تعالیٰ مناظرہ کے لیے پیش کریں جن کی تعریف وتوصیف خلافی اخباروں میں

موجود ہے اور جن کے علم و فضل پر آج تک خلافی اخبارات حرف نہیں لا سکے۔ ہم ابھی سے ان کے اسمائے گرامی بتا دیتے۔ مگر ایک امر مانع ہے۔ وہ یہ کہ ابھی سے خلافی اخبارات ان کو بے علم اور نئے لکھنا شروع کردیں گے۔ اور ان اخباروں کے دام افتاد سے تماشہ شور مچا دیں گے۔ نیز یہ کہ حضرت عبداللہ ابن السلام کا سا معاملہ نہ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ ابن السلام رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے اسلام کی شہرت اگر ہوگئی تو یہودی مجھے بہت بُرے الفاظ سے مشہور کریں گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ میرے اسلام کے اعلان سے پہلے اُن سے میرے متعلق دریافت کرلیا جائے۔ چنانچہ حضور نے اس کو پسند فرمایا اور بڑے بڑے اکابر یہود کو بلایا۔ حضرت عبداللہ کو حجرے کے اندر مخفی رکھا گیا۔ اور یہودیوں سے دریافت کیا گیا کہ عبداللہ ابن السلام کیسے آدمی ہیں؟ یہودیوں نے متفق اللفظ ہو کر کہا: کہ خیرنا وابن خیرنا۔ ہم سب میں بہترین اور اس کا باپ بھی ہم سب میں سے اچھا۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا کہ اگر میری نبوت کی تصدیق کردے تو پھر تمہیں کوئی انکار تو نہ ہوگا؟ یہودیوں نے جواب دیا کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ وہ بڑے قابل اور لائق آدمی ہیں۔ وہ کبھی ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ کہ آپ کی نبوت کی تصدیق کریں۔ اس سوال کا تکرار ہوتا رہا تو جواب بھی بار بار وہی ملتا رہا۔ آخر حضرت عبداللہ ابن السلام حجرے سے باہر تشریف لائے اور پکار کر پڑھا: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك واشهد ان محمدًا عبده و رسوله۔

یہ دیکھ کر یہودی حیران ہو گئے اور چلا اُٹھے کہ اشرنا وابن اشرنا۔ ہم میں سب سے زیادہ بُرا اور اس کا باپ بھی سب سے بُرا تھا۔ چونکہ یہ نجدی ایجنٹ ہر معاملہ میں یہودی صفت ثابت ہوئے ہیں، فوراً کہہ دیں گے کہ یہ مولوی تو بہت بُرے ان کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔ اس لیے ہم علماء کرام کے اسماء گرامی کو محفوظ رکھتے ہیں۔ مگر یہ ہمارا ذمہ ہے کہ مناظر انہیں میں سے ہوگا۔ مگر سب سے پہلے اُمور تنقیح طلب قرار دیئے جانے ضروری ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ نجدی ملعون قرن الشیطان ثانی ہے اور محمد بن عبدالوہاب قرن الشیطان اوّل ہے۔ اس لیے وہ مسلمان ہی نہیں۔ مساجد اور قبّوں کے مسئلہ سے پہلے یہی مسئلہ ضروری ہے کہ اگر یہ گروہ قرن الشیطان ثابت ہوگیا تو اس کی غالباً ضرورت ہی نہیں رہے گی کہ مساجد اور قبّوں کا مسئلہ پیش کیا جاوے۔ لیکن اگر باوجود اس کے کہ وہ قرن الشیطان ثابت ہو جائیں۔ اس مسئلہ کا فیصلہ ساتھ ہی ضروری سمجھا گیا تو ہم اس سے بھی انکار نہ کریں گے۔

اُمور تنقیح طلب حسب ذیل ہوں گے:

(۱) کیا محمد بن عبدالوہاب قرن الشیطان اوّل اور موجودہ نجدی حکمران قرن الشیطان ثانی ہے۔ (ثبوت

بذمہ ہمارے ہوگا)

(۲) کیا مساجد اور قبوں کی تعمیر یا موجودگی خلاف شرع ہے؟

(۳) کیا منہدم شدہ مساجد و قبوں میں افعال مشرکانہ ہوتے تھے؟

(۴) اگر مساجد اور قبہائے منہدم شدہ میں افعال مشرکانہ ہوتے تھے تو ان افعال کے سبب ضروری تھا کہ مساجد اور قبے گرا دیئے جائیں؟ کیا ممانعت کافی نہ تھی؟ (آخری امور ثلاثہ کا بار ثبوت بذمہ نجدیاں)

اب ہم منتظر ہیں کہ نجدیوں کا لاہوری ایجنٹ خصوصاً اور دوسرے پٹھو عموماً اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ ان کے جواب کے بعد ہم ان بے غیرت حنفیوں کو مخاطب کریں گے جو اس شیطانی پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اپنا دین و ایمان برباد کر رہے ہیں۔"

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۳ تا ۴]

"زمیندار نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ اگر ابن سعود گورنمنٹ سے وظیفہ لیتے تھے زمیندار کا مقصد یہ تھا کہ عام لوگ اس وظیفہ کو معمولی وظیفہ سمجھ لیں اور شہریاران کابل کو بھی اسی قطار وظیفہ خواران میں بٹھا دیں۔ جس میں ابن سعود بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ سلطنت افغانستان کو برٹش گورنمنٹ سے جو وظیفہ ملتا تھا اس کی غرض و غایت یہ تھی کہ اگر روس ہندوستان پر حملہ کرے تو افغانستان اس کو روکے تو اگر افغانستان غیر مسلم طاقت کے حملے کو روکنے سے دوسری مسلم طاقت سے وظیفہ لے تو اس میں کون سی قباحت اور کون سا شرعی جرم ہے اس کے بعد ہم نے یہ الفاظ لکھے تھے اور ان الفاظ کو مدیر زمیندار نے اپنے اسی مقالہ زیر بحث میں نقل بھی کیا تھا۔

"اس کے مقابلہ میں شیاطین نجد اپنے وظیفہ کے معاملہ میں کس خدمت پر مامور تھے اور اسشیاطانی جماعت کا وظیفہ کس طاقت کو پامال کرنے کے لئے تھا۔ کونسی طاقت نجد اور عدن کے مشرق مغرب جنوب شمال کی سمت میں واقع تھی۔ جس کے حملہ سے ان کو محفوظ رکھنے کے لئے وظیفہ ملتا تھا"

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد فاضل اور لائق اور قابل مدیر زمیندار کیسا پرلطف ریمارک کرتا ہے ملاحظہ ہو:

"گویا جریدہ مذکور کے نزدیک انگریز سلطان نجد کو اس لئے وظیفہ دے رہے تھے کہ اگر ترک عدن پر حملہ کرنے کی کوشش کریں تو عساکر نجد انگریزوں کی اعانت میں ترکوں کے خلاف جنگ کریں"

سبحان اللہ کس قدر بلند پایہ عقل اور سمجھ ہے آج اگر حمقاء کی جماعت زمیندار کے اس فہم رسا پر قربان ہوتی ہے تو جائے تعجب نہیں۔ بلکہ اگر آج ارسطو لقمان افلاطون سقراط اور بقراط دنیا میں زندہ ہوتے تو اس نادر الوقت سمجھ پر ہزار جان سے قربان ہوتے اور اعتراف کرتے کہ واقعی اتنی سمجھ کا کوئی آدمی نہ تو اب تک دنیا میں پیدا ہوا اور نہ پیدا ہونے کی امید ہے۔ مگر ہم پھر بھی حسن ظنی سے کام لینے پر مجبور ہیں اور ہرگز نہیں یقین کرتے کہ مدیر

زمیندار کے فہم رسا کو ہمارے چند فقرات کے مفہوم پر رسائی نہیں ہوتی۔ بلکہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اصلیت کو تو خوب سمجھتے ہیں مگر شیطانی پروپیگنڈا کو کامیاب اور موثر بنانے کے لئے اور اپنے ناظرین کو دھوکے میں رکھنے کے لئے بھولے بنتے اور تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔

ہمارے ان فقرات کے بعد بھی کچھ لکھا تھا وہ مدیر زمیندار نے غالباً اس لئے قلم انداز کر دیا کہ اس کے قارئین کہیں اصلیت سے واقف نہ ہو جائیں تو اس پر نجدی پروپیگنڈا کا جادو اثر نہ کر سکے گا لیکن ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ گو زمیندار کے مدیر صاحب نے ہمارے بعض فقرات کو جو فقرات منقولہ کے ساتھ ہی موجود تھے قلم انداز کیا لیکن اصلیت منقولہ فقرات سے مخفی نہ رہی۔ مطلب صاف ہے کہ اگر سلطنت برطانیہ کو کسی طاقت کے حملہ کا خوف اسی طرح ہوتا جس طرح روس کے حملہ کا خوف تھا تو البتہ شہریار افغانستان اور ابن سعود کے وظائف مساوی حیثیت رکھتے، لیکن چونکہ ایسا کوئی خطرہ انگریزوں کو عدن کی حدود پر نہ تھا اس لئے دونوں وظائف کو مساوی حیثیت دینا سخت غلطی ہے تو ہماری فقرات کا یہ مطلب کیسے ہوا کہ ہمارے خیال میں انگریز اس لئے ابن سعود کو وظیفہ دیتے تھے کہ وہ ترکوں کے حملہ سے عدن کو محفوظ رکھے کون نہیں جانتا کہ تمام دول یورپ نے مدتوں سے سلطنت عثمانیہ کو مرد بیمار قرار دیا ہوا تھا۔

یہ امر ظاہر ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے لئے دول یورپ منتظر تھے کہ موقعہ ملے تو سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کر لئے جائیں اور حصے بخرے ہو ہی چکے تھے۔ دول یورپ کی یہ کوشش تھی کہ جلد سے جلد سلطنت اسلامیہ مٹ جائے اس لئے ان کی کوششیں جاری تھیں۔ ارمنی بغاوت، البانیہ کی بغاوت، ریاستہائے بلقان کا مشترکہ حملہ، طرابلس پر اٹلی کا حملہ، سب اسی شجر سمی کی شاخیں تھیں اسی ضمن میں ابن سعود کو وظیفہ دیا جاتا تھا کہ وہ بھی ترکوں کے کمزور کرنے میں ساعی رہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے صاف الفاظ میں لکھ دیا تھا کہ:

''دفتر زمیندار واقعات پر پردہ نہیں ڈال سکتا اس کا فائل اسے ملامت کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس کی وظیفہ خواری محض سلطنت عثمانیہ کو تنگ کرنے اور کمزور کرنے کو تھی''

اس بحث سے ناظرین کرام اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ ہم پر ناواقفیت تاریخ کا الزام صرف افترا کے درجہ میں محدود ہے البتہ اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ کہ خیریت سے زمیندار کے عملۂ ارادت کے تمام ارکان بشرطیکہ تجاہل عارفانہ سے کام نہ لیتے ہوں تاریخ سے قطعاً نابلد ہیں۔

ہم نے جمال پاشا مرحوم کے متعلق لکھا تھا کہ ان پر بھی بغاوت کا الزام ہے کہ جنگ عظیم کے دوران میں شام اور فلسطین کی سلطنت کے وعدہ پر وہ بغاوت کرنے پر آمادہ تھے مگر انگریزوں نے اس سے اس لئے انکار کر دیا کہ شام اور فلسطین کا علاقہ فرانس کے لئے مخصوص ہو چکا ہے۔ اس پر مدیر زمیندار صاحب اپنے مقالہ زیر بحث میں ہم پر بہت بگڑے ہیں۔ پہلے تو یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے انگریزی اخبار کے ترجمے کو زمیندار کی رائے

قرار دیا۔ حالانکہ یہ الزام بھی افترا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا تھا کہ زمیندار کا فائل شہادت دیتا ہے۔

اس سے یہ کس طرح ثابت ہوا کہ زمیندار کی رائے ہے فائل میں تمام مضامین ایڈیٹوریل نہیں ہوتے منقولات بھی ہوتے ہیں نامہ نگاران کے مرسلہ مضامین بھی ہوتے ہیں جمال پاشا مرحوم کے واقعہ کے متعلق ہم نے یہ نہیں لکھا کہ زمیندار کی رائے ہے۔ لیکن ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ زمیندار کا یہ شیوہ ہے کہ وہ اپنی رائے سے مخالف ہو جایا کرتا ہے۔

چنانچہ اس کا مضمون واقعہ ہائلہ سے موجود ہے۔ جس میں زمیندار نے اپنی طرف سے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ نجدی وہابی صلیبی لڑائیاں لڑتا ہے۔ کیا اس سے بھی انکار ہے کیا وہی شخص جو آج سے چند سال پیشتر مسلمانوں کے خلاف صلیبی لڑائی میں شامل تھا آج سلطان اور غازی کا لقب پا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو اس کے لئے چنگیز ثانی و ہلاکو ثانی کے خطاب زیادہ موزوں ہیں۔ ہاں البتہ اس تحکم کی صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ زمیندار اعلان کرے کہ زمیندار حسب ضرورت زمانہ اپنی سنہری اور روپہلی مصلحتوں کی بنا پر ہر وقت اپنی رائے کو بدلنے کا اختیار رکھتا ہے۔ آئندہ اس لئے کوئی شخص اس کے مقابلہ میں کسی سابقہ رائے کو بطور حجت یا دلیل پیش نہ کرے۔ اس صورت میں کسی کو جرات نہ ہوگی کہ زمیندار کی اپنی رائے قدیم کسی جدید رائے کی تغلیط کے لئے بطور حجت پیش کرے۔ جمال پاشا مرحوم کے نام کے ساتھ ہم نے لفظ مرحوم لکھا کہ اس سے معلوم ہوا کہ ہم اسے باغی قرار نہیں دیتے اگر مرحوم ہمارے نزدیک بھی باغی ہوتے تو ہم ایک باغی کے لئے کبھی لفظ مرحوم استعمال نہ کرتے۔

ہمارا مقصود یہ تھا کہ جمال پاشا مرحوم کی یہ شہادت کہ ابن سعود نے انہیں چند اونٹ دیئے اس لئے قابل اعتبار نہیں کہ ان پر بھی تو بغاوت کا الزام ہے شاید زمیندار کا فاضل مدیر اس حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ ایک مشتبہ شخص پر کسی اشتباہ کی بنا پر اعتبار نہ کرنا اس کو واقعی مجرم نہیں بناتا مگر جو جواب فاضل مدیر نے اس کے متعلق دیا ہے اس سے البتہ ثابت ہوتا ہے کہ جمال پاشا مرحوم پر جو الزام اس نے لگایا تھا اس کی ضرور کچھ اصلیت ہے مگر ہم اس پر اب زیادہ لکھنا نہیں چاہتے۔

زمیندار نے ہم پر الزام لگایا ہے کہ ہم نے ایک مرحوم کے خلاف الزام بغاوت لگایا اگرچہ ہم پر افترا ہے لیکن یہ روش زمیندار کے لئے پسندیدہ ہے اور اس کا ثبوت ستارہ صبح سے ملتا ہے جو خود مسٹر ظفر علی خاں کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ اس میں حضرت شیخ اکبر ابن عربی اور حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہما کو جو بے نقط سنائی جاتی تھیں وہ شاید اس لئے جائز تھیں کہ مسٹر ظفر کا اپنا فعل تھا یا شاید ہر دو بزرگان دین اس وقت دنیا میں زندہ ہوں گے۔ افسوس۔

[الفقیہ: ۱۴-۲۱ / نومبر ۱۹۲۵ء ص ۳۰۲]

حامیان ابن سعود کی رجعت قہقری:

"جنگ عظیم کے دوران میں جب شریف حسین نے سلطنت عثمانیہ سے بغاوت کی تو دنیائے اسلام عموماً اور حنفی المذہب مسلمان خصوصاً شریف حسین کے مخالف ہو گئے حنفیوں کی ایمانداری کی اس سے بڑھ کر اور کوئی شہادت نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے نہ تو اس بات کی پرواہ کی کہ شریف حسین مستند آل رسول ہے اور سادات کرام واجب التعظیم ہیں اور نہ اس کے ہم مذہب ہونے کو اسے بنظر استحسان دیکھنے کا ذریعہ بنایا۔ لیکن جب شریف حسین کا دور ختم ہوا۔ اور ابن سعود نا مسعود علیہ ما علیہ اصحاب فیل کی طرح نجد سے خروج کر کے حجاز مقدس کی سرزمین کو نجس کیا اس وقت صائب الرائے اور واقف حال حنفی مسلمانوں نے اس کو بنظر استحسان نہ دیکھا۔ بلکہ یہ خیال کر کے کہ ابن سعود خذلہ اللہ جس فرقہ مذہبی سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنے مذہب جدید کے بانی محمد بن عبدالوہاب لعنہ اللہ علیہ کے زمانہ سے اب تک سلاطین آل عثمان اور تمام مسلمانوں کے مخالف رہے ہیں۔ اور جہاں تک ان کا بس چلا سلطنت عثمانیہ کی مخالفت کرنے میں دریغ نہ کیا بلکہ بقول مصنف کتاب حیات طیبہ (مگر دراصل حیات خبیثہ) اس گروہ نے سلطنت عثمانیہ کی بنیادیں ہلا دیں۔ اسی گروہ کے سابقہ کارنامے شہادت دیتے تھے کہ یہ لوگ تمام مسلمانوں کے جو ان کے باطل مذہب میں داخل نہیں کافر قرار دے کر ان کو قتل کرنا ان کا مال لوٹنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے جن مسلمانوں نے اس کے خروج کو مسلمانوں کے لئے ابتلائے عظیم سمجھا ان کی رائے بالکل صائب تھی۔

واقعہ فتح طائف نے ان مسلمانوں کی اصابت رائے کی پرزور شہادت دی۔ مگر بہت سے لوگ ابن سعود کے حامی ہو گئے ایسے لوگ مندرجہ ذیل اصناف میں تقسیم ہو گئے۔

وہ لوگ جو اپنے آپ کو اہل حدیث قرار دیتے ہیں اور دوسرے لوگ ان کو وہابی کہتے ہیں۔ یہ لوگ خروج قرن الشیطانی ثانی سے پہلے اپنے آپ کو نجدیوں سے الگ تھلگ ثابت کرتے تھے۔ اور اگر کوئی کہتا کہ تم وہی گروہ ہو جس کا بانی قرن الشیطان اول محمد بن عبدالوہاب ہوا تو یہ کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جنگ عظیم کے بعد مسٹر زیڈ۔ اے۔ پر جاپت کے اخبار زمیندار میں اسی ابن سعود کے متعلق ایک نوٹ نکلا۔

جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

(۱) ابن سعود وہابی عیسائیوں کی طرف سے صلیبی لڑائی لڑتا ہے اور ہندوستان کے وہابی اسی گروہ سے ہیں۔ تو اہل حدیث کے سردار اخبار اہل حدیث کے ایڈیٹر اہل حدیث کانفرنس کے سیکرٹری مولوی ثناء اللہ نے زمیندار میں اس نوٹ کا جواب شائع کرایا اور اپنے اخبار میں بھی اس کو درج کیا۔ جس کا ماحصل بتایا کہ ہندوستان کے اہل حدیثوں کو وہابیان نجد سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن خروج قرن

الشیطان ثانی کے بعد انہوں نے اپنا چولہ بدل لیا اور ثابت کر دیا کہ یہ گروہ وہابیان ہند نجدی سلک میں منسلک بلکہ دونوں فرقے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اس لئے انہوں نے قرن الشیطان ملعون ثانی کے مظالم پر یا تو پردہ ڈالنے کی کوشش کی یا اس کے افعال ذمیمہ کو جائز بتایا۔

(۲) دوسرا گروہ حامیان ابن سعود کا وہ ہے جو مذہبی اعتبار سے اگرچہ ابن سعود سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے اور انہیں ابن سعود کے اسلاف کی عداوت اسلام کا بھی غالباً علم نہ تھا محض عداوت شریف حسین کے باعث بلا سوچے سمجھے اس کے حامی ہو گئے۔ اور سیاسی اعتبار سے قبضہ حجاز کو انہوں نے مسلمانوں کے لئے بہتر سمجھا۔

(۳) تیسرا گروہ ایک ایسا بھی پیدا ہو گیا جس کو دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کا دین وایمان صرف درہم و دینار ہے ان کو دربار قرن الشیطان سے درہم و دینار ملتے ہیں اس لئے وہ حامی بن گئے جیسے کہ مسٹر پرجاپت کا اخبار زمیندار۔ اب زمانہ کا رنگ بدل گیا۔ واقعات سب کھل گئے اور ثابت ہو گیا کہ جو تکالیف اور اخراجات سفر حج کی کثرت ابن سعود کے دور میں پائی گئی ہے اس کا عشر عشیر بھی شریف حسین کے زمانہ میں نہ تھا۔ جس طرح نہر زبیدہ کا پانی نجدی ملعونوں کے استعمال کے لئے دوسرے ممالک کے حجاج کے واسطے بند کیا گیا ہے اگر یہی واقعہ شریف حسین کے زمانہ میں ہوتا تو وہ شور مچا دیا جاتا کہ الامان۔

مگر صنف اول اور صنف ثالث کے حامیان ابن سعود بدستور اپنی ضد اور ہٹ پر قائم ہیں۔ اور اپنے روحانی پیشوا یا ولی نعمت کی ہر بے ایمانی اور ہر ظلم و ستم و استبداد کو عین اسلام مطابق شریعت بنانے میں ساعی ہیں۔

البتہ صنف ثانی جو بمقابلہ ہر دو اصناف اول و ثالث کے زیادہ ہے رجعت قہقری پر مجبور ہو رہا ہے۔ قریباً قریباً تمام اخبارات نے اپنی روش بدل لی۔ اور تو اور علی برادران جیسے حامیان ابن سعود اپنی آنکھوں سے اصلیت کو دیکھ کر مخالف ہو گئے۔ حبیب الرحمٰن لدھیانوی عرف مولوی بوکا جس نے بخیال خود امرت سر کے غاصبانہ جلسہ خلافت میں عالی جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی کے باطل سوز بیان کے رد کی کوشش کی تھی۔ اس کی نسبت بھی سنا ہے کہ وہ ابن سعود کا سخت مخالف ہو گیا ہے۔ اور صحن کعبۃ اللہ میں بیٹھ کر اس نے نجدیوں کو طنزاً کہا کہ کعبۃ اللہ بھی گرادو۔ خیر یہ تو اس کے واپس آنے پر معلوم ہو گا کہ اس کے خیالات کیا ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امرت سر کے وہ مولوی عطاء اللہ جو ابن سعود کی حمایت میں جلسہ ہائے خدام الحرمین میں گڑ بڑ ڈالنے میں بے حد ساعی ہوتے تھے۔ نہ صرف خاموش ہو گئے بلکہ انہوں نے اپنے نئے خیالات کا کسی قدر اظہار بھی کر دیا۔

زائد از دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ ہمارے کانوں تک یہ افواہ پہنچی تھی کہ راولپنڈی میں مولوی صاحب مذکور نے

ابن سعود کے خلاف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر ہم نے اس کو کچھ اہمیت نہ دی۔ مگر امرت سر میں بھی جامع مسجد شیخ خیرالدین مرحوم میں انہوں نے صاف صاف تو نہیں مگر کسی قدر دبی زبان سے ان خیالات کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا تھا کہ ہم ابن سعود کے بے حد حامی تھے اور بہت سی امیدیں اس سے وابستہ تھیں۔ مگر افسوس کہ وہ تنتی گورکن ثابت ہوا۔ تاہم ہمیں حجاج کی واپسی تک انتظار کرنا چاہئے جو واقعات سنے جاتے ہیں اگر وہ صحیح ثابت ہوئے تو ہم سے زیادہ ابن سعود کا مخالف کوئی نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ''تنتی گورکن'' کا معمہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا واللہ اعلم اس سے کیا مراد ہے۔

ہمارا خیال تھا کہ حجاج کی واپسی پر وہ ضرور کچھ بولیں گے مگر اب تک انہوں نے مہر سکوت کو نہیں توڑا اس سے ہمیں بحث نہیں کہ وہ آئندہ ابن سعود کے موید ہوں گے یا مخالف۔ لیکن ہم ان کو محض اس لئے کہ وہ ہمارے شہر امرت سر میں سکونت اختیار کر چکے ہیں یہ مشورہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ابن سعود کے حامی بنے رہیں اس میں ان کا فائدہ ہے اور مخالف بننے میں ان کا سخت نقصان ہوگا۔ جو لوگ پہلے سے ابن سعود کے مخالف ہیں ان کے نزدیک مولوی عطاء اللہ صاحب کا اب مخالف ہو جانا کچھ حقیقت نہ رکھے گا۔ بلکہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ لوگ ابن الوقت ہیں اور یہ صرف چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہے کے پابند ہیں۔ اور اگر وہ نیک نیتی سے حامی ابن سعود تھے تو کم از کم اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ ان کی رائے صائب نہیں۔ اور معاملہ فہمی اور حقیقت شناسی ان کے پاس تک نہیں بھٹکی۔ تو ایسے لوگوں کا ابن سعود کا حامی ہونا بھی کوئی اثر نہیں رکھتا۔ تو مخالفت کیا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے فائدہ تو کچھ نہیں ہوا مگر نقصان یقینی ہے۔ وہ اس طرح کہ مسٹر پرجاپت کا اخبار زمیندار اپنے افکار و حوادث میں ان کی وہ درگت بنائے گا کہ توبہ ہی بھلی۔

حسن اتفاق یا سوء اتفاق سے مولوی صاحب سید واقع ہوئے ہیں اور عملہ ادارت زمیندار کو سادات کرام سے خاص طور پر عداوت ہے۔ اور ان کو گالیاں دینے میں اور برا بھلا کہنے میں اس کو خاص لذت حاصل ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ مولوی صاحب اس غلطی میں مبتلا ہو جائیں کہ اس سے پہلے اخبار زمیندار میں ان کی بے حد تعریف و توصیف ہو چکی ہے۔ تو عملہ ادارت کس منہ سے ان کی مذمت کرے گا۔ اگر ایسا خیال ہو تو سخت غلطی ہوگی۔ کیوں کہ زمیندار کو کبھی اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ جس کو وہ اب گالیاں دے رہا ہے اس کی پہلے مدح و ثنا کر چکا ہے۔ یا جس کو اب ممدوح بنا رہا ہے اسے وہ پہلے بدترین مخلوق سمجھتا تھا۔ اس طرز عمل کی ہزار ہا مثالیں موجود ہیں۔ جس قلم کے نوک و دہن سے آج گالیاں نکل رہی ہیں وہی کسی زمانہ بعید میں نہیں بلکہ آج سے ڈیڑھ سال پہلے اس کے ممدوح تھے۔

تو مولوی صاحب تو صرف اس کے اتنے محسن ہیں کہ اس کے ہم زبان ہوئے۔ اور یہ کوئی آسان نہیں کیوں کہ انہوں نے کبھی ''دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ'' کے حکیمانہ قول پر عمل نہیں کیا۔ اس کے مذہب میں تو ایسے محسن کشتنی و گردن زدنی ہیں جو اس حکیمانہ مقولہ پر ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ عمل کر چکے ہیں۔ پس نتیجہ یہ ہوگا کہ

افکار وحوادث کے کالم میں ضرور ان پر طرح طرح کے افترا وبہتان تراشے جائیں گے۔ کہ مولوی صاحب سن کر حیران ہوں گے۔ خدا جانے کتنی موہوم عفت مآبوں کو ان کی نگاہ تیر کا زخمی بنایا جائے گا۔ اور کس قدر کتابیں استعارتاً ان کی طرف سے تصنیف کرائی جائیں گی۔ جن کے کتاب الکل میں فسق وفجور وغیرہ کا جواز کسی صورت متخیلہ میں ثابت کرایا جائے گا۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کو یہی مشورہ دیں گے کہ اگر انہوں نے اپنی بگڑی بچانی ہے تو ابن سعود کے پرزور حامی بنے رہیں۔ ورنہ وہ جانیں اور ان کا کام۔

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

[الفقیہ: ۱۴،۷/ اگست ۱۹۲۶ء ص ۴،۵] (مدیر)

قبہ جات کے انہدام کے جواز پر وہابیہ ودیابنہ کی فتوی بازی:

اخبار لکھتا ہے:

”نجدیوں نے جو اسلام اور مسلمانوں کو صدمہ پہنچایا ہے اور حرمین طیبین کے مسلمانوں کو تباہ وبرباد کر کے مسلمانوں کی قوت کو کم کیا ہے۔ اور ان بلاد طاہرہ کی اہانت اور ویرانی سے کفار کو خوش کیا ہے۔ بزرگان اسلام کے مقابر ومشاہد جو توحید وسنت کی یادگاریں تھیں ان کو مٹا کر مشرکین کی رضا حاصل کی ہے۔ مساجد کو انہدام کر کے اسلام کی حرمت وآبرو پر ہاتھ صاف کیا ہے اور وہ ستم برپا کئے ہیں جن سے تمام عالم اسلام بے چین ہو گیا ہے۔

اس میں ہند کے وہابی بھی شامل ہیں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرت سری ناظم آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نے ایک کتاب تحریک وہابیت کے نام سے لکھی ہے۔ اس میں حرمت قبہ جات پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتوی نقل کیا ہے۔ جس پر دیوبند، سہارنپور، میرٹھ، دہلی وغیرہ کے تمام وہابیوں کی تصدیقیں ہیں۔ یہ فتوی چند سطری ہے اور اس میں کوئی آیت یا حدیث استدلال میں نہیں پیش کی گئی۔ بزور زبان قبوں کو ناجائز اور خلاف شرع ٹھہرایا ہے عبارت اس فتوی کی یہ ہے۔

فتوی مولوی رشید احمد گنگوہی:

ہرگاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور کی وارد ہیں پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہو سکتے۔ اور اعتبار قرآن وحدیث وقول مجتہدین کا ہے۔ نہ افعال خلاف شرع کا اگر عرب میں اور حرمین میں امور غیر مشروعہ خلاف کتاب وسنت رائج ہو گئے تو جواز ان کا نہیں ہو سکتا۔ اور جو وہاں ان بدعات کو کوئی منع نہ کر سکے تو یہ حجت جواز کی نہیں ہو سکتی اس پر سکوت کی کوئی وجہ نہیں کتاب وسنت سے رد کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔

یہ فتویٰ جو بغیر بسم اللہ اور بے حمد وصلاۃ کے خلاف سنت لکھا گیا ہے اس میں کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی گئی۔ تمام وہابیوں نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور مسطور ذیل صاحبان کی تصدیقیں اس پر موجود ہیں۔

عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند۔ عتیق الرحمٰن معین الافتاء دیوبند۔ سراج احمد مدرس دیوبند۔ اعزاز علی مدرس دیوبند۔ مسعود احمد دیوبند۔ عبداللطیف مدرس مظاہر العلوم سہارنپور۔ عنایت الٰہی مہتمم مظاہر علوم۔ خلیل احمد مدرس اول مظاہر علوم سہارنپور۔ ضیاء احمد مدرس اول مظاہر علوم۔ عبدالرحمٰن مدرس مظاہر علوم۔ منظور احمد۔ کفایت اللہ گنگوہی مدرسہ عربی میرٹھ۔ حبیب اللہ مدرس دار العلوم میرٹھ۔ حشمت علی مدرس دار العلوم میرٹھ۔ مبارک حسین مدرس اول دار العلوم میرٹھ۔ سید احمد مدرس دار العلوم میرٹھ۔ اظہر الدین مدرس دار العلوم میرٹھ۔ عبدالرحمٰن مدرس امروہہ۔ کفایت اللہ مدرس امینیہ دہلی۔ وحید حیدر حسین دہلی۔ عبدالحلیم صدیقی دفتر جمعیۃ العلماء دہلی۔ نور الحسن مدرس مدرسہ حسنین بخش دہلی۔ محمد اسحاق۔ ولایت احمد مدرس فتحپوری دہلی۔ اشرف علی تھانہ بھون۔

اتنے وہابی علما کے نام بطور تائید وتصدیق چھاپنے کے بعد مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ نتیجہ صاف ہے قبروں پر قبے اگر بنائے گئے ہیں تو با اختیار شخص ان کو گرا دے۔ تو حرج نہیں۔ کیوں کہ حدیث شریف میں ہے من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذالک من الایمان، یعنی جو کوئی ناجائز کام دیکھے اگر اس کو اختیار وطاقت ہے تو اسے ہاتھ سے بدلے یہ درجہ ذی اختیار اشخاص کا ہے جن کے ایسے کرنے پر فتنہ فساد نہ ہو اگر ہاتھ کی طاقت نہیں تو زبان سے منع کرے روکے یہ درجہ عام علما واعظین کا ہے۔ اور اگر کسی کو جبر وظلم کے دباؤ میں زبان سے بھی نہیں روک سکتا تو دل ہی دل میں اس کو برا جانے یہ سب سے آخری درجہ ہے۔ اس کے بعد ایمان کی حیثیت سے کوئی درجہ نہیں۔

افواج نجدیہ نے جو قبروں اور مزارات پر سے قبے گرائے تو اسی کے ماتحت گرائے ہوں گے۔ جزاھم اللہ عنہ الجزاء۔ آپ نے دیکھ لیا کہ دیوبند اور اس کی شاخیں اور مولوی تھانوی صاحب اور غیر مقلد سب حجاز کی اس پامالی اور شوکت اسلام کی بربادی اور بزرگوں کے مزارات کے منہدم کرنے میں نجدی کے ساتھ شامل ہیں۔ اور ایسا کرنے پر اس کو دعائیں دے رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ با اختیار شخص قبوں کو گرا دے۔ ہندی وہابی بھی اس ظلم میں اس کے شریک ہوئے اب میں آپ کے سامنے قبوں کے متعلق عالم متبحر فاضل کامل عارف واصل صاحب ورع تقویٰ حامی اسلام ناصر سنت حضرت سراپا برکت مولانا مولوی شاہ ابوالذکا محمد سلامت اللہ صاحب رامپوری قدس سرہ کا ایک مختصر مگر مدلل فتویٰ پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بناء علی القبور کے باب میں صاحب فتح الباری نے جواز کی تصریح کی۔ بقولہ جاز۔ روح البیان اور کشف النور میں جائز۔ مجمع البحار اور تکملہ مجمع البحار میں قد اباح السلف، کہا۔ بوارق محمدیہ میں فعل صحابہ

وتابعین نقل کیا۔ ردالمحتار میں احکام اور جامع الفتاوی سے لایکرہ البناء۔ اسی طرح زاد اللبیب وغیرہ میں جواز بنا کا قول کیا۔ امام بخاری کی روایات مع شرح فتح الباری اس کے موید اور مثبت۔ تیسری القاری ترجمہ بخاری، میں رو ابا شد فرمایا۔ اثر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں خود ان کا فعل جواز کی دلیل واضح اور راجح۔

روح البیان میں مزاروں پر سے گنبدوں کو منہدم کرنے کو صریح کفر بتایا اور ہادمین کو فرعون وقت بتایا۔ تحقیق الحق میں درمختار سے فتوی جواز بلا کراہت پر نقل فرمایا۔ طوالع الانوار شرح درمختار میں لاباس بالبناء، لکھا۔ فتاوی امداد اور فتاوی کبیری میں اور فتاوی غیاثیہ میں لایکرہ پر فتوی نقل کیا۔ صاحب فصل الخطاب فی خلافۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شہدائے صحابہ کے قبور پر بنا کے تحقق کی تحقیق باہتمام صحابہ مثل خالد بن الولید وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرما کر جواز اور وجوب کے درمیان تردید کر کے ہادمین وغیر مجوزین کو شیطان اور ابلیس لعین فرمایا۔'' (قاضی احسان الحق نعیمی)

[السواد الاعظم مراد آباد، شوال المکرم، ۱۳۴۵ھ ص ۶،۷]

نجدیوں کے جھوٹ کے تین دور:

اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''حکیم ابو یوسف نے مزید برآں بیان کیا کہ وہ واپس آمدہ حاجیوں کے مزید بیانات دے رہے ہیں۔ آپ نے حجاز مقدس میں نجدیوں کے حال کے مظالم کی تاریخ کے تین مدارج کا حال بیان کیا پہلے ان مظالم سے انکار کیا جاتا تھا پھر یہ نجدی فوج کے زیادہ جوشیلے سپاہیوں کے ساتھ منسوب کیے گئے اور اب ابن سعود اور ان کے وہابی پیرو دعوی کرتے ہیں کہ مزاروں اور قبوں کی پرستش کرنا بت پرستی ہے اور اسلام کے خلاف ہے اور وہابیوں کے لئے جو اسلام کے سچے پیرو ہیں ان کو مسمار کرنا لازمی ہے۔

[الفقیہ: ۱۳/ جولائی ۲۶ء ص ۴]

صدر الافاضل کا ابن سعود اور نجدی علما کو چیلنج مناظرہ:

ابن سعود اور نجدیوں کی ناپاک حرکات پر ہر طرف سے شور احتجاج اٹھ رہا تھا۔ ابن سعود کو اس کی حرکات شنیعہ سے روکنے کے لئے ہر تدبیر اختیار کی جا رہی تھی۔ ہندوستان کے علمائے کرام اپنے اپنے طور پر برسرپیکار تھے۔ حضور صدر الافاضل جنہیں ہندوپاک کے علما میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا انہوں نے بھی بھرپور احتجاج فرمایا ساتھ ہی آپ نے ابن سعود کو مزارات ومقامات مقدسہ کے انہدام اور ان کی بے حرمتی کرنے اور اس کو جائز کہنے کی وجہ سے دعوت مناظرہ دے ڈالی۔

آپ نے ایک خط دعوت مناظرہ پر مشتمل ابن سعود کو روانہ کیا جس میں ابن سعود اور اس کے مذہبی

علما کو پیغام مناظرہ دیتے ہوئے تنبیہ فرمائی کہ جب تک مزارات وغیرہ کے انہدام کی شرعی حیثیت ثابت نہیں کر پاتے تب تک ان حرکات سے باز آؤ۔ ہم ذیل میں صدرالافاضل کا خط نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

پیغام مناظرہ بنام ابن سعود:

منجانب حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم

بنام ابن سعود والی نجد

الحمدللّٰہ کفی وسلام علی عبادالذین اصطفی

امابعد والی نجد کو معلوم ہو کہ مقابر ومساجد کا ڈھانا مشاہد کی اہانت مسلمانوں کا قتل اور انہیں کوٹنا اور ان کی تکفیر اور ارض حجاز پر تسلط اور اس میں بادشاہ بن بیٹھنا وغیرہ تمام افعال جن سے تمام عالم اسلامی زیر وزبر ہو رہا ہے شرعاً بالکل ناروا اور ناجائز ہیں اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم نے یہ افعال اپنے علماء کے امر سے کئے ہم تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ وہ علماء باطل پر ہیں اور ہم ان سے مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں اگر انہیں ہمت ہو اور وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے ہوں تو ہم سے مناظرہ کرلیں اور جب تک فیصلہ کن مناظرہ نہ ہولے تم اس قسم کے افعال سے باز رہو۔ محمد نعیم الدین ناظم جماعت عالیہ مرکزیہ ہند مراد آباد"

[اخبار الفقیہ امرتسر ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶، السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ، ص ۴]

حضور صدرالافاضل کے اس اعلان مناظرہ کے حوالے سے اخبار الفقیہ میں مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

"ابن سعود نجدی نے اپنے وحشیانہ وظالمانہ افعال کی نسبت بار بار یہی کہا ہے کہ وہ اس نے شرع کے مطابق اور اپنے علما کے حکم واصرار سے کئے ہیں۔ اس لئے اس کو یہ بتانا ضروری تھا کہ یہ اس کا خیال غلط ہے یہ تمام افعال شرعاً نہایت قبیح وناجائز ہیں۔ اور اتباع شرع کے دعوے کے ساتھ ان افعال کا ارتکاب بالکل باطل ہے۔ بلکہ ضرورت تھی کہ جن علما پر وہ اعتماد کرتا ہے ان کو دعوت مناظرہ دے دی جاتی، تاکہ نجدی کے لئے یہ حیلہ باقی نہ رہ جاتا کہ میں نے جو کچھ کیا علما کے حکم سے کیا۔ اور علما اگر غلطی پر تھے تو ان سے کوئی مناظرہ کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اس حیلہ کو قطع کرنے اور حجت کو جو نجدی پر قائم ہو چکی ہے اس کو انتہا تک پہنچانے کے لئے صدرالافاضل حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم نے نجدی کو اعلان مناظرہ دے دیا۔ جس کا مضمون درج ذیل ہے:

"حمد وصلاۃ کے بعد: والی نجد کو معلوم ہو کہ مسجدوں مقبروں کا ڈھانا مشاہد کی اہانت مسلمانوں کا قتل وغارت اور ان کو کافر جاننا حجاز مقدس کی سرزمین پاک پر تسلط کرنا اور بادشاہ بننا آپ کے ان تمام افعال سے عالم اسلامی مضطرب ہے۔ یہ شرعاً حرام ہیں اور کسی طرح جائز نہیں۔ اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے یہ افعال قبیحہ اپنے علما کے امر سے کئے ہیں۔ تو ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ وہ باطل پر ہیں۔ اور ہم ان کے ساتھ

مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں اس کی جرأت ہو۔ اور وہ اپنے حق پر ہونے کا گمان بھی رکھتے ہوں۔ اور تم پر لازم ہے کہ تم ایسے افعال سے باز رہو یہاں تک کہ اس مناظرہ سے تم پر حق ظاہر ہو جائے۔ جواب جلد دو۔
"عمر نعیمی از مراد آباد"

[اخبار الفقیہ: ۷/ اکتوبر ۱۹۲۶ء، ص ۸]

حضور صدر الافاضل کا مذکورہ بالا خط ابن سعود کو تو روانہ کیا ہی گیا تھا علاوہ ازیں اسے اخبارات ورسائل میں بھی شائع کیا گیا تھا۔ ابن سعود کی طرف سے تو کوئی جواب موصول نہیں ہوا جس کے سبب سب پر ابن سعود اور نجدیوں کی حقیقت واضح ہو رہی تھی۔ ہندی نجدیوں کو یہ بات بڑی ناگوار گزر رہی تھی اس لئے انہوں نے میدان میں اپنے نامور شہسوار، عظیم مناظر، اور اپنے مذہبی پیشوا مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کو اتار دیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب بڑے تاؤ کے ساتھ میدان میں نکل کر آئے اور انہوں نے صدر الافاضل کے اعلان مناظرہ کو چیلنج کر دیا۔ لیکن جب ان کے خلاف صدر الافاضل اور ان کے تلامذہ وغیرہ نے وار کیے تو ہمت ہار کر خاموشی کے غار عمیق میں پناہ گزیں ہو گئے۔

اس پورے پس منظر کی مکمل تصویر مفتی عمر نعیمی نے کچھ یوں کھینچی ہے۔ فرماتے ہیں:

"نجدی اور اس کی ذریت کے وحشیانہ افعال مسجدوں مقبروں کا انہدام مشاہد و مآثر کی بے حرمتی وتوہین بے گناہ مسلمانوں کا قتل وغارت ارض حجاز پر ظالمانہ قبضہ وتسلط ان خونخوار ظالموں کے وہ ستمگارانہ افعال ہیں جنہوں نے عالم اسلام میں تلاطم پیدا کر دیا ہے ہر دل گھائل اور ہر آنکھ خون چکاں بنا دی ہے۔ اس پر بھی آج تک ابن سعود اور اس کے حامیوں کو ان فتنہ انگیزیوں پر ندامت وشرمندگی نہیں ہے بلکہ وہ ان وحشیانہ وظالمانہ افعال کو شریعت کا اتباع اور اپنے علما کے حکم کی تعمیل بتاتے ہیں ان کے اس دعویٰ کا اظہار وبطلان ضروری تھا اس لئے صدر الافاضل استاذ العلما مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے ماہ گزشتہ میں ابن سعود کو مناظرہ کا اعلان دیا۔ جو ہمدم، سیاست وغیرہ کثیر الاشاعت اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ اس میں نجدیوں کو بتایا ہے کہ ان کے ہر افعال شرعاً باطل ہیں اگر ابن سعود کو خیال ہو کہ ان کے علما ان امور کو حق ثابت کر سکیں گے تو وہ ان کو مناظرہ کے لئے سامنے لائیں اور جب تک ایسا فیصلہ کن مناظرہ نہ ہو ابن سعود اس قسم کے افعال سے باز رہے۔

یہ اعلان اخباروں میں چھپا تھا کہ غیر مقلد گروہ کے مشہور رکن مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث امرت سر نے جو اہل حدیث کانفرنس کے ناظم بھی ہیں اور امسال ایام حج میں ابن سعود کی تر دعوتوں سے فیضیاب بھی ہو چکے ہیں اس کا حق نمک ادا فرمانے کے لئے حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی جس میں نجدیوں کی طرف سے تحریری مناظرہ کی درخواست کی ہے آپ کے نزدیک ابھی تک مبحث بھی متعین نہیں بلکہ مسائل مبحوثہ کی فہرست تیار کئے جانے کا خیال ظاہر کیا ہے کس قدر ہمت کی بات

ہے کہ ابن سعود کی طرف سے مناظرہ کے لئے تیار ہوں مگر اس کے جن افعال نے عالم میں ہلچل ڈال دی ہے انہیں فراموش کر کے کچھ اور مسائل بحث کے لئے ڈھونڈیں۔ دنیا اس سے اس نتیجہ پر بھی پہنچ سکتی ہے کہ نجدیوں کے افعال کو حق ثابت کرنا مولوی ابوالوفا صاحب کے نزدیک بھی ان کے قبضہ کا کام نہیں۔ مولوی ابوالوفا صاحب کا نجدیوں کی طرف سے پیش ہونا بھی نہایت عجیب خودساختہ وکالت ہے حضرت استاذ العلما مدظلہ العالی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جواب دے دیا ہے۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ نجدیوں کے افعال کو حق ثابت نہ کر سکنے کی شکل میں ان کی ممکن تلافی کا اطمینان دلا سکیں تو آپ سے بھی مناظرہ کے لئے تیار ہوں نیز یہ کہیں کہ نجدیوں کی طرف سے آپ کی کیا حیثیت ہوگی اس کے بعد مکرمی جناب مولانا مولوی حافظ قاری ابوالفتح محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی نے ثناء اللہ صاحب کو اس مضمون کا ایک اعلان دیا کہ میرے مقابلہ میں بمقام پادرہ شرمناک شکست کھا چکے ہو اور اپنا اسلام نہ ثابت کر سکے تمہاری کیا حیثیت کہ تم حضرت استاذ العلما مدظلہ الاقدس کے مقابل آسکو اگر پھر شوق مناظرہ ہوا ہے تو میں حاضر ہوں لیکن تم ہار چکے ہو اس لئے اپنے سے کسی زیادہ لیاقت والے کو اپنے ساتھ لو مولوی ثناء اللہ کی طرف سے اب کسی تحریر کا کوئی جواب نہیں ان کے منہ کو مہر سکوت لگ گئی شاید انہوں نے سمجھ لیا کہ نجدی کے نان ونمک کا اتنا ہی حق تھا یہاں حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کے ڈیڑھ سو سے زیادہ تلامذہ عالم فاضل سرگرم درس وافتاء و بحث ومناظرہ ہیں ان میں سے اکثر تیار ہیں ذرا ثناء اللہ صاحب میں جنبش پیدا ہو تو صفیں کی صفیں مناظروں کی ان کے لئے موجود ہیں ایسی قدر بھی ان کی کبھی نہیں ہوئی ہوگی وہ کیوں جان بچا رہے ہیں مناظرہ کا نام لیا تھا تو مستعدی سے آمادہ ہو جانا چاہئے تھا یہ سکوت واغماض انہیں کہاں تک بچائے گا میں بجائے اس کے کہ اپنی طرف سے ایک اور مناظرہ کا اعلان دوں اور مولوی ثناء اللہ صاحب اس کو بھی اپنے سکوت سے ٹال جائیں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ بحث کا آغاز کروں۔

اب میں حضرت سیدی ومولائی صدر الافاضل مدظلہ کا اعلان مناظرہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر اور اس کے جواب بجنسہ نقل کر کے ایک مختصر بحث پیش کرتا ہوں مولوی ثناء اللہ صاحب باطمینان تمام ہندوستان بھر کے غیر مقلدین کے مشورہ سے اور اگر ضرورت سمجھیں تو نجدیوں کی اعانت سے اس کا جواب پیش کریں اگر وہ اس بحث کو طے کر سکے تو پھر دوسری بحث شروع کر دی جائے گی یہ کیا بات ہوئی کہ مناظرہ کا نام لیا اور ٹھنڈے ہو گئے ہمت نہ تھی تو آپ کو پہلے ہی سے خاموش رہنا تھا۔"

[السواد الاعظم مرادآباد، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ، ص ۳،۲]

نقل رجسٹری مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث:

حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مدظلہ العالی

دفتر سیکریٹری آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس امرت سر ۲۳ ربیع الاول ۴۵ھ

بخدمت مولوی محمد نعیم الدین صاحب زاد عنایتہ

سلام علیکم

آپ کا تار بنام جلالۃ الملم ابن سعود اخبار سیاست مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء میں تھا جس میں آپ نے مسائل اختلافیہ میں علماء نجد کے ساتھ مباحثہ کرنے کی درخواست کی ہے اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ نہ علماء نجد یہاں آئیں نہ آپ وہاں جائیں اس لئے آسان صورت یہ ہے کہ یہاں ہی مباحثہ کرلیں۔ علماء نجد کی طرف سے خادم توحید وسنت حاضر ہے اختلافی مسائل کی فہرست پہلے لکھی جائے گی استدلال میں قرآن وحدیث پیش ہوں گے اور تائید میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش ہو سکے گا امید ہے کہ آپ اس صورت کو تسلیم کرلیں گے اور اگر علماء نجد پر ہی اصرار کریں گے تو لوگ کہیں گے۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود

مار گزیدہ مردہ شود

راقم خادم دین اللہ ابوالوفا ثناء اللہ امرت کفاہ اللہ امرتسری ناظم اہلحدیث کانفرنس۔

یکم اکتوبر ۲۶ء

[اخبار الفقیہ امرتسر ۲۸ ر دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶، السواد الاعظم مرادآباد، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ، ص ۴]

نقل رجسٹری حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ

بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ناظم اہلحدیث کانفرنس

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی حبیبہ خاتم النبیین

آپ کی رجسٹری محررہ ۲۳ ربیع الاول ۴۵ھ ۲۳ ر ماہ مبارک بروز شنبہ سہ پہر کو ایسے وقت میں موصول ہوئی کہ رجسٹری روانہ کرنے کا وقت نہ رہا تھا دوسرے دن یکشنبہ تھا جس میں ڈاکخانہ رجسٹری نہیں لیتا۔ آج جواب حاضر کرتا ہوں اخباروں کو جو اطلاع دی گئی تھی اس میں انگریزی کرنے والے نے اعلان کا خلاصہ لکھ دیا ہے میں آپ کے پاس اصل اعلان کا ترجمہ بھیجتا ہوں جو ابن سعود کے پاس بھیجا گیا ہے۔

جناب کا یہ خیال کہ علماء نجد مناظرہ کے لئے نہ آئیں گے ممکن ہے صحیح ہو اور آپ کو ان سے قریب کے سفر میں جو تجربے ہوئے ہیں ان سے نتیجہ نکالنے میں آپ حق بجانب ہوں لیکن میری نسبت یہ حکم کردینا کہ میں بھی نہ جاؤں گا علم غیب کا غلط دعویٰ ہے۔ نجدی مناظرہ کے لئے تیار ہو تو جو مقام مناظرہ مقرر ہو وہاں میں مناظرہ کے لئے حاضر ہونے کے واسطے بے تامل تیار ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ اس اعلان پر نظر ڈالنے کے بعد اگر مسائل مذکورہ اعلان میں مناظرہ کے لئے تیار ہیں اور اطمینان

دلائیں کہ آپ کا قبول وعدول ابن سعود کو مسلم ہوگا اور اگر آپ اس کے افعال کو شرعاً حق ثابت نہ کرسکے تو ابن سعود ان سے باز رہے گا اور جن میں تلافی ممکن ہے ان کی تلافی کرے گا مسائل مذکورہ میں اس کا تسلط حجاز بھی ہے۔ اگر آپ اس کو حق ثابت نہ کرسکے تو ابن سعود اپنا تسلط اٹھالے گا اور اس پر حجت تمام ہوجائے گی ایسی صورت میں آپ سے بھی مناظرہ کے لئے تیار ہوں امید ہے کہ آپ ایسا اطمینان دلانے میں جلدی کریں گے اور مجھے مطلع کریں گے کہ ابن سعود کی جانب سے آپ کی کیا حیثیت ہے۔

محمد نعیم الدین از مرادآباد ۲۶ ربیع الاول ۴۵

[اخبار الفقیہ امرتسر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶]

ثناء اللہ امرت سری کو شیر بیشہ اہل سنت کا جواب:

نجدی کے افعال شنیعہ سے تمام عالم اسلام بے چین ہو رہا ہے اور نجدی نے اس کی معذرت میں یہ کہا ہے کہ یہ افعال اس نے اپنے علماء کے حکم سے کئے اس لئے حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتہم نے نجدی کو اعلان دیا کہ وہ علماء باطل پر ہیں اور اس کے اعتقاد میں حق پر ہوں تو ہم ان سے مناظرہ کے لئے تیار ہیں ہم سے مناظرہ کرلیں اور جب تک مناظرہ ہو نجدی اس قسم کے افعال سے باز رہیں۔ اس پر جناب مولوی ثناء اللہ امرت سری نے ایک رجسٹری حضرت ممدوح کی خدمت میں بھیجی جس میں مناظرہ کی استدعا کی ہے لطف یہ ہے کہ نہ آپ نجدی نے وکیل کیا نہ آپ کے قبول وعدول کو اپنا قبول وعدول مانا نہ آپ کے ہار جانے پر اپنے افعال سے تائب ہونے اور ان کی تلافی کرنے کا قابل اطمینان ذمہ لیا۔ مگر آپ ہیں کہ خود ساختہ وکیل اور مناظرہ بھی کس سے کرنا چاہتے ہیں۔

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

پادرہ متعلقہ بڑودہ کی شرمناک شکست جسے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اور جس مناظرہ کی تحریریں میری اور آپ کی دونوں قلمبند ہیں اب کس ہمت پر مناظرہ کا اعلان کر رہے ہیں جس سے آپ نے مناظرہ کا ارادہ کیا ہے اس کے ایک طالب علم سے بھی آپ کو مجال گفتگو نہیں میں آپ کی خدمت کے لئے پھر حاضر ہوں اگر آپ کو شوق ہو تو آپ اپنے اور ہم مذہبوں کو پشت پر لے لیجئے۔ کیوں کہ آپ تو بذات خود بہت شرمناک شکست کھا چکے ہیں اپنے چھوٹے بڑوں کو ساتھ لے کر کچھ ہوس اور باقی رہ گئی ہو تو نکال لیجئے مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ اپنا ایمان بھی ثابت نہ کرسکیں گے جیسا کہ مناظرہ پادرہ تعلقہ بڑودہ میں نہیں ثابت کرسکے

شئ ثناء اللہ جو مشہور ہے اس کا کیا واقعہ ہے؟

خاکپائے حضرت استاذ العلماء مد ظلہم العالی

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ۔

[الفقیہ: ۱۳/۱۴ اکتوبر ۲۶ء ص ۷، ، السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ، ص ۵]

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مفتی عمر نعیمی کی بحث کا آغاز:

مفتی محمد نعیمی علیہ الرحمہ نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے بحث کا آغاز اس طرح کیا ملاحظہ فرمائیں:

نجدی کا اسلام

میں اپنے صدر مضمون میں آغاز بحث کا عزم ظاہر کر چکا ہوں اس لئے میں سب سے پہلے مسئلہ نجدی اور اس کے ہم مذہبوں کا اسلام بحث کے لئے تجویز کرتا ہوں اس مسئلہ پر متعدد وجوہ سے بحث کی جائے گی۔ ایک بحث آج پیش کرتا ہوں اور یہ نجدی کا اپنے اسلام کے متعلق اپنا تسلیم کیا ہوا فیصلہ ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اعوان وانصار سے مدد لے کر اس کا جواب تحریر فرمائیں اور یہ گفتگو ختم ہو تو میں اسی مسئلہ کے دوسرے وجوہ پیش کروں۔

ابن سعود نجدی اور اس کے ہم عقیدوں کے کارناموں کا ایک منظر:

(۱) ۱۹۱۶ میں بمقام کرپٹ انگریزوں اور ابن سعود کا معاہدہ ہوا اور ۱۹۲۲ کے معاہدہ میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے اس معاہدہ کی رو سے ابن سعود نے یہ چند خاص قیدیں اپنے اوپر عائد کی ہیں۔

۱- یہ کہ اس کے ورثہ جب ہی اس کے جانشین ہو سکتے ہیں جب کہ وہ کسی طرح گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف نہ ہوں۔

۲- ابن سعود کا یہ عہد وعدہ کہ وہ کسی غیر قوم یا سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ سلطنت برطانیہ کی بے اجازت کے نہ کرے گا۔

۳- ابن سعود کا یہ عہد کہ وہ اپنے ممالک یا اس کے کسی حصہ کو حکومت برطانیہ کی رضامندی حاصل کئے بغیر بیچنے رہن کرنے مستاجری یا ٹھیکہ پر دینے کا مجاز نہ ہوگا۔ ابن سعود کا یہ وعدہ کہ وہ ہمیشہ گورنمنٹ کے مشورہ کا بے استثناء اتباع کرے گا۔

(۲) اس معاہدے کے مکمل ہونے کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ابن سعود کو ستارۂ ہند کا خطاب دیا گیا اور سرپرسی کاکس نے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ ان کو دیا یہ تمام واقعات اخباروں میں آچکے ہیں اور اس کے فوٹو بھی کھچے ہوئے موجود ہیں جو وفد خدام الحرمین کی رپورٹ میں بھی وہ فوٹو ہے جس میں ابن سعود اور سرپرسی کاکس اور دوسرے انگریزوں اور ہندوستانی فوج کے سکھ سپاہیوں کے ساتھ ابن

سعود کھڑا ہوا ہے اور مس بیلی بھی موجود ہے۔

(۳) ابن سعود کا بیٹا فیصل نصاریٰ کے علاقوں میں پھر رہا ہے لندن میں اس نے حاضری دی ہے وہاں انگریزوں کے ساتھ خوب مجالست ومخالطت رہی ہے ہوائی جہازوں میں پروازوں کے مزے اڑائے ہیں شاہی دربار میں باریابی کی عزت حاصل کی ہے اور سی ایم جی کا خطاب پایا ہے اور حکومت برطانیہ اور بادشاہ کا عربی زبان میں شکریہ ادا کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ انہیں کی عنایت سے ارض حجاز کی جدید تنظیم عمل میں آئی (خدا کے سوا دوسروں پر اعتماد) چلتے وقت ابن سعود کے فرزند فیصل نے رپورٹ کے نمائندہ سے کہا کہ جس شان کے ساتھ ہر مجسٹی ملک معظم نے میرا خیر مقدم کیا ہے اس کو مدت العمر نہ بھولوں گا۔

(۴) انہی صاحبزادہ نے ملکۂ ہالینڈ کے دربار میں باریابی حاصل کی اور وہاں سے گرانڈ کراس آف آرینج اور ناسر کا نشان اور اعزاز پایا۔ (کافر کے عورت کے دربار میں حاضر ہونا اور آداب شاہی بجالانا)

(۵) پیرس میں پہنچ کر پریذیڈنٹ فرانس کی بارگاہ میں رسائی پائی اور وہاں ان کا شکریہ ادا کیا اور اس قسم کے نجدی اور نجدیوں کے بہت سے احوال بنظر اختصار ترک کیے جاتے ہیں۔

(۶) ہمارے مخاطب جناب مولوی ثناء اللہ صاحب خود اپنے طریقہ عمل اور کفار کے ساتھ اختلاط اور ان کے احترام وتکریم تائید وموافقت کو بھی یاد فرمائیں۔

(۷) مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ وہ دو نصرانیوں کے دیار میں رہتے ہیں۔

اب دریافت طلب یہ ہے کہ جن صاحبوں کے یہ احوال ہوں وہ خاص نجدی مذہب میں بھی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔ اور نجدی دین پر بھی ان کا اسلام ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:

نجدی مذہب کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند کتاب مجموعۃ التوحید ہے جس میں محمد عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید بھی داخل ہے اس مجموعہ کو خود ابن سعود نجدی نے بھی دو سال ہوئے کہ مکہ مکرمہ میں چھپوایا ہے۔ نجدیوں اور وہابیوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا حجت ہو سکتی ہے اسی کتاب سے نجدیوں کے مذکورہ بالا احوال کا حکم معلوم کیجئے۔

مجموعۃ التوحید ص ۵۲ رسالہ محمد بن عبدالوہاب جس میں مسائل جاہلیت یعنی کفر قدیم کے مسائل کے شمار میں نمبر ۱۲۱ میں کفر اور کافروں کی دوستی شمار کی ہے۔

اصل عبارت یہ ہے۔

ان اللّٰہ افترض علی المومنین عداوۃ المشرکین من الکفار والمنافقین

(اللہ تعالیٰ نے مومنین پر مشرکین اور کفار کی عداوت فرض کردی)

الحاد والعشرون بعدالمائة مروتهم الكفروالكافرين، مجموعة التوحيد ص ۸۱

رسالہ اوثق عزی الایمان،

اسی صفحہ میں ہے:

قال بعض المفسرين انهوان يوالوالكافرين بقرابته بينهم اوصداقته قبل الاسلام

اوغيرذلك من الاسباب التى بتصادق بهاويتعاشر،

(یعنی بعض مفسرین نے کہا کہ رشتہ داری اور اسلام سے پہلے کی دوستی اور اس کے علاوہ دوستی اور معاشرت کے اور اسباب کے باعث کفار سے موالات کی ممانعت کی گئی ہے)

اسی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں ہے۔

نفى سبحانه وتعالىٰ الايمان عمن هٰذاشانه ولو كانت مروته ومحبته ومناصحته

لابيه واخيه وابنه ونحوهم فضلاعن غيرهم

(اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو خارج از ایمان بتایا جو دشمنان خدا و رسول سے دوستی کرنی چاہے وہ دوستی ومحبت وخیر خواہی اپنے باپ بیٹے بھائی وغیرہ ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو چہ جائیکہ غیر کے ساتھ)

اسی بیان میں لکھا ہے:

من لات لهم دواة اوبرى لهم قلما اوناولهم قرطاسادخل فى هذا

(یعنی جس شخص نے فساق اور فجار کے لئے دوات تیار کی یا قلم بنایا یا انہیں کاغذ دیا وہ اس وعید میں داخل ہے)

اسی صفحہ میں ہے:

ومصاحبتهم ومجالستهم وزيارتهم ومداهنتهم ورضاء باعمالهم والتشبه بهم

والتزى بزيهم ومدالعين الى زهرتهم وذكرهمانيه تعظيم لهم

(امور ممنوعہ میں سے فجار کفار کی صحبت وہم نشینی ان کی زیارت اور ان کے ساتھ نرمی ان کے اعمال کے ساتھ رضامندی ان کے ساتھ تشبہ ان کا فیشن (مثل تمغہ اسٹار آف انڈیا) ان کی زیب و زینت کی طرف نظر ڈالنا اسی طرح ان کا ذکر کرنا کہ اس میں ان کی تعظیم نکلے یہ سب ممنوع ہیں)

اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ میں ہے:

قدنهى الله سبحانه عن موالات الكفار و شدد فى ذلك و اخبران من تولهم

فهومنهم و كذالك جاء ت الاحاديث عن النبى ﷺ واخبرالنبى ان من احب

قوماحشرمنهم

(اللہ تعالیٰ نے کفار کی دوستی کی ممانعت فرمائی اور اس میں تاکید کی اور خبر دی کہ جو انہیں دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے ایسے ہی نبی ﷺ کی احادیث آئیں اور آپ نے خبر دی کہ جو کسی قوم کو دوست رکھے گا انہی کے ساتھ حشر کیا جائے گا)

اس کے بعد بیس چیزیں ایسی شمار کی ہیں جن کو غضب الٰہی کا موجب اور عذاب الٰہی کا موجب اور عذاب نار کی وعید کا سبب بتایا ہے ان میں سے چند نمبر پیش کرتا ہوں:

الرابع مداهنتهم ومدارتهم الخامس طاعتهم فيمايقولون وفيمايشيرون السابع مشاورتهم في الامور العاشرمجالستهم ومنارتهم والدخول عليهم الحادي عشر البشاشة لهم والطلاقته السادس عشراتباع اهوايه السابع عشرمصاحبتهم ومعاشرتهم الثامن عشرالرضاباعمالهم والشبه بهم والتزي بريهم التاسع عشرذكرمافيه تنظيم كشيتهم سادات وحكماكمايقال للطواغيت السيدفلان اويقال لمن يدعي العلم الطب الحكيم العشرون السكني معهم في ديارهم۔

(۴) ان کے ساتھ نرمی اور مدارات (۵) ان کا کہنا ماننا ان کے مشوروں کی اطاعت کرنا، (۷) ان سے امور میں مشورے لینا (۱۰) ان کی ہم نشینی اور زیارت ان کے پاس جانا (۱۱) ان کے لئے خوش دلی اور کشادہ روئی (۱۶) ان کی مرضی ماننا (۱۷) ان کے ساتھ ہم نشینی اور معاشرت (۱۸) ان کے کاموں پر رضامندی اور ان کے ساتھ تشبہ اور ان کا فیشن اختیار کرنا۔

(۱۹) ان کا ایسا ذکر جس میں تعظیم نکلے جیسے انہیں سر اور ڈاکٹر کہنا جیسے طواغیت کو سید فلاں کہا جاتا ہے یا جس طرح علم طب کے مدعی کو ڈاکٹر کہتے ہیں (۲۰) ان کے ساتھ ان کے شہروں میں رہنا)

سردست اتنے ہی حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب اور تمام وہابی نجدی صاحبان بنظر انصاف دیکھیں اور غور فرمائیں کہ نجدی اور اس کے متبعین خود اپنے مسلم فیصلہ سے بے دین خارج از ایمان ثابت ہوئے اور ان کی کتاب نے انہیں کافر مرتد جہنمی مستحق عذاب الیم قرار دیا اور جتنے وہابی نجدی نصاریٰ کے شہروں میں ان کے ساتھ سکونت رکھتے ہیں نجدی کے مذکورہ بالا احوال پر ان کی کتاب کے احکام کو منطبق کیجئے

میری التجا

مولوی ثناء اللہ صاحب غصہ سے نہیں انصاف سے کام لیں اور اگر گالیوں کی بجائے ممکن ہو سکے تو جواب دیں میں منتظر ہوں۔

اپنے سایہ سے کہیں آپ ہی جائے نہ جھجک
او پری وش تو ادھر ناز سے آتا کیا ہے

چٹکیوں ہی میں اڑا دوں ترا جو بن تو سہی
او بت پردہ نشیں تو مجھے سمجھا کیا ہے

[الفقیہ: ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶، ۷
السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ، ص ۲۶]

اھل سنت کی فتح مبین:

مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں:

''گزشتہ ایام میں فخر الاماثل صدر الافاضل... ملاذ الفضلا استاذ العلما حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی نے ابن سعود نجدی کو مناظرہ کا اعلان دیا تھا نجدی تو کیا جواب دیتا مگر اس کے حامیوں میں سے جناب مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے حضرت موصوف کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی جس میں تحریری مناظرہ کی آمادگی ظاہر کی اور نجدی کے وحشیانہ وظالمانہ وملحدانہ افعال کو فراموش کر کے مسائل زیر بحث کچھ اور ہی تجویز فرمانے کی رائے ظاہر فرمائی ان کی رجسٹری کا جواب حضرت ممدوح نے فوراً دیا جس کا محصل یہ تھا اگر آپ کو نجدی کی قائم مقامی حاصل ہے تو میں مناظرے کے لئے تیار ہوں۔

ایک جواب برادر عزیز مولانا ابو الفتح مولوی حافظ حشمت علی خاں صاحب کی جانب سے گیا کہ میں گفتگو کے لئے تیار ہوں مگر صدائے برنخاست پھر ابو الوفا صاحب کو جواب کی ہمت نہ ہوئی اور وہ آمادگی سرد ہو کر رہ گئی ہے میں نے یہ دیکھ کر بحث کا آغاز کر دیا اور اس کے نجدی و ہندوستانی ہم عقیدوں کا کفر انہیں کے مسلمات اور خود ابن سعود نجدی کی چھاپی ہوئی کتاب مجموعۃ التوحید سے ثابت کر دیا۔ اور صراحت کے ساتھ دکھا دیا کہ نجدی اپنے عقیدہ اور مذہب کی رو سے خود بھی خارج از اسلام ہے۔ اور اس کے متبعین بھی اس کے خنجر تکفیر کے بسمل ہیں۔

یہ وہ مضمون تھا جس نے نجدی مذہب کی آبرو پر پانی پھیر دیا ہر نجدی عقیدہ والے کا فرض تھا کہ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی ذات اور اپنے نجدی طاغوت کو اپنی کتاب سے تو مسلمان ثابت کرتا اور جو شرک خود ان کی کتاب نے ان پر ثابت کیا ہے اس سے خلاص کی کوئی راہ نکالتا۔ مگر تمام ہندوستان کے وہابی ششدر ہیں اور وہابستان شہر خموشاں بنا ہوا ہے۔ کسی میں جرات نہیں ہے کہ دم مار سکے یا لب ہلا سکے۔

الحمد للہ۔ یہ حق کی فتح مبین اور وہابیہ نجدیہ کی سخت رسوائی ہے کذالك العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون

افسوس ضد اور ہٹ اس قدر وضوح حق کے بعد بھی باقی ہے اب بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اب بھی رجوع و انابت کے لئے بارگاہ الٰہی میں سر نہیں جھکا سکتے۔ اب تک اسی باطل کی حمایت باقی ہے جس نے تمام

عالم پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا ہے اور جس کے اس حکم عام سے خود بھی نہیں بچ سکتے۔"

[السواد الاعظم مراد آباد، جمادی الاخری، ۱۳۴۵ھ ص ۹]

والی نجد اور نجدی ایجنٹوں کا مناظرہ سے سکوت:

والی نجد اور نجدی حواریوں میں سے کوئی بھی صدر الافاضل کے مقابلہ میں نہیں آیا جس کے تعلق سے تفصیل سے مفتی عمر نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"جن ایام میں کہ نجدیوں نے سرزمین حجاز میں مزارات کی بے حرمتی کا طوفان برپا کر رکھا تھا اور صحابہ کرام و بزرگان دین کے مزارات کے ساتھ وہ بے حرمتی کر رہے تھے۔

قبے گراتے تھے قبریں توڑتے تھے مسجدیں ڈھاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بے ادبیاں کرتے تھے۔

اس زمانہ میں حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی نے نجدی کو مناظرہ کی دعوت دی تھی اور ابن سعود والی نجد کو تحریک کی گئی تھی کہ اگر ان کا خیال یہ ہے کہ قبروں کا توڑنا اور گنبدوں کا گرانا اور اس قسم کے افعال جو نجدی کر رہے ہیں جائز اور موافق شرع ہیں اور شریعت اسلامیہ سے ان کا کوئی ثبوت مل سکتا ہے تو وہ اپنے ملک اور عقیدے کے علما کو جمع کر کے مجھے حجاز میں طلب کر لیں۔ اور اپنے سامنے مناظرہ کرالیں۔ اگر اس مناظرہ میں وہ علما ان افعال کا کوئی ثبوت دے سکیں تو نجدیوں کے لئے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کے واسطے ایک عذر مل جائے گا۔ اور اگر وہ علما ان امور کو جائز ثابت نہ کر سکیں اور عاجز رہیں تو پھر حکومت نجد کو ان حرکات سے باز آنا چاہئے۔

یہ تحریک نہایت ہی معقول تھی اور اس مناظرہ کا مطالبہ بالکل بجا تھا۔ بلکہ حکومت نجد کے لئے ضروری تھا کہ وہ ایک ایسی مجلس مناظرہ منعقد کرتی جس سے یا تو اس کو ہی معلوم ہو جاتا کہ مزارات کے ساتھ اس قسم کا طرز عمل شریعت میں جائز نہیں۔ تو وہ اس سے باز آتی اور دنیائے اسلام میں اس کی طرف جو ناگواری و نفرت پیدا ہوئی وہ نہ ہوتی اور اگر بالفرض وہ یہ ثابت کر سکتے کہ شریعت کا یہی حکم ہے تو پھر دنیا اس کے افعال پر معترض نہ ہوتی۔ لیکن حکومت نجد نے اس کی طرف التفات نہ کیا مگر مولوی ثناء اللہ امرت سری نے اپنی شہرت کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت صدر الافاضل مدظلہ کے مقابل اس بحث پر مناظرہ کی آمادگی کا اظہار کیا اس کے اعلان چھاپے۔

حضرت صدر الافاضل مدظلہ کی طرف سے بھی اس کا جواب دیا گیا اور یہ بھی منظور فرما لیا گیا کہ اگر علمائے نجد اس مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوں آپ ہوں آپ ہی سہی لیکن والی نجد سے آپ اجازت حاصل کریں تاکہ اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ مزارات کے متعلق نجدیوں کے افعال شرعاً ناجائز ہیں اور آپ تسلیم کر لیں تو وہ اس پر پابند ہو سکیں۔ اور مناظرہ نتیجہ خیز ہو۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب سکوت میں آ گئے پھر حضرت صدر الافاضل

مدظلہ کے تلامذہ نے ہر طرف سے انہیں گھیرا اور بغیر کسی شرط کے مناظرہ کے لئے بلایا گیا مگر آپ نے جودم سادھا ہے تو آج تک خبر نہ لی۔

یہ بھی دکھایا گیا کہ نجدی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرت سری کو کافر گمراہ خارج از اسلام کہتے ہیں اس پر بھی دم نہ مارا چون وچرانہ کی وہ تمام جذبہ مناظرہ سرد ہوگیا۔ یہ اعلان السواد الاعظم وغیرہ میں چھپتے رہے مگر مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرت سری کو آج تک جرات نہ ہوئی۔" (از مدیر)

[السواد الاعظم مراد آباد، ربیع الآخر وجمادی الاولی ۱۳۵۲ھ ص ۹،۸]

مولانا غلام احمد اخگر کا نجدیوں کو چیلنج مناظرہ:

اسی سلسلے میں مولانا غلام احمد اخگر صاحب نے بھی نجدیوں کو چیلنج مناظرہ دیا جس کے جواب میں سرغنۂ جماعت اہل حدیث ایڈیٹر اخبار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک خط مولانا غلام اخگر صاحب کو مناظرہ کی منظوری کے حوالے سے لکھا۔ جو مولانا اخگر صاحب کے تبصرہ اور جواب کے ساتھ الفقیہ میں شائع ہوا ملاحظہ کریں۔ مولانا غلام احمد اخگر صاحب لکھتے ہیں:

"قارئین کرام گزشتہ اشاعت میں ہمارا مضمون مطالعہ فرما چکے ہیں۔ جس میں ہم نے شیطانی پٹھوؤں یعنی نجدی ایجنٹوں اور دلالوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اس مضمون کے مطالعہ سے ہمارے امرت سری دوست مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب سردار اہل حدیث اڈیٹر اخبار اہل حدیث متاثر ہوئے اور فوراً ہمیں ایک خط لکھا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمارے مضمون کو پڑھا ہی نہیں۔ اور اگر پڑھا ہے تو ہمارے مضمون کی پرواہی نہیں کی۔ بلکہ مدنظر یہ امر رکھ لیا ہے کہ چلو کون مناظرہ کرتا ہے اور کس نے کیا۔ سردست اپنی جماعت میں شہرت ہو جائے گی اور نام پیدا ہو جائے گا کہ ہمارے سردار نے مناظرہ کے لئے آمادگی ظاہر کی بہر حال آپ کا خط یہ ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرت سری کا خط:

"اخبار الفقیہ امرت سر مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء نے مباحثہ کا اعلان کیا ہے اس کی منظوری دینا سب سے مقدم میں اپنا فرض جانتا ہوں اس لئے منظور رسال ہے مضمون مباحثہ انہوں نے تجویز کیا ہے:

(۱) کیا محمد بن عبدالوہاب قرن الشیطان اول اور موجودہ نجدی حکمران قرن الشیطان ثانی ہے۔ ثبوت بذمہ ہمارے (الفقیہ کے) ہوگا۔

(۲) کیا مساجد اور قبوں کی تعمیر یا موجودگی خلاف شرع ہے؟

(۳) کیا منہدم شدہ مساجد وقبوں میں افعال مشرکانہ ہوتے تھے؟

(۴) اگر مساجد اور قبہائے منہدم شدہ میں افعال مشرکانہ ہوتے تھے تو ان افعال کے سبب ضروری تھا کہ مساجد اور قبے گرا دیے جائیں؟ کیا ممانعت کافی نہ تھی؟ (آخری امور ثلاثہ کا بار ثبوت بذمہ نجدیاں)

بڑی فیاضی سے یہ بھی لکھا ہے کہ اس مباحثہ میں ہم شیاطین نجد کے پٹھوں کے سامنے مولوی دیدار علی مولوی حامد رضا خاں مولوی نعیم الدین صاحبان کو پیش نہیں کریں گے جن سے یہ لوگ ڈرتے ہیں۔ ممکن بلکہ غالب ہے کہ اس مباحثہ کے لئے بہت سے اصحاب انھیں گے مگر میں بحیثیت امرت سری ہونے کے حق مقدم رکھتا ہوں بس ایڈیٹر صاحب الفقیہ سن لیں کہ اس میں اس بحث پر بتفصیل ذیل بحث کرنے کو تیار ہوں۔

(۱) اس بحث کی ذمہ دار حزب الاحناف لاہور ہوگی۔

(۲) یہ بحث تحریری ہوگی

(۳) اس بحث کے انتظام کے لئے ایک منتظم صدر اور فیصلہ کن منصف مسلمہ فریقین مقرر ہوگا۔

نوٹ: یہ صدارت کے لئے مولوی فضل الرحمٰن صاحب وکیل لاہور اور فیصلہ کے لئے علمائے دیو بند میں سے کوئی صاحب میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ہمارے ذمہ جو تنقیح ڈالی گئی ہے اس کے متعلق صرف اتنی عرض ہے کہ دراصل جھگڑا قبروں اور قبوں کا ہے مساجد کی چپپی تو یار لوگوں نے مسلمانوں کو بھڑکانے کے لئے لگائی ہے۔ اس لئے بحث صرف قبوں پر ہوگی۔ اور اگر آپ خواہ مخواہ مساجد کو زیر بحث لائیں گے تو ہم اس وقت جو چاہیں جواب دیں گے۔

ہاں یاد رہے کہ آپ ہم پر اتنے مہربانی نہ کیجئے کہ ہمارے ڈرنے کے لحاظ سے ان اصحاب ثلاثہ کو پیش نہ کریں۔ بڑی خوشی سے کریں جب کہ میں مولوی حامد رضا خان صاحب کے والد مرحوم سے گفتگو کر کے مسرور ہو چکا ہوں تو ان سے کیوں خائف ہوں گا۔ اس لئے آپ انہیں اصحاب کو پیش کریں بلکہ ہم بزور کہیں گے کہ انہیں کو کریں ورنہ بدگمانوں کو یہ کہنے کا موقع ملے گا۔

خو سوے ما ندید و حیا را بہانہ ساخت

(ابوالوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث)

جواب خط:

میں جواب میں لف ونشر غیر مرتب رکھنے پر مجبور ہوں اس لئے سب سے آخری بات کا جواب پہلے عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ سنئے

آپ نے میرے الفاظ میں خیانت کی ہے یا مفہوم بگاڑا ہے میں نے یہ نہیں لکھا کہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب و مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب و مولانا مولوی نعیم الدین صاحب سے

کوئی ڈراتا ہے بلکہ میرے الفاظ یہ ہیں

کیوں کہ ان کا نام سنتے ہی خلافیوں کے کلیجہ میں درد اٹھتا ہے۔

کلیجہ میں درد اٹھنا یہ محاورہ ڈرنے کے لئے کہیں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ڈرنے کے لئے اور محاورات ہیں تعجب ہے کہ ۲۰:۲۲ سال سے آپ اخبار کی ایڈیٹری کررہے ہیں اور سارا ہندوستان چھان مارا ہے مگر ابھی تک یہ معمولی بات آپ نہیں سمجھ سکے مطلب ہماری تحریر کا یہ ہے کہ خلافیوں کو ان کا سن کر رنج آتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہمارا مضمون دراصل شیاطین نجد کے لاہوری ایجنٹ کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایجنٹ مذکور تو خدائے عزوجل احکم الحاکمین قادر و ذوالجلال سے نہیں ڈرتا رسول کریم ﷺ سے نہیں ڈرتا دنیاوی طاقت سلطنت کی ہوتی ہے وہ سلطنت سے نہیں ڈرتا سلطنت کے قانون سے نہیں ڈرتا تو بھلا ان مولوی صاحبان سے وہ کیوں ڈرتا جن کے ہاتھ کوئی طاقت نہیں۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ آپ اعلیٰ حضرت مجدد ماۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کرکے مسرور ہو چکے ہیں واقعی اس سرور سے تو آپ تادم زیست محظوظ رہیں گے مگر اس کی تفصیل آپ نے نہیں بتائی پبلک کو کیسے معلوم ہو کہ اس سرور کی اصلیت کیا ہے مگر ہم اپنے ناظرین کو ایڈیٹر صاحب کے سرور کی کیفیت سے آگاہ کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کو ایک دفعہ بریلی اسٹیشن پر اترنے کا اتفاق ہوا دوسری گاڑی کے آنے میں بہت وقت باقی تھا اس لئے ان کو خیال ہوا کہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملنے جائیں چنانچہ ان کے مکان پر پہنچے دل میں پہلے ہی سے یہ ٹھان لی کہ علم غیب کے متعلق سوال کروں اور یہ بھی رائے قائم کرلی کہ وہ ثبوت میں یہ آیت پیش فرمائیں گے:

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

اس پر دل ہی دل میں بحث کا ایک پہلو قائم کرلیا۔

ملاقات ہوئی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خیریت نام مکان دریافت کئے تعارف ہو گیا اس کے بعد یہ مکالمہ ہوا۔

مولوی ثناء اللہ: مشہور ہے کہ آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے قائل ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

اعلیٰ حضرت: جی ہاں صحیح ہے۔

مولوی ثناء اللہ: آپ کے پاس اس پر کون سی دلیل ہے؟

اعلیٰ حضرت: آیت قرآنی ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

مولوی ثناء اللہ: اس میں استثناء کیسا ہے؟

اعلیٰ حضرت: استثناء کیسا اس میں تو الا حرف استثناء نہیں۔

مولوی صاحب میں آپ کا نام سنا کرتا تھا میرا خیال تھا کہ آپ شاید کچھ لکھے پڑھے ہوں گے مگر اب

معلوم ہوا کہ آپ کچھ نہیں پڑھے پہلے کہیں پڑھ آیئے پھر بات کرنا۔

مولوی صاحب حیران تھے کہ کیا ہو گیا آیت سن کر یہ خیال نہ رہا کہ وہ آیت نہیں جس کا دل نے تصور باندھا تھا ششدر رہ گئے۔

اس کے بعد جناب مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب جو ان دنوں ابھی طالب علمی کی حیثیت میں تھے کتاب مطول لے آئے اور ایک مقام نکال کر مولوی صاحب کے سامنے پیش کیا اور درخواست کی کہ ذرا اس کا مطلب سمجھا دیجئے مگر مولوی صاحب کے حواس ہی قائم نہ تھے کیا سمجھاتے وہاں سے چل دیئے۔ ہر چند اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کھانے کی دعوت دیتے رہے مگر چونکہ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کتاب کو ہاتھ سے نہیں رکھتے تھے۔ آخر چلے آئے مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب نے دروازہ کے باہر تک پیچھا نہ چھوڑا یہ ان کے سرور قلب محزون یا بالفاظ صحیح حزن قلب مسرور کی کیفیت۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب بقیہ جواب سنئے۔ آپ کہتے ہیں کہ اس بحث کی ذمہ دار حزب الاحناف ہوگی یہ کیوں؟ کیا حزب الاحناف نے آپ کو چیلنج دیا یا حزب الاحناف کے حکم سے ہم نے شیطانی دلالوں کو چیلنج دیا۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ بحث نہ کریں گے اور نہ کر سکتے ہیں صرف آپ کی جماعت اس سے ذرا بغلیں بجانے لگ جائے گی ورنہ حزب الاحناف کا نام لینے کی کون سی ضرورت پڑی؟

اگر اس خیال سے آپ نے حزب الاحناف کا نام لکھ دیا ہے کہ وہ شیاطین نجد کے مخالف ہیں تو اسی ایک انجمن پر کیا منحصر ہے بمبئی کراچی دہلی بریلی بدایوں اور دیگر مقامات کی انجمنیں ذریت شیخ نجدی کی مخالف ہیں تو کل کو آپ یہ کہہ دیں گے کہ فلاں انجمن ذمہ دار ہو۔ مولوی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق دراصل یہ بھاگنے کا راستہ پہلے ہی تجویز کر لیا ہے مگر دنیا میں ان کے دام افتادوں کی طرح سب آمنا صدقنا کہنے والے ہی تو نہیں آخر دنیا عقلمندوں سے ابھی خالی نہیں ہوئی۔

ہاں اگر مولوی صاحب کو ضرور حزب الاحناف ہی کہ ذمہ داری پر کام کرنا ہے تو انجمن میں درخواست بھیج دیں وہ شاید ان سے مباحثہ منظور کر لیں۔

مگر ہمارا خیال ہے کہ انجمن منظور نہیں کرے گی کیوں کہ انجمن آپ کو اس قابل ہی نہیں سمجھتی کہ آپ سے تخاطب کرے کیوں کہ اول تو آپ اس ملک کے تمام غیر مقلدین کے نزدیک مسلم اہل حدیث نہیں۔ بلکہ خاندان غزنویہ اور اکثر اکابر علما آپ کو اہل حدیث سے خارج سمجھتے ہیں۔ دوسرا آج تک نجدیوں سے آپ اپنی بے تعلقی ظاہر کرتے رہے اگر چہ حنفی یہ کہتے تھے اور صحیح کہتے تھے کہ ہندوستانی وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں اور اول الوہابین فی الہند مولوی اسمٰعیل دہلوی نے نجدی تعلیم ہی کو ہندوستان میں پھیلایا تو تمام وہابی مقلد اور غیر مقلد اس سے انکار کرتے تھے کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں مگر اب انہوں نے جب دیکھا کہ مردہ ہارنے لگے اور اب اس کی حمایت پر اتر آ

اس کے بعد مولوی صاحب صدر منتظم اور صدر فیصلہ کنندہ کی شرط پیش کرتے ہیں اور منتظم صدر کے عہدہ کے لئے مولوی فضل الرحمن صاحب کا اسم گرامی بھی پیش کر دیا اگر مولوی صاحب نے ہمارے مضمون کو پڑھا ہے تو انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ مناظروں نجدیوں سے ہے مقام مناظرہ مکہ معظمہ یا مصر تجویز کیا گیا ہے نجدیوں کے ہندوستانی ایجنٹوں سے صرف یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے آقا اور ولی نعمت مردود قرن الشیطان سے خط وکتابت کر کے منظوری حاصل کریں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی صاحب کیوں بے وقت کی راگنی الاپ رہے ہیں۔

ہم اپنے مکرم دوست مولوی ثناء اللہ صاحب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ حواس کو بجا کر ہمارے مضمون کو پھر سے پڑھ جائیں پھر اگر اس میں لاہور یا امرت سر مقام مناظرہ پائیں تو یہی بے سراراگ دوبارہ الاپیں ورنہ خاموش ہو کر کنج عافیت میں بیٹھ جائیں

مساجد کی نسبت آپ کا یہ کہنا کہ یہ یار لوگوں کے مسلمانوں کے بھڑکانے کو نکالی ہے نہ صرف غلط بلکہ صریح کذب ہے۔

جناب عالی اب تک تو قبوں اور مزارات کے انہدام سے بھی انکار تھا۔ لیکن چونکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہیں اب اس کا اخفا ممکن نہ تھا اس لئے اب شیطانی ایجنٹوں نے شرعی پہلو لے لیا۔ بالآخر ہم مولوی صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر واقعی آپ نے محض شہرت حاصل کرنے کے لئے قلم نہیں اٹھایا اور درحقیقت آپ بحیثیت مناظرہ پیش ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے پہلے مضمون کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد مردود ازلی ومقہور بارگاہ لم یزلی ابن سعود نجدی سے خط وکتابت کریں۔ ہم بڑے خوش ہوں گے اگر شیخ نجدی مذکور آپ ہی کو مناظر تسلیم کر کے پیش کرے۔ جب شیخ نجدی مردود اس کی منظوری دے دے گا اور آپ کو وکیل یا مناظر کا عہدہ تفویض کر دے گا تو آپ سے یا تو یہاں شرائط کر لی جائیں گے یا مقام مناظرہ پر پہنچ کر فیصلہ کیا جائے گا فقط۔"

[الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۲،۳]

مولانا ابو المحامد کی مولوی ثناء اللہ کے نام کھلی چٹھی:

مولوی ثناء اللہ امرت سری کی انہدام قبہ جات وغیرہ سے متعلق شرپسندانہ سرگرمیوں کے خلاف علمائے اہل سنت کی تردیدی کاروائیوں کا سلسلہ طول پکڑ چکا تھا اسی سلسلہ کی ایک کڑی مولانا ابو المحامد احمد علی اعظم گڑھی، کی مولوی ثناء اللہ امرت سری کے نام درج ذیل کھلی چٹھی بھی ہے۔ ملاحظہ کریں:

"کھلی چٹھی بنام مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب وسردار ایڈیٹر اخبار اہل حدیث

گزارش ہے

حرمت وشرک بنائے قباب علی القبور میں اخباروں کے کالم اور رسالوں کے اوراق اور صفحات سیاہ کر ڈالے۔ اور گنبد خضرا رسول اکرم فداہ امی وابی ﷺ کا وجود باجود باقی رکھنا خلاف شرع قرار دیا۔ اور ہمارے دیسی سید صاحب نے تو کمال ہی کر دیا کہ بپاس خاطر قرن الشیطان ابن سعود نامبارک و مسعود نشہ نجدیت میں تمام مقامات مقدسہ اور ماثر متبرکہ کو فرضی اور مشتبہ اور مشکوک تک لکھ مارا۔ اور یہی حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ ماثر اسلام کا گرانا سومنات کا گرانا ہے۔ ابن سعود نے ماثر اسلام مٹا کر شرک مٹا دیا۔

اور جناب کے بزرگ مسٹر ظفر علی خاں صاحب بہادر نے خواجہ حسن نظامی دہلوی کے جواب میں یوں درفشانی فرمائی کہ کیا بت خانے پھر بنائے جائیں گے۔ اور اب خود ہی بنفس نفیس ارض مقدس سے تار روانہ فرماتے ہیں۔ اور خلافت اخبار بڑے فخر اور مباہات کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ مولد النبی ﷺ اور مسجد ابو قبیس کی تعمیر ہو رہی ہے۔

اب حضور سے بکمال ادب دریافت طلب یہ امر ہے کہ قرن الشیطان ابن سعود نا مسعود قرآن وحدیث کے کس حکم کے تحت یہ کھلا شرک کر رہا ہے۔ اور حضور دیدہ ودانستہ باوجود سردار اہل حدیث ہونے کے اب تک اپنے اخبار میں اس مشرک اکبر کی شان میں برابر ایدہ اللہ بنصرہ لکھا کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے فراہمی چندہ کی شبانہ روز سعی اور کوشش کیا کرتے ہیں۔ اور حضور نے مدعی عامل بالحدیث والقرآن ہو کر آیت شریف ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ کو یہاں کیوں پس پشت ڈال دیا۔ تو اس شرک اکبر کے حق میں تائیدی دعا کرنے اور معاونت علی الاثم کے باعث حضور مع اپنے اتباع اور مسٹر ظفر علی خاں اور قرن الشیطان ابن سعود نا مسعود مشرک اکبر ہیں یا نہیں؟

اگر جواب نفی میں ہو تو براہ کرم نوازش۔ اس کے ساتھ کسی صریح حدیث کا حوالہ بھی ضرور مرحمت ہو۔

میں جواب کا منتظر ہوں فقط۔

ابو الحامد احمد علی سنی حنفی مئوی اعظم گڑھی۔"

[الفقیہ: ۲۸ رجنوری ۱۹۲۶ء ص ۳]

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کو دعوت مناظرہ:

نجدیوں کی خلاف انسانیت حرکات کو درست قرار دے کر، مساجد و ماثر متبرکہ و مقابر مقدسہ کی بے حرمتی و انہدام کو جائز ٹھہرا کر، اہل حجاز کے جان ومال عزت وآبرو کے ساتھ کھلواڑ کو موافق شرع بتا کر نجدی سرغنہ ابن سعود سے وظیفہ پانے والوں میں ایک نام مجلس خلافت لدھیانہ کے صدر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کا بھی آتا ہے۔ جن کی شر پسندی بھی زوروں پر تھی۔ جس سے تنگ آ کر آخر کار مولانا بہاء الحق امرت سری نے تحریر مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ ملاحظہ کر

''مولوی حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس خلافت لدھیانہ آئے دن پبلک سٹیج پر ابن سعود نجدی کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ اور آپ اس کے وجود کو حجاز اور جزیرۃ العرب کے لئے نعمت عظمٰی خیال کرتے ہیں۔ نیز آپ کو اپنے اس عقیدہ کی پختگی اور استواری کا مبالغہ کی حد تک دعویٰ ہے۔ اس لئے میں احقاق حق اور ابطال باطل کی غرض ونیت سے مولوی صاحب کو تحریری مناظرہ کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو بر بنائے شواہد وواقعات وحالات مندرجہ رپورٹ خدام الحرمین وجمعیت خلافت ہند ثابت کر دکھائیں۔ برخلاف اس کے میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ثابت کروں گا کہ ابن سعود اس بات کا قطعاً اہل نہیں ہے کہ اسے ارض مقدس کا امیر یا باصطلاح جدید ملک الحجاز تسلیم کیا جائے۔

مابہ النزاع امور جن پر فریقین کی طرف سے اثباتاً ونفیاً براہین ودلائل پیش کئے جائیں گے حسب ذیل ہیں:

(۱) عبدالعزیز ابن سعود شریف حسین کی طرح انگریزوں کا غلام اور پٹھو ہے۔

(۲) کیا اس نے عالم اسلام سے یہ حلفی وعدہ نہیں کیا کہ حجاز میرے ہاتھ میں امانت ہے اور پھر ملک الحجاز ہونے کا اعلان کر کے وعدہ خلافی کا مرتکب ہوا۔

(۳) کیا مساجد وقبور صحابہ ائمہ وصالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بے عزتی اور بے حرمتی باوجود اس حتمی وعدہ کے کہ ان کا احترام کیا جائے گا روا نہیں رکھی گئی۔

(۴) اہل نجد کا جن میں ان کے ذمہ دار علماء وشیوخ بھی داخل ہیں عقائد میں غلو وتشدد اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ وہ اپنے سوا سب کو مشرک وکافر جانتے ہیں۔

التماس:

مقام مناظرہ تاریخ اور ثالث وغیرہ کا قبول دعوت مناظرہ کے بعد ہو سکتا ہے۔ مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ جس غیر ذمہ دارانہ طریقہ پر مولوی صاحب موصوف اس وقت تک حمایت ابن سعود میں تقاریر فرماتے رہے ہیں وہ بجائے فائدہ کے عامۃ المسلمین کے لئے مضرت رساں ہے۔

البتہ اہل حق وارباب بصیرت ہماری تحریرات سے حق وباطل کا فیصلہ بآسانی فرماسکیں گے۔ اس لئے امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب اپنی معتاد طرز روش چھوڑ کر ایسا انداز اسلوب اختیار کریں گے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید وفیصلہ کن ہوسکے۔ وما علینا الا البلاغ۔

منتظر جواب۔ محمد بہاء الحق قاسمی امرتسری عفا اللہ عنہ حال وارد لودیانہ۔

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر نومبر ۲۶ء ص ۸]

قبہ شکنوں نجدیوں کے نام مولانا ابوالمحامد کا کھلا اعلان:

مولانا ابوالمحامد احمد علی اعظم گڑھی نے تمام ذریت ابن سعود اور وہابیان ہند کے نام ''اطلاع عام اور مبلغ دس روپیہ فی قبر انعام'' کے عنوان سے ایک اعلان بھی عام کیا۔ جس میں قبہ جات کے انہدام پر ایک بھی ثبوت شرعی پیش کرنے پر انعام دیے جانے کی بات کہی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اس اشتہار کے ذریعہ سے تمام دنیا کے غیر مقلدین وہابی گورکنوں قبہ شکنوں نجدی پرستوں بخاری کے پجاریوں کو عموماً اور شیر پنجاب حاجی بابا مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث امرت سر اور مولوی ابوالقاسم بناری اور مولوی محمد ایڈیٹر اخبار محمدی دہلوی اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی کو خصوصاً مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی غیر مقلد وہابی نجدی چھ مہینہ کے اندر نص صریح صحیح حدیث متفق علیہ سے بقید نام کتاب و نام مطبع و نشان صفحہ یہ ثابت کر دے کہ رسول خدا احمد مصطفیٰ فداہ امی و ابی ﷺ کے حکم سے جن مسلمانوں کی پختہ یا اونچی قبریں گرا دی گئیں ان کا کیا نام تھا تو اس کو فی قبر مبلغ دس روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

اے غیر مقلدین وہابی نجدیوں کے مجتہد اور محدثو!

کیوں اس قدر ہلا اور غل غپاڑا شور شار مچا کر دنیا کو دیدہ دانستہ ناحق گمراہ کر رہے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی پختہ اور اونچی قبروں کو گرا دینے کا حکم دیا ہے اگر تم سچے دین اور مذہب کے پیرو ہو اور تمہارا دعویٰ ہے کہ پختہ اور اونچی قبریں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے گرا دی گئیں تو صاحب قبر کا نام مع ولدیت اور سکونت اور مقام قبر اور تاریخ انہدام بتلا کر زر انعام حاصل کرو۔ اگر غیر مقلدین وہابی نجدی پرستوں نے چھ ماہ کے اندر میرے سوال کا جواب صحیح حدیث سے نہ دیا تو تمام دنیا کے مسلمانوں کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ غیر مقلدین وہابی نجدی پرستوں کا مذہب جھوٹا اور ان کا اپنے آپ کو کہنا سرے سے لغو اور باطل اور مردود ہے۔ فقط والسلام علی من اتبع الھدی و ترک الحد والکفرو الھویٰ۔ مرسلہ ابوالمحامد احمد علی سنی حنفی متوی اعظم گڑھی۔

[الفقیہ: ۲۸ر نومبر ۲۶ء ص ۸]

قبہ جات کی شرعی حیثیت اور منہدمین کے دلائل کی بیخ کنی:

مزارات کے قبہ جات کے انہدام کی بحثیں زوروں پر تھیں۔ حامیان ابن سعود قبہ جات کے انہدام کو عمل شرعی سے تعبیر کر رہے تھے۔ اور گروہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت نجدیوں کے اس اقدام کو خلاف شرع عمل قرار دے رہے تھے۔ قبہ جات کے انہدام کے مجوزین کے پاس سوائے اس کے کوئی دلیل نہیں تھی کہ ان کے سردار ابن سعود نے یہ کام کیا ہے۔ اس لیے جائز ہی ہوگا۔ علاوہ ازیں جو دلائل دیئے بھی وہ تار عنکبوت کی بھی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ البتہ اہل سنت و جماعت کے پاس اس عمل کے خلاف شرع ہونے پر شرعی بہت سے شواہد و

دلائل تھے۔ قبہ جات کے منہدمین کے دلائل کی بیخ کنی کرنے والی اور قبہ جات کی شرعی حیثیت کو اجاگر کرنے والی اور اس کے جواز کو بیان کرنے والی تحریروں میں سے ایک مدلل و مفصل تحریر مولانا ابویوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی کی پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ تحریر الفقیہ اخبار میں شائع ہوئی۔ ہم یہاں اسے من وعن پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''جب سے ابن سعود نجدی نے مکہ معظمہ پر قبضہ کیا ہے اسلامی دنیا میں ایک فتنہ برپا ہو گیا ہے طائف اور مکہ شریف میں اس کے مظالم کی کوئی حد نہیں رہی سو سال کے بعد ان سرکشوں نے پھر سر اٹھایا ہے مزارات کے قبے گرائے گئے وہ مکان مولد النبی ﷺ کہلاتا ہے جہاں حضور علیہ السلام عالم دنیا میں تشریف لائے اس کی بے حرمتی کی گئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کو ہند کے وہابی بھی حکیم الامت مانتے ہیں وہ جس مکان میں زمین سے آسمان تک رحمت اور برکت کے انوار کا مشاہدہ کریں آج نجدیوں نے اسے پامال کیا اور وہابیان ہندان ان کی حمایت میں اس مکان مولد النبی ہونا ہی مشکوک سمجھ رہے ہیں شاید کعبۃ اللہ اور روضۂ نبوی کو بھی مشکوک کہہ دیں تو عجب نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایڈیٹر اہل حدیث نے تو یہاں تک غلو کیا کہ ابن سعود کو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے ساتھ مشابہت دی اور لکھا کہ محمود غزنوی نے سومنات کے بت کو توڑا اگر سلطان غزنوی کا فعل شرعاً جائز تھا تو سلطان نجد یا ان کے افواج کا یہ فعل (قبوں کا گرانا) بھی جائز ہے اگر غزنوی کا فعل ناجائز تھا تو یہ بھی ناجائز ہے۔

(اہل حدیث ۳۳ سورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۵ء)

میں کہتا ہوں کہ اہل ہنود کی طرف سے سلطان غزنوی علیہ الرحمہ کی بت شکنی کا بدلہ اس مسلم نما وہابی نے اس طرح لیا کہ مسلمانوں کے مقدس یادگاروں کے قبے توڑ کر اہل اسلام کے دلوں کو صدمہ پہنچایا افسوس اگر اس کو شوق جہاد تھا تو کیا مسلمان اور وہ بھی حرمین شریفین کے سکان ہی اس کی گولیوں کے لئے نشانہ رہ گئے تھے؟ کچھ تو کعبۃ اللہ کا پاس ہوتا۔ ہائے وہ شہر جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

هو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة

جس کا کانٹا درخت کاٹنا بھی درست نہیں جس میں کسی کو حمل سلاح حلال نہیں۔ جس میں خونریزی حرام، جس میں حضور علیہ السلام کو صرف ایک ساعت کے لئے قتال کی اجازت ہوئی پھر کسی کو اجازت نہیں ہوئی آج اس شہر میں نجدیوں کے ہاتھوں جو مظالم ہوئے وہ اخبار بین حضرات سے مخفی نہیں۔

اہل ہنود تو سومنات کے بت کی پرستش کرتے تھے بخلاف اہل اسلام کے کہ وہ نہ تو قبوں کی پرستش کرتے ہیں نہ عبادت۔ صرف یہ قبے ایک علامت تھے جن سے صاحب قبر کی عظمت وعزت معلوم ہوتی تھی اور بس۔ اور علامت کا رکھنا حدیث اعلم بها قبر اخى سے ثابت ہے۔ (ابوداؤد)

بقول ایڈیٹر اہل حدیث اگر وہاں کوئی چڑھاوے چڑھاتا ہے تو وہ قبر بلا قبہ پر بھی چڑھا سکتا ہے، کیوں کہ

چڑھاوا مقبور کے ثواب پہنچانے کے لئے ہوتا ہے نہ قبر کے لئے۔ پھر قبوں کے گرانے میں بجز توہین قبور اور کیا فائدہ ہوا؟

ہاں اگر چڑھاوے بند کرنا مقصود تھا تو قبروں پر پہرا بٹھا دیا جاتا کہ کوئی چڑھاوا نہ چڑھائے۔ صرف قبے گرانے سے چڑھاوے بند نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درخت کاٹنے کی مثال بھی صحیح نہیں اس لئے کہ وہ درخت جس کے نیچے حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بیعت کیا خود صحابہ پر مخفی ہو گیا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رجعنا عن العام المقبل فما اجتمع منا اثنان على الشجرة التي بايعنا تحتها كانت رحمة من الله

کہا انہوں نے کہ آئندہ سال ہم اس جگہ آئے (جہاں بیعت الرضوان ہوئی تھی) تو دو آدمی بھی اس درخت پر متفق نہ ہوئے جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی (یعنی اس درخت کا صحیح پتہ کسی کو نہ رہا) اور وہ (درخت یا اس کا خفا) خداتعالیٰ کی رحمت تھا اسی طرح مسیب فرماتے ہیں: لقد رايت الشجرة ثم اتيتها بعد فلم اعرفها

دوسری روایت میں ہے:

"نسيناها فلم فقدر عليها" کہ میں نے وہ درخت دیکھا پھر میں آیا تو میں پہچانتا نہ تھا (کہ کونسا درخت ہے) سعید بن مسیب فرماتے ہیں:

"ان اصحاب محمد ﷺ لم يعلموها" کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کو تو اس درخت کا علم نہیں تو جب صحابہ کو اس کا پتہ ہی نہ رہا تو پھر حضرت عمر نے کاٹا تو کس درخت کو کاٹا؟

ثانیاً: اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کاٹ دیا اس خیال سے کہ اس درخت کی پرستش شروع نہ ہو جائے تو ابن سعود کو نہ صرف قبے اکھیڑنے چاہئے بلکہ قبوں کا نام و نشان ہی مٹا دینا چاہئے تھا (وہابیوں سے ایسا کرنا بھی کچھ بعید نہیں۔ اعاذنا اللہ منہا)

کیوں کہ جب تک قبروں کا وجود رہے گا معتقدین زیارت سے مستفیض ہوتے رہیں گے اور چڑھاوے چڑھتے رہیں گے اور وہابیوں کے دلوں سے پرستش کا وہم ہرگز زائل نہ ہوگا اگر ایسا کر دیں گے تو ممکن ہے کوئی چڑھاوے نہ چڑھائے لیکن ایسا کرنا خود حدیث کے خلاف مانتے ہیں کیوں کہ قبر کو مسنّم یا مسطح علی اختلاف الاقوال کرنا اور اس کا نشان قائم رکھنا احادیث سے ثابت ہے تو بہر حال وہابیوں کا یہ فعل کسی طرح محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے فعل سے مشابہت نہیں رکھتا۔

ثالثاً: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درخت کاٹنے سے استدلال کر کے قبوں کے گرانے کا جواز یا وجوب

سمجھنا قیاس ہے اور قیاس مجتہد کا کام ہے نہ ایرے غیرے نتھو خیرے کا۔

ہاں وہ حدیث جو اہل حدیث ۳/۱۲ اکتوبر ۲۴ء میں اور عبدالحی فاروقی نے اپنے مضمون میں اور مانسہروی نے اپنے مطبوعہ اشتہار میں اور قرشی نے اپنے رسالہ میں صحیح مسلم سے نقل کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی تحقیق کریں اس حدیث کے سوا کوئی ایسی اور حدیث ہادمین قبہ کے مضامین میں میری نظر میں نہیں گزری جس سے قبوں کا گرانا دینی حکم یا ثواب سمجھا جائے۔

بہرحال وہ حدیث یہ ہے۔

"عن أبي الهياج الأسدي، قال قال لي علي لا أبعثك على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ أن لا تدع تمثالا إلا طمسته ولا قبرا مشرفا إلا سويته"

(مسلم ج ۱، ص ۳۱۲)

(حضرت علی نے ابوہیاج اسدی کو فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے رسول کریم ﷺ نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ کوئی تصویر نہ چھوڑ مگر کہ مٹا دے اس کو اور نہ کوئی قبر بلند مگر برابر کر دے اس کو)

وہابیان ہند اس حدیث سے استدلال کر کے قبوں کے گرانے کو دینی حکم سمجھتے ہیں اور ابن سعود کے اس فعل کو تعمیل حکم نبوی مانتے ہیں حالانکہ اس حدیث کی سند میں حبیب بن ابی ثابت راوی ہے جو ابو وائل سے بلفظ عن روایت کرتا ہے حبیب مذکور مدلس ہے اور مدلس کا معنعن محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں ہوتی اس لئے یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر طبقات المدلسین کے ص ۱۲ میں فرماتے ہیں:

"حبيب بن أبي ثابت الكوفي تابعي مشهور يكثر التدليس وصفه بذلك بن خزيمة والدارقطني وغيرهما ونقل أبو بكر بن عياش عن الاعمش عنه أنه كان يقول لو أن رجلا حدثني عنك ما باليت ان رويته عنك يعني وأسقطته من الوسط"

(حبیب بن ابی ثابت مشہور تابعی ہیں تدلیس بہت کیا کرتے ہیں ابن خزیمہ و دار قطنی وغیرھما نے اس کی یہ صفت بیان کی ہے اعمش کہتے ہیں کہ حبیب فرمایا کرتے تھے اگر کسی آدمی نے مجھے تجھ سے حدیث روایت کی ہو تو میں اس کو درمیان سے ساقط کر کے تجھ سے روایت کرنے میں کچھ پرواہ نہیں کرتا معلوم ہوا کہ وہ مدلس ہے اور خود تدلیس کا اقرار کرتا ہے۔)

حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں:

قال ابن حبان في الثقات كان مدلسا

پھر آگے لکھا: قال ابن خزیمه فی صحیحه کان مدلسا
ابن حبان نے ثقات میں ابن خزیمہ نے صحیح میں لکھا ہے کہ حبیب مدلس تھا۔
نیز حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

قال ابن جعفر النحاس کان یقول اذا حدثنی رجل عنك بحدیث ثم حدثت به عنك کنت صادقا

ابن جعفر فرماتے ہیں کہ حبیب کہا کرتا تھا جب میرے پاس کوئی شخص تجھ سے حدیث روایت کرے پھر میں اس کو ساقط کر کے تجھ سے روایت کر دوں تو میں صادق ہوں گا۔ دیکھو اس میں بھی حبیب کو تدلیس کا اقرار ہے اور اصول حدیث میں مصرح ہے کہ مدلس کی معنعن حجت نہیں قاله النوی فی شرح صحیح مسلم وغیرہ فی غیرہ۔

علاوہ اس کے اس حدیث سے قبروں کا زمین کے برابر کرنا ثابت ہوتا ہے جو حدیث رفع شبر واحادیث تسنیم وحدیث اعلم بھاقبراخی کے خلاف ہے۔ ہاں وہابیان نجد و ہند کو لازم ہے کہ پہلے یہ ثابت کریں کہ اہل اسلام قبروں پر قبے بنایا کرتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ان کو گرانے کے لئے حضرت علی کو بھیجا۔ ودونه خرط القتاد۔

کیوں نہیں کہتے کہ اس حدیث میں مراد قبور مشرکین ہے کیوں کہ ان کی کچھ حرمت نہیں علامہ ابن الترکمانی علیہ الرحمہ جوہر النقی جلد اول کے ۲۶۵ میں فرماتے ہیں:

قلت الظاهر ان المراد قبور المشرکین بقرینة عطف التمثال علیها وکانوا یجعلون علیها الانصاب و الابنیته فاراد علیه السلام ازالة آثار الشرك

کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث علی رضی اللہ عنہ میں مراد قبور مشرکین ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ تمثال (تصویر) کا عطف قبر پر ڈالا گیا ہے اور مشرکین قبروں پر بت اور بنائیں بنایا کرتے تھے تو حضور علیہ السلام نے شرک کے آثار مٹانے کے لئے (قبور مشرکین کے تسویہ کا) حکم فرمایا پس اگر اس میں قبور مشرکین مراد ہیں تو ہمیں اس میں کچھ کلام نہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ یہی صحیح ہے کیوں کہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو اس نے ارض حبشہ میں دیکھا تو اس میں جو تصویریں دیکھیں ان کا ذکر کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اولئك قوم اذا مات فیهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علی قبره مسجد اوصور و افیه تلك الصور اولئك شرار الخلق عندالله۔"

(کہ یہ ایک قوم ہے جب ان میں کوئی صالح بندہ فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں تصویریں بناتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک شر الخلق ہیں۔)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکین قبروں پر مسجدیں اور تصویریں بناتے تھے اس لئے انہی کی قبریں گرانے اور تصویریں مٹانے کا حضور علیہ السلام نے حکم دیا کیوں کہ مشرکین کی قبور کی کوئی عزت نہیں خود سرور عالم ﷺ نے مسجد کے واسطے قبور مشرکین کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

حافظ ابن حجر فتح الباری (ج ۲ صفحہ ۲۶۰) میں لکھتے ہیں:

اما الکفرۃ فانہ لاحرج فی نبش قبورھم اذلاحرج فی اھانتھم

یعنی کافروں کی قبریں اکھیڑنے اور ان کی اہانت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

کلام تو اہل اسلام بالخصوص صحابہ کرام و اولیاے عظام کے قبور کے قبے گرانے میں کہ اس میں توہین قبور اہل اسلام ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا انزل من القبر لا توذی صاحب القبر ولا یوذیک، قبر سے اتر آ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

تو وہابیوں کا قبروں پر چڑھنا اور ان کو گرانا کیا ایذا نہیں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

”کما اکرہ اذا المومن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ (سعید بن منصور) جس طرح زندہ مسلمان کی ایذا مجھے ناپسند ہے اسی طرح مردہ کی ایذا بھی میں ناپسند کرتا ہوں علامہ شامی فرماتے ہیں: ان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی کہ جس سے زندوں کو ایذا ہوتی ہے اس سے مردے بھی اذیت پاتے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے المیت یوذیہ فی قبرہ ما یوذیہ فی بیتہ یعنی میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے اور ظاہر کہ قبروں پر چڑھنا پاؤں سے روندنا قبوں کا گرانا مزارات کا کھودنا ان سب امور میں یقیناً اہل قبور کی توہین اور ایذا ہے جو ہرگز حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں مسجد جن مسجد ابو قبیس مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولد النبی علیہ السلام مولد ابی بکر رضی اللہ عنہ مسجد کوثر مذبح اسمٰعیل علیہ السلام کیا یہاں بھی قبریں تھیں پھر یہ مقامات کیوں منہدم کیے گئے؟ یہ کہنا کہ یہاں شرک کیا جاتا تھا بالکل غلط اور سراسر افترا ہے البتہ زائرین ان مقامات میں جا کر دعائیں مانگتے تھے اور نفل پڑھتے تھے اور مقامات متبرکہ میں نماز پڑھنا حدیث معراج سے ثابت ہے نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک دابہ لایا گیا جو خچر سے کم اور گدھا سے بڑا تھا میں اس پر سوار ہوا میرے ساتھ جبریل تھے جبریل نے کہا: اتدری این صلیت صلیت بطیبۃ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے اسی کی طرف ہجرت ہوگی پھر کہا اتریں نماز پڑھیں میں اترا اور

نماز پڑھی جبریل نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے۔

جہاں موسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا تھا آپ نے بیت لحم میں جہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی تھی وہاں نماز پڑھی پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا وہاں سب انبیاء جمع ہوئے تو جبریل نے مجھے آگے کیا تو میں نے ان کی امامت کرائی۔

علاوہ اس کے قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جس زمین کے ٹکڑے پر نماز پڑھی جائے گی وہ قیامت کے دن شاہد ہوگا چنانچہ فرمایا: یومئذ تحدث اخبارھا تو اس لئے بھی ایسے متبرک مقامات کو شاہد بنالینا خوش قسمتی ہے۔ اخیر میں ہم نجدیوں کے حمائتیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ ابن سعود کی طرف سے جو ایک اعلان میں شائع ہوا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کو کسی قسم کا ایذا نہ پہنچایا جائے گا۔

اس کی کیا وجہ ہے کیا روضہ شریف اس ممانعت میں داخل نہیں جس دلیل سے دیگر مزارات کے قبے گرادیے گئے ہیں کیا روضہ شریف اس سے مخصوص ہے اگر مخصوص ہے تو دلیل خصوصیت بیان فرمائی جائے اگر مخصوص نہیں تو ابن سعود کا یہ وعدہ کیا معنی رکھتا ہے کیا یہ طفل تسلیاں نہیں بے شک ابن سعود کا محض دھوکہ ہے جس کا مذہب یہ ہے لو اقدر علی الحجرة النبوية لهدمتها۔

وہ قدرت پانے پر کب باز رہ سکتا ہے:

فالی اللّٰہ المشتکی منیع الاعداء اللھم طھرارض الحرمین الشریفین من انجاس الوھابین آمین

(ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ کوٹلی لوہاراں)

[اخبار الفقیہ: ۷ر اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۵،۶،۷]

باب (۱۰)

مبارک رسومات و معمولات
کے خلاف نجدیوں
کا مذہبی تشدد

maablib.org

دور نبوی سے رائج اسلامی مقدس رسومات، اور مسلمانوں کے شرعی اسلامی مبارک مشاغل پر بھی نجدیوں نے قدغن لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بارگاہ نبوی سے وابستہ مسلمانوں کا ہر نظریہ، ہر مشغلہ، ہر رسم اور ہر عقیدہ ان کے عقائد کے برخلاف ہونے کے سبب بدعت وکفر وشرک قرار دیا جا رہا تھا، اور عمل کرنے والوں کو کافر ومشرک کہہ کر ان کو زدوکوب کیا جا رہا تھا۔ حد تو یہ کہ انہیں قتل کرنے سے بھی کوئی گریز نہیں کیا جا رہا تھا۔

ہر مسلمان کو اپنے مذہب کی پیروی پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ اور جو ان کے مذہب کو نہیں مانتا اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ ہم اخبار الفقیہ وغیرہ کے حوالے سے چند معتبر ومستند خبریں شائع کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین نجدیوں کے ان کالے کارناموں، سے بھی واقف ہوسکیں۔ اور اندازہ کرسکیں کہ کس طرح نجدیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ہر زاویہ پر حملہ کرکے مسلمانوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کی بیش قیمتی چیز چھیننے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں کو اپنے خود ساختہ مذہب کی پیروی پر مجبور کیا۔ ملاحظہ کریں:

نعرہ رسالت پر نجدی بغض و عداوت کی مثال:

نبی کریم ﷺ کے ظاہری دور مبارک سے لے کر آج تک مسلمانوں میں نعرۂ رسالت کی صدائیں لگائی جا رہی ہیں، عہد صحابہ میں جنگوں میں بھی یا محمداہ کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کو پکارا گیا اس کے علاوہ بھی سیکڑوں مثالیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ کسی صحابی، تابعی، کسی محدث، کسی فقیہ کو اس میں کفر وشرک نظر نہیں آیا لیکن نجدی مذہب میں اس نعرہ کو کفر وشرک سے تعبیر کیا گیا اور نعرہ لگانے والوں کے ساتھ مذہبی تشدد برتا گیا۔ ان کو زدوکوب کیا گیا۔ اور یہی نہیں ان کے قتل کو ثواب کا کام تصور کیا جاتا۔

حضرت غلام حبیب صاحب مکی حلفیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مکہ میں آج کسی شخص کی مجال نہیں کہ وہ علی الاعلان یا رسول اللہ کا لفظ اپنی زبان سے نکال سکے۔ جو شخص کہ لفظ یا رسول اللہ کہتا ہے اس کو نجدی لوگ لکڑی اور جوتوں سے مارتے ہیں۔ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ عبد اللہ بقر الطائی جو مکہ میں نان بر ہیں۔ اپنی دکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے چند نجدی بھی ان کی دوکان پر کھڑے تھے۔ عبد اللہ صاحب کی زبان سے بغیر اس کے کہ ان نجدیوں کو چھیڑنا مقصود ہو، کلمہ یا رسول اللہ نکلا۔ بس پھر کیا تھا۔ ان نجدیوں نے اس مسکین کو اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش

ہو کر گر پڑا۔ اس پر یہ نجدی چلاتے تھے کہ افسوس ہمارے پاس بندوق نہیں، ورنہ آج مشرک کا کام تمام کرکے ثواب آخرت حاصل کرتے۔ اتفاق سے ایک دوسرا اخی جو وہیں کھڑا تھا۔ بولا کہ تم اہل شریعت ہو تم کو اولاً خوش اخلاق کے ساتھ امر بالمعروف کرنا چاہیے۔ اس پر اون لوگوں نے ہم مکیوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ اے کافرو زندیقو مشرکو! تمہیں مار ڈالنا بھی ہمارا فرض عین ہے۔ اور تمہارے لیے یہی امر بالمعروف ہے۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۹،۸]

حاجی عبدالستار صاحب بیان کرتے ہیں:

"صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا نجدیوں کے نزدیک کفر ہے۔ (حاجی جمال الدین صاحب نے جو معزز خاندان ارباب سے ہیں، بیان کیا کہ زمزم شریف پیتے وقت ایک شخص کی زبان سے حیات النبی ہے، بے ساختہ نکل گیا۔ ایک نجدی نے اس کے مکا مار کر گرا دیا اور کہا کمبخت یہ کیا کفریہ کلمات بولتا ہے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ راگست، ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷، ۸]

عبدالمغنی صاحب سوداگر جفت، چاندنی چوک، دہلی والے بتاتے ہیں کہ:

"تکیہ مصریہ کے ایک روٹی والے کی روٹیوں کو کسی نجدی کے اونٹ سے جو سوار تھا، ٹھیس لگی۔ اس پر اس دکاندار نے فوراً یا رسول اللہ کہا۔ اس وقت وہ سوار چلا گیا۔ مگر اگلے دن بہت سے اس کے رفقاء نے اور اس نے آکر مارا اور سب کو پکڑ کر لے گئے۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۶، ۷]

درود خوانی سے چڑ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود خوانی تو قرآنی حکم ہے، اس سے بھلا کسے انکار ہو سکتا ہے۔ مگر نجدیوں کو اس سے بھی بڑی تکلیف تھی اسی لئے وہ مسلمانوں کو درود خوانی سے بھی منع کرتے بلکہ بسا اوقات ان کو مارتے بھی تھے۔ مولانا حاجی مشرف حسین علی گڑھی کہتے ہیں:

"سرکار دو عالم ﷺ پر درود پڑھنے کی سخت ممانعت ہے۔ صرف "صلی علی النبی" کہنے ہی سے کفر کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور اس کا مال لوٹ لیا جاتا ہے"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۷]

حضرت غلام حبیب صاحب مکی بیان کرتے ہیں:

"ان لوگوں کے نزدیک درود پڑھنا جرم اعظم ہے۔ اور اگر کسی شخص کو درود پڑھتے یا صلِ علیٰ النبی کہتے سُن لیتے ہیں تو پھر اس کی جان کی خیر نہیں ہوتی۔"

[مرجع سابق، ص ۹]

حاجی حکیم کاشغر ابو القاسم بخاری کہتے ہیں کہ:

''سرکار دو عالم پر درود پڑھنے کو منع کرتے ہیں۔ ایک دن ایک شخص نے یا رسول اللہ کہا۔ دو نجدی آئے۔ انہوں نے اس کو مارا اور گردن پکڑ کر زمین پر اسے مارا۔ نجدی ہر مسلمان کو مشرک اور کافر کہتے ہیں۔''

[مرجع سابق، ص ۸]

حلقہ اور ذکر مبارک بند:

حرمین شریفین سے مخصوص حضرات کے خطوط کے ذریعہ یہ اطلاع ملی کہ نجدی حکومت نے نبی پاک ﷺ کے میلاد پاک کے ذکر اور مشائخ قادریہ وغیرہ کے حلقۂ ذکر کو بند کرا دیا اس پر اخبار شوکت نے تنقیدی تبصرہ بھی لکھا ملاحظہ ہو اخبار الفقیہ کی یہ خبر:

''تازہ خطوط جو مکہ معظمہ سے خاص خاص لوگوں کے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ نجدیوں کی حکومت نے ایک طرف ذکر میلاد مبارک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں کو روک دیا۔ دوسری طرف مشائخ قادریہ، رفاعیہ وغیرہ کے حلقۂ ذکر الٰہی کو بند کر دیا۔

شوکت: اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس مذہبی دخل اندازی سے نجدیوں کی حکومت امن چین کے ساتھ کتنے روز قائم رہ سکتی ہے۔''

[الفقیہ: ۷/دسمبر ۱۹۲۳ء، ص ۱۰]

نجدیوں کے نزدیک قبروں کی زیارت اور فاتحہ خوانی مشرکانہ فعل:

قبروں کی زیارت جو نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ صحیح احادیث میں جس کا ثبوت موجود ہے۔ اور وہاں فاتحہ وغیرہ پڑھنا دعا کرنا ایک شرعی عمل ہے جس کی اصل بہت سی احادیث سے نکلتی ہے۔ لیکن نجدی، مسلمانوں کو قبروں پر جانے اور فاتحہ وغیرہ پڑھنے سے بھی روکتے، اور اس نبوی عمل کو مشرکانہ فعل بتا کر قبر پر آنے والوں اور وہاں فاتحہ وغیرہ پڑھنے والوں کو بڑی بے رحمی و بے دردی سے مارتے تھے۔

حضرت غلام حبیب صاحب مکی بیان کرتے ہیں کہ:

''مزارات پر فاتحہ پڑھنا تو کیسا اس کی طرف کسی کو جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتے۔ سید صالح حلوانی ساکن محلہ قراہ اور ان کے تین ہمراہیوں کو ایک شکستہ قبر کے پاس کھڑا دیکھ کر ان بے دردوں نے اس بُری طرح مارا کہ ان کی جان بچنا مشکل تھی۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۸/اگست ۱۹۲۵ء، ص ۹]

حاجی عبدالستار صاحب اپنے حلفیہ بیان میں فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ سنوسی جو زہد و تقدس اور حمیت اسلامی کے لحاظ سے ممتاز ترین اور قابل فخر ہستی ہیں، وہ عمرہ کے بعد واپسی میں جنت المعلےٰ کے مزارات پر فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ چند ایک نجدی آئے اور کہا: او کافر! کیا

کررہا ہے؟ گویا ان کے نزدیک فاتحہ پڑھنا بھی کفر ہے۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر اگست، ۱۹۲۵ء، ص ۷]

مولینا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بھرائچ کا بیان بھی اس پر شاہد ہے ملاحظہ ہو:

"پھر رمضان کے مہینے میں شیخ سنوسی عمرہ لانے گئے تھے۔ عمرہ لاکر جنت المعلیٰ کی طرف سے آرہے تھے۔ جب سیدتنا خدیجہ کے روضہ کے سامنے آئے اور فاتحہ کے لیے کھڑے ہوگئے۔ چار مُڈَینہ آئے اور ان کو فاتحہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر شیخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ "انت مشرك"۔ انہوں نے جواب دیا: "انت مشرك ابوك مشرك جدك مشرك" اور عربی زبان میں کہا کہ ہم کیسے مشرک ہوسکتے ہیں۔ تمام دنیا تو مشرک اور اکیلے تم ہی مسلم ہو؟" اس کے بعد شیخ امیر خالد کے پاس آئے اور کہا ہمیں اجازت دو کہ ہم مکہ سے چلے جائیں۔ انہوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ تمہارے نزدیک تو دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں لیکن تم مسلمان۔ مشرک کو حج کرنا درست نہیں لہٰذا ہم جاتے ہیں۔

خالد بولے کہ معاف کیجیے فوجی جاہل ہیں۔ جانے دیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ جاہل ہیں مگر تمہارے قاضی مولوی تو جاہل نہیں کہ زیارت کرنے پر سب کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر خاموش رہے۔ اس کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کی اطلاع امیر عبدالعزیز کو بھی گئی۔ مگر اس کا کوئی تدارک نہیں ہوا۔"

[۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۵]

مولانا حاجی مشرف حسین علی گڑھی کہتے ہیں کہ:

"شیخ سنوسی خود بھی جنت المعلیٰ کی زیارت کے لیے گئے۔ ہم نے معتبر گواہوں سے جن کے اسماء ہمارے پاس موجود ہیں، سنا کہ ان کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ اور جنت المعلیٰ سے نکال دیا۔ اور عید الفطر کے دن چار آدمی ملیباری زیارت معلیٰ کے لیے گئے۔ ان کو حکومت نجدیہ نے یہ الزام لگا کر تم مشرک ہو، قید کردیا۔ منشی احسان اللہ سفیر انگریزی ہے۔ مکہ آکر ان کو چھڑا دیا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۷]

مزید کہتے ہیں کہ:

"میری والدہ زیارت کے لیے جنت المعلیٰ میں حاضر ہوئیں۔ تو ان کو زدوکوب کیا گیا۔ ان کی عمر تقریباً پچاس سال ہوگی۔ اور فاتحہ تک نہ پڑھنے دی۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۷]

حاجی علی خان ساکن بریساں سویٹ، مقام موٹ بریا بیان کرتے ہیں کہ:

"جو زیارت کو جاتے تھے، ان کو مارتے تھے۔ ہمارے ساتھ بہت سے حاجی موجود تھے۔ جنہوں نے اس طرح نجدیوں کے ہاتھ سے مار کھائی۔"

[۲۸ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۶]

مولانا امام الدین لکھنوی کا بیان ہے:

''میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ابن سعود کے آدمی فاتحہ خوانی تک کو روکتے ہیں۔''

[اخبار الفقیہ: ۷؍ ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۷]

میاں مہر غلام رسول صاحب امرتسر بیان کرتے ہیں کہ:

''بارہ روز کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچے معلم سے کہا کہ مقدس مقامات دکھاؤ تو اس نے کہا کہ ہم کو حکومت کی طرف سے حکم ملا ہے کہ زائرین میں سے کوئی زیارت کے لئے درخواست کرے تو کسی کو ساتھ مت لے جاؤ پھر ہم خود زیارت کے لئے چار روز کے بعد گئے۔''

مزید کہتے ہیں:

''۲ ذی الحجہ کو مکہ شریف پہنچے مکہ معظمہ میں تین روز پانی بند رہا کنستر ایک روپیہ میں ہم کو پانی ملا لوگوں سے ہم نے سنا کہ یہاں تو سب مزارات جنت المعلی کے گرا دیئے گئے ہیں ہم تو پہلے ہی مدینہ سے دیکھ کر آئے تھے ہم حیران تھے اور مایوس تھے تو ہمارا دیکھنے کو جی نہ چاہا مگر مجھ کو میری عورت نے مجبور کیا کہ یہاں بھی کوئی زیارت کرنی چاہئے چنانچہ اس جگہ پہنچے جس جگہ حضرت حاجرہ نے دعا مانگی تھی مقام منی پر غار بنی ہوئی تھی وہاں معلم بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ہم کو کہا کہ یہاں دعا مانگو ہم نے ابھی دعا ختم بھی نہ کی تھی کہ دو نجدی سپاہی آئے وہ معلموں کو گرفتار کر کے لے گئے بوقت گرفتاری معلموں نے بہت منت سماجت کی مگر سپاہیوں نے نہ چھوڑا۔ وہ لے گئے۔ آگے خدا جانے کیا حشر ان کا ہوا جس جگہ کنکریاں پھینکی جاتی تھیں اور لوگ تو پیدل دوڑتے تھے مگر نجدی اونٹوں پر ہی دوڑتے تھے جس سے کئی لوگ اونٹوں کے نیچے آ گئے مکہ اور مدینہ کے لوگ سب بیزار ہیں بلکہ رعایا کی زبان پر ہے کہ ابن سعود نصاریٰ سے ملا ہوا ہے اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔''

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴؍ اگست ۲۶ء ص ۱۷]

تسبیح پڑھنے، دلائل الخیرات پڑھنے، پورا کلمہ پڑھنے اور قبروں پر فاتحہ خوانی پر نجدی پابندی:

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا، تسبیح ہاتھ میں لے کر پڑھنا، اور اوراد و وظائف کا معتمد و مستند مجموعہ دلائل الخیرات شریف، پڑھنا، اور قبروں پر فاتحہ خوانی یہ سب نجدیوں کے نزدیک ناجائز بلکہ کفر و شرک تھا وہ جسے یہ پڑھتے دیکھتے اس کو کافر کہہ کر مارنے لگتے، اور ان مقدس اوراد و وظائف کی بے حرمتی سے بھی گریز نہیں کرتے۔

جناب قاری محمد اسمٰعیل بن قمر الدین میانجی ساکن باسنگ پور، پوسٹ رام گنج، ضلع نواکھالی کا بیان ہے:

میری عمر ۷۰ سال کی ہے۔ اور میں گذشتہ سال حج کو گیا تھا۔ اور میں ایک سال تک برابر مکہ میں رہا۔ .... جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہوا اس کے سامنے آتا تھا تو اس پر کفر و شرک کا الزام لگا کر تہ تیغ کرتے تھے۔ ان کے مذہب میں کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" سے منضم کرنا کفر و شرک ہے.... مکہ میں کسی شخص کو مجال نہیں کہ دلائل الخیرات یا کھلم کھلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ جس آدمی کو تسبیح ہاتھ میں لیے دیکھتے اس کو بُری طرح زد و کوب کرتے ہیں... جنت المعلیٰ میں فاتحہ خوانی تو دیگر شے ہے اس طرف کسی شخص کو جانے تک نہیں دیتے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸/اگست ۱۹۲۵ء، ص ۴]

حاجی عبدالقادر صاحب کا بیان ہے:

"مکہ مکرمہ میں امن اور عدل کی یہ کیفیت بیان کی کہ ایک نجدی نے باب السلام کے سامنے ایک دکاندار سے دلائل الخیرات خریدنے کے لیے طلب کی۔ دوکاندار نے نکال کر حوالے کی۔ اس نے چند مقام دیکھ کر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین پر پھینک دی۔ اور اس پر جوتیوں سمیت کھڑا ہو گیا۔ اور کہا کہ یہ شرک اور کفر سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ (معاذ اللہ) جس پر لوگوں کے جذبات سخت مشتعل ہوئے اور خوں ریزی تک نوبت پہنچی۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴/اگست ۱۹۲۵ء، ص ۲]

حاجی عبدالستار صاحب کا بیان ہے:

"دلائل الخیرات جو آیات قرآنی اور مسنونہ دعاؤں کا مجموعہ تھا، پھاڑ کر نجدیوں نے پاؤں تلے روندا۔ عربی لوگ ضبط نہ کر سکے اور فساد ہوا۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴/اگست، ۱۹۲۵ء، ص ۷]

مباح کاموں پر بھی مسلمانوں کی تکفیر:

مونچھیں رکھنا شرعاً جائز ہے البتہ بڑی مونچھیں خلاف سنت ہیں مگر نجدیوں کے نزدیک کسی کی مونچھ بڑھ جاتی تو اسے کافر قرار دیا جاتا تھا۔ اور اس کو مارا پیٹا جاتا تھا۔ سگریٹ نوشی حد بھر جائز و مباح ہے، مگر اس کو بھی ناجائز و حرام بلکہ شراب و زنا سے بدتر سمجھا جاتا اور اس کے پینے والے کو زد و کوب کیا جاتا بلکہ اسے مباح الدم سمجھا جاتا تھا۔

عبدالمغنی صاحب سوداگر جنت، چاندنی چوک، دہلی کا بیان ہے:

"دو دفعہ میری موجودگی میں اہل مکہ و نجدیہ کے مابین لڑائی ہوئی۔ حج کے بعد پہلی مرتبہ میں نے سنا کہ ایک نجدی سودا خریدنے گیا۔ اس نے دوکاندار سے کہا کہ تیری مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں۔ لہٰذا تو مشرک ہے۔

اس نے کہا کہ تُو ہے۔ لہٰذا اس پر لڑائی ہوئی۔ بازار سب بند ہوگیا۔ اس میں بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔"

[الفقیہ: ۲۸/اگست ۱۹۲۵ء، ص،۷]

مولانا مشرف حسین علی گڑھی کہتے ہیں کہ:

"سگریٹ پینا ان کے نزدیک شراب وزنا سے بُرا ہے۔ وہ اگر کسی کو سگریٹ پیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تیرا ذبح کرنا جائز ہے۔

خلافت ہندیہ کے آدمیوں سے بھی ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی کو سگریٹ پینے کے جرم میں مارا گیا۔"

[مرجع سابق، ص،۸]

مسلمانوں کو مشرک کہنا نجدیوں کا وطیرہ خاص:

نجدی اپنے علاوہ سب کو کافر ومشرک گردانتے تھے جو ان کے مذہب کو نہیں مانتا ان کے نئے مذہب کی پیروی نہیں کرتا وہ ان کے نزدیک کافر ومشرک ہوتا تھا۔ مسلمانوں سے کافر ومشرک کہنا ان کا تکیہ کلام ہوگیا تھا۔

مولانا حاجی نور محمد صاحب مہتمم مطبع اکلیل بھرائچ کہتے ہیں:

"ایک دن مَیں اپنے مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کے پورب جانب ایک گلی ہے۔ جو محلہ مسفلہ برکر کی طرف گئی ہے۔ تین نجدیہ مدینہ اُتر کی طرف سے نکل کر دکن کی طرف جارہے تھے۔ جب ہمارے سامنے گلی میں آئے تو ایک نے کہا: لا الہٰ الا اللہ مالک یوم الدین۔

اور وہاں کے مکانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "ھذا کل مشرکین" یہ الفاظ تو کہتے ہوئے چل دیے۔

[مرجع سابق، ص،۵]

حاجی مولانا مشرف حسین علی گڑھی اپنے والدہ سے متعلق نجدیوں کے کلمات کے بارے کہتے ہیں کہ وہ ان کی والدہ کو کہتے تھے:

"تم مشرک ہو، کافر ہو، زندیق ہو۔ یہ کلمات مسلمانوں سے ان کا تکیہ کلام ہے"

[مرجع سابق، ص،۷]

مزید لکھتے ہیں:

"مکہ مکرمہ میں حج کے قریب بھی مابین وہابی وافواج ابنِ سعود لڑائیاں ہوئیں اور دو دکانوں کو لوٹ لیا گیا۔ اور وہ لوگ برابر یہی کہتے ہیں کہ تم مشرک ہو۔ اور تمہارا مال ہمارے لیے مباح ہے۔ چنانچہ جو طائف میں کیا ہے ویسا ہی یہاں بھی کرنے جارہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً کئی مرتبہ عام ہڑتال ہوئی اور تمام دکانیں بند کردی گئیں۔ بلکہ دو آدمی بہت زخمی ہوئے، جن کے نام مجھے معلوم ہیں۔ یہ لوگ وفد خلافت ہندیہ کے پاس ہی

گئے، مگر انہوں نے اس کا کوئی تدارک نہیں کیا۔"

[مرجع سابق، ص ۷]

مولانا امام الدین لکھنوی کہتے ہیں:

"مکہ کے ہر آدمی کو اور خود حاجیوں کو بھی بسا اوقات مشرک و کافر کہتے تھے۔"

[اخبار الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۷]

نجدی ایجاد کردہ کلمہ:

مسلمانوں کو جو کلمہ رسول پاک کی بارگاہ سے ملا تھا، جو مسلمانوں میں صدیوں سے رائج تھا، جس کلمہ کو دور نبوی سے لے کر عہد صحابہ تک زمانہ تابعین سے لے کر تیرہویں صدی تک کے اسلامی طبقہ کی قبولیت حاصل تھی، نجدیوں کو وہ کلمہ منظور نہ تھا۔ انہوں نے اپنا نیا کلمہ ایجاد کیا ہوا تھا۔ لا اله الّا اللّٰہ مالك یوم الدین کان محمد رسول اللّٰہ،

اصل کلمہ طیبہ "لا اله الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم" پڑھنے والوں کو مارا جاتا تھا اور اسی لئے بہت سے لوگ اپنی جان بچانے کے لئے ان کا ایجاد کردہ کلمہ یہ پڑھ لیتے تھے۔ ایڈیٹر الفقیہ لکھتے ہیں:

"حاجی محمد بخش چند روز ہوئے مکہ معظمہ سے آئے، انہوں نے مکہ معظمہ میں شادی کی ہوئی ہے۔ اس لیے وہ مدینہ طیبہ سے واپسی پر مکہ شریف پہنچے۔ انہوں نے بھی حالات بیان کیے، جو مولانا حکیم احمد علی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے بیان سے تمام اہلِ مکہ کے مذہب کا پتہ صاف ہوتا ہے۔ حاجی محمد بخش صاحب نے کہا کہ جب وہ رخصت ہونے لگے تو ان کے خسر نے انہیں سمجھایا کہ نجدی شیاطین ہر ایسے شخص کو جو یا رسول اللہ کہے یا کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پڑھے گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی نجدی شیطان سے پالا پڑے تو یوں کہنا۔ لا اله الّا اللّٰہ مالك یوم الدین کان محمد رسول اللّٰہ۔

مگر حاجی صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے خسر کو جواب دیا کہ تمام اہلِ مکہ اگر جان بچانے کے لیے کلمہ طیبہ سے کنارہ کش ہوئے اور نجدی بے دینوں اور دشمنانِ اسلام کے مجوزہ کلمے کے قائل ہو گئے ہیں تو ہوں۔ میں ان شیاطین کا مجوزہ کلمہ نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ وہی کلمہ پڑھوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔

جان جائے تو جائے مگر نجدیوں کی طرح بے ایمان اور شیطان بننا منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حاجی صاحب کو کوئی نجدی شیطان ملایا ہی نہیں۔ یہ ہے اصلیت مذہب کے قبول کرنے کی۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۶]

اخبار پیغام صلح میں کلمہ والی بات کو پروپیگنڈا بنایا گیا جس پر اخبار شوکت نے تردیدی بیان شائع کیا اخبار الفقیہ میں شوکت کے حوالے سے درج ذیل خبر ملاحظہ ہو۔

"پروپیگنڈا: معاصر پیغام صلح نے حضرت حاجی حکیم احمد علی صاحب قصوری کے مضمون مندرجہ اخبار الفقیہ پر ایک مختصر نوٹ لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غالباً نجدیوں کے خلاف حجاز میں کوئی پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ اسی لیے حاجی صاحب موصوف بھی متاثر ہوئے ہیں۔ ورنہ جو کلمہ نجدیوں کی طرف منسوب کیا گیا یہ بالکل بے ہودہ ہے اور ایسا ہو نہیں سکتا۔

مگر ہم معاصر کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ کسی پروپیگنڈا کی بنا پر نہیں بلکہ بالکل صحیح ہے کہ وہ اسی کلمہ کو رائج کرتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ مالک یوم الدین کان محمد رسول اللہ۔"

[اخبار الفقیہ: ۷/دسمبر ۱۹۲۳ء، ص ۹،۸]

نجدیوں کی نماز اور نماز سے متعلق ان کی حرکات:

نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے اس کی ادائیگی میں حتی المقدور احتیاط لازم ہے۔ مگر نجدی نماز بھی اپنی مرضی کے مطابق پڑھتے تھے، انہیں اس سے کوئی مطلب نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کس طرح ادا کی تھی۔ انہیں تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دیئے ہوئے مذہب کی اتباع کرنی تھی اسی لئے نمازیں بھی وہ اپنے مذہب کے مطابق ہی ادا کرتے تھے۔

قاری محمد اسمٰعیل بن قمر الدین میانجی ساکن باسنگ پور، پوسٹ رام گنج، ضلع نواکھالی کا بیان ہے:

"مسجد حرم کے مصلوں میں سے حضرت امام مالک کا مصلّیٰ اُڑا دیا گیا ہے۔ وہابیوں کی اگر کوئی شخص نماز کو دیکھے تو بالکل تمیز نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک مسلمان ہے، نماز میں یہ لوگ چاروں طرف بوقت ضرورت منہ پھیرا کر دیکھتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو ہلاتے ہیں اور بہت ساری ایسی حرکات کرتے ہیں جو ایک مسلمان کی نماز کے لیے مبطل ہیں۔ یہ لوگ نماز کے بعد کی سنت نہیں پڑھتے ہیں۔ اور ان کے خیال میں فرائض کے علاوہ سنت بالکل بے کار شے ہے۔ اس سال وہابیوں نے دسویں ذی الحجہ کو خیف میں نماز جمعہ نہیں پڑھنے دی۔ اور سب نے نماز ظہر ادا کی۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸/اگست ۱۹۲۵ء، ص ۴]

بغیر غسل و کفن کے نجدی تدفین:

نجدیوں کا نیا مذہب تھا اس لئے مسائل بھی نئے ہی تھے۔ ان کے یہاں کوئی مر جاتا تو اسے بغیر غسل، بغیر کفن، انہیں کپڑوں میں بغیر نماز جنازہ پڑھے ہی دفن کر دیا جاتا تھا۔ اخبار الفقیہ ایک حاجی کے حوالے سے

لکھتا ہے:

''سب سے زاید جو بات ان کے متعلق عجیب ہے وہ یہ ہے کہ اگر ان میں کوئی میت ہوجاتی ہے تو مسلمانوں کی رسوم کے مطابق کی رسم ادا نہیں کی جاتی۔ یہ لوگ نہ مُردوں کو نہلاتے ہیں اور نہ غسل دیتے ہیں اور نہ کفن دیتے ہیں۔ بلکہ مُردے کو اُس کے کپڑوں میں قبر کے اندر ڈال کر بغیر کسی کے خبر کیے ہوئے سنا ہے کہ توپ آتے ہیں۔

مَیں نے جب سے کہ مکہ میں وہابی داخل ہوئے ہیں، اس وقت سے کسی وہابی کے مُردے کو کفن و غسل دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ نجدی عام طور پر محار معاہدہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لیکن مَیں نے ان محلہ والوں سے جب پوچھا کہ یہ لوگ اپنے مُردے کس طرح تدفین کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آج تک ان لوگوں کو کسی مردے کو غسل دیتے ہوئے اور اس پر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور نہ ان کے مُردوں کی قبروں کے نشانات دیکھے۔

[مرجع سابق، ص۹]

نجدیوں کی ہوس پرستی:

نجدی، مذہب بیزار تو تھے ہی اخلاقی اعتبار سے بھی اتنے گرے ہوئے تھے کہ اس مقدس سرزمین پر بھی اپنی ہوس کی تسکین کے لئے بے چین دکھائی دیتے تھے۔

مولانا مشرف صاحب علی گڑھی کا بیان ہے:

''حالانکہ نجدیہ کی افواج کے سپاہیوں کی اخلاقی حالت خود خراب ہے۔ خاص ابن سعود کی پیشی کا آدمی عبداللہ نامی مجھ سے ملا اور چند روز میں دوستی کر لی۔ اور یہ سوال کیا کہ یہاں تعیش کا کوئی مقام ہمیں بتاؤ۔ تاکہ وہاں جائیں اور اپنی خواہش پوری کریں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نہیں جانتا اور اُسی دن سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔''

[مرجع سابق، ص۸۰]

باب (۱۱)

حالات حجاز کے چشم دید گواہوں کے بیانات

maablib.org

چشم دید حالات حجاز تین حجاج کرام کی زبانی

سرزمین حجاز پر سعودی تسلط کے بعد جب اہل حجاز اور حجاج کرام کے ساتھ ناروا سلوک برتا گیا اور حجاز کے مقدس مقامات و مآثر مساجد و مقابر کی بے حرمتی کی گئی بلکہ انہیں منہدم تک کیا گیا تو یہ خبریں عالم اسلام خصوصاً ہندوستان تک بڑی تیزی سے پھیل گئیں۔ البتہ سعودی ہواخواہوں نے ان خبروں کو افواہ قرار دیتے ہوئے تحقیق حال کا مشورہ دے کر لوگوں کو اصل واقعات حجاز کے معاملہ میں تشویش میں مبتلا کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں حق پسند منصف مزاج حضرات نے تحقیق حال کا بیڑا اٹھایا اور ہندوستان سے حجاز کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے وفود روانہ کئے۔ دوسری طرف چند حق پسند مدیران اخبارات خصوصاً مدیر اخبار الفقیہ، نے بھی لوگوں تک نجدی مظالم کی نوعیت واقعی پہنچانے کی حد بھر کوشش کی۔

اور اس کا ایک طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ جو لوگ حجاج وغیرہ حجاز سے واپس آتے تو یہ ان سے تحقیق حال کے لئے ملاقات کرتے اور وہاں کے چشمدید واقعات کو سپرد قرطاس کر کے شائع کرا دیتے۔ یا حجاج کرام خود ہی اخبارات کو اپنے چشم دید یا مستند ذرائع سے مسموع حالات حجاز قلمبند کر کے اخبارات میں بغرض اشاعت روانہ کر دیتے جنہیں اخبارات خصوصاً اخبار الفقیہ میں شائع کیا جاتا۔

جس سے لوگوں تک حالات حجاز کے اصل حقائق بآسانی پہنچ جاتے۔ ہم یہاں انہیں چشم دید و مستند معتبر واقعات حجاز میں سے چند کو یہاں پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت واقعی سے اطلاع ملے۔ اخبار الفقیہ میں وہابی اخبارات کی کج روی اور نفس پروری کی مذمت کرتے ہوئے تین حجاج کرام کے حوالے سے حالات حجاز کے چشم دید واقعات بیان کرتے ہوئے حاجی محمد عبد العزیز خان ہری پور ضلع ہزارہ لکھتے ہیں:

"امابعد گزارش ہے کہ ہمیں یہ واقعات لکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کہ عام طور پر علماء کرام ربانی و صوفیہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ابن سعود وہابیہ نجدیہ کے طوفان ناجائز و حرکات پر بجلی کی روشنی ڈال دی جو اظہر من الشمس ہے۔ جس کی تصدیق میں اخبارات الفقیہ و نجیبی گولہ و غالب و سیاست وغیرہ حنفی سنی نے خوب چھان بین کے ساتھ فرما دی ہے لیکن خلافتی ٹٹو اور وہابیہ فرقہ کی کجروی نے اپنی رفتار اب تک نہ چھوڑی کہ ان میں بعضوں نے اپنے مذہب پر بدمذہب کو ترقی دی اور بعضوں نے نفس پروری میں ایمان کو شیطان کے

دفتر میں رجسٹری کردیا اور رسیدات سعودی دفتر میں امانت بھیج دی ہیں لیکن جھوٹ جھوٹ اور سچ سچ۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت کہو آمین ثم آمین۔

اب میں تین کس حاجی صاحبان کے بیان حلفی تحریر خدمت کرتا ہوں اور ان کے اسماء گرامی معہ جلسہ عرض کرتا ہوں۔ مسمی حاجی دین محمد صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ جن کی عمر ستر سال ہوگی۔ اور ایک ان کا فرزند مسمی حاجی عبیداللہ عمر تقریباً پینتیس سال ساکنان حافظہ بھانڈی تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ حلف اٹھا کر بیان کرتے ہیں، کہ گھر سے نکل کر واپس ہونے میں اب ہمارے دو سال اور چار ماہ ہو چکے ہیں کہ براستہ خشکی کراچی سے بحرین اور بغداد شریف سے کربلا معلی چلے گئے۔ وہاں سے پھر واپس بغداد شریف۔ دوسرے سال میں دربار عالیہ مقدسہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مقیم رہے۔

بعد ازاں مزارات کاظمین سے ہوتے ہوئے شام کو براستہ ڈیر شہر چلے گئے۔ پھر حلب اور حماں وحمس سے ہوتے ہوئے دمشق پہنچے اور وہاں متصل شہر و پہاڑ کے ایک روضہ حضرت بابا خردی صاحب پر گئے اور تین روز متواتر جاتے رہے وہاں کیا دیکھا کہ جیسے کوئی شخص اُتاتا (چادر اوڑھے) سوئے اور اس کے پاؤں چادر سے باہر ہوں ہم نے مجاوروں سے دریافت کیا کہ بابا صاحب موصوف کب سے دفن ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہیں اور جناب حضرت رسول اکرم ﷺ کی زندگی ہی میں یہاں مدفون ہوئے ہیں۔

اور چند سال مابعد ایک شخص یہاں روضہ مبارک پر حاضر ہو کر کہنے لگا کہ قبہ کیوں بنایا گیا ہے کہ یہ مرکر مٹی ہوگیا ہے اس میں اولیاء کی کون سی بات ہے تو بابا صاحب نے روضہ سے صاف فرمایا کہ مر کر مٹی نہیں ہوا مجھے خدا نے اولیائی دی ہے تم نے نہیں دی۔ پھر فوراً اپنے پاؤں مبارک اپنے روضہ سے باہر نکال دیئے اور فرمایا: کہ دیکھو میری یہی حالت تا بقا قیامت رہے گی۔ پھر ہم متصل کے پہاڑ پر گئے جملہ مزارات متبرکہ سے نیاز حاصل کرتے ہوئے بیت المقدس شریف گئے۔ ایک ماہ سالم وہاں رہ کر بعد ازاں مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔

.....جب ہم طائف شریف میں پہنچے تو شہر طائف کے پاس ایک میدان میں تمام زمین خون آلودہ ہوئی تھی۔ پھر شہر کے اندر گئے تمام غیر آباد تھا۔ فیصدی دو چار آدمی گھروں میں بشکل ویرانہ تھے۔ پھر ہم وہاں سے واپس مکہ معظمہ میں آئے تو دیکھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہنے دیتے اور کہنے والوں کو قتل کردیتے ہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ ان کا کلمہ یہ ہے "لا الٰہ الا اللہ مالک یوم الدین، اور "لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ"

مکہ معظمہ کی مسجد کے میناروں پر حسب دستور سابقہ صلوتیں بند کردیں۔ اور بجائے دیگر میناروں کے صرف ایک ہی منارہ پر اذان معمولی آواز اور تیزی سے کلمہ اذان کہتے ہیں۔ تین مصلی حرم شریف میں بند کر دیئے ہیں۔ صرف ایک حنبلی مصلی پر نماز ہوتی ہے۔ ہم بیت اللہ شریف میں بیٹھے تھے اور میرے گلے میں

تعویذات تھے۔ ابن سعود کا ایک سپاہی آیا اس نے وہ میرے گلے سے توڑ ڈالے۔ اور بولا کہ انت مشرک۔ میں نے منت کرتے ہوئے تعویذ مانگے تو مجھے پیش قبض نکال کر سیدھی میری طرف کی کہ اگر اب مانگو گے تو مار دوں گا۔ پھر میری اہلیہ نے مانگے تو اس کو دھکا دے کر حرم شریف میں گرا دیا۔

جب عرفات پر ہم گئے تو دیکھا کہ قاضی کو ڈھیری کے چھیڑے پر سے روک دیا۔ اور ڈھیری نیچے میدان میں اپنے پاس قاضی کو کھڑا کر کے خطبہ معمولی طور پر تھوڑا سا پڑھنے دیا۔ حاجی محمد دین صاحب فرماتے ہیں: کہ میرا یہ دوسرا حج شریف ہے جیسے کہ پہلے حج میں رونق ہوتی تھی وہ نہیں۔ میری موجودگی میں راستہ جدہ شریف بند تھا۔ کہ حدیدہ سے جدہ شریف تک ایک طرف فوج میر علی حسین کی تھی دوسری طرف حدیدہ سے لے کر مکہ معظمہ تک سعودی فوج تھی۔ سنا گیا تھا کہ امیر علی نے تین یوم تک جنگ ملتوی کر دیا ہے۔ پھر ہم بعد از اں احکام حج وغیرہ براستہ یمن عدن کے متصل مکلہ آ گئے۔ پھر وہاں ہم بیوپاریوں کی کشتی میں بمبئی آ گئے۔ پھر بمبئی سے جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ریلوے پاس۔۔ دیئے۔ اور آج پانچواں یوم ہم موضع چھوہر برائے زیارت شریف حضرت صاحب چھوروی آ رہے ہیں۔

یہ واقعات ہم سے ہری پور کے باشندگان وغیرہ نے بھی دریافت کئے ہیں۔ اب ہم ایک رات دعوت حاجی محمد عبدالعزیز خاں صاحب سکنہ سرائے صالحہ کے پاس حسب وعدہ ان کے رہ کر چلے جائیں گے۔ اور عنقریب دو چار یوم کو گھر پہنچ جائیں گے۔ چونکہ ہم ناخواندہ ہیں بیانات بالا سن کر سمجھ کر اپنے اپنے نام پر اپنے دہنے ہاتھ کے انگوٹھے لگا دیئے ہیں۔ تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ بیان درست نہیں۔

(مورخہ ۱۰ر مارچ ۲۶ء)

نشان انگوٹھا حاجی دین محمد صاحب۔ نشان انگوٹھا حاجی عبیداللہ صاحب

ناظرین الفقیہ! ۱۵ر مارچ کو حاجی صاحبان ہمارے مہمان ہوئے ہیں۔ اور واقعات بالا کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بد مذہب کی ابتدائی حالت تھی تو بعد میں جو کچھ اس نے کیا جیسے مدینہ منورہ وغیرہ مقامات پر تو اس کا کوئی حساب ہی نہ ہوگا۔ ناظرین آگاہی کے لئے یہ واقعات چشم دید لکھ دیئے ہیں تاکہ خلافتی اور دیگر غیر مقلدین کی روسیاہی لک ہو جائے اور روغن کی ضرورت نہ رہے قدرتی روغن میں صفائی بہت ہے اور بیانات بالا بالکل صحیح ہیں۔ والسلام۔"

الراقم حاجی محمد عبدالعزیز خان عفا اللہ عنہ ساکن سرائے صالحہ تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ۔"

[الفقیہ: ۲۱ر مارچ، ۱۹۲۶ء، ص ۳،۴]

مولانا غلام محمد پشاوری اور میاں محمد خاں صاحب امرت سری سے کئے گئے سوالات کے جوابات ملاحظہ کریں:

"سوال: کیا حج کے موقع پر نہر زبیدہ بند کر دی گئی تھی اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: حج سے اندازاً دو روز پیشتر مکہ معظمہ میں پانی کی قلت تھی بعض لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عرفات کے لئے نہر سے حوض بھرے جا رہے ہیں لیکن عرفات سے واپسی پر بھی پانی کی سخت تکلیف رہی ہم نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ نہر سے نجدی سپاہیوں کے لئے پانی دیا جا رہا ہے۔

سوال: حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت کیا نجدی سپاہی حاجیوں کو مارتے تھے؟

جواب: ہاں لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اس لئے نجدی سپاہی چھڑیاں مار کر ہٹاتے تھے۔

سوال: اہل مکہ و اہل مدینہ نجدی حکومت سے خوش ہیں یا بیزار؟

جواب: تمام اہل حرمین کی رائے دریافت کرنے کا مجھے موقع نہیں ملا البتہ جس قدر مکی اور مدنی مسلمان مجھے ملے وہ سب کے سب نجدی حکومت سے بیزار نظر آتے ہیں۔

اس بیان کی تصدیق:

مولانا غلام محمد صاحب موصوف سے رخصت ہو کر میں نے میاں خاں صاحب مؤذن مسجد جامع شیخ خیر الدین مرحوم ونقیب انجمن تبلیغ الاسلام امرت سر سے ملاقات کی میرے سوالات پر انہوں نے حسب ذیل جواب دیئے اور ان کے نیچے شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق کی موجودگی میں دستخط کرائے۔

سوال: (پہلے مندرجہ بالا بیان ان کے سامنے پڑھا گیا) کیا مولانا غلام محمد صاحب کے اس بیان کی آپ تصدیق کرتے ہیں؟

جواب: بیشک اس بیان کی میں تصدیق کرتا ہوں

سوال: مکی اور مدنی مسلمانوں کا ابن سعود کے متعلق کیا خیال ہے؟

جواب: میں نے بہت سے اہل مکہ اور اہل مدینہ کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن سعود بطال ہے۔

(مرسلہ محمد بہاء الحق قاسمی عفا اللہ عنہ معتمد اعلیٰ جمعیت خدام الحرمین (امرت سر)

[اخبار الفقیہ: ۲ر جولائی ۱۹۲۶ء ص ۱۱]

حالات حجاز مقدس کی تفصیل مولانا نثار احمد کی زبان سے:

جناب مولانا نثار صاحب سے حجاز مقدس کے روح فرسا حالات نیز حرمین شریفین کے مآثر متبرکہ و مقامات مقدسہ کے انہدام سے متعلق مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی صاحب نے جو سوالات کئے اور انہوں نے جو جوابات دیئے ان سے بھی حجاز مقدس میں نجدی بربریت کا پتہ چلتا ہے ملاحظہ فرمائیں حسب ذیل سوالات و جوابات:

(س) آپ کامران سے جدہ کے روز میں پہنچے؟

(ج) تیسرے روز

(س) جدہ میں آپ نے کس طرح قیام فرمایا؟

(ج) معمولی حاجیوں کی طرح

(س) جدہ میں کے روز قیام کیا؟

(ج) دو روز قیام کے بعد مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔

(س) داخلہ کا کس قدر ٹیکس دیا؟

(ج) فی ٹکٹ سات روپے لئے جاتے تھے بچہ بھی اگر ساتھ ہو تو اس پر بھی ٹیکس ہے جو ابن سعود لیتا ہے۔

(س) جدہ سے کس سواری پر مکہ معظمہ تشریف لے گئے؟

(ج) جدہ سے مکہ معظمہ پیدل گیا تاکہ مزید ٹیکس نہ دینا پڑے جو لوگ موٹر پر گئے ان کو کرایہ موٹر ایک گنی اور دو مجیدی مزید ٹیکس دینا پڑا۔

(س) سامان کی چنگی اور حفاظت کا جدہ میں کیا انتظام ہے؟

(ج) چنگی بہت زائد لی جاتی ہے حتی کہ لوگ کفن کے لئے تھان لے جاتے ہیں ان پر بھی چنگی لی جاتی ہے رشوت بھی خوب چلتی ہے۔

(س) مکہ معظمہ میں داخلہ کے بعد ٹیکس وغیرہ کس قدر لیا جاتا ہے

(ج) ......حسب تفصیل ذیل ٹیکس لیا جاتا ہے کرایہ مکان..........اس رقم سے ابن سعود کے... روپیہ لیتا ہے۔

(س) مکہ معظمہ میں اشیاء کی قیمت کا کیا حال ہے؟

(ج) چیزیں ارزاں ہیں اور بآسانی ملتی ہیں۔

(س) آپ وفد خلافت و جمعیۃ العلماء کے ساتھ کیوں نہیں ٹھہرے؟

(ج) ابن سعود کے مہمان بنے وفود کے ساتھ ٹھہرنے میں واقعات و حالات کی کامل تحقیق نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے علاحدہ ٹھہر کر عام و خاص ہر قسم کے حالات دریافت کئے۔ اور اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کو دیکھا جو طائف میں زخمی ہوئے یا مکہ معظمہ میں ان پر ظلم ہوا۔

بہت سے ایسے اشخاص دیکھے جن کے خویش و اقارب کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا اور وہ فاقے کر رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔

(س) کیا موتمر کے کسی جلسہ میں آپ نے شرکت فرمائی اور موتمر کا کیا رنگ دیکھا؟

(ج) علی برادران کے ساتھ موتمر میں شریک ہوا موتمر کا رنگ اچھا نہیں تھا جس کی شکایت علی برادران کو بھی تھی۔

(س) موتمر میں تقریریں ہوتی تھیں یا محض تجاویز پیش ہوتی تھیں

(ج) تجاویز پیش ہو کر انہیں پر تقریریں ہوتی تھیں۔

(س) موتمر میں علی برادران کا کیا رویہ تھا

(ج) وہ حق و صداقت کا نمونہ تھے انہوں نے کوئی دقیقہ ابن سعود کو تنبیہ کرنے اور اعلان ملوکیت پر بحث کرنے کا اٹھا نہ رکھا۔ علی برادران کی اس روش سے ہندوستان کے غیر مقلد چراغ پا ہو جاتے تھے۔

(س) ہندوستانی غیر مقلدین کی کیا روش تھی؟

(ج) وہ ابن سعود کے مہمان بننے کے انتہا سے زائد شائق اور آرزومند تھے۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ نے تو اپنی آمد کا تار بھی ابن سعود کو دیا تھا جس پر مکہ معظمہ کے سرکاری اخبارات نے پھبتیاں بھی اڑائیں اور لکھا کہ ان اطلاعات سے کیا حاصل؟

(س) کیا وفود ابن سعود سے موتمر میں مرعوب تھے؟

(ج) ابتداء ابن سعود سے مرعوب تھے مگر علی برادران کی آواز حریت نے سب کو متاثر کر دیا۔

(س) ابن سعود کا موتمر سے کیا منشاء تھا؟

(ج) ابن سعود کا خیال تھا کہ موتمر میں میرے خلاف کوئی صدا بلند نہ ہوگی اور میں جو چاہوں گا کر لوں گا اعلان ملوکیت کو سب پسند و قبول کر لیں گے مگر علی برادران کی سعی نے ابن سعود کے سارے منصوبوں پر پانی پھیر دیا دیگر وفود بھی جب علی برادران کے ہمنوا ہو گئے تو ابن سعود موتمر سے پچھتایا۔

(س) موتمر میں غیر مقلد پارٹی کا کیا رنگ تھا؟

(ج) موتمر میں سب سے زائد اختلاف آرا غیر مقلد پارٹی کرتی تھی کیوں کہ وہ چاہتے تھے کہ کسی قسم کی ضرب ابن سعود پر نہ لگے اور وہ اعلان ملوکیت کے بعد بھی اعتراضات سے بچ جائے۔

(س) وفد خلافت ہندیہ کی طرف کس قدر رائیں تھیں؟

(ج) وفد خلافت کی طرف ۱۳ آرائیں تھیں ترکی و افغانی وفود بھی خلافت کے موید تھے۔

(س) اہل سنت و جماعت کے ساتھ ابن سعود اور اس کی جماعت کا کیا برتاؤ تھا؟

(ج) حد درجہ بیدردانہ مشرک بنا دینا معمولی کام تھا یہاں تک کہ مجھ کو بھی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مصلے پر مشرک کہا اور کہا لست بمسلم تو مسلمان نہیں۔

(س) مآثر و مزارات منہدمہ کی زیارت کی اجازت ہے یا نہیں؟ کیا نجدی زائرین کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں؟

(ج) زیارت کی اجازت نہیں بلکہ ابن سعود کی طرف سے ممانعت ہے اس نے سرکاری اخباروں میں یہ اعلان کرا دیا کہ مآثر اور مزارات کی زیارت کرنے والوں کو اگر میری فوج کی طرف سے کوئی نقصان

پہنچے تو اس کی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی۔

(س) رمی جمار کے وقت نجدیوں کا کیا انداز تھا؟

(ج) رمی جمار کے وقت نجدیوں کی بدولت حجاج کو سخت تکلیف پہنچی نجدیوں نے رمی جمار اونٹوں پر بیٹھ کر کیا اور اونٹوں کو اس قدر زور سے بھگاتے تھے جس کے باعث حجاج کے سخت چوٹیں آئیں ایک عورت سخت بیہوش ہوگئی دوسری کا انتقال ہوگیا میں نے بیہوش عورت کو اٹھا کر مکان تک پہنچایا۔

(س) علمائے مکہ کا ابن سعود کے متعلق کیا خیال ہے اور ابن سعود کا ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہے؟

(ج) علمائے مکہ نے ابن سعود کی مخالفت کی مگر ابن سعود کے جبر و ظلم سے اب بعض قید ہیں اور بعض اظہار خیال کرنے پر تہدید کئے جاتے ہیں تمامی علماء نجدیوں کے خیالات سے متنفر ہیں اور اس کے جبر و ظلم کے شاکی ہیں۔

(س) کیا حجاج کو مکہ معظمہ میں پانی کی تکلیف ہوئی؟

(ج) عرفات کی نہر بھرنے کے لئے ۶ ذی الحجہ سے نہر زبیدہ بند کی گئی اور پھر ۱۴ تک نہیں کھلی۔ اہل مکہ اور حجاج نے کھاری پانی پی کر گزر کیا۔ نجدیوں کے اونٹوں کی خاطر نہر زبیدہ میں ریت کے بورے ڈال دیئے گئے تاکہ مکہ معظمہ تک پانی نہ پہنچ سکے خود مولانا محمد علی نے ۱۳ ذی الحجہ کو یہ منظر دیکھا کہ کھاری پانی کا ایک کنستر مجھے ۶ قرش بمشکل حاصل ہوا دیگر حجاج کو اس سے زائد تکلیف ہوئی۔

(س) کیا چاہ زم زم بھی بند رہا؟

(ج) نجدیوں کی بربریت کی وجہ سے زمزم شریف کا.... ٹوٹا اور پھر بسلسلہ تعمیر یک شب و روز زمزم بند رہا۔

(س) ابن سعود کی علمی و ذاتی حالت کیا ہے

(ج) ابن سعود قطعاً جاہل ہے اور خود جہل کا معترف ہے عبداللہ بن بلیہہ قاضی القضاۃ کا تابعدار ہے بتحقیق مولانا شوکت علی صاحب ۱۴۰ عورتوں سے نکاح کر کے طلاق دے چکا ہے جناب قاضی القضاۃ صاحب ۸۰ عورتوں سے نکاح کر کے طلاق دے چکے ہیں۔

(س) شیبی کلید بردار کی لونڈی کے غصب کا کیا واقعہ ہے؟

(ج) شیبی کو زدوکوب کیا گیا اور ان کی لونڈی کو بجبر غصب کر کے زنا کیا گیا جس سے اولاد بھی موجود ہے۔

(س) علماء نجد کی علمی حالت کیا ہے؟

(ج) جن لوگوں کو علماء نجد کہا جاتا ہے ان کی علمی حالت یہ ہے کہ مجھ سے اور نجدیوں کے اعلم العلماء قاضی القضاۃ کے نائب سے مسئلہ ندائے غیر اللہ پر حرم میں گفتگو ہوئی۔ جب ان سے جواب نہ بن پڑا تو مجھے پنکھوں سے مارا اور کہا کہ اگر تم صبح نہ آئے تو جیل بھیج دوں گا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ شخص ہندی ہے تو چھوڑ دیا گیا۔

(س) ہندی غیر مقلدین کی تقریریں حرم میں کس عنوان پر ہوئیں؟

(ج) حرم میں تمام وعظ غیر مقلدین نے ابن سعود کی مدح وثنا پر کیئے اور یہاں تک کہا کہ ابن سعود کا زمانہ حضرت سیدنا فاروق اعظم کا زمانہ ہے کسی وعظ میں احکام حج تک نہیں بیان کئے گئے۔ مولوی ثناء اللہ سرگروہ غیر مقلدین نے کعبۃ اللہ کو پشت دے کر وعظ کہے۔ جب میں نے متعدد بار ٹوکا تو تیسرے روز کعبۃ اللہ کو منہ کر کے وعظ کیا گیا۔

(س) کیا دلائل الخیرات پڑھنے سے روکا جاتا ہے؟

(ج) نجدی اگر کسی کو دلائل الخیرات پڑھتے ہوئے دیکھ لیتے تو مشرک کا خطاب دے کر جیل بھیجنے کی دھمکی دیتے ہیں۔

(س) ابن تیمیہ کے متعلق نجدیوں کا کیا خیال ہے؟

(ج) ابن تیمیہ کو نجدی اپنا پیشوائے اعظم سمجھتے ہیں اور اس کے اقوال پر پورا پورا عمل کرتے ہیں۔

(س) کیا ہندوستان کے اخباروں کی یہ بیان صحیح ہے کہ نجدیوں کا اثر دنیائے اسلام کے حجاج پر اچھا پڑا؟

(ج) یہ اطلاع بالکل غلط اور صرف ان کا خیال ہے جن کے دل ودماغ پر نجدیوں کا تسلط ہے۔ سوائے غیر مقلدین کے کوئی بھی اس کی مدح نہیں کرتا بلکہ اس سے متنفر ہیں۔

(س) کیا یہ صحیح ہے کہ ابن سعود برطانیہ کا غلام ہے؟

(ج) بالکل صحیح ہے۔

(س) کیا آپ نے مدینہ طیبہ کی زیارت کی؟

(ج) جی ہاں پاپیادہ مدینہ طیبہ گیا اور پانچ دن وہاں قیام کیا۔

[الفقیہ: ۱۴،۷: اگست ۲۶ء، ص ۱۵]

حالات حجاز بزبان مولانا عبدالعزیز:

الفقیہ کے ایک قاری کی طرف سے مولانا عبدالعزیز صاحب سے حجاز کے حالات سے متعلق پوچھے گئے سوالات وجوابات پر مشتمل درج ذیل بیان الفقیہ میں شائع کیا گیا۔ ملاحظہ کریں:

سوال: جدہ میں ڈاکٹری معائنہ کی فیس آپ نے کیا دی تھی؟

جواب: کراچی میں تو ڈاکٹر نے بلا فیس معائنہ کیا تھا لیکن جدہ میں پانچ روپیہ ۴ ر فی کس وصول کر کے ہم کو سرٹیفکیٹ دے دیا گیا تھا۔ حالانکہ ہم بندرگاہ پر تھے اور ہمارا معائنہ نہیں کیا گیا۔ بندرگاہ سے جہاز تک باوجودیکہ سرکاری کشتیاں تھیں ہم سے ایک ایک روپیہ فی کس وصول کیا گیا۔

(س): جدہ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے آپ نے اونٹ کا کرایہ کتنا دیا تھا؟

(ج): گیارہ روپے۔

(س): کیا حج کے موقع پر نہر زبیدہ بند کر دی گئی تھی؟

(ج): ہاں حج کے دو روز قبل اور دو تین روز بعد تک نہر زبیدہ بند کی گئی تھی۔

(س): کیا ابن سعود سے آپ نے ملاقات کی اس کے ذاتی اخلاق کیسے ہیں؟

(ج): ہاں میں نے ایک دفعہ ابن سعود سے ملاقات کی تھی بظاہر ملنسار معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے بھی اچھی طرح پیش آیا۔

(س): کیا نجدیو سے آپ کو گفتگو کا موقعہ ملا تھا؟ ان کے اخلاق و عادات کیسے ہیں؟

(ج): مجھے بہت سے نجدیوں کے ساتھ گفتگو کا موقعہ ملا وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں نجدی امام کے بغیر کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے نجدی لوگ اول درجہ کے اکھڑ وحشی اور جاہل ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت مسلمانوں کو دیکھتے ہوئے اور کچلتے ہوئے نکل جاتے تھے۔

(س): مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک آپ نے کیا کرایہ دیا تھا؟

(ج): آٹھ پونڈ انگریزی (ایک سو بارہ روپے) اس کے علاوہ شغدف کا کرایہ چھ روپیہ دیا گیا۔

(س): کا ان اخراجات کے علاوہ آپ کو راستہ میں کچھ اور بھی صرف کرنا پڑا؟

(ج): ہمارے اونٹ کا جو جمال (ساربان) تھا وہ ہم سے بخششیں مانگتا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تم نے ہم سے آٹھ پونڈ لے لئے اب کیوں تنگ کرتے ہو؟ اس نے قسم کھا کر کہا کہ ہم کو صرف تین پونڈ اور کچھ مجیدی ملتے ہیں۔ باقی رقم نجدی حکومت لیتی ہے۔ اس کی حالت پر رحم کھا کر ہم اس کو ہر روز بخششیں اور کھانا دیا کرتے تھے۔

س: کیا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک راستہ پر امن تھا آپ کی رائے میں اس کی وجہ کیا ہے؟

ج: ہاں پر امن تھا میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ بدؤوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے ابن سعود نے دوران ملاقات میں مجھ سے کہا تھا کہ میں نے تمام حرامی بدؤوں کو قتل کرا دیا ہے جو باقی ہیں وہ مردہ چوہے کی مانند ہیں۔

(س): مدینہ شریف کی آبادی پہلے کی نسبت کم ہے یا زیادہ؟

(ج): ایک ہندوستانی عالم مدینہ طیبہ میں ۲۵ سال سے مقیم ہیں۔ ان سے مجھے معلوم ہوا کہ مدینہ کے اصلی باشندوں کی موجودہ آبادی صرف پندرہ ہزار ہے۔ حالانکہ اس سے قبل بہت زیادہ آبادی تھی۔ لیکن سعودی مظالم سے تنگ آ کر لوگ بھاگ گئے ہیں۔

(س): اہل حرمین کی رائے نجدی حکومت کے متعلق کیا ہے؟

(ج): ان دونوں مقدس شہروں کے باشندوں سے جہاں تک مجھے گفتگو کا موقع ملا ہے وہ نجدی حکومت سے

سخت متنفر اور بیزار ہیں۔

(س): کیا ابن سعود نے علماء مدینہ سے فتوے لے کر قبروں اور قبوں کو گرا دیا تھا؟

(ج): مجھے عالم موصوف سے معلوم ہوا تھا کہ اس فتوی پر صرف نجدی قاضی اور سابق قاضی نے دستخط کیے تھے باقی وہاں کے کسی ذمہ دار عالم نے اس فتوی پر دستخط نہیں کیے۔

(س): کیا نجدی حکومت چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتی ہے؟

(ج): میں نے عالم موصوف سے سنا تھا کہ ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا تھا لیکن وہ دو سو روپیہ رشوت دے کر چھوٹ گیا؟

(س): مکۂ معظمہ سے عرفات تک کتنا فاصلہ ہے اور آپ نے کیا کرایہ دیا تھا؟

(ج): مکۂ معظمہ سے عرفات تک صرف ۹ میل کا فاصلہ ہے اور اس سفر کو طے کرنے کے لیے ہم نے ۳۴ روپے کرایہ دیا تھا۔

(س): واپسی پر مکۂ معظمہ سے جدہ تک آپ نے کتنا کرایہ دیا تھا؟

(ج): اٹھارہ روپے دس آنہ۔

(س): معلم کو آپ نے کیا دیا؟

(ج): دس روپے جن میں سے ہمارے معلم کے بیان کے مطابق چھ روپیہ نجدی حکومت نے لے لیے تھے۔

(عبدالعزیز)

[اخبار الفقیہ: ۷ ،۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۷، ۱۸]

حالات حجاز پر میاں حاجی محمد حنیف کلنپوری کا بیان:

میاں حاجی محمد حنیف صاحب پنجابی سوداگر کانپور سے درج ذیل سوالات کیے گئے جن کے جوابات سوالات کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(س): مکۂ معظمہ میں آپ نے کے روز قیام فرمایا؟

(ج): اول بار آٹھ یوم۔

(س): مکۂ معظمہ میں مزارات پر آپ تشریف لے گئے؟

(ج): جی نہیں کیوں کہ حکومت کی طرف سے اجازت نہیں ہے بلکہ بعض حضرات نے ابن سعود سے اجازت مانگی مگر اس نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ ایڈیٹر صاحب البرید نے یہ کہہ کر اجازت چاہی کہ میں بحیثیت مدیر اخباران مقامات کو بلحاظ آثار قدیمہ کے دیکھنا چاہتا ہوں۔ مگر اس نے اجازت نہیں دی۔ میں نے اپنے معلم سے کہا کہ مجھ کو کسی طرح وہاں پہنچا دو۔ معلم صاحب نے کہا کہ اگر مجھ کو بعد میں

بچانے کا وعدہ کرو تو میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں۔ کوئی شخص مارے خوف کے وہاں تک جا نہیں سکتا۔

(س): مقام ابراہیم کا کیا حال ہے؟

(ج): جو شخص وہاں جا کر جالی چھوتا ہے فوراً بید مارا جاتا ہے۔ یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے۔ اور میں نے اسی خوف سے جالی کو ہاتھ نہیں لگایا اس کے انہدام کی بھی خبر ہے۔

(س): آپ مدینہ تشریف لے گئے تھے اور کے روز قیام رہا؟

(ج): جی ہاں دن وتاریخ وایام قیام ٹھیک یاد نہیں رہا۔"

[اخبار الفقیہ: ۷،۱۴: اگست ۱۹۲۶ء ص ۲۰]

maablib.org

باب ﴿۱۲﴾

نجدی حکومت اور اس کے ظلم و بربریت کے خلاف صدائے احتجاج

maablib.org

ابن سعود اور نجدیوں کے حجاز مقدس پر تسلط کے بعد سے ایک طرف تو اہل حجاز اور حجاج کرام پر آئے دن ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔ ان کی جان، مال، عزت و آبرو حتی کہ ایمان بھی محفوظ نہیں تھا۔ اور ان مظلومگان حجاز کی آہیں اور فریادیں بھی صدائے بازگشت سے زیادہ کام نہیں کر پارہی تھیں۔ تو وہیں دوسری طرف حجاز مقدس کے مقابر و مآثر کی بے حرمتی اور انہدام کا کام بھی زوروں پر تھا۔ حرمین شریفین کا تقدس پامال کیا جارہا تھا۔ گنبد خضری کو منہدم کرنے کی سازشیں کی جارہی تھیں۔

ایسے نازک دور میں ہندوستان کے مسلمانوں نے ابن سعود اور اس کے نمک خواروں کے خلاف محاذ آرائی شروع کی، جابجا جلسے اور جلوس کے ذریعہ ابن سعود اور سعودیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی، ابن سعود اور نجدیوں کی ان روح سوز حرکات کے خلاف آواز حق بلند کی گئی، بارگاہ الٰہی میں دعائیں کی گئیں، جس سے جو بن پڑا اس نے وہ کرنے کی کوشش کی۔

جس کا کم از کم اتنا اثر ہوا کہ اہل حجاز اور حجاج کرام کی جان، مال، عزت، محفوظ ہوگئی۔ مقابر و مآثر کے انہدام پر روک تھام ہوگئی اور ساتھ ہی گنبد خضری سے متعلق اطمینان بخش وعدہ ابن سعود کی جانب سے موصول ہوا۔

ہندوستان کے مشہور اخبارات و رسائل میں ان جلسوں اور جلوس وغیرہ کی کافی خبریں شائع ہوئیں ہم یہاں ان کی تفصیلی روداد ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

مارہرہ شریف میں مقابر و مآثر مقدسہ کے انہدام کے خلاف صدائے احتجاج اور دعائے تطہیر حرم:

۱۵، ۱۶ محرم ۱۳۴۳ھ، کو مارہرہ مقدسہ میں نجدی کی وحشیانہ حرکات وافعال کے خلاف ایک احتجاجی اجلاس سیدنا حضرت شاہ حمزہ اور شاہ برکات اللہ مارہروی علیہما الرحمہ کی عرس کی تقریب میں حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ تاج العلما محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اجلاس کی اجمالی روداد ملاحظہ فرمائیں:

"جناب من بختیع نے جنت البقیع کے انہدام پر احتجاج اور روضہ مطہرہ حضور سید عالم ﷺ کی حفاظت کی دعا کے لئے مسلمانان قصبہ مارہرہ کے ایک عام جلسہ کا انتظام جمعہ ۲۷ ذی الحجہ ۴۳ھ کے لئے کیا۔ اور ایک

مطبوعہ اشتہار سے اس کا اعلان کردیا تھا۔ مگر عین جلسہ کے دن بعض حامیان نجد نے ان تدابیر تقدم بالحفظ کی جو مسئلہ بقرعید ومحرم منجانب حکومت اور اضلاع کی طرح اس ضلع میں بھی کی جارہی تھیں اس جلسہ پر بھی گرفت عوام جہال کے ذہن نشین کر کے انہیں خوفزدہ کردینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور اس لئے مجبوراً جلسہ بعد عشرہ کے لیے ملتوی کرنا پڑا۔

۱۵ اور ۱۶ محرم الحرام کہ حضرت سیدنا شاہ حمزہ اور حضور سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہما کے عرس کی محافل درگاہ برکاتیہ میں حسب دستور قدیم حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب سجادہ نشین درگاہ معلی کی سرپرستی میں عام مسلمانان قصبہ کے کثیر اجتماع کے ساتھ منعقد ہوئیں۔ اور انہیں کے سلسلے میں شب گزشتہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز اس طرح ہوا کہ عزیزم سید آل مصطفیٰ سلمہ نے مولانا حسن بریلوی مرحوم کی مشہور نظم کشف راز نجدیت پڑھی جس میں وہابیہ ہند ونجد کے بعض عقاید واعمال معدود نظم میں اور آخر میں سنیوں کو وہابیوں سے اجتناب واحتراز پر توجہ دلائی ہے۔ اور جس میں حال کے بعض سعودی مظالم فقیر نے عجلۃً نظم کر کے شامل کردیے تھے۔ بعد میں فقیر نے اپنی آواز بوجہ زکام پڑے ہونے ایک مختصر تقریر میں نجدیوں کے بعض تازہ مظالم اور بزرگان دین کے ماثر ومزارات متبرکہ سے ان کی استبدادیہ کی گستاخیوں کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو ان سے اور ان کے ہواخواہوں سے قطعاً احتراز ونفرت رکھنے اور حرمین مطہرین وحجاز شریف سے ان کے دفع کرنے میں ہر امکانی کوشش کرنے کی ضرورت پر توجہ دلائی۔ جسے سارے مجمع نے پوری توجہ سے سنا۔ اور سب مسلمانوں نے نجدیوں کے ان خباثات پر اظہار نفرت وبیزاری کیا۔ اور بعد ازاں تمام حضار نے فقیر کے ساتھ نہایت عجز وزاری کے رو رو کر اور گڑگڑا کر بارگاہ احکم الحاکمین میں وہابیوں کے حرمین مطہرین اور حجاز مقدس سے جلد از جلد دفع ہونے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچنے اور وہابیوں کے ماثر ومشاہد متبرکہ خاص کر روضہ مطہرہ وگنبد خضریٰ کے ان کے دست ظلم وستم سے محفوظ ومامون رہنے کی دعا مانگی۔ بہت لوگ شدت گریہ سے بیتاب تھے مولیٰ تعالیٰ ہم گنہگاروں کی ان دعاؤں کو قبول فرمائے آمین۔

اس کے بعد مراسم عرس ادا ہوکر تقسیم شیرینی پر محفل عرس کا اختتام ہوا۔

محمد میاں قادری از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ

[۲۱ راگست ۲۶ء ص ۷]

عام مسلمانان بریلی کا سخت اندوہناک جلسۂ ماتم:

بریلی شریف میں حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی صدارت میں ۲۶ راگست ۱۹۲۵ کو نجدی مظالم کے خلاف احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں تاج العلما محمد میاں مارہروی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور دیگر مشاہیر علمانے شرکت فرمائی۔ اجلاس میں کئی اہم تجاویز منظور

طور پر پاس ہوئیں۔ اجلاس کی روداد، رامپور کے ہفتہ واری اخبار "دبدبہ سکندری" کے حوالے سے ملاحظہ ہو:

"۲۶ راگست ۲۵ء کو بعد مغرب مسجد بی بی جی مرحومہ میں بصدارت حجۃ الاسلام امام العلما حضرت مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی دامت برکاتہم نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوا ہزارہا مسلمانان بریلی کا عظیم اجتماع ہوا وسیع مسجد کا چپہ چپہ بھر گیا اور اس پر بھی مسلمان جوق جوق آ رہے تھے۔ حرمین محترمین میں نجدی ملاعنہ کے باغیانہ حرکات وحیا سوز واقعات نہایت ناپاک وحشیانہ مظالم مزارات ومساجد کے انہدام خود گنبد اقدس حضور پر نور حضرت سید الانام علیہ الصلاۃ کے ساتھ نہایت نجس گستاخی بے ادبی سے چونکہ ان کے دل زخمی ہو گئے۔ مسلمانوں نے نجدی بے دین کی ان خباثتوں شیطنتوں پر انتہائی غم وغصہ کا اظہار کیا۔

ابن سعود کی ساری ذریات خبیثہ کے غارت ہو جانے اور اس کے رذیل ہوا خواہوں، حامیوں، ہمراہیوں پر لعنت الٰہی کی بوچھار اور قہر وعذاب خداوندی کی ان پر بجلیاں گرنے کی صمیم قلب سے دعائیں مانگیں۔ علاوہ مقامی علمائے کرام ذیل کے افاضل عظام بھی تشریف لا کر شریک جلسہ ہوئے تھے:

حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد میاں صاحب قبلہ مارہروی زید مجدہم

حضرت استاذ العلما مولانا مولوی حکیم حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی

حضرت مولانا مولوی معوان حسین صاحب قادری مجددی رامپوری زید مجدہم

حضرت جناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب پیلی بھیتی زید مجدہم

حضرت جناب مولوی محمد اکبر صاحب کلکتوی سلمہم اللہ تعالیٰ

ذیل کی تجاویز جلسۂ ہٰذا میں بالاتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) غدار ابن سعود نجدی کے وہ خونی مظالم اور سخت شنیع گستاخیاں جو ارض پاک اور مزارات مقدسہ اور مساجد اور امکنۂ متبرکہ طائف ومکہ مکرمہ میں اس سے سرزد ہوئیں۔ اور سب سے بدتر اور قبیح تر وہ کمینہ پاجی پن جو اس نے تاجدار کونین رسول الثقلین ﷺ کے گنبد اقدس کے ساتھ کیا ہے حیا سوز اور شنیع و ناپاک جرم سے بدتر جرم اور درندگی اور وحشیانہ بربریت سے قبیح تر اور مسلمانان عالم کے دلوں کو پاش پاش کرنے والا ہے۔ ہم اس خبیث کی ان خبیث حرکات پر لعنتوں کی بوچھار کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ارض محترم کو ان دشمنان اسلام کی شر سے بچائے۔ اور انہیں ذلت ورسوائی کے ساتھ ہلاک کرے۔

(۲) ہندوستان کے جو لوگ نجدی غدار کے اس خدا ناترسی اور دجالی حرکات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں یا ان واقعات کو سبک کر کے دکھانا چاہتے ہیں یہ جلسہ ان کو نجدی کا حامی اور اس کے افعال کا دل سے شریک جانتا ہے۔ اور اسی طرح ان کو بھی مورد ملامت جانتا ہے اور مسلمانوں کو ہوشیار کرتا ہے کہ آپ کو بچائیں اور ان پوری ترک موالات کریں اور ان کے اس خفیہ اور ظاہر

سازباز پر لعنت کرتا ہے۔

(۳) ہندوستان سے جمعیۃ العلما اور خلافت کمیٹی کا جو وفد گیا تھا اس نے بیان کیا ہے کہ ہم نے ابن سعود کو مشورہ دیا کہ مدینہ طیبہ کے حملہ کے وقت وہاں کا احترام رکھنا اس خبر سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حملۂ مدینہ منورہ میں اس وفد کی رائے بھی شریک تھی لہٰذا اس وفد کے حق میں مسلمانوں کا وہی فیصلہ ہے جو نجدی کے حق میں اور ہمارے یقین میں روضۂ پاک پر گولہ باری میں نجدی کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

(۴) یہ جلسہ اخبار خلافت، ہمدرد اور زمیندار کوان کا طرز عمل دیکھتے ہوئے نجدی کا ایجنٹ یقین کرتا ہے اور مسلمانوں کو آگاہ کرتا ہے کہ نجدی کی بے دینی پر پردہ ڈالنا ان کا اہم ترین کام ہے مسلمان ان کی خبروں کو نظر اعتبار سے نہ دیکھیں۔

(۵) یہ جلسہ گورنمنٹ ہند کو اپنے روحانی درد و رنج سے باخبر کرتے ہوئے استدعا کرتا ہے کہ وہ مسلمانان ہند کو ارض پاک کی آزادانہ حمایت و حفاظت کرنے دے۔

(۶) یہ جلسہ یہ یقین کرتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ اور ارض پاک کی حفاظت اور نجدی کے شر سے اس کو پاک کرنے کی کارآمد صورت یہ ہو سکتی ہے کہ شریف علی کے ہاتھوں کو مضبوط کیا جائے اور وہی ایک شخص ہے جو ان شاء اللہ غالب ہو تو نجدی ویرانی کے ساتھ بھاگتے ہوئے نظر آئیں مسلمان شریف علی اور مظلوم حجازیوں کے لئے اپنی مخالفت بند کے مالی اعانت کریں۔

(۷) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ہر شہر یا صوبہ کے لوگ اپنے اپنے شہر میں بکوشش روپیہ فراہم کر کے سید طاہر دباغ وزیر مالیہ حکومت حجازیہ کو بلا کر اپنے ہاتھوں سے وہ روپیہ ان کو تفویض کریں تاکہ کسی قسم کی کوئی بے اطمینانی کی صورت نہ ہو۔

(۸) یہ جلسہ ہندوستان کے مسلم والیان ریاست سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اسلام کی اس مصیبت عظمیٰ اور مسلمانان عالم کی بے چینی و اضطراب کا احساس کر کے خود اپنے جذبات ایمانیہ سے کام لیں اور ارض پاک کو نجدی وحشیوں کی تباہ کاری سے بچانے اور اس کے حریف امیر علی کو طاقت ور کرنے کے لئے ہر امکانی سعی کام میں لائیں۔

(۹) یہ جلسہ مسلمانان ہندوستان سے استدعا کرتا ہے کہ وہ نجدی اور نجدی پرستوں کے خلاف آواز اٹھانے میں توقف اور تامل نہ کریں کہ ان کے لئے اس سے سخت تر خون رلانے والا اور کون ذمہ ہو سکتا ہے؟ اور تمام علما اور مشائخ اور تمام بااثر حضرات اپنے اپنے حلقہ اثر میں ان تحریکات کو رائج کریں۔

(۱۰) یہ جلسہ شیخ مشیر حسین قدوائی کی فراست ایمانی کی داد دیتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو بروقت صحیح واقعات سے نہایت واضح طور پر مطلع کر دیا اور نجدی پروپیگنڈا سے ذرا متاثر اور مرعوب نہ ہوئے۔

(۱۱)　یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ان تمام تحریکات کی ایک ایک نقل اسلامی اور انگریزی اخبارات کو روانہ کی جائے۔"

(از عالیجناب ناظم صاحب انجمن رضوی خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی)

[دبدبہ سکندری: ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۲،۵]

بریلی میں عظیم الشان اجتماع کی زہر اگداز صدائے احتجاج:

۳ر ذوالقعدہ ۱۳۴۴ھ کو بریلی شریف میں حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی کی صدارت میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں حکومت حجاز کے حوالے سے ابن سعود یا اس کے ہم مشربوں سے متعلق عدم رضامندی، ابن سعود کی موتمر اور اس میں شرکت کرنے والی جماعت جمعیۃ العلما اور خلافت کمیٹی پر عدم اعتبار نیز ہندوستانی مسلمانوں پر ہندوؤں کے ظلم وستم کے خلاف تجاویز پاس کی گئیں۔ قاضی احسان الحق نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

"۳ر ذی قعدہ ۴۴ھ کو بعد نماز مغرب ایک خاص جلسہ جس میں معززین شہر بکثرت شریک تھے زیر صدارت حضور حجۃ الاسلام عالی جناب مولانا مولوی قاری مفتی شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ منعقد ہوا اور حسب ذیل تجاویز بالاتفاق پاس ہوئیں۔

(۱)　یہ جلسہ مسلمانان کلکتہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور ہندوؤں کی ستم انگیزیوں پر نفرت وحقارت کا اظہار کرتا ہے۔

(۲)　یہ جلسہ حکومت حجاز کے لئے ابن سعود نجدی یا اس کے کسی مشرب سے کسی حال میں راضی نہیں ہے۔

(۳)　جمعیۃ العلماء ایک فرقۂ خاص کی جماعت ہے عام مسلمانان ہند کی نمائندہ نہیں ہے اس لئے اس کی آواز مسلمانان ہند کی آواز نہیں اسی طرح خلافت کمیٹی بھی مسلمانوں کی نمائندہ نہیں ہے۔

(۴)　ابن سعود نے مکہ مکرمہ میں اپنے زیر اثر جس موتمر کے لئے خاص اپنے ہوا خواہوں کو دعوت دی ہے وہ ان کے ہم خیالوں کا اجتماع ہے عام مسلمانانِ عالم کی موتمر نہیں اور نہ اس موتمر کو مسلمانان عالم نظر اعتبار سے دیکھتے ہیں۔

(۵)　ان تجاویز کی نقل اخبارات میں بھیجی جائے۔"

راقم قاضی محمد احسان الحق نعیمی معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفی بریلی آستانہ عالیہ رضویہ۔

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر مئی ۲۶ء، ص ۱۱]

مسلمانان بریلی کا جلسۂ احتجاج:

نجدی مظالم کے خلاف اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام مسجد بی بی جی صاحب، میں ۱۵ رجون ۱۹۲۶ء کو بریلی شریف میں حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی کی صدارت میں ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مظالم نجدیہ کے حوالے سے قاضی احسان الحق نعیمی اور مولانا مختار صدیقی کی تقریریں ہوئیں۔ اور چند اہم تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔ اجلاس کی روداد ملاحظہ فرمائیں:

"جنت البقیع کے انہدام کی خبر سے اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ نے بے چین ہو کر ۱۵ رجون ۲۶ء کو ایک عام جلسہ مسجد بی بی جی صاحبہ میں زیر صدارت حضرت حجۃ الاسلام عالی جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ منعقد کیا۔ مجمع بہت کثیر تھا۔ اولاً نعت خوانی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب نعیمی مفتی بہرائچ معتمد عمومی جماعت مبارکہ کی ولولہ انگیز تقریر شروع ہوئی۔ آپ کے بیان سے حاضرین بہت سے متاثر تھے۔ آپ نے چیدہ چیدہ واقعات حجاز و مظالم نجد بیان فرمائے۔ ان مظالم کو سن کر مجمع بے چین ہو گیا۔ تاب وضبط باقی نہیں رہی اور گریہ و بکا کا شور بچ گیا۔ مولانا خود بھی بیتاب تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ آپ کی پر درد تقریر جاری رہی۔ آپ نے حجاز کی سیاسی کشمکش پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ کے بعد حضرت مولانا مولوی حکیم احمد مختار صاحب صدیقی قادری رضوی رکن وفد خدام الحرمین کی رقت انگیز تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے حجاز کے چشم دید حالات بیان فرمائے۔ مجمع میں شور و فغاں کی آوازیں بلند تھیں۔ آپ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ وہاں پوست کندہ حالات بیان فرمائے۔

اخیر میں حسب ذیل تجاویز بالاتفاق پاس ہوئیں۔ ۷ و ۸ ر ذی الحجہ کو یوم الدعا کا اعلان کیا گیا اور تقریباً ایک بجے شب کو یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا

تجاویز

(۱) مسلمانان بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ ان وحشیانہ حرکات پر نہایت نفرت و حقارت اور انتہائی غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے جو نجدیوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں اختیار کر کے مسلمانان عالم کو بے چین و مضطرب کر دیا ہے اور ابن سعود کے وجود نامسعود کو ایک لمحہ کے لئے بھی حجاز مقدس میں روا نہیں رکھتا۔

(۲) یہ جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ لاکھوں مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب روحانی و ایمانی جذبات کا لحاظ کر کے نجدی کو آئندہ کے لئے مقابر متبرکہ کی بے حرمتی اور ان کی عمارات کو ہاتھ لگانے سے منع کر دے۔

(۳) یہ جلسہ حضور ہز اگزالٹیڈ ہائنس تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ کے اس احسان کا شکر گزار ہے۔ جو انہوں نے حجاز مقدس میں نجدی کی منہدم عمارات کی تعمیر کے لئے انجینئر بھیج کر تمام مسلمانان عالم پر فرمایا۔ اور ان کی دوام سلطنت و دولت کے لئے دعا کرتے ہوئے استدعا کرتا ہے کہ حضور، ابن سعود نجدی پر اپنی ناراضی و رنج کے اظہار کے ساتھ متنبہ فرمادیں کہ حجاز مقدس کی ایک ایک چیز مسلمانان عالم کی ودیعت ہے۔ وہ کیوں تمام جہان کے مسلمانوں کے حقوق میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور کیوں اس نے تمام عالم کے علماء اسلام سے انہدام قبور کی نسبت پہلے فتویٰ طلب نہیں کیا۔

(۴) یہ جلسہ ہندوستان کے تمام مسلم والیان ملک سے استدعا کرتا ہے کہ وہ نجدی کو حجاز مقدس سے نکالنے کی تدابیر پوری قوت کے ساتھ عمل میں لائیں۔

(۵) ابن سعود نے صرف اپنے ہم عقیدہ بلا کر جو موتمر مرتب کی ہے یہ جلسہ بزور اعلان کرتا ہے کہ وہ موتمر نہ قابل اعتماد ہے اور نہ اس میں شریک ہونے والے ہندی ہمارے نمائندے ہیں۔ (اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ واقعہ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی)

[اخبار الفقیہ: ۷ر جولائی ۲۶ء، ص ۷:
اخبار دبدبہ سکندری رامپور، ۷ تا ۲۸ جون ۲۶ء، ص ۷]

آستانہ رضویہ بریلی شریف میں یوم الدعاء:

بریلی شریف میں ۹ر جولائی ۱۹۲۶ء کو یوم الدعا منایا گیا۔ جس میں شہر کی اکثر مساجد میں حجاز مقدس سے نجدی تسلط اور نجدیوں کی ہلاکت و بربادی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ مسجد آستانہ عالیہ رضویہ میں خصوصی اہتمام کیا گیا تھا حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی نے نجدیوں کے مظالم بیان کئے اور دعا کرائی۔ قاضی احسان الحق نعیمی لکھتے ہیں:

"۹ر جولائی ۲۶ء کو تطہیر حرم محترم کے لئے یوم الدعا منایا گیا جماعت مبارکہ نے اشتہار کے ذریعہ سے شہر میں یوم الدعا کا اعلان کر دیا تھا۔ اکثر مساجد میں بعد نماز جمعہ نجدیوں کی ہلاکت و بربادی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ مسجد آستانہ عالیہ رضویہ پر خاص اہتمام تھا۔ حضرت زیب سجادہ آستانہ رضویہ عالی جناب مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب نے ایک مختصر تقریر میں مظالم نجدیاں بیان فرمائے۔ تقریر بہت پر درد تھی حاضرین زار و قطار روتے تھے۔ حلقہ شریف کے بعد نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دعا کی گئی۔ نجدیوں کے خلاف چند تجاویز بھی پاس ہوئیں۔ مسجد مرازئی شہر کہنہ میں زیر صدارت جناب خاں صاحب و مولوی محمد اصغر علی خاں صاحب رئیس نجدیوں کے طرز عمل پر اظہار نفرت کیا گیا۔

مرسلہ حاجی محمد احسان الحق نعیمی معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۸]

آستانہ رضویہ بریلی شریف پر حجاج کی حاضری اور حالات

حجاز کے خلاف احتجاج اور تطہیر حرم کی دعا:

۱۴/اگست ۱۹۲۶ء کو بریلی شریف میں حجاج کی آمد پر خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ سٹی اسٹیشن پر حجاج کرام نے اتر کر لوگوں سے ملنے کے بعد وہیں حالات حجاز بیان کئے۔ بعدہٗ جلوس کی شکل میں نعت خوانی کرتے ہوئے آستانہ عالیہ رضویہ میں حاضر ہوئے۔ اور وہیں حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلی کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ جہاں پر ایک محفل کا اہتمام کیا گیا۔

جس میں نعت وغیرہ پڑھی گئیں قاضی احسان الحق نعیمی نے مظالم نجد کے حوالے سے خطاب فرمایا۔ اور پھر حجاج کرام سے وہاں کے حالات کی تفصیل معلوم کی گئی۔ اور پھر حضور حجۃ الاسلام کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ مولانا تقدس علی صاحب روداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بریلی میں عرصہ سے یہ طریقہ رائج ہے کہ حاجیوں کا نہایت شاندار طریقہ سے خیر مقدم کیا جاتا ہے اسٹیشن پر صدہا اشخاص استقبال کے لئے جاتے ہیں۔ اور ایک جلوس کی صورت میں نعت شریف پڑھتے ہوئے حاجیوں کو ان کے مکان تک پہنچاتے ہیں۔ امسال ۲۴/اگست کو حاجی صاحبان کی آمد تھی چونکہ حالات حجاز معلوم کرنے کے لئے ہر شخص مضطرب تھا اس لئے سٹی اسٹیشن پر غیر معمولی مجمع ہو گیا انجمن پنجابیاں نے اسٹیشن سے باہر ایک پر تکلف فرش بچھا رکھا۔ جہاں حاجی صاحبان اطمینان کے ساتھ لوگوں سے ملے اور ہر شخص سے مصافحہ ومعانقہ کیا۔ پھر ایک جلوس کی صورت میں نعت شریف پڑھتے ہوئے آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضر ہوئے۔ یہاں پہنچ کر مجمع بہت زیادہ ہو گیا۔ رضا کاران انجمن پنجابیاں بہت سرگرمی کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ مزار شریف کی حاضری کے بعد حاجی صاحبان حضرت زیب سجادہ آستانہ عالیہ عالی جناب مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ یہاں بہت جوش کے ساتھ نعت خوانی ہوئی۔ عجیب جذبات موجزن تھے۔ بعدہٗ حضرت مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفیٰ نے ایک مختصر پر جوش تقریر میں مظالم ابن سعود بیان فرمائے۔ حاضرین آبدیدہ تھے۔

اثناء تقریر میں مولانا نے خواہش فرمائی کہ حاجی صاحبان اس موقع پر حجاز کے متعلق اپنا بیان دیں۔ تمام حاجی صاحبان نے بالاتفاق مظالم نجدیہ کی تصدیق کی۔ اور مزارات وغیرہ کی پامالی کی تصدیق کی حاضرین نے اس کی ان حرکات پر نفرت کا اظہار کیا۔ اخیر میں حضرت زیب سجادہ دامت برکاتہم نے رقت آمیز لہجہ میں تطہیر حرم محترم کے لئے دعا فرمائی۔ حاضرین نے نہایت جوش کے ساتھ آمین کہا اس کے بعد اسی شان کے ساتھ حاجی صاحبان کو ان کے مکانات تک لے جایا گیا۔

فقیر تقدس علی خان نائب مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی۔

[اخبار الفقیہ ۱۴/ستمبر ۲۶ء ص ۹]

جماعت رضائے مصطفی بریلی کا جلسۂ احتجاج:

جولائی ۱۹۲۶ء کو بریلی شریف میں جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام نجدی زیادتیوں کے خلاف احتجاجی جلسہ ہوا، جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے مہتمم مولانا اسمعیل لکھتے ہیں:

''جولائی کو جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا جلسہ احتجاج ہوا۔ ذیل کی تحریکیں پاس ہوئیں۔ اول اس سال مناسکِ حج کے موقع پر حکومت ابنِ سعود نجدی نے باوجود انواع واقسام محصول لگا کر حاجیوں سے کثیر روپیہ وصول کرنے کے ان کے لیے آسانی کا کوئی معقول انتظام نہیں کیا۔ بدیں وجہ سات ہزار غریب الوطن عازمین بیت اللہ کی عزیز ترین جانیں منی وعرفات کے درمیان شدتِ پیاس سے بے چین تڑپ تڑپ کر نشانہ اجل ہوگئیں۔ اس حادثہ جانکاہ کی تمام کمال ذمہ داری حکومت ابنِ سعود پہ عائد ہوتی ہے۔

دوم۔ باوجودیکہ جماعت رضائے مصطفیٰ نے اس سال مسلمانوں کو شرعی اصول کے ماتحت التوائے حج کا مشورہ دیا تھا۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس سے غفلت برتتے ہوئے جذبات شوقِ زیارت عزم سفر کیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ امسال وقوف عرفات بجائے ۹ رذی الحجہ کے ۸ رذی الحجہ جمعرات کے دن بحکم ابنِ سعود کیا گیا۔ اس کی (تصدیق) واپس آئے ہوئے حجاج اور انگریزی اخبارات سے ہوگئی۔ جمعہ مبارکہ کو ۹ رذی الحجہ ۲۹ رکی رویت سے متحقق تھا۔ ایسی صورت میں وقوف کسی طرح نہ ہوا۔ جو مسلمان کہ اپنا فریضہ ادا کرنے کی غرض سے حاضر بیت اللہ ہوئے تھے ان کا وہ فریضہ ادا نہ ہوا۔ فرض ان پر بدستور قائم رہا۔ اس کا سارا وبال۔۔۔ ابنِ سعود پر رہا اور اس میں صریح نافرمانی کی گئی احکامِ رسول ﷺ کی۔ مسلمانوں کو ان احکام سے آگاہ ہونا چاہیے۔ فقط العبد حکیم مولوی اسمٰعیل مہتمم جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی۔''

[اخبار الفقیہ: ۷ راگست ۱۹۲۷ء ص ۱۱]

بیلپور میں عظیم الشان جلسہ امیر نجد کے خلاف صدائے احتجاج:

بیلپور میں ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ کو شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور نجدیوں سعودیوں کی انسانیت سوز حرکات کے خلاف تجاویز پاس کی گئیں۔ ملاحظہ کریں:

''بروز یک شنبہ ۱۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۳ھ مسلمانان بیلپور کا ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت جناب ابوالفتح عبید الرضا مولانا مولوی مفتی حافظ محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی مدظلہ العالی منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق آرا حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

(۱) شریف مکہ کے افعال کیسے ہی ہوں مگر وہ نیچری، رافضی، وہابی وغیرہ بدمذہب نہیں۔ قطعاً یقیناً صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ حجاز مقدس کی خدمت اُن کے متعلق رہنا ہزاروں درجہ وہابیان مرتدین نجد

کے ناپاک ہاتھوں میں آنے سے بہتر ہے۔

(۲) ہم مسلمانانِ اہلسنت نجدیوں کے حملہ کو نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل جلالہ حجازِ مقدس کو نجدیوں کی خباثت سے پاک کرے اور تمام مسلمانانِ اہلسنت سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ بھی ہر نماز کے بعد نجدیوں اور تمام کافروں کے اثر سے مقاماتِ مقدسہ کے پاک رہنے کی دعا کریں اور ملک کے ہر گوشے میں جلسے منعقد کر کے باغی نجد کے خلاف جلد سے جلد صدائے احتجاج بلند کریں۔

(۳) ہم مسلمانانِ اہلسنت مقاماتِ مقدسہ پر اُن لوگوں کے قبضہ کو ہرگز نظرِ استحسان سے نہیں دیکھ سکتے، جنہوں نے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ روضۂ اقدس کو صنم اکبر کہا۔ قبورِ شہداءِ کرام کو معاذ اللہ اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ حجرِ اسود کو صدمہ پہنچایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے عصا کو زیادہ نافع بتایا۔ سفرِ مدینہ طیبہ اور درود شریف پڑھنے کو شرک ٹھہرایا۔ علمائے اہلِ سنت کا قتلِ عام کیا۔ اُن کے قبضہ پر وہی خوش ہوگا جو کھلا یا ڈھکا ہوا بے اور اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔

(۴) ہم مسلمانانِ اہلِ سنت اُن وہابیاں مرتدین کے افعال پر اظہارِ نفرت کرتے ہیں، جنہوں نے اس روزِ بد پر خوشی منائی، چراغاں کیا۔ میلاد شریف میں اُن کے نزدیک روشنی کرنا بدعت و حرام، مگر اس وقت حرام کرا کے غربائے اہلِ سنت کا دل دُکھایا۔

(۵) ہم اخبارات کی اس حرکت پر اظہارِ نفرت کرتے ہیں کہ وہ باتباع لیڈران ہندو پرست وہابیوں کی جھوٹی تعریف شائع کر کے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔

(۶) باتفاق آراء منظور ہوا کہ تجاویز مندرجہ بالا کی نقل اسلامی اخبارات کو روانہ کی جائے۔"

(خیر خواہ قوم مقصود علی میونسپل کمشنر و ناظم جماعت رضائے مصطفیٰ، بیلپور)

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۱۹]

لکھنؤ میں ابن سعود کے خلاف عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ:

لکھنؤ میں سعودی وحشیانہ حرکات کے خلاف جلوس کی شکل میں احتجاج کیا گیا ملاحظہ کریں:

"لکھنؤ ۱۱ر مئی مسلمانانِ لکھنؤ نے ابن سعود کی گستاخانہ حرکات کے خلاف جو کہ اس نے آثارِ مقدسہ مطہرہ اسلامیہ کے ساتھ روا رکھیں بطور احتجاج ایک عظیم الشان جلوس ترتیب دیا ہے۔ جلوس کے روانہ ہونے سے بہت عرصہ قبل مسلمان ہزاروں کی تعداد میں امام باڑہ میں جمع ہوئے۔ جلوس شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں سے ہو کر گزرا۔ اور امن و امان سے درگاہ میں ختم ہوا۔"

مئی ۱۹۳۱ء، ص ۱]

نجدی مظالم کے خلاف مسلمانانِ قصور کا احتجاج:

قصور میں ۶ / اگست ۱۹۲۵ء کو صاحبزادہ حافظ سید احمد امام جامع مسجد قصور کی صدارت میں سعودی حکومت اور نجدیوں کے مظالم اور غیر اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں چند اہم تجاویز بھی منظور ہوئیں تفصیل ملاحظہ ہو:

''مورخہ ۶ / اگست ۱۹۲۵ء کو پرانی منڈی قصور میں ساڑھے نو بجے رات مسلمانانِ قصور کا ایک عام جلسہ زیرِ صدارت صاحبزادہ حافظ سید احمد صاحب پیش امام جامع مسجد قصور منعقد ہوا۔ جلسہ بلحاظِ اجتماعِ عام اور جوش و خروش کے اپنی نظیر آپ تھا۔........ ازاں بعد مندرجہ ذیل تجاویز باتفاقِ رائے منظور ہوئیں۔

(ا) مسلمانانِ قصور کا یہ عام جلسہ نجدیوں کے مظالم اور قابلِ نفریں عقائد و افعال پر صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور اخبار زمیندار، سیاست تنظیم اور دیگر اخبارات و خلافت کمیٹیوں سے پُر زور درخواست کرتا ہے کہ وہ اس شیطانی پروپیگنڈا کو بند کر دیں، ورنہ اس کے بعد ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہوگا کہ ایسے شیطانی اثرات سے کل مسلمانوں کو بچائے۔

(ب) یہ جلسۂ عام کل اسلامی حکومتوں یعنی کابل، انگورہ، ریف، مصر، ایران وغیرہ اور مسلمان والیان ریاست ہائے متحدہ ہند کی خدمت میں مودبانہ درخواست کرتا ہے کہ حرم محترم کو ابنِ سعود کی اس نجاست سے پاک کرنے کے لیے پوری پوری سعی فرمائیں۔

(ج) جلسہ کی کارروائی کی نقول سب اسلامی اخبارات کو بھیجی جائیں۔

(د) کسی مناسب فدیہ سے ابنِ سعود کے پاس بھی اظہارِ نفرت کا ریزولیشن بھیجا جائے۔

(ظہور الحسن، منجانب معتمد انجمن حنفیہ قصور)

[اخبار الفقیہ: ۱۴ / اگست ۱۹۲۵ء، ص ۷، ۸]

قصور میں زبردست ہڑتال صرف دو حامیانِ نجد نے دکانیں کھولیں:

قصور میں سعودی تسلط اور سعودی مظالم کے خلاف احتجاجاً بازار بند رکھے گئے۔ ملاحظہ ہو:

''قصور ۱۱ / ستمبر انجمن حنفیہ کے شعبہ تبلیغ کے سیکریٹری مولانا محمد ظہور الحسن صاحب اطلاع دیتے ہیں، کہ گزشتہ جلسہ میں ارضِ مقدس کی توہین پر اظہارِ رنج کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ جمعہ کے روز کاروبار بند رکھا جائے۔ دعا مانگی جائے، روزہ رکھا جائے۔ سو آج خدا کے فضل سے ہڑتال مکمل ہے۔ صرف دو چار حامیان انہدام مقاماتِ مقدسہ نے دکانیں کھول رکھی ہیں۔ شہر میں امن ہے۔ بعد نمازِ جمعہ دعا ہوگی رنج و الم کے آثار ہر بشر پر ہویدا ہیں۔

[اخبار الفقیہ: ۱۴ / ستمبر ۲۵ء، ص ۱۱]

کارروائی جلسہ منعقدہ منجانب حنفی مسلمانان لائل پور شہر بمقام گول باغ:

حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور اہل حجاز پر سعودی مظالم نیز مقامات مقدسہ کے انہدام کے خلاف شہر لائل پور میں ایک احتجاجی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں عوام وخواص کی کثیر تعداد نے شرکت کی علمائے کرام کی تقریریں ہوئیں۔ نجدی مذہب کی تاریخ بیان کی گئی ان کے باطل افکار ونظریات سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا، حجاز مقدس پر ان کے ہاتھوں ہونے والے مظالم کی روح سوز داستان بیان کی گئی اور سعودی حکومت اور سعودیوں کے خلاف تجاویز پاس کی گئیں۔ ملاحظہ ہو:

"لائلپور بوقت ساڑھے سات بجے بعد نماز مغرب بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء زیر صدارت جناب قاضی عبدالواحد صاحب مولوی علی محمد حنفی قادری جالندھری دیناروی نے قرآن شریف کی تلاوت اور حمد وصلوۃ ادا کر کے جلسہ مبارکہ کا افتتاح کیا ازاں بعد ایک معرکۃ الآرا تقریر کی جس میں محمد بن عبدالوہاب نجدی بانی مبانی مذہب وہابیاں کی بالکل مختصر سوانح عمری اور مذہب بیان کیا۔ قرآن وحدیث سے ثابت کیا کہ ابن عبدالوہاب کے عقائد اور افعال اہل سنت والجماعت سے منفصل اور مختلف تھے۔ کیوں کہ وہ حیات النبی زیارت قبر شریف رسول ﷺ ادائے صلوۃ علی النبی فی المنارۃ بعد الاذان واجبات تقالید ائمہ اربعہ استناد آثار واقوال صحابہ کرام و سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سراسر منکر ومخالف تھے۔ چونکہ سلطان ابن سعود ودیگر نجدی ابن عبدالوہاب کے پیرو ہیں، لہٰذا نجدیوں کے ہاتھوں مقامات مقدسہ ومزارات شریفہ ومساجد مکرمہ کا شہید ومنہدم ہونا خلاف قیاس وخلاف امید نہ تھا۔ حتی کہ بانی مذہب تو چھٹی صدی ہجری سے لے کر اپنے زمانہ تک کے جملہ مسلمانوں کو مشرک وکافر کا سرٹیفکیٹ دیتا تھا۔

مقرر صاحب نے ایک عربی کتاب مطبوعہ مصر سے اپنے دعوی کے ثبوت دیتے ہوئے دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے مذہب ابن عبدالوہاب کو باطل اور خارج از اسلام ثابت کیا مقرر صاحب کا جی تو چاہتا تھا کہ ابن عبدالوہاب کی ساری ہسٹری بیان کرے مگر وقت بہت تنگ تھا مضمون طویل ومبسوط تھا لہٰذا آپ کا سلسلہ وعظ اسی طرح ختم کیا گیا ازاں بعد خلیفہ بدرالدین صاحب بدر نقشبندی نے اخبار الفقیہ سے ان معتبرو متقی حجاج کے بیانات پڑھ کر سنائے جو اس سال مکہ معظمہ سے حج کر کے اور اپنی آنکھوں سے واقعات دیکھ کر اور عربوں سے صحیح حالات دریافت کر کے آئے تھے بعدہ ملک فضل حسین صاحب نے ایک تقریر کی اور اس میں قصور کے ایک اشتہار کا نصف حصہ پڑھا جو قصور ...... ۱۶ اگست کے جلسہ کی روداد تھی۔ جوں جوں حالات پڑھ کر سناتے جاتے تھے خلقت کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ساتھ ہی نعرہ تکبیر بھی بلند ہو جاتا تھا۔ سب سلطان ابن سعود پر افسوس کرتے تھے مندرجہ ذیل تجویزات متفقہ آرا سے پاس ہوئیں۔ جن کے محرکین مولوی علی محمد قادری و چودھری محمد علی رئیس وقاضی محمد اشرف صاحب تھے۔ حاضری دو صد کے قریب تھی۔ مخالفت

سوائے ایک آدمی کے جو ترمیم کرتا جو کسی نے نہیں کی وھو ہذا۔

(۱) حنفی مسلمانان لائلپور سلطان ابن سعود کے اس فعل کے خلاف جو انہوں نے مزارات مقدسہ اور مقامات واجب الاحترام مثل مساجد و روضہ جات و قبہ جات کے شہید کرنے میں سرزد کیا ہے اپنے دلی جوش و جذبہ کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور پرزوران سے اپیل کرتا ہے کہ سلطان مذکور شہید شدہ عمارات طیبہ کو از سرنو تعمیر کرا دیں۔ اور آئندہ ایسے ارتکاب سے علی الدوام پرہیز کریں۔ مسلمانان اہل سنت والجماعت حنفیہ کے جذبات عالیہ کو مزید ٹھیس نہ لگائیں۔

(۲) یہ جلسہ جملہ نوابان و والیان ریاستہائے اسلامیہ ہندوستان کی خدمات جلیلہ میں نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ استدعا کرتا ہے کہ وہ حتی الامکان ذرائع سے ضرور ضرور نجدیوں کو مراسلات روانہ فرما کر سمجھائیں تاکہ تلافی مافات کر کے پھر کبھی ایسی بے ادبی نہ کریں۔

(۳) تمام بادشاہان ممالک اسلامیہ مثلاً امیر کابل شاہ ایران غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور غزی عبدالکریم کے حضور میں دور افتادہ ہندی بھائیوں کی طرف سے نہایت مودبانہ و محبانہ التماس ہے کہ سلطان ابن سعود کو بہت جلد فہمائش کریں کہ فی الفور حرکات ناشائستہ و افعال شنیعہ سے باز آئیں۔ اور مسلمانان عالم کے دلوں کو اور زخمی نہ کریں۔

(۴) ایک حنفی انجمن لائلپور میں قائم کی جائے

(۵) یہ کارروائی اخبارات کو بھیجی جائے

اس کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

(علی محمد قادری لائل پور)

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۱۲،۱۱]

حزب الاحناف کا عظیم الشان جلسہ میں جو تجاویز بالاتفاق منظور کی گئیں:

لاہور میں انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کی صدارت میں سعودی ظلم و بربریت کے خلاف احتجاجی جلسہ ہوا جس میں قریب سو علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ جن میں سے حضور سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی، حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، کے نام قابل ذکر ہیں۔ جلسہ میں اہم تجاویز بھی منظور ہوئیں۔ نائب صدر انجمن حزب الاحناف لاہور حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری لکھتے ہیں:

''۲۴ر مئی ۱۹۲۵ء کو انجمن حزب الاحناف لاہور کے جلسہ عام میں حاضرین کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی

کرام و مشائخ یقین کرا گجرات، یوپی کے تقریباً ایک

سو تشریف فرماتھے جن میں سے چند خاص بزرگوں کے اسماء ذیل میں درج ہیں:

حضرت مولانا مولوی سید حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پور

حضرت مولانا مولوی سید شاہ علی حسین صاحب زیب سجادہ کچھو چھہ شریف

حضرت مولانا مولوی شاہ حامد رضا خاں صاحب زیب سجادہ رضویہ بریلی شریف

حضرت مولانا مولوی سید شاہ حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب ناظم جمعیۃ العالیہ سنی کانفرنس مرادآباد.....

زیر صدارت حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق آراء پاس ہوئیں:

(۱) نجدی باتفاق علماء عرب و عجم گمراہ و بددین ہیں انہوں نے حرمین طیبین کی بے حرمتی اور سادات و مشائخ و علماء کرام کے قتل و غارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا سرزمین حرم پاک میں شدید مظالم کے اور بے گناہ مسلمانوں کے خون بہائے ان کے عقیدے میں عالم کے تمام مسلمان مشرک ہیں اولیاء کرام و انبیاء عظام علیہم الصلاۃ والسلام کی توہین ان کا شیوہ ہے۔ ترکوں کے ہمیشہ مخالف رہے۔ اس زمانے میں بھی ان کے مظالم کی خبریں وثوق کے ساتھ متواتر پہنچ رہی ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات کی توہین ارض پاک کے بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ بے رحمانہ شدائد ان امور کے مدنظر رکھ کر ہم ایک لمحہ کے لئے حجاز مطہر کے کسی جلسہ پر تسلط گوارا نہیں کر سکتے۔ اور بہت زور کے ساتھ ان کے اس قبضہ پر اظہار نفرت و ناراضی کرتے ہوئے ہر ممکن اور جائز تدبیر ان کے دفع شر کے واسطے ضروری سمجھتے ہیں۔

(۲) یہ جلسہ اخبار الفقیہ امرت سر اور غالب بمبئی کی ان خدمات کا اعتراف کرتا ہے جو مکائد نجدیہ کے اظہار میں انہوں نے انجام دیں۔ بالخصوص ان کے ایڈیٹر صاحبان نے نجدی پروپیگنڈا پھیلانے والوں کی بیخ کنی اور پردہ فاش کر کے اصل واقعات اور صحیح حالات سے قوم کو مطلع کر لینے پر کرمت باندھی ہے۔ اس کو اعتماد کی نظر سے دیکھتا ہے اور اہل سنت و جماعت کا صحیح نمائندہ یقین کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کو دشمنان مذہب و ملت پر غالب رکھے۔ آمین۔

(۳) یہ جلسہ جمعیت عالیہ اہل السنت ہند سے درخواست کرتا ہے کہ جلد سے جلد جمعیۃ عالیہ کی ایک مجلس شورے بمبئی میں منعقد کر کے نجدی ایجنڈوں کے صحیح حالات کی کامل تحقیق کے بعد مسلمانان اہل سنت کے تحفظ کی غرض سے ایک راہ عمل بتادیں۔ تا کہ آئندہ مکائد و فتن نجدیہ سے نجات ملے۔

(۴) اخبارات نیز دیگر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ خود ساختہ علی برادران نیز دیگر لیڈروں نے نجدی کے ایجنٹوں سے سازباز کر کے باہم مسلمانوں میں کشت و خون اور فتنہ و فساد کی گرم بازاری شروع کر دی ہے جس طرح نجدیوں نے عرض حر سلیم. مسلمانوں کا خون مباح سمجھ رکھا ہے اسی

اصول پر اب یہ لیڈران ہندوستان میں بھی عمل پیرا ہو کر آتش فساد مشتعل کر رہے ہیں یہ جلسہ ان کے اس رویہ اور طریق عمل کو نہایت حقارت ونفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور سنی مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ ان نجدی ایجنٹوں سے محفوظ رہیں۔

(۵) اخبار سیاست وزمیندار میں علی العموم خلاف اسلام مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ نیز علماء کرام ومشائخ عظام کی شان والا میں ہمیشہ تبرابازی کی جاتی ہے۔ بنابریں یہ جلسہ عام ان دونوں اخباروں کا بائیکاٹ کرتا ہے اور تمام سنی مسلمانوں کو ان کے مقاطعہ (بائیکاٹ) کی طرف توجہ دلاتا ہے۔"

ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی الوری نائب صدر انجمن حزب الاحناف لاہور۔"

[اخبار الفقیہ: ۷رجون ۱۹۲۵ء ص ۱۰، ۱۱]

مدینہ طیبہ پر نجدیوں کی گولہ باری اور دیگر مظالم نجدیہ کے خلاف مسلمانان امرت سر کا اضطراب اور صدائے احتجاج:

مدینہ طیبہ پر سعودیوں نجدیوں کی گولہ باری اور مزارات وقبہ جات کے انہدام اور دیگر مظالم وحرکات وحشیانہ کے خلاف، امرت سر جامع مسجد میاں محمد جان میں ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء کو ایک عام جلسہ بطور احتجاج منعقد ہوا۔ جس میں پیرزادہ مولوی بہاء الحق صاحب قاسمی ایڈیٹر القاسم امرت سر، مدیر الفقیہ، حکیم معراج الدین صاحب اور دیگر علما و دانشوران قوم نے شرکت فرمائی۔ علمائے کرام کی تقریریں ہوئیں اور سب کی اتفاق رائے سے چند اہم تجاویز پاس ہوئیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"بتاریخ ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء جامع مسجد میاں محمد جان صاحب مرحوم میں مسلمانوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا قبل از نماز جمعہ پیرزادہ مولوی بہاء الحق صاحب قاسمی ایڈیٹر القاسم امرت سر نے ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی جس کے دوران میں نجدی وہابیوں کے گزشتہ اور حال کے مظالم کا مختصر تذکرہ کیا۔ آپ نے قبوں کے انہدام اور ان کی بے حرمتی کے مسئلہ پر احادیث صحیحہ سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نجدیوں نے مزارات اور قبے نہیں گرائے وہ پردہ پوشی کر رہے ہیں۔ حاجیوں کے مستند بیانات سے اس کی تصدیق ہو چکی ہے۔

آپ نے کتاب التوحید جس کو حال ہی میں ابن سعود نجدی نے طبع کرا کر تقسیم کیا ہے، کی وہ عبارت پڑھ کر سنائی جس میں صاف لکھا ہے کہ جو شخص قبوں کو نہیں گراتا وہ قطعاً اولئك هم الكافرون حقا کا مصداق ہے۔ اگر چہ وہ اسلام سے محبت کرتا اور احکام اسلامیہ پر عمل کرتا ہو۔

بعد ازاں حکیم محمد علی خاں صاحب سند یافتہ طبیہ کالج دہلی مالک بیت الصحت امرت سر نے مختصر تقریر کے بعد ذیل ریزولیشن پیش کیا حکیم معراج الدین صاحب ایڈیٹر الفقیہ کی تائید اور حاضرین کے اتفاق

رائے سے منظور ہوا۔

یہ جلسہ بزرگان اسلام کے مقدس مزارات کی توہین اور ان کو گرا کر زمین کے برابر کر دینے اور انہدام مساجد اور نجدیوں کی دوسری حرکات شنیعہ کے خلاف سخت اظہار نفرت کرتا ہے، جو ان سے بلد الحرام اور طائف میں صادر ہوئیں۔ اس کے بعد پیرزادہ صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جو مولوی عبدالولی صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ الحق حنفیہ کی تائید اور حاضرین کے پر جوش اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

مسلمانان امرت سر کا یہ عام جلسہ رپوٹر کے اس تار کو پڑھ کر سخت بے چین اور غم واندوہ کا اظہار کرتا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ نجدیوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ کر کے مسجد نبوی کے قبہ مبارکہ اور مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔

اور جمعیۃ علماء ہند و مرکزی خلافت کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ کو نہایت زور کے ساتھ توجہ دلاتا ہے کہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو وہ نجدیوں کو ان ناقابل برداشت اور بدترین گستاخیوں سے باز رکھنے کی موثر تدابیر اختیار کریں اور ان کو متنبہ کریں کہ اگر تم ایسی حرکات سے باز نہ آئے تو عالم اسلام میں عظیم اضطراب و ہیجان پیدا ہو جائے گا جس کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔

ازاں بعد نووارد حاجی چودھری جلال الدین صاحب ساکن موضع خان کوٹ ضلع امرت سر نے با چشم پرنم کھڑے ہو کر مظالم نجدیہ کی تصدیق کی بعض دوسری مساجد میں بھی مدینہ طیبہ پر گولہ باری کے واقعات پر حزن و ملال کا اظہار کیا گیا۔

(محمد الدین مالک کرپان فیکٹری امرت سر)"

[اخبار الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۱۰۰۹]

نجدیوں کے حرمین شریفین کے مزارات مقدسہ گرانے کے خلاف گوجرانوالہ میں جلسہ:

مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۲۵ء کو، گوجرانوالہ، امام مسجد روڈ الی، میں انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام، مولانا عبید رسول صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں چند اہم تجاویز پاس ہوئیں۔ جن میں سے ایک تجویز مکہ معظمہ اور طائف وغیرہ میں نجدیوں کے ہاتھوں مقابر و قبہ جات کے انہدام کے خلاف منظور ہوئی۔ ملاحظہ ہو:

"ریزولیوشن (۲)

محرک: منشی محمد عالم صاحب تاجر کتب گوجرانوالہ

موید: مستری حسن دین صاحب محلہ نور باوہ گوجرانوالہ

انجمن خدام الصوفیہ کا یہ جلسہ نجدیوں کے مکہ معظمہ وطائف وغیرہ میں مزار وقبہ گرانے کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ ایسے ظالموں کو جلد از جلد غارت کرے اور ابن سعود کے ناپاک قدم سے ارض پاک کو صاف کرے۔''

[اخبار الفقیہ: ۷/ ستمبر ۱۹۲۵ء، ص۱۰]

ابن سعود اور حامیان ابن سعود کے خلاف
انجمن انصار الاسلام پیلی بھیت کا جلسہ:

خلافت کمیٹی کی طرف سے حکومت ایران کو ایک تار دیا گیا جس میں نجدیوں کے بالقصد انہدام مقابر و مساجد کو نجدی قبائل کا سہو بتایا گیا اخبار ہمدم میں اس تار کو شائع کیا گیا۔

نیز اخبار ہمدم ہی میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں یہ لکھا گیا کہ:

''حرمین شریفین میں وہابیوں کا تسلط واقتدار منظور لیکن کسی غیر مسلم قوت کا اثر ہرگز منظور نہیں''

اخبار ہمدم میں درج دونوں مضمون کے خلاف نیز حجاز مقدس پر نجدی ناپاک حرکتوں کے خلاف پیلی بھیت میں انجمن انصار الاسلام کے زیر اہتمام اجلاس منعقد ہوا اور تجاویز پاس کی گئیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

''۱۳/ ستمبر ۱۹۲۵ء کو انجمن انصار الاسلام پیلی بھیت کی مجلس شوریٰ کا جلسہ بر مکان مولانا مولوی عبد الحق صاحب رئیس کرگھنوی بصدارت جناب قاضی محمد خلیل الدین حسن صاحب حافظ پیلی بھیتی منعقد ہوا جس میں حسب ذیل تجاویز بہ اتفاق آراء منظور ہوئیں۔

(۱) ۹/ ستمبر ۱۹۲۵ء کے ہمدم میں خلافت کمیٹی کی جانب سے حکومت ایران کے نام ایک تار چھپا ہے جس میں انہوں نے دیدہ دانستہ طائف شریف، مکہ معظمہ کے مزارات ومساجد کی نجدیوں کے ہاتھوں بالقصد بے حرمتی و انہدام کو نجدی قبائل کا سہو ظاہر کر کے مسلمانان عالم کو دھوکہ دیا ہے۔ انجمن انصار الاسلام پیلی بھیت کا یہ جلسہ نجدی ایجنٹوں کی اس نجدی پرستی کو نہایت حقارت ونفرت سے دیکھتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ مقالہ افتتاحیہ مسلم آؤٹ لک مندرجہ اخبار ہمدم ۱۲/ ستمبر ۲۵ء کے اس فقرہ پر کہ ''حرمین شریفین میں وہابیوں کا تسلط واقتدار منظور لیکن کسی غیر مسلم قوت کا اثر ہرگز منظور نہیں'' اظہار نفرت کرتے ہوئے یہ اعلان کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ حرمین طیبین میں مسلمان جس طرح غیر مسلم قوت کے اثر کو کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے اسی طرح وہابیہ مرتدین کے تسلط واقتدار واثر کو ہرگز ہرگز گوارا نہیں کر سکتے۔

(۳) یہ جلسہ ابن سعود اور اس کے تابعین کے تمام حرکات ناشائستہ پر جو انہوں نے اماکن مقدسہ کے

احترام کے خلاف کیا ہے اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی جس طرح مسموع ہوئی اس پر اظہار نفرت وملامت کرتا ہے۔

اور تمام مسلمانوں سے استدعا کرتا ہے کہ جلد سے جلد مدافعانہ کارروائی عمل میں لانے کی کوشش کریں۔ (عرفان علی رضوی بیسلپوری)''

[اخبار الفقیہ: ۲۰ راکتوبر ۱۹۲۵ء ص۱۷]

مدینہ طیبہ پر نجدی گولہ باری کے خلاف

انجمن خدام الصوفیہ کی صدائے احتجاج:

مدینہ طیبہ پر گولہ باری اور روضہ پاک پر دست درازی کی مذمت میں انجمن خدام الصوفیہ کے زیراہتمام جامع مسجد بن باجوہ ضلع سیالکوٹ میں ۱۱ر ستمبر ۱۹۲۵ء کو ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں درج ذیل تجویز پاس ہوئی ملاحظہ ہو:

''جو مدینہ طیبہ پر نجدی ملعونوں نے حملہ کر کے روضہ پاک پر گولہ باری کی ہے اس سے ہمارے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور ہماری روح نہایت بے قرار ہو رہی ہے۔ اس لئے ہم نجدیوں کے اس فعل قبیح پر ہزار لعنت وملامت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی خداوند کریم کی بارگاہ میں نہایت عاجزی سے دعا کرتے ہیں کہ ان بے ادبوں گستاخوں بے ایمانوں کا بہت جلد خاتمہ کر کے اس پاک سرزمین کو ان حرام زادوں کے ناپاک اور منحوس قدموں سے پاک فرمائے۔ اور ان شیطانی پٹھوؤں اور ابن سعود کے وظیفہ خوار گرگان کہن کو ہدایت دے کہ وہ ابن سعود ملعون کی اس بیہودہ حرکت پر پردہ نہ ڈالیں۔ اور نہ ہی ان کی طرف داری کے گیت گائیں۔۔غلام فرید ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول بن باجوہ ضلع سیالکوٹ۔''

[اخبار الفقیہ: ۲۱ راکتوبر ۱۹۲۵ء ص۱۰]

ہوڑا بڑھی کلکتہ میں نجدیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف احتجاجی اجلاس

نجدی مظالم کے خلاف ہوڑا بڑھی میں دو اجلاس منعقد ہوئے تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو:

''بخدمت شریف جناب مولانا حکیم معراج الدین احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف۔ الحمد للہ کہ ایک جلسہ باہتمام جناب مولوی احمد خان صاحب مقام ہوڑا بڑی عظیم الشان جوش وخروش کے ساتھ ہفتہ کے دن بوقت نماز عشاء ہوا۔ جس میں نجدی و پرستاران نجدی کے کھلم کھلا مظالم و دھوکا دہی کذب بیانیاں وافترا پردازیاں بیان کی گئیں۔ جس سے یہ قلع حاصل ہوا کہ تمام سامعین کرام نے نہایت سختی کے ساتھ نجدی ودلالان نجدی سے ترک موالات وترک معاملات کا اظہار کیا۔ چند نجدی جو شریک جلسہ تھے خائف وخاسر واپس گئے۔ بلکہ سامعین نے ان چند نجدیوں کو تمغۂ لعنت وپھٹکار عطا فرمایا۔ بعدہٗ پھر ایک جلسہ

بروز اتوار بعد نماز ظہر بہ اہتمام مولوی ہدایت علی از جانب منشی خیرات علی مقام محلہ نگرا چیرا گودام بڑا ہی جوش و خروش اجتماع عظیم کے ساتھ ہوا۔ یہاں بھی نجدی و پرستاران نجدی سے تمام سامعین نے ترک موالات وترک معاملات کرنے کے بعد تحفۂ لعنت و پھٹکار ہلاکتیوں کو عنایت کیا۔ اور ہلاکتی خائف وخاسر واپس گئے۔

منجانب ناظم جماعت تقلیدیہ از کلکتہ۔"

[۲۱/اکتوبر، ۱۹۲۵ء، ص ۱۰]

حجاز مقدس میں نجدی قتل و غارت کے خلاف لاہور میں جلسہ بزم احناف:

لاہور کے محلہ خرادیاں میں ۲۰/ستمبر ۱۹۲۵ء اتوار کے دن بعد نماز مغرب میاں فیروز الدین صاحب چیف منیجر کوآپریٹو پریس لاہور کے مکان پر، بزم احناف کے زیر اہتمام لاہور ہائی کورٹ کے وکیل میاں ظہور الدین صاحب بی۔اے، ایل۔ایل۔بی، کی صدارت میں ایک جلسہ نجدیوں کی وحشیانہ حرکتوں کے خلاف منعقد ہوا جس میں درج ذیل تجاویز بالاتفاق قرار پائیں:

"(۱) بزم احناف کا یہ جلسہ ابن سعود کے بیت اللہ شریف اور طائف میں انہدام قبہ جات و مساجد اور غیر مصافی مسلمان آبادی کے بے گناہ قتل اور مستورات کو بے حرمت کرنے کے مظالم و جور و ستم کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور اس کے ان مظالم کو خلاف اسلام سمجھتا ہے اور انجمن حزب الاحناف نے جو خیالات ورائے ابن سعود کی نسبت اپنے اشتہارات و رسالجات میں شائع کئے ہیں حرف بحرف ان سے اتفاق کرتا ہے۔

(۲) بزم احناف ان اشخاص کو جو ابن سعود نجدی کی حمایت و تائید میں کوشاں ہیں ان کو اپنا قومی لیڈر ہرگز تسلیم نہیں کرتی بلکہ ان کو دشمن اسلام تصور کرتی ہے اور نیز ان اشخاص کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کر کے ان کے دھوکہ سے برادران احناف کو مطلع کرتی ہے۔

(۳) بزم احناف برادران احناف کو اطلاع کرتی ہے کہ مسٹر ظفر علی مالک اخبار زمیندار لاہور مسلمانان ہندیا پنجاب کا ہرگز نمائندہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ زیر نمائندگی اہل سنت والجماعت ارض حجاز کو روانہ ہو رہا ہے۔ برادران احناف اس کی چالوں سے بچیں اور اس بارہ میں چندہ وغیرہ سے اس کی امداد کر کے اپنا مال ضائع نہ کریں۔

(۴) بزم احناف کا یہ جلسہ اخبار زمیندار کا اس کے ابن سعود نجدی کے مظالم کی حمایت کرنے اور حنفی برادران اسلام کی دلآزاری کے باعث مقاطعہ (بائیکاٹ) کرتا ہے۔ اور برادران احناف کو اس کی خریداری سے اس لئے روکتا ہے کہ زمیندار کی خریداری یا اشاعت ظلم و ستم کی ایک اعانت ہے جو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ اور بجائے اس کے اخبار الفقیہ امرتسر و انوار الاعظم اور سیاست

لاہور عالب بمبئی و رسالت بمبئی غیبی گولہ بمبئی وغیرہ اخبارات حنفیہ کا مطالعہ کرنے کی استدعا کرتا ہے۔ راقم مرزا گلزار عالم آنریری سیکرٹری بزم احناف محلہ خرادیاں لاہور۔

[۲۸ را کتوبر ۱۹۲۵ء، ص ۸]

حجاز مقدس پر اغیار کے قبضہ جابرانہ کے خلاف

جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی کا خاص جلسہ:

ابن سعود وغیرہ کے ذریعہ جب برطانوی سامراج نے عرب کے بعض علاقوں پر قبضہ کی ناپاک کوشش کی تو عالم اسلام کی بے چینی مزید بڑھ گئی۔ ایک طرف تو نجدی مظالم، دوسری طرف عرب کے بعض خطوں پر برطانوی تسلط، حجاز عجیب تشویشناک صورت حال سے دوچار تھا۔ مسلمانان عالم جہاں ابن سعود کے مظالم اور اس کی وحشیانہ حرکات کے خلاف محاذ آرا تھے وہیں برطانوی سازشوں کے خلاف بھی آواز احتجاج بلند کر کے اس کے عزائم کو ہبائے منثور بنانے کی کوششیں کر رہے تھے۔ اسی تناظر میں بمبئی میں ۱۸ را کتوبر ۱۹۲۵ء کو مجلس عاملہ جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں منجملہ دیگر تجاویز کے تجویز ذیل بھی منظور کی گئی۔ ملاحظہ ہو:

''مجلس عاملہ کا یہ جلسہ جزیرۃ العرب بالخصوص حجاز مقدس کی موجودہ تشویشناک صورت کو براہ راست برطانیہ کی اس خطرناک اسکیم کا لازمی نتیجہ قرار دیتا ہے جو اس نے خاندان شریف ابن سعود و دیگر شیوخ عرب کے ذریعہ انجام کو پہنچا کر عراق شرق اردن وغیرہ کو اپنے تحت تصرف کر رکھا ہے اور جس کی بدولت حدود حجاز میں من مانی قطع برید کی جارہی ہے۔ عقبہ و معان کو پہلے شرق اردن سے ملحق کیا گیا پھر فلسطین سے۔ جب اس پر ہر طرف سے لے دے مچی تو اب یہ سنا جارہا ہے کہ حکومت مصر کو آگے کر کے اس کے نام سے ان مقامات پر قبضہ قائم رکھنے کی تجویز کی جارہی ہے۔ لہٰذا یہ جلسہ ایک طرف حکومت برطانیہ کو پرزور طریقہ سے متنبہ کرتا ہے کہ وہ اس پرخطر پالیسی پر عمل پیرا ہو کر اپنی بربادی اپنے ہاتھوں سامان کرنے سے باز رہے۔ دوسری طرف تمام مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ اس عملی دنیا میں شیخ چلی جیسے یہ تخیلات قائم کر لینا کہ جزیرۃ العرب کو آزاد کرا لیں گے اور حجاز مقدس میں جمہوری حکومت کا پایہ ڈال لیں گے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ شخصی اعتماد (ابن سعود یا کسی اور) سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنی تمام تر کوشش حجاز کو اغیار کے تسلط سے بچانے پر صرف کریں۔ ورنہ خدانخواستہ وہ دن آنے والا ہے کہ عقبہ اور معان کی طرح رابغ یا جدہ پر بھی غیر مسلم تسلط ہوگا۔ اور اس وقت ہماری مجرمانہ غفلت کا نتیجہ جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

ابو الضیاء ریاض الانور صدیقی ناظم جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی۔''

[۷ رنومبر ۱۹۲۵ء، ص ۱۰۹]

نجدیوں کے مظالم کے خلاف کراچی میں عظیم الشان اجلاس:

کراچی میں باضابطہ مسلسل جلسے ہوئے مولانا عبدالکریم اور مولانا ابوالکمال صاحبان کی خصوصی تقریریں ہوئیں۔ جلسوں میں عموماً نجدی مظالم و مفاسد اور ان کی انسانیت سوز حرکتوں کے اظہار نفرت ملامت کیا گیا۔ اور چند اہم تجاویز بھی منظور کی گئیں۔ اجلاس کی روداد ملاحظہ ہو:

"سرزمین کراچی میں تقریباً تین چار ماہ سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب درس کی زبردست تقریریں ہو رہی تھیں جن میں وہابیہ نجدیہ کے مظالم و مفاسدہ پر اظہار نفرت و ملامت نہایت جوش و خروش کے ساتھ کیا جاتا تھا اسی اثناء میں ہندوستان کے مشہور مقرر جناب مولانا قاضی ابوالکمال صاحب مرادآبادی اہل کراچی کی خوش قسمتی سے یہاں رونق افروز ہوئے۔ جس پر مسلمانان کراچی نے حضرت مولانا کا نہایت شاندار خیر مقدم کیا۔ ایک ہفتہ مولانا کا قیام رہا روزانہ نہایت دھوم دھام سے جلسے ہوتے رہے۔ جن میں مولانا نے اپنے دل ہلا دینے والی تقریروں سے کراچی کے سنی مسلمانوں کو مستفیض فرمایا۔ مورخہ ۸ر نومبر کے اخیر جلسہ میں بصدارت جناب مولانا ابوالکمال صاحب حسب ذیل ریزولیشن باتفاق رائے پاس ہوئے۔

ریزولیشن نمبر ۱

مسلمانان کراچی کا یہ عظیم الشان جلسہ حضور خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کی جناب میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہے کہ آنجناب نے اخبار زمیندار کا داخلہ اپنے حدود ریاست میں ممنوع قرار دے کر کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مسرور فرمایا ہے.....

ریزولیشن نمبر ۲

مسلمانان کراچی کا یہ عظیم الشان جلسہ نجدیوں کی ان حرکات ناروا پر اظہار نفرت و ملامت کرتا ہے جو انہوں نے سرزمین عرب میں کیں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سرزمین عرب کو ان کے ناپاک وجود سے محفوظ رکھے۔ اور ہندوستان و پنجاب وغیرہ کے ان علماء اہل سنت و مجاہدین اسلام کو جو نجدی پروپیگنڈا کا سرفروشانہ مقابلہ کر رہے ہیں فتح و نصرت اور چمکتی ہوئی کامیابی عطا فرمائے آمین۔"

[۷ار دسمبر ۲۵ء ص ۸]

مسلمانان امرتسر کا جلسۂ عظیم نجدی حرکات کے خلاف اظہار نفرت حضور نظام کا شکریہ

۱۱ر جون ۱۹۲۶ء مطابق ۲۹ر ذوالقعدہ ۱۳۴۴ھ جمعہ کے دن جمعیۃ خدام الحرمین امرت سر کے اہتمام سے مولانا عبدالکریم صاحب کی صدارت میں امرت سر میں ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں علما

اور عوام نے شرکت کی۔ نجدی مظالم بیان کئے گئے۔ اور مزارات ومساجد حجاز کے انہدام خصوصا مزار امیر حمزہ کے انہدام کی پر زور مذمت کی گئی۔ اور نجدیوں کی مسلم آزار حرکتوں کے خلاف اظہار نفرت وحقارت کیا گیا۔ اور نجدیوں کی ان دسیسہ کاریوں کے خلاف چند اہم تجاویز بالاتفاق منظور کی گئیں۔ جلسہ کی تفصیل مولانا محمد بہاء الحق قاسمی معتمد اعلیٰ جمعیۃ خدام الحرمین امرت سر سے ملاحظہ ہو:

"بتاریخ ۲۹ رزوالقعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۱ رجون ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک مسجد جامع میاں محمد جان صاحب مرحوم میں قبل از نماز جمعہ یعنی ساڑھے بارہ بجے سے دو بجے تک جمعیۃ خدام الحرمین امرت سر کی طرف سے زیر صدارت مولانا عبدالکریم صاحب فاضل دیوبند کشمیری اول مدرس مدرسہ نصرۃ الحق حنفیہ امرت سر ایک عام جلسہ منعقد ہوا مسجد حاضرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔

سب سے پہلے تلاوت قرآن کے بعد خاکسار نے ابن سعود کی وعدہ خلافیوں حامیان نجدیہ کی قلابازیوں اور طائفہ وہابیہ کی غداریوں اور گستاخوں پر طویل تقریر کی۔ مولوی ابوالبیان محمد داؤد صاحب پسروری ایڈیٹر الفیض اور حکیم محمد علی صاحب سند یافتہ طبیہ کالج دہلی ایڈیٹر رسالہ ارسطو نے ابن سعود اور اس کی وحشی قوم کی سیاہ کاریوں اور سفاکیوں پر روشنی ڈالی شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق سوداگر ٹرنک نے اپنی نظم پڑھ کر سنائی۔ حاضرین پر تقریروں کا خاص اثر ہوا۔ نجدیوں کے مظالم سن کر حاضرین بے چین ہو رہے تھے۔ آخر مندرجہ ذیل تین ریزولیوشن حاضرین کے پر جوش اتفاق رائے سے منظور ہوئے۔ اور باوجود عالم استصواب کے ایک مخالف آواز بھی بلند نہیں ہوئی۔

(۱) مسلمانان امرت سر کا یہ جلسۂ عام مزارات مقدسۂ حجاز بالخصوص مزار سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزارات ومقابر جنت البقیع اور مآثر ومساجد کے انہدام تخریب اور نجدی طائفہ کی دوسری مسلم آزار حرکات کے خلاف سخت نفرت وحقارت کا اظہار کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وحشی قوم کے نامبارک تسلط واقتدار سے حجاز مقدس کو آزاد فرمائے۔

(محرک) پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی سابق ایڈیٹر القاسم

(موید) حکیم محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ ارسطو۔

(۲) وفد خدام الحرمین نے حالات حجاز کی تحقیق وتفتیش کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دی ہیں یہ جلسہ عام ان کے متعلق اظہار اطمینان کرتا اور وفد کے تمام اراکین کی خدمت میں عموماً اور جناب سید حبیب شاہ صاحب کی خدمت میں خصوصاً یہ تہنیت وتبریک پیش کرتا ہے۔

(محرک) مولوی ابوالبیان محمد داؤد صاحب پسروری ایڈیٹر الفیض

(موید) میاں عبدالرحمن صاحب غلدی سوداگر پشمینہ۔

(۳) نجدیوں کے ہاتھوں مکہ معظمہ میں جو مساجد شہید ہوئی ہیں اور ان کی تعمیر ومرمت کا اعلیٰ حضرت حضور

نظام خلد اللہ ملکہ نے جو ارادہ فرمایا ہے اس کے لئے یہ جلسۂ عام حضور ممدوح کی خدمت گرامی میں تحفۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہے۔ مستدعی ہے کہ حضور اپنے خدام کی وساطت سے اس مبارک کام کی تکمیل کرائیں اور اس معاملہ میں ابن سعود و نجدیوں پر اعتماد نہ فرمائیں۔

(محرک) شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق سوداگر زینک

(موید) میاں میراں بخش صاحب سوداگر پشینہ

(خویدم العلماء محمد بہاء الحق قاسمی عفا اللہ عنہ معتمد اعلیٰ جمعیۃ خدام الحرمین امرت سر)

[اخبار الفقیہ: ۷ر جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۵]

مسجد اقصیٰ میں اجلاس:

یروشلم ۶ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو مسجد اقصیٰ میں مسلم کانگرس کا ایک عظیم الشان اجلاس ہوا جس میں یروشلم اور دیگر ممالک کے عزمائے نے شرکت کی۔ اور حرمین شریفین میں مقامات مقدسہ کے انہدام کو لے کر تشویش کا اظہار کیا اور ان مقدس مقامات کی حفاظت کی قسمیں کھا کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ الفقیہ لکھتا ہے:

''آج شام کو مسجد اقصیٰ میں مسلم کانگرس کے افتتاح کے موقعہ پر حیرت انگیز دیکھنے میں آئے۔ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے مسئلہ پر بحث کے دوران میں مصری مندوب ڈاکٹر عبد الحمید نے ایک ولولہ انگیز تقریر میں حاضرین سے کہا کہ مقامات مقدسہ کی اپنے خون کے آخری قطرہ سے حفاظت کرنے کی قسمیں کھائیں۔ اس پر تمام لوگ جوش و خروش کے عالم میں کھڑے ہو گئے۔ سینکڑوں مندوبین اللہ اللہ کے نعرے بلند کرنے لگے۔''

[اخبار الفقیہ: ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء، ص ۷]

روئداد اجلاس خاص آل انڈیا سنی کانفرنس:

یکم شوال ۱۳۴۴ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام قلعہ مسجد مراد آباد میں حکومت حجاز سے عدم اتفاق اور اس کی ناروا حرکات کے خلاف ایک اجلاس مولوی سید حکیم امیر حسین صاحب کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ حضور صدر الافاضل کی تحریک پر درج ذیل تجاویز پیش کی گئیں جن کی تائید خصوصاً مولانا سید غلام قطب الدین صاحب نے فرمائی اور وہ تجاویز ملاحظہ ہوں:

''(۱) یہ جلسہ حکومت حجاز کے لئے ابن سعود نجدی یا اس کے کسی ہم مشرب سے کسی حال میں راضی نہیں۔ اس کا وجود دنیائے اسلام کو بے چین و مضطرب کرنے والا ہے۔

(۲) ہمارے یقین میں جمعیۃ العلماء کا عنصر غالب وہابی صاحبان ہیں جو عقیدۃً ابن سعود کی ہوا خواہی پر

مجبور ہیں۔ ان کی رائے ابن سعود کے طرف داروں کی رائے ہے۔ عام مسلمانوں کی رائے میں جمعیۃ العلماء ایک فرقہ خاص کی جماعت ہے وہ مسلمانان ہند کی نمائندہ نہیں ہے اور وہ اگر یہ دعویٰ کرے تو غلط ہے۔

(۳) جمعیۃ العلماء کو آگاہ رہنا چاہئے کہ مسلمانان ہند اس کو اپنا نمائندہ نہیں سمجھتے ہیں وہ ہماری طرف سے کسی رائے کا اظہار نہ کرے۔

(۴) ابن سعود نے مکہ معظمہ میں اپنے زیر اثر جس موتمر کے لئے خاص اپنے ہواخواہوں کو دعوت دی ہے وہ ان کے ہم خیالوں کا ایک اجتماع ہے۔ مسلمانان عالم کی موتمر نہیں نہ اس موتمر کو مسلمانان عالم نظر اعتبار سے دیکھتے ہیں۔ نہ اس کے کسی فیصلہ کو ایک مضحکہ خیز تمسخر سے زیادہ وقعت دیتے ہیں۔

(۵) خلافت کمیٹی کا گذشتہ طرز عمل نجدی ہواخواہی کا شاہد ہے مسلمانان ہندوستان خلاف کمیٹی کو اس معاملہ سے علاحدہ رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی آواز اٹھائیں تو وہ ہرگز مسلمانان ہند کی آواز نہ ہوگی۔

(۶) ان تجاویز کی ایک نقل ابن سعود کو ایک نقل جمعیۃ العلماء کو ایک نقل خلاف کمیٹی کو اور ایک نقل اخبارات کو بھیجی جائے۔ فقط الراقم عمر نعیمی نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد بازار دیوان۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر اپریل ۱۹۲۶ء ص ۴]

جمعیۃ عالیہ اسلامیہ کا جلسہ:

مراد آباد کی قلعہ والی مسجد میں جمعیۃ عالیہ کے زیر اہتمام مولانا مختار احمد صدیقی صاحب کی صدارت میں ۱۳ر جون ۱۹۲۶ء کو ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سعودیوں، نجدیوں کی غیر انسانی وغیر مذہبی حرکتوں کے خلاف احتجاجی تقاریر ہوئیں۔ خصوصی خطاب حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ و ناظم جمعیۃ عالیہ مراد آباد، کا ہوا۔ علاوہ ازیں اس تعلق سے کئی اہم تجاویز منظور کی گئیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

"بتاریخ ۱۳ر جون ۱۹۲۶ء ۹ بجے شب قلعہ میں جمعیۃ عالیہ کا اجلاس بصدارت مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی منعقد ہوا۔ مجمع کثیر تھا۔ اول صاحب صدر نے مختصر تقریر صدارت کے مظالم نجدیہ کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے تجویز (۱) پیش فرماتے ہوئے ایک بسیط تقریر فرمائی۔

مجمع تڑپ رہا تھا کہرام مچا ہوا تھا آنکھیں آنسوؤں کے دریا بہا رہی تھیں غم واندوہ کا ایسا نقشہ اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ خاکسار (عمر نعیمی) نے اس کی تائید کی۔

(تجویز نمبر ۲) مولانا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب نے ایک دلپذیر تقریر کے ساتھ پیش فرمائی۔

اور مولانا ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب نے اس کی تائید کی۔

(تجویز نمبر ۳) مولانا قاضی ابوالکمال اشہدالدین صاحب نے پیش کی اور مولوی حکیم ابرارالحق صاحب نے اس کی تائید کی۔

(تجویز نمبر ۴) خاکسار عمر نعیمی نے پیش کی اور منشی شوکت حسین نے تائید کی باتفاق رائے تمام تجاویز پاس ہوئیں۔

تجاویز:

(۱) جمعیۃ عالیہ کا یہ عظیم الشان جلسہ نجدیوں کے وحشیانہ حرکات ہدم مساجد وماثر و مقابر و قتل و غارت مسلمین و اہانت اماکن طاہرہ پر نہایت نفرت و حقارت اور انتہائی غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور جو انہوں نے مدینہ طیبہ میں جنت البقیع کو برباد کر کے مسلمانان عالم کو مزید مضطرب اور بے چین کر دیا ہے۔ اور ان کے روحانی و ایمانی جذبات کو صدمہ پہنچایا ہے اس سے وہ اس کو اور اس کے حامیوں کو اسلام کا سخت ترین دشمن جانتا ہے۔ اور ایک لمحہ کے لئے سرزمین پاک میں اس کا وجود گوارنہیں کر سکتا۔

(۲) ہندوستانی اشخاص جو نجدی موتمر میں شامل ہوئے ہیں وہ مسلمانان ہند کے نمائندے نہیں ہیں۔ اور نہ انہیں اختیار ہے کہ ہماری طرف سے کوئی رائے دیں۔

(۳) یہ جلسہ حضور پرنور تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے اس احسان کا شکر گزار ہے جو انہوں نے حجاز مقدس میں نجدی کے منہدم کی ہوئی عمارات کی دوبارہ تعمیر و درستی کے تخمینہ کے لئے انجینیر بھیج کر تمام مسلمانان عالم پر فرمایا۔ اور ان کے دوام سلطنت و دولت کے لئے دعا کرتے ہوئے استدعا کرتا ہے کہ حضور پرنور ابن سعود نجدی کو مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے مقابر محترمہ کی اہانت پر اپنی ناراضی و رنج کے اظہار کے متنبہ فرما دیں کہ حجاز مقدس کی ایک ایک چیز مسلمانان عالم کی ودیعت ہے۔ وہ کیوں تمام جہان کے حقوق میں ہاتھ ڈالتا ہے۔

(۴) یہ جلسہ ہندوستان کے تمام مسلم والیان ملک سے استدعا کرتا ہے کہ وہ نجدی کو اس کے افعال کی شناعت اور اس سے مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب اور رنج و ملال سے باخبر کرنے کے ساتھ اس کو ان وحشیانہ افعال و حرکات سے باز رہنے کی ہدایت کرے۔ (خاکسار عمر نعیمی نائب ناظم جمعیۃ عالیہ اسلامیہ مرکزیہ مراد آباد)

[اخبار الفقیہ امرت سر: ۷ رجولائی ۲۶ء ص ۵، ۶، اخبار دبدبہ سکندری رامپور، ۷ تا ۲۸ جون ۲۶ء ص ۷]

پیلی بھیت میں نجدیوں کے خلاف صدائے احتجاج:

عارف باللہ حضور شاہ محمد شیر میاں قدس کے عرس مبارک کے موقع پر مورخہ ۱۶ رجون ۱۹۲۶ء کو

نجدیوں کے مظالم غیر انسانی، اور حرکات غیر مذہبی کے خلاف حکیم سعید الرحمٰن صاحب کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا حکیم مختار احمد صدیقی اور قاضی احسان الحق نعیمی اور مولانا عبد الاحد اور دیگر علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ حجاز مقدس کے چشم دید واقعات بیان کئے گئے، نجدیوں کی ان مذموم حرکات پر اظہار نفرت وملامت کیا گیا، ابن سعودی موتمر کے غیر اسلامی ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اور اس میں شریک ہونے والے اس کے ہم خیال ہندوستانی نام نہاد لیڈروں سے اظہار برأت کیا گیا۔ اور آخر میں چند اہم تجاویز منظور کی گئیں۔ مولانا عبد الحق پیلی بھیتی اجلاس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۱۶ر جون ۲۶ء کو حضرت شاہ محمد شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقعہ پر جس میں دور دور اضلاع کے لوگ جمع تھے ایک خاص جلسہ نجدیوں کی بربریت اور وحشیانہ مظالم کے خلاف زیر صدارت جناب حکیم سعید الرحمٰن صاحب منعقد ہوا۔ حضرت مولانا الحاج جناب مولانا مولوی حکیم احمد مختار صاحب صدیقی رکن وفد خدام الحرمین وحضرت مولانا مولوی قاضی احسان الحق صاحب نعیمی معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے جلسہ کے بعد خاکسار کی استدعا پر پیلی بھیت تشریف لائے۔ اگرچہ اعلان کا وقت بہت کم تھا مگر اس پر بھی مجمع بہت کثیر تھا۔ ۹ر بجے شب کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ نعت شریف کے بعد حضرت سلطان الواعظین جناب مولانا مولوی عبد الاحد صاحب نے ایک مختصر تقریر میں جلسہ کی غرض وغایت بیان کی اور علماء کرام کا حاضرین سے تعارف کرایا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مولوی قاضی احسان الحق صاحب نعیمی معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی نے اپنی تقریر پر تاثیر سے حاضرین کو محظوظ فرمایا ان کی تقریر کے بعد حضرت مولانا مولوی حکیم احمد مختار صاحب صدیقی نے حجاز مقدس کے چشمدید حالات بیان فرمائے۔ تمام جلسہ میں آہ وبکا کی صدائیں بلند تھیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور نجدیوں کی اس بربریت پر ہر شخص نفرین کر رہا تھا آخر میں مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق پاس ہوئیں جناب صدر نے مسلمانان پیلی بھیت کی جانب سے علماء کرام کا شکریہ ادا کیا۔

تجاویز:

(۱) ابن سعود نے حجاز مقدس میں قدم رکھتے ہی جس بہیمت وبربریت کا ثبوت دیا کہ:

(الف) طائف شریف میں مسلمان مرد وعورت بوڑھے بچوں کو شہید کیا ان کا تمام مال اسباب لوٹا

(ب) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کو مسمار کر کے بندوق کی گولیاں قبر انور پر چلائیں۔

(ج) مکہ مکرمہ میں مساجد وآثر ومقابر کو منہدم کیا بالخصوص حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار اقدس کی مٹی تک کھود کر پھینک دی۔

(و) خود سرکار دو عالم ﷺ کے گنبد اقدس پر گولیاں چلائیں۔

(ز) جنۃ البقیع میں کدال چلایا اہل بیت اطہار اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین وجلۂ مسلمین کے مزارات وقبور کو زمین دوز کر دیا۔

(س) حضور پر نور ﷺ کے حضور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو روکا وغیرہ وغیرہ۔

ان جملہ امور پر یہ جلسہ سخت غم وغصہ اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ ابن سعود نا مسعود کا وجود ناپاک ایک لحہ کے لئے حجاز مقدس میں گوارا نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ نے ابن سعود کی منہدم کردہ عمارتیں دوبارہ بنوانے کی طرف توجہ اور ان کے تخمینہ کے لئے انجینئر روانہ فرما کر اسلام ومسلمین عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ یہ جلسہ ان کا تہ دل سے شکر گزار ہے۔

(۳) چونکہ ابن سعود برطانیہ کا ماتحت ہے لہٰذا برطانیہ پر فرض ہے کہ وہ ابن سعود کو بزور ان افعال سے باز رکھے۔

(۴) مسلمانوں کا یہ جلسہ تمام مسلمان والیان ملک سے ملتمس ہے کہ حجاز مقدس سے ابن سعود کے اخراج کی تدابیر عمل میں لائیں۔

(۵) مسلمانوں کا یہ جلسۂ عام پر زور الفاظ میں یہ اعلان کرنا اپنا فرض منصبی جانتا ہے کہ ابن سعود نے جو مکہ مکرمہ میں اپنے چند ہم خیال وہم عقیدہ لوگوں کو جمع کر کے موتمر قائم کی ہے۔ وہ ہرگز عالم اسلام کی موتمر نہیں ہو سکتی۔ نیز اس موتمر میں جو ہندوستانی شریک ہیں وہ ہمارے نمائندے نہیں۔"

(خاکسار عبد الحق از پیلی بھیت)

[اخبار الفقیہ: ۷ر جولائی ۲۶ء، ص ۶]

مسلمانان کپورتھلہ کا جوش ایمانی و نجدی حرکات پر اظہار نفرت:

حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور اہل حجاز پر نجدیوں کے ظلم وستم اور مقامات مقدسہ ومزارت طیبہ کے انہدام کے خلاف ۱۱ر ستمبر ۱۹۲۵ء بعد نماز جمعہ کپورتھلہ کی جامع مسجد میں ایک اجلاس مولانا مولا بخش صاحب میونسپل کمشنر وصدر مجلس اسلامیہ کپورتھلہ، کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں نجدیوں کے کی وحشیانہ وظالمانہ حرکات کے خلاف اظہار مذمت کیا گیا۔ مولانا محمد بہاء الحق قاسمی امرت سری کا خصوصی خطاب ہوا جس میں انہوں نے مساجد و مآثر مقدسہ اور دیگر شعائر اللہ کے احترام کو بیان کرتے ہوئے نجدیوں کے ایمان سوز عقائد ونظریات بیان کئے۔ اور حجاز مقدس پر نجدیوں اور دیگر غیر مسلموں کی مداخلت وتسلط کو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خطرناک بتایا۔ تقاریر کے علاوہ مذکورہ موضوع پر چند اہم تجاویز اجلاس میں منظور کی گئیں۔ اجلاس کی تفصیل

ملاحظہ ہو:

نجدیوں کے مظالم نے مسلمانوں کے قلوب پر جو اثر ڈالا ہے اس کا اندازہ اس عام اضطراب و ہیجان سے ہوسکتا ہے جو اس وقت ملک میں پیدا ہو چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں ۱۱ ستمبر ۱۹۲۵ء کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد دربے صدر بازار کپورتھلہ میں مسلمانان کپورتھلہ کا عام جلسہ زیر صدارت جناب مولوی مولا بخش صاحب میونسپل کمشنر وصدر مجلس اسلامیہ کپورتھلہ منعقد ہوا۔ حاضرین میں ہر فرقہ کے لوگ شامل تھے۔ سب سے پہلے پیرزادہ مولوی محمد بہاء الحق قاسمی امرت سری نے حاضرین کی خواہش پر تقریر کی۔ جس میں آپ نے احترام شعائر اللہ اور احترام مساجد وقبور کے مسئلہ پر بحث کرنے کے بعد نجدیوں کی گستاخیوں اور ان کے تشددات کا ذکر فرمایا۔ اس کے ساتھ مسئلہ تطہیر حجاز میں غیر مسلم افراد اور حکومت کی مداخلت کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرناک بتایا۔ اختتام تقریر پر میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ رزولیوشن پاس کیا جو پٹواری مبارک علی صاحب کی تائید اور حاضرین کے اتفاق سے منظور ہوا۔

(۱) مسلمانان کپورتھلہ کا یہ عام جلسہ نجدی وہابیوں کی انسانیت سوز مظالم اور ان کے وحشیانہ حرکات کے خلاف سخت نفرت و بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ جو انہوں نے مکہ معظمہ اور طائف شریف میں انہدام مساجد اور مزارات مقدسہ وقتل مومنین کی صورت میں روا رکھے۔ اور خصوصاً ان کی اس تازہ اور کمینہ حرکت کو ناقابل معافی قرار دیتا ہے کہ انہوں نے مقدس گنبد خضرا پر آتشباری کی ہے۔ اس کے بعد شیخ غلام قادر صاحب جعفری نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جو منشی برکت علی صاحب کی تائید اور حاضرین کے اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

(۲) مسلمانان ریاست کپورتھلہ کا یہ عام جلسہ نجدیوں کے گزشتہ سیاہ اعمال نامے اور حال کے قابل نفرت کارنامے اور ان کے متشددانہ عقائد کی بناء پر ان کو مرکز اسلام کی حکومت کا اہل نہ سمجھتا ہوا ہندوستان کے ذی بصیرت علما اور مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ وہ نجدیوں کو حرمین شریفین سے نکالنے کی ہر ممکن اور موثر تدبیر کو کام میں لا کر اپنا فرض پورا کریں اور مرکز اسلام کی حفاظت کے لئے ایک باقاعدہ منظم تحریک شروع کریں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان دونوں ریزولیشنوں کے پیش ہونے پر جناب خواجہ فیروز الدین صاحب اکونٹنٹ جنرل ریاست کپورتھلہ اور ماسٹر فضل محمد صاحب مقصود دہلوی نے کچھ شبہات ظاہر فرمائے اور تردد کا اظہار کیا۔ اس پر مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی امرت سری نے نجدی مظالم کے ثبوت میں چند دلائل بیان کئے۔ مجمع عام میں خواجہ صاحب اور ماسٹر صاحب کو آزادی کے ساتھ اظہار خیالات کا حق دیا گیا۔ چنانچہ بحمد اللہ دونوں صاحبوں نے خندہ پیشانی کے ساتھ حاضرین کی رائے سے اتفاق فرمایا۔ اور اس طرح متفقہ طور پر نجدیوں کے خلاف

اظہارِ نفرت کیا گیا۔

(خلیفہ امام الدین نائب ناظم مجلس اسلامیہ کپورتھلہ)

[۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۱۲]

امرت سر میں نجدی مظالم کے خلاف پرجوش مظاہرہ اور اہم قرار دادوں کی منظوری:

امرت کی مسجد میاں محمد جان مرحوم میں ۹ جولائی ۱۹۲۶ء کو بعد نماز جمعہ، نجدی تسلط کے خلاف اور ابن سعود کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی مذمت میں ایک احتجاجی اجلاس خواجہ عبدالصمد امرت سری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں بیانات ہوئے جس میں حجاز مقدس پر نجدی تسلط اور ابن سعود کی غیر انسانی و ناروا حرکات کے خلاف اظہار مذمت کیا گیا۔ علاوہ ازیں چند اہم تجاویز پاس کی گئیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

''بتاریخ ۹ جولائی ۲۶ء، بروز جمعۃ المبارک مسجد جامع میاں محمد جان مرحوم میں بعد از نماز جمعہ جمعیۃ خدام الحرمین امرت سر کی طرف سے ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ حاضرین اس قدر تھے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ جناب خواجہ حاجی عبدالصمد صاحب امرت سری سوداگر دار جیلنگ بالاتفاق صدر منتخب ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کی گئی۔ اور نعت شریف پڑھی گئی۔ اس کے بعد چند قرار دادیں تکبیر کے غلغلہ انداز نعروں میں بلا اختلاف احد سے پاس ہوئیں۔

محرکین اور مؤیدین نے زبردست تقاریر فرمائیں حاضرین میں نجدیوں کی پاجیانہ حرکات اور غدار ابن سعود کی وعدہ خلافیوں کے خلاف زبردست جوش پایا جاتا تھا۔ پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی نے خلافت الجمعیۃ سیاست زمیندار اور انیس وغیرہ اخبارات کے تازہ پرچوں کے اقتباسات پڑھ کر سنائے اور انہیں سے نجدی مظالم اور ابن سعود کی وعدہ خلافیوں کا بین ثبوت پیش کیا شہر کی بہت سی مساجد میں بھی آزادئ حجاز کی دعا کی گئی اس جلسہ میں حسب ذیل رزولیوشنز پاس کئے گئے۔

(۱) مسلمانان امرت سر کا یہ جلسۂ عام کامل وثوق کے ساتھ حجاز مقدس میں نجدیوں کے تسلط و اقتدار کو اسلامی مفاد اتحاد اسلام اور مقامات مقدسہ کے حق میں سخت خطرناک سمجھتا ہے اور سرزمین حجاز میں نجدی حکومت کو کسی حالت گوارا نہیں کر سکتا اس لئے یہ جلسۂ عام مسلمانان عالم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ متفقہ قوت سے حجاز مقدس کو نجدی حکومت کے ظالمانہ اقتدار سے آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

محرک: پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی معتمد اعلیٰ سابق ایڈیٹر القاسم،

مؤید مولوی ابوالبیان محمد داؤد پسروری

تائید مزید منشی محمد اسمٰعیل مشتاق تاجر زنک۔

(۲) مسلمانان امرت سر کا یہ عام جلسہ اپنی اس مضبوط رائے کا اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ ابن سعود کا کوئی وعدہ متعلق حفاظت حجاز وخدمت حرمین قابل اعتماد نہیں۔ اور خصوصاً جنت البقیع کے انہدام سے ابن سعود کی وعدہ خلافی کا جو تلخ تجربہ ہوا ہے اس کے بعد اس کے آئندہ وعدوں پر اعتماد کرنا اس جلسہ کی رائے میں مجرمانہ غلطی ہوگی۔ محرک: مولوی غلام محی الدین مولوی فاضل۔

مؤید منشی غلام نبی صاحب سابق نائب صدر خلافت کمیٹی امرت سر

تائید مزید شیخ غلامی محی الدین صاحب رکن مجلس منتظمہ خلافت کمیٹی امرت سر۔

(۳) مسلمانان امرت سر کا یہ جلسۂ عام اس دلآزار تصویر کی اشاعت پر سخت نفرت وحقارت کا اظہار کرتا ہے جو حال ہی میں اخبار انڈین پکٹوریل میگزین دہلی میں شائع ہوئی ہے اور جس میں رسول مقبول ﷺ کی شبیہ مبارک کا نقشہ ایک فحش اور دلآزار پیرایہ میں کھینچ کر مسلمانوں کو اشتعال دلایا گیا ہے۔ یہ جلسہ حکومت کو زور کے ساتھ توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس تصویر کے شائع کرنے والوں کے خلاف فوراً قانونی کارروائی کرے۔

(محرک) خاں صاحب سید بڈھے شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ۔

(مؤید) حاجی شیخ علی بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ سوداگر چرم۔

تائید مزید: حکیم معراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار الفقیہ۔

(۴) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ریزولیشن نمبر ۱، ۲، ۳، کی نقل اخبارات کو بغرض اشاعت اور ایک ایک نقل مرکزی جمعیۃ خدام الحرمین لکھنؤ اور جمعیۃ خدام الحرمین پنجاب کو ارسال کی جائے۔

محرک: صدر صاحب باتفاق جمیع حاضرین۔ اخیر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ حجاز مقدس کو ظالم نجدیوں کے پنجۂ ستم سے آزاد کرے اور اس کے بعد جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوگیا۔"

پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی عفا اللہ عنہ۔ معتمد اعلیٰ جمعیۃ خدام الحرمین امرت سر۔

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر جولائی ۲۶ء ص ۱۰]

پٹنہ بہار میں نجدی مظالم کے خلاف صدائے احتجاج:

پٹنہ میں نجدی مظالم ومفاسد کے خلاف احتجاجی اجلاس ہوا۔ اجلاس میں اسلامی حکومتوں سے حالات پر قابو کرنے کی استدعا کی گئی۔ اخبار لکھتا ہے:

"مسلمانان بہار نے پٹنہ میں ایک زبردست جلسہ منعقد کیا۔ جس میں وہابیوں کے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اور تمام اسلامی حکومتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ جنگ سے پہلے کی حالت کو بحال

کرنے اور قائم رکھنے کے لئے مداخلت کریں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر جولائی، ص ۲۰]

کارروائی جلسہ انجمن حنفیہ لائل پور:

انجمن حنفیہ کے زیر اہتمام لائل پور کی جامع مسجد تالاب والی میں ۹ رجولائی ۱۹۲۶ء کو بعد نماز جمعہ نجدیوں کے خلاف اجلاس ہوا۔ اجلاس میں مولانا شاہ محمد صاحب خطیب جامع مسجد مذکور، حکیم محمود حسین وکیل لائل پور اور مولانا محمد علی صاحب قادری کے بیانات ہوئے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

"مورخہ ۹ جولائی ۲۶ء بعد نماز جمعہ در مسجد جامع تالاب والی انجمن حنفیہ کی سرپرستی میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں بڑے زور وشور کے ساتھ بربادئی ابن سعود کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ اولاً مولوی شاہ محمد صاحب خطیب مسجد مذکور نے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام پر پرتاثیر وعظ فرمایا۔

بعد ازاں حکیم محمود حسین صاحب وکیل لائکپور نے ابن سعود کی حرکات مذبوحہ وافعال شنیعہ در بارہ انہدام مساجد ومقابر ایک پر مغز تقریر فرمائی۔ حاضرین جلسہ پر بڑا اثر ہوا۔ بعدہٗ مولوی علی محمد صاحب قادری نے ابن سعود کے تمام ظالمانہ واقعات کو بیان فرمایا۔ اور اپنے آپ کو ملازمت ترک کر کے روضۂ اطہر کی حفاظت کے لئے پیش کیا۔ جس سے حاضرین جلسہ پر رقت طاری ہوگئی۔ اور ہر ایک عاشق رسول ﷺ کی آنکھوں سے اشک محبت ٹپکنے لگے۔ اور جان ومال سے فدا نظر آنے لگا۔ اور بہت سے دیگر حضرات نے خصوصاً چوہدری محمد علی خان صاحب صدر انجمن حنفیہ لائل پور نے تائید کی۔ اور اپنے آپ کو اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے پیش کیا۔"

(مرسلہ خدام انجمن حنفیہ لائل پور)

[۲۸ رجولائی ۱۹۲۶ء، ص ۸]

وزیر اعظم ایران کی درخواست مسلمانان عالم جمع ہو کر مسئلہ حجاز پر غور کریں:

حجاز مقدس کے بگڑتے حالات کے تناظر میں حکومت ایران نے مسلمانان عالم سے جمع ہو کر حجاز پر غور کرنے اور ابن سعود کے منفی کردار کے خلاف محاذ آرائی نیز نجدیوں کی بڑھتی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لئے ٹھوس قدم اٹھانے کی اپیل کی۔ فارس کے اخبار "ایران" نے اس کی تفصیل شائع کی۔ جسے بعد میں ہندوستانی اخبار سیاست اور اس کے حوالے سے الفقیہ میں شائع کیا گیا، ملاحظہ ہو:

"شملہ ۱۹ رجولائی فارس کا ایک اخبار "ایران" رقمطراز ہے کہ وہابیوں کے خلاف ایران میں جو خیالات

موجزن ہیں اور جن سے متاثر ہوکر حکومت ایران نے موتمر حجاز میں ابن سعود کی دعوت شرکت کو نامنظور کیا، ایران کے وزیر اعظم نے ان کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا، کہ وہابیوں نے جو گناہ مذہب اسلام اور اس کے مختلف فرقوں کے خلاف کئے ہیں اور جو وحشیانہ حرکات ان سے ان مقامات مقدسہ کے متعلق ظاہر ہوئی ہیں جو دنیائے اسلام کے معبد اور روحانی مرکز ہیں انہوں نے تمام عالم اسلام میں زلزلہ ڈال دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو مشتعل کر دیا ہے۔ جنۃ البقیع میں بزرگان دین کے مقابر کے انہدام کا حال جس نے تمام مخلص مومنوں میں تہلکہ ڈال دیا ہے۔ اس ملک کے بچے بچے کو معلوم ہے۔ حکومت ایران نے وہابیوں کی ہر ایک کارروائی کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔ کیوں کہ ان کے یہ مظالم مذہب اسلام کے اصولوں اور تہذیب کے صریحاً خلاف ہیں۔

ابن سعود کی وعدہ شکنی: عبدالعزیز ابن سعود وہابیوں کے سرغنہ نے اقرار کیا تھا کہ وہ ان گناہوں کے ارتکاب کے اعادہ کو ختم کر دے گا جو مسلمانوں کی روایات اور مذہب کی سخت توہین کا باعث تھیں۔ تاہم وہابیوں نے حال ہی میں مواعید کے خلاف بہت سی کارروائیاں کی ہیں۔ ان وعدہ شکنیوں اور مظالم نے حکومت ایران کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ موتمر حجاز میں حصہ نہ لے۔ کیوں کہ فی زمانہ تمام اسلامی ممالک اور فرقے ماثر مقدسہ کی تکریم میں متفق ہیں۔ اور لاکھوں مسلمان ان کو اپنا روحانی مرکز جانتے ہیں نیز ہم نے حال ہی میں اقوام میں اس جذبہ کے فروغ دینے کے مسئلہ پر غور وخوض کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے مذہب کے متعلق کمال بردباری سے کام لیں۔

ابن سعود کے مظالم ناقابل برداشت: حکومت ایران سے یہ نہیں ہو سکتا کہ چند متعصب آدمیوں کے اس گروہ کی کارروائیوں کو جو عالم اسلام پر اپنے باطل خیالات کو جبراً تسلیم کرانے کی کوشش کر رہا ہے اس طرح دیکھے اور چپ بیٹھی رہی۔ درحقیقت ان مٹھی بھر بھیڑیوں کی یہ کارروائیاں ناقابل برداشت ہیں۔ کہ وہ ان مقامات کا انہدام کر رہے ہیں جن کی تکریم لاکھوں مسلمانوں کے قلوب میں ہے۔ حکومت ایران کا خیال ہے کہ وہابیوں کی یہ کارروائیاں اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ آئندہ بھی اسی طرح مظالم توڑتے رہیں گے۔ لہٰذا ہم ان کی حرکات ناشائستہ پر پرزور احتجاج کرتے ہیں۔ تاہم مسلمانان عالم کو مخاطب کر کے اخوت اسلامی کے نام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ وہابیوں کے مزید ظلم وستم کو ہر ممکن طریقہ سے تجویز کریں بند کریں۔

عالمگیر موتمر اسلامی: چوں کہ ماثر مقدسہ کا تمام مسلمانوں سے تعلق ہے۔ اور کوئی اسلامی فرقہ یہ حق نہیں رکھتا کہ ان کو محض اپنی ملوکیت تصور کرے۔ لہٰذا تمام مسلمان اقوام سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ ایک عالمگیر موتمر منعقد کریں۔ جو ماثر مقدسہ کے متعلق ضروری انتظامات سرانجام دے۔ یہ موتمر قوانین وضوابط وضع کرے گی۔ تاکہ تمام مسلمان فرقے آزادانہ اپنے مقامات کی زیارت اور حج کر سکیں۔

الغرض ایرانی حکومت اعتماد رکھتی ہے۔ کہ تمام اسلامی اقوام اور حکومتیں اس تجویز پر کہ مذہبی اور قومی دلائل

پر مبنی ہے اتفاق کریں گی۔ اور اس امر کی اجازت نہیں دیں گی کہ آئندہ ان کے آثار مقدسہ اور مذہب کی مزید توہین اور جنگ ہو۔" (سیاست)

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۳]

ابن سعود کو آغا رضا شاہ پہلوی کی تنبیہ اگر تم اماکن مقدسہ کی حفاظت کی ضمانت نہ دو گے تو دیگر اسلامی سلطنتیں خود اس کا انتظام کریں گی:

حکیم ابو یوسف اصفہانی نے حجاز مقدس سے واپس آمدہ حجاج کرام سے حالات حجاز معلوم کر کے الفقیہ کو لکھے۔ مزید حکیم صاحب نے الاہرام قاہر کے حوالہ سے والئ ایران کی ابن سعود کے خلاف احتجاجی کارروائی کا ذکر کیا۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"بمبئی ۱۴ جولائی حکیم ابو یوسف اصفہانی جو آنے والے حاجیوں سے ملے ہیں۔ حالات حجاز کے متعلق اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بیت اللہ کا دروازہ تین روپے کے ٹکٹ پر کھلتا ہے۔ اس مقدس مقام کی کوئی تطہیر نہیں کی جاتی تھی۔ حکومت حجاز سخت خراب ہے۔ قاضی شہر ہی سب کچھ ہے۔ اور قبہ جات کی سخت بے حرمتی کی جاتی ہے۔

نیز حکیم موصوف الاہرام قاہرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رضا شاہ پہلوی والئی ایران نے ابن سعود کی ان ناپاک حرکات کے خلاف سخت صدائے احتجاج بلند کی ہے اور لکھتا ہے کہ جب تک ابن سعود حفاظت مقامات مقدسہ کا حتمی اور تسلی بخش ثبوت اور وعدہ نہ دے، ہم دیگر اسلامی سلطنتوں سے ان کی حفاظت کے متعلق صلاح اور مشورہ کریں گے۔"

[الفقیہ: ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۳]

انہدام جنت البقیع پر حکومت ایران کا زبردست اعلان:

جنت البقیع وغیرہ کی بے حرمتی اور مقامات مقدسہ کے انہدام کی جسارت بے جا کے خلاف رئیس الوزرا ایران کی طرف سے حسب ذیل اعلان کیا گیا۔ جس میں مسلمانان عالم سے ابن سعود کی ناپاک حرکات کے خلاف متفقہ طور پر محاذ آرائی کی استدعا کی گئی۔

یہ اعلان اولاً اخبار الجمیعہ میں ۲۳ر جولائی ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔ اور اس کے بعد الفقیہ امرت سر نے شائع کیا۔ ملاحظہ ہو:

"تمام اہالی مملکت اور عام مسلمانوں کو معلوم ہو۔ کہ طائفہ وہابیہ کچھ مدت سے عالم دیانت اور عقائد فرقہ ہائے مسلمین پر جو دست درازیاں اور زیادتیاں کر رہا ہے۔ اور حرمین شریفین میں جو تمام مسلمانوں کا قبلہ و مبدا

اور تمام اہل ایمان کا مرکز اتحاد روحانی ہے، جن بے حرمتیوں کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اس سے تمام مسلمان مضطرب اور رنجیدہ ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے بقیع میں بقاع متبرکہ بزرگان دین پر جو جسارت کی گئی ہے اور جس سے تمام اہل ایمان سوگوار ہو گئے ہیں۔ اس کا حال عام طور پر اہل مملکت کو معلوم ہے۔

دولت ایران نے اس طائفہ کے تجاوزات کی ابتداہی میں ان کارروائیوں کے خلاف سخت اعتراض کیا تھا۔ جو آداب وحیثیات دینی اور اصول تمدن کے مخالف ہیں۔ اس پر طائفہ مذکورہ کے سردار عبدالعزیز ابن سعود نے وعدہ کیا کہ اب ہرگز اس قسم کے فجائع وتجاوزات کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔ جن سے عقائد وشعائر ملی عالم اسلام کی صریح بے احترامی ہوتی ہے۔ مگر توقع کے بالکل خلاف اس کی طرف سے خود اپنے مواعید کے خلاف اس قسم کی حرکات کا ارتکاب کیا گیا۔ جن سے تمام مسلمانوں کے دل متاثر ومتالم ہو گئے۔ اور اس کے باعث دولت ایران کو مجمع عمومی حجاز (موتمر اسلامی) کی شرکت سے انکار کرنا پڑا۔ جس کی ابن سعود نے دعوت دی تھی۔

اماکن مقدسہ کو کروڑہا مسلمان از روئے عقیدہ وایمان مہبط انوار رحمانی ومنبع فیض آسمانی سمجھتے ہیں۔ اور ان کی تعظیم شعائر ملی اسلامی میں داخل ہے۔ پس علی الخصوص آج کل کہ احترام عقائد وآداب دیانت کا زمانہ ہے اور تمام ملل متمدنہ عالم کوشش کر رہی ہیں کہ ایک دوسرے کے معتقدات مذہبی کی تعظیم وتکریم کریں۔ اور تمام فرقوں کے شعائر دینی پر حملہ ودست درازی بند کر دیں۔ دولت ایران کے لئے خاموش بیٹھنا اور تحمل کرنا مشکل ہے۔ اور حقیقۃً یہ بردباری اور تحمل کا مقام بھی نہیں ہے۔ تمام زندہ قومیں حکماء واکابر اور ارباب شعر وصناعت کے آثار کا خواہ وہ دوسری قوموں ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں، ہزار گونہ احترام کرتی ہیں۔ اور اس معاملہ میں ملیت وقومیت ...کا لحاظ نہیں کرتیں۔ ایسی حالت میں ایک طائفہ کو اجازت نہیں دی جا سکتی، کہ محض اپنی تعلیمات اور اپنے اصول کے مطابق ایسے ائمہ ہدیٰ واولیاء خدا کے آثار کو محو کر دے جن کا احترام کروڑہا دلوں اور روحوں میں جاگزیں ہے۔

دولت ایران اس کارروائی کو دور توحش وجاہلیت کی تجدید کا ہم معنی سمجھتی ہے۔ اور اس حرکت قبیح پر سخت اعتراض کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی تمام مسلمانان عالم سے درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ بمقتضائے وحدت عقیدہ بالاتفاق ایسے ممکن وسائل اختیار کریں۔ جن سے اس قسم کی عملیات تجاوزانہ کا سد باب ہو سکے۔ حرمین شریفین حقیقۃً تمام عالم اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کسی مسلمان قوم کو حق نہیں ہے کہ دوسری اسلامی اقوام سے قطع نظر کر کے ان مقامات مقدسہ کو کہ قبلۂ جمیع مسلمانان ومرکز روحانیت اسلام ہیں، اپنے لئے مخصوص کر لے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق جیسا چاہے تصرف کرے۔ اور اپنے مخصوص عقائد کو دوسروں پر جبراً مسلط کر دے۔ لہٰذا تمام ملل اسلامیہ سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ کہ ایک اجتماع عام منعقد کر کے اس میں حرمین شریفین کے مقدرات کو حل کریں۔ اور اس قسم کا نظام وضع کریں، جس سے تمام مسلمان اپنے اپنے عقائد کے مطابق آزادی کے ساتھ اماکن مقدسۂ مکۂ معظمہ ومدینہ طیبہ کے فیوض آسمانی وبرکات روحانی سے متمتع ہو سکیں۔ اور یہ

سرچشمہ فیض و سعادت الٰہی تمام طوائف مسلمانان عالم کو بغیر تخصیص و استثناء سیراب کر سکے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اسلامی قومیں اور سلطنتیں اس تقاضائے دینی و ملی کو قبول کریں گی۔ اور اپنے مقدسات ملی و شعائر مذہبی پر اس سے زیادہ دراز دستیوں کو برداشت نہ کریں گی۔ (حسن بن یوسف رئیس الوزراء)"

[اخبار الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۹]

انجمن رضویہ مرزا پور کا اجلاس:

مرزا پور میں انجمن رضویہ کے زیر اہتمام یکم اگست ۱۹۲۶ء کو جناب محمد شفیع عرف منشی بدھو لال صاحب وارثی نائب صدر انجمن کے مکان پر مولانا حشمت اللہ صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں حجاز مقدس پر نجدیوں کی دسیسہ کاریوں کے خلاف اظہار نفرت و ملامت کیا گیا۔ اور اس کے خلاف چند اہم تجاویز پیش کی گئیں جو بالاتفاق منظور ہوئیں۔ ملاحظہ ہو:

"انجمن رضویہ کا جلسہ بتاریخ یکم اگست ۲۶ برمکان جناب محمد شفیع عرف منشی بدھو لال صاحب وارثی نائب صدر انجمن منعقد ہوا۔ مختلف اشخاص نے تقریریں کیں۔ مظالم و سفاکیاں جو نجدیوں نے مقامات متبرکہ میں کیں ان کا اظہار کیا گیا۔ حاضرین جلسہ زار زار رو رہے تھے۔ جوش سے بھرے تھے۔ ہر طرف سے نفرت و حقارت کا اظہار ہو رہا تھا۔ بالآخر جب لوگوں کی رقت کم ہوئی انجمن نے زیر صدارت مولانا مولوی محمد حشمت اللہ صاحب حسب ذیل تجاویز پیش کیں۔ اور باتفاق رائے پاس و منظور ہوئیں۔

(۱) انجمن رضویہ کا یہ جلسہ نجدیوں کے جو مظالم و سفاکیاں و حرکات ناشائستہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں ظہور پذیر ہوئے ہیں اور مقابر و مساجد و مقامات متبرکہ کی اہانت ہوئی ہے ان پر اظہار نفرت کرتا ہے۔

(۲) یہ انجمن رضویہ کا جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے بحیثیت رعایا مطالبہ کرتا ہے کہ نجدیوں کو ان حرکات مذمومہ سے جس کی وجہ سے مسلمانان ہند کو تکلیف روحانی پہنچی ہے متنبہ کرے اور مقامات مقدسہ کو یا تو نجدیوں کے صرفہ سے بنوائے ورنہ تمام مسلمانان عالم کے صرفہ سے باہتمام تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ درست کرا دے۔

(۳) یہ انجمن تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ کی تہ دل سے شکرگزار ہے کہ ان کا خیال اماکن مقدسہ کے مقامات منہدمہ کے درست کرانے کی طرف ہے۔

(۴) یہ انجمن دیگر انجمنوں سے متمنی ہے کہ نجدیوں کے مظالم روکنے مقامات مقدسہ کے بچانے میں جس قسم کی کوشش سے کام نکل سکے وہ کوشش کریں اور گورنمنٹ برطانیہ سے مطالبہ کرتے رہیں کہ نجدیوں کو حرکات ناشائستہ سے باز رکھے۔

(۵) یہ انجمن رضویہ اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ جو موتمر اس وقت نجدیوں کے یہاں کام میں شریک ہیں

ان میں کے اصلی نمائندے مسلمانان ہند کی طرف سے نہیں ہیں۔

(۶) یہ انجمن رضویہ دیگر انجمن احناف سے خواہشمند ہے کہ ہندوستان میں ایک موتمر اسلامی قائم کرے تا کہ ان کی رائے و مطالبہ کی وقعت ہو۔

(۷) یہ انجمن رضویہ علماء احناف عموماً اور استاد الاستاد مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی و مولانا مولوی نثار احمد صاحب کانپوری کو اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے مقامات خاص کر مرزا پور کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا کریں۔ تا کہ حنفیوں کو تقویت اور مخالفوں کو دہشت پیدا ہو۔ (ماسٹر محمد شفیع عرف ننے لال وارثی نائب صدر)

[اخبار الفقیہ: ۲۸/اگست ۲۶ء ص ۴]

جنت البقیع کی ویرانی اور حنفی سادات پشاور کا احتجاج:

نجدیوں کی حرکات شنیعہ خاص کر انہدام جنت البقیع اور دیگر مزارات مقدسہ پر نجدی دست درازی کے خلاف پشاور کی جامع مسجد گنج علی خان میں انجمن سادات کے زیر اہتمام مولانا سید حبیب شاہ صاحب خطیب مسجد جہانگیر پورہ و صدر انجمن سادات کی صدارت میں ایک اجلاس بتاریخ ۵ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ بروز جمعہ بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ اجلاس میں حالات حجاز سے متعلق بیانات ہوئے اور نجدی بربریت کے خلاف چند اہم تجاویز پاس ہوئیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

''آج مورخہ ۵/محرم الحرام ۴۵ھ بروز جمعہ ۶ بجے بعد از نماز عصر جامع مسجد گنج علی خان میں جلسۂ سادات زیر صدارت جناب مولانا سید حبیب شاہ صاحب خطیب مسجد جہانگیر پورہ و صدر انجمن سادات منعقد ہوا۔ سب سے پہلے جناب صدر صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح فرمایا اور ایک پر معنی درد انگیز تقریر کی لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے بعد ازاں ایک یتیم سید زادے نے ایک نظم مناسب حال کے پر درد لہجہ میں سنائی اس کے بعد جناب حاجی سید مہر بادشاہ صاحب ناظم انجمن سادات نے ایک مرقع حالات جنت البقیع و نواح مدینہ منورہ کا لوگوں کے آگے ایسا کھینچا کہ گویا ان کی آنکھوں کے سامنے تمام نقشہ کھینچ گیا اور پھر اپنی تقریر سے ایسے انداز سے ثابت کر دیا کہ ایسے ناشائستہ افعال جو کہ نجدیوں سے عمداً سرزد ہوتے ہیں کہ وحشی سے وحشی قوم سے بھی سرزد نہیں ہو سکتے۔

بعد ازاں آقا سید حسین بادشاہ صاحب نائب ناظم انجمن سادات نے ایک پر اثر تقریر میں بحوالۂ حدیث شریف جنت البقیع کی شرافت کو ثابت کر کے بتایا کہ انہدام روضۂ اطہر جناب جگر گوشۂ رسول ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا و جناب حضرت امیر حمزہ و اصحاب و دیگر مزارات اکابرین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین جو از دست وہابیان نجد وقوع پذیر ہوا ہے وہ ان کے اس تعصب کا اظہار ہے جو عام طور پر اصولاً وہابی مذہب اکابران دین کے بعد

از مرگ کی نسبت رکھتے ہیں۔ اور تواریخ سے ثابت کیا کہ جس فرعون مزاج نے مہدی سوڈان کی قبر اور اس کی لاش کی بے حرمتی کی غرق ہوا۔ اور جس شہنشاہیت نے امام شاہ علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے روضۂ مبارک پر گولے چلائے وہ گولیوں سے فنا ہوئے لہٰذا نجدیوں کو بھی منتقم حقیقی کی ضرب کا (جس کی آواز نہیں ہے) انتظار کرنا چاہئے بعد ازاں ریزولیشن پیش کیے گئے جو کہ متفقہ طور پر پاس ہوئے۔ وھو ہذا۔

(۱) انجمن سادات پشاور اس قیامت خیز کام پر جو نجدیوں نے قصداً جنت البقیع اور حضرت حمزہ کے ایسے مقدس مقابر کو برباد کر کے زمین کے برابر کر دیا جس سے عموماً مسلمانوں کے دلوں کو اور خصوصاً سادات کے دل محزون کو پارہ پارہ کر دیا اپنی انتہائی رنج وغصہ کا اظہار کرتی ہے اور ایسی شرمناک طریقہ سے دکھ پہنچانے والی ظالم قوم کے ان وحشیانہ حرکات کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

(۲) انجمن سادات کا یہ جلسہ اپنی رائے اور مقاصد کو زور کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ سادات کو کسی صورت میں بھی ابن سعود یا کسی ایسے شخص پر جس سے ایسے افعال سرزد ہونے کا احتمال ہو کوئی اعتماد نہیں ہو سکتا اور وہ کسی حالت میں بھی ان میں سے کسی کی حکومت یا اقتدار ارض مقدس حجاز پر گوارا نہیں کر سکتی۔

(۳) انجمن سادات یہ قرار دیتی ہے کہ مفصلہ بالا تجاویز کی نقل حضور بادشاہ افغانستان کی خدمت میں ارسال کی جائے تا کہ مناسب تدابیر جلد عمل میں لائیں کیوں کہ مسلمانان ہندوستان وخصوصاً سادات پشاور ان کی فوری انسداد کا سخت انتظار کر رہی ہے۔

نوٹ: اختتام جلسہ پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر باآواز بلند دعا کی اے خالق دو جہاں تو تمام اسلامی سلطنتوں کو کفار کے ہاتھ سے نجات دے اور خصوصاً مقدس ارض حجاز کو نجدی وحشی ظالم قوم سے پاک کرا اور اپنے نیک بندے کا اس پر تسلط کر۔ آمین ثم آمین

بعد ازاں ایک شخص مسمی محمد عبدالحکیم سب اوو.....نے ریزولیشن نمبر ۳ کی بنا پر اپنے آپ کو والنٹیر پیش کیا کہ بغیر کسی تنخواہ کے وہ خدمت کرے گا۔

فقط حاجی سید میر بادشاہ ناظم انجمن سادات پشاور۔

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۲۶ء ص ۷]

طائف میں کتنے ہندی مسلمان قتل ہوئے ان کے متعلق کیا کارروائی ہوگی؟ شملہ میں اجلاس:

طائف میں نجدیوں کی ریشہ دوانیوں اور انسانی قتل وغارت گری سے متعلق شملہ میں مجلس آئین ساز کا ایک اجلاس ۲۴ راگست ۱۹۲۶ء کو ہوا۔ جس کی روداد حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو:

''شملہ ۲۴ راگست آج پھر مجلس آئین ساز کا جلسہ ہوا۔ حاضری بہت کم تھی مسٹر مشیر حسین قدوائی کے

ایک سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے بتایا کہ طائف میں جب نجدیوں نے قتل عام کیا تو ہندوستانی انگریزی رعایا کے ۵ افراد شہید ہوئے۔ ان میں سے دو ایسے تھے جو حجاز کو ہجرت کر کے چلے گئے تھے حکومت حجاز نے حال ہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے کہ وہ طائف کے مقتولین اور ان کے نقصانات کا اندازہ وغیرہ لگائے ہندیوں کا جس نقصان کا پتہ چل سکتا ہے وہ اس مجلس میں پیش کیا جائے گا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۶ء]

لکھنؤ سے جنت البقیع کی بربادی پر یوم غم کا اعلان:

حجاز مقدس کے مقابر و مآثر مقدسہ کی بے حرمتی اور ان کے انہدام کی ناپاک جسارت کے خلاف لکھنؤ سے یوم غم منانے کا ایک عمومی اعلان کیا گیا۔ خاص طور پر ۸ رشوال المکرم ۱۳۴۵ھ کو یوم غم مقرر کیا گیا۔ کیوں کہ اجتماعی طور پر مزارت و مساجد وغیرہ کے انہدام کی ناپاک حرکت ۸ رشوال کو کی گئی تھی۔ یہ اعلان علمائے لکھنؤ کے علاوہ علمائے عراق، علمائے بغداد، علمائے کربلائے معلیٰ اور علمائے ہند کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"۸ رشوال اسلام کی تاریخ میں ایسا ہولناک اور قیامت خیز دن تھا کہ امتداد زمانہ اور مرور دہور اس میں پیدا ہونے والے ناسور کو خشک نہ ہونے دے گا۔ اسی سیاہ اور بدنصیب دن میں خاندانِ رسالت کے محترم افراد صحابہ کرام اور ائمہ امت کی آخری آرام گاہیں اور ان کے باعظمت مزارات، قبب و مآثر انور، نجدی بہائم کے ہاتھوں برباد، مسمار اور پامال کیے گئے اور اسی دن ہم مزار سرکار رسالت کے بعد مدینہ منورہ کے مقدس ترین منبع فیوض و برکات سے محروم ہو گئے۔ زخہائے دل کو تازہ رکھنے، اپنے جذبات عقیدت کے ظاہر کرنے اور ان اسلام سوز بربادیوں پر دلی نفرت و غصہ ظاہر کرنے کے لیے حضرات علمائے عراق و کربلائے معلیٰ و بغداد شریف اور علمائے ہند نے طے کیا ہے، کہ اسی شوال کو سچے غلامانِ رسول، فدایانِ اہل بیت اور مخلص مسلمانانِ ہند دعاو استغفار اور اظہار غم میں صرف کریں۔ اور اسی دن عراق، ایران اور عتبات عالیات میں بھی عام یوم غم منایا جائے گا۔ اس لیے غیور و حق پرست مسلمانانِ ہند سے درخواست ہے کہ اس حادثہ فاجعہ اور مہلکہ کبریٰ پر اپنے برادرانِ اسلام کی ہمنوائی کرتے ہوئے اس اسلامی مظاہرہ میں پورے جوش اور اخلاص سے شرکت فرمائیں۔ اور ایک عام جلسہ میں اپنا دلی اضطراب و غصہ ظاہر کریں۔ اور اسی شوال سے ہفتہ جنت البقیع شروع کیا جائے اور اس عرصہ میں مسلسل دعا و استغفار اور اظہار نفرت و غم کی مناسب صورتیں عمل میں لاتے ہیں۔ اور ایک پبلک جلسہ کر کے اس کی کارروائی سے اسلامی اخبارات کو مطلع کریں۔ اس غرض سے آج آپ کی حمیت دینی اور محبت اسلامی کا امتحان ہے، اٹھیے دار رحمت کو کھٹ کھٹا کر اپنے اسلام کا ثبوت دیجیے۔ ہم کو پر جوش و باحمیت مسلمانانِ ہند سے توقع کہ اس اہم اسلامی مظاہرہ میں بکثرت شرکت فرما کر اپنے درد دینی و جوش اسلامی

کا شاندار ثبوت دیں گے اور دنیا پر ظاہر کر دیں گے کہ وہ ان اسلام سوز حرکات اور ان کے بانیوں سے قطعاً بیزار ہیں۔

داعی الی الخیر

حضرت مولانا فقیر قطب الدین محمد عبدالوالی فرنگی محل (شمس العلما مولانا نجم الحسن) مجتہد (شمس العلما مولانا ناصر حسین مجتہد، مولانا محمد سلامت اللہ فرنگی محلی، شمس العلما مولانا سبط حسن، مولانا محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، آنریبل سر مہاراجہ محمد علی محمد والی محمود آباد، آنریبل راجہ نواب علی خان تعلقدار، شیخ مشیر حسن قدوائی بیرسٹر و تعلقہ دار، مولانا حسرت موہانی، مولوی محمد نسیم ایڈوکیٹ، مولوی سید ظہور احمد وکیل، مولانا الطاف الرحمٰن رئیس، نواب مولوی مہدی حسن رضوی خان بہادر، محبوب حسین خان رئیس فیض آباد، مولانا شہید انصاری ایڈیٹر خادم الحرمین، مرزا عابد حسین سیکرٹری شیعہ کانفرنس، روف احمد وکیل، حبیب احمد پرائیویٹ سیکرٹری راجہ صاحب نان پارہ، سید علی ظہیر بیرسٹر، سید سلطان بہادر رئیس، ممتاز حسین ایڈیٹر اودھ پنچ، حکیم سید علی آشفتہ، سید خلیل احمد سیکرٹری ایک آنہ فنڈ، حکیم عماد الدین انصاری، سید جالب دہلوی ایڈیٹر ہمدم، سید غلام حسین وکیل، شیخ احسان الرحمٰن بیرسٹر سیکرٹری پراونشل مسلم لیگ۔

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر اپریل ۱۹۲۷ء ص ۱۲]

باب ﴿۱۳﴾

نجدی حکومت سے کئے گئے سوالات و مطالبات

maablib.org

حکومت نجد سے سوالات

مفتی عمر نعیمی نے نجدی حکومت سے چند سوالات کئے لیکن ان سوالات کے جوابات دینا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ ملاحظہ کریں:

''مسطورہ ذیل سوالات کے جوابات حکومت نجد سے مطلوب ہیں اور جب تک ان سوالات کے صاف قابل اطمینان جوابات نہ ملیں گے اس قوت تک کوئی پروپیگنڈا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ وہ سوالات یہ ہیں۔

(۱،الف) کیا حکومت نجد کا خیال ہے کہ مکہ مکرمہ کی حاضری اور حج کی ادا کا حق سوائے نجدیوں کے کسی کو نہیں ہے اگر ایسا ہے تو اس کا صاف اعلان کر دیا جائے تاکہ غیر وہابی مسلمان نجدی کے زمانہ میں حاضری کا قصد نہ کریں۔ اور اس بات کا انتظار کریں کہ جب خداوند عالم حرمین طیبین کو آزاد فرمائے اس وقت وہ بہرہ اندوز سعادت ہوں۔

(۲،ب) اگر نجدی حکومت تمام مسلمانوں کا حج و زیارت کے لئے حرمین طیبین میں حاضر ہونا گوارہ کر سکتی ہے۔ تو اس نے حرمین محترمین میں ان کی نماز باجماعت کا کیا انتظام ہے؟ وہابیوں کے سوا تمام دنیا کے مسلمان نجدی عقیدے کے امام کی اقتدا جائز نہیں سمجھتے۔

اور یہ خطرہ ان کے پیش نظر رہتا ہے کہ نجدی کے عہد میں حج کے ادا کے لئے بہت سے فرائض میں خلل واقع ہوتا ہے۔ کیا نجدی حکومت گوارا کرے گی کہ عالم اسلام کی نمازوں کا لحاظ کر کے سابق اماموں کو بحال کرے۔ اور اگر نجدی ان کی اقتدا جائز نہ سمجھتے ہوں تو کسی دوسرے وقت میں وہ اپنی نماز اپنے امام کے ساتھ پڑھیں اور مسلمانوں کو نجدیوں کی اقتدا پر مجبور نہ کریں۔

(۲) حکومت نجد کو بتانا چاہئے کہ مسلمانوں کے جو بزرگ حج و زیارت کے لئے حاضر ہوئے ان کے ساتھ نجدی امام کی اقتدا نہ کرنے اور اپنی علاحدہ جماعت کرنے پر نجدی حکام نے کیا برتاؤ کیا۔ قبلۂ عالم شیخ المشائخ حضرت مولانا مولوی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم جو ہندوستان کے ایک مشہور عالم بزرگ ہیں۔ اور جن کے حلقۂ ارادت و عقیدت میں لاکھوں مسلمان داخل ہیں۔ اور جن کی تحریک و شوق معیت سے آج کل ہندوستان کے کثیر مسلمان حج کے لئے جاتے

ہیں۔ ان کے ساتھ حاکم مدینہ نے سال گزشتہ اور اس سال کیا سلوک کیا۔ کیا نجدی حکومت اس سے باخبر ہے؟ اگر ہے تو اس نے حاکم مدینہ سے کوئی باز پرس کی؟

(۳) آستان اقدس پر حاضر ہونے والے کو دست بستہ سلام عرض کرنے کے متعلق نجدی حکومت کا کیا طرز عمل ہے۔ کیا وہ تمام دنیائے اسلام کو اس سرزمین طاہر میں نجدی عقیدے کی پابندی کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا کیا حق ہے۔

(۴) شریف حسین کے زمانہ میں حجاج پر کیا ٹیکس تھے اور اب کیا ہیں اس کا فرق بتایا جائے۔

(۵) صدہا سال سے حج و زیارت کے متعلق جو آزادی رہی ہے اور امامت جو طبقے مسلمانوں کے کرتے رہے ہیں ان سب کے خلاف نئی پابندیاں کس طرح عالم اسلام اختیار کرسکتا ہے۔

[السواد الاعظم مرادآباد، محرم الحرام ۱۳۵۲ھ ص ۱۲،۱۱]

چند اور سوالات:

مفتی عمر نعیمی نجدی حکومت سے چند اور سوالات کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس لئے ضروری ہے کہ حکومت نجد سے سوالات ذیل کے جوابات حاصل کیے جائیں۔ اور ہندوستان میں جو نجدی کے خیر خواہ اور حامی ہیں وہ ان سوالات کے جوابات حکومت نجد سے حاصل کر کے شائع کرادیں۔

(۱) کیا حکومت نجد حرمین طیبین میں حج و زیارت کے لئے آزادی کے ساتھ حاضر ہونا اور اپنی عقیدتوں اور مذہبی اعتقادوں کے ساتھ مناسک ادا کرنا اور آداب زیارت بجالانا تمام اسلامی دنیا کے لئے روا رکھتی ہے؟ اور اہل اسلام کے ہر فرد کو اس کا مستحق سمجھتی ہے۔ یا حج و زیارت کا استحقاق صرف نجدی عقیدے والوں کے ساتھ خاص جانتی ہے؟

(۲) بیت اللہ الحرام اور مسجد نبوی سے وہ امام کیوں ہٹائے گئے جن کی اقتدا میں تمام عالم کے مسلمان بے تردد نماز پڑھتے تھے؟ اور کیا نجدی عقیدے کے اماموں کا قائم کرنا جن کی اقتدا مسلمانان عالم جائز نہیں جانتے تمام مسلمانوں کا اتلاف حق نہیں ہے؟

(۳) کیا حکومت نجد سابق اماموں کو بحال کرنا گوارا کرے گی تا کہ سرزمین مقدسہ کے حاضری دینے والوں کو جماعت سے محروم رہنے یا بمجبوری نجدی عقیدے کے امام کی اقتدا میں نماز ضائع ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ اگر نجدی غیر نجدیوں کی اقتدا گوارا نہ کریں تو وہ اپنے لئے خاص جماعت علاحدہ کرلیا کریں۔

(۴) کعبہ مقدسہ اور مسجد نبوی میں اگر مسلمانان عالم نجدی کی اقتدا نہ کریں اور اپنی علاحدہ جماعتیں قائم کریں تو کیا حکومت نجد اس میں مانع ہوگی؟ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو خاص اپنے عقیدے کے امام

کی اقتدا پر مجبور کرے گی۔؟

(۵) حکومت نجد بتائے کہ مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ میں کسی ہندی شیخ سے علاحدہ جماعت کرنے پر حکومت کی طرف سے کبھی کوئی باز پرس کی گئی ہے؟ اگر ایسا ہوا تو کیوں؟ اور کیا یہ ہندوستانیوں کی اہانت اور ان پر بیجا پابندی اور بجبر اپنے مذہب کے مطابق عمل پر مجبور کرنا نہیں ہے۔؟

(۶) کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ طاہرہ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والوں کو ان کی عقیدت کے موافق آداب بجالانے میں انہیں آزاد کیا جاتا ہے یا حکومت انہیں اپنے مذہب کی پابندیاں اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے؟ اگر کرتی ہے تو کیسے کہا جائے کہ حرمین کا راستہ ہر مسلمان کے لئے آزادی سے کھلا ہوا ہے۔

(۷) دوسرے مشاہد و زیارات پر بالعموم حاضری دینے اور زیارت کرنے کی عام اجازت ہے یا حکومت کی طرف سے اس میں کچھ دشواریاں پیدا کی جاتی اور رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔؟

(۸) شریف حسین کے زمانے میں حکومت کی طرف سے حجاج پر کیا ٹیکس تھے؟ اور اونٹ وغیرہ سواری والوں سے حکومت کیا لیتی تھی اور اب کیا دستور ہے؟

(۹) کیا شریف کے زمانے میں جس قدر ٹیکس باشندگان حجاز اور زائرین سے لئے جاتے تھے وہ سب بحالہ باقی ہیں یا کچھ ٹیکس کم کئے گئے ہیں یا کوئی اضافہ ہوا اور ٹیکسوں کی شرح میں کیا فرق ہوا؟

(۱۰) اہل حجاز کی معاشی پریشانیوں کے لئے حکومت نجد نے کیا انتظام کیا اور اس وقت اہل حجاز کے عام وسائل معاش کیا ہیں؟

(۱۱) حکومت کی ملازمتوں میں حجازی لوگوں کو کس نسبت سے جگہ دی گئی ہیں اور حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر کتنے حجازی ممتاز ہیں؟

(۱۲) معلمین و مطوفین و موذنین سابق حال پر ہیں یا اس کام میں نجدی بھی داخل کئے گئے ہیں اگر کئے گئے ہیں تو ہیں کتنے؟

(۱۳) تجارتوں اور کرایہ کے مکانوں پر ٹیکسوں کی کیا تفصیل ہے؟

(۱۴) حجازی غربا کی امداد کے لئے اگر ان کو مسلمان کچھ دیں تو حکومت اس میں کچھ دخل تو نہیں دیتی اور وہ کل رقم انہیں اپنے اوپر خرچ کرنے میں آزاد رکھتی ہے؟

ان امور کے جواب حکومت کی طرف سے ملنے ضروری ہیں اس کے بعد یہ بھی قابل توجہ ہے کہ مسلمانان ہند نے دنیا بھر کے مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے اور کبھی ہندوستان نے کسی ملک کے مسلمانوں کی تکلیف پر صبر نہیں کیا۔ بڑی بڑی امدادیں پہنچائیں لیکن کیا حجاز مقدس کے رہنے والے مسلمانوں کی اعانت کے بالکل مستحق نہیں ہیں؟ کہ آ ج تک ان کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ کوئی آواز نہیں اٹھائی گئی۔ وہ بھوکے

مرتے ہیں اور ہماری خواب راحت میں فرق نہ آئے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم اتنے ہیں کہ اگر اپنے اپنے دستر خوانوں سے ایک ایک لقمہ دیں تو ان کو شکم سیر کر سکتے ہیں۔ کیوں نہیں امداد حجاز کے لئے کوئی انجمن قائم کی جاتی کیوں ان کے مصائب سے بے پروائی برتی جاتی ہے ان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنی آہ و بکا کی آواز ہندوستان پہنچا سکیں۔ اور اپنے اندوہ مصیبت کا افسانہ سنا سکیں۔ مگر حاجی گئے ہیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے اہل حجاز کے مصائب دیکھے ہیں جو حالات ان سے سننے میں آئے ہیں وہ نہایت رنجیدہ اور صدمہ پیدا کرنے والے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اکابر اہل اسلام جلد تر اہل حجاز کی اعانت اور ان کی رفع مصیبت کے لئے امدادی فنڈ کھولیں۔ اور ان کی جانوں کو فاقہ کا شکار ہونے سے بچائیں۔ اور سوالات مذکورہ حکومت نجد کے پاس بھیج دیے جائیں۔ اور جو صاحب اس حکومت کے ساتھ رسم وراہ رکھتے ہیں وہ اس سے ان کے جواب حاصل کریں تاکہ مسلمانوں کو حجازیوں کی پوری کیفیت اور حکومت کے طرز عمل کا علم ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو سکے کہ ہم اگر اہل حجاز کی کچھ اعانت کرنا چاہیں تو حکومت کی طرف سے اس میں کوئی رکاوٹ تو نہ ڈالی جائے گی۔ (از مدیر)

[السواد الاعظم مراد آباد، رجب المرجب ۱۳۵۳ھ ص ۱۰، ۱۱، ۱۲]

باب (۱۴)

تحریک التوائے حج

maablib.org

ابن سعود اور نجدیوں کے بڑھتے ہوئے مظالم انسانی، قتل وغارت گری اور حجاز مقدس کے تقدس کو پامال کرنے کی ناپاک حرکات حد سے تجاوز کر چکی تھیں۔ پوری دنیا میں ایک اضطرابی کیفیت پائی جارہی تھی۔ عالم اسلام بہت ہی بے چین ومضطرب تھا۔ جلسوں اور جلوس کے ذریعہ احتجاج جاری تھا۔ مساجد کے ائمہ، مدارس کے مدرسین، دارالافتاؤں کے مفتیان کرام، خانقاہوں کے مشائخ اور تمام مسلمان مرد وعورت اہل حجاز پر ہو رہے مظالم، حجاز مقدس کے مقامات مقدسہ کے تقدس کی پامالی، اور حجاز مقدس میں نجدی مذہبی مداخلت کے سبب رنج و الم سے دوچار تھے۔ کوئی تدبیر کارگر ہوتی نظر نہیں آرہی تھی، کہ اسی بیچ علمائے کرام، مفتیان عظام، اور دانشوران قوم نے التوائے حج کی تحریک کے ذریعہ مہم سر کرنے کی کوشش کی۔

پوری دنیا خاص کر ہندوستان سے بڑے پیمانے پر التوائے حج کی تحریک شروع کی گئی۔ عوامی سطح پر جلسوں وغیرہ سے لوگوں کو حج ملتوی کرنے کے لئے کہا گیا۔ کیوں کہ التوائے حج سے سعودی حکومت کا کمزور ہونا لازمی تھا۔ اس سلسلے میں نجدی ہواخواہوں نے بڑا شور وغوغا کیا۔ اور اس تحریک کو خلاف شرع قرار دیا، تو علمائے کرام نے التوائے حج کی تاریخ اور اس کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے ان کو دندان شکن جوابات دیئے۔

ہم یہاں ہندوستانی اخبارات ورسائل سے التوائے حج سے متعلق سیاسی، مذہبی اور شرعی خبریں اور اس کے مثبت ومنفی، پہلوؤں پر ہونے والی تفصیلی بحث ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

حج کی فرضیت اور التوائے حج کی تفصیل تاریخی اعتبار سے:

حج ایک مہتم بالشان عبادت ہے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر شریعت کی رو سے زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔

حج کب فرض ہوا اس تعلق سے علما مختلف ہیں۔ بعض سن ۵ ہجری بعض ۶ ہجری اور بعض ۹ ہجری بتاتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں سن ۶ ہجری کو جمہور کا قول قرار دیا ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں، سن ۵ ہجری اور ۶ ہجری کو بمقابلہ ۹ ہجری کے ارجح قرار دیا ہے۔ البتہ صدرالافاضل نے خزائن العرفان اور صدرالشریعہ نے بہار شریعت میں سن نو ہجری کو راجح قول بتایا ہے۔

اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سن ۱۰ ہجری میں حج

ادا فرمایا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حج کی فرضیت سن ۵ ہجری مانیں تو ۵ سال اور ۶ ہجری ماننے کی بنیاد پر ۴ سال اور ۹ ہجری تسلیم کرنے پر ایک سال تک نبی کریم ﷺ نے حج کو ملتوی کیوں رکھا؟ تو اس کے علمانے کئی جواب دیئے ہیں جن میں ایک جواب:

لخوف المشركين على اهل المدينة وعلىٰ نفسه،

یعنی اہل مدینہ اور اپنی جان پر مشرکوں کی طرف سے خطرہ کا اندیشہ ہونا، ہے جیسا کہ درمختار اور شرح کنز الدقائق میں ہے۔

۳۲۲ھ سے ۳۲۷ھ تک قرامطہ کے فتنہ وفساد کے سبب علمائے بغداد نے التوائے حج کا حکم دیا تھا۔ تاریخ الخلفا، بنایہ شرح ہدایہ، تبیین الحقائق وغیرھا کتب میں تفصیل موجود ہے۔ امام ابوالقاسم صفار نے قرامطہ کے ظہور کے زمانہ میں یہاں تک فرمادیا کہ میرے نزدیک بیس سال سے حج فرض ہی نہیں ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خاں میں ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی کتاب ''تنوير الحجه لمن يجوز التواء الحجة'' میں بہت سے حوالے اس تعلق سے بیان فرمائے ہیں تفصیل وہیں سے جانیے۔

۱۲۱۹ھ میں جب حجاز مقدس پر وہابیوں کا تسلط ہوا اور وہابیوں نے لوگوں کے جان و مال بلکہ ایمان پر شب خون مارنے کی کوشش کی تو مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، اور دیگر ممالک کے مسلمانوں نے حج کو ملتوی کیا جس کی تفصیل مکہ معظمہ کے مفتی شیخ سید احمد زینی دحلان، کی کتاب تاریخ خلاصة الكلام فى امراء البلد الحرام، میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اور پھر جب انیس سو چوبیس میں حجاز مقدس پر نجدی تسلط ہوا اور نجدیوں سعودیوں نے اہل حجاز و حجاج کرام پر مظالم ڈھائے تو علمائے اہل سنت خاص کر اور عموماً مسلمانان عالم اسلام کی طرف سے التوائے حج کی تحریک چلائی گئی۔ اخبار الفقیہ میں ہمدم اخبار کے حوالے سے ایک مضمون نقل کیا گیا جس میں التوائے حج کی تحریک کو ناجائز اور نئی بتانے والوں کو جواب دیتے ہوئے سن ۵ ر ہجری سے ۱۳۴۵ھ تک ہونے والے التوائے حج کی تاریخی تفصیل کچھ اس طرح درج ہے۔ ملاحظہ ہو:

لتوائے حج کی پہلی مثال:

''کہا یہ جاتا ہے کہ صدر اسلام سے اس وقت تک کسی سال حج کا التوا نہیں ہوا ہے اور ایسی نظیر موجود نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ خیال مذہب و تاریخ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ جب ہم تاریخی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے بانی شریعت حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم کے افعال میں اس کی نظیر موجود ہے۔ اور التوائے حج کی مثال نظر آئی ہے۔ غور سے سنو آیات وجوب حج ۵ھ یا ۶ھ میں اتری ہے۔ لیکن حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم نے حج نہیں کیا۔

۶ھ میں حج کو ملتوی کیا۔ ۷ھ عمرہ کی بجا آوری کے لئے تشریف لے گئے، مگر حج پھر بھی نہیں ادا فرمایا۔ فتح مکہ معظمہ ۸ھ میں ہوئی ہے۔ اور بنا برقول علامہ نیشا پوری حضرت ابوبکر امیر الحجاج ..... رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے التوائے حج کیوں کیا؟

اس کی وجہ علامہ عینی شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں کہ: لخوف المشرکین علی اهل المدینة وعلی نفسه۔ یہ حج التوا اس لئے تھا کہ مشرکین سے اپنی جان پر یا اہل مدینہ پر خطرہ تھا۔ (۳۲۷)

معلوم ہوا کہ صرف اندیشہ خوف ضرر کی وجہ سے جب تک مکہ معظمہ پر کفار کا تسلط رہا اس وقت تک حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ملتوی رکھا۔ یہی صورت بعینہٖ حالت موجودہ ہے کہ نجدیوں کے تسلط سے حجاج کے جان ومال کا خطرہ ہے۔ لہٰذا جب تک مکہ معظمہ پر ان افراد کا قبضہ ہے حج کو ملتوی کرنا چاہئے۔ یہ اتباع رسول ہے۔ اور یقیناً اس کے تسلیم کرنے میں غلامان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عذر نہ ہونا چاہئے۔

التوائے حج کی دوسری مثال:

راضی باللہ ابو العباس محمد بن مقتدر عباسی کا زمانہ ہے۔ قرامطہ نے خروج کیا۔ اور تمام بلاد میں فتنہ وفساد برپا کیا، تو اس زمانہ میں اہل بغداد نے حج کرنا ملتوی کر دیا۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ حج نہ کیا جائے۔ چنانچہ ۳۲۲ھ سے ۳۲۷ھ تک یعنی پانچ سال برابر حج ملتوی رہا تاریخ الخلفاء علامہ سیوطیؒ (۴۰۴)

فقیہ مستند ومسلّم الثبوت عالم ابوبکر اسکافی نے صاف صاف حکم دیا تھا الحج فریضة فی زماننا، حج ہمارے زمانے میں فرض نہیں ہے۔ یہ ۳۲۲ھ کا واقعہ ہے۔

(عینی شرح کنز، ص ۲۲۸)

سقوط حج کی تیسری نظیر:

فقیہ علامہ ابوبکر راضی نے فتویٰ دیا کہ: ان الحج سقط عن اهل بغداد، حج اہل بغداد سے ساقط ہو گیا (عینی ۲۲۸)

سقوط حج کا چوتھا نمونہ:

زمانہ خروج قرامطہ میں ابو القاسم صفار کا قول تھا کہ لا اری الحج فرضا هذا عشرین سنة میری رائے میں حج بیس برس سے فرض نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں، ص ۱۳۲)

التوائے حج کی پانچویں مثال:

علامہ سید احمد زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ اپنی کتاب تاریخ خلاصة الکلام فی امراء البلد الحرام میں ۱۲۱۹ھ کے فتنہ نجدیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولم یحج فی ھذا العام احد من اھل مکة وجدة والمدینة و مصر و الشام و جمیع البلاد وغیر ماکان منھم الشامی والبصری بسبب ھذا البشر۔

وہابیوں کے تسلط کی وجہ سے اس سال کسی شخص نے مکہ اور جدہ اور مدینہ اور مصر وشام وتمام بلاد سے حج نہیں کیا۔ سوائے معدودے چند اہل شام وبصری کے جو وہابیوں کے ساتھ تھے۔

یہ آغاز فتنہ نجد کا تذکرہ ہے۔ اور اس میں عمل درآمد اہل اسلام ہے۔ پھر اس وقت بھی اس فتنہ منحوسہ کے سبب سے اس طرز عمل کو اختیار کیا جائے تو کیا محل اعتراض ہے۔ کیا ان تمام نظائر کے باوجود بھی یہ کہنا درست ہے؟ کہ التوائے حج نئی چیز ہے۔ اور اس کی نظیر صدر اسلام سے اس وقت تک نظر سے نہیں گزری ہے۔

سب سے بڑا جو دھوکا دیا جارہا ہے وہ یہ ہے کہ حج کی فرضیت واہمیت کی احادیث اخبار کو پیش کرکے قوم کو مرعوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ نہ کوئی شخص اس وقت حج کے فریضہ اسلام ہونے سے منکر ہے نہ اس کو واجبات سے خارج کرتا ہے۔ اس کے باوجود اجتماع شرائط ترک کرنے والے کے قابل سزا ہونے میں شبہ ہے۔ مگر بحث اس میں ہے کہ حج کی تکلیف بچہ شرائط کے بعد ہے۔ اور اس وقت حج کے شرائط جو کتاب وسنت واقوال سلف صالح سے ثابت ہو چکے ہیں مجتمع نہیں ہیں۔"

[الفقیہ: ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء ص ۲]

تحریک کے دوران حج کی مضرت:

نیز اسی مضمون میں التوائے حج کے دوران ہونی والی مضرتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

"جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ اس وقت شرائط حج ہی مفقود ہیں۔ اور حجاز پر ایسی جماعت کا تسلط ہے جس کی نظر میں مسلمانوں کے جان ومال کی کوئی وقعت نہیں۔ تو مسلمانوں کا حج کے لئے جانا ان لوگوں کا ذکر نہیں جو ابن سعود کے اوپر حق حمایت رکھتے ہیں۔ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکة کی مخالفت اور خود باعث ہلاکت نفس ہوتا ہے۔ جو شرعاً قابل استحسان نہیں۔

دوسری مضرت:

حج کی تکلیف بسبب عدم شرائط متعلق نہیں۔ اس کے بعد بھی حج کرنا درصورتیکہ اس کے باعث سے نجدیوں کے خلاف شرع اعمال وافعال اور منافی اصول مذہب تسلط کا استحکام ہوتا ہے اعانت علی الاثم اور باعث

زنی باطل ہے۔ لہٰذا فقہ حنفیہ کی بنا پر جائز نہیں ہو سکتا۔ قرامطہ کے زمانہ میں علماء نے جو التوائے حج کا فتوی دیا تھا تو اس کی وجہ یہی لکھی گئی ہے کہ اس زمانہ میں قرامطہ وغیرہ کو رشوت دیے بغیر کوئی حج نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا اطاعت سبب معصیت ہوتی تھی۔ اور طاعت جب سبب معصیت ہو تو طاعت باقی نہیں رہتی۔

(فتاوی قاضی خاں ص ۱۳۲)

تیسری مضرت:

ابن سعود کے تسلط سے آثار و شعائر اسلام کا انہدام اور بیضۂ اسلام کا ضرر کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا مقدمہ واجب ہونے کی حیثیت سے التوائے حج ضروری ہے۔

مسلمانو! حامیان ابن سعود کی غلط بیانیوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔ حالت بہت نازک ہے۔ اسلام پر اغیار کے حملوں کے علاوہ ان داخلی حملوں سے بہت اضمحلال چھایا ہوا ہے۔ مسلمان نما افراد دوستوں کے لباس میں دولت اسلامیہ پر رائے زنی کر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں اپنے رہنمایان ملت و طریقت کے اقوال پر نظر کرو۔ عرق تعلق سے تمسک کرو تفرق و اختلافات سے پرہیز کرتے ہوئے حبل خدا کو مضبوط پکڑلو۔ حجاز کی عزت کو قائم کرو۔ خدا اور رسول کی حمایت کرو۔ جزاکم اللہ خیرا (ہدم)

[الفقیہ: ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۶ء ص ۳۰۲]

مدینہ منورہ سے التوائے حج کا فتوی:

التوائے حج کی تحریک باضابطہ ہندوستان سے شروع ہوئی۔ اور دھیرے دھیرے تمام عالم اسلام اس سے باخبر ہو گئے۔ نتیجہ میں جا بجا علما اور دانشوران قوم نے التوائے حج کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔ فقہا و علما نے شرعی اعتبار سے دور حاضر میں حج کے التوا کا حکم دیا۔ بعض نے حجاز کی تشویشناک صورت حال کے پیش نظر حج کو حرام تک قرار دیا۔ مدینہ منورہ کے ایک نامور فقیہ سے التوائے حج کی بابت استفسار کیا گیا تو فقیہ محترم نے نجدیوں کے حرمین پر حاکم رہنے کی صورت میں موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے حج کے حرام ہونے کا فتوی دیا۔

اخبار الفقیہ لکھتا ہے: ''مدینہ منورہ کے ایک فاضل فقیہ اور ایک نامور عالم کے سامنے ایک استفتا ان الفاظ میں پیش کیا گیا:۔

علمائے اسلام کا کیا ارشاد ہے کہ اس سال نجدی حکومت کی ماتحتی میں حج جائز ہے یا حرام؟ تو مولانا نے ایک طویل مدلل جواب عنایت کیا۔

جواب:۔ جس وقت تک نجدی حرمین پر حاکم ہیں۔ باجماع حج حرام ہے۔''

[الفقیہ: ۲۸ر جنوری ۱۹۲۷ء سرورق]

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا اعلان التوائے حج:

حضور اعلیٰ حضرت کی قائم کردہ تنظیم جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف سے بھی التوائے حج کا باضابطہ اعلان کیا گیا ملاحظہ ہو:

''مسلمانو! حالاتِ موجودہ میں حج ملتوی کر کے اپنے پیارے حبیب لبیب محمد رسول ﷺ کی آرامگاہ کو خطرہ سے بچانا تمہارا فرضِ اولین ہے۔ دشمنِ اسلام ظالم ابنِ سعود نے سرزمین حجاز مقدس پر جو ستم ڈھائے وہ تم پر مخفی نہیں۔ اس غدار بے دین نے تمہارے مقاماتِ متبرکہ و اماکن مقدسہ کو جس بے دردی سے شہید و مسمار کیا وہ تم نے اپنے کانوں سے سنا۔ اب وہ سفاک گنبدِ خضرا کو صدمہ پہنچانے کی فکر میں ہے۔

مسلمانو! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کی عزت پر قربان ہو جانے والو!

آہ صد آہ کہ گنبدِ خضرا خطرہ میں ہے اور تم غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہو۔ جاگو! ہوشیار ہو! دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ حامیانِ ابنِ سعود کے فریب سے بچو۔ دیارِ پاک حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ظالم غدار ابنِ سعود کے اخراج کی تمہارے ہاتھ میں بس یہی ایک تدبیر ہے کہ حج ملتوی کر کے اس کو مالی نقصان پہنچاؤ۔ اور اس دشمنِ دین ابنِ سعود کی اعانت نہ کرو۔

المشتہر: اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ واقعہ آستانہ عالیہ قدسیہ رضویہ بریلی محلہ سوداگران۔

[الفقیہ: ۱۳ر فروری ۱۹۲۷ء ص ۹]

جلسۂ خدام الحرمین اور تجویز التوائے حج:

جمعیت خدام الحرمین کے زیرِ اہتمام بمبئی میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں صدارت مسٹر علی احمد خان صاحب دہلوی، بانی وزیرِ حکومت بمبئی کی تھی۔ اجلاس میں التوائے حج کی تجویز پیش کی گئی۔ مولانا قطب الدین عبدالولی فرنگی محلی نے اس کی تائید کی۔ جناب ابو یوسف اصفہانی ناظم خدام الحرمین بمبئی سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جمعیت خدام الحرمین کے زیرِ اہتمام مسٹر علی احمد خان صاحب دہلوی، بانی وزیرِ حکومت بمبئی کی زیرِ صدارت مسلمانانِ بمبئی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ بھنوئی بازار کے ایک وسیع و کشادہ میدان میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں قریب ہر طبقہ خیال اور رائے کے دس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی اور مسٹر دہلوی کے فاضلانہ خطبہ سے مستفیض ہوئے۔

فاضل صدر نے قرآن و حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ حجاز میں جو فتنہ برپا ہے اس کا صرف یہی علاج ہے کہ حج کو ملتوی کر دیا جائے۔ ایک تجویز میں حجاز کانفرنس لکھنوکی پاس کردہ تجاویز کی تائید کی گئی۔ اور سفارش کی گئی کہ فی الحال حج میں تاخیر یا التوا کر دیا جائے۔ یہ ریزولیوشن مسٹر عبدالقادر نے پیش کیا۔ اور مولانا قطب

الدین عبدالوالی فرنگی محلی نے اس کی تائید فرمائی۔"

[الفقیہ: ۷رجنوری ۱۹۲۷ء، ص ۱۱]

مہاراجہ محمود آباد کی تقریر اور التوائے حج:

التوائے حج کی تائید مہاراجہ محمود آباد نے بھی کی۔ ایک تقریر میں انہوں نے التوائے حج کی ضرورت بیان کرتے ہوئے اس کی تاریخی، شرعی اور سیاسی پہلوؤں کو بھی بیان کیا ملاحظہ کریں:

"راجہ صاحب محمود آباد نے تائید مزید کرتے ہوئے فرمایا کہ التوائے حج مذہبی و سیاسی وجوہ سے ضروری ہے۔ مولانا ممدوح نے تحریک التوائے حج کی تائید کرتے ہوئے علاوہ دیگر دلائل پیش کرنے کے بعد فرمایا: کہ خود روحی فداک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سال حج ملتوی رکھا۔ نیز عہد قرامطہ میں مختلف وجوہ سے قریب دو سال تک کے لیے حج ملتوی رہا۔ ان دلائل کو پیش کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا:

کہ موجودہ حالات میں تحریک التوائے حج کی مخالفت محض جہالت پر مبنی ہے۔

مہاراجہ محمود آباد نے اس مسئلہ کے سیاسی پہلو ظاہر کرتے ہوئے مختلف دلائل سے حاضرین کے ذہن نشین کیا کہ ارضِ حجاز کو ابنِ سعود کے مظالم سے نجات دینے کے لیے صرف التوائے حج ہی مسلمانانِ ہند کے پاس ایک ہتھیار ہے۔ آخر میں مہاراجہ صاحب نے فرمایا:

کہ غیر مسلم حکومتوں سے امداد طلب کرنے کا بھی ایک حل ہے مگر میں ایسا کرنے کی تجویز نہیں کرتا۔ سر مہاراجہ محمود آباد کی اس تقریر کا حاضرین پر بہت گہرا اثر پڑا اور حاضرین نے کھڑے ہو کر باتفاق رائے التوائے حج کی تحریک پاس کی۔ ایک مقرر نے بیان کیا کہ مظاہرہ کی یہ عظمتِ شان اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ مسلمانانِ ہند مہاراجہ محمود آباد پر اعتماد رکھتے ہیں۔

[مرجع سابق، ص ۱۱]

چندوسی کے اجلاس میں التوائے حج کی تائید:

چندوسی ضلع مراد آباد کے ایک اجلاس میں مولانا ابوالکمال صاحب مراد آبادی نے اپنی تقریر میں تجویز التوائے حج پیش کی جو بالاتفاق منظور ہوئی۔ ملاحظہ کریں:

"چندوسی ضلع مراد آباد میں سنی حنفی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ مورخہ ۲ر رجب المرجب بروز جمعہ منجانب شعبہ تبلیغ مدرسہ اہلِ سنت و جماعت منعقد ہوا۔ جس میں ابنِ سعود نجدی کی حیاسوز حرکات پر عالمِ جلیل فاضلِ نبیل حامی سنن ماحی فتن مولانا مولوی ابوالکمال صاحب مراد آبادی دام مجدہم السامی نے زبردست تبصرہ فرماتے ہوئے التوائے حج کی موثر تجویز اور حنفیہ فتوی پیش فرمایا۔

جس پر تمام حاضرین نے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ لبیک کہا۔ اور سب نے بالاتفاق اس حقانی تجویز کو منظور کیا۔ اور دعا کی گئی کہ حضرت حق تبارک وتعالیٰ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس فتویٰ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ منجانب شعبہ تبلیغ انجمن اہل سنت وجماعت چندوسی (ضلع مراد آباد)

[الفقیہ: ۲۱ رجنوری ۱۹۲۷ء ص ۹]

التوائے حج کی تائید مسلمانان مصر، شام، عراق، یمن، ایران اور جلوا کی جانب سے:

التوائے حج کی تائید میں صرف ہندی مسلمان ہی نہیں تھے۔ بلکہ مصر، شام، یمن، عراض اور جاوا کے مسلمانوں کی طرف سے بھی التوائے حج کی تائید کی گئی تھی۔ مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی لکھنؤ سے اپنے ایک تار میں جمعیت خدام الحرمین کے وفود اور دیگر علمائے اہل سنت کے ہندوستانی دوروں کا ذکر کرتے ہوئے نیز اسلامی ملکوں کی طرف سے التوائے حج کی تائید کی خبر دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''لکھنؤ ۸ ردسمبر مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی تار دیتے ہیں حجاز کانفرنس کے ریزولیشنوں کی تعمیل میں جمعیت خدام الحرمین کے وفود نے ہندوستان کا دورہ شروع کر دیا ہے۔ تاکہ حالات حجاز سے مسلمانان ہند کو مطلع کیا جائے۔ مولانا سید احمد، علامہ ہندی، مولانا سید محمد کچھوچھ شریف والے اور مولانا فضل اللہ صاحب کلکتہ پہنچے ہیں۔ جہاں سے وہ اندرون بنگال میں ایک وسیع دورہ شروع کریں گے۔

دوسرا وفد جو مولانا لیاقت علی اور مولانا کرم علی پر مشتمل ہے وہ ایک روز میں مدراس کو جائے گا۔ دورہ بنگال کے متعلق تمام خط وکتابت علامہ ہندی معرفت نواب نصیر حسین خان صاحب خیال (۴۵) بنیاپوکر روڈ کلکتہ کے پتہ پر ہو۔

تازہ ترین جگر دوز اطلاع یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں گنبد خضریٰ خطرہ میں ہے اور ابن سعود اس غرض سے وہاں گیا ہے کہ روضہ اطہر کو مسمار کرے اس خبر نے یہ ازبس ضروری کر دیا ہے کہ مسلمانان ہند عزم بالجزم کر لیں کہ وہ ارض مقدس میں ان دست درازیوں کو بند کر کے رہیں گے۔ علمائے کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ جو حالات اس وقت حجاز میں رونما ہیں التوائے حج کی اجازت ہے۔ اور وہابیوں کے مظالم سے حجاز کو آزاد کرنے کا واحد ذریعہ ہمارے پاس التوائے حج ہی ہے۔ مختلف ذرائع سے اس تحریک حج کی تائید ہو رہی ہے۔ لہٰذا توقع کی جاتی ہے کہ امسال بہت ہی کم حاجی ہندوستان سے جائیں گے۔ مصر، شام، یمن ایران اور جاوا سے بیانات موصول ہوئے ہیں جس میں التوائے حج کی تحریک کی تائید کی گئی ہے۔

[الفقیہ: ۱۴ ردسمبر ۲۶ء ص ۹]

جمعیت خدام الحرمین کلکتہ بنگال سے اعلان التوائے حج:

جمعیت خدام الحرمین صوبہ بنگال کلکتہ، کے جنرل سیکریٹری حکیم حافظ عبدالحق صاحب التوائے حج کے وجوہات بیان کرتے ہوئے۔ آل انڈیا حجاز کانفرنس لکھنؤ وغیرہ کے حوالے سے علمائے اہلِ سنت و دانشوران قوم کے التوائے حج پر تائیدی تاثرات بیان کرتے ہوئے نیز ارکان جمعیت کی طرف سے اعلان التوائے حج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کی غفلت اور شامتِ اعمال و معصیت کا نتیجہ ہے کہ آج مرکزِ اسلام بے دینوں کے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ ابنِ سعود نجدی نے مسجدوں کو شہید اور مزاراتِ اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام کو برباد و تاراج کیا۔ کلمہ 'اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم' پڑھنے والوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ دلائل الخیرات کی بے ادبی کی۔ طائف کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام، عورتوں کی بے حرمتی، بچوں کو مار ڈالنا، مناسکِ حج کی مزاحمت، تمام مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک قرار دینا، ان پر جہاد کرنا، ان کا مال مالِ غنیمت جان کر لوٹنا، یہ وہ درد انگیز اور دل آزار واقعات ہیں جن کو ہر مسلمان جس کے دل میں ذرا بھی نورِ ایمان ہے سن کر بے چین ہو جاتا ہے۔ سوائے وہابیوں کے۔

اس واسطے آل انڈیا حجاز کانفرنس لکھنؤ جس میں بڑے بڑے علمائے اہلِ سنت والجماعت نے التوائے حج کا فتویٰ دے دیا ہے۔ نیز لیڈرانِ قوم مولانا حسرت موہانی صاحب و علی برادران وغیرہما نے تائید کر کے مسلمانانِ ہندوستان و بنگال و تمام مسلمانانِ عالم کو ازراہِ خیر خواہی اعلان کر دیا ہے کہ اس وقت حج کو روکنا اور نہ جانا جائز ہے۔ جیسا کہ حضور انور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہو چکا ہے۔ تاکہ نجدی بے دینوں سے حرمین شریفین پاک و صاف ہو جائے۔ کیونکہ اس وقت جان و مال و ایمان کے لیے حجاز میں امن و امان نہیں ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس یہی ایک زبردست ہتھیار ہے۔ لہٰذا اس وقت حج کو جانا گویا نجدی وہابی کی مدد کرنا ہے۔ اور اس کے ظلم پر راضی ہونا ہے۔ پس یہ جان لو کہ اس وقت حج کے جانے کے لیے جو کوئی تم کو صلاح دے وہ وہابی' بے دین نجدی کا دلال ہے۔

تمہارے جان و مال و ایمان کے بچانے کے واسطے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ باقاعدہ حج از روئے شریعت ادا نہیں ہوتا ہے نہ صرف حج بلکہ نجدیوں نے عرفات پر خطبہ ہی بند کر دیا ہے۔ جن کی تحقیق کے لیے وفد خلافت کمیٹی دہلی اور وفد آل انڈیا حجاز کانفرنس لکھنؤ فرنگی محل کی کتابیں و رپورٹ منگا کر دیکھیں۔ نجدی ابنِ سعود کے بہت سے دلال دھوکہ دے کر پھنسانا چاہیں گے۔ وعدہ خلاف و دروغ گو ابنِ سعود نجدی گذشتہ زمانہ حج میں قریب قریب چھیاسٹھ لاکھ کی منافع کیا ہے۔ ہندوستان میں التوائے حج کا اعلان ہو گیا ہے۔ لہٰذا مسلمانانِ بنگال و ہندوستان سے التجا کہ وہ اس وقت حج ملتوی کر دیں۔ جو کوئی علما کے فتویٰ سے مخالفت کرے گا، عین

اسلام کی مخالفت ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرات ایڈیٹران اخبار سے خصوصاً عاجزانہ التماس ہے کہ آپ اپنے اپنے اخباروں میں التوائے حج کے متعلق اعلان کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کو خوش کر دیں۔

جناب مولانا شاہ غلام فرید صاحب، جناب مولانا مصباح الدین صاحب، جناب مولانا عظیم اللہ صاحب، جناب مولانا قاری جلال الدین صاحب، جناب مولانا عبداللہ محمد صاحب برکتی، جناب حافظ محمد رفیع صاحب باری، جناب حکیم احمد حسین صاحب، جناب برکات احمد صاحب رفاہ عام کمپنی، جناب منشی بشارت حسین صاحب، جناب منشی عبدالحمید صاحب، جناب شیخ عبدالرحیم صاحب، جناب منشی عبدالرزاق صاحب از ارکان خدام الحرمین،

راقم:۔ حکیم حافظ عبدالحق جنرل سیکرٹری انجمن خدام الحرمین صوبہ بنگال، کلکتہ۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر فروری ۱۹۲۷ء، ص ۱۱]

مولانا ابو الکمال صاحب کا دورہ تبلیغ اور التوائے حج:

گجرات علاقہ میں بہت سے مسلمانوں نے مولانا حکیم ابوالکمال صاحب مرادآبادی کے تحریک پر التوائے حج کا عہد کیا۔ صوفی عبدالعزیز از گودھرا، ملک گجرات لکھتے ہیں:

ایک ہفتہ سے مولانا حکیم ابوالکمال صاحب ملک گجرات میں دورہ فرما رہے ہیں۔ کوٹہ اور ہاراس اور گودھرا وغیرہ میں آپ نے نجدیوں وہابیوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا ہے۔ جس کی وجہ سے سوائے دیوبندی حضرات کے ہزارہا مسلمانوں نے اپنے پیشواوں کی یادگاریں بچانے کے لیے بالفعل حج کو ملتوی کرنے کا عہد کیا۔ اور نجدی کے دفعیہ کے لیے خدائے قہار کے دربار میں" ہر نماز میں دعا کرنے کا التزام کیا ہے۔

(خادم اسلام، صوفی عبدالعزیز از گودھرا، ملک گجرات)

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر فروری ۱۹۲۷ء، ص ۱۲]

آگرہ جامع مسجد سے اعلان التوائے حج:

۱۱ر فروری ۱۹۲۷ء نماز جمعہ کے وقت جامع مسجد آگرہ میں مولانا ابو الفضل محمد حسین ناظم انجمن ضیاء الاسلام دہلی، نے اپنے خطاب میں صداقت اسلام اور آواگون کی حقیقت سے متعلق خطاب فرمایا۔ نیز التوائے سے متعلق مدلل خطاب کرتے ہوئے سال موجودہ میں حج کے لئے نہ جانے کا حکم دیا۔ اخبار لکھتا ہے:

"کل ۱۱ر فروری کو نماز جمعہ آگرہ جامع مسجد میں حضر نا ابوالفضل محمد حسین ناظم انجمن ضیاء الاسلام

دہلی نے صداقتِ اسلام پر نہایت موثر تقریر فرمائی جسے لوگوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ مولانا نے آواگون کی حقیقت بتلائی۔ اس موقعہ پر دو ہندو مسلمان ہوئے، ایک کا نام محمد علی اور دوسرے کا نام احمد علی رکھا گیا۔ اور التوائے حج کے لیے بہت مدلل طریقہ سے کہا کہ اس سال حج کے لیے نہیں جانا چاہیے۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۱ر فروری ۱۹۲۷ء، ص ۲]

التوائے حج کے اسباب اور اس کی شرعی حیثیت صدر الافاضل کے قلم سے:

التوائے حج کی تحریک سے متعلق بہت سے مسلمان ایسے بھی تھے جو اس کی شرعی حیثیت سے ناواقف تھے۔ انہیں یہ علم نہیں ہو پا رہا تھا کہ التوائے حج کا حکم کیوں ہے؟ اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ حضور صدر الافاضل نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ اور اس تعلق سے ایک مضمون تحریر فرمایا۔ جس میں التوائے حج کے اسباب وعوامل اور اس کی شرعی حیثیت بیان فرماتے ہوئے لکھا:

"التوائے حج کا مسئلہ آج دنیا میں ہر طرف زیر بحث ہے اور مسلمان جابجا سے اس کے متعلق سوال کر رہے ہیں ان سب حضرات کو ذیل کے چند سطور اور مختصر بیان کے ساتھ ایک مسئلہ شرعیہ سے باخبر کیا جاتا ہے حرمین طیبین کی پاک اور مقدس سرزمین اور وہاں کے مشاہد مساجد بلکہ وہاں کے دشت وجبل اور مناجاتیں نفسیں لکھتے ہمارے اسلاف کرام اور بزرگان اسلام کو صدیاں گزر چکی ہیں اسی سرزمین پاک کے ذرہ ذرہ کی زیارت ہمارے دل کی تمنا اور ہماری جان کی راحت ہے۔ اس کے فراق میں ہم مدتوں بلک بلک کر رویا کیے ہیں۔ ان بلاد طاہرہ کے احترام کے لیے گزشتہ صدیوں کے مسلمانوں نے بڑی بڑی حوصلہ مندیوں کے ساتھ قربانیاں کی ہیں۔ وہاں کی خاک کا ذرہ ذرہ محترم سمجھا ہے۔ اور دین اسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

اس سرزمین پاک پر ان بلاد طاہرہ پر حجاز مقدس اور حرمین طیبین پر کوئی بلا اور کوئی مصیبت آئے اور جان دینے سے دفع ہو سکے تو ہمیں یقیناً جان دے دینا چاہیے۔ اور بحمد اللہ ہر مسلمان اپنے دل میں جذبہ رکھتا ہے۔

آج حجاز مقدس کی کیا حالت ہے؟

جس حالت کا تصور مسلم کا قلب گوارا نہیں کر سکتا خیال میں جس کا نقشہ کھینچنے سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ آہ کہ آج وہ حالات اس سرزمین مقدس میں اس بلد امین میں آرامگاہ سید المرسلین (صلوات اللہ وسلامہ) میں رونما ہیں نجدی وحشیوں کی وحشت وبربریت، ظلم وستم، جور وجفا، بے رحمی وسفاکی، بے حیائی وبیباکی سے آج وہ بلاد طاہرہ برباد ہو رہے ہیں۔ وہاں کی مخلوق کو چین کی زندگی میسر نہیں ہے۔ امراء ورؤسا کے گھروں کے اسباب ان کی آنکھوں کے سامنے نیلام ہوتے ہیں، اور وہ بول نہیں سکتے۔ ان کے یہاں فاقے ہیں وہ مصیبت سے دم توڑ رہے ہیں۔ اگر کسی ونی شخص نے انہیں کچھ دے دیا، وہ بھی نجدی چھین لیتے ہیں۔

بات بات پر بلکہ بے بات مار پیٹ زدوکوب قتل وخون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ آج باشندگان حرمین کے خون کی کوئی قیمت نہیں ہے دنیا میں کوئی اس کا قصاص لینے والا نہیں۔ بے رحم درندے حکومت کر رہے ہیں درندوں سے بھی جو وحشت وبدتمیزی نہیں ہوسکتی وہ نجدیوں کے ہاتھوں ہورہی ہے۔ بہت سے علما مشائخ شرفا اپنے جان وایمان کو بچانے کے لئے بھاگ گئے ہیں۔ معلوم نہیں آوارگی انہیں کہاں اور کس حال میں لئے پھرتی ہے۔ بچے ماں اور باپ کو ترستے ہیں۔ ماں باپ کو اولاد کی خبر نہیں ہے۔ ستم کا وہ طوفان برپا ہے کہ شاید دنیا کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو۔ طائف ومدینہ طیبہ ومکہ مکرمہ کی پاک ومقدس سرزمین کس سنگدلی کے ساتھ روندی گئی ہے۔ مسلمانوں کو قتل کرکے ان کی لاشوں کو گھوڑوں اور گدھوں کے پاؤں میں باندھ کر گھسیٹا گیا ہے۔

ہر مومن ان مردم خوار وحشیوں کے عقیدے میں مشرک مباح الدم ہے مسلمانوں کا قتل کرنا ان کے نزدیک بہترین عبادت ہے۔ اسی پر وہ اور ہندوستان کے نجدی انہیں غازی کہتے ہیں مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر صدمہ روح فرسا اور کیا ہوگا۔ ان صدمات نے عالم اسلام کو درہم برہم کردیا ہے اور دنیائے اسلام اس مصیبت سے خلاص حاصل کرنے کے لئے بے چین ہے۔ لیکن دشمن صاحب قوت ہے اس کے پاس فوج بھی ہے لشکر بھی ہے سامان جنگ اور آلات حرم بھی ہیں۔ اس کی مدافعت کے لئے بیدست وپا اور دورافتادہ مسلمانوں کے پاس کوئی کارگر حربہ نہیں ہے۔ مدتیں انہیں فکروں میں ہوگئیں مگر کوئی تدبیر ایسی ہاتھ نہ آئی جس سے اس ظالم کو دفع کیا جاسکے۔

آخر کار اہل الرائے کا اسی پر اتفاق ہوتا ہے کہ اس موذی کو دفع کرنے اور بلاد طاہرہ کو اس کے شر سے محفوظ کرلینے کے لئے اگر کوئی تدبیر ہوسکتی ہے تو یہی کہ حاجی اس کے زمانہ تسلط تک حج کو نہ جائیں۔ حجاز میں نہ ولایت کی طرح کارخانے ہیں نہ ہندوستان کی طرح زراعت ہے حاجیوں ہی سے لوٹ کھسوٹ کرے بے محابا ٹیکس لے کر اور طرح طرح سے ستا کر نجدی روپیہ وصول کرسکتا ہے اگر حاجی نہ جائیں تو اس کے مصارف اس کو خود وہاں ٹھہرنا دشوار کردیں گے ایسی صورت میں ہر ایک مسلمان اور سرزمین حجاز کی آزادی کا خواہاں بدل وجان اس تدبیر پر عمل کرنے اور اپنے امکان تک سعی کرنے کے لئے تیار ہوگا۔ صرف اتنی بات قابل لحاظ ہے کہ آیا ایسی صورت میں حج کا ملتوی کرنے والا گنہگار تو نہ ہوگا اور اس پر شرعا ترک فرض کا الزام تو نہ آئے گا یہ اطمینان کرلینا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں۔ قرآن پاک میں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج کو فرض فرمایا ہے وہیں استطاعت معتبر فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا: **وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا** امن طریق استطاعت میں داخل ہے۔

مستخلص میں ہے:

"و امن الطریق ای شرط مان الطریق وھوان یکون الغالب فیھا السلامۃ فان الاستطاعۃ"

در المختار میں ہے: "مع امن الطریق"

اس پر علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

"قدمناعن اللباب ان من شروط وجوب الاداء وفی شرحه انه الاصح ورجحه فی الفتح"

اس سے کچھ آگے چل کر، ناقلاعن الفتح فرماتے ہیں:

"والذی یظهرانه یعبرمع غلبة السلامة عدم غلبة الخوف حتی لوغلب لوقوع النهب والغلبة من المحاربین مرارا وسمعوا ان طائفة تعرضت الطریق ولها شوکة والناس یستضعفون انفسهم عنهم لایجب"

یہاں یہی صورت واقع ہے، کہ ایک صاحب شوکت ان بلاد پر مسلط ہے۔ اور مسلمانوں کا قتل اس کے عقیدے میں عبادت ہے۔ وہ تمام جہان کے مسلمانوں کو مشرک واجب القتل سمجھتا ہے۔ اور مسلمان اس کا مقابلہ کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں غلبہ متحقق ہوا۔ اور حج کی ادائیگی فی الفور لازم نہ رہی۔ اور جب تک یہ فتنہ دفع ہو یا کوئی صورت امن واطمینان پیدا ہو حج کا التوا جائز ہوگا۔ اور شریعت اس پر مطالبہ ومواخذہ نہ فرمائے گی۔ ایسی حالت میں جب کہ شریعت سے التوا کی اجازت ہے۔ اور اس التوا سے دشمن کی قوت کم ہونے بلکہ اس کے قدم اکھڑ جانے کی امید ہے۔ یقیناً ہر مسلمان جو حرمین طیبین کی حمایت وحفاظت کا شیدائی ہے۔ حج کے التوا میں دشمن کی طاقت کم کرنے کے لئے پوری سعی کرے گا۔

اور خدا یہ تدبیر موثر کرے تو ان موذیوں کے دفع ہونے کے بعد امن واطمینان کی حالت میں ادائے حج اور زیارت امکنۂ طاہرہ سے دل کھول کر مشرف ہوگا۔ جب سے حج کے التوا کی گفتگوئیں ہندوستان میں ہوئی ہیں۔ نجدیوں کو پریشانی لاحق ہوگئی ہے۔ ان کے ایجنٹ بھی ہندوستان آرہے ہیں اور ان کے ہندی ہوا خواہ بھی دھوم مچا رہے ہیں۔ اور طرح طرح سے لوگوں کو ورغلاتے پھر رہے ہیں۔ لیکن برسوں تک نجدی کے افعال پر پردہ ڈالنے، اور اس کے مظالم کو چھپانے اور اس کی ستم انگیزیوں کی تاویلیں گڑھنے اور خلق خدا کو دھوکہ دینے کا یہ اثر ہے کہ اب وہابیوں کی تقریر، تحریر، فتوی کچھ موثر نہیں۔ اور مسلمان خوب اچھی طرح پہچان گئے ہیں کہ یہ وہی فریبی ہیں جو برسوں تک مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے۔

اور حرمین طیبین کو انہوں نے اپنے پیر مغاں سے برباد کرا دیا۔ لہٰذا حامیان ابن سعود وہابیہ ہند خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا دیوبندی اس باب میں کچھ بھی کہیں ان کی بات اصلاً قابل التفات نہیں، کہ نجدی کی حمایت کے واسطے ہر قسم کا دھوکہ دینا ان کا شعار ہے۔ مسلمان آگاہ ہیں اور آگاہ رہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔"

[السواد الاعظم مرادآباد، رجب المرجب ۱۳۴۵ھ ص ۱۳ تا ۱۵]

التوائے حج کے وجوہات اور شرعی حکم بقلم مفتی اعظم ہند:

التوائے حج کے وجوہات اور اس کی شرعی حیثیت سے متعلق حضور مفتی اعظم ہند بریلوی رقم طراز ہیں:

''جب یہ معلوم ہولیا تو ہم کہتے ہیں اور بجزم ویقین کہتے ہیں کہ آج جب کہ حجاز مقدس میں ابن سعود منحوس ونامسعود مخذول ومطرود ومردود اور اس کے ہمراہیان نامحمود کا نجس ورود ہے اور حسب بیان سائل فاضل ودیگر کثیر حضرات حجاج واافاضل امان مفقود ہے فرضیت ساقط ہے۔ یا ادا غیر لازم ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے حج اسی پر فرض فرمایا ہے جو استطاعت رکھتا ہو۔

اور یہاں سرے سے استطاعت ہی نہیں...... کسی سے مخفی نہیں کہ نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر ومشرک جانتی ہے۔ اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ خبیثہ اور ان کا قتل ونہب مسلمین کا عادی ہونا ہی مسلمانوں کے ان سے خوف ضرب، نہب وقتل وغارت کا کافی ذریعہ ہے۔ اور اب جب کہ وہ سب ان خبثا نے کر کے دکھا دیا جس کی ان کے اس ملعون عقیدے سے قوی امید ہوسکتی تھی تو اب تو عدم امن پر تعین کامل ہو گیا۔

جب ظن غالب ہی سقوط فرضیت یا عدم لزوم ادا کے لیے کافی ہے کہ ظن غالب فقہیات میں ملحق بالیقین ہے....

[تنویر الحجة لمن یجوز التواء الحجة، ص۹-۱۰]

مزید فرماتے ہیں:

''تو یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر اشرار لئام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا۔ اب ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ، دماغ میں عقل اور پہلو میں دل، اور دل میں ذرا سا انصاف، اور چہرے پر آنکھیں اور آنکھوں میں حق کی روشنی، کان اور کانوں میں قوت سمع موجود ہے، دیکھتا جانتا سمجھتا اور اعتراف کرتا ہے کہ آج ان نجدیان نافرجان کے اس فتنے کی روک تمام حاجیوں سے ممکن نہیں تو کس طرح ان پر حج کرنا فرض ہوگا؟...... گرامی برادران: یہ تو آفتاب نصف النہار کی طرح ہر ذی عقل پر روشن وآشکار ہو لیا کہ ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں۔ یا ادا لازم نہیں، تاخیر روا ہے۔ اور یہ ہر مسلمان جانتا ہے اور اپنے سچے دل سے مانتا ہے کہ اس نجدی علیہ ماعلیہ کے اخراج کی ہر ممکن سعی کرنا اس کا فرض ہے۔

اور یہ بھی ہر ذی عقل پر واضح ہے کہ اگر حجاج نہ جائیں تو اسے تارے نظر آجائیں۔ نجدی سخت نقصان عظیم اٹھائیں۔ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ آپ کے ہاتھ میں اور کیا ہے یہی ایک تدبیر ہے جو انشاء اللہ کارگر ہوگی۔ اب آپ ہی پر فیصلہ ہے کہ آپ کو کیا کرنا ہے...... حج کو جو مسلمان جائے گا حج کرے گا حج تو ہو جائے گا مگر ہر عاقل کے نزدیک طاعت ایسے طور پر کرنی چاہیے جس سے اللہ عزوجل راضی ہو، طاعت سے جو

مقصود ہے وہ حاصل ہو۔ نہ یوں کہ معاذ اللہ معاصی پر شامل ہو۔ یہ تھا حق کا پیغام۔ آگے آپ جانیں اور آپ کا کام۔ والسلام خیر ختام

كتبه عبده المذنب الفقير مصطفى رضا محمد القادري البركاتي النوري الرضوي البريلوي غفرله مولاه العلي و القوي و حقق امله و اصلح عمله بفيضه العلي آمين۔ ۲۹۔ ربیع الآخر ۱۳۴۵ھ

[تنویر الحجة لمن یجوز التواء الحجة، ص ۱۲، ۲۲، ۲۵]

مفتی اعظم پر حکم التوائے حج کے حوالے سے اعتراض تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ:

یہاں ہم ایک بات بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ۱۹۲۶ میں جب علمائے اہل سنت نے یہ تحریک چلائی تو مخالف جماعتوں نے پوری جماعت اہل سنت کے خلاف آواز اٹھائی تھی لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا علمائے اہل سنت کے ناموں میں کمی ہوتی چلی گئی اور جیسے ہی اکیسویں صدی شروع ہوئی مخالف جماعتوں نے تحریک التوائے حج کے جملہ محرکین، مویدین، معاونین کے نام حذف کر کے صرف ایک نام باقی رکھا اور وہ نام ہے شہزادہ حضور اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کا، مخالفین اپنی تحریروں، اپنی تقریروں میں اب یہ باور کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ بریلی کے مفتی اعظم نے لوگوں کو حج جیسی عظیم عبادت سے روکا تھا۔ اور حوالے میں حضور مفتی اعظم کی کتاب مستطاب "تنوير الحجه لمن يجوز التواء الحجة" کو پیش کرتے ہیں۔

حالانکہ التوائے حج کی تحریک میں مفتی اعظم ہند تنہا نہیں تھے ان کے ساتھ علمائے اہل سنت کی اکثریت تھی۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور مزید شہادتیں آگے آرہی ہیں۔

نیز حجاج کے غیر مامون و محفوظ ہونے پر حج کو ملتوی کرنے کا حکم دینا اگر جرم اور گناہ ہے تو سن ۶ ہجری سے ۱۲۱۹ھ تک متعدد بار حج کے ملتوی کرنے والوں کے خلاف کوئی آواز کیوں نہیں اٹھائی گئی۔؟

علاوہ ازیں کیا مخالفین کو یہ نہیں معلوم کہ جب حجاج کے جان و مال محفوظ نہ ہوں تو ان پر حج فرض نہیں ہوتا۔ بالکل معلوم ہے اور مخالف جماعتوں کے پاس اس کے انکار کی کوئی سبیل بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کی عام کتابوں میں بھی حج کے شرائط میں سے ایک شرط "امن" بھی لکھی ہوئی ہے۔ تو اگر اسی شرط کے مفقود ہونے کے سبب علمائے اہل سنت خاص کر مفتی اعظم ہند نے التوائے حج کا فتویٰ دیا تو کون سا جرم کیا۔؟

کیا بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں حجاز مقدس پر خاص کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر نجدی ریشہ دوانیاں، قرامطہ اور وہابیہ کی سابقہ فتنہ انگیزیوں سے کم تھیں؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا بات ہے؟

کہ سابقہ تحریکات سے قطع نظر اسی تحریک کی مخالفت کی گئی اور ماقبل تحریک کے محرکین کو نظر انداز کر کے صرف اور صرف مفتی اعظم ہند کو ہدف تنقید بنایا گیا۔

اگر یہ کہہ کر دامن چھڑانے کی کوشش کی جائے کہ سابقہ ادوار میں واقعی امن کی شرط مفقود تھی اور اس دور میں امن تھا۔ تو یہ سراسر جھوٹ اور تاریخ مسخ کرنے والی بات ہوگی۔ کیوں کہ بیسویں صدی کے اوئل کی تاریخوں کے اخبارات مشاہد ہیں کہ کس طرح عبدالعزیز ابن سعود اور اس کے نجدی حواریوں نے حجاز مقدس پر غاصبانہ قبضہ کیا، اور کس کس طرح اہل حجاز خاص کر اور عموماً حجاج کرام پر ظلم و ستم کیے۔ حجاج کا نہ مال محفوظ تھا نہ جان محفوظ تھی، حد تو یہ کہ ایمان بھی محفوظ نہیں تھا۔ سابقہ اوراق میں اس کی تفصیل ہم پیش کر آئے ہیں۔

طرفہ تماشا یہ کہ اس تحریک سے تین سال قبل شریف حسین کے دور میں سیاسی سطح پر ہندوستان سے التوائے حج کی تحریک چلائی گئی، حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۳۴۲ھ میں ایک کتاب "حجة واہرہ بوجوب الحجة الحاضرة" کے ذریعہ اس کی زبردست تردید فرمائی۔ اور خلاف شرع التوائے حج کا حکم دینے والے نام نہاد مفتیوں کے خلاف احکام شرع بیان کر کے ان کی اس تحریک کا سد باب فرمایا۔

لیکن مخالف جماعت نے اس کی مخالفت در کنار ذکر تک نہیں کیا، کیوں؟ اسی لیے تو کہ وہ انہیں کے مقصد کو پورا کر رہے تھے۔ وہ شریف حسین کی مخالفت کر کے ابن سعود کا کام کر رہے تھے اور ان کو بھی ابن سعود کی اتباع کا شرف حاصل تھا۔

حضور مفتی اعظم نے ہند اس تعلق سے فرماتے ہیں:

"یہاں کے نجدیان بدلگام جو آج اس حال میں فرضیت حج یا لزوم ادا کی بانگ بے ہنگام محض نجدیت کے سبب اٹھا رہے ہیں خصوصاً بعض وہ جو زمیندار میں کالم کے کالم سیاہ کرا رہے ہیں اور ایڑی چوٹی کے زور لگائے جا رہے ہیں۔ اور یوں اپنے آقائے نعمت ابن سعود کی نمک خواری کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ذرا یہ دیکھیں کہ نجدی بھی اس سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ امن شرط فرضیت حج ہے۔ ورنہ آج سے پہلے کیا جتنے نجدی مر گئے اور اس لیے انھوں نے حج نہ کیے کہ مکہ معظمہ، شریف حسین کے پاس تھا، کیا وہ اس کے نزدیک تارک فرض رہے۔ اور مدتوں حج نہ کر کے فاسق و فاجر مرے۔ اگر تمہارے نزدیک نجدیوں کے لیے ترکوں یا شریف حسین کے قبضے میں مکہ معظمہ ہونا نجدیوں کو ان سے محض بدگمانی کی بنا پر خوف قتل و نہب ہونا ان سے فرضیت حج ساقط کرتا ہے تو ہمارے لیے ظالم نجدی جس کے مظالم ظاہر و عالم آشکار ہیں ایسے مفتن کا وہاں ہونا کیوں عذر نہیں ہو سکتا۔ وجہ فرق بتاؤ۔ الحمد للہ یہ ان منہ زوروں کے منہ پر ایسا بھاری پتھر ہے جس کے سبب گھٹ گھٹا کر رہ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو لب تک نہ ہلا سکیں گے۔"

[تنویر الحجة لمن یجوز التواء الحجة، ص ۲۳]

الحاصل تحریک التوائے حج صرف مفتی اعظم یا علمائے اہل سنت ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی

آواز کا نام تھا۔ جسے دبانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی مگر یہ رنگ لا کر ہی رہی۔ بھلے ہی نجدی حکومت کے خلاف کوئی خاص معرکہ سر نہ ہوا۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ حجاج اور اہل حجاز پر ظلم وستم پر روک تھام ہوگئی۔ اور ان کے جان ومال ایمان محفوظ ہوگئے۔

اور رہے نمک خواران ابن سعود تو وہ مسلمانوں کے خلاف کل بھی اسی طرح پروپیگنڈا کرتے رہے۔ اور آج بھی اپنی قدیم روش پر قائم رہتے ہوئے اہل سنت کی مخالفت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن اہل سنت کل بھی سربلند رہے اور آج بھی سربلند ہیں۔ اور آگے بھی سربلندی انہیں کا حصہ ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

التوائے حج کے اقوال عدم جواز کا شرعی جائزہ:

ایک طرف تو علمائے اہل سنت ودانشوران قوم کی طرف سے التوائے حج کی تحریک چلائی جارہی تھی۔ لیکن دوسری طرف سعودی ہوا خواہ اپنا حق نمک ادا کرنے میں کسی طرح کی کسر نہیں چھوڑ رہے تھے۔ اپنے اپنے طور پر تحریک التوائے حج کو ناکام بنانے میں مصروف تھے۔ ایک صاحب غلام مرشد نام کے نجدی پرست اخبار بنام زمیندار میں ناقص دلائل سے التوائے حج کو ناجائز حرام قرار دینے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ مگر الفقیہ اخبار کے مضمون نگار حضرات نے اس پر توجہ دی اور اس مضمون کے سارے تانے بانے کھول کر نجدی ایجنٹ مضمون نگار کی علمی حیثیت اجاگر کرکے مضمون کو باطل وغلط ثابت کر دکھایا۔ اور التوائے حج کے جواز پر شرعی نقطہ نظر سے کلام کرکے اپنا دینی فریضہ بخوبی انجام دیا۔ ہم یہاں اخبار الفقیہ سے وہ مضمون بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

''حجاز کانفرنس لکھنؤ میں تمام فرق اسلامیہ کے اہل الرائے نمائندوں نے جمع ہوکر ابن سعود کے اخراج کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز کیا، کہ جب تک حجاز تسلط اصل نجد سے آزاد نہ ہوجائے مسلمان حج کو ملتوی رکھیں۔ اس پر نجدی کے حامی اخبارات میں ایک قیامت خیز شور وغوغا بلند ہوگیا۔ کیوں یہی ایک ایسا آلہ ہے جس سے تسلط نجد میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا وہ اس حربہ کے استعمال کو ٹھنڈے دل سے گوارا نہیں کرسکتے۔ میرے سامنے اس وقت اخبار زمیندار کے ماہ اکتوبر کے کئی پرچے ہیں۔ جن میں اجتماع جیوش اسلامیہ کے عنوان سے ایک مسلسل مضمون کسی غلام مرشد صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ جس میں حج کے شرائط لکھتے ہوئے اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ التوائے حج کا فیصلہ ناجائز ہے۔ مجھے اس مضمون کی بنیادوں پر ایک اجمالی نظر کرنا ہے اور اس کی غلطیوں پر اشارہ مقصود ہے۔

شرائط وجوب حج:

جناب باری عز اسمہ سورہ آل عمران میں ارشاد فرماتا ہے

ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا

(یعنی تم لوگوں میں سے خانہ کعبہ کا حج کرنا ہر اس شخص پر فرض ہے جو وہاں جانے کے ذرائع رکھتا ہو)

اس آیت کریمہ میں شرط وجوب حج استطاعت کو قرار دیا گیا ہے لہٰذا جتنی چیزیں استطاعت میں دخل رکھتی ہیں ہر ایک شرط وجوب حج قرار پائے گی۔ اور ان میں سے ایک ہی موجود نہ ہو تو حج دائرہ وجوب میں نہ آئے گا ہمیں اس موقع پر مولانا سید سلیمان ندوی سے سخت تعجب ہے کہ انہوں نے اس آیت کے ترجمہ کرنے میں فاش غلطی کی ہے مولانا کا جو فتوی اخبار زمیندار میں شائع ہوا ہے۔ اس میں اس آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔ کہ وہ شخص جو راستے کی حیثیت سے استطاعت رکھتا ہو، افسوس ہے کہ ایک ماہر ادا شخص ایسا ترجمہ کرے۔ درحقیقت یہ دھوکا (سبیل) لفظ سے ہوا ہے۔ جس کے معنی لغت میں راہ بھی لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن محاورات اہل زبان پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سبیل کے معنی ایسے مقام پر صرف ذرائع ووسائل کے ہوا کرتے ہیں۔ جن سے مطلوب تک پہنچنا آسان ہو۔ جس طرح راہ کی آخری منزل پر منتہی ہوتی ہے۔ اسی طرح وسائل کو مقصود تک پہنچانے میں دخل ہوتا ہے۔ اس جہت سے ان سب پر سبیل کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور اس آیت میں بھی استطاعت سبیل کے معنی یہی ہیں کہ جس شخص کے پاس وسائل وذرائع حج کے موجود ہوں۔

چنانچہ علامہ رازی لکھتے ہیں کہ: کسی شی کی طرف استطاعت سبیل کے معنی یہ ہیں کہ اس چیز تک پہنچنا ممکن ہو۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۸)

اسی کے قریب علامہ نیشاپوری نے غرائب القرآن میں تحریر کیا ہے۔ اور مفسر مشہور ابو سعود رقمطراز ہیں: کہ سبیل سے مراد وسیلہ حج مثلاً مال وغیرہ (تفسیر ابو سعود بر حاشیہ تفسیر کبیر ص ۱۸)

نیز دوسری آیتیں نظیر میں موجود ہیں۔ جن میں سبیل کا لفظ وسیلہ وذریعہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

"فهل الی خروج من سبیل" دوسری آیت "فهل الی مرد من سبیل"

تیسری آیت: "ما علی المحسنین من سبیل"

چوتھی آیت: "لن یجعل الله الکافرین علی المومنین سبیلا"

ان تمام آیات میں سبیل کے معنی امکان اور ذریعہ کے ہیں ان اجلہ مفسرین کے اقوال اور ان آیات کریمہ کے نظائر دیکھنے کے بعد بھی کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ سبیل کے معنی راستے کے ہیں اور یہ ترجمہ صحیح ہے کہ راستہ میں استطاعت ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ من استطاع الی سبیلا کے اندر تمام وسائل وذرائع جن کو خانہ کعبہ تک پہنچنے میں دخل ہو مندرج ہیں۔

اور وہ سب شرائط ایسے ہیں جن کے بغیر حج واجب ہی نہیں ہوتا ان شرائط استطاعت کا علماء نے چند اصولوں کے تحت میں ذکر کیا ہے۔ جن میں ایک امن طریق ہے یعنی اس بات کا پورا پورا اطمینان ابر گمان غالب ہونا کہ راستے میں یا خاص مکہ معظمہ میں کوئی نفس مال کا نہیں ہوگا۔ یعنی کنز

الدقائق میں لکھتے ہیں:

ان کان الغالب فی الطریق السلامة یجب وان کان خلاف ذلک ولایجب،

یعنی اگر راستہ میں گمان غالب سلامتی کا ہو تو حج واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے ص ۳۳۸، امام اعظم ابوحنیفہ کوئی امن طریق کو شرائط وجوب حج سے سمجھتے ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۷۲)

اور دیگر محققین مثلاً ابن ہمام نے بھی اس کی تصریح کی ہے (... الفائق ص ۲۰۸)

جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ شرائط وجوب حج سے ایک شرط مسلمانوں کے جان و مال کا راہ حج میں اور خاص مکہ میں خطرہ میں نہ ہونا بھی ہے۔ تو اب صرف اس امر پر نظر کرنے کی ضرورت ہے کہ بحالت موجودہ حج میں مسلمانوں کے جان و مال کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔ اور آئندہ ابن سعود کے عقائد افعال و عادات کسی جہت سے حجاج کے متعلق کسی خطرہ سے نہ ہونے کا ظن غالب ہونا چاہئے۔ اور ابن سعود کی حکومت میں ہے یا نہیں۔

حکومت حجاز کی موجودہ حالت:

حجاز اس وقت تمام تر نجدیوں کے تسلط میں ہے۔ جو ابن عبدالوہاب کے متبع ہونے کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر سمجھتے ہیں۔ کتاب التوضیح عن توحید الخلاق فی جواب اہل العراق جو سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی یعنی بانی مذہب وہابیہ کے پوتے کی تصنیف ہے۔ اس میں مختلف مواقع پر اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جو شخص کسی میت کی قبر پر دعا مانگے، کسی میت سے شفا چاہے، کسی میت کو آواز دے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اہل قبلہ کی صف سے علاحدہ ہے۔ بلکہ وہ مشرکین و کفار میں مندرج ہے۔ اور جب وہ ان تمام افراد کو اپنے خیال میں کافر و مشرک طے کئے ہوئے ہیں۔ تو مباح الدم اور جائز القتل سمجھتے ہیں۔ اور ان کی نظر میں کوئی وقعت ان کے جان و مال کی نہیں۔ اس لئے کہ مشرکین کے متعلق آیت " واقتلوھم حیث سقفتموھم " ان کے مباح الدم ہونے میں نص صریح ہے۔ چنانچہ اس کتاب التوضیح میں تصریح ہے۔

و اباح لاھل التوحید اموالھم ونساءھم یتخذوھم عبیدا،

خداوند عالم نے اہل توحید کے لئے مباح و حلال کر دیے ہیں ان لوگوں کے مال و زن و فرزند اور یہ کہ ان کو غلام و کنیز بنائیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۱۳)

اس کے علاوہ ابن سعود اور اس کے اسلاف کے کارنامے اور واقعات تاریخی اس امر کو بالکل بے نقاب کر دیتے ہیں کہ ان لوگوں کی نظر میں مسلمانوں کی جان و مال کی وقعت ایک پشہ سے زیادہ نہیں ہے۔ چنانچہ ۱۲۵۹ء میں اس گروہ نے جو حملہ عراق عرب پر کیا ہے اور عتبات عالیات میں جو دست درازیاں کی ہیں ان کے حالات کربلائے معلی کے ایک خط سے واضح ہوتے ہیں۔ کہ اس معرکہ میں مقتولین کی تعداد بارہ ہزار پانچ سو پچیس نفر تک پہنچی تھی۔ اور مقتولین کی کربلائے معلی میں یہ حالت تھی کہ راہوں میں بغیر کو لوٹتے تھے۔

لاشوں کے اٹھائے ہوئے راستہ چلنا محال تھا۔ رسالہ کشط الاباب میں ہے۔

ان علی ومن قتل حل ابدی هولاء المسرفین یزید علی مائة الف وقتلوا اهل الطائف وهم جم غفیر بعض المعاهدة والمحاف یصیفوبانهم لاقیهم السیف

ان خونریزوں کے ہاتھوں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور طائف کو انہوں نے یہ عہد کرنے کے بعد کہ تم پر تلوار نہ اٹھائیں گے قتل کیا ہے یہ بھی لکھا ہے،

ونهب اموال المسلم واستحلالها والخطاب بیامشرك لهم،

یعنی ...لوگوں کی عادات میں سے مسلمانوں کے مال کا لوٹنا اور اس کو حلال سمجھنا اور یا مشرک کے لفظ کے لئے ان سے خطاب کرنا ہے۔

اور اب اسی سیرت کا اتباع ابن سعودی افواج نے طائف میں کیا۔ کہ وہاں قتل عام کردیا گیا۔ راتوں کو گھروں میں جا کے مردوں کو قتل کیا۔ عورتوں کو اسیر بنایا۔ نیز محمل مصری کے ساتھ جو حجاج تھے ان کو مشرک کا لقب دے کے ان سے مقابلہ کیا گیا۔ اور خاص حرم میں خونریزی ہوئی۔ اس طرز عملی کے باوجود یہ کہنا کہ ان کے نزدیک کوئی کلمہ گو مباح الدم نہیں ہے، کہاں تک معیار ہوشمندی پر درست ہے۔

اگر بعض سیاسی مصلحتوں سے اس سال حج کے موقعہ پر اس قسم کے واقعات رونما نہ ہونے پائے، تو اس سے اس امر کی حمایت نہیں ہوسکتی، کہ آئندہ کامل طور پر تسلط ہوجانے کے بعد ایسا نہ ہوگا، جب کہ ان کے عقائد و اعمال ان خونریزیوں کے انسداد کی کوئی ضمانت نہیں کرسکتے بلکہ حامی ہیں۔ ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ کسی انسان کا ایسے شخص کے زیر تسلط چلا جانا کہاں تک قرین عقل ہے جو اس کو مباح الدم اور واجب القتل سمجھتا ہے۔ ایسی صورت میں پاک عقیدت حجاج تو کبھی حجاز میں خطرہ سے محفوظ نہیں ہوسکتے۔ اور یقیناً ان کی جان و مال کے ضرر کا اندیشہ ہے۔

کیا حجاز میں امن ہے؟

غلام مرشد صاحب رقمطراز ہیں کہ:

”موجودہ حکومت کے متعلق احناف اور اہل حدیث اس بات پر تقریباً متفق ہیں کہ اس کے انتظام شریفی دور کی نسبت بہتر ہیں اور بظاہر حج کی غرض سے جانے والوں کے لئے راستہ پرامن نہیں ہے اہل حدیث کا تو ذکر نہیں ان کے لئے تو ابن سعود کی مذمت کرنا اصولاً خلاف عقیدہ ہے لیکن معلوم نہیں وہ احناف کون سے ہیں جو اس بات پر متفق ہیں کہ اس وقت حجاز میں امن وامان ہے۔ اگر اس امر کی حقیقت کا انکشاف مقصود ہو تو اس مرتبہ کے حجاز کے بیانات وسرگزشت حالات دیکھو مصر کے اسی (۸۰) حاجیوں نے متفق کلمہ یک زبان ودو لب ہو کے جو بیان شائع کیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ:

''ہم حجاج مصر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو گواہ کرتے ہیں ان سختیوں اور مصیبتوں پر جو ہم کو اس سال حج میں برداشت کرنا پڑی ہیں اور جو ضیق و تنگی ہم کو اٹھانا پڑی ہے کہ جس سے بہت سے جان و مال تلف ہو گئے جس روز سے کہ ہم نے جدہ سے مکہ تک کے راستہ میں اور خاص مکہ میں اور مکہ سے منیٰ و عرفات تک مختصر مناسک حج میں وہ نجدی گروہ کہ جو مذہب وہابیہ کا حلقہ بگوش ہے اور جو باغات نجد سے سمٹ کر حجاز میں جمع ہو گیا تھا جس کے ہجوم سے پاؤں رکھنے کی زمین پر جگہ نہ تھی۔ اس سے ہم کو ہر قسم کی ذلت اور سختی برداشت کرنا پڑی وہ صبح و شام اٹھتے بیٹھتے ہم پر ہجوم کرتے تھے۔ اور ہم کو اندھیری راتوں میں آ کے ستاتے تھے۔ اور ہم سب کے خواہ مرد ہو یا عورت کپڑوں کی تلاشی لیتے تھے۔ اور ہمارے سامان ضروری کو کھولتے تھے۔ سارے ضروریات سفر الٹ پلٹ کر دیتے تھے۔ اور جو مال ان کے ہاتھ لگتا تھا اور جو چیز سامان میں ان کو نظر آتی تھی وہ چھین لے جاتے تھے۔

اور اس ظلم و ستم کا بہانہ یہ تھا کہ سگریٹ وغیرہ ایسی چیزوں کے خیال سے تلاشی لیتے تھے کہ جن کا استعمال ان کے مذہب میں حرام ہے۔ اور اگر کوئی حاجی ان کو اس طرز عمل سے روکتا تھا تو وہ اس کو زمین پر گرا دیتے تھے۔ اور لاٹھیاں اس کو مارتے تھے۔ اور سلاح جنگ سے اس کو دھمکاتے تھے۔ پھر جب ہم جمع ہو کے چاہتے تھے کہ حکام کے پاس شکایت لے جائیں تو وہاں فریادرسی کے دروازے کو اپنے لئے بند پاتے تھے۔ اور ہم دیکھتے تھے کہ حکام کی دشمنی ہم سے ان نجدیوں بدوؤں سے زیادہ ہے۔

وہ ایک شمہ ہے ان کثیر مصیبتوں کا جو ہمیں اٹھانا پڑی ہیں حتی کہ اس ظلم و استبداد میں ہماری ذلت و درماندگی کی حالت بہائم سے کم نہ تھی۔

(دیکھو ہمارا رسالہ فریاد مسلمانان عالم، ص ۴ تا ۵)

مولانا نثار احمد صاحب کانپوری مفتی جامع مسجد آگرہ و رکن وفد جمعیۃ العلماء اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ:

زیارت کی اجازت نہیں بلکہ ابن سعود کی طرف سے ممانعت ہے اس نے سرکاری اخباروں میں یہ اعلان کر دیا کہ مآثر و مزارات کی زیارت کرنے والوں کو اگر میری فوج کی طرف سے کوئی نقصان پہنچے تو اس کی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی نجدیوں نے رمی جمار اونٹوں پر بیٹھ کر کیا اور اونٹوں کو اس قدر زور سے بھگاتے تھے جس کے باعث حجاج کو سخت چوٹیں آئیں۔ ایک عورت بیہوش ہو گئی دوسری کا انتقال ہو گیا۔

(ہمدم، ۲۳ر جولائی ۱۹۲۶ء)

مولانا محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

نجدیوں کی بے رحمی نہیں تو بے خیالی نے پریشان کر دیا تھا اور بعض جانیں بھی اسی طرح ضائع گئیں مگر حکومت کا ایک سپاہی پولیس والا کہیں نظر نہیں آتا تھا نجدی وحوش کو انہوں نے یہی تعلیم دی تھی کہ یہ اور

تمام مسلمان کافر و مشرک ہیں اور قبر پرست اور ان کا مارنا جہاد ہے۔

(ہمدرد، ۲۴ر جولائی ۱۹۲۶ء)

خواجہ محمد اکرم و خواجہ محمد اعظم رئیس لدھیانہ کا بیان ہے:

حاجیوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا ہے ذرا ذرا سی بات پر نجدی حاجیوں کو زود وکوب کرتے تھے۔

(انیس لدھیانہ، ۱۵ر جولائی ۱۹۲۶ء)

کیا ان تمام بیانات کے دیکھنے کے بعد بھی اس وقت حجاز کے بے امن ہونے میں کوئی شبہ ہوسکتا ہے جب کہ حجاز میں امن مفقود ہے اور حجاج کے جان و مال کے نقصان ہونے کا کوئی اغلب ظن نہیں ہے تو شرط حج مفقود ہے۔ لہٰذا وجوب کا تعلق بھی نہیں ہوسکتا۔ غالباً غلام مرشد صاحب کے ذہن میں اب یہ بات آجائے کہ حج کا التوا کسی نئی شرط کے اختراع اور زیادتی پر مبنی نہیں بلکہ اپنی شرائط کی بنا پر ہے جو صراحۃ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہیں۔ نیز اجتہاد فقہائے امت سے ثابت ہیں۔ لہٰذا وہ تمام احادیث بے ربط ہیں جو اختراع شروط عبادت کی ممانعت و مذمت میں پیش کی گئی ہیں۔ بلکہ خداوند عالم کے پیش کردہ شرائط کی عدم موجودگی میں مشروط پر اصرار کرنا مخالفت الٰہی اور جرات عصیان ہے۔ اور شرط اللہ اوثق۔ (بخاری ۲۲۷) کے خلاف ہے۔ اسی مقام پر یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یزید اور عبدالملک اور حجاج اور ولید کے مظالم پر حالت موجود کا قیاس کرنا اور یہ کہنا کہ اس زمانہ میں حج نہیں روکا گیا تو اب کیوں روکا جائے غلط ہے۔ کیوں کہ وہ مظالم ایک مخصوص جماعت اور طبقہ افراد میں منحصر تھے اور انہیں سے وہ جنگ و مقابلہ تھا۔ عام حجاج کی جان و مال پر کوئی خطرہ نہ تھا۔ مضمون نگار زمیندار کو یہ ثابت کرنا چاہئے اور تاریخی حوالہ دینا چاہئے کہ ولید وغیرہ کے زمانہ میں تمام فرق اسلام کافر و مباح الدم سمجھے جاتے تھے۔ اور ان کے جان و مال معرض تلف میں تھے۔ برخلاف اس وقت کہ حجاز پر ایسی جماعت کا تسلط ہے جو تمام مسلمانوں کو مباح الدم سمجھتی ہے۔ لہٰذا ان کی جانیں اس کے قابو میں جانے کے بعد ہر وقت خطرہ میں ہیں۔" (باقی مضمون، چند صفحات قبل، بعنوان حج کی فرضیت اور التوائے حج کی تفصیل تاریخی اعتبار سے، کے تحت پیش کردیا گیا ہے۔)

[۲۱ر دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۶، ۷، ۸]

التوائے حج کے خلاف فتویٰ کا جائزہ بقلم مولانا عبدالحامد بدایونی:

کلکتہ سے التوائے حج کے خلاف ایک فتویٰ شائع ہوا۔ جس میں علمی و فقہی تاریخی و مذہبی استدلال سے ہٹ کر اپنی ذاتی رائے کو بیان کیا گیا۔ جواب میں مولانا محمد عبدالحامد قادری ناظم انجمن تبلیغ الاسلام و رکن جمعیت ہند نے ایک مدلل و مفصل تحریر الفقیہ میں شائع کرائی۔ من وعن پیش ہے۔ ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں:

"کلکتہ سے ایک فتویٰ مخالفت تحریک التوا و تاخیر حج میں شائع ہوا ہے۔ استفتا میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ابتدا

سعود کے اعلانِ ملوکیت اور ہدم قباب کی بنا پر بعض لوگ فریضہ حج ملتوی کرا دینا چاہتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مجیب، مفتی سوال کے مطابق جواب دیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حجاز میں شخصی، شاہی اور محض ملوکیت ہے۔ یا قبہ جات مزارات کی مخالفت سے تاخیر والتوائے حج نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس وقت جو بحث ایک حقیقت ثانیہ کی صورت میں دائر ہے وہ ابن سعود کے انتہائی مظالم اور مناسکِ حج میں خلل اندازی اور پر خوف وخطر طرزِ عمل اور عالم اسلامی کے مسلمانوں کو مباح الدم، مشرک، کافر سمجھنے کی ہے۔ جس کی بنا پر تحریک التوا و تاخیر حج شروع ہوئی ہے۔ اور یہ ایک تاریخی وفقہی شہادت وحقیقت ہے کہ بعض حالات میں حج کے ادا میں تاخیر والتوا کیا گیا اور کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ مناسک وارکانِ حج میں خلل پڑتا ہو۔ اور حاجی کے لیے امن طریق وزادِ راہ اور جان کی خیریت اور سلامتی کا اطمینان نہ ہو۔ اور مخالف قوت وباعثِ قوت وطاقت حاجی وزائر کے مقابلے سے زائد اور اس کے لیے موجب ہول وخطر ہو۔

ان تمام امور کا انطباق وانشراح ہم اپنے طور پر کسی دوسری تحریر میں مفصلاً کریں گے۔ اس وقت ہمیں فتوی ایک ورقہ کلکتہ کے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ اس میں سب سے پہلا جواب علامہ سید سلیمان صاحب ندوی کا ہے۔ جن کو بہ منصب رئیس الوفد خلافت برائے موتمر مکہ لکھا گیا ہے۔ یہ ہمیں بھی معلوم ہے کہ سید صاحب رئیس وفد ہیں۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ فتوی بھی بحیثیت رئیس وفد دیا ہے۔ سید صاحب نے جواب مختصر ذاتی رائے سے کہا ہے۔ نہ استدلال علمی وفقہی ہے، نہ مواد تاریخی، البتہ مذہبی رنگ دینے کو، جزو آیہ کریمہ میں استطاع الیہ سبیلا تحریر فرما کر راستہ کے لحاظ استطاعت کی تفسیر میں علما وائمہ کے اتفاق سے تین چیزوں کا ہونا بیان وظاہر فرمایا ہے۔

(راستہ کا امن وامان)

(راستہ کا خرچ)

(راستہ چلنے کی قوت۔)

ہم انھیں امور ثلاثہ کی تشریح وتوضیح کے بعد بالاعلان کہتے ہیں کہ رئیس الوفد کے مسلمہ، مدونہ، مرتبہ حالات بصورت مجلد رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء کی بنا پر قطعاً اور یقیناً التوا و تاخیر حج کرنا چاہیے۔

ملاحظہ ہو رپورٹ وفد خلافت جس کے مرتب کرنے والوں میں پہلا نام علامہ رئیس الوفد سید سلیمان صاحب کا ہے۔ ص ۱۳۲، نمبر ۱۰۹، عنوان حج اور انتظامات۔ منیٰ میں اسال حکومت کی غفلت سے نجدیوں کے ہاتھوں حجاج کو سخت تکالیف پہنچیں اور چند اموات بھی واقع ہوئیں۔ الخ۔ سید صاحب محترم مجیب استفتائے کلکتہ ورئیس الوفد ارشاد فرمائیں کہ مناسک کے متعلقات میں یہ خرابی آپ کے مرتبہ رپورٹ میں درج ہے یا نہیں۔ نیز اس سے امن کی حالت بھی ظاہر ہوتی ہے یا نہیں۔ پھر جب آپ کی شہادت سے مناسکِ حج کا جن چیزوں یا مقامات تعلق میں یہاں تک خرابی ہو۔ آپ کے الفاظ میں سخت تکالیف اور چند اموات

واقع ہوئیں تو پھر اب تو التوائے حج اور تاخیر ضروری ہے۔

راستہ کے خرچ کے متعلق یہی مجیب مکرم سید صاحب محترم علامہ رئیس الوفد اپنی مرتبہ رپورٹ کے ص: پر عنوان کیا یہ قیامِ امن پائدار ہے۔ سطر چھ پر نظر ڈالیں۔

کہیں نجدیوں کی مذہبی تنگ نظری اور تشدد اور محاصل کی غیر متوقع زیادتی نے اسمال حجاج وزائرین کو بددل کر دیا ہے۔ الخ۔

اس غیر متوقع زیادتی کے لفظ پر غور فرما کر جواب دیجیے کہ حاجی راستہ کے خرچ کا کیا اطمینانی انتظام کر سکتا ہے۔ یا یہ تجویز کیا ہے کہ غیر محدود دولت نجدیوں کی خاطر لیکر جائے اور بیاندازہ خرچ کی تکلیف و شرط میں مبتلا ہو اور جس سے غیر متوقع زیادتی، جدید ٹیکس، رشوتیں مجبوراً ادا کرے۔ ورنہ خوف و خطرہ میں مبتلا ہو۔ اور ارکانِ حج کی ادا سے محروم رہے۔ اسی سلسلہ قیامِ امن میں اسی صفحہ پر یہ فقرہ بھی ملاحظہ ہو۔ ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں موجودہ ارکانِ حکومت پر اعتماد نہیں۔

مسلمانو! سید صاحب رئیس الوفد کا فیصلہ سنو صاف صاف ظاہر کر دیا گیا کہ راستہ کا خرچ اور زادِ راہِ حج کے سلسلہ میں بھی حاجی نجدیوں کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ ص: ۱۲۸، پر مرقوم ہے۔ میرٹھ کے مشہور رئیس شیخ وحید الدین، بشیر الدین موٹر اپنے ہمراہ لے گئے تھے اس پر بھی حکومت نجد نے نو سو روپیہ ٹیکس لگایا۔

اسی طرح بہت سے ٹیکسوں اور جبری آمدنیوں اور روپیہ وصول کرنے کے متعلق رئیس الوفد کی مرتبہ رپورٹ شاہد ہے۔ بس بتاؤ کہ ان کے اصول جواب پر کہ راستہ کا خرچ بھی استطاعت کی تفسیر میں ہے اور اسی خرچ کے متعلق غیر متوقع زیادتی کا لفظ رپورٹ کے فقرہ مندرجہ بالا میں استعمال کیا گیا ہے۔ کیا یہ نہیں بتاتا کہ یقیناً ایسی صورت میں حج ملتوی و موخر کیا جائے۔ اب خاص کعبہ میں امن کے متعلق سنو۔

ص ۱۱۱، رپورٹ سفر: ہمارے وفد کے کاتب اختر علی صاحب کو حرم شریف میں صرف اس صورت پر گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا کہ پولیس والے حرم شریف میں سونے والوں کو بید مار مار کر اٹھا رہے تھے تو انہوں نے محض راہ ہمدردی و ترحم ان کو سمجھایا کہ لوگوں کو حرمِ پاک میں اس طرح نہ مارنا چاہیے۔ اس کہنے پر پولیس والے برافروختہ ہوئے۔ انہیں حوالات میں ڈال دیا۔ بند کرنے کے بعد ان کو مارا، ان کی داڑھی بھی نوچی۔

مسلمانو! اب تو رئیس الوفد کی شہادت سے خاص حرمِ کعبہ میں عدمِ امن ثابت ہو رہا ہے اور کیا اب انہیں کے اصول پر کہ مناسکِ حج کا تعلق کعبہ الخ، التوائے حج ضروری نہ ہو گیا۔

اس کے علاوہ عدمِ امن کی اور شہادتیں یہاں تک کہ لوگ مارے گئے اسی رپورٹ مرتبہ رئیس الوفد مجیب استفتائے کلکتہ کے بیان سے ملتی ہیں۔ مگر ہم بخوفِ طوالت اس تحریر میں ان کو درج نہیں کرتے۔ دوسری تحریر و اشاعت میں واضح کریں گے۔ اس وقت ہمیں یہ بتانا تھا کہ رئیس الوفد استفتائے کلکتہ نے جو اصل عدم

التوائے حج کی ٹھہرائی تھی اور جو تفسیریں استطاعت کی بحوالہ ائمہ وعلما ظاہر کی تھیں۔ انہیں کی بنا پر حسب بیان رئیس الوفد التوائے حج وتاخیر قصد حج ضروری ضروری ضروری ہے۔

مسلمانو!.... پر غور کرو کہ اس وقت حاجیوں کے لیے مناسک ومعقولات حج ادا کرنے میں بھی امن کہاں ہے۔ دیکھو اور رئیس الوفد کی مرتبہ رپورٹ پڑھو۔ تو تم کو اور حقائق وکوائف بھی ایسے معلوم ہو جائیں گے جن کے علم کے بعد پھر مسئلہ صاف ہو جائے گا، کہ نجدیوں کا عہد حجاز وحرمین کو پر خطر اور حج کے موسم کو بھی پر خوف بنا رہا ہے۔ اور نجدی عام طور پر ہم تم سب مسلمانوں کو کافر ومشرک کہتے سمجھتے ہیں۔ پھر وہ ہم کو حج وعبادت کیا کرنے دیں گے۔

ملاحظہ ہو رپورٹ مرتبہ رئیس الوفد ص ۱۱۳: مولوی عبدالحلیم صدیقی رکن جمعیۃ العلما کی بحث سلطان نجد و قاضی القضاۃ کے سامنے دربارہ تکفیر اہل قبلہ اور اس پر سلطان نجد اور قاضی القضاۃ کی سختی اور درشتی۔ اور مولانا نثار احمد رکن وفد جمعیت کے حرم میں پنکھوں میں بٹنے کا تذکرہ اور معمولی معمولی باتوں پر نجدیوں کی مار پیٹ اور اس قتل وموت کے واقعات کا ہونا اس کے بعد خدارا سوچو، سمجھو کہ نجدیوں کے عہد میں بجز ہلاکت اور ٹیکسوں، رشوتوں، میں مال ضائع کرنے کے ہر قسم کی سختی تکلیف اٹھانے کے حاجیوں کو اور کیا آرام ملتا ہے۔ پس صاف طور پر اعلان کر دو کہ اب قصد حج موخر وملتوی کر دینا ضروری ہے اور نجدیوں کے حجاز سے اخراج و استیصال کے لیے یہ حربہ استعمال کرنا حرمین وحجاز کی خدمت ہے۔"

[الفقیہ: ۷/ جنوری ۱۹۲۷ء ص ۱۱۰۲]

التوائے حج کے خلاف نجدی فتنہ انگیزیاں:

ہر چہار جانب علمائے اہل سنت ودانشوران قوم مسلم کی طرف سے التوائے حج کے اعلان کیے جا رہے تھے۔ مگر خلافی گروہ کے بھی افراد مکمل طور پر تحریک التوائے حج کو ناکام کرنے میں سرگرم تھے۔ لوگوں کو یہ کہہ کر کہ تم کو فریضۂ حج سے روکا جا رہا ہے، روانگی حج کے لئے اکسا رہے تھے۔ اور جب وہ وہاں جا کر مصیبت میں گرفتار ہوگئے تو امیر علی وغیرہ کے خلاف آواز ناحق بلند کرتے پھر رہے تھے۔ اور اپنے امیر وپیشوا کے سارے کرتوت چھپا کر حق نمک ادا کر رہے تھے۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"یہی حال اب لوگوں کو حج پر آمادہ کرنے کا ہے علمائے کرام سمجھاتے رہے کہ حجاز میں میدان کارزار گرم ہے اس لئے ایسی حالت میں ارادہ حج کرنا جائز نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ امیر علی بن حسین نے مصر والوں کو اطلاع دیدی ہے کہ حج کے لئے پروانہ راہداری نہ دیا جائے تو ان خلافی رہزنوں اور اخباروں نے شور مچا دیا ہے کہ یہ لوگ اسلام کے مخالف ہیں فریضۂ حج سے روکتے ہیں وغیرہ ذالك من الهفوات والخرافات والواهيات جن احمقوں پر ان کا جادو چلنا تھا چلا اور روانہ ہو گئے۔

اب خبریں آرہی ہیں کہ پہلا جہاز بندر سوڈان پر رکا ہوا ہے اور بندر رابغ کی ناکہ بندی ہورہی ہے اور امیر علی اس پر گولہ باری کرنا چاہتا ہے اب خلافی اخبارات عموماً اور زمیندار خصوصاً امیر علی کو گالیاں دے رہے ہیں کہ وہ حجاج پر ظلم کر رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو فریضۂ حج ادا کرنے سے باز رکھنا چاہتا ہے۔

یہ ان لوگوں کا دھوکہ ہے نہ امیر علی فریضۂ حج کے خلاف ہے نہ حج کو روکتا ہے مگر ایام جنگ میں اگر حجاج کے جہاز میں اس کے غنیم دشمن کی امداد کا سامان ہے تو ایسے جہازوں کو تباہ کرنے اور ان پر گولہ باری کرنے میں حق بجانب ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا اب اس پر کیا الزام۔ مگر خلافی رہزنوں کو اس میں بھی فائدہ ہے ہندوستان کے احمق مسلمانوں سے جو کچھ بھی ٹھگا گیا ہے وہ سالم کا سالم ان کے قبضہ میں رہے گا اور خلافی زمانہ کی طرح خوب گل چھرے اڑا سکتے ہیں۔ زمیندار گورنمنٹ پر الزام لگاتا ہے کہ وہ کیوں زور دے کر امیر علی کو باز نہیں رکھتی اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ اسے کیوں مجبور نہیں کرتی کہ وہ دشمن کے پاس سامان رسد غلہ وغیرہ پہنچنے دے۔ مگر گورنمنٹ کا فرض صرف اتنا ہے کہ اگر امیر علی نے رابغ کی ناکہ بندی کر لی ہے تو جہاز کو صحیح وسلامت واپس بمبئی پہنچا دے۔

مگر یہ لوگ شیاطین نجد اور قرن الشیطان ثانی ابن سعود پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے جس نے جھوٹ بولا کہ بندر رابغ ہر طرف سے محفوظ ہے۔ اور اس نے حجاج کی حفاظت اور آسائش کا پورا بندوبست کیا ہے یا اپنے آپ پر لعنت کریں کہ کیوں ان شیاطین کے جھوٹے وعدہ کو وحی آسمانی کا رتبہ دیا۔"

[الفقیہ: ۱۴؍ جون ۱۹۲۵ء ص ۴،۵]

وھابیوں کا اعلانِ حج :

وہابیوں نے التوائے حج کی تحریک کو ناکام بنانے کے لئے اور اپنے پیشوا ابن سعود کو خوش کرنے کے لئے اعلان کرا دیا کہ ایک پورا جہاز اہل حدیث حضرات کی طرف سے حجاز کو روانہ ہوگا۔ اس خبر کا شہرہ مکہ میں بھی ہوا۔ جس کا ذکر مدیر الفقیہ کے نام مکہ سے آئے درج ذیل خط میں کیا گیا ہے۔ لیکن جب حجاز کے راستہ کی دشواریوں اور امیر علی کی طرف سے گولہ باری کی خبریں سنیں تو جانے کا فیصلہ ملتوی کر دیا۔ دوسروں کو حج پر اکسانے والے خود حالات حجاز خراب ہونے کے سبب حج کو نہیں گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ التوائے حج کا فیصلہ بالکل درست تھا۔ مدیر الفقیہ لکھتے ہیں:

"مکہ معظمہ سے ہمارے ایک دوست کے نام ایک خط آیا ہے۔ جو بمبئی تک دستی اور بمبئی سے ڈاک میں آیا ہے۔ اگرچہ راقم خط نے ابن سعود ملعون کی نسبت کوئی کریہہ لفظ نہیں لکھا۔ تاہم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین نجد کے قبضہ سے طائف کے سب لوگ بھاگ گئے۔ اور مکہ معظمہ کے لوگوں میں سے تجار اور اہل دول خائف ہو کر بھاگ گئے۔ اور صرف ۱/۴ سے بھی کم آبادی رہ گئی ہے۔ واقعات وہی ہیں جو کہ پہلے معلوم

ہوئے تھے۔ اور جن پر شیاطین نجد کے حامیوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔

مگر اس خط میں ایک خاص بات تھی وہ یہ کہ مکہ معظمہ میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ایک جہاز ہندوستان کے اہل حدیثوں کا امسال حج کے لئے جائے گا اور سارے جہاز میں ایک بھی غیر اہل حدیث نہ ہوگا۔ اس خبر سے قرن الشیطان بہت خوش ہوا اور عام طور پر اپنی مجالس میں اس کا فخریہ تذکرہ کرتا رہا۔ راقم خط لکھتا ہے کہ معلوم نہیں کہ ان کا جہاز آئے گا یا نہیں۔

غریب راقم الخط کو کیا معلوم کہ ہاتھی کے دانتوں کی طرح ان لوگوں کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ جب مدیر اہل حدیث نے اپنا ارادہ حج ظاہر کیا اور تحریک کی کہ سالم جہاز صرف اہل حدیثوں کا ہو تو بہت سے وابستگان دامن نے اس ارادہ کے ترک کرنے پر مجبور کیا۔ مگر مدیر صاحب نے کسی کا نہ مانا اور یہی جواب دیتے رہے کہ اگر عین وقت پر راستہ بند ہوگا تو ارادہ فسخ ہوگا۔ اور اگر راستہ صاف ہوا تو ہم ہرگز اس سال حج کو ملتوی نہ کرسکیں گے۔ اب جب کہ حامیان قرن الشیطان نے لوگوں کو حج کے لئے اس غرض سے اکسایا کہ قرن الشیطان کی امداد کا سامان پیدا ہو جائے۔ تو اخبار اہل حدیث نے بھی اس کی تائید کی اور حج کے لئے جانے کی ترغیب دی۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کے خیال میں رستہ صاف تھا مگر باوجود اس کے اپنا اور سالم جہاز کا ارادہ گاؤ خورد ہو گیا یا ہوئے شتر ثابت ہوا قرن الشیطان ثانی اس پر جتنا بھی افسوس کرے صحیح ہے۔

زمیندار میں ایک طرف تو حاجیوں کے بخیر و عافیت رابغ پہنچ جانے کی خبریں درج ہو کر اظہار خوشی کیا جاتا ہے۔ مگر دوسری طرف گورنمنٹ کی معرفت سے آئی ہوئی خبر کی بنا پر یہ لکھا جاتا ہے کہ رابغ پر گولہ باری جاری رہے گی۔ تعجب ہے، کہ ہجرت کے واقعہ سے لوگوں نے سبق نہ لیا۔ اور اکثر حمقاء خلافی لیڈروں اور اخباروں کے دھوکے میں آگئے۔ خدا ان کو صحیح و سالم واپس لائے۔ ورنہ سارا ہندوستان خلافیوں کو بے نقط گالیاں دے گا۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ر جون ۱۹۲۵ء، ص ۶]

حج بیت اللہ اور ہندوستانی وہابی:

نجدی ہوا خواہوں کی التوائے حج کی تحریک کو ناکام کرنے کی اکثر کوششیں خود ناکام رہی تھیں۔ ۱۹۲۵ء میں باضابطہ ایک مکمل جہاز لے جانے کا اعلان کیا تھا۔

مگر حالات ناسازگار ہونے کے سبب نہیں گئے۔ اس لئے ۱۹۲۶ء میں حد بھر کوشش کی۔ لیکن جس طرح کی کوششیں تھیں اس اعتبار سے لوگ حج کے لئے تیار نہ ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ اور چند نجدی افراد ہی حج کو روانہ ہو سکے۔ اخبار الفقیہ کے حوالے سے مولوی ثناء اللہ کے اس سفر سے متعلق تفصیل ملاحظہ کریں:

"پچھلے سال مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی و بعض دیگر عمائد وہابیہ اس امر پر زور دیتے تھے کہ حج پر ضرور جانا چاہئے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب مانع حج تو نہ تھے البتہ واقعات کی بنا پر التوا کا مشورہ دیتے رہے آخر

اب کے برس جب کہ ابن سعود کا مکمل قبضہ حجاز پر ہو گیا تو وہابیہ میں خصوصیت کے ساتھ حج کا شوق پیدا ہوا۔ اگر چہ دوسرے مسلمان بھی حج کو جا رہے ہیں، مگر انہوں نے اپنی روانگی کا ارادہ نہ تو ظاہر کیا نہ اس کے اعلان کی ضرورت سمجھی۔ ہاں وہابیہ میں زور شور سے اعلانات شائع ہونے لگے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو یہاں تک ارادہ کر لیا کہ سالم جہاز ہی غیر مقلدین کا ہوگا۔ مگر افسوس کہ ان کے متواتر اعلانات کے ہوتے ہوئے بھی کئی مہینوں کی لگاتار کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ حج پر آمادہ ہونے والے اور ان کی رفاقت منظور کرنے والوں کی تعداد پانچ سو تک بھی نہ پہنچ سکی۔ مسٹر ظفر علی کی نسبت جب یہ افواہ اڑی کہ ابن سعود سے بیعت کر کے اور اس کی مدح خوانی کر کے اس نے بہت بڑا مالی فائدہ حاصل کیا اور ابن سعود کی بارگاہ میں وہ معزز اور مقتدر بلکہ قابل قدر حامی قرار دیا گیا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی یہ ارادہ کر لیا کہ مسٹر ظفر علی سے بڑھ چڑھ کر انہیں کامیاب ہونے کا موقع ہے۔ اپنا رعب داب قائم کرنے کے لئے سالم جہاز کو اس لئے تجویز کیا کہ ابن سعود سمجھے کہ بڑے مقتدر اور معزز ہیں کہ صرف حج کرنے والوں میں اتنی جماعت ان کی خادم ہے اس لئے ممکن ہے کہ ظفر علی سے زیادہ اور گرانقدر رقم ان کو بھی مل جائے۔

مگر افسوس کہ روانگی سے چند دن پہلے رفاقت کا وعدہ کرنے والوں میں سے بھی اکثر نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا دوسری چال جو انہوں نے اپنا اقتدار جمانے کے لئے چلی، یہ تھی کہ جب ابن سعود نے ایک بیہودہ موتمر کی دعوت دے دی تو مولوی صاحب نے جس طرح لاہور میں چپکے چپکے اپنے آپ کو سردار اہل حدیث منتخب کرا لیا تھا اسی طرح دہلی میں اہل حدیث کانفرنس سے جو ایڈیٹر رسالہ اہل الذکر کے نزدیک دہلی کے سوداگروں کی کانفرنس ہے، یہ فیصلہ کرا لیا کہ ابن سعود کی موتمر میں شامل ہونے کے لئے جماعت اہل حدیث کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب بطور نمائندہ بھیجے جائیں۔

جب یہ خبر مشہور ہو گئی تو جو جماعت مولوی صاحب کے خلاف ہے اور جس کے نزدیک مولوی صاحب نہ صرف اہل حدیث سے خارج ہیں بلکہ خدا جانے کیا کیا ہیں اس کے خلاف ہو گئی اور لاہور مسجد چینیانوالی میں ایک جلسہ کر کے قرار دیا کہ مولوی صاحب اہل حدیث کے نمائندے نہیں۔ اور جس جماعت نے ان کو نمائندہ قرار دیا ہے۔ وہ جماعت ہی خود صحیح معنوں میں نمائندہ نہیں اور انہوں نے عہدہ نمائندگی تصور کر کے مولوی عبد القادر کو دیا۔

اس کے ساتھ ہی مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی عازم حج ہو گئے اور بہت تھوڑے دنوں میں ان کے رفقاء کی تعداد بڑھ گئی امرتسر میں مولوی ابو تراب محمد عبد الحق صاحب روانہ ہو گئے جن کا بیان ہے کہ انہوں نے مولوی ثناء اللہ پر اعتراضات کا کافی سامان پہلے ہی سے ابن سعود کے پاس بھیج دیا ہے۔ اور وہاں جا کر ابن سعود پر ان کی اصلیت تمام و کمال ظاہر کر دیں گے۔ اور دکھا دیں گے کہ یہ شخص اس قابل نہیں کہ کسی جماعت کا نمائندہ ہو۔

دیکھیں ابن سعود کے سامنے اگر مولوی ثناء اللہ کا جھگڑا پیش ہو تو معلوم نہیں کہ وہ کیا فیصلہ کرے۔ لیکن ہمارے خیال میں مولوی عبدالحق صاحب اور مولوی عبدالواحد صاحب کہ مولوی ثناء اللہ کی مخالفت میں کامیابی نہ ہوگی۔

کیوں کہ ابن سعود کوئی مذہبی آدمی نہیں بلکہ وہ ایک پولیٹکل شخص اور پولیٹکس میں بڑا چالاک ہے۔ مولوی ثناء اللہ کی مخالفت میں مذہبی اعتراضات ہوں گے مگر مولوی ثناء اللہ کے پاس اخبار اہل حدیث کا فائل ہے جس میں وہ ابن سعود کو دکھا سکتا ہے کہ میں نے اتنی حمایت اور خدمت کی۔ کہ شاہ شطرنج کی طرح تمہارے لئے امپیریل گورنمنٹ تجویز کے تمہیں شہنشاہ بنا دیا۔ اور تمہارے سابقہ اعلانات کی تفسیر ایسی کہ خود تم بھی نہ کر سکتے۔ اور مطلب یہ بیان کیا کہ ابن سعود نے اپنے لئے امپیریل گورنمنٹ کے حقوق محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

دوسرا وہ یہ بھی اپنے اخبار میں دکھادے گا کہ ہندوستانی وہابیوں کے اختلافات کے متعلق اس کو الہام ہو چکا ہے کہ ابن سعود کی تقلید کی جائے شرک فی الرسالہ۔ جس تقلید کو کہتے ہیں وہ تو ائمہ مجتہدین کی تقلید ہے۔ مگر ابن سعود کی تقلید واجب بلکہ فرض ہے۔ کیوں کہ اس کی بنا مولوی ثناء اللہ کے الہام پر ہے تو ہمیں امید نہیں کہ ابن سعود جیسا دنیا پرست آدمی مسائل کی پروا کر کے اپنے ایسے زبردست حامی اور موید کو ناراض کر دے۔ بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسٹر ظفر علی کی طرح یہ بھی مالا مال ہو کر آئیں گے۔ پھر مولوی عبدالحق اور دیگر ہم عقیدہ لوگوں سے اس طرح پیش آئیں گے جس طرح مسٹر ظفر علی اپنے ہندوستانی اولیائے نعمت کارکنان خلافت کمیٹی سے پیش آئے۔''

[الفقیہ: ۲۱ر اپریل ۱۹۲۶ء ص ۱۲]

عبدالواحد وهابي غزنوي كا حج اور مولوي ثناء الله كا معاملهٔ تكفير:

وہابیہ حج کو جانے کے لئے اس قدر کوشاں تھے کہ انہوں نے اہل سنت کی مخالفت میں اپنے اہل خانہ تک کے ساتھ رواداری قائم نہیں رکھی۔ وہابی جماعت کے مشہور مبلغ عبدالواحد غزنوی نے حج کو جانے کے لئے کس طرح سے تیاری کی۔ اور وہاں جا کر حج کے اصل مقصد سے ہٹ کر وہاں کس طرح اپنے ہی مولوی ثناء اللہ کے خلاف فتویٰ تکفیر کے حصول کی کوشش کی ملاحظہ کریں:

''امسال کے وہابی حجاج میں لاہور کے ممتاز وہابی عبدالواحد غزنوی بھی تھے جنہوں نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ اہل حدیث کے سردار مولانا ثناء اللہ کی تکفیر کی تصدیق کرانا چاہی۔ لیکن ناکامی سے روسیاہ ہوئے۔ ان کی اپنی کرتوت سن لو!

اپنی سگی بہو کو جو حاملہ تھی سرکاری اسپتال کے خیراتی وارڈ میں داخل کرا کے حج کو گئے تھے۔ وہ سخت بیمار تھی اس کا زیور اتار لیا تھا۔ اور کئی مہینوں کے لئے صرف دس یا بارہ روپے اس کو خرچ کے لئے دے گئے تھے۔ وہ

بیچاری مصیبت کی ماری خیراتی ٹکڑوں پر پلتی رہی۔ کسی نے اس کی خبر تک نہیں لی۔ اور یہ حج کرتے اور ابن سعود کے جوٹھے مگر میٹھے ٹکڑے اڑاتے رہے۔ کیا اس حج کو حج کہہ سکتے ہیں؟ کیا اس سلوک کو شریفانہ کہہ سکتے ہیں؟ یہ روش انسانوں کی روش ہے؟

(ایک امرتسری اہل حدیث) (سیاست) [۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء ص ۲]

علمائے اہل سنت کے خلاف اخبار زمیندار کی ہرزہ سرائی کا جواب:

علمائے اہل سنت نے جب التوائے حج کا حکم دیا تو اخبار زمیندار میں علمائے بریلی کو طعن وتشنیع سے یاد کیا جانے لگا۔ اور کہا جانے لگا کہ علمائے بریلی اب بجائے کعبہ لندن کا طواف کریں۔ اس پر تنقید کرتے ہوئے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''زمیندار کے بعض نامہ نگار شاعر علمائے بریلی ایدھم اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتے ہوئے یہ حماقت بھی چھانٹتے ہیں کہ علمائے بریلی اب بجائے کعبہ کے لندن کا طواف کریں۔ یہ ضرورت سے زیادہ گروہ حقا اپنے آپ میں شرمندہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ یہ مسلک اور مذہب تو ان کے گرو گھنٹال کا ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ

بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں
وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کرلیں گے

علمائے بریلی کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بجائے شیاطین نجد جیسے مخفی کافروں کے کسی ظاہری کافری سلطنت بھی عرب میں ہو یا اگر شیاطین نجد علیہم ما علی الشیخ النجدی کعبہ مطہرہ کو مسمار بھی کردیں تو ہمارا کعبہ وہ ارض مقدس ہے جس پر تعمیر کعبہ ہے۔ تحت الثری سے ثریا تک اس جگہ کی ہوا بھی کعبہ ہے۔ لندن جانے کی ضرورت ہے۔ ہاں تم لوگ واقعی ان دنوں میں لندن کا طواف کر چکے ہو۔ جب کہ کعبہ مطہرہ پر شریف حسین کا تسلط تھا۔ وہی فریضہ حج جو آج نجدی ایجنٹوں کے نزدیک ضروری واجب الادا ہے، ان دنوں واجب الترک تھا۔ چنانچہ اسی پر زور دیا جاتا تھا۔ اس لئے کہ گرو گھنٹال کا خدا لندن میں تھا۔ خدا بھی ان کا عجیب کھلونا ہے۔ جو کئی سال تک تو لندن میں رہا اور اب جب کہ کعبہ مطہرہ پر اعداء اللہ واعداء الرسول قابض ہیں تو وہ پھر کعبہ میں آدھمکا۔

[اخبار الفقیہ: ۱۴ رجولائی ۱۹۲۵ء ص ۹]

تحریک التوائے حج اور چنداپنوں کا منفی رویہ:

ابن سعود اور نجدی مظالم کے روک تھام کے لئے اہل سنت کے پاس واحد ذریعہ التوائے حج تھا۔ لیکن اغیار کے ساتھ کچھ اپنوں کی بھی لاپرواہی اس تحریک کی ناکامی کا سبب بنی۔ مولانا سید حبیب شاہ صاحب؛

اخبار سیاست لاہور التوائے حج کے خلاف چند اپنوں کا منفی رویہ بیان کرتے ہوئے نیز التوائے حج کے مخالفین کی سرگرمیوں اور ان کے مالی فوائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں جانتا ہوں کہ آج تطہیر حجاز کی تحریک کو ہندوستان میں زندہ کرنا خارج از امکان ہے۔ لیکن میرا فرض ہے کہ میں نقصان، شہرت، عزت، مال اور اشاعت کو برداشت کرتے ہوئے حقائق تلخ سے مسلمانوں کو آگاہ کر دوں۔ شاید بارگاہ ایزدی میں میرے لئے یہی تڑپ میری شفاعت کا باعث بن جائے۔ اور نہیں تو کم از کم مجھے یہ اطمینان تو حاصل ہوگا کہ طول و عرض ہند کے ۸ کروڑ مسلمانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ کہنے، سچ لکھنے اور سچ حالات سے عالم اسلام کو آگاہ کرنے کی توفیق دی۔ تطہیر حجاز کا واحد ذریعہ التوائے حج تھا۔ جب حجاج کم ہوئے تھے تو ابن سعود کی عقل درست ہوگئی تھی۔ اور مآثر و مقابر کو اس نے درست کر دیا تھا۔ لیکن خدا ہمارے صوفیوں سے سمجھے۔ عبدالقدیر بدایونی جیسے لوگ یہ دیکھ کر کہ کسی کے خرچ سے حج کرنے سے انہیں مالی فائدہ ہوتا ہے حج کو اٹھ دوڑے۔ اب کے حجاج کی تعداد میں ۳۳ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ اور یوں ابن سعود کے حوصلے بڑھ گئے اور اب پھر کھیل کھیلا ہے۔

جو لوگ ابن سعود کی طرف سے حج کا پروپیگنڈا کرتے ہیں ان کی کیفیت کیا ہے یہ کہ وہ حجاز میں جا کر احسان اللہ کے وسیلے سے اور دوسرے وسائل سے ابن سعود کے اس منافعہ میں سے جو اسے حجاج کی وجہ سے ہوتا ہے حصہ لینے کی سعی کرتے ہیں۔ تین سو روپے سے لے کر ۲۳ ہزار کی رقم خطیر تک ان لوگوں کو بطور انعام روپیہ ملا۔ موٹروں پر اسماعیل غزنوی پھرے اور مکہ سے جدہ تک رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی پیدل آئے۔ کیوں اس لئے کہ ایک مامور ہے اور دوسرا مخلص مسلمان ہے۔ ابن سعود کے گرد و پیش مرزائی اور وہابی ہیں۔ ان میں اور دوسرے زر پرست مسلمانوں میں حج کے ایام میں سازشیں، اور سازشوں کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں۔...... جھوٹی رپورٹ اور فریب کاری کا جال بچھایا جاتا ہے اور ہندوستان اور اس کے مسلمانوں کو بدنام کیا جاتا ہے۔ یہ زر پرست لوگ مسلمانوں کو فریب دے کر حج کو لے جاتے ہیں۔ جیران رسول ﷺ کا نام لے کر ابن سعود کا فائدہ کراتے ہیں۔ اور اس میں سے ...وصول کرتے ہیں۔ آہ! حجاز ان زر پرستوں کی ہوس کا شکار ہو رہا ہے، اور ہوتا رہے گا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ ابن سعود کی آنکھیں بند ہونے کے بعد حجاز پر علی روس الاشہاد انگریزوں کی حکومت قائم ہو جائے گی۔''

(منقول از سیاست ۲۱ مئی ۳۵ء) [اخبار الفقیہ، ۲۱ رجون ۱۹۳۵ء ص ۲،۵]

التوائے حج کے عوامل و نتائج کی تفصیل:

تحریک التوائے حج کے اسباب و عوامل کیا تھے؟ اس کے نتائج کیا برآمد ہوئے؟ التوائے حج میں مکمل کامیابی نہ ملنے کے کیا اسباب رہے؟ ان ساری باتوں کے جوابات مفتی محمد عمر نعیمی صاحب کے درج ذیل مضمون

میں موجود ہیں۔ مضمون دلچسپ اور مفید ہونے کے سبب من و عن نقل کر رہے ہیں، ملاحظہ کریں۔ مفتی محمد عمر نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

"ملک کی ویرانی اور بربادی تو نجدیوں کے ورود کے ساتھ ہی اس طرح ہوئی کہ جس کی دنیا کے کسی خطہ اور کسی عہد میں نظیر نہیں ملتی۔ بیدردی سے قتل کی گرم بازاری رہی بے گناہوں کو جور و جفا کے ساتھ بے رحمی سے تہ تیغ کیا گیا۔ اور انسانیت سوز مظالم کا ایک طوفان برپا ہوا قبریں برباد کی گئیں، مسجدیں گرائی گئیں، پیشوایان اسلام کے مقابر کی بے حرمتی کی گئی۔ آج حرمین طیبین کے رہنے والوں پر عرصۂ حیات تنگ ہے وہ ناداری اور فاقہ کشی کی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ حاجیوں سے معلوم ہوا کہ وہاں کی جفاکش و مزدور پیشہ اقوام کے گوشت بھوک کی سختیوں سے گھل گئے ہیں۔ بدن دبلے اور لاغر ہو گئے ہیں۔ اور ہڈیاں نمودار ہو گئی ہیں۔

اور وہ زندگی کے دن بہت ناگواری کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ اور نجدی عیش و عشرت کے مزے اڑا رہے ہیں۔ ان کی سختیوں کا یہ اثر ہے کہ روز بروز حاجیوں کی تعداد گھٹتی جاتی ہے۔ امسال حاجی بہت ہی کم پہنچے۔ اگر یہی نجدی حکومت اور اس کا یہی تعصب رہا یہی سختیاں رہیں تو نہ معلوم آئندہ کیا حال ہو۔ اگرچہ ہر سال ہندوستان میں نجدی کی طرف سے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اور حج و زیارت کی ترغیبیں دی جاتی ہیں۔ لیکن حکومت نجد کے سلوک کا یہ نتیجہ ہے کہ حجاج کی تعداد روز بروز گھٹتی چلی جاتی ہے۔

ٹیکسوں کی زیادتی علاحدہ ناقابل برداشت ہے۔ اس کے بعد مذہب میں مداخلت ناقابل برداشت تکلیف ہے۔ ایک عقیدت مند انسان جو بحر و بر کے سفر طے کر کے اپنے جذبات عقیدت لے کر حاضر ہوتا ہے۔ اس کو اپنے جذبات عقیدت کے ساتھ سلام عرض کرنے کا موقع بھی میسر نہیں آتا۔ اس وقت وہ کس قدر کبیدہ ہوتا ہے اس کو کتنا صدمہ پہنچتا ہے۔ اپنی ناکامی پر کتنا رنجیدہ ہوتا ہے۔ دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور اندوہ و الم کا ذخیرہ لے کر وہ اپنے گھر واپس ہوتا ہے۔

سفر زیارت:

نجدیوں کے عقیدہ میں کسی مزار کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے وہ اس کو شرک سمجھتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ عقیدہ دوسری طرف یہ عمل کہ سفر زیارت کے لئے حکومت نجد موٹروں کا انتظام کرتی ہے۔ زائرین سے ٹیکس لئے جاتے ہیں۔ اگر یہ ان کے عقیدے میں شرک ہے تو وہ شرک کی امداد کر کے اپنے ہی عقیدے کی بناء پر خود کیوں شرک میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور اگر سیاسی اور ملکی اغراض کے سامنے مذہب کا لحاظ ضروری نہیں سمجھتے تو پھر زائرین کو ان کے حسب عقیدت آداب بجا لانے سے کیوں مانع ہوتے ہیں۔

جس وقت دنیا میں حج و زیارت کے لئے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے تو یہ کوشش صرف اپنے ہم مذہب

وہابیوں ہی تک محدود نہیں رکھی جاتی بلکہ تمام مسلمانوں کو ترغیب دی جاتی ہے اگر نجدیوں کے نزدیک حرمین طیبین کی حاضری اور فرض حج کی ادا صرف وہابیوں ہی کا حق ہے تو پھر وہ تمام مسلمانوں کو کیوں ترغیب دیتے ہیں۔ اور اگر نجدی سیاست تمام اہل اسلام کے لئے حج وزیارت کا دروازہ کھلا رکھنا چاہتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس نے حرمین طیبین میں قدیمی اماموں کو علاحدہ کر کے خاص اپنے مذہب کے امام مقرر کیے ہیں۔

نجدی حکومت کو واضح رہے:

ہر ایک حکومت کا فرض ہے کہ اپنے خارجی و داخلی تعلقات میں جن سے واسطہ پڑتا ہے ان کے جذبات اور ان کی عقیدتوں سے کما حقہ واقف ہو اور اس کا پورا لحاظ رکھے۔ جو حکومت اس کا لحاظ نہ رکھے وہ دیر تک دنیا میں باقی نہیں رہ سکتی۔ نجدی حکومت کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا میں وہابیوں کی تعداد بہت قلیل ہے ان کے سوا دنیا کے جس قدر مسلمان ہیں وہ نجدی عقائد والے کے پیچھے اپنی نماز جائز نہیں سمجھتے۔ اس کے متعلق فتوی دے چکے ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں اس کے مسائل ہیں اسی وجہ سے بہت سے لوگ تو جماعتوں اور نمازوں کے فوت ہونے کے اندیشہ سے حج میں تاخیر کرتے ہیں اور نجدی حکومت کے عہد میں جانا نہیں چاہتے۔ اور بہت لوگ ایسے ہیں کہ جاتے ہیں مگر حرم شریف کی جماعت کا افسوس لے کر آتے ہیں۔ حج کے ایام میں یا وہ اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھتے ہیں یا بیت اللہ شریف میں کوئی وقت اور موقع پا کر تنہا نماز ادا کر لیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو حکومت کے اندیشہ سے نماز میں شامل ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی اپنی نماز کا اعادہ کرتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب جب واپس ہوتے ہیں۔ بہت بددل کبیدہ خاطر واپس ہوتے ہیں۔ اور اپنی نمازوں کی طرف سے ایک گہرا رنج اپنے دلوں میں لاتے ہیں جو زندگی بھر ان کے ساتھ رہتا ہے۔ اگر یہی حالات رہے اور نجدی کی طرف سے ان تکالیف کا سلسلہ جاری رہا اور اس نے نماز وزیارت کے باب میں متشددانہ و متعصبانہ روش کو نہ بدلا تو دنیا صبر کی سل سینے پر رکھنے کے لئے مجبور ہوگی۔ اور حاجیوں کی تعداد یوماً فیوماً سرعت کے ساتھ کم ہوتی چلی جائے گی۔ اور حکومت باقی نہ رہ سکے گی۔ ان شاء اللہ۔''

(از مدیر) (السواد الاعظم مراد آباد، محرم الحرام، ۱۳۵۲ھ، ص ۱۰،۱۲)

مزید رقمطراز ہیں:

''نجدی حکومت کا عہد اہل حجاز کے لئے قیامت نما مصائب و آفات کا زمانہ ثابت ہوا پہلے تو بے گناہ حجازی نجدیوں کی ستم آفرینیوں کا شکار ہوئے ظلم و جفا کا تختۂ مشق بنے گولیوں کا نشانہ بنائے گئے بے رحمیوں کے ساتھ قتل کیے گئے ان کا خون وہابیوں کی نگاہ میں گھاس کوڑے کے برابر بھی قیمت نہ رکھتا تھا۔ ان کی مصیبتیں وہابیوں کی فرحت و سرور کا مشغلہ تھیں۔ ان کے مال لوٹے گئے۔ گھر ویران کیے گئے۔ بستیاں تباہ ہوئیں۔ ان کے جوار رحمت الٰہی میں آرام کرنے والے بزرگوں کے نشانہائے قبور مٹا کر ان کی توہین کر کے ان کی دل

آزاری کی گئی۔ غرض وہ ظلم ہوئے وہ ستم ہوئے جن کا تصور خون رلاتا ہے۔ اور جن کی یاد سے دل لرز جاتا ہے۔

اس زمانہ میں علمائے اسلام نے یہ تحریک کی تھی کہ حجاز و اہل حجاز کو اہل نجد کے مظالم سے بچانے کی صرف یہی صورت ہوسکتی ہے کہ مسلمانان عالم کچھ زمانہ کے لئے حج کو ملتوی کریں۔ تاکہ حکومت نجد کو قوت نہ پہنچے۔ اور وہ حجاز چھوڑنے پر مجبور ہوں۔ اور خطرہ کے وقت حج میں تاخیر کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمان اس تحریک پر کس حد تک عمل کرتے کیوں کہ تحریک پر زیادہ زور بھی نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن نجدیوں کی حرص و ہوس نے حجاج کو بہت زیر بار کیا۔ گراں ٹیکس لگائے۔ مصارف بڑھ گئے۔ اور متوسط الحال طبقہ کی برداشت سے زیادہ ہوگئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حجاج کی تعداد کم ہوتی چلی گئی۔ جہاں لاکھوں حاجی پہنچتے تھے وہاں بیس سے تیس ہزار تک کی تعداد رہ گئی۔ اور روز بروز یہ تعداد گھٹ رہی ہے۔

باوجودیکہ شرکت حج کی ہر سال بڑی کوشش سے ترغیب دی جاتی ہے اور زبردست پروپیگنڈا کئے جاتے ہیں۔ اور ہندوستان کی وہابی جماعت کے لئے اس سے بہتر کوئی وقت نہیں۔ ان کے ہم عقیدہ وہم خیال لوگوں کی سلطنت وحکومت ہے۔ جس پر وہ بہت ناز کرتے ہیں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے اور اس کی مداحیاں کیا کرتے ہیں۔ لیکن با ایں ہمہ وہ بھی اس زمانہ میں بہ کثرت حج کے لئے پہنچ کر اس کمی کو پورا نہیں کرتے۔

اور اپنی حکومت کی تائید وامداد کے شوق میں حج کے لئے اس کثرت کے ساتھ چل نہیں پڑتے کہ تعداد حجاج سابق سے کم نہ ہونے پائے اس کا باعث یہ تو ہے نہیں کہ انہیں نجدی قوم یا نجدیوں کی حکومت کے ساتھ محبت وہمدردی نہ ہو۔ محبت تو اس قدر ہے کہ رات دن اس کی تعریفوں کے گیت گایا کرتے ہیں اور امن و دینداری کے افسانے سنا سنا کر لوگوں کو اس کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پھر کیا چیز ہے جو انہیں ایسے وقت اور ایسے موافق زمانے میں بھی حج سے روکتی ہے۔ اگر بقول ان کے نجدی کا زمانہ امن و انصاف اور رواج دین وسنت کا زمانہ ہے تو پھر خود کیوں بہ کثرت تشریف نہیں لے جاتے۔

اور اس عہد کے کیوں لطف نہیں اٹھاتے جس کی تمنائیں کرتے کرتے ان کے اکابر مرگئے۔ اس کا سبب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ٹیکسوں کی کثرت اور مصارف کا بار اس قدر گراں اور زائد ہوگیا ہے۔ جو انہیں ہمت نہیں کرنے دیتا۔ اور خاص وہابی گروہ بھی باوجود نجدی محبت کے سفر کا خرچ برداشت کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ تو جتنے غیر وہابی ہیں ان کے لئے دوہری مشکلات ہیں۔ ایک تو یہی مالی نقصان جو وہابیوں تک کے لئے حوصلہ فرسا ہمت شکن ہے۔ دوسرے نجدیوں کے مذہبی تعصب کا جوش کہ اس نے تمام عالم اسلام کو اپنے خیالات کی پابندی پر مجبور کرنے کا عہد کرلیا ہے۔

کی تھوڑی اہل بفضلہ تعالیٰ سے زائد۔ مکہ مکرمہ کی

حاضری اور سفر حج کوئی مقصد دنیوی یا سیر وتفریح کے لئے تو کرتا نہیں۔ سفر کے مصارف راہ کی مشقتیں اعزہ کی جدائی وطن کی مفارقت کاروبار معطل کرنا یہ تمام چیزیں دین کی محبت اور فریضہ کی ادا کے لئے بہ تمنا گوارا کی جاتی ہیں۔ حجاج مکان سے نکلنے کے قبل یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے دنیا ترک کردی اور راہ خدا میں قدم رکھ دیا دوست دشمن سب سے ملتے ہیں۔ خطا قصور معاف کراتے ہیں۔ جو حقوق ان کے ذمہ ہوں وہ ادا کرتے ہیں۔

یا صاحب حق سے معافی کراتے ہیں۔ گناہوں سے توبہ کرتے اور استغفار پڑھتے ذکر الٰہی کرتے روانہ ہوتے ہیں۔ ان کی آرزو ہوتی ہے کہ اس سفر کا لمحہ لمحہ عبادت میں گزرے۔ اس زمانہ میں دنیا کی بات تک انہیں ناپسند و ناگوار ہوتی ہے۔ راہ میں تلاوت کرتے صدقہ خیرات دیتے نیکیاں کرتے چلے جاتے ہیں بات بات میں احتیاط کرتے جاتے ہیں کوئی غلط کلمہ زبان سے نہ نکلے کسی کو ہمارے لفظ سے ایذا نہ پہنچے۔ کسی کی غیبت نہ ہو جائے۔ مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرنے کی آرزو کیسی دل میں موج زن ہوتی ہے۔ اس کا لطف تو وہی جانیں جنہیں فضل الٰہی سے یہ دولت میسر آئی ہو۔ عمر بھر کعبہ مقدسہ کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھی ہیں۔ نماز کی نیت میں زبان سے کعبہ شریفہ کا نام لیا ہے۔ آج وہ دن نصیب ہوا کہ خاص حرم شریف میں نماز ادا کریں۔

کعبہ مقدسہ نظر کے سامنے ہو مگر اس کے درد کی کیا انتہا جو یہاں آکر دیکھتا ہے کہ امام نجدی مذہب ہے اس کی اقتداء جائز نہیں۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ وہ ایک آہ کھینچتا ہے اور دل پکڑ کر رہ جاتا ہے۔ کہاں آکر نماز گئی کس امید گاہ پر دل فگار مایوسی ہوئی۔ ہائے حرم شریف میں نماز بجماعت نصیب نہ ہوئی۔ اس صدمہ کو وہ ساتھ لاتا ہے زیارت گاہوں کی طرف جانے کا قصد کرتا ہے تو اس کی ویرانی وشکستہ حالی خون کے آنسو رلاتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد پاک جس کی زیارت مومن کے لئے راحت دل و سرور جان اور سبب تازگی ایمان تھی، اس کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔

اب بجائے سعادت زیارت کے اشک غم بہانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح تمام زیارت گاہوں کی ویرانی قلب وجگر کو زخمی کر ڈالتی ہے۔ پھر یہ منظر کس قدر جانگزا ہے کہ حرم شریف میں روشنی کا انتظام نہایت ناقص و خراب ہے۔ اور نجدی حکومت اور اس کے علاقہ داروں کی کوٹھیاں اور ایوان بجلی کی بہتر اور مصفا روشنیوں سے جگمگا رہی ہیں۔

اسی طرح مدینہ طیبہ کی حاضری جہاں کی خاک کو سرمہ بنانا دل کی آرزو تھی وہاں ہاتھ باندھ کر عرض سلام کی بھی اجازت نہیں۔ عقیدت مند آداب عقیدت ومحبت بجالانے سے روکے جاتے ہیں مسجد نبوی جس کی نسبت حدیث شریف مابین قبری ومنبری روضة من ریاض الجنة وارد ہے۔ اور جس کی نسبت جنتی چمنستان ہونے کا مژدہ دیا گیا ہے۔ اور جس کی یاد میں مسلمان عمر بھر حسرت کے آنسو بہاتا رہا ہے۔ آج جب وہاں پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس قطعہ جنت میں امام نجدی مذہب ہے وہاں بھی نماز با جماعت میسر نہیں آسکتی۔ کے دل کو کس قدر صدمہ ہوتا ہے کیسی ایذا پہنچتی ہے کتنا دلگیر ہوتا ہے سفر کی صعوبتیں جس

مراد کے لئے اٹھائی تھیں اس مراد کی جگہ پہنچ کر نامرادی اور مایوسی سے دوچار ہونا قلب و جگر کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ یہ بھی میسر نہیں کہ صحابہ و اہل بیت کے مزارات کی زیارت سے قلب کو کچھ تسکین دیں۔ کیوں کہ نجدی عہد میں سب سے پہلے انہیں کو نقصان پہنچایا گیا۔

اور عہد اول کے جاں نثاران اسلام کے گنبد گرا کر ان کی یاد دلوں سے محو کرنے کی کوشش کی گئی۔ اب وہ مقامات دیکھنے والے کو تڑپا دیتے ہیں اور زیارت اقدس کے لئے سفر کرنے والے سینے پکڑ پکڑ کر رہ جاتے ہیں۔ جوار رسول ﷺ میں رہنے والے اہل مدینہ جو فیض ربانی سے تمام عالم میں سب سے زیادہ اعلیٰ اخلاق رکھنے والے پاکیزہ سیرت وسیع الاخلاق رحیم مزاج ہیں ان کی زیارت ہی موجب سعادت ہے اور ان کی محبت نشان ایمان ان کی تکالیف ان کی عسرت دیکھنے والوں سے دیکھی نہیں جاتی وہ بھوکوں سے مرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی حالتیں دیکھ کر جراحات دل پر اور نمک پاشی ہوتی ہے۔

ان حالات میں زائرین کی تعداد کس طرح نہ گھٹے اور روز بروز حج کے جانے والوں کی کمی کس طرح ترقی نہ کرتی رہے۔ اہل حجاز کی مصیبتوں کا لحاظ کر کے اس وقت ہندوستان کے سنی بھی یہ تجویز کر رہے ہیں کہ حاجیوں کو کثرت سے بھیجنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ اہل حجاز کے فلاح کی کچھ سبیل ہو اور انہیں کچھ نہ کچھ مدد پہنچ جائے۔ یہ خیال تو نیک ہے اور اہل حجاز کی اعانت کی فکر مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے۔ مگر اس طریقہ سے ان اسیران مصیبت و بلا کی کیا امداد ہو سکتی ہے۔

حاجی سرزمین حجاز میں پہنچتے ہی نجدیوں کی حرص و آز کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے سرمایہ کی بڑی رقمیں ٹیکسوں کے ذریعہ حکومت کے ہاتھ میں پہنچتی ہیں۔ سفر موٹر کمپنیوں کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ باشندگان حجاز کو امداد پہنچانے کا کیا موقع مل سکتا ہے۔"

[السواد الاعظم مراد آباد، رجب المرجب ۱۳۵۳ھ ص ۷، ۸، ۹، ۱۰]

maablib.org

باب (۱۵)

حجاز جانے والے ہند و بیرون ہند وفود کی کارگزاریوں کا تفصیلی جائزہ

maablib.org

حجاز کو جانے والا پہلا ہندوستانی وفد

ابن سعود کے حجاز مقدس پر قابض ہونے کے بعد حجازیوں پر ظلم وستم اور مساجد و مآثر کے انہدام کی خبریں چاروں طرف گردش کرنے لگیں۔ ہندوستان میں بھی جب اس طرح کی خبریں عام ہوئیں تو مسلمانان ہند بے چین ہو گئے۔ ہندوستان کے نجدی ہواخواہوں نے ان خبروں کی تردید میں پورا زور صرف کردیا۔ مسلمانان ہند کے لئے یہ بڑی تشویش کی بات تھی ان خبروں پر یقین کریں یا نہ کریں؟ اس لئے ہندوستان سے پے در پے کئی وفود حجاز کو روانہ کئے گئے۔ تاکہ وہاں کے صحیح حالات سے مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ اور وہ وفود مسلمانان ہند کی نمائندگی کرتے ہوئے ابن سعود کو ان مظالم ومفاسد سے باز رہنے کو کہیں۔

سب سے پہلے جو وفد ہندوستان سے روانہ ہوا وہ خلافت کمیٹی کی طرف سے تھا۔

خلافت کمیٹی نے اپنی طرف سے چند اراکین پر مشتمل ایک وفد تیار کیا۔ جس میں

مولانا کفایت اللہ صاحب

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

مولوی عبدالقادر صاحب وکیل قصوری

تصدق احمد صاحب شروانی بیرسٹر

عزیز احمد صاحب انصاری کو شامل کیا گیا۔

بعد میں مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی کے نام کا بھی اضافہ کردیا گیا۔ لیکن اس وفد سے مسلمانان ہند کی اکثریت متفق نہیں تھی۔

اولاً اس لئے کہ خلافت کمیٹی اپنے سابقہ کردار کے سبب مسلمانان ہند کی نظر میں پایۂ اعتبار سے گر چکی تھی۔ اس لئے مسلمان اس پر کسی طرح کا اعتبار کرنے کو راضی نہیں تھے۔

دوسری وجہ اس وفد کے اراکین تھے، جو مذہب ومسلک کے اعتبار سے بھی اور دنیاوی تشخص کے اعتبار سے بھی ساقط الاعتبار تھے۔ اور ایسے لوگ مسلمانان ہند کے کسی طرح بھی نمائندہ نہیں ہو سکتے تھے۔ چنانچہ اخبار الفقیہ اخبار شوکت کے حوالے سے لکھتا ہے:

''جو وفد مرکزی خلافت کمیٹی نے حجاز کے لیے تیار کیا ہے، گورنمنٹ نے اس کے جانے کی اجازت دے دی۔ مگر اراکین وفد مسلمانوں کے صحیح قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ جمہور مسلمین ہند کو ان پر اعتبار نہیں۔ خلافت کمیٹی کو لازم تھا کہ وفد کے ایسے ارکان منتخب کرتے جو مسلمانانِ ہند کی عام رائے سے چنے جاتے۔ چنانچہ ہم عصر شوکت بمبئی ۱۶ر نومبر ۱۹۲۴ء رقم طراز ہے:

''مرکزی خلافت کمیٹی نے بقول مولانا شوکت علی صاحب جیسا کہ انہوں نے ہم کو زبانی کہا ہے۔

(۱) مولانا کفایت اللہ صاحب

(۲) مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

(۳) مولوی عبدالقادر صاحب وکیل قصوری

(۴) تصدق احمد صاحب شروانی بیرسٹر

(۵) عزیز احمد صاحب انصاری کو وفد حجاز و نجد میں جانے کے لیے تجویز کیا ہے۔

ہمارے دوست سید احمد صاحب عیدروس کے اعتراض اور نام بتانے پر بھائی شوکت علی صاحب نے

(۶) مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی کے نام کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نمبر ۳۔۴۔۵ کس مرض کی دوا ہیں؟

(۳) مولوی عبدالقادر صاحب قصوری کی خصوصیت کیا ہے۔ اور کس نظر سے ان کا انتخاب ہوا ہے؟ کیا محض اس لیے کہ وہ غیر مقلدوں کے سرگروہ ہیں۔ نجدیوں کے قصیدہ خواں ہیں۔ اور خلافت کمیٹی کے روپے سے وہ خوب اچھی طرح غیر مقلدی کی اشاعت کر چکے ہیں؟

ارباب حل و عقد جواب دیں اور امتیاز بیان کریں۔

(۴) تصدق احمد صاحب شروانی بڑے کامیاب بیرسٹر تھے۔ عبدالقادر صاحب قصوری کی وکالت سے یقیناً ان کی بیرسٹری ہزار گنا زیادہ تھی۔ یہی سبب ہے کہ انہوں نے پانچ سو علما کے فتویٰ پر لات مار کر جس کو کل تک بڑی شان سے پیش کیا جا رہا تھا گورنمنٹ سے معاہدہ کیا اور پھر بیرسٹروں میں نام لکھا لیا۔ پبلک دریافت کرنا چاہتی ہے کہ وہ سرزمین حجاز میں پہنچ کر بھی احکامِ اسلام کی اسی طرح عزت کریں گے؟

اس میں تو شک نہیں کہ باوجود ایک سال کی قید کاٹنے کے یہ فخر آپ ہی کو حاصل ہوگا کہ گورنمنٹ دوسرے سزا یافتوں کی طرح آپ کو روکے گی نہیں۔ کیوں کہ وفاداری کا معاہدہ ہو لیا ہے۔

(۵) عزیز احمد صاحب انصاری کی پوزیشن بھی کچھ زیادہ نمایاں نہیں۔ علی العموم تو یہی سوال ہوتا ہے کہ یہ ہیں کون صاحب؟

(۶) مولانا کفایت اللہ صاحب پر بھی یہ اعتماد نہیں کہ وہ بے تکلف اور برجستہ اہلِ زبان سے گفتگو کر سکیں گے۔ خطبہ دے سکیں گے۔

وفد کے لیے ضرورت تھی، کہ اگر ایک طرف ماہرین سیاست عالم عارفین مسائل حجاز ونجد، عراق وجزیرۃ العرب ہوں تو دوسری جانب کاملین زبان ادب وعلم ہوں۔ جو اُبلتے ہوئے چشموں، بہتے ہوئے دریاؤں کی طرح میدانِ کلام میں موجیں مارتے ہوئے چلے جائیں۔

کیوں نہیں مولانا کفایت اللہ صاحب کی جگہ مولانا انور شاہ صاحب، عزیز احمد صاحب انصاری کی جگہ ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری، تصدق احمد صاحب شروانی کی جگہ شعیب احمد صاحب قریشی اور عبدالقادر صاحب وکیل قصوری کی جگہ مولانا محمد سعید صاحب کیرانوی مہتمم مدرسہ صولتیہ مکرمہ کو منتخب کیا جاتا۔

یہ عجیب حیرت ہے کہ اس وفد میں حضرت قبلہ مولینا عبدالباری جیسے ادیب و ماہر زبان واقفِ سیاست عرب وہندوستان کو کہیں نہیں جگہ دی گئی۔

شوکت: ہماری رائے میں تو اس ڈیپوٹیشن میں صرف تین آدمیوں کا جانا بہت کافی ہوسکتا ہے، جو بحسن وجوہ اس خدمت کو انجام دے سکتے ہیں۔

(۱) مولینا عبدالباری صاحب

(۲) ڈاکٹر مختار احمد انصاری صاحب

(۳) سید سلیمان ندوی صاحب۔

ان تینوں پر ہندوستان کے سب مسلمان متفق اللسان رائے بھی دے سکتے ہیں۔ اور پھر خرچہ بھی بہت کم ہوگا جو آج کل خاص طور پر خلافت کمیٹی کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔"

[الفقیہ، ۷ر دسمبر ۱۹۲۴ء، ص ۹،۸]

مذکورہ وفد سے متعلق مفتی محمد عمر نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا اخبار الفقیہ، اور اخبار دبدبہ سکندری میں شائع شدہ درج ذیل مراسلہ بھی کافی دلچسپ ہے ملاحظہ فرمائیں، آپ لکھتے ہیں کہ:

"نجدیوں کے تسلط سے حرم پاک کی سرزمین میں حشر نما مصائب کے طوفان آرہے ہیں اور مقدس مقامات اور متبرک مشاہد کی بے حرمتی ہورہی ہے اور انسان کو شرما دینے والے مظالم کا سیلاب روز بروز مزید طغیانی پر ہے۔ جس نے تمام عالم اسلام کو مضطرب اور بے چین کردیا ہے۔ اس کے لئے ہندوستان سے ایک وفد جارہا ہے۔ مگر ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ اس وفد کا بھیجنے والا کون ہے؟ مسلمانان ہندوستان نے ابھی تک اپنی رائے سے نہ کوئی وفد تجویز کیا نہ کسی مرکزی مقام پر اس کے متعلق کوئی جلسہ یا مشورہ ہوا۔ اس لئے یہ وفد مسلمانان ہندوستان کا بھیجا ہوا اور ان کا نائب اور قائم مقام کہلانے کا کسی طرح مستحق نہیں۔ اور نہ مسلمانان ہندوستان نے اب تک اس پر اظہار رضامندی کیا ہے۔ نہ اس کو اپنی طرف سے کسی طرح کا کوئی اختیار دیا ہے۔ نہ اس خود ساختہ خودرو وفد نے اپنا عزم وارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہاں جاکر وہ کیا کرے گا۔ اور حجاز مقدس کے بے گناہ باشندوں کو نجدیوں کے پنجۂ ظلم سے چھڑانے کے لئے کیا تدابیر عمل میں لائے گا۔

ہندوستان میں وہابیوں کی ایک ہی جماعت ہے اور وہ نجدیوں کے تسلط کو اپنی کامیابی جانتی ہے۔ ان کی حیثیت وہی ہے جو نجدیوں کی۔ اور ان کا مقصد اور عقیدہ وہی ہے جو نجدیوں کا۔ اس لئے اس گروہ کا کوئی شخص نہ مسلمانوں کا نائب ہو سکتا ہے۔ نہ اس کا ساختہ پرداختہ مسلمانوں کا ساختہ پرداختہ سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ ضرور وہاں جا کر تہنیت ومبارکباد کے سوا اور کوئی کام نہ کرے گا۔ اور نجدیوں کے مظالم پر پردہ پوشی کرنے اور مسلمانوں کو غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اس وفد کے چمکتے ہوئے رکن مولوی کفایت اللہ صاحب ہیں۔ آپ شاہجہانپور کے باشندے ہیں دہلی میں مسجد فتحپوری میں مدرس تھے۔ اب جمعیۃ الوہابیہ کے صدر اور پکے وہابی نجدیوں کے ہم عقیدہ ہیں۔ اور آپ نے تعلیم اسلام کے سلسلے میں ہندوستان میں نجدیت پھیلانے کی بہت کچھ کوشش کی ہے۔ وفد کے ایسے اراکین سے یہ یقین کامل ہے کہ وہ مسلمانان ہندوستان کو غلطی میں ڈالنے اور نجدیوں کو مبارکباد دینے کے سوا اور کچھ نہیں کریں گے۔

یہ ناممکن ہے کہ یہ نجدیوں کے تسلط کو ناجائز بتائیں انہیں اس سرزمین پاک سے نکل جانے کا حکم کریں بلکہ وہاں اس کے موافق راؤں کی تائید اور اس کے موافقین کا لشکر بڑھانا اور اس کے پروپیگنڈا کو زبردست کرنا یہ اس وفد کا مقصد ہے۔ اس لئے مسلمانان ہندوستان کو جلد تر پیہم اعلانات سے اہل عرب پر واضح کر دینا چاہئے کہ یہ وہابیوں کا وفد ہے۔

نہ مسلمانان ہند نے اسے بھیجا، نہ کوئی خدمت تفویض کی، نہ کوئی مقصد بتایا، نہ کچھ اختیار دیا، نہ اس نے عام مسلمانوں کی رائے یا اجازت حاصل کی۔ اس لئے اس وفد کی آواز محض بے اثر اور نجدیوں کی آواز ہے۔ نجدیوں کا ایک گروہ وہاں مظالم برپا کر رہا ہے اور ایک گروہ ہندوستان سے ان کی تائید کے لئے جا رہا ہے اور وہابی مسلمانان ہند کو مغالطہ دینے کی فکر کر رہے ہیں۔ کہ یہ وفد سرزمین حجاز میں کچھ مسلمانوں کے کام آئے گا یہ محض دھوکہ اور باطل ہے۔ مسلمانوں کو مشہور ناموں سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔ اور نظر عمیق اور غور کامل سے کام لینا چاہئے۔"

عمر نعیمی نائب ناظم انجمن اہل سنت مرادآباد۔"

[الفقیہ، ۲۸/دسمبر ۱۹۲۳ء، ص۱۰، اخبار دبدبہ سکندری رام پور، ۲۹/دسمبر ۱۹۲۳ء، ص ۱۰،۱۱]

فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید نعیمی فتح پوری اخبار الفقیہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں وفد حجاز پر بے اعتمادی کے سلسلے میں اہل سنت وجماعت کی طرف سے جلسوں کے انعقاد کا مشورہ دیتے ہوئے نیز اسی ضمن میں نجدی طرز عمل سے متعلق چند اور باتیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

نامۂ رشید:

میں ایک خادم اہل سنت وجماعت میری نظر میں یہ اہم ... اس

وقت ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں منجانب اہل السنۃ والجماعۃ زبردست جلسے قائم کئے جائیں۔ اور وفد حجاز پر بے اعتمادی کا اظہار اور نجدیوں کی حکومت حجاز پر اظہار ناراضگی کیا جائے۔ اور ایسی تجاویز سے بذریعہ تار باشندگان حجاز وجدہ کو مطلع کیا جائے۔ سنا گیا ہے کہ مولوی شیخ عبید اللہ لاہوری جو عرصہ سے کابل میں مقیم تھا اور بوجہ ظہور عقائد خبیثہ کے اس کو بجائے اس امر کے کہ وہ دوسرے حنفی مسلمانوں کو وہابی کرے اس کو خود اپنی زندگی بسر کرنی مشکل ہوئی۔ اور وقت آرہا تھا کہ اس کے ساتھ نعمت اللہ مرزائی کا سا معاملہ کیا جائے۔ مگر خوش قسمتی سے وہ بھاگ کر وہاں سے نکلا اور نجد میں آکر اپنے امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کے گدی نشین ابن سعود کے ہاں پناہ گزیں ہوا۔

اور نجدیوں کی سیاسی ترقی کے لئے دوسرے ہندی وہابیوں کے مشورہ کے ساتھ حجاز پر فوج کشی کا مشورہ دینے لگا۔ جیسا کہ خود نجدی اقراری ہیں کہ ہمیں حجاز پر فوج کشی کا مشورہ بعض ہندی مسلمانوں نے دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندی وہابی نجدی پروپیگنڈا کو زور وشور کے ساتھ شروع کر رہے ہیں۔ خود بانی مذہب وہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کی مدح میں امام مصلح مجدد وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مگر ؎

عیسے نتواں گشت بتصدیق خرے چند

نجدیوں کے حقیقت حال پر روشنی ڈالنے والے کو تفرقہ پرواز اور شریفی پروپیگنڈا کرنے والا کہا جاتا ہے۔ حالانکہ تمامی اہل سنت شریف حسین سے عملی خرابیوں کے باعث ایسے بری اور بیزار ہیں جیسا کہ اعتقادی خرابیوں اور مظالم کی وجہ سے نجدیوں سے بری اور بیزار ہیں۔ الخ"

الراقم عبدالرشید ریاست جودھپور۔

[۲۷ر فروری ۱۹۲۵ء: ص ۱۰،۹]

وفد خلافت کمیٹی کی روانگی حجاز سے قبل تعجب خیز بیان بازی:

وفد حجاز کو چاہئے تو یہ تھا کہ جانے سے قبل جابجا اجلاس میں اپنے حجاز جانے کے مقصد کو بیان کرتا۔ اور انہیں حجازی حالات سے آگاہ کر کے انہیں بیدار کرتا۔ مگر اخبارات کی چند خبریں پڑھ کر وفد حجاز کی پالیسی کو سمجھ پانا کافی حد تک مشکل نظر آتا ہے۔

کیوں کہ وفد حجاز حجاز روانہ ہوتے وقت مقصد حجاز کو بیان کرنے کے بجائے اپنا الگ ہی راگ الاپ رہا تھا۔ مسٹر محمد علی صاحب نے حجاز کو جاتے ہوئے بمبئی میں حالات حجاز پر تبصرہ کرنے کے بجائے کچھ اس طرح بیان بازی کی ملاحظہ کریں:

"بمبئی میں ۱۲ر مئی کو اراکین وفد حجاز نے ایک مسلم جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ اسلام خطرہ میں ہے اور ان کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کے خلاف جو اسے مٹانا چاہتے ہیں اسلام کی حفاظت کریں

مسٹر محمد علی صاحب نے قرآن شریف کی آیتوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا: کہ انہوں نے ہندوؤں کے سامنے دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن اگر ہندو ان سے لڑنا ہی چاہتے ہیں تو ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان تیئس کروڑ ہندوؤں کو مطیع کرلیں گے۔

پیغمبر اسلام کے زمانہ میں ۱۵۳ مسلمانوں نے ایک پوری فوج پر فتح حاصل کی تھی۔ اور مسلمانان ہند کے لئے ہندوؤں کو مطیع کرنا نہایت آسان ہوگا۔ شوکت علی صاحب نے مسلمانوں کا ان کے امداد کے لئے شکریہ ادا کیا۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷،۲۴رمئی ۱۹۲۶ءص ۲۴]

مسٹر شوکت علی صاحب کا پیام:

مسٹر شوکت علی صاحب نے حج کو روانہ ہوتے وقت مندرجہ ذیل بیان دیا۔ کہتے ہیں:

"میری حیثیت ارجن کی سی ہے۔ میں ہندوؤں کو متنبہ کرتا ہوں اور امید بھی ہے کہ وہ تنبیہ حاصل کریں گے اور از سر نو اتحاد قائم کریں گے کعبہ میں مقدس سیاہ غلاف کو بوسہ دیتے وقت میں ہندو مسلم اتحاد کے لئے خدا سے دعا کروں گا۔ خدا کے گھر جاتے وقت میں اپنے دل میں کسی قسم کا کینہ یا غصہ نہیں رکھوں گا۔ میں اپنے لبوں پر کلمات صدقات لے کر جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں ہندو دوستوں سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کا دوستی کا ہاتھ پھیلا ہوا ہے ان کی خوشی ہے کہ اسے قبول کریں یا رد کریں۔ میں کانگریس سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔ اور حصول سوراج کے لئے کام کرتا رہوں گا۔ خواہ ہندو مسلمانوں سے اتحاد کریں یا نہ کریں۔

مسٹر گاندھی کے لئے میرے دل میں وہی عزت واحترام موجود ہے۔ لیکن ایسے نازک وقت میں متمنی ہوں کہ وہ دلیرانہ اظہار خیالات فرمائیں گے۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷،۲۴رمئی ۱۹۲۶ءص ۲۴]

خلافت کے وفود کی بیان بازی میں تضاد:

خلافت کمیٹی کی طرف سے وقفہ وقفہ سے متعدد وفد حجاز مقدس روانہ کئے گئے۔ جن کی تفصیلی روداد "مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ہم یہاں بس اتنا عرض کر دیں کہ مجلس خلافت کے وفود نے حالات حجاز پر مشتمل جو رپورٹ پیش کیں ان میں تضاد تھا۔ ظفر علی کی رپورٹ میں ابن سعود کی حمایت اور اس کی طرفداری کا عنصر پایا جا رہا تھا۔ اس رپورٹ میں کتمان حق کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔ ابن سعود کے عیوں پر پردہ ڈالا گیا تھا۔ حالات حجاز سے متعلق حتی المقدور کذب بیانی سے کام لیا گیا تھا۔

اور مولوی محمد عرفان اور شعیب قریشی کی رپورٹ کچھ اور ہی کہانی سنا رہی تھی۔

ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ، اخبار لکھتا ہے:

”دہلی ۱۱ر مارچ، ورکنگ کمیٹی کا اجلاس گزشتہ دوروز تک ہوتا رہا جن میں دو رائے پیش تھیں ایک مولوی محمد عرفان اور شعیب قریشی کی اور دوسری ظفر علی خان کی دونوں رپورٹیں متضاد تھیں۔ ظفر علی خان کی رپورٹ جو دہلی ہی میں لکھی گئی تھی، بتارہی تھی کہ حجاز میں جمہوری حکومت ناممکن ہے۔ ابن سعود کو اہل حجاز نے اپنی خوشی سے اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا ہے اس لئے موتمر اسلامی کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز ابن سعود کے مظالم اور اس کی غداریوں پر اچھی طرح پردہ ڈالا گیا تھا۔ مولوی عرفان اور شعیب قریشی صاحب کی رپورٹ کا ملخص یہ تھا کہ عرب میں جمہوری حکومت کی اہلیت ہے اور اہل حجاز حکومت خود اختیاری کے لئے بے چین ہیں ان کو مجبور کر کے بیعت لی گئی ہے۔

جس وقت ملوکیت کا اعلان کیا جانے والا تھا وفد جدہ میں تھا ظفر علی خاں تنہا ابن سعود سے ملنے کے لئے مکہ گیا اور ملوکیت کی تائید کی۔ علاوہ ازیں تمام مقابر اور مساجد کے انہدام اور تخریب کی بھی تصدیق کی گئی تھی۔ اس رپورٹ میں ایک مزید اطلاع یہ ہے کہ اب تک تو انہدام قبہ جات کا سوال تھا مگر ہم نے خود جا کر دیکھا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار شریف اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہے۔ حالانکہ قبہ صحیح و سالم ہے۔ قبر پر ملبہ اور کوڑا جس میں ردی اور میلے کاغذ بھی ہیں پڑا ہوا تھا۔“

[الفقیہ: ۲۱ر مارچ ۱۹۲۶ء ص۳]

اخبار مزید لکھتا ہے:

”مجلس عاملہ وفد خلافت نے جو رپورٹ پیش کی ہے وہ متفقہ نہیں ہے مولانا ظفر علی اور مولانا مہر علی ان تمام برائیوں کو جو ابن سعود میں ہیں ہنر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے اعلان ملوکیت کو حق بجانب قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے حجاز کی رائے عامہ کو بہتر بتاتے ہیں۔

مولانا عرفان علی اور مولانا حشمت قریشی ابن سعود کے اعلان ملوکیت پر حجاز میں خاموشی پر فریب اور تشدد کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ اور حجاز کی رائے عامہ کو اس کے خلاف بتاتے ہیں اور موتمر کے انعقاد کو ابن سعود کی کامیابی بتاتے ہیں۔ اور باشندگان حجاز کو جمہوریت کا دلدادہ بتاتے ہیں۔“

[مرجع سابق، ص۴]

اراکین وفد خلافت میں آپسی ٹکراؤ:

ان متضاد رپورٹس کے سلسلے میں اراکین خلافت کے مابین جنگی ماحول پیدا ہو گیا۔ اور اس سلسلہ میں کئی اہم مجلسیں منعقد ہوئیں۔ لیکن ان سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اخبار لکھتا ہے:

”ان دونوں رپورٹوں پر کل شام تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا ممبران مرکزیہ نیچے بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ

کب ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ختم ہو اور مرکزی کا جلسہ شروع ہو۔

آخر ۹ بجے ممبران مرکزیہ نے نوٹس دیا کہ اگر دومنٹ میں تمام ممبران نیچے نہ آئے اور ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ختم نہ ہوا تو ہم اپنا جلسہ کرلیں گے۔ اس پر حکیم اجمل خان صاحب معہ جملہ ممبران کے نیچے اتر آئے۔ اور ایک مختصر تقریر میں ممبران سے درخواست کی کہ وہ ایک گھنٹہ کی مہلت اور دیں۔ چنانچہ یہ مہلت دی گئی۔ اور ممبران ورکنگ کمیٹی پھر بالاخانے پر چلے گئے۔ اور ۷ بجے شام تک ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوتا رہا۔ مولانا محمد علی صاحب اور ظفر علی خاں میں نہایت تند و ترش گفتگو ہوتی رہی۔ آخر حکیم صاحب نے دونوں کو اپنی تقریر سے ٹھنڈا کیا۔ اور ریزولیوشن گڑھے گئے۔

ٹھیک ۷ بجے شام مجلس مرکزیہ کا جلسہ شروع ہوا۔ جس میں یہ رزولیوشن پیش کیا گیا کہ جمعیت مرکزیہ خلافت کمیٹی اپنی ماتحت کمیٹیوں کو اجازت دے کہ وہ کونسل کے انتخابات میں حصہ لے۔ اس پر ایک یوپی کے ممبر نے تجویز پیش کی۔ کہ چونکہ اس جلسہ میں مولانا شوکت علی موجود نہیں ہیں اس لئے اس رزولیوشن کو ایک ماہ کے لیے ملتوی رکھا جائے۔ ظفر علی خان اور غازی عبد الرحمن اس کے خلاف تھے۔ آخر اس پر ووٹ لئے گئے کہ یہ ریزولیشن ایک ماہ تک ملتوی کیا جائے یا نہیں؟

آخر مولانا ابوالکلام صاحب نے بحیثیت صدر اپنی رائے التوا کے حق میں دی۔ اس پر ظفر علی خان کی پارٹی بطور احتجاج جلسہ سے اٹھ کر چلی گئی۔ اور گیارہ بجے شب کو جلسہ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچنے کے آج ملتوی ہو گیا۔ اس کے بعد مولوی صاحبان کلکتہ میل سے جمعیۃ العلماء کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے روانہ ہو گئے۔ دہلی ۱۱رمارچ آج صبح ۷ بجے سے مجلس مرکزیہ کا جلسہ ہو رہا ہے اکثریت اہل پنجاب کی ہے۔ چونکہ جلسہ حکیم صاحب کے مکان میں ہو رہا ہے۔ اور انتظامات سخت ہیں تاکہ کوئی واقعات سے باخبر نہ ہو جائے۔ اس سے ابھی اندورن حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے۔

مگر اتنا ضرور معلوم ہوا کہ ظفر علی اور مولانا محمد علی میں نہایت کوفت گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے تمام ہال میں ہلچل مچ گئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ممبران آپس میں دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ حکیم صاحب نے ہر چند کوشش کی کہ یہ ناخوشگوار گفتگو کا خاتمہ ہو جائے مگر حکیم صاحب کامیاب نہ ہو سکے۔"

[مرجع سابق، ص ۳]

اخبار مزید لکھتا ہے:

"مجلس عاملہ کا اجلاس جب ۳ بجے تک ختم نہ ہوا تو سنٹرل خلافت کمیٹی کے ممبران نے چیلنج کیا کہ یا تو اپنا جلسہ ختم کرو ورنہ ہم اپنا جلسہ شروع کئے دیتے ہیں یا آپ کے جلسہ میں ہم کو مجبوراً مداخلت کرنی پڑے گی۔ اس بالشوزم سے ممبران مجلس عاملہ سخت پریشان ہوئے۔ مسیح الملک نے وہ نسخہ تجویز کیا جو اس سے پہلے لکھ چکا ہوں۔ غالباً سنٹرل خلا کمیٹی میں جائے گا واقعہ کہ اگر مسیح الملک ذرا جرات اور

ایمانداری سے کام لیں تو آج ظفر علی اینڈ کا دماغ درست ہو جائے۔ مگر پارٹی پالیٹکس کو سمجھنے والے بیان کرتے ہیں کہ حکیم صاحب اور مولانا آزاد نہیں چاہتے کہ مولانا محمد علی کے ہاتھوں مولانا ظفر علی کو شکست دلوا کر مولانا محمد علی کو خلافت کمیٹی پر قابض کریں۔"

[مرجع سابق، ص۴]

یہ جنگ یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ دہلی میں مسٹر محمد علی اور ظفر علی کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ اخبار الفقیہ، اخبار سیاست کے حوالے سے لکھتا ہے:

"دہلی میں مسٹر ظفر علی اور مسٹر محمد علی لڑ پڑے۔ صرف جوتا اٹھا کر مارنے کی کسر رہ گئی۔ ظفر علی کو جلسہ سے بھاگ کر اپنی جان بچانی پڑی۔ دیگر ارکان وفد خلافت کی اطلاع کے بغیر ظفر علی خان نے ابن سعود سے روپیہ لے لیا۔ جامع مسجد میں مسٹر محمد علی کی معرکۃ الآراء تقریر نے ظفر علی خاں کی غداری اور ابن سعود کی بے ایمانی کی پول کھول کر رکھ دیا۔"

(سیاست) [الفقیہ: ۷ر مارچ، ۲۶ء، ص۱۱]

یہاں یہ بھی بتا دیں کہ اراکین حجاز نے جو رپورٹ پیش کی تھی اس کے علاوہ ان سے اخبارات کے نامہ نگار حضرات نے ملاقات کر حالات حجاز جاننے کی کوشش کی تو حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے۔ ملاحظہ کریں:

(۱) ابن سعود اول درجہ کا عیاش ہو گیا ہے

(۲) جس طرح یوپی اور پنجاب کی بعض دیسی ریاستوں میں شرفا کی عزت اور ناموس محفوظ نہیں ہے۔ اس طرح حجاز میں نجدی شیطانوں کے ہاتھوں عفت مآب عربی خواتین کی عصمت محفوظ نہیں ہے۔ اور شرع کی آڑ میں عیاشی کے اڈے قائم ہیں جن کا نجدی شیطان کو علم ہے۔

(۳) اعلان ملوکیت کے وقت توپخانہ لگا ہوا تھا اور جن سے مخالفت کا اندیشہ تھا ان پر نجدی سپاہی ریوالور تانے کھڑے تھے۔

(۴) حجاز کا کوئی قبیلہ نجدی سلطان کی سیادت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور ہر قبیلہ کا شیخ آزادی کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے تیار ہے اگر اس کو کسی طاقتور مسلمان رئیس کی امداد کا یقین ہو جائے۔

(۵) حجاز کی حالت آج کل ایسی ہے جیسی پنجاب کی مارشل لاء کے زمانہ میں تھی۔ باشندگان حجاز نجدی مظالم سے اس قدر تنگ آگئے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ان کی تباہی کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

(۶) اگر آزادی رائے کا موقع دیا جائے تو ابن سعود کو پانچ فیصدی سے زیادہ ووٹ حجازی شرفا کے نہیں مل سکتے۔

(۷) عبداللہ زینل اور اس کے چند پٹھوؤں نے اعلان ملوکیت پر مسرت کا اعلان کیا ورنہ تمام حجاز خلافت کمیٹی کی رائے کا موید ہے۔

(۸) تمام عہدوں پر نجدیوں کا قبضہ ہے۔ حالانکہ وعدہ یہ تھا کہ حجازیوں کی ملازمتوں پر نجدیوں کا تقرر نہ ہوگا۔

(۹) اس سے وہ تمام حالات ابن سعود کے خلاف پیدا ہو گئے ہیں جو شریف حسین کے خلاف پیدا ہوئے تھے۔ اور جن کی وجہ سے ابن سعود کامیاب ہوا تھا۔ اگر اس وقت کوئی طاقتور سلطنت مقابلہ کرے تو ابن سعود کا قلع قمع ایک ہفتہ میں تمام حجاز سے ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ تمام حجازی نجدی مظالم سے تنگ آ گئے ہیں اور موقع کے منتظر ہیں۔

(۱۰) خاص مکہ کے دو شریف خاندان کی لڑکیاں ابن سعود نے اپنے لیے منتخب کی ہیں۔ جن کے والدین اگر راضی نہ ہوں تو جبراً نجدی شیطان اٹھالائیں گے۔

(۱۱) کوئی منہدم شدہ قبہ اور مسجد دوبارہ نہیں بنائی جائے گی۔

(۱۲) کسی منہدم شدہ قبہ پر فاتحہ کی اجازت نہیں ہے۔

(۱۳) وہابی عقائد جبراً تسلیم کرائے جاتے ہیں۔

(۱۴) اس وقت ۵۰ کے قریب ارا کین سنٹرل خلافت کمیٹی آئے ہیں جن میں ۲۵ کے قریب پنجاب کے ڈیلی گیٹ ہیں۔''

[الفقیہ: ۲۱ مارچ ۱۹۲۶ء ص ۴]

مولوی محمد علی، ابن سعود کی مخالفت میں:

ہندوستان میں دانشوران قوم کی اکثریت ابن سعود کے ناپاک ارادوں سے اول دن سے ہی آگاہ تھی۔ اور حجاز پر ہونے والے اس کے مظالم سے بھی آگاہ تھی۔ لیکن خلافت کمیٹی خاص کر مولانا محمد علی ابن سعود کی حمایت میں تھے۔ اور اس کے جرموں پر پردہ ڈالنے کے جرم کے مرتکب ہو رہے تھے۔ مگر بعد میں وہ بھی ابن سعود کے خلاف ہو گئے۔ اور حجاز مقدس پر ابن سعود کی بادشاہت وحکومت کے خلاف آواز بلند کرنے لگے۔

علاوہ ازیں انہوں نے حجاز سے موصول ہونے والی خفیہ اطلاعات کو عام کرنے کا اعلان بھی کیا۔ تاکہ لوگ ابن سعود کی حرکتوں سے صحیح طور پر واقف ہو جائیں۔

ناظم جمعیۃ خدام الحرمین دہلی کے ناظم ومبلغ محمد اسحٰق صاحب، خلافت کمیٹی کے ارکان کی ان غیر ذمہ دارانہ حرکتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے نیز ابن سعود کی حمایت سے منہ موڑنے والے مسٹر محمد علی صاحب سے حالات حجاز کے بارے میں موصول شدہ خفیہ اطلاعات کا مطالبہ کرتے ہوئے نیز ابن سعود کی حمایت میں جمعیۃ علمائے ہند اور علمائے دیوبند کی ناپاک روش پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خلافت کمیٹی خفیہ اطلاعات کو جلد سے جلد شائع کرے۔ ناظم وصدر جمعیۃ علماء ہند کی خودسری کا نتیجہ ان

سعود نے حجاز کی بادشاہی کا اعلان کر کے صرف ہم ارا کین خدام الحرمین کے قلوب کو ہی زخمی نہیں کیا بلکہ ارکان خلافت کے جگر کو بھی پارہ پارہ کر دیا ہے۔ چنانچہ مسٹر محمد علی جیسے حامیان ابن سعود اس خبر سے سخت پریشان ہیں۔

اور انہوں نے ۱۵ر جنوری ۲۶ء کو جامع مسجد میں اس کا صاف اعلان کر دیا۔ کہ ہم شاہی اور شہنشاہی کے ہرگز موئید نہیں ہو سکتے۔ ابن سعود نے ہم کو دھوکہ دیا کہ حجاز میں موتمر اسلامی کے ذریعہ جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مگر افسوس کہ ابن سعود نے خلافت کمیٹی کے ساتھ نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ غداری کی ہے۔ اس سلسلہ میں جو اطلاعات خلافت کمیٹی کو پہنچی ہیں وہ ہم شائع کر دیں گے۔

ارا کین خدام الحرمین چونکہ ابن سعود کو پہلے ہی سمجھ گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ابن سعود کی غداریوں کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ جس کو مسٹر موصوف جھٹلاتے رہے۔ مگر اب جب کہ ابن سعود کی غداری ظاہر ہو گئی ہے تو اس سے جمعیت خلافت کا رہا سہا وقار بھی برباد ہو گیا۔

جس طرح سے خلافت کمیٹی نے غلطی کا ارتکاب کر کے اپنے اقتدار اور مسلمانان عالم کے مذہبی مفاد کو خاک میں ملایا ہے اسی طرح جمعیۃ علماء ہند نے بھی ابن سعود کی حمایت کر کے اپنے اقتدار اور مسلمانوں کے مفاد کو برباد کر دیا۔ ہمارے پاس کافی ثبوت ہیں کہ جمعیت علماء کے صدر اور ناظم نے ارکان جمعیت کے خلاف جن میں علماء دیوبند بھی شریک ہیں تبلیغ و تنظیم کے مقابلہ میں علی برادران کو خوش کرنے کے لئے خوسرانہ کارروائیاں کی ہیں۔ ورنہ جمعیت علماء کا فرض تھا کہ جب حجاز سے اس کا نمائندہ واپس آیا تھا جمعیت عاملہ کو طلب کر کے فیصلہ کرتی۔ مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا بلکہ ناظم اور صدر جو چاہتے کرتے رہے۔ اب جمعیت علماء کو بھی ہم توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض کا احساس کرے۔ ابن سعود کی غداریوں کے راز فاش کر کے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اس وقت جبکہ خلافت کمیٹی کا نام نہاد وفد جس میں ظفر علی خاں اور مولوی محمد عرفان شریک ہیں حجاز میں موجود ہے۔ اور اس کی موجودگی میں ابن سعود نے یہ غداری کی ہے اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس نے خلافت کمیٹی کے مسلک کے خلاف ابن سعود کی غداری میں امداد کی ہے۔ نیز اس اعلان سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ابن سعود برطانوی نمائندہ سر گلبرٹ کا پکا مرید ہو چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خلافت کمیٹی برطانیہ کے اس پٹھو کی کہاں تک مخالفت کرتی ہے۔ آخر میں ہم مرکزی خلافت کمیٹی سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ خفیہ تحریرات اور اطلاعات جلد از جلد شائع کر کے اپنی حق پسندی اور نیک نیتی کا ثبوت دے۔ کیوں کہ وہ خفیہ اطلاعات مسلمانوں کی ملک ہیں۔ اور کسی مخصوص جماعت کو چھپانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ورنہ پھر حکومت برطانیہ اور خلافت کمیٹی کی حکومت میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر ان خفیہ اطلاعات کے خفیہ رکھنے کی وجہ سے مسلمان بھٹک گئے تو اس کی ذمہ داری بھی خلافت کمیٹی پر عائد ہوگی۔"

المشتہر محمد اسحٰق مدیر مبلغ و ناظم جمعیۃ خدام الحرمین دہلی۔

[الفقیہ: ۲۱ر جنوری ۲۶ء ص ۱۰،۱۱]

مزید اخبار لکھتا ہے:

''مولانا محمد علی نے کہا بھائیو! میں تو تمام حالات کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر حجاز میں ہم کسی ملکیت کو بطور استثناء کے جائز بھی رکھتے ہیں تب بھی سلطان ابن سعود ان کی قوم اور ان کے موجودہ مشیروں اور عمال سلطنت کو تو ہم ہرگز حکومت حجاز سپرد نہیں کر سکتے۔''

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۲۶ ء ص ۱۰]

اخبار میں درج، حسب ذیل تبصرہ بھی کافی دلچسپ ہے۔ جس میں خلافت کمیٹی کے کالے کارناموں پر تنقید کی گئی ہے۔ نیز ابن سعود کی حمایت سے مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کے بعد مولانا محمد علی کے پچھتاوے پر تیکھا وار کرتے ہوئے لکھا گیا ہے، کہ اب پچھتاوے سے کیا فائدہ؟ علاوہ ازیں وہابی جماعت کی طرف سے ابن سعود کے ہز مجسٹی کہے جانے پر تنقید کی گئی ہے۔ ملاحظہ کریں۔ اخبار لکھتا ہے:

''خلافت کمیٹی اگرچہ اپنے قیام کے وقت سے اب تک مسلمانوں کو بے حد نقصان پہنچا چکی ہے مسلمانوں کا بیشار روپیہ خلافت کمیٹی کے سربرآوردہ اشخاص کے تنور شکم کا ایندھن بنا۔ مسلمان ذلیل ہوئے خوار ہوئے مگر اب اس کا افسوس فضول ہے۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ مگر ابن سعود کی حمایت کر کے خلافت کمیٹی نے مسلمانوں کو جس قدر دھوکا دیا ہے اور جس بڑے جرم کا ارتکاب کیا وہ صرف ناقابل تلافی ہی نہیں بلکہ ناقابل عفو ہے۔

خلافت کمیٹی نے ابن سعود کے قبضہ کو آزادی قرار دینے اور اس کے تمام غلط اور جھوٹے وعدوں پر اعتبار کرنے میں ایک شرمناک غلطی کی ہے۔ اور یہ بدنما دھبہ خلافت کمیٹی کی پیشانی سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ خلافت کے ارباب حل وعقد بتائیں کہ ان کے پاس کون سا ذریعہ ایسا تھا جس نے ان کو یقین دلایا کہ گورنمنٹ برطانیہ کی حکم برداری کے قائم رہنے میں بھی ابن سعود خود مختار ہے۔ اور وہ مسلمانوں کی متفقہ رائے پر عرب کی حکومت کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

ترک جس طرح موصل کے معاملہ میں معترض ہیں اور اب تک اڑے ہوئے ہیں اگر اسی طرح وہ جزیرۃ العرب کی حکم برداری کے متعلق بھی معترض ہوتے اور اب تک اڑے رہتے تو البتہ خلافت کمیٹی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ ہوتی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آخری فیصلہ ان کے حق میں ہوگا۔ اسی امید پر ایسا کیا گیا۔ مگر واقعہ یہ بھی تو نہ تھا بلکہ انگریزوں کی حکمرداری مسلمہ اور مصدقہ تھی۔ خلافت کمیٹی خود ہی بتائے کہ ایسی حالت میں خلافت کمیٹی کا یہ فیصلہ کہ ابن سعود نے عرب کو آزاد کرایا اور موتمر اسلامی اس کی حکومت کا فیصلہ کرے گی، ایک ناقابل عفو جرم ہے یا نہیں؟

گو اب مسٹر محمد علی صاحب ابن سعود کی غداری دیکھتے اور پچھتاتے ہیں۔ تو ان کا پچھتانا فضول ہے۔

خلافت کمیٹی کے ارباب حل وعقد اگراتنی ہی سمجھ کے مالک ہیں، وہ یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ برطانیہ کی حکم برداری کے ہوتے ہوئے آزادی اور موتمر اسلامی کا خواب دیکھا تو یقیناً ایسی کمیٹی کی مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں۔ اس کو چاہئے کہ دنیا سے رخصت ہو جائے اور اپنا دفتر بند کر کے خدام الحرمین میں جذب ہو جائے۔ کیوں کہ ایسے لوگوں سے مسلمان ہمیشہ تباہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔

الحمدللہ کہ جو مسلمان ابن سعود کے مخالف تھے اور جنہوں نے ہندوستان میں انجمن خدام الحرمین کی بنیاد رکھی انہوں نے جو کچھ سمجھا وہ بالکل صحیح سمجھا اور آج خلافت کمیٹی کی طرح ان پر بھی صادق نہیں آسکتا کہ ۔

آنچہ دانا کند کند ناداں

لیک بعد از ہزار رسوائی

دہلی کے ایک وہابی اخبار نے ابن سعود کو ہز میجسٹی لکھا ہے ان لوگوں کی سمجھ پر ہنسی آتی ہے کہ انہوں نے شاید کسی کو ہز میجسٹی قرار دینا اپنی رائے پر منحصر رکھ لیا ہے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ جو ملک کسی دوسری طاقت کی حکم برداری میں ہو وہاں کا فرمانروا ہز میجسٹی کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔

دیکھو سلطنت افغانستان کا جب تک انگریزوں سے معاہدہ تھا کہ اس کا تعلق خارجی دنیا کی کسی دوسری طاقت سے نہیں ہوگا۔ اس وقت تک امیر افغانستان ہز ہائینس ہی تھا۔ حالانکہ انگریزی سلطنت کو اس کے اطراف وجوانب پر اقتدار حاصل نہ تھا۔ اور عرب تو علاوہ حکمرداری کے چاروں طرف سے انگریزی اقتدار میں گھرا ہوا ہے۔ تو ابن سعود کس طرح ہز میجسٹی کہلا سکتا ہے۔ جو فرماں روا کسی طاقت کی حکمرداری میں ہو اسے دنیا کے سارے بادشاہ مل کر بھی قانوناً ہز میجسٹی کا خطاب نہیں دے سکتے۔ تاوقتیکہ خود وہ سلطنت اسے ہز میجسٹی نہ بنائے، جس کے ماتحت ہے۔ دہلی کے وہابی اخبار کے بنانے تو ابن سعود ہز میجسٹی نہیں بن سکتا۔ البتہ وہ اپنے آپ میں خوش ہو جائے کہ اس نے اپنے روحانی مقتدا کو ہز میجسٹی تو بنا ڈالا۔"

[الفقیہ: ۲۸ر جنوری ۱۹۲۶ء ص ۳،۲]

مولانا شوکت علی کا اظہار افسوس:

مولانا شوکت علی نے ابن سعود کی فریب دہی پر اظہار افسوس کچھ اس طرح جتایا۔ کہ اپنے مرشد مولانا عبدالباری صاحب مرحوم کی روح سے معافی مانگتے ہوئے اپنے حنفی قادری ہونے پر فخر ظاہر کیا۔ نیز حجاز کی عنان حکومت ابن سعود کے ہاتھوں دیئے جانے کی مخالفت کی۔ ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ سے درج ذیل خبر:

"مولانا شوکت علی نے اپنے مظلوم مرشد مولانا عبدالباری صاحب مرحوم کی روح سے معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے فریب کھایا۔ مگر کسی کو میں نے فریب نہیں دیا۔

حنفی پر مجھے ایسا ہی فخر ہے جیسا کہ اہلحدیث کو اپنے اہلحدیث ہونے پر ناز

ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں خدا کی ذات سے مایوس نہیں۔ ابن سعود سے مجھے کوئی توقع نہیں۔ اور کراچی میں، میں نے جو کہا اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ابن سعود سے کوئی توقع رکھتا ہوں۔"

[اخبار الفقیہ: ۲۸ راگست ۲۶ء ص ۱۰]

وفد جمعیت خدام الحرمین کی کارگزاریاں:

وفد خلافت کمیٹی پر مسلمانوں کا عدم اعتماد اپنی جگہ درست تھا۔ کیوں کہ وہ شروع سے ہی ابن سعود کے حامی وطرف دار تھے۔ مگر جمعیت خدام الحرمین پر مسلمانوں کو کامل اعتماد تھا۔ نیز جمعیت کو علمائے اہل سنت کی بھی تائید حاصل تھی۔ حضور محدث اعظم ہند کی درج ذیل تحریر جس کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اب ہندوستان میں خدام الحرمین کی اہمیت زیادہ ہوگئی ہے۔ اور رخ بکعبہ سجدہ کرنے والی، اور رخ بمدینہ شفاعت طلب کرنے والی، قوم مسلم کا واحد فرض یہی ہے، کہ خدام الحرمین کی قوت کو بڑھائے۔ اور مادی قوت یا پرستاران نجد کی نفرت سے بے پروا ہو کر تطہیر حرمین کا فرض اولین ادا کرے۔ ہر ہر شہر میں جلسے ہوں، جس میں نجدی غاصبانہ اقتدار سے سخت بیزاری کا اظہار کیا جائے۔ ممبران خدام الحرمین میں لگا تار اضافہ کی کوشش کی جائے۔

اور ایک مرتبہ ہندوستان کے مشرق ومغرب میں عقائد حقہ کی آواز بلند کردی جائے۔ اور ابن سعود کے خلاف نفرت عامہ پیدا کر کے سلاطین اسلام وجانبازان دین خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام کو مطمئن کر دیا جائے، کہ اسیران ہند کی درد بھری دعائیں اور مزدوران ہندوستان کی گاڑھی کمائیاں آپ کے عزم تطہیر حرمین پر قربان ونچھاور ہیں۔ ضرورت ہے کہ مرکزی دفتر سے بھی ایک وفد تمام ہندوستان کا دورہ کر کے عام ہمدردی حاصل کرے۔ اور ملک کی فضا کو ہموار کرے۔

غرض انقلاب حجاز ایک دنیائے اسلام کا امتحان ہے۔ جس میں کامیابی حاصل کرنا ہر بازوئے مسلم پر فرض ہے۔"

[ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف، محرم الحرام ۱۳۴۵ھ مطابق جولائی ۱۹۲۶ء ص ۲،۳]

اس لئے مسلمانان ہند کی اکثریت کی طرف سے نمائندگی کے لئے جمعیت خدام الحرمین کو منتخب کیا گیا۔ جمعیت کی طرف سے ایک وفد جس میں خود جمعیت کے صدر مولانا سید حبیب صاحب شامل تھے۔ حجاز مقدس کے حالات کا جائزہ لینے، اور ابن سعود تک اس کے مظالم کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں کی آواز پہنچانے، اور مظلوم وبے کس حجازیوں کی مدد کے لئے تیار کیا گیا۔

جمعیت نے وفد روانہ کرنے سے قبل مسلمانوں کو اس جمعیت سے وابستہ کرنے اور ان سے مظلوم حجازیوں کی مدد کرنے پر کافی زور دیا۔ اور اس پر انہیں کامیابی بھی ملی۔ ناظم جمعیت خدام الحرمین لکھتے ہیں:

''مظلوم و بیکس اہل حجاز کی اعانت میں بزرگان پنجاب نے جس فراخدلی فیاض نفسی بلندی ہمتی اور عالی حوصلگی کا ثبوت دیا ہے وہ کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں صرف چندروز میں صوبہ کے مختلف اضلاع نے جس قدر نقد و غلہ فراہم کیا ہے وہ ان کے جذبہ ایمانی کی تازہ شہادت ہے۔ جن مخلص و دردمند خادمان قوم و ملت نے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور دیگر بہی خواہان ملت کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

ارض مقدس میں جو ظلم ڈھائے گئے ہیں اور ہندوستان میں جس قدر عقائد فاسدہ کی اشاعت کی جا رہی ہے اسے پیش نظر رکھتے ہوئے آج ہر دردمند مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خدمت اسلام کے لئے کمر ہمت باندھ لے۔ اس وقت جمعیت خدام الحرمین ہی مسلمانوں کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جمعیت خدام الحرمین کے مقاصد کی اشاعت اس کے حلقہ اثر کی توسیع اور ہر مقام پر اس کی شاخیں قائم کرنے اور حجاز و اہل حجاز کی امداد و اعانت میں سعی و اعانت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ تبلیغ و اشاعت دین حقہ کے لئے جمعیت خدام الحرمین پنجاب نے بہت سے علماء کرام کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ جن بزرگوں کو اپنے حلقوں میں عوام کو ان کے مواعظ حسنہ سے مستفیض کرانا مقصود ہو وہ ناظم اعلیٰ جمعیت خدام الحرمین پنجاب رفیق منزل موچی دروازہ لاہور سے خط و کتابت کریں۔ اور جو اصحاب اعانت کے لئے کچھ عطا فرمانا چاہیں وہ ترسیل زر بھی اسی پتہ پر کریں۔

ناظم جمعیت خدام الحرمین پنجاب لاهور:

ارض مقدس کو غیر مسلموں کے بالواسطہ یا بلاواسطہ قبضہ سے بچانے اور حجاز مقدس کی خبر گیری کرنے اور مسلمانوں کو منظم اور دیندار بنانے کے لئے جمعیت خدام الحرمین پنجاب نے صوبہ کے ہر شہر و قصبہ میں مبلغین متعین کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس کار خیر کے لئے کئی علماء کرام کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ برادران ملت کو جمعیت کا حلقہ وسیع بنانے میں سعی بلیغ فرمانی چاہیے۔ جمعیت کی رکنیت کا چندہ صرف ۲ر سالانہ ہے۔

اور جمعیت کے اغراض و مقاصد سے ہمدردی رکھنے والا ہر مسلمان اس کا ممبر بن سکتا ہے۔

ناظم جمعیت خدام الحرمین پنجاب لاہور۔ [۳۱ر دسمبر ۲۵ ص ۹]

وفد خدام الحرمین کے حجاز جانے کے اسباب:

جمعیت خدام الحرمین کا وفد حجاز مقدس کیوں جا رہا تھا یہ بات جگ ظاہر تھی۔ پھر بھی جمعیت نے لوگوں کو اپنے حجاز مقدس روانہ ہونے سے قبل اسباب و مقاصد سے مطلع کرنا ضروری سمجھا۔ ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو یہ وفد روانہ ہونے والا تھا اور اس سے چند روز قبل اراکین وفد کی طرف سے حجاز مقدس جانے کے اسباب و مقاصد پر مشتمل

ایک طویل تحریر الفقیہ وغیرہ اخبارات میں شائع ہوئی۔ ہم اسے اخبار الفقیہ کے حوالے سے من وعن نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

"۳۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو ہم اراکین مسلم وفد حجاز سواحلِ ہند سے رخصت ہو جائیں گے۔ مناسب ہے کہ اپنی رخصت کے موقع پر ہم اپنے مقصدِ سفر کی غرض وغایت کو مشتہر کریں۔ لیکن عامۃ الناس کو مقاصدِ سفر کے سمجھانے کے لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ حجاز کے ان واقعاتِ تازہ پر تبصرہ کریں جنہوں نے عالم اسلام کو اس قدر پریشان کر دیا ہے۔ یہ حقیقت نفس الامری مضطرب ہے کہ تمام عالمِ اسلام موجودہ حالات حجاز سے مضطرب ہے۔ اس امر واقعہ سے ثابت ہے کہ یمن، ایران، مصر، ہندوستان، جاوا وغیرہ سے وفود یا تو حجاز کو جا چکے ہیں اور یا جانے والے ہیں۔

موجودہ اضطراب کا باعث:

سوال یہ ہے کہ عالم اسلام کے موجودہ اضطراب کا باعث کیا ہے۔ آیا اس کا باعث یہ ہے کہ نجد کے شورہ پشتوں نے حجاز میں شرارتیں کی ہیں، نہیں۔ اضطراب کا اصل باعث صرف حجاز کی شکستہ مسجدیں اور قبریں نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ بھی ممد اضطراب ضرور ہیں۔ اصلی وجہ وہ فرض ہے جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے علیحدگی اختیار کرتے وقت ہر سچے مسلمان پر عائد کیا۔ یعنی یہ کہ ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ جزیرۃ العرب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ غیر مسلم اثر و مداخلت سے پاک رکھے۔ جب محاربہ عظیم کے بعد دول یورپ نے فلسطین اور عراق کو حکم بردار کے پردہ میں غیر مسلم اقتدار کے ماتحت کر دیا تو سرور کائنات (فداہ روحی) کی یہی آخری وصیت مبارکہ تھی، جس نے مسلمانوں کو علمِ خلافت کے نیچے جمع کرا دیا تھا۔

خلافتیوں نے (اور ہم بھی حامیانِ خلافت ہیں) انہیں کے سامنے اعلان کیا کہ وہ ہر قسم کے بالواسطہ یا بلاواسطہ غیر مسلم اقتدار سے جزیرۃ العرب کو آزاد کروائیں گے۔ ہم مسلمانانِ ہند نے خلافت کمیٹی کی سرکردگی میں معزول شریف حسین کی بدیں وجہ مخالفت کی تھی کہ اس نے ایک غیر مسلم طاقت (برطانیہ) سے تعلق پیدا کر لیا تھا۔

ہم حجاز کو جا رہے ہیں نہ صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کہ مقاماتِ مقدسہ پر نجدیوں نے کس قدر دست درازی کی ہے بلکہ یہ دریافت کرنے کے لیے بھی کہ کہاں تک ہاشمیوں اور نجدیوں پر حجاز میں جو جزیرۃ العرب کا مقدس ترین خطہ ہے۔ غیر مسلم اقتدار پیدا کرنے کی ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ اور اس کی روک تھام کا طریق کیا ہے۔

اب حالت کیا ہے؟

جب ابن سعود نے شریف حسین پر حملہ کیا تو دنیائے اسلام کے ایک حصہ نے اس کو لبیک کہا۔ اس لیے

کہ اس حصہ کو یقین تھا کہ ابن سعود خود آزاد ہے لیکن جلد اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اب یہ ناقابلِ شک طریق پر ثابت ہوگیا کہ ۱۹۱۵ء میں ابن سعود نے برطانیہ سے (جو غیر مسلم طاقت ہے) ایک معاہدہ کیا جس نے اس کو اہلِ برطانیہ کے ہاتھوں میں محض کٹھ پتلی سی بنا دیا۔ ابنِ سعود اپنی سلطنت نجد میں ہندوستان کے کسی والیِ ریاست سے زیادہ اختیار نہیں رکھتا۔ نجد جزیرۃ العرب کا جزو لاینفک ہے۔ لہٰذا ابنِ سعود کا یہ فعل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت مبارک کی صریح خلاف ورزی ہے۔''

نیا معاہدہ:

صرف یہی نہیں بلکہ بقول رائٹر عربی اخبارات ابن سعود نے برطانوی سفیر گلبرٹ کلیٹن سے مشاورت کر کے عراق و نجد اور حجاز و فلسطین کی حد بندی کو منظور کر لیا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اس نے جزیرۃ العرب کے ان جزوہائے لاینفک پر غیر مسلم یعنی برطانوی اقتدار تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس واقعہ سے لازم ہے کہ عالم اسلام مضطرب ہو جائے۔

واقعات حجاز اور برطانوی مداخلت:

یہ تفصیلات میں پڑنا ضروری نہیں سمجھتے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ لوگ ابن سعود کو آزاد سمجھتے ہیں کس قدر غلط تھے۔ اور کہ وہ نہ صرف جزیرۃ العرب بلکہ خاص حجاز میں غیر مسلم مداخلت کو کس حد تک دعوت دے رہا ہے۔ ہم صرف ایک مثال دینے پر اکتفا کریں گے۔ جب سے معرکہ حجاز شروع ہوا ہے برطانیہ نے بارہا دنیا کے روبرو اعلان کیا ہے کہ انگریز اس جنگ میں کسی ایک یا دوسری طرف سے دخل نہ دیں گے۔ اس لئے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا تعلق مسلمانوں اور صرف مسلمانوں سے ہے۔ لیکن انگریزوں نے مداخلت کی ہے اور وہ بھی ابن سعود کی طرف سے۔ جدہ حجاز کی اصلی بندرگاہ ہے اور ابن سعود کا تصرف حجاز ہرگز مکمل نہ ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ اس بندرگاہ پر قبضہ نہ کرتا۔ اس نے بار بار اس پر حملے کئے مگر بری طرح ناکام رہا۔ اس پر اس نے رابغ کو ایک مقابل کی بندرگا کی حیثیت سے کھولا۔ اب تمام انگریزی جہاز جو مال لے جاتے ہیں رابغ میں ٹھہرتے ہیں۔ اس طرح برطانیہ نے ابن سعود کو جدہ سے تغافل رکھنے اور اس کو بحیرہ احمر میں ایک نہایت ضرورت کی شی یعنی بندرگاہ حاصل کرنے میں امداد دی۔ اور ہاں ابن سعود ہی نے عقبہ اور معان کا قبضہ انگریزوں کو دے دیا۔ جو حجاز خاص کے اندرونی حصے ہیں۔

خلافتی اور ابن سعود:

ابن سعود کی ان خلاف اسلام حرکات نے عالم اسلام کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور آج دنیائے اسلام

حجاز اور جزیرۃ العرب کے مستقبل کے متعلق مضطرب اور سخت مضطرب ہے۔ بد قسمتی سے معزز اراکین مجالس خلافت ہند وہابی ہیں۔ اور ابن سعود ان کا ہم عقیدہ ہے۔ وہ اس شوق میں کہ حجاز کا مالک ایک وہابی ہو تحریک خلافت کے اصل اصول اور بنیادی امر کو بھول گئے ہیں۔ یعنی یہ کہ جزیرۃ العرب کو ہر قسم کے بالواسطہ یا بلاواسطہ غیر مسلم اقتدار اور مداخلت سے پاک رکھا جائے۔ وہ اندھا دھند ابن سعود کی حمایت کر رہے ہیں۔ جس نے نجد، عراق، فلسطین اور حجاز میں غیر مسلم سیادت کو اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ علاقے جزیرۃ العرب کے اصل لاینفک جزو ہیں۔ لہٰذا مسلمانان ہند سنی اور شیعہ (بلکہ وہابیوں کے سوا سب) نے مل کر جمعیت خدام الحرمین کی بنا ڈالی ہے کہ وہ خلافت کمیٹی کے اس اصلی کام کو سرانجام دے جس سے مجلس خلافت دانستہ تغافل برت رہی ہے۔ اور جزیرۃ العرب کو نجد کے مسلم کش اقتدار سے پاک رکھنے کی کوشش کرے۔

ابن سعود کے خلاف انسانیت مظالم:

شریف حسین پر ابن سعود کے حملہ کے بعد ہی نجدیوں کے خلاف انسانیت مظالم وخلاف شرع افعال کی خبریں ہم تک نہایت اصرار سے پہنچنا شروع ہوئیں۔ بعض نے ان پر اعتبار کیا اور بعض نے ان کو دشمنان ابن سعود کا پروپیگنڈا سمجھ کر غلط سمجھا۔ لیکن گزشتہ سال نیک نیت اور متدین حاجی مکہ مکرمہ کو گئے اور انہوں نے واپس آکر المناک وخونین واقعات کی تصدیق کی۔ اب ابن سعود کی بہت سے حامی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ابن سعود مظالم ذیل کا مجرم ہے۔

اول: اس نے اہل طائف سے پناہ کا وعدہ کیا اور اس طرح ان کو تابع بنایا۔ اور پھر بے پناہ مسلمانان طائف کو قتل کیا۔ مرد اور عورتیں جوان اور بوڑھے بچے اور بیمار بھی اس نے نہ چھوڑے۔

دوم: اس نے قبروں کو گرایا۔ مثلاً مزار خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم محترم نبی علیہ السلام وغیرہ

سوم: اس نے مساجد کو تباہ کر دیا۔ مثلاً مسجد جن ابوقبیس مسجد بلال وغیرہ۔

چہارم: اس نے اسلام کے مقدس و تاریخی مقامات کو برباد کیا۔ مثلاً مولد النبی ﷺ و مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کو کعبہ کے بعد مقدس ترین مقام گنا جاتا ہے۔

پنجم: اس نے وہابیوں کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر کا لقب دیا وغیرہ وغیرہ۔

ہماری غرض وغایت ہمیں مفصلہ ذیل غرض وغایت سے حجاز کو بھیجا جا رہا ہے

(۱) حجاز کے سفر کے بعد یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کتنے اماکن مقدسہ، مزارات متبرکہ و مساجد اللہ کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ اور ان کی مرمت کے لئے کیا ہو سکتا ہے اور کیا ہونا چاہئے۔

(۲) یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیا ابن سعود کا عقیدہ یہ ہے کہ اماکن مقدسہ و مساجد کی بے حرمتی کرنا اس کی تو ہم نیائے اسلام کو اس عا تعریف گراس

حقیقت سے مطلع کر دیں گے۔ اور یہ دنیائے اسلام پر چھوڑ دیں گے کہ وہ فیصلہ کرے کہ آیا اسے حجاز پر ایسے حکمراں کی سیادت گوارا ہے۔

(۳) کہا جاتا ہے کہ حجاز میں جو قابل نفریں جرائم ہوئے ان سے ابن سعود کو کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ اس کی فوج کا ایک حصہ خاص اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر یہ سچ ثابت ہوا تو ہم معلوم کریں گے کہ مجرموں کے خلاف ابن سعود نے کچھ کارروائی اگر کی ہے تو کیا؟ اور وہ ان کے نیک چلن رہنے کی ضمانت پیش کرتا ہے۔

(۴) ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ ابن سعود کو غیر مسلم دول عالم سے کیا تعلق ہے؟ اور اگر ثابت ہوا کہ وہ کسی بھی غیر مسلم طاقت کے زیر اثر ہے تو ہم اس کو مشورہ دیں گے۔ کہ اگر اسے دنیائے اسلام کے جذبات دینی کا کچھ بھی احترام مطلوب ہے تو وہ ان تعلقات کو توڑ دے۔ اگر اس نے ہمارے مشورہ کی پرواہ نہ کی تو ہم دریافت کرنے کی کوشش کریں گے کہ ارض حجاز کو ہر قسم کے غیر مسلم اثر و مداخلت سے پاک کرنے کی تدبیر کیا ہے۔؟

(۵) ہم پتہ لگائیں گے کہ ابن سعود کے متعلق عام رائے کیا ہے۔ اور اگر اہل حجاز کو امداد کی ضرورت ہے تو وہ کس قسم کی امداد کے زیادہ حاجت مند ہیں؟

(۶) ہم کسی فرد یا جماعت کی حمایت نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہم دنیا کے مسلمہ اصول "حجاز برائے اہل حجاز" کے حامی ہیں۔ ابن سعود نے پہلے ہی دنیا کے سامنے اعلان کر رکھا ہے کہ جونہی ہاشمی خاندان حجاز سے نکل جائے گا وہ حجاز کو آزاد کر دے گا۔ اب کہ وہ حالت پیدا ہوگئی ہے ہم ابن سعود سے کہیں گے کہ وہ ایک معین میعاد میں اپنی افواج حجاز سے ہٹالے اور کسی ایسی تیسری طاقت کے (جس کو حجاز میں کسی مفاد کی خواہش نہ ہو) انتظام میں رائے عامہ لی جائے اور فیصلہ کیا جائے کہ کس قسم کی حکومت اہل حجاز کو اپنے ملک میں زیادہ مرغوب ہے۔ اور خواہ وہ جمہوری حکومت چاہیں یا آئینی یا شخصی ہم ایسی حکومت کے قیام میں مدد دیں گے۔

(۷) اگر وہ اس پر راضی نہ ہوا تو ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس کے ... آزادی حاصل کرنے کے لئے اہل حجاز کی کیا امداد ممکن ہے۔

(۸) اگر وہ اس پر راضی ہو گیا اور جس قسم کی مداخلت اہل حجاز کو مرغوب ہوئی وہ قائم ہوگئی تو ہم معلوم کریں گے کہ دنیائے اسلام کو اس حکومت حجاز کی کیا مدد کرنا چاہئے؟ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے اور یورپ کی سرمایہ دار سلطنتوں کے پھندے میں نہ پھنسے۔

(۹) ہم اس بات کے حامی ہیں کہ مسلمانان عالم کی کوئی نمائندہ جماعت قائم کی جائے جو حکومت حجاز کی مدد کرے۔ لیکن ہم اصولاً اس بات کے مخالف ہیں، کہ غیر ملکی مسلمانوں یا غیر مسلموں کی کمیٹی بنائی

جائے جو اہل حجاز پر حکومت کرے۔ اس لئے کہ بد قسمتی سے آج عالم اسلام کا بیشتر حصہ غیر مسلموں کا غلام ہے۔

(۱۰) خلافت کمیٹی کے جو وفد اب تک حجاز کو گئے ہیں وہ ہمیشہ خالص وہابیوں کے وفود ہوتے تھے۔ انہوں نے دنیائے اسلام کو دانستہ دھوکا دیا ہے کہ مسلمانان ہند حجاز میں وہابی حکومت کے حامی ہیں۔ اور ہم اس کمینہ اور قابل نفرت کذب کی تردید کریں گے۔ اور دنیائے اسلام کو مطلع کریں گے کہ اس معاملہ کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کی از بس کثیر تعداد کی خواہش کیا ہے؟

واللہ المستعان۔ صدر (فدائے ملت) سید حبیب

اراکین (مولانا) مختار احمد صاحب (میاں)

عبدالعزیز (صاحب) معتمد

(مولانا) فضل اللہ خاں (صاحب) بمبئی ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء۔

[الفقیہ: ۲۸ جنوری، ۱۹۲۶ء ص ۶، ۷، ۸]

خدام الحرمین کا تار:

وفد خدام الحرمین کی طرف سے ۲۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو جدہ سے ایک تار روانہ کیا گیا جس میں ابن سعود سے وفد کی ملاقات، حجازیوں کی حالت زار کا بیان اور وفد خلافت کی حجاز مقدس سے واپسی کا ذکر کیا گیا تھا۔ ملاحظہ کریں:

"ابن سعود کے کارپرداز ہم سے بڑی محبت سے ملے۔ وفد ابن سعود سے بھی ملاقی ہوا۔ حجازیوں کی حالت قابل رحم ہے۔ وفد خلافت واپس آ رہا ہے۔"

[۷ فروری، ۱۹۲۶ء، ص ۱۱]

وفد خدام الحرمین اور ابن سعود سے سوالات:

۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء کو وفد کی جانب سے ۸۹ سوالات پر مشتمل درج ذیل سوال نامہ ابن سعود کے پاس بھیجا گیا:

سوالات:

(۱) طائف میں قتل و خونریزی و غارت گری کے صحیح حالات کیا ہیں؟

(۲) کیا طائف والوں نے اپنی جان و مال کے وعدہ امن پر دروازے نہیں کھولے تھے؟

(۳) قتل عام کس طرح شروع ہوا اور ابتدا کس نے کی؟

(۴) طائف میں جو سادات علماء بچے اور عورتیں قتل ہوئیں ان کی شمار و تعداد کیا ہے؟
(۵) کیا یہ صحیح ہے کہ زنان طائف کی جبراً عصمت دری کی گئی؟
(۶) کیا زر و مال لوٹا گیا؟
(۷) کیا یہ صحیح ہے کہ تلاشی کے وقت عورتوں کو برہنہ کر کے تلاشی لی؟
(۸) کیا بقیۃ السلف ارباب الطائف کو علی پاشا کے باغ میں بے آب و دانہ تین روز تک قید رکھا گیا؟
(۹) کیا یہ سچ ہے کہ ان کو تین روز کے بعد فی سو کس ایک بوری آٹا دیا گیا؟
(۱۰) کیا شہدائے طائف کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی اور ان کو ننگا کیا گیا؟
(۱۱) کیا شہدائے طائف کی لاشوں کو دفن کرنے کے لئے گڑھے کھینچ کر لے گئے؟
(۱۲) کیا یہ قتل عام عظمۃ السلطان نائب السلطان یا کسی ذمہ دار افسر کے حکم سے ہوا؟
(۱۳) کیا عظمۃ السلطان اس واقعہ کو برا سمجھتے ہیں؟
(۱۴) اگر برا سمجھتے ہیں تو مجرموں کو کیا سزا دی گئی؟
(۱۵) پسماندگان مقتولین طائف کو دیت یا کچھ مال بطور تلافی مافات دیا گیا؟
(۱۶) اگر اب تک کچھ نہیں کیا گیا آئندہ کچھ کیا جائے گا؟
(۱۷) کیا مساجد اللہ کو افواج سلطان نے منہدم کیا؟
(۱۸) جو مساجد سپاہیوں نے گرائیں ان کے نام کیا ہیں؟
(۱۹) ان میں کتنی مساجد کی دوبارہ تعمیر ہو چکی ہے؟
(۲۰) جملہ مساجد کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟
(۲۱) ان مساجد کو کیوں منہدم کیا گیا؟
(۲۲) مساجد کی تخریب کرنے والوں کے متعلق عظمۃ السلطان کی کیا رائے ہے؟
(۲۳) جن لوگوں نے مساجد کی تخریب کی ان کو اس گناہ عظیم پر (جس پر قرآن کریم میں وعید نازل ہے) کچھ سزا دی گئی؟
(۲۴) آئندہ مساجد کے احترام و قیام اور ایسے واقعات کے روک تھام کے لئے کیا کارروائی کی گئی ہے؟ اور عظمۃ السلطان عالم اسلامی کو اس کے متعلق کیا ضمانت دے سکتے ہیں یا دینے پر تیار ہیں؟
(۲۵) کیا متعدد مآثر کو برباد کیا گیا؟
(۲۶) اس کی ذمہ داری عالم اسلامی کے سامنے کس پر عائد ہوتی ہے؟
(۲۷) ان مآثر میں سے کتنے دوبارہ بن چکے ہیں کتنے زیر تعمیر ہیں کتنے باقی ہیں؟
(۲۸) سب کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

(۲۹) ان مآثر کو کیوں گرایا گیا خصوصاً مکہ مکرمہ میں جہاں داخلہ امن سے ہوا تھا؟
(۳۰) ان مآثر کے متعلق عظمۃ السلطان کا کیا اعتقاد ہے؟
(۳۱) کیا سلطان کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کی کثرت عظیم ان مآثر کے بقا کی طالب ہے؟
(۳۲) سلطان ان کے قیام و دوام کی کیا ضمانت دے سکتے ہیں یا دینے پر تیار ہیں؟
(۳۳) برباد شدہ مآثر متبرکہ کی فہرست عنایت ہو؟
(۳۴) مولد النبی ﷺ و مولد فاطمہ رضی اللہ عنہ کو کیوں برباد کیا گیا اور ان کی موجودہ حالت کیا ہے؟
(۳۵) کیا متعدد مزارات بھی منہدم کیے گئے؟
(۳۶) ایسے متعدد مزارات کو کیوں اور کس کے حکم سے منہدم کیا گیا؟
(۳۷) نہیں ہے۔
(۳۸) ان کے متعلق عظمۃ السلطان کا کیا عقیدہ ہے؟
(۳۹) کیا ان کی بھی مرمت ہو رہی ہے؟
(۴۰) اگر ہو رہی ہے تو کتنے مکمل ہو چکے ہیں باقی کتنے ہیں اور کتنے زیر تعمیر ہیں؟
(۴۱) کیا عظمۃ السلطان کی علم ہے کہ مسلمانوں کی کثرت عظیم مزارات کے قیام کی طالب ہے؟
(۴۲) سلطان مزارات کے آئندہ تحفظ کی ضمانت عالم اسلامی کے سامنے کیا پیش کرتے ہیں؟
(۴۳) کیا ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے (مزار شریف) گرانے کے بعد ان کی شان میں گستاخی کی گئی؟
(۴۴) کیا متعدد قبے گرائے گئے؟
(۴۵) ان قبوں کے گرانے کا کس نے حکم دیا تھا؟
(۴۶) ان کے متعلق عظمۃ السلطان کا کیا اعتقاد ہے؟
(۴۷) ایسے قبب کی فہرست مطلوب ہے؟
(۴۸) اگر بنائے قبب کو ناجائز مان بھی لیا جائے تو انہدام کی دلیل جواز کیا ہے؟
(۴۹) کیا طائف میں ابن عم رسول حضرت عبداللہ ابن عباس کے قبہ کو گرایا گیا؟
(۵۰) کیا ان قبب کی تعمیر شروع ہو گئی؟
(۵۱) اگر ہو رہے ہیں تو کتنے زیر تعمیر ہیں؟ کتنے باقی کتنے مکمل ہو چکے ہیں؟
(۵۲) کیا عظمۃ السلطان کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کی عظیم الشان کثرت قیام قبب کی حامی ہے؟
(۵۳) اگر ایسا علم ہے تو سلطان کیا ضمانت پیش کرنے پر تیار ہیں؟
(۵۴) کیا امیر حمزہ کے مزار اور ان کی مسجد کو شہید کر دیا گیا؟
(۵۵) ان کی موجودہ حالت کیا ہے؟

(۵۶) کیا محمد ﷺ خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین کے گنبد مبارک پر گولیاں لگیں؟

(۵۷) یہ گولیاں کس نے چلائیں؟

(۵۸) گولیوں کے کتنے نشان ہیں؟

(۵۹) گنبد روضہ اطہر کے متعلق عظمۃ السلطان کا عقیدہ کیا ہے؟

(۶۰) کیا عظمۃ السلطان کے آنے سے قبل صلاۃ وترحیم کی رسم حرم مکہ میں جاری تھی؟ اور کیا اب حکومت نے بند کرادی؟

(۶۱) کیا مکہ مکرمہ میں........منع ہے اور اگر ہے تو کیوں ہے؟

(۶۲) عظمۃ السلطان کے خزانہ میں تمباکو کی درآمد سے کتنی آمدنی ہے؟

(۶۳) عظمۃ السلطان مسلمانوں کے لئے حجاز میں مذہبی آزادی کو تسلیم کرتے ہیں؟

(۶۴) اگر تسلیم کرتے ہیں تو کیوں؟ دلائل الخیرات کو اکثر سر بازار پاؤں کے نیچے روندا گیا؟

(۶۵) کیا عظمۃ السلطان کو علم ہے کہ مسلمانوں کی کثیر جماعت حیاۃ النبی ﷺ کی قائل ہے؟

(۶۶) اگر علم ہے تو لوگوں کو یارسول اللہ کہنے سے کیوں منع کیا گیا؟

(۶۷) عظمۃ السلطان حجاز میں مذہبی آزادی دینے اور اس کے قائم رکھنے کے لئے کیا ضمانت دینے پر تیار ہیں؟

(۶۸) کیا یہ صحیح ہے کہ معزز جماعت اخوان کے بعض افراد اپنے اعتقاد سے مخالفت کرنے والوں کو مشرک و کافر کہہ کر بلاتے ہیں؟

(۶۹) اگر نہیں ہے تو اس کے انسداد کی کیا صورت ہے؟

(۷۰) کیا عظمۃ السلطان اس پر راضی ہوں گے کہ ایک شاہی فرمان کے ذریعہ سے مسلمانوں کے لئے عام مذہبی آزادی کا اعلان کریں۔ اور دوسرے مسلمانوں کو مشرک کہنے والوں کے لئے سزا مقرر کریں اور صلاۃ ترحیم کی عام اجازت اذان کے بعد ماسبق کی طرح عنایت فرمائیں۔

(۷۱) کیا کوئی حجازی شبہ کی وجہ سے قید ہے؟

(۷۲) کیا ایسے حجازی بھی ہیں جو ملک سے باہر ہیں اور بخوف سلطان واپس نہیں آتے؟

(۷۳) عظمۃ السلطان کو جنگ حجاز کے اختتام پر کتنے اسلحہ ملے؟

(۷۴) کیا یہ آلات حرب حجاز ہی میں ہیں یا کچھ ان میں سے باہر بھیج دیے گئے ہیں؟

(۷۵) عظمۃ السلطان کے آنے سے قبل حجاز میں کتنے کتب جاری تھے؟

(۷۶) اب کتنے کتب جاری ہیں اور کتنے بند؟

(۷۷) کیا عظمۃ السلطان کو علم ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں شبہ ہے کہ عظمۃ السلطان نے انگریزوں کی

سیادت اپنے اوپر قبول کی ہے؟

(۷۸) کیا عظمۃ السلطان اس خیال کی تردید کرتے ہیں؟

(۷۹) کیا عظمۃ السلطان آمادہ ہیں کہ مسلمانوں کی تسلی کے لئے نجدی و برطانوی معاہدوں کو شائع کر دیں گے جو نجد و حجاز سے متعلق ہیں؟

(۸۰) معاہدات ۱۹۱۶ء و ۱۹۲۲ء اور مشہور معاہدہ بحرہ وجدہ کی نقلیں عنایت ہوں۔

(۸۱) عقبہ و معان پر انگریزوں نے کیسے تصرف کیا؟

(۸۲) اس معاملہ میں عظمۃ السلطان کی ذمہ داری کتنی ہے؟

(۸۳) برطانیہ کے ان مقامات پر قبضہ کرنے کے خلاف کیا عظمۃ السلطان نے کچھ احتجاج کیا؟ اگر کیا تو اس کی نقل ہمیں عنایت ہو۔

(۸۴) عظمۃ السلطان نے یہ اعلان کیا تھا کہ ان کے حملہ حجاز کا مقصد یہ تھا کہ وہ حسین اور اس کی اولاد کو یہاں سے نکال دیں۔ اور یہ کہ ان کے نکل جانے پر عظمۃ السلطان حجاز کو حجازیوں سے خالی کر دیں گے؟

(۸۵) اب جب کہ سلطان کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو گئی ہے۔ تو مستقبل حجاز کے متعلق ان کا کیا ارادہ ہے؟

(۸۶) کیا یہ سچ ہے کہ حجاز کو نجد سے ملحق کر دیا گیا ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو یہ فعل سلطان کے سرکاری اعلان سابق سے کس طرح مطابق ہو سکتا ہے؟

(۸۷) کیا عظمۃ السلطان حجاز کو آزادی دیں گے اور اس معاملہ میں انہوں نے کیا تدابیر اختیار کیں؟

(۸۸) موتمر اسلامی کے انعقاد کے لئے یہ تدابیر اختیار کی گئی ہیں؟

(۸۹) یہ دعوت نامہ کب روانہ کیے گئے اور ان کی ایک نقل عنایت ہو۔

[الفقیہ: ۷ر مارچ ۱۹۲۶ء، ص ۲۲]

وفد خدام الحرمین کا خط:

۲۸ر جنوری ۱۹۲۶ء کو وفد کی طرف سے ایک اور خط ہندوستان روانہ کیا گیا جس میں سابقہ ارسال کردہ خطوط کا ذکر اور سوالات سے متعلق رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا گیا کہ سوالات کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ البتہ جواب ملنے پر امید جتاتے ہوئے لکھا کہ اس سے واقعہ پر کافی روشنی پڑے گی۔ علاوہ ازیں ابن سعود کو زبان عربی میں بھیجے گئے خط کا بھی ذکر کیا گیا۔ اور اس سے ہونے والے انگریزی معاہدہ سے متعلق تفصیل بھی طلب کی گئی۔ وفد خلافت کے رکن ظفر علی خاں کو مزید تحقیق کے لئے روکا گیا۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ مزید براں یہ کہ جو غلہ ہندوستان سے مظلوم و غریب حجازیوں کے لئے اکٹھا کیا گیا تھا وہ ان تک

پہنچانے کے لئے سعودی ٹیکس کی بابت تفصیلی روداد بھی لکھی گئی۔ نیز ابن سعود کے ملک الحجاز بننے اور اس کے ایما پر ہونے والے مظالم و مفاسد کا بھی قدرے ذکر کیا گیا۔

تفصیل کے لئے درج ذیل خط ملاحظہ فرمائیں:

از جدہ پنجشنبہ ۱۳ ررجب المرجب ۱۳۴۴ھ ۲۸ رجنوری ۱۹۲۶ء

.....السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں جہانگیر جہاز روانہ ہوا جس میں دو خط تم کو روانہ کئے آج مصری میل آنے اور چند ہی گھنٹہ میں جانے والا ہے اس لئے یہ خط پہلے ہی سے لکھ کر تیار رکھتے ہیں

گزشتہ ایک ملفوف میں معہ سوالات کے وہ خط ہے جو ابن سعود کو بروز سہ شنبہ ۱۱ ررجب المرجب ۱۳۴۴ھ عربی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔

سید حبیب شاہ صاحب نے سوالات کی تعداد ایک جزئیہ کے لحاظ سے بہت زیادہ کردی۔

میں بھی یہ سمجھ کر خاموش رہا کہ ہمارا روئے سخن کسی خود مختار بادشاہ۔ ہے بلکہ ہمیں ایک مذہبی مجرم سے جرح کرنی اور حقیقت کو اس کی زبان سے واضح کرنا ہے۔ اگر ہر سوال کا جواب وار دیا تو امید ہے کہ واقعہ پر ضرور کافی روشنی پڑ جائے گی۔

وفد خلافت کو دعوت:

سید حبیب شاہ صاحب جہانگیر پر ڈاک دینے گئے تھے اسی وقت انہوں نے ظفر علی خاں صاحب وغیرہ سے کہا کہ میرے خرچ پر ایک ماہ اور ٹھہر جاؤ۔ آؤ مل کر تحقیقات کریں کہ ابن سعود انگریزوں کا غلام ہے یا نہیں؟ مگر کوئی راضی نہیں ہوا۔

برطانوی نمائندہ اور ابن سعود:

بحرہ میں سر گلبرٹ گلیٹن کا آنا اور گفتگو ہونا بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ ہمیں صرف صورت معاہدہ کی تفصیل سرکاری طور پر وصول کرنی ہے۔ جس کا مطالبہ ہمارے سوالات کے آخری حصہ میں ہے۔ یہ تحریر نائب السلطنت کے ہاتھ میں خود دے کر آیا ہوں ہنوز جواب نہیں آیا۔ ہم تحریری جواب چاہتے ہیں۔

غلہ کا محصول:

کراچی سے ہمارے ساتھ صدر الوفد کے نام پر پچاس بوری گندم اسٹیمر جہانگیر میں آگئیں ہیں۔ پرسوں معافی حصول کسٹم کے لئے میں نے عبداللہ زین العلی رضا صاحب گورنر جدہ سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ امر

میرے اختیارات سے بالاتر ہے۔ اختیار معافی حصول نائب السلطنت یا سلطان کو ہے۔ میں فوراً نائب السلطان کے پاس گیا اس سے کہا کہ یہ غلہ فقرائے حجاز پر تقسیم ہوگا لہٰذا محصول معاف کیا جائے تو مجھ سے وعدہ کیا گیا کہ کل صبح آدمی بھیج دینا میں افسر جمرک کے نام چٹھی دے دوں گا۔ کل اسی مضمون کا خط لکھ کر آدمی روانہ کیا اس کا جواب ملا۔

شرط معافی محصول:

محصول معاف کرتے ہیں۔ بشرطیکہ ہمارے مقرر کردہ لوگوں کے ذریعہ سے تقسیم کرو۔ یہاں سے فوراً جواب لکھ دیا کہ غلہ وغیرہ ضرور حجاز کے سربرآوردہ اور واقف حال بزرگوں کی جماعت کے ذریعہ تقسیم ہوگا۔ مگر سرکاری مداخلت کے بغیر اگرچہ ہم کو محصول ہی ادا کرنا پڑے۔

ضبطی مکان:

جم جم صاحب نے حکومت ہاشمیہ سے ایک مکان نقد قیمت دے کر خریدا۔ اور حسب دستور عرب ایک سال کا کرایہ پیشگی لے کر ایک شامی ڈاکٹر کو رہنے کے لئے دے دیا۔ کل چہار شنبہ کو عمال حکومت نے جبرا ڈاکٹر صاحب سے خالی کرا کر قبضہ کر لیا۔

بیچارے جم جم تو قیمت کا ذکر بھی زبان پر لانے کی تاب نہیں رکھتے۔ ہاں ڈاکٹر نے زر کرایہ کا مطالبہ کیا کہ ابھی ایک ماہ بھی رہنے نہیں پایا جواب ملا کہ کرایہ جس کو دیا ہے اس سے لو۔

زیارت وفاتحہ کی ممانعت:

حضرت حوا علیہا السلام کے قبہ مبارکہ کا در اقدس پتھر اور چونہ سے تیغہ کر دیا گیا۔ نہ کوئی اندر داخل ہو سکتا ہے، نہ عام طور سے فاتحہ خوانی وزیارت کی اجازت ہے۔

نمائندہ اور وفود:

محمد سعید صاحب عیاش ایڈیٹر البلاغ بیروت سے اخباروں کے نمائندہ کی حیثیت سے آئے ہیں۔ ہم سے ملاقات ہوئی مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ سے بھی وفود آئے ہیں مگر وہ صرف نظام جدید کے مشورہ کے لئے۔ چنانچہ یہ امر طے پایا گیا

نظام حکومت حجاز:

(۱) ابن سعود کو حکومت سے پانچ ہزار گنی (پچھتر ہزار روپیہ) مصارف خصوصیہ کے لئے دی جائیں۔

(۲) مصارف عساکر کے لئے گیارہ ہزار چھ سو چھیاسٹھ گنی (ایک لاکھ چوہتر ہزار نو سو نوے روپے)
(۳) معمولی کاموں پر حجازی ملازم رکھے جائیں گے مگر ہر محکمہ میں افسر اعلیٰ نجدی رہیں گے۔
(۴) جدہ کے جملہ شیوخ کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اپنے محلّہ کے آدمیوں سے ہتھیار لے کر داخل کردیں۔

ابن سعود ملک الحجاز بن گیا:

زمین مقدس حجاز سے تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکہ معظمہ کے وہابیوں کو اشارہ کر کے ملک الحجاز بننے کی تجویز عمل میں لائی گئی۔ خوف مظالم سے لوگوں کو خلاف بولنے کی مجال نہ تھی۔ ایک معمولی مجلس میں جلالۃ الملک، امیر المومنین، خادم الحرمین، میں سے جلالۃ الملک کا خطاب پسند کیا۔

الحاق حجاز ونجد کا مسئلہ ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا جس میں محمد نصیف بھی شامل ہے۔ وفد خلافت یہاں نجدی لباس پہنتا تھا۔ بیروت کے اخبار البلاغ کا نمائندہ جو یہاں موجود ہے کہتا ہے کہ جلالۃ الملک انگریزوں کا دست نگر اور غلام بن گیا ہے۔ ابن سعود مستقل طور پر حجاز میں رہے گا۔ جدہ اس کا صدر مقام ہوگا۔ حجاز سے ڈیڑھ لاکھ پونڈ تاوان جنگ وصول کرنا چاہتا ہے۔ اور ماہانہ فوجی اخراجات گیارہ ہزار چھ سو چھیاسٹھ پونڈ اور پانچ ہزار پونڈ ماہانہ اپنی تنخواہ۔ ایک باشندۂ جدہ کے مکان پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ مالک مکان کو قیمت نہیں دی۔ کرایہ دار جو پیشگی سال بھر کا کرایہ دے چکا تھا نکال دیا اور کرایہ واپس نہیں دیا۔

تمام اہل حجاز کے ہتھیار اسلحہ خانہ سلطانی میں جمع کرالئے۔ اور ہندوستانیوں کی طرح ان کو بے دست وپا کردیا۔ مدرسہ ہاشمیہ میں گھوڑے باندھے جاتے ہیں۔ لارڈ کرزن کی مصلحت کے ماتحت مصر سے ڈاکٹری وفد آیا ہے۔ اہل حجاز کو غلہ اور روپے کی بڑی ضرورت ہے۔"

(منجانب سکریٹریان واراکین جمعیۃ خدام الحرمین ممبئی)

[الفقیہ: ۱۴؍مارچ ۱۹۲۶ء، ص ۲،۳]

وفد خدام الحرمین کا قید ہونا اور حجاز سے نکالا جانا:

پورٹ سوڈان سے فدائے ملت مولانا سید حبیب شاہ رئیس وفد خدام الحرمین کا تار ہندوستان آیا کہ انہیں ابن سعود نے حجاز سے نکلوا دیا ہے۔ پہلے جدہ میں تین دن تک قید رکھا گیا اور پھر مصر روانہ کردیا گیا۔ ملاحظہ کریں:

"صلح کی گفت وشنید ناکام ہوئی۔ ابن سعود نے ہمیں حجاز سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ہمیں زیر حراست جدہ میں لایا گیا۔ تین دن تک وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد جہاز پر سوار ہو کر مصر کو جانے پر مجبور کیا گیا اور تختہ جہاز پر ہمیں رہا کیا گیا۔"

[مرجع سابق، ص ۳]

صلح کی جن شرائط کا مندرجہ بالا خط میں حوالہ دیا گیا وہ شرائط اس سے قبل موصول شدہ خط میں ذکر کی گئی تھیں جو حسب ذیل تھیں:

''ابن سعود کا وزیر حافظ واہبہ شرائط کے لئے ہمارے پاس بھیجا گیا۔ ہم نے تباہ شدہ اماکن مقدسہ کی ازسرنو تعمیر مجرموں کو سزا دیے جانے، آزادی عقائد حجاز میں حجازیوں کے حسب منشاء تشکیل حکومت کے لئے موتمر اسلامی کے انعقاد اور وفد کو ہر دو انگریزی نجدی معاہدوں کے جن میں سے پہلا ۱۹۱۶ء میں ہوا تھا دکھائے جانے کا مطالبہ کیا۔ حافظ واہبہ نے تسلیم کیا ہے کہ جو کچھ شائع ہوا درست ہے۔''

[مرجع سابق، ص ۳]

وفد خدام الحرمین کی حجاز سے مراجعت اور ہندوستان کا دورہ:

۳۱ ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو وفد خدام الحرمین ہندوستان سے حجاز مقدس کے لئے روانہ ہوا اور چار ماہ چھ دن وہاں رہ کر ۷ رمئی ۱۹۲۶ء کو واپس ہندوستان پہنچ گیا۔ بمبئی کے ساحل پر مسلمانان ہند کی طرف سے وفد کا پرزور استقبال کیا گیا۔ سید حبیب صاحب نے لوگوں کے سامنے وہاں کے حالات کی تفصیلی روداد بیان کی۔ اور ابن سعود کی آمریت اور حجاز مقدس پر اس کی بربریت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا۔ مزارات مقدسہ مآثر متبرکہ کے انہدام کی تصویریں بھی ساتھ لے کر آئے تھے۔ تاکہ لوگ دیکھ کر یقین کر سکیں۔

انہوں نے لوگوں کو یہ بھی بتایا کہ ابن سعود ان مذموم حرکات کو شرعی تسلیم کرتا ہے۔ جس پر وفد نے اس کو چیلنج مناظرہ بھی دیا مگر وہ راضی نہ ہوا۔ وفد کے مطابق ابن سعود حکومت برطانیہ کا غلام ہے از خود کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے۔ اخبار دبدبہ سکندری رام پور کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

''مولانا حبیب صاحب، مولوی احمد مختار صاحب صدیقی اور مولوی فضل الرحمن صاحب جو گزشتہ ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں بحیثیت ارکان وفد خدام الحرمین ابن سعود سے ملنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات بچشم خود ملاحظہ فرمانے حجاز گئے تھے۔ ۷ رمئی کو واپس بمبئی وارد ہوئے۔ مسلمانوں نے جوش وخروش سے ساحل بحر پران کا استقبال کیا۔ سید حبیب صاحب نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ پہلی ملاقات میں میں نے ابن سعود سے درخواست کی تھی کہ ہمارے درمیان گفت وشنید تحریری ہونی چاہئے تاکہ بعد میں کسی فریق کو اپنے بیان سے مکر جانے کی گنجائش نہ رہے۔ ابن سعود نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وفد کے اطمینان کے لئے تمام سرکاری کاغذات تمہارے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

ابتدائی خط وکتابت میں ابن سعود نے ان زیادتیوں کا اقرار تو کیا جو طائف میں وقوع پذیر ہوئی تھیں مگر ساتھ ہی عذر کیا کہ ان زیادتیوں کے لئے جواب دہی میری ذات نہیں ہو سکتی۔ وفد نے پوچھا کہ آپ نے مال غنیمت کا خمس وصول کیا جس میں چودہ سو پونڈ طلائی بھی شامل تھے ابن سعود نے کہا کہ اس سوال کا ہمارے پاس

کوئی جواب نہیں۔ گویا ابن سعود نے ان تمام بے اعتدالیوں کا اعتراف کر لیا۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ اہل طائف کو امان دینے کے بعد قتل کر دیا گیا۔ مساجد و آثار متبرکہ کے انہدام کے متعلق سید حبیب صاحب نے فرمایا کہ ہم نے ان مقامات کے فوٹو بھی حاصل کر لئے ہیں۔

ابن سعود نے جن مقامات کے انہدام کا نہ صرف اقرار ہی کیا ہے بلکہ اصرار کیا ہے کہ یہ سب کچھ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہوا ہے، یہ کہنا کہ ابن سعود ان افعال پر پشیمان ہیں سراسر جھوٹ ہے۔ ہمارے وفد کے پاس ابن سعود کی تحریر موجود ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہیں ان افعال پر فخر ہے۔ ہمارے وفد نے ابن سعود کو چیلنج دیا کہ وہ ہمارے ساتھ مناظرہ کریں اور ثابت کریں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے شریعت مطہرہ کے مطابق ہے مگر انہوں نے اس چیلنج کو نامنظور کیا۔ ہمارے پاس اس امر کے دلائل بھی موجود ہیں، ابن سعود کو کسی ہندوستانی والی ریاست کی طرح اتنا بھی اختیار نہیں کہ وہ دولت برطانیہ کے بغیر مشورہ کسی اجارے کی منظوری دے سکیں۔ ہمارے وفد کو طائف اور مدینہ جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷، ۲۴ رمئی ۱۹۲۶ء ص ۲۰، ۲۱]

بمبئی سے روانہ ہو کر وفد گیارہ مئی کو لکھنؤ پہنچا۔ جہاں خدام الحرمین کی مجلس مرکزیہ نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ اور اسی دن ایک جلسہ منعقد کیا گیا جو ۱۳ رمئی کی شام تک جاری رہا۔ اور پھر وفد لکھنؤ سے مراد آباد کے لئے روانہ ہو گیا۔ اخبار دبدبہ سکندری لکھتا ہے:

"لکھنؤ میں گیارہ مئی کو خدام الحرمین کا وفد پہنچا خدام الحرمین کی مجلس مرکزیہ نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اسی روز مجلس عاملہ خدام الحرمین کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس کا سلسلہ ۱۳ رمئی کو شام تک جاری رہا۔ ارکان وفد مولانا حسرت موہانی کے ساتھ تمام ہندوستان کا دورہ کر کے جلسہ منعقد کرائیں گے۔ جن میں ارکان وفد حجاز کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کریں گے۔ وفد مذکور مراد آباد جا رہا ہے وہاں سے دہلی اور لاہور جائے گا۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷، ۲۴ رمئی ۱۹۲۶ء ص ۲۱]

وفد لکھنؤ سے نکل کر ۱۳ رمئی کو دن کے دو بجے مراد آباد پہنچا جہاں انجمن اہل سنت و جماعت (جامعہ نعیمیہ) کے ذمہ داران حضرات، طلباء اور شہر کے معزز حضرات نے پرتپاک خیر مقدم کیا۔ رات کو جلسہ منعقد کیا گیا جس میں رئیس وفد فدائے ملت نے لوگوں کے سامنے حجاز مقدس کے روح فرسا حالات بیان کئے۔ منہدم مقامات و مزارات کے فوٹو بھی لوگوں کو دکھائے۔ رات بارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔ اخبار دبدبہ سکندری کی درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

"مراد آباد کے اخبار مخبر عالم سے معلوم ہوا کہ خدام الحرمین کا وفد لکھنؤ سے ۱۳ رمئی کو دو بجے دن کے بذریعہ ایکسپریس مراد آباد پہنچا انجمن اہل سنت والجماعت کے مقتدر اراکین وطلبا اور شہر کے بیشتر معززین

اصحاب نے اسٹیشن پر اس کا استقبال کیا۔ ۹ ربجے شب کے انجمن اہل سنت والجماعت کے جلسہ میں رئیس وفد مولانا سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست لاہور نے حجاز مقدس کے چشم دید اور جو معتبر ذرائع سے حالات معلوم ہو سکے وہ حالات اور نجدیوں کے مظالم کی تفصیل نیز ابن سعود کے ساتھ اپنی گفتگو اور خط و کتابت کے متعلق تفصیلی بیان کیا۔

اس کے بعد مولانا مختار صاحب صدیقی نے انہیں بیانات پر مفصل روشنی ڈالی۔ ارکان وفد اپنے ساتھ بہت سے ابن سعود کے دستخطی اہم کاغذات کے علاوہ ان مساجد و مقامات کے فوٹو بھی لائے ہیں جو منہدم ہوئے ہیں ان فوٹوؤں کی زیارت کرائی گئی۔

افسوس کہ بروقت کوشش کرنے سے ایک .... منہیات ہوئی۔ مگر اس نے کچھ کام نہ دیا۔ ورنہ فوٹو اس کے ذریعہ بخوبی نمایاں ہو پاتے اور آسانی سے تمام حاضرین جلسہ مستفید ہوتے۔ جلسہ میں تقریباً ڈھائی تین ہزار آدمیوں کا ہجوم تھا جو قریباً ۱۲ ربجے ختم ہوا۔''

[دبدبہ سکندری، ۱/۷، ۲۴ رمئی ۱۹۲۶ء ص ۲]

وفد خدام الحرمین کی رپورٹ کی تائید:

۱۵ رمئی کے ایک تار کے ذریعہ جمعیۃ خدام الحرمین کے صدر مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محلی نے وفد خدام الحرمین کی کارگزاریوں کو سراہتے ہوئے وفد کی جانب سے پیش کردہ رپورٹ کی تائید کی۔ نیز ان سب معاملات میں مولوی شوکت علی کی نامناسب روش اور جمعیۃ خلافت کا وہابیت کے ہاتھوں بک جانے کی مکمل کر مذمت کی۔ اور مولوی محمد علی، مولوی سلیمان ندوی جیسے افراد پر مشتمل وفد حجاز پر بے اعتمادی کی تجویز پاس کئے جانے کا ذکر کیا۔

اخبار لکھتا ہے:

''مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل صدر جمعیۃ خدام الحرمین لکھنؤ سے ۱۵ رمئی کو حسب ذیل تار دیتے ہیں۔ بحیثیت جمعیۃ خدام الحرمین میں مولانا شوکت علی صاحب غلط الزامات کو ٹوکے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدام الحرمین کو اماکن مقدسہ اسلامیہ کی حفاظت کے مقصد کو اس وقت ہاتھ میں لینا پڑا جب کہ جمعیۃ خلافت نے اپنے آپ کو وہابیت کے ہاتھ میں فروخت کر دیا۔ اور خود اپنے اصول کے برخلاف سلطان ابن سعود کی وساطت سے غیر مسلم اثر ہماری سرزمین اقدس پر قبول کر لیا۔ خدام الحرمین کا وفد انہیں دونوں نجدیوں کی تباہی انگریزی و قتل ہائے عام کے جن کا حجاز مقدس میں ارتکاب کیا گیا فوٹو اور ناقابل تردید ثبوت لے کر واپس آیا ہے۔ میں پورے طور پر اس سے آگاہ ہوں کہ (مولانا) شوکت علی صاحب کا شریعت اسلام کا علم کس قدر محدود ہے۔ لہٰذا میں یہ ان کو ثابت کرنے کے لئے چیلنج نہیں دیتا کہ قانون اسلام مساجد ماثر متبرکہ یا قبر کے اوپر بنے ہوئے قبوں کے بھی انہدام کی اجازت دیتا ہے۔ کاش کہ ارض مقدس کے عازم ہونے کے وقت وہ ایسے غلط

الزامات لگانے اور قبور کے انہدام کی اجازت دینے والے قوانین کا (جو اس سے پہلے دریافت نہیں ہوئے) اظہار کرنے سے باز رہتے۔ جب کہ وہ ارض مقدس حجاز کو روانہ ہونے کے وقت یہاں تک کھل کر اس کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر ہندو مسلم اتحاد کے لئے دعا مانگیں گے۔ تو کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ خود اتحاد ملت کی خاطر وہ یہ کہہ کر کہ اسلام میں قبور کے انہدام کی اجازت ہے مسلمانوں کو اشتعال نہ دلاتے۔

مجلس خدام الحرمین سے وفد خدام الحرمین کے رپورٹ پر بذریعہ ایک تجویز کے اعتماد ظاہر کیا گیا ہے اور جو وفد سید سلیمان صاحب ندوی مسٹر محمد علی صاحب وغیرہ کا موتمر مکہ کی شرکت کے لئے جا رہا ہے اس پر بے اعتمادی کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ اور کہا گیا ہے کہ وفد محض وہابی طبقہ کا نمائندہ ہے۔"

[دبدبہ سکندری، ۱۷،۲۴ مئی ۱۹۲۶ء ص ۲۱]

لاھور میں صدر وفد خدام الحرمین کا شاندار خیر مقدم اور مسجد وزیر خاں میں اجلاس:

اخبار الفقیہ صدر وفد کی سرزمین حجاز سے واپس لاہور پہنچنے کی خبر دیتے ہوئے لکھتا ہے:

۱۶ رمئی کی صبح کو وفد خدام الحرمین لاہور وارد ہوا۔ جہاں پر زور استقبال کیا گیا۔ ۱۷ رمئی کو مسجد وزیر خاں میں مولانا سید حبیب صاحب نے ایک تفصیلی تقریر کی جس میں حجاز مقدس کے حالات بیان کئے، نجدی مظالم کی تفصیل بیان کی اور حجاز مقدس میں وفد کی کارگزاریوں کا ذکر کیا۔ اخبار دبدبہ سکندری رام پور لکھتا ہے:

"لاہور ۱۶ رمئی آج صبح ۸ بج کر ۱۰ منٹ پر بمبئی میل میں فدائے ملت مولانا سید حبیب رئیس وفد خدام الحرمین الحجاز مصر اور یمن سے ہو کر واپس لاہور تشریف لائے۔"

[۲۸ رمئی ۲۶ء، ص ۱۱]

اخبار مزید لکھتا ہے:

"۱۶ رمئی کو صبح کے وقت بمبئی میل سے جناب مولانا سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور وصدر وفد حجاز خدام الحرمین تشریف لائے۔ اسٹیشن پر معزز اہالیان لاہور نے حضرت مولانا کا نہایت پر جوش و پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ آپ نے اہالیان لاہور کے اصرار پر ۱۷ رمئی کی شب میں مسجد وزیر خاں میں دس ہزار مسلمانوں کے مجمع میں حجاز کے عینی مشاہدات کی بنا پر ایک دلچسپ تقریر فرمائی۔ جس کا ضروری خلاصہ حسب ذیل ہے:

جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل وصدر جمعیت خدام الحرمین صدر جلسہ قرار پائے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ آج ان مساجد ومقابر ماثر کے عکس بھی بذریعہ عکسی لیپ دکھائے جائیں گے جو نجدی ظالموں نے حجاز مقدس میں کئے ہیں۔ سینما کی ذی روح تصاویر

جائز نہیں۔ اور گو مسجد میں غیر ذی روح تصاویر کا دکھانا بھی مستحسن نہیں۔ لیکن مقدس مقامات و مساجد کے نقشے اس غرض سے بنانا اور دکھانا کہ ان سے حق ظاہر ہو اور مسلمان متنبہ ہوں جائز ہے۔

جناب صدر کی تقریر:

زاں بعد صدر جلسہ چشتی صاحب نے وفد کی خدمات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جمعیت خلافت کی باطل پرستی پر اظہار افسوس کیا۔ اور فرمایا: کہ جمعیت خدام الحرمین نے اپنی چند روزہ ہستی میں مسلمانوں کی یہ عظیم الشان خدمت کی ہے۔ جو لوگ حنفی چشتی قادری بن بن کر مسلمانوں کو فریب دیتے اور اپنے مذہب کو چھپا کر مسلمان بھیڑوں میں بھیڑیوں کا کام کر رہے تھے ان سب کو الگ کر دکھایا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ آئندہ ایسے دھوکہ بازوں سے آگاہ رہ کر ان کے فریب سے بچیں۔

مولانا سید حبیب صاحب کی تقریر:

اس کے بعد اللہ اکبر کے نعروں میں مولانا سید حبیب صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ جس میں پہلے وہاں کے ابتدائی حالات بیان کرنے کے بعد کہا کہ ابن سعود نے ہماری خواہش پر منظور کر لیا تھا کہ جو سوال و جواب بھی ہو تحریری ہو۔ چنانچہ میرے پاس تحریری ثبوت موجود ہے جو آپ نے حاضرین کو دکھایا۔ جس پر ابن سعود کی مہر اس کے بیٹے کی خاتم اس کے نائب کے دستخط اور اس کے وزیر اعظم کی تصدیق موجود تھی۔ جب ابن سعود جواب سے عاجز آ گیا تو اس نے یہ لکھ کر بھیج دیا کہ میرے پاس ان کا کوئی جواب نہیں۔ پھر... حافظ وہبہ کو روانہ کیا جس سے زبانی گفتگو کے بعد شرائط صلح طے پائیں جو لکھ کر بھیج دی گئیں۔ دو دن جواب کے لئے مقرر تھے، لیکن چھ دن کے بعد ہمیں نکالا گیا۔ ہم اخراج کے دن اس کے مہمان تھے۔ اور جب ہم نے شاہی دعوت میں یا رسول اللہ کے نعرے لگائے تو نجدی بھنا اٹھے۔

دعوت میں ذی روح جانوروں کی تصاویر پر ہم نے اعتراض کیا تو ان کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ دعوت کے بعد حرم میں نماز پڑھنے پر ہمیں اخراج کا حکم ملا۔ اور پولیس کے زیر حراست ہمیں جدہ بھیج کر قید کر دیا گیا۔ جب اس نے شیخ سنوسی جیسے بزرگ کی سخت تذلیل کی ہے تو ہمیں اس اخراج کی کیا شکایت ہے۔ ابن سعود نے ہم پر سازش و غداری کے جھوٹے الزام لگائے۔ چنانچہ جن نجدیوں کے نام اس نے سازشی اعلان میں شائع کئے ان میں ابا بکر بالفقاہ کا نام بھی ہے۔ جو اس وقت بھی قاہرہ میں مقیم تھا، اور اب بھی ہے۔ ہم نے کوئی سازش نہیں کی اور ہمارے پاس سرمایہ بھی کافی تھا۔ چنانچہ ہم نے ابن سعود کے افسران کے سامنے صالح ہجوم سے ۲۰۵ پونڈ وصول کئے۔ ہم نے ابن سعود کے افسروں سے کہا کہ ہمارے پاس درجہ اول کے ٹکٹ ہیں مگر آپ ہندوستان کے جہاز کا انتظار کریں تو ہم قید و بند کی تکالیف اٹھالیں تا کہ مسلمانوں کا روپیہ برباد نہ ہو۔

اور آپ اگر اپنی مرضی سے ہمیں کسی دوسرے جہاز پر بھیجیں تو اخلاقاً و قانوناً آپ کا فرض ہے کہ ہمارا

کرایہ ادا کریں۔ جس پر افسروں نے اول درجہ کا ٹکٹ بھجوانے کا وعدہ کیا۔ مگر بھیجے دوسرے درجہ کے جن کو ہم نے اپنے خرچ پر اوّل درجہ کا کرایا۔

خیرات کا معاملہ:

ہم نے ۵۳ بوری غلہ اور پونے تین ہزار روپیہ ہندوستانی سوداگروں کی معرفت تقسیم کیا۔ ابن سعود کی خواہش تھی کہ یہ اس کی معرفت تقسیم ہوتا تا کہ اس کی وجہ سے حجازی اس کے جاسوس یا خادم بن سکیں۔ اس لئے اس نے زکوۃ معاف کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن ہم نے زکوۃ دینی پسند کی لیکن اس دخل دہی کو بُرا سمجھا۔

حجاز میں میں نے کیا دیکھا:

اس موضوع پر آپ نے فرمایا کہ مظالم طائف کے بیان کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ حافظ وہبہ نے ہم سے کہا کہ جو مظالم بھی آپ کے وہم وگمان تخیل میں آئیں سمجھ لیجئے کہ وہاں ہوئے۔ ابن سعود اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ اس کی فوج طائف میں اللہ اور ابن سعود کی امان جان و مال کا وعدہ لے کر داخل ہوئی۔ نجدیوں نے شہریوں کو دروازہ کھٹ کھٹا کر مکانات سے اتارا اور ہر مکان سے اترنے والے نے سلام کیا۔ لیکن سلام کے جواب میں گولی سے مار دیا گیا۔ اس کی رشتہ دار عورتوں سے اس کی لاش باہر پھنکوائی جس خاتون نے عذر کیا یا صل علی بھی کہا اس کو مار دیا۔ کنواری سید زادیوں سے بدکاری کی۔

ان کی شرمگاہوں میں تلوار مار کر ان کو ذبح کیا۔ ان کی چھاتیاں ٹٹولیں۔ اور پائجامہ کے سوا تمام کپڑے اتارے۔ بچے اور بوڑھوں کو تہہ تیغ کیا۔ ابن سعود کہتا ہے کہ میری فوج میں بدو مل گئے تھے اس لئے ان پر ہی ذمہ داری ہے۔ لیکن طائف والے کہتے ہیں کہ کوئی بدو نہیں آئے۔ اور اگر آئے بھی ہوں تو شب اول کے مظالم میں ان کو شریک سمجھ لیجئے۔

لیکن دو تین دن تک شہریوں کو جب ذلیل کیا اور بے آب و دانہ قید رکھا، متوفین کی لاشوں کو گدھوں سے کھنچوایا گیا، ان کو بے غسل و کفن جنازہ دفن کیا گیا، بیچا گیا، اور تاوان وصول کیا، تو اس میں کون سے بدو شریک تھے؟ یہ حرکتیں تو خاص نجدیوں کی ہی تھیں۔

ابن سعود نے اپنے قصور کو تسلیم کر لیا:

ابن سعود نے اپنے قصور کو تسلیم کر کے اپنی بریت میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تو بنی جذیمہ کی طرف خالد بن ولید کو بھیجا تو خالد نے بنی جذیمہ کو قتل کیا۔ لیکن جب ہم نے کہا کہ بنی جذیمہ باوجودیکہ کافر تھے مگر پھر بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی خبر لی۔ اور ہر قسم کی امداد کے لئے حضرت علی ..... کو بھیجا۔ انہوں نے اپنے فرض کو بہترین طریقے پر انجام دیا۔ اور آپ نے تو مسلمانوں کا قتل

کیا غنیمت لوٹا۔ یہ کہاں جائز ہے؟ اور خمس بھی وصول کیا۔ اس لئے آپ کیسے بری الذمہ ہو سکتے ہیں۔ جس کے متعلق اس نے لکھا کہ اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔

مساجد کی بربادی:

جو مسجدیں نجدیوں نے گرائی ہیں وہ یہ ہیں۔ طائف میں روضہ حضرت عبداللہ بن عباس کے ساتھ کی مسجد، مدینہ منورہ میں حضرت امیر حمزہ کی مسجد، مکہ میں مسجد کوثر، مسجد جبل نور، مسجد جن، مسجد کبش، مسجد ابو قبیس، مسجد بلال، ان میں سے آخری مسجد کی قدرے مرمت ہوئی ہے۔ اور کسی مسجد کی مرمت نہ ہوئی نہ ہو رہی ہے۔

مقدس مقامات اور قبریں:

نجدیوں نے مولد فاطمہ مولد نبوی مولد صدیق غار ابراہیم کو تباہ کر دیا ہے۔ دار ارقم یعنی جہاں حضرت عمر ایمان لائے تھے اس کو بند کر دیا تھا۔ اب سنا ہے گرا دیا ہے۔ مولد علی کرم اللہ وجہہ بند کر دیا ہے۔ حضرت امیر حمزہ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت آمنہ خدیجہ حضرت ابو طالب حضرت حوا حضرت میمونہ کے مقبروں کو توڑ دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ ہزار ہا اور مقبریں توڑے گئے ہیں۔ روضہ خدیجۃ الکبریٰ میں پیشاب کرنا گولیاں چلانا اور ان کو گالیاں دینا ثابت ہے۔

دینی بحث:

ابن سعود کے ہندی حامی کہتے ہیں کہ ابن سعود کو مقدس مقامات و مزاروں کے گرانے کا افسوس ہے، یہ جھوٹ ہے۔ بلکہ اس کو افعال شنیعہ پر ناز ہے وہ ان کو شریعت کے مطابق جانتا ہے۔ اس نے ہم سے دو خطوط میں دلیل شرعی طلب کی کہ اس کا یہ فعل ناجائز ہے؟ اس پر ہم نے بحث کے لئے ایک عالم نجد کو طلب کیا، تو ابن سعود بھاگ گیا۔ اور اس خط کی یاد دہانی کے باوجود اب تک جواب نہیں آیا۔

مذہبی آزادی چھین لی:

مکہ معظمہ اور جدہ میں ترحیم و صلاۃ بند ہے۔ حرم میں لوگوں کو پیٹا جاتا ہے۔ مقدس مقامات کی زیارت کو جانے والے گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ فاتحہ خوانی کی اجازت نہیں۔ مقدس مقامات پر بول و براز کیا جاتا ہے۔ سگریٹ اور تمباکو پر ابن سعود محصول وصول کرتا ہے۔ مگر ان کے پینے والوں کو اس قدر پیٹا جاتا ہے کہ وہ نیم مردہ ہو جاتے ہیں۔ کتاب دلائل الخیرات کو جس میں درود شریف لکھے ہوئے ہیں پاؤں کے تلے روندا جاتا ہے۔"

[دبدبہ سکندری، ۳۱ رمئی ۱۹۲۶ء ص ۵، ۶]

جمعیة خدام الحرمین کی طرف سے ارض حجاز و جیران رسول کے لئے دعا:

جمعیۃ خدام الحرمین پنجاب نے حجازیوں پر نجدیوں کے جور وستم کے خاتمہ کے لئے مسلمانوں سے روزہ رکھنے، نماز نفل ادا کرنے اور دعا کرنے کی درخواست پیش کی۔ ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر:

''جمعیت خدام الحرمین پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۹ رجولائی ۲۶ء صوبہ بھر کے وہ مسلمان جنہیں خدا کے برگزیدہ رسول (فداہ ابی وامی) اور ان کے اہل بیت سے کچھ بھی الفت ہے روزہ رکھیں۔ مل کر یا فرداً فرداً نفل پڑھیں۔ اور دعا کریں اللہ جل شانہ ارض حجاز و جیران رسول اکرم ﷺ کو نجدیوں کے ظلم ناروا سے بچائے۔ امید ہے کہ ہر شہر کے مسلمان اس درخواست پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ خادم حبیب معتمد اعلیٰ جمعیت خدام الحرمین پنجاب لاہور)''

[الفقیہ: ۷ رجولائی ۱۹۲۶ء ص ۴]

جمعیة خدام الحرمین پنجاب کا سالانہ اجلاس:

حجاج کرام نے جب گنبد خضریٰ کے انہدام کا اندیشہ ظاہر کیا تو جمعیت خدام الحرمین پنجاب نے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیا۔ اور عوام و خواص کو یکجا کر کے اس کے حل کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کے لئے لاہور میں ایک سالانہ اجلاس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اخبار لکھتا ہے:

''بہت سے حاجیوں نے ہی خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ابن سعود حجاج کی واپسی کے بعد گنبد خضراء کے اتروانے کی فکر میں ہے نعوذ باللہ۔ قبر کے پختہ رکھنے تبہ بنانے یا نہ بنانے کے بارے میں گو ہم مختلف الرائے ہوں لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں کہ یہ گنبد ہم سب کے دلوں کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور ہے۔ اس لئے اس کو بچانا ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔

مگر سب سے ضروری ہے چیز یہ ہے کہ اس جدوجہد میں ہم سب متحد ہوں۔ للہ سعودیت و شریفیت کے نام چھوڑئے سب محمدی بن کر ان کے گھر کو بچائیے۔ جن کے آپ اور ہم سب کہلاتے ہیں۔ گنبد خضراء کی ہم کیسے محافظت کر سکتے ہیں؟ اور حلقہ بگوشان آقائے نامدار کو کیسے منظم کر سکتے ہیں؟ یہ سوالات ہیں جن کا حل اکتوبر ۱۵، ۱۶، ۱۷ ر کو لاہور میں منعقد ہونے والے جلسہ میں کیا جائے گا۔ اس احتجاج دینی میں ملک کے بہت سے نامور و ممتاز اہل الرائے اصحاب کی تشریف آوری کی قوی امید ہے۔ مسلمانان پنجاب کو چاہیے کہ ان بزرگان قوم کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کے لئے رکنیت مجلس استقبالیہ قبول فرمائیں۔ چندہ رکنیت مجلس استقبالیہ صرف دو روپے ہے۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام ناظم اعلیٰ جمعیت خدام الحرمین نزد دفتر سیاست لاہور ہونی چاہیے۔ (ناظم جمعیت خدام الحرمین پنجاب)''

[الفقیہ: ۲۱ رستمبر ۲۶ء ص ۱۰]

اجلاس کی تفصیلی روداد:

۱۵ را اکتوبر سے ۱۷ را اکتوبر تک بریڈ لا ہال لاہور میں مسلسل اجلاس ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں سامعین حاضر آئے۔ اور دانشوران قوم بھی خاصی تعداد میں شریک اجلاس ہوئے۔ حالات حجاز پر تفصیلی بیانات ہوئے۔ اور اجلاس میں ابن سعود کے مظالم کے خلاف صدائے حق بلند کرنے، التوائے حج اور کئی اہم قراردادوں کو منظور کیا گیا۔

علامہ عبدالباری لکھنوی کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔ اجلاس میں شریک نہ ہونے والے ارباب علم و دانش کے خطوط پڑھے گئے۔ حجاز مقدس میں وفد جمعیت خدام الحرمین کی کارگزاریوں کو بیان کیا گیا۔ اور وفد کی پیش کردہ رپورٹ سے متعلق تائیدات و تاثرات پیش کیے گئے۔ الفقیہ اخبار میں اس اجلاس کی تفصیلی روداد شائع کی گئی ہم من وعن اسے نقل کردیتے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔ اخبار لکھتا ہے:

"۱۵، ۱۶، ۱۷ را کتوبر کو بریڈ لا ہال لاہور میں آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا سالانہ اجلاس کوئی ۹ ربجے شروع ہوا۔ وسیع بریڈ لا ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ امرتسر قصور اور دیگر مقامات سے متعدد مہمان آئے۔ کانفرنس کے لنگر میں کم و بیش تین سو مہمانوں کا کھانا پکتا ہے۔ جو لوگ اپنے اہتمام و انتظام سے ٹھہرے ہوئے ہیں ان کی تعداد بھی قریب قریب اتنی ہی ہوگی۔ جلسہ گاہ میں ۵ ہزار سے کم آدمی کسی وقت میں بھی موجود نہیں رہے۔ اور اکثر حاضری ۷، ۸ ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ وائسرائے کی آمد آمد دسہرہ کی رونق اور بخار کی کثرت کی وجہ سے حاضری پھر بھی توقع سے کم رہی۔ جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہابیوں نے شہر میں مشہور کر رکھا تھا کہ داخلہ کا ٹکٹ دو روپے میں ملتا ہے۔

افتتاح:

جلسہ کے افتتاح سے قبل متعدد حضرات نے نعتیں پڑھیں لیکن اجلاس کی ابتداء تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ آل نبی اولاد علی حضرت مولانا حافظ محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری کی صدارت میں کام شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات حسرت آیات کے متعلق ذیل کی قرارداد صاحب صدر نے پیش کی، جو بالاتفاق پاس ہوئی۔ اور سب نے حضرت صدر کے حکم کے بموجب ایک دفعہ الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اس کا ثواب مرحوم کی روح کو بخشا۔ اور سب نے مل کر دعائے مغفرت کی۔ قرارداد کے الفاظ یہ ہیں۔

آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا یہ جلسہ حضرت مولانا عبدالباری علیہ الرحمۃ کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و ملال کا اظہار کرتا ہے۔ ممدوح نے اسلام اور مسلمانوں کی جو متعدد خدمات کیں وہ ہر لحاظ سے بے نظیر و بے مثال تھیں۔ اور مسئلہ حجاز میں مسلمانان ہند کی جو رہنمائی حضرت مولانا غفران مکان نے کی اس کے

لئے تمام مسلمانان حضور موصوف کے گرویدۂ احسان ہیں۔ یہ جلسہ ممدوح کے جانشین حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی مدظلہ العالی اور دوسرے اقرباء و احباب سے ان کے اس ناقابل تلافی نقصان پر اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کو یقین دلاتا ہے کہ تمام ہندوستان کو حضور ممدوح کے انتقال پر ملال سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

حجاز کانفرنس لکھنؤ کا شکریہ:

اس کے بعد حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب خلف حضرت مولانا پیر عبدالکریم صاحب ساکن راولپنڈی نے ایک سبق آموز تقریر کی اور ذیل کی قرارداد پاس ہوئی۔

آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا یہ جلسہ لکھنؤ کی آل انڈیا حجاز کانفرنس کی اس دعوت کو لبیک کہتا ہے کہ کانفرنس مذکور کی قراردادوں کو جمعیت خدام الحرمین جامۂ عمل پہنائے۔ اور اس اعتبار اور اعتماد کے لئے کانفرنس مذکور کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

دہلی کے مشہور کارکن مولانا عبدالمجید صاحب مہتمم مدرسہ نعمانیہ اور علامہ تاج الدین احمد تاج کی زبردست تائیدی تقریریں ہوئیں۔ اور قرارداد بالاتفاق پاس ہوئی۔

پیامات:

اس موقع پر صاحب صدر کے حکم سے مولانا حامد رضا خان صاحب قبلہ نوری رضوی بریلوی کا پیام برق سنایا گیا کہ ممدوح اپنی اور اپنی بیگم صاحبہ کی علالت کی وجہ سے شامل اجلاس نہیں ہو سکے۔ لیکن جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ حاضرین نے حضرت صدر کے ارشاد پر دعا کی کہ خدائے قدوس ممدوح اور ان کی بیگم صاحبہ کو صحت کامل و عاجل و آجل عطا فرمادے۔ آمین۔ پھر مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی رئیس گدیہ آنریری جنرل سیکریٹری مرکزی جمعیت خدام الحرمین کا خط سنایا گیا۔ ممدوح بھی علالت کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ اور انہوں نے بھی جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا کی تھی۔ ازاں بعد حکیم ابو یوسف اصفہانی اور کئی اور حضرات کے پیامات ہمدردی پڑھے گئے۔

وفد حجاز کا شکریہ:

اس کے بعد حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی خادم الخدام جمعیت مرکزیہ خدام الحرمین لکھنؤ نے ذیل کی قرارداد پیش کی۔

آل انڈیا خدام الحرمین کا یہ جلسہ جمعیت خدام الحرمین کے وفد الی الحجاز کے تمام اراکین کا بالعموم اور مولانا سید حبیب مدیر سیاست رئیس وفد کا بالخصوص شکریہ ادا کرتا ہے۔ ان کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتا، ان

کے حوصلے اور دلیری کی داد دیتا، اور ان کی مجسم صداقت رپورٹ کی تائید کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ آج معاملات حجاز پر اس رپورٹ سے زیادہ معتبر وثوق اور کوئی تحریر موجود نہیں۔ حضرت مولانا سید فضل شاہ صاحب قبلہ سجادہ نشین جلال پور شریف و رئیس مجلس استقبالیہ نے مولانا محمد جامع صاحب سیکریٹری جمعیت خدام الحرمین کانپور نے اور مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری نے اس قرارداد کی تائید کی۔

تمام حضرات نے وفد کی ہمت دلیری اور شجاعت کی داد دی۔ اور بیک زبان رئیس وفد یعنی فدائے ملت مولانا سید حبیب کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ جو دلیری جو بسالت جو بے جگری سید صاحب نے ظاہر کی ہے اس کی مثال قرون اولیٰ کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔ سید صاحب نے مسلمانان ہند پر وہ احسان کیا کہ ان کا شکریہ ادا کرنا ممکن ہی نہیں۔ قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

التوائے حج کی تحریک:

اس کے بعد یہ تجویز کہ آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا یہ جلسہ لکھنؤ کی حجاز کانفرنس کی قراردادوں کی تائید کرتا ہے۔ اور مسلمانان ہند کو بالخصوص اور مسلمانان عالم کو بالعموم مشورہ دیتا ہے کہ وہ التوائے حج کی تحریک پر عمل کر کے ابن سعود علیہ ما علیہ کو مجبور کریں کہ وہ ارض حجاز کو اپنے ناپاک جسم سے پاک کر دے۔ بشرطیکہ علماء کرام فتویٰ دیں کہ التوائے حج بحالات موجودہ جائز ہے۔ یہ کانفرنس جمعیت مرکزیہ سے توقع کرتی ہے کہ وہ جلد ایسا فتویٰ حاصل کر کے شائع کرے گی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب قادری بدایونی نے پیش کی۔

آپ نے جب گنبد خضریٰ کے دیدار کعبۃ اللہ کے طواف کے شرف سے چندے جبر و کراہت محروم رہنے کا مشورہ مسلمانوں کو دیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو برس رہے تھے۔ اور آپ کی تقریر سے وہ درد، وہ رنج اور ملال ٹپکتا تھا کہ در و دیوار متاثر ہو رہے تھے۔ حاضرین کے رومال آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ آپ نے جب من استطاع الیہ سبیلا پر بحث کرتے ہوئے یہ بتایا کہ آج زر و مال اور جان سے زیادہ عزیز شے یعنی ایمان حجاز میں لٹ رہا ہے تو حاضرین زار و قطار روئے۔ آپ کی تائید میں حضرت مولانا قاری شاہ سلیمان پھلواری نے ایک نہایت ہی رقت انگیز تقریر کی۔ جس کی تائید مولانا مولوی کریم الدین رئیس نے کی۔ اور قرارداد منظور کی گئی۔

ابن سعود پر انگریزوں کی غلامی کا الزام:

آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا یہ جلسہ ان الزامات کی تائید کرتا ہے جو حجاز کانفرنس لکھنؤ نے ابن سعود پر لگائے ہیں۔ اور اس میں اتنا اضافہ ناگزیر سمجھتا ہے کہ اس اجلاس کی رائے میں یہ بات ناقابل انکار شہادت سے ثابت ہو چکی ہے کہ ابن سعود غیر مسلموں کا غلام ہے۔ اس کی وجہ سے نصاریٰ کو حجاز میں دخل حاصل ہوا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی حجاز میں اس کی سیادت ہرگز ہرگز گوارا نہیں کی جائے گی،

الفاظ بالا میں ایک قرارداد حضرت مولانا حسرت موہانی، سید حبیب، مولانا محمد داؤد امرت سری، مولانا صبغۃ اللہ شہید انصاری لکھنوی، اور مولانا ظہور احمد صاحب... نے تائید کی اور بدلائل قاطع و براہین ساطع ثابت کر دیا کہ ابن سعود انگریزوں کا غلام ہے۔ اور اس کے بیٹے کو حال ہی میں ستارۂ ہند کا خطاب ملا ہے اس پر نفرت ظاہر کی گئی ہے اس کے بعد صاحب صدر جلسہ کی طرف سے ذیل کی تین (تجاویز پیش کی گئیں)

پنجاب میں دار العلوم کھولا جائے:

آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا جلسہ جمعیت خدام الحرمین یہ پنجاب لاہور سے استدعا کرتا ہے کہ وہ ایک دار العلوم پنجاب میں جاری کرنے کے وسائل اختیار کرے۔ جہاں عقائد صحیحہ کی تعلیم دی جائے۔ اور جس کی شاخیں ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہوں۔

وفد حجاز کی رپورٹ پنجاب میں شائع کی جائے:

آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا یہ جلسہ جمعیت خدام الحرمین پنجاب لاہور سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جمعیت کے وفد حجاز کی رپورٹ اور صدر کے وفد کا روزنامچہ کا ضروری اقتباس جلد سے جلد شائع کرے۔

حکام ریلوے کے ظلم کے خلاف احتجاج:

مسلمانان ہند کا یہ اجتماع عظیم حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے کی اس روش کے خلاف زبردست صدائے احتجاج بلند کرتا ہے کہ وہ مسلمان ملازمین کارخانہ ریلوے کو اوقات کارخانہ میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور جو مسلمان نماز پڑھتے ہیں ان پر ظلم روا رکھا جاتا ہے۔ اور نماز جمعہ کے لئے جو مسلمان جاتے ہیں وہ مزدوری وضع کر لی جاتی ہے۔

التواء:

چونکہ اب بارہ بج چکے تھے اس لئے ڈھائی بجے تک جلسہ ملتوی کر دیا گیا۔

سہ پہر کا اجلاس اہم قراردادوں کی منظوری:

یہ اجلاس ۳ بجے شروع ہوا.............حضرت علامہ تاج الدین احمد صاحب تاج نے مظالم نجد پر ایک نظم پڑھ کر حاضرین کو آٹھ آٹھ آنسو رلایا...............

اخبارات کے متعلق مشورہ:

آل انڈیا خدام الحرمین کا یہ جلسہ سیاست لاہور ہمدم لکھنؤ نشتر لاہور میونسپل گزٹ لاہور مبلغ دہلی پیشوا دہلی الفقیہ امرت سر ائیس لدھیانہ اور دوسرے ایسے اخبارات کی جو حجاز کے مسئلہ میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی

کر رہے ہیں خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کی حوصلہ افزائی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور زمیندار مسلم آؤٹ لک اور دوسرے ایسے اخبارات سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیتا ہے جو باطل کی حمایت اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ مولانا محمد حسین صاحب دہلوی اور مولانا محمود صاحب گنجوی کی تائید کے بعد یہ قرارداد پاس ہوئی۔ مولانا شیر نواب کی تحریک بے حد موثر تھی۔

جزیرۃ العرب میں غیر مسلم مداخلت:

آل انڈیا جمعیت خدام الحرمین کا یہ جلسہ مسلمانان ہند کے اس عزم مصمم کا پھر اعلان کرتا ہے کہ مسلمان جزیرۃ العرب میں کسی غیر مسلم خلافت کی بالواسطہ یا بلاواسطہ مداخلت کو قبول نہیں کر سکتے۔
قرارداد بالا مولانا باقر علی صاحب نے ایک فاضلانہ تقریر کے بعد پیش کی۔ آپ کی تائید میں مولانا حاجی رب نواز خاں صاحب قصوری حاجی کرم الٰہی صاحب وکیل سیالکوٹ مولوی محمد سلیمان صاحب امرت سر اور سید ابوالحسن صاحب سہارنپوری نے زبردست تقریریں کیں۔ اور قرارداد قبول ہوئی۔

مبلغین کا تقرر:

منشی دین محمد صاحب ایڈیٹر میونسپل گزٹ لاہور نے ایک فاضلانہ تقریر کے بعد ذیل کی قرارداد پیش کی آل انڈیا خدام الحرمین کا یہ جلسہ مرکزی جمعیت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مبلغین مقرر کرے جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں جا کر وہابی پروپیگنڈا کی تردید کریں۔
سید بڈھے شاہ صاحب رئیس اعظم امرت سر میاں محمد شریف صاحب رئیس اچھرہ اور مولانا ظہور احمد صاحب ساکن بھیرہ کی تائید کے بعد یہ قرارداد بھی منظور ہوئی اور جلسہ بعد دعا دوسرے روز صبح ۸ بجے تک ملتوی رہا۔

۷ راکتوبر کی کارروائی:

والی افغانستان کے پاس وفد روانہ کرنے کے متعلق مولانا عبدالحمید صاحب دہلوی نے (تجویز) پیش کی۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔
آل انڈیا جمعیۃ خدام الحرمین کا یہ جلسہ ضروری سمجھتا ہے کہ معزز مسلمانوں کا ایک وفد ہندوستان کا دورہ کرے۔ جو بالخصوص مسلم والیان ریاست کی خدمت میں بھی حاضر ہو۔ اور ایک اور وفد یا کئی وفود مختلف ممالک اسلامی کو جا کر وہاں کے مسلمانوں کو معاملات حجاز کی طرف متوجہ کریں۔ اور کوئی متحدہ لائحہ عمل پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ جلسہ اصحاب ذیل کا وفد شاہ افغانستان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نامزد کرتا ہے۔ اور اس کا انتظام مولانا سید حبیب صاحب مدیر سیاست کے سپرد کرتا ہے۔

وفد اپنا صدر خود منتخب کرے گا۔

مولانا قطب الدین صاحب عبدالوالی صاحب لکھنؤ

مولانا عبدالقدیر صاحب بدایوں

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب

حضرت فضل شاہ صاحب جلالپور

حضرت صاحبزادہ پیر ضیاء الدین صاحب سیال شریف

مسٹر مشیر حسین قدوائی لکھنؤ

مولانا سید حبیب صاحب لاہور

صاحبزادہ حافظ عبدالرحمن راولپنڈی

ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب

اس ریزولیوشن کی تائید میں مولانا محمد جامع کانپور خواجہ نظام الدین صاحب بدایوں

خواجہ محمد اعظم صاحب رئیس لدھیانہ

مولوی اللہ دین صاحب ہوشیار پوری

ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب رئیس لدھانہ

اور ملک محمد الدین صاحب آوان ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاء الدین نے تقریریں کیں۔

خواجہ محمد اعظم اور ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب نے حجاز کے نہایت دردناک واقعات بیان کئے۔ اور فرمایا کہ ابن سعود نے علی الاعلان کہا تھا کہ جتنے حاجی آئے ہیں یہ محمد علی شوکت علی یا خلافت کمیٹی یا علمائے حدیث کے ارسال کردہ نہیں آئے بلکہ ظفر علی خان کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ میں نے ظفر علی پر احسان کیا اس نے میری خدمت کی۔ ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ کہ جب آپ نے رشوت دے کر جنت المعلی میں جانے کی اجازت لی۔ اور وہاں جا کر ایک نجدی سے استصواب کیا کہ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کہاں ہے؟ تو وہ آپ کو ایک گڑھے پر لے گیا اور اس میں پیشاب کرنے لگا اور کہا کہ یہی وہ قبر ہے جس کی تم پوجا کرتے تھے۔

متحدہ ریاستہائے عرب:

اس کے بعد فدائے ملت مولانا سید حبیب کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: کہ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ حجاز حجازیوں کے لئے ہے تو مخالفین شور کرتے ہیں کہ حجاز حجازیوں کے لئے ہے تو پھر شام شامیوں عراق

عراقیوں اور یمن یمنیوں کے لئے ہوا۔ اس طرح جزیرۃ العرب کی طاقت منتشر ہو جائے گی۔ اور ضرورت ہے متحدہ عرب کی۔ یہ خیال صحیح ہے لیکن تاریخ عرب کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ عرب کبھی کسی کا غلام نہیں بنا۔ اور اگر اس نے ترکوں کی طرح کسی بیرونی حکومت کو چندے گوارا بھی کرلیا ہو تو بھی اس نے کبھی دوسرے عرب ملک کی حکومت کو انگیز نہیں کیا۔ ناممکن ہے کہ والی نجد یا امام یمن بادشاہ عراق یا والی حجاز کے ماتحت تمام خطہ ہائے عرب متحد ہو سکیں۔ اس کی واحد صورت یہی ہے کہ ہر خطہ عرب آزاد ہو۔ اور سب مل کر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی طرح متحدہ ریاستہائے عرب بنالیں۔ چنانچہ آپ نے ذیل کی تحریک پیش کی۔

اہم ترین قرارداد یں:

آل انڈیا خدام الحرمین کا یہ جلسہ حجاز اور جزیرۃ العرب کے دوسرے حصص کی کامل اندرونی آزادی کا موید اور ان سب کو متحدہ ریاست ہائے جزیرۃ العرب کی سلک میں منسلک دیکھنے کا متمنی ہے۔ اس کی تائید میں حضرت مولانا مولوی سید مراد علی شاہ صاحب رئیس اعظم و سجادہ نشین کوٹلی شریف اور مولوی محمد صاحب قادری لائلپوری نے کی۔

اور قرارداد اللہ اکبر کے نعروں میں منظور ہوئی۔ (اور پھر اس کے بعد تیسری قرارداد خفیہ مراسلات سے متعلق پیش کی گئی۔ اور آخر میں دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا)"

[الفقیہ: ۲۱، ۲۸ را کتوبر ۲۶ء ص ۸،۵]

وفد خدام الحرمین کی رپورٹ کی بابت تفصیلی بیان:

وفد خدام الحرمین کی طرف سے حجاز کے حالات، مشاہدات، مصدقہ واقعات پر مشتمل سرگزشت حجاز کے نام سے ایک رپورٹ پیش کی گئی۔ ناظم جمعیت ہذا نے اسے ترتیب دیا۔ اور اسے جمعیت خدام الحرمین کی طرف سے شائع کر دیا گیا۔ اخبار الفقیہ میں اس رپورٹ کا خلاصہ بیان کیا گیا جسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔ اخبار لکھتا ہے:

"ابن سعود کے مظالم اگرچہ اب پایہ تصدیق کو پہنچ گئے ہیں۔ ابتدائی ایام میں جب ان مظالم کی اطلاع ہندوستان میں پہنچی تو حامیان ابن سعود نے ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ بدقسمتی سے علی برادران بھی دھوکے میں آ کر اکثر مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنے کے مرتکب ہو گئے۔ وفد خلافت بسرکردگی مسٹر ظفر علی ایڈیٹر زمیندار حجاز کو گیا۔ مگر مسلمانان ہند کی اکثریت کو اس وفد پر اعتبار نہ تھا۔ کیوں کہ شاہدرہ کے جلسہ میں مسٹر ظفر علی مذکور نے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا تھا کہ ہم ابن سعود کی حمایت اور ہاتھ بٹانے کو جارہے ہیں۔

اس لئے جمعیۃ خدام الحرمین نے فوراً اپنا وفد بھیجنے کی تجویز کی۔ اور ایک وفد بسرکردگی سید حبیب شاہ

صاحب مالک اخبار سیاست لاہور حجاز کو روانہ کر دیا گیا۔ وفد کے حالات مشاہدات و نتیجہ تحقیقات اس سے پہلے عام طور پر اخبارات کے ذریعہ سے پبلک تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر چہ یہ واقعات مصدقہ اور مسلمہ ثابت ہو گئے تھے۔ مگر اس پر بھی ملک کو باقاعدہ رپورٹ کا انتظار تھا تا کہ جمعیۃ کی طرف سے رپورٹ ایک مستند ذریعہ قرار پائے۔

چنانچہ سرگزشت حجاز کے نام سے جمعیۃ خدام الحرمین کی طرف سے ایک مفصل روئداد و رپورٹ شائع ہوگئی۔ جس کو ناظم اعلیٰ جمعیۃ موصوفہ نے مرتب فرمایا ہے۔ ہم نے اس روداد کو غور سے پڑھا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ جو بیانات ابن سعود کے پہلے شائع ہو چکے تھے وہ سب صحیح ہیں۔ اور ان میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وفد کی اس رپورٹ کے خلاف ممکن ہے کہ اور وفود کی رپورٹ شائع ہو لیکن مسلم پبلک ایسے بیانات پر اعتبار کرنے کے لئے قطعاً تیار نہ ہوگی، جو وفد خدام الحرمین کے خلاف ہوں۔ کیوں کہ وفد خدام الحرمین نے زبانی یا سنی سنائی باتوں کی بنا پر کچھ نہیں لکھا بلکہ حسن اتفاق سے وفد نے ابن سعود کو پہلے اس امر پر راضی کر لیا تھا کہ زبانی کوئی بات نہ ہو بلکہ تمام معاملات بذریعہ تحریر تکمیل پذیر ہوں۔ وفد کا ہر بیان نجدی سرکاری تحریروں کی بنا پر ہے۔ اس لئے بمقابلہ دوسرے وفد کی تحریروں کے بہی زیادہ تر مستند اور قابل اعتبار ہے۔

اسی رپورٹ میں وہ اصل خط و کتابت تمام و کمال نقل کر دی گئی ہے جو وفد اور ابن سعود کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اردو خواں حضرات کے لئے مقابل کے کالم میں اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ بعض مآثر مو الد و مزارات مساجد منہدمہ کے فوٹو دیئے گئے ہیں۔ جن سے سماعی امور سے استغنا حاصل ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے ان میں ایک فوٹو اس وقت کا بھی ہے جب کہ انگریزی نمائندہ دسر پرسی کاکس نے ابن سعود کے سینہ پر تمغہ اسٹار آف انڈیا کو زینت دی تھی۔ جس سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ ابن سعود مثل ہندوستانی ریاستوں کے گورنمنٹ آف انڈیا کے ماتحت ہے۔ اگر چہ اختیارات میں کچھ مزید حاصل ہو گیا ہو۔ اور یہ ماتحتی براہ راست گورنمنٹ برطانیہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ اگر ایسا ہوتا تو بمقابلہ ہندوستانی ریاستوں کے اس کی عزت کچھ زیادہ قرار دی جاتی۔ اس کا ثبوت اس عہد نامہ سے ہوتا ہے جو گورنمنٹ آف انڈیا کے نمائندہ اور ابن سعود کے مابین ہوا تھا جو اس رپورٹ میں معہ ترجمہ شامل ہے۔ اس کو چوں کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے تصدیق کیا ہے گورنمنٹ گریٹ برٹن نے نہیں کیا اس لئے یہ امر مصدق ہو گیا۔ وفد اور ابن سعود کے مابین جو خط و کتابت ہوئی اور جو اس رپورٹ میں درج ہے اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وفد کے اعتراضات کا کوئی جواب ابن سعود کے پاس نہیں۔ بلکہ لطائف الحیل سے صرف ٹال مٹول کی کوشش کی گئی ہے آخر عاجز آ کر یہ حربہ اختیار کیا گیا کہ ارکان وفد کو قید کر کے زبردستی مصر کی طرف روانہ کر دیا۔ وفد نے جس ایمانداری جرات سے اپنے فرائض کو انجام دیا ہے اس کے لئے ارکان وفد مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جزاهم الله خير الجزاء۔

مسٹر ظفر علی نے خدا کے گھر میں جا کر ایمان کو فروخت کر دیا۔ شائد اس لئے کہ اس کے مذہب میں اب

خدا کعبہ سے لندن چلا گیا ہے۔ چنانچہ اس کا تصنیف شعر ہے۔

بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں

وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کر لیں گے

مگر وفد خدام الحرمین نے اپنا قیمتی ایمان ٹکوں پر فروخت نہیں کیا۔ خدا ہر مسلمان کو ایمان کے سلامت رکھنے کی توفیق دے۔ ایمانداری سے جو کام کیا جائے اس کا نتیجہ ضرور اچھا ہوتا ہے۔ اس رپورٹ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ وفد نے ایک سخت غلطی کی تھی۔ مگر چونکہ وفد کی نیت نیک تھی اور ایمانداری کو ہاتھ سے نہیں دیا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کا نتیجہ بھی بہترین صورت میں پیدا کیا۔ وہ یہ کہ وفد جو غلہ مساکین حجاز میں تقسیم کرنے کے لئے لے گیا تھا، اس پر قانوناً محصول چونگی کا ادا کرنا ضروری تھا۔ وفد نے یہ غلطی کی کہ اس محصول کی معافی کی درخواست کر دی، حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ اس معمولی رقم چونگی کے لئے ابن سعود کا ممنون احسان ہونا ہمارے نزدیک بری بات تھی۔

مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابن سعود کو وفد کی غلطی سے بھی فائدہ اٹھانے کی توفیق نہ دی۔ بلکہ اس نے یہ جواب دیا کہ اگر غلہ ہمارے سپرد کر دو اور ہمیں اختیار دیدو کہ جس طرح چاہیں خرچ کریں تو محصول چونگی معاف ہوسکتا ہے۔ وفد چوں کہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ ابن سعود مساکین حجاز کو اس میں سے ایک دانہ بھی نہ دے گا، اگر ان کو کچھ دینے کی نیت ہوتی تو اہل حجاز پر ظلم وستم ہی کیوں روا رکھتا۔ وہ تو سب کچھ خود رکھتا ہے یا نجدی شیاطین کا اس سے پیٹ بھرتا ہے۔ اس لئے وفد نے شرط کو نامنظور کرتے ہوئے محصول چونگی ادا کر دیا۔ اگر وفد یہ غلطی نہ کرتا اور ابن سعود سے معافی محصول کی درخواست نہ کرتا تو اس پر یہ الزام ہی نہ آتا کہ اس نے محصول چونگی لے لیا۔ بلکہ اگر کوئی اس کی شکایت بھی کرتا تو وہ کہہ دیتا کہ مجھ سے کب معافی محصول کا مطالبہ ہوا۔ اگر وفد معافی محصول کے لئے درخواست کرتا تو میں ضرور معاف کر دیتا۔ مگر خدا کا شکر ہزار ہزار شکر ہے کہ وفد کی ایماندارانہ غلطی بھی ابن سعود کے لئے باعث ذلت ورسوائی ہوئی۔ اور اب وہ کوئی بہانہ بھی نہیں کرسکتا۔ بہر حال یہ رپورٹ کامل، مکمل اور مفصل ہے اور مستند بھی۔ اس لئے کہ ابن سعود اور اس کے ذمہ دار افسروں کی خط وکتابت پر مبنی ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس رپورٹ لیں اور کتاب سرگزشت حجاز کا مطالعہ ضرور ہی فرمائیں۔

قیمت ۶/ علاوہ محصول ڈاک۔ ملنے کے پتے: دفتر مرکزی جمعیۃ خدام الحرمین لکھنؤ معتمد جمعیۃ خدام الحرمین صوبہ پنجاب لاہور۔"

[الفقیہ: ۲۸ ستمبر ۲۶ء ص ۲]

صوبہ بنگال کلکتہ میں خدام الحرمین کی شاخ:

وفد جمعیت خدام الحرمین کی حجاز مقدس میں کی جانے والی کارکردگی سے اہالیان ہند کافی خوش اور مطمئن تھے۔ اسی لئے جا بجا لوگ اس جمعیت سے وابستہ ہونے لگے۔ شہر در شہر جمعیت کی شاخیں قائم ہونے لگیں۔ اسی میں سے ایک شاخ کلکتہ میں قائم ہوئی۔ مولوی صوفی ابوبکر صاحب پیر بنگالہ اس کے صدر بنائے گئے اور مولانا مصباح الدین صاحب نائب صدر منتخب ہوئے۔ مجلس کی اس شاخ کے قیام کی خبر دیتے ہوئے مجلس ہذا کے جنرل سیکرٹری حافظ عبدالحق کلکتوی، اخبار الفقیہ کے نام ارسال کردہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

''جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

جناب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کل بتاریخ ۹ر جنوری یوم یکشنبہ بوقت شب ایک جلسہ علما و شرفا شہر کلکتہ کا بر مکان جناب حافظ محمد رفیع باری صاحب بصدارت جناب مولانا مولوی صاحبزادہ شاہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین بارکپور منعقد ہوا۔ یہ تجویز پیش ہوئی کہ حجاز مقدس کی خوفناک اور دردانگیز حالت کے واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجلس خدام الحرمین کی ایک شاخ کلکتہ میں فوراً قائم کر دی جائے اور وہ شاخ صوبہ بنگال میں مکمل طور سے کام کرے۔ چنانچہ تمام شرکائے جلسہ نے اس تجویز پر اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور نہایت خلوص و محبت و مستعدی کے ساتھ اپنی خدمات کو پیش کیا۔ اس لیے اسی جلسہ میں شاخ قائم کر دی گئی۔ جس کے صدر مولانا مولوی صوفی ابوبکر صاحب پیر بنگالہ، نائب صدر جناب مولانا مصباح الدین صاحب اور جناب مولانا شاہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین بارک پور جناب مولانا سید شاہ عبد اللہ صاحب برکتی، جناب مولانا عظیم اللہ صاحب، جناب مولانا شاہ راحت حسین صاحب، جناب حافظ محمد رفیع باری صاحب دہلوی نیز ممبران مجلس عاملہ و سیکرٹری و خازن وغیرہا کا تقرر ہو کر رات بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ اور آج سے باقاعدہ کام شروع ہو گیا۔''

راقم (جنرل سیکرٹری خدام الحرمین حافظ عبدالحق صوبہ بنگال کلکتہ، جنوری یوم دوشنبہ)

[۲۱ر جنوری ۱۹۲۷ء ص ۹]

تو نے پورا کر دیا جو فرض تھا انسان کا:

مشتاق امرت سری کی طرف سے وفد خدام الحرمین کی کارگزاریوں پر منظوم خراج عقیدت بھی ملاحظہ کریں:

وفد آیا ہے مسلمانان ہندوستان کا	اس کا استقبال کرنا چاہئے اک شان کا
حبذا اھلاً و سھلاً مرحبا وفد حجاز	تو نے سب ظاہر کیا احوال عربستان کا
احمد مختار فضل اللہ اور سید حبیب	ہند ہے ممنون دل سے آپ کے احسان کا

آپ نے سب نجدیوں کے رکھ دیے بخیے ادھیڑ — سچ اگر پوچھو تقاضا ہے یہی ایمان کا
آ رہی ہے خونِ مظلومانِ طائف کی صدا — ہے یہ نقشہ کربلا کے جنگ کے میدان کا
نجدیوں نے جو ستم ڈھائے ہیں ان کے سنتے ہی — کانپ اٹھتا ہے جگر پہلو میں ہر انسان کا
تیرا آنا اپنے سر آنکھوں پہ اے وفدِ حجاز — تو نے پورا کر دیا جو فرض تھا انسان کا
ہاں وفودِ سابقہ کا جانتے ہیں حال سب — جس نے نجدی بنک میں بیمہ کیا ایمان کا
ایک نجدی کا موافق ایک نجدی کا خلاف — ہے بیاں سچا ظفر یا مولوی عرفان کا
ہے یہ ارشادِ نبی اس میں نہیں کچھ بھی کلام — نجد سے ہو گا ہویدا سینگ اک شیطان کا
کیا کہیں مومن سے مومن خس کرتا ہے وصول — نجدیو! دکھلا تو دو کیا حکم ہے قرآن کا
بحث پر جب ہو گئے آمادہ تھے سید حبیب — تنگ یکسر ہو گیا تھا قافیہ سلطان کا
تین دن تک تھا حراست میں مسلمانوں کا وفد — کر دیا اچھا ادا حق سنت نعمان کا
مصر کیا ہندوستان کیا نجد کیا اور کیا عراق — جس کو دیکھو ہے ثنا خواں شاہ انگلستان کا
لطف تو جب تھا کہ ہوتے ان مقاموں کے سفیر — ریف کا ترکی کا افغانوں کا یا ایران کا
موتمر اسلامیہ میں وہ نہیں مشتاقِ لطف — بو کی صورت اڑ رہا ہے رنگ چنستان کا

[الفقیہ: ۲۸؍مئی ۲۶ء، سرورق]

حجازی وفد جمعیت الاحرار کا دورۂ ہند:

نجدی دسیسہ کاریوں کے سدباب کے لئے حجاز مقدس کی ایک جمعیت بنام حزب الاحرار نے مورچہ ہاتھ میں لیا۔ جمعیت کی جانب سے ہر چہار جانب وفود روانہ کئے گئے تا کہ لوگوں کو ابن سعود کی شاطرانہ چالوں اور حجازیوں پر ہونے والے مظالم سے آگاہ کیا جا سکے۔ اور حجازیوں کی مدد کے لئے تیار کیا جا سکے۔ ایک وفد ہندوستان بھی وارد ہوا۔ ہندوستان کے متعدد مقامات کا دورہ کیا۔ حالات حجاز بیان کر کے لوگوں سے حجازیوں کی مدد کرنے کی اپیل کی۔ شہر مرادآباد میں صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین محدث مرادآبادی کے دردولت پر بھی اس وفد نے حاضر ہو کر قیام کیا۔ شہر میں اجلاس بھی منعقد ہوا۔ جس میں وفد نے اپنی آمد کے اسباب بیان کئے۔ السواد الاعظم مرادآباد، میں درج حسب ذیل تحریر ملاحظہ فرمائیں:

"نجدیوں کی پیہم غیر منقطع ستمگاریوں سے مجبور ہو کر حجازیوں کی جمعیت حزب الاحرار نے فیصلہ کر دیا کہ وہ اپنی زندگی کے لمحات کو تخلیص حجاز مقدس کی جدوجہد میں صرف کر کے رہیں گے۔ اس مقصد کے لئے حزب موصوف کی جمعیت نیابیہ یمنہ کی جانب سے مسلمانان عالم سے گفت وشنید کرنے کے لئے وفود بھیجے گئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی ایک وفد دورہ کر رہا ہے۔ جو دو معزز ارکان پر مشتمل ہے۔ اور اس کے رئیس جناب سید محمد

حسین دباغ صاحب ہیں۔ اس وفد کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانان عالم کو نجدیوں کی شوریدہ سری سے باخبر کر کے بتادے کہ حالات اس درجہ پہنچ چکے ہیں جنہوں نے حجازیوں کے لئے خاموش بیٹھنا ناممکن کر دیا ہے۔

اور وہ تخلیص وطن کے لئے دم آخر تک سرگرم رہنے پر مجبور ہیں۔ اپنے وطن کی تخلیص اور اپنے دین و عزت جان و مال کا استحفاظ یقیناً ان کا حق۔ ہے اور اس کے لئے وہ جس قدر جدوجہد کریں گے اس میں حق بجانب ہوں گے۔ کوئی منصف ان کو مورد الزام نہ قرار دے سکے گا۔ یہ وفد اس لئے دورہ کر رہا ہے تاکہ مسلمان باخبر ہو کر واقعات پر منصفانہ نظر ڈال سکیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ حریف کے اغوا یا پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر وہ عربوں کی نسبت کسی بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں۔ یہ وفد بڑی عزت و تکریم کے ساتھ دورہ کر رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو حالات سے باخبر کرنے میں مستعدی سے کام لیتا ہے۔ کسی قسم کا چندہ طلب نہیں کرتا۔ مصیبت زدگان حجاز کے لئے مالی اعانت کی شدید ضرورت ہے اس کی طرف مسلمانوں کو خود توجہ چاہئے۔ یہ محترم وفد چار دسمبر کو مراد آباد وارد ہو کر حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دولت کدہ پر مقیم ہوا۔ اور پانچ دسمبر کی شب میں مخصوص مسلمانوں کے ایک جلسہ خاص میں اس نے اپنے مقاصد کا اظہار کیا۔ چھ دسمبر کی صبح کو وہ دہلی روانہ ہو گیا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان عربی مہمانوں کا عزت و احترام کے ساتھ خیر مقدم کریں۔ اور ان کے مقاصد کو بغور سنیں۔ اور جواب مناسب سے ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدا وہ دن لائے کہ حجاز کی مقدس سرزمین نجدی مردم آزار دشمنان ملت سے پاک ہو۔ اور حجازی اس کی تخلیص کا ارادہ کریں تو مسلمانان عالم کو بڑے حوصلہ کے ساتھ مالی خدمت اپنے ذمہ لینا چاہئے کہ حجاز کی تخلیص تنہا حجازیوں ہی کا فرض نہیں ہے۔"

[السواد الاعظم، جمادی الاخری ۱۳۴۶ھ ص ۱۲، ۱۳]

وفد حجاز و وفد جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی کا مکالمہ:

۲ رجولائی ۱۹۲۵ء کو حجاز مقدس سے ایک وفد ہندوستان پہنچا جمعیۃ علمائے صوبہ بمبئی کے وفد نے اس حجازی وفد سے ملاقات کر کے حجاز مقدس کے حالات جاننے کی کوشش کی۔

جسے مکالمہ کے حوالے سے اخبار الفقیہ میں شائع کیا گیا ملاحظہ فرمائیں:

س ۱: کیا آپ کے پاس حزب وطنی حجازی یا امیر علی جن کے نائب ہو کر آپ یہاں آئے ہیں کوئی باضابطہ سند یا اجازت نامہ ہے؟

ج: ہاں حزب وطنی حجازی جو اُمت حجازیہ کی قائم مقام ہے، اس کی باضابطہ سندیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

س ۲: کیا حزب وطنی حجازی تمام اہالیان حجاز کی نیابت کرتی ہے؟

ج: جی ہاں! وہ تمام اُمت حجازیہ کی نیابت کرتی ہے۔

س ۳: شریف حسین کا عزل منجانب قوم تھا یا کسی بیرونی اثر کے ماتحت؟

ج: شریف حسین محض اُمت کے مطالبہ پر دست بردار ہو گئے اور اس میں قطعی طور پر اُمتِ حجازیہ کے سوا کسی کا ذرا بھی اثر نہ تھا۔

س ۴: حکومت برطانیہ کے ساتھ شریف علی کے تعلقات کس طور پر قائم ہیں؟

ج: ملک علی اور موجود حکومت کے تعلقات حکومت برطانیہ کے ساتھ بعینہ وہی ہیں جو دوسری اجنبی حکومتوں کے ساتھ ہیں۔ اور یہ وہ تعلقات ہیں جو ایک خودمختار حکومت کے دوسری خودمختار حکومت کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔

س ۵: موجودہ حکومت شخصی ہے یا دستور؟

ج: ماہ ربیع الاوّل میں جب انقلاب ہوا۔ تو اُمت نے امیر علی کی بیعت اس شرط پر کی کہ وہ دستوری نیابی شرعی حکومت کے بادشاہ ہوں۔ چنانچہ جب سے حکومت قائم ہوئی ہے وہ تمام علماء و اعیانِ اُمت کے مشورہ کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ البتہ نمائندوں کا انتخاب اور مجلس نائبین کی اُسی وقت عمل میں آسکتی ہے جبکہ اس سرزمین کے وہ حصے جو دشمنوں کے ہاتھ میں جاچکے ہیں، واپس لیے جائیں۔ اور خدا کے حکم سے جس وقت یہ آفت ناگہانی دور ہوگئی تو اُس وقت یہ باتیں عمل میں لائی جائیں گی۔ اور فی الحقیقت حکومت اس کارروائی کے لیے پابند ہے۔ اور اس کو سرکاری طور پر وزیر خارجہ نے اپنے خط میں ظاہر کر دیا ہے۔ جو اس نے جمعیت خلافت ہندیہ کے وفد جدّہ کو تحریر کیا تھا۔

س ۶: حکومت امیر علی اُن معاہدات کے متعلق کیا خیال رکھتی ہے جو اُن کے والد اور اجنبی حکومتوں کے درمیان قرار پائے تھے۔

ج: سرکاری طور پر کوئی معاہدہ اُن کے والد اور کسی اجنبی حکومت کے درمیان نہیں ہوا تھا۔ البتہ چند وعدے ان کے اور حکومتِ برطانیہ کے درمیان تھے۔ جن کا کسی طور پر ملک پابند نہ تھا۔ اور یہ روشن و واضح ہو چکا ہے کہ باضابطہ طور سے معاہدہ پر دستخط کرنے کے لیے پوری جدوجہد کی گئی۔ لیکن بیکار۔ اس سے یہ صاف عیاں ہے کہ ان کوششوں کے قبل سرکاری طور پر کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ اور موجودہ حکومت نے سرکاری طور پر یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ کسی گذشتہ عہد و پیمان کی ذمے دار نہیں ہے۔ جس پر کسی معترض نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور یہ اس کے کسی معاہدہ کی ذمے داری سے برأت اور اس کی پاک دامنی و نیک نیتی کی کافی دلیل ہے۔ اور اس کا دامن پاک ہے۔ اور اس کی نیت اچھی ہے۔ اگرچہ اس راہ میں اس کو سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

س ۷: بالفرض! حکومت امیر علی نے کوئی بھی معاہدہ نہیں کیا تو پھر کونسلوں کو جدّہ میں کیوں اور کس بنا پر رہنے

دیا گیا۔

ج: جدہ میں کونسلوں کے رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حکومت موجودہ اور اُن حکومتوں کے درمیان جن کے یہ کونسل ہیں، کوئی معاہدہ بھی ہوا ہو۔ اور ہم یقینی طور پر بتائے دیتے ہیں کہ وہاں اس قسم کی کوئی بات نہیں ہیں۔ اور گذشتہ حکومت کا جو طریقہ تھا وہ یہ تھا کہ کوئی معتمد (ایجنٹ) یا کونسل میں کسی حکومت کا بھی جب جدّہ میں اپنا کونسل خانہ قائم کرنا چاہتا تھا تو جب تک وہ حکومت عربی ہاشمی کی خودمختاری کا اقرار نہ کرلیتا تھا، نہ اس کو مانتے تھے اور نہ اس کے اعتماد کے کاغذ کو منظور کرتے تھے۔

س ۸: کیا امیر علی حکومت کی تمام دولت اور سامانِ جنگ پر قابض ہوگیا؟

ج: ہاں شریف حسین کی دست برداری کے وقت حسب دستور سب چیزیں اس کے قبضہ میں آگئیں۔

س ۹: وہ کیا اسباب ہیں جنہوں نے ابنِ سعود کو حجاز پر حملہ کرنے کی طرف مائل کیا۔ اور شریف حسین طائف کی مدافعت کیوں نہ کرسکے؟

ج: ابنِ سعود نے حجاز پر جو حملہ کیا وہ صرف فتح مندی اور ملک گیری کی ہوس سے کیا۔ اور اسی کے ضمن میں یہ بھی کہ بے دست و پا رعایا کی دولت ہاتھ لگے۔ وہ مسلمانوں کو اصل حقیقت سے پردے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس کے ثبوت میں ہمارے صحیح اور واضح دلائل موجود ہیں۔ ہاں طائف میں مدافعت نہ کرنے کے متعدد اسباب ہیں، جن میں سے یہ بھی ہے کہ حملہ بے خبری میں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے گذشتہ حکومت کوئی فوجی بندوبست نہ کرسکی۔ اور خوں ریزی نہ ہونے کے لحاظ سے یہی بہتر سمجھا کہ وہ طائف سے واپس آجائے۔

س ۱۰: حکومت کے مکہ مکرمہ سے چلے آنے کے کیا اسباب تھے؟

ج: جس وقت مقام ہدی (مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مشہور کرئی پہاڑی کے ایک بالائی حصے کا نام ہے) پر جنگ ہوئی۔ اور خدا کو منظور ہوا کہ فوجی نظام کے ماتحت فوج واپس آجائے۔ اور اُمتِ حجازیہ کو جب یہ پتہ چل گیا کہ موجودہ قوت مکہ مکرمہ کی مدافعت کرنے کے قابل نہیں ہے تو اس نے مشہور انقلاب کردیا۔ اور امیر علی سے بیعت کرلی۔ اس کے بعد اُمتِ حجازیہ نے ابنِ سعود اور تمام عالم اسلامی کو تار دیئے۔ تاکہ وہ ایسی صورت اختیار کریں جس سے بلد الحرام میں خوں ریزی نہ ہو۔ اُمتِ حجازیہ نے حزب وطنی کی زبان سے اور ملک علی نے اپنی طرف سے ابنِ سعود اور اس کی فوج کے سپہ سالاروں کو جو طائف میں تھے، خطوط لکھے۔ لیکن انہوں نے ان خطوط کو پھاڑ ڈالا۔ اور التوائے جنگ اور کسی قسم کی صلح سے انکار کردیا۔ اور عملی طور پر ان کا لشکر طائف سے مکہ مکرمہ کی طرف بڑھا۔ چنانچہ حزب وطنی کے اعضاء جدہ میں جمع ہوکر ملک علی سے بذریعہ ٹیلی فون یہ گفتگو کرتے رہے کہ کیا صورت اختیار کرنی چاہیے۔ اور بالآخر بحث و تدقیق کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ مکہ مکرمہ سے فوراً

واپس ہو جائیں تاکہ حرم شریف میں خون نہ بہے۔ اور تاکہ مکہ مکرمہ میں مدافعت کرنے سے وہاں کی کمزور رعایا پر وہ مصیبتیں نہ ٹوٹ پڑیں جو طائف میں آئیں۔ لہٰذا مکہ کی سلامتی اسی میں دیکھی گئی کہ امیر علی اور اس کی قوت وہاں سے جدہ ہٹ آئے۔

س ۱۱: کیا ابن سعود نے حملہ حجاز میں حکومت برطانیہ سے کچھ امداد حاصل کی؟

ج: ابن سعود اور برطانیہ میں جو تعلقات ہیں وہ ہم کو اور ہر اس شخص کو جس نے کچھ بھی اس پر غور کیا معلوم ہیں لیکن انہوں نے اس جنگ میں کیا مدد لی ہم کو نہیں معلوم۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی اچھی طرح جانتا ہے۔

س ۱۲: اگر اکثر مسلمانانِ ہند چند شروط کے ساتھ شریف علی کی امارت کو مان لیں تو کیا موجودہ حکومت (حجاز جدہ) اُن پر کاربند ہوگی؟

ج: حکومت کی صرف یہ غرض ہے کہ مقدس ملک محفوظ رہے۔ لہٰذا ہر وہ شرط جو ملک کی خود مختاری کو ٹھیس نہ لگاتی ہو، ہم اس پر مباحثہ کرنے اور اس کو ماننے کے لیے تیار ہیں۔

س ۱۳: صحیح طور پر نجدیوں کے مظالم کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں۔ اور کس طرح آپ نے معلوم کیا ہے؟

ج: ان کے مظالم کی کوئی حد نہیں اور نہ شمار۔ اور ہماری معلومات خود بیتے ہوئے واقعات، مشاہدات اور متواتر خبروں پر مبنی ہیں۔ جس میں شک کو ذرا بھی گنجائش نہیں۔ اگر ان مظالم کو گنانے بیٹھیں تو اس کے لیے ضخیم دفاتر اور کافی وقت درکار ہوگا

س ۱۴: آپ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ شریف حسین میدان میں آنا خلیفۃ المسلمین پر خروج تھا یا نہیں؟

ج: ہم چاہتے ہیں کہ گذشتہ اُمور پر گفتگو نہ کریں۔ کیوں کہ گذشتہ زمانہ کے واقعات کا سوال ایک ہی شخص سے ہوسکتا ہے۔ اور کوئی بات جو پہلے واقع ہو چکی ہے خواہ وہ اچھی ہو یا بُری۔ اس کے سوا کسی دوسری شخص پر عائد نہیں ہوتی۔ اور اب وہ شخص ملک سے دستبردار.........اب وہ جانے اور اس کا خدا۔

س ۱۵: ضرور آپ جانتے ہوں گے امیر علی اپنے باپ کے خروج کی حرکات میں شریک و معاون تھے، جس کے بعد وہ ولی عہد اور امیر مدینہ مقرر ہوئے؟

ج: ہم نے سابقہ سوال میں توضیح کردی ہے۔ یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور ملک علی کے مدینہ میں رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس حرکت سے متفق تھے۔ وہ مدینہ منورہ میں بحیثیت ملکی امیر کے تھے۔ اور اپنی امارت کے زمانہ میں جو کچھ انہوں نے وہاں کیا وہ بتا رہا ہے کہ حق الوسع بھلائی کے دلدادہ ہیں۔ وہ سرکاری طور پر ولی عہد نہیں مانے گئے۔

اور نہ ان کو قوم نے اس بنا پر پسند کیا ہے کہ وہ ولی عہد تھے۔ اور نہ اس خیال سے کہ وہ شریف حسین کی اولاد میں سے ہیں۔ بلکہ ملک کی حالت پر خوب غور کرنے کے بعد اور جان کر کہ ملک کی حفاظت اس کی

سلامتی اور وہاں عدل اور شریعت اسلامیہ قائم رکھنے کے لیے ایک شخص میں جن صفات کا ہونا ضروری ہے ان میں موجود ہیں۔ ان باتوں کے لحاظ سے ان کو منتخب کیا گیا۔ ۱۰ رذی الحجہ ۱۳۴۳ھ جولائی ۱۹۲۵ء

(دستخط) رئیس وفد حجازی (دستخط) رئیس وفد جمعیۃ''

[۲۸ رجولائی ۱۹۲۵ء، ص ۶،۵]

نجدی وفد ہندوستان میں:

جولائی ۱۹۲۵ء میں ایک اور وفد حجاز سے ہندوستان پہنچا۔ یہ وفد تحقیق کے مطابق نجدی وفد تھا مگر اسے ابن سعود کے حواریوں نے حجازی بنا کر پیش کیا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیا جاسکے۔ ۲۲ر جولائی ۱۹۲۵ء کو یہ قصور وارد ہوا۔ اس وفد نے مذہبی احزاب اسلام امرت سر کے جلسے میں شرکت کی۔ اور حجاز مقدس کے حالات بیان کیے۔ ان کے بیان سے ابن سعود کی حمایت وطرفداری ظاہر تھی جسے سمجھنے میں لوگوں کو کسی وضاحتی بیان کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی آخر میں لوگوں نے ان سے چند سوالات کے جوابات طلب کیے۔ جس سے ان کی اصلیت بالکل کھل کر سامنے آگئی۔ اخبار لکھتا ہے:

''سنا جاتا تھا کہ نجدیوں کا ایک وفد مذہبی احزاب اسلام امرت سر کے جلسے میں شریک ہوا ہے۔ مگر یار لوگ یہی اُڑاتے رہے کہ یہ لوگ جانب دار ہیں (باوجودیکہ اخبار زمیندار نے ان کو ابن سعود نجدی کے آدمی تسلیم کیا ہے یہ وفد مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۲۵ء کو قصور پہنچا۔ اور تین چار خاص الخاص آدمی استقبال کے لیے اسٹیشن پر گئے۔ اور نہایت احترام سے استقبال کیا۔ شہر میں منادی ہوئی۔ مکہ مکرمہ سے چار عرب آئے ہیں جو وہاں کے چشم دید حالات بیان کریں گے۔ اور ان کا نجدیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر اہلِ شہر کو حقیقت کا علم ہوچکا تھا۔ اس لیے صرف تین چار سو آدمیوں کا مجمع ہوا۔ پرانی منڈی میں جلسہ منعقد ہوا۔ کسی ممتاز شخصیت نے صدارت قبول نہ کی۔ ایک اسلامیہ مدرسہ کے مدرس کو صدر بنایا گیا۔ جلسہ شروع ہوا۔ ایک صاحب شافعی عالم ہیں۔ انہوں نے بھی تقریر کی تھی۔ باقی تین معزز اصحاب ہیں۔

میں ان کو دفتر زمیندار لاہور سے ساتھ لایا ہوں۔ حالانکہ وفد کے ایک دو آدمی اردو بول سکتے تھے۔ مگر تقریر عربی میں کی گئی۔ اور صدر صاحب ترجمہ کرتے گئے۔ بیان کیا گیا کہ مکہ میں اب ہر طرح امن ہے (مگر صرف صحیح الخیال مسلمان نہیں بلکہ تقریباً کل آبادی مکہ مکرمہ سے ہجرت پر مجبور ہوئی) ایسا انتظام صدیوں میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ ایک حنفی مفتی مقرر کردیا ہے۔ ابھی تک چاروں مصلے اپنی حالت پر قائم ہیں (اللہ تعالیٰ آیندہ بھی محفوظ رکھے۔ آمین) حقہ، سگریٹ وغیرہ کوئی پی نہیں سکتا۔ مشہور مزاروں اور مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبے گرادیے گئے ہیں۔ کیوں کہ وہ ان کو بدعت سیہ سمجھتا ہے۔ سلطان ابنِ سعود کوئی نئی روش اختیار نہیں کریں گے بلکہ اپنے جدِ امجد محمد بن عبدالوہاب کے نقش قدم پر ہی چلیں گے۔ مکہ مکرمہ کے لوگ سخت

تنگی کی حالت میں ہیں۔ ان کی امداد کرنی چاہیے وغیرہ۔

اگرچہ اس تقریر سے ہی لوگوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ وفد نجدیوں کا ہے۔ اور اس بات کا بھی پورا یقین ہو گیا تھا کہ ابنِ سعود پکے غیر مقلد (وہابی) ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کے حامیوں کی زبان سے ہی کہلوا دیا کہ سلطان ابنِ سعود اپنے جدّ امجد محمد بن عبدالوہاب کے نقشِ قدم پر ہی چلیں گے۔

مگر مزید تشریح اور اطمینان کے لیے وفد سے چند اُمور دریافت کیے گئے جو بصورت سوال و جواب درج ذیل ہیں:

سوال: امرت سر میں صرف دو وفد آئے تھے ایک ابن سعود کی طرف سے۔ دوسرا حجازی۔ جیسا کہ اخبار سیاست اور شیخ صادق حسن صاحب بیرسٹر کے بیان سے معلوم ہوا ہے۔ آپ کا امیر علی سے تو تعلق نہیں؟ کیا آپ ابنِ سعود کے نمائندے ہیں؟

جواب: ہمارا ابنِ سعود سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ کو معلوم ہے اخبارات ہمیشہ سچ نہیں لکھا کرتے۔ (خوب! گویا شیخ صادق حسن صاحب وغیرہ سب جھوٹ کہتے ہیں)

سوال: اگر آپ ابنِ سعود کی طرف سے نہیں آئے تو کیا کسی جمعیت نے آپ کو نمائندہ بنا کر بھیجا ہے؟

جواب: نہیں! ہم اپنے آپ آئے ہیں۔

سوال: مکہ مکرمہ سے کب روانہ ہوئے؟ کون سے جہاز سے اور کس تاریخ کو بمبئی پہنچے؟

جواب: (پہلے تو ٹال مٹول کی باتیں ہوتی رہیں مگر زیادہ اصرار پر بیان کیا کہ ۷ ارشعبان کو مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے۔ بذریعہ کشتی وغیرہ عدن پہنچ کر میل اسٹیمر سے ۷ رشوال کو بمبئی پہنچے۔

سوال: بمبئی میں کن کن لوگوں سے ملے؟ ۷ رشوال سے ۲۱، ۲۲ رذی الحجہ تک کہاں رہے؟ کیوں کہ آپ کے وجود کا علم بذریعہ اخبارات امرت سر کے جلسے پر ہی ہوا ہے۔

جواب: مسافر خانہ میں ٹھہرے اور مولانا شوکت علی سے ملے۔

سوال: آپ نے اپنے خاص مقصد مالی امداد حاصل کرنے کے لیے کیا کوشش کی اور کتنا چندہ جمع کیا؟

جواب: (کوئی معقول جواب نہ دے سکے صرف یہ کہا کہ) بمبئی میں ایک جلسہ ہوا۔ بعد ہماری تقریر کے اصل غرض پیش ہوئی۔ جس پر گڑبڑ مچ گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ (جیسا قصور میں ہوا)

سوال: جب اور قبّے گرا دیے گئے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبد مبارک نہ گرایا جائے گا؟

جواب: اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے (اس کے متعلق تو صاف جواب موجود ہے کہ ابنِ سعود اپنے جدّ امجد محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر ہی چلے گا۔ اور ابنِ عبدالوہاب کا قول اظہر من الشمس ہے کہ جب تک (معاذ اللہ) یہ بڑا بت (روضۂ مبارک) دنیا میں موجود ہے، بت پرستی دور نہیں ہو سکتی۔ سب سے پہلے اس کو گرانا چاہیے) نعوذ باللہ من ذٰلک۔

سوال: ایک انسان دوسرے انسان کے خیالات اور گذشتہ روش سے اندازہ کر سکتا ہے کہ آئندہ اس کا طریق کیا ہوگا۔ کیا آپ قیاس اور اندازہ نہیں کر سکتے کہ مدینہ منورہ پر قبضہ ہونے کی حالت میں گنبد مبارک محفوظ رہے گا۔

جواب: ہم عالم الغیب نہیں۔

سوال: آج سے پہلے مسلمان بادشاہ مکۂ معظمہ کی خدمت کرتے رہے اور بڑے بڑے علما موجود رہے۔ ابنِ سعود سے قبل کسی کو یہ نہ سوجھا کہ قبہ بنانا بدعتِ سیئہ ہے۔ اگر بدعتِ سیئہ ہے تو کیا علما نے بھی اس کے خلاف آواز اٹھائی؟ یا آج ہی بدعت بن گئی؟

جواب: ندارد۔

سوال: آپ کا اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ کیا سب قبے گرا دینے چاہئے؟

جواب: یہ فتویٰ کسی حجازی یا ہندوستانی مفتی سے پوچھا جا سکتا ہے۔

سوال: آپ بھی عالم ہیں۔ جب آپ کی زبان چند آدمیوں کے سامنے نہیں کھل سکتی تو آپ ابنِ سعود کے سامنے کیسے اظہارِ حق کر سکتے ہیں؟ جہاں اس کی حکومت کی تلوار آپ کے سر پر بے نیام ہوگی۔ آپ کو اس جگہ تو کم از کم صاف گوئی سے کام لینا چاہیے۔

جواب: ہم جھگڑا کرنے نہیں آئے۔ (سابقہ سوالوں کے جواب میں بھی یہ لفظ وقتاً فوقتاً استعمال ہوتے رہے)

سوال: کیا مکۂ معظمہ میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہنے کی اجازت ہے؟

جواب: آج کل نہیں۔

حاضرینِ جلسہ تو پہلے ہی متنفر ہو رہے تھے۔ بڑی مشکل سے خاموش کرایا جاتا تھا۔ اس سوال و جواب کے بعد حقیقت واضح ہو گئی۔ لوگوں نے اس کے بعد جلسہ کی حاضری گوارا نہ کی اور اٹھ کر چلے گئے۔ جلسہ مجبوراً برخاست ہو گیا۔

حضرات ناظرین! آپ پر واضح ہو گیا کہ ابنِ سعود نجدی کے حمایتی اخبارات جو گلا پھاڑ پھاڑ اس حقیقت پر پردہ ڈال رہے تھے کہ ابنِ سعود وہابی نہیں۔ اس نے کوئی قبہ نہیں گرایا اور نہ ہی مذہب میں کسی قسم کی مداخلت کی گئی ہے۔ ذرا چشم بصیرت کھولیں اور انصاف کریں کہ ''مدعی سست گواہ چست'' والا مقولہ ان پر صادق آتا ہے یا نہیں؟

ابن سعود کے آدمی تو خود اقبال کریں کہ قبے گرا دیے گئے۔ اور یہ حضرات لوگوں کی آنکھوں میں خاک دھول ڈال کر دن کو رات بنانے کی کوشش کریں۔ انتظام مکہ مکرمہ کے متعلق اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ سوائے نجدیوں کے یا ان کے خوشامدیوں وظیفہ خواروں کے وہاں اور کوئی وجود ہی نہیں تو پھر حسنِ انتظام کی تعریف کیوں نہ ہو۔

نیز وفد کا اپنا بیان ہی خوبیٔ انتظام پر کافی دلالت کرتا ہے کہ اہلِ مکہ بھوک اور پیاس سے سخت تنگی کی حالت میں ہیں۔"

نوٹ: یہ مضمون اخبار الفقیہ، ہمدرد، ہمدم، میدنہ، سیاست، زمیندار، الجمعیۃ کو بھیجا گیا ہے۔ دیکھیں کون کون سا اخبار بموجب تقاضائے ایمانداری اس کو شائع کرتا ہے۔

فقط (بشیر احمد شہر قصور، ضلع لاہور)"

[الفقیہ: ۷/ اگست ۱۹۲۵ء، ص ۴، ۵]

باب ﴿۱۶﴾

نجدی مظالم کی پردہ پوشی میں ہندوستانی نجدی ایجنٹوں کی ناپاک کوششیں

maablib.org

پوری دنیا میں ابن سعود کا مکروہ چہرہ پہچانا جا چکا تھا۔ حرمین پر تسلط سے لے کر اہل حجاز پر مظالم اور انہدام مقابر و مآثر تک کے سارے حالات تفصیلی نہ سہی اجمالی طور پر تو لوگوں تک پہنچ ہی چکے تھے۔ مسلمانوں پر ایک ہیجانی کیفیت طاری تھی۔ عالم اسلام میں ماتم برپا تھا۔ ہر طرف ابن سعود کی برائی بیان کی جا رہی تھی۔ اہل حجاز پر نجدی مظالم کی مذمت میں کسی طرح کی کوئی کسر نہیں چھوڑی جا رہی تھی۔ ایسی صورت حال میں ہر مسلمان کا فرض بنتا تھا، کہ میدان عمل میں اتر کر طاقت بھر ابن سعود کے خلاف آواز حق بلند کرے۔ لیکن افسوس کچھ زر ہوس ایسے بھی تھے جو ابن سعود کے سارے جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

مدیر اخبار الفقیہ لکھتے ہیں:

"یوں تو شیاطین نجد کے ظلم و ستم کو چھپانے کی جو ناپاک کوششیں حامیان شیاطین کی طرف سے جاری ہیں۔ ان سے اکثر سیدھے سادے مسلمان دھوکے میں پڑ کر اپنا دین و ایمان برباد کر رہے ہیں۔ ان شیاطین الانس نے نجدی پروپیگنڈا کو جس انداز سے اٹھایا ہے اس سے بیرون ہند پر بھی برا اثر پڑ رہا ہے۔ اگرچہ اس سال زیادہ تر حامیان شیاطین نجد حج کے لیے نہیں بلکہ قرن الشیطان ثانی ملعون ابن ملعون نجدی کی پیٹھ ٹھونکنے کے لیے اور اس ابلیس شقی کو امداد دینے کے لیے گئے تھے مگر بعض دھوکے میں پھنسے ہوئے مسلمان بھی چلے گئے۔ انہوں نے جو حالات بیان کیے وہ اب ملک کے سامنے موجود ہے۔

اس امر کی تصدیق ہو رہی ہے کہ خلافی گروہ کے نمائندے یا حامیان قرن الشیطان جہازوں میں تمام حاجیوں سے منت سماجت اور لجاجت سے کہتے تھے کہ جو حالات دیکھے اور سنے گئے ہیں۔ ان کا تذکرہ ہندوستان پہنچ کر نہ کیا جاوے۔ مگر مسلمانوں نے انکار کیا۔ حامیان قرن الشیطان نے تو ہاں میں ہاں ملائی۔ حاجی محمد بخش صاحب امرتسری کا گھر مکہ معظمہ میں تھا۔ ان کا خسر وہاں فوت ہو گیا۔ حاجی صاحب اپنی اہلیہ کو لے آئے۔ انہوں نے بھی تصدیق کیا کہ خلافی لیڈر حالات صحیحہ کے بیان کرنے سے منع کرتے تھے۔ امرتسر کی مسجد شیخ خیر الدین میں ایک حاجی صاحب نے وہاں کے حالات کا اظہار کرنا چاہا تو حامیان قرن الشیطان نے شور مچا دیا اور نہ سنانے دینا تھا، نہ سنانے دیا۔ قصور میں ایک جلسہ عام مسلمانوں کا ہوا۔ جس میں حجاز کے پوست کندہ حالات بیان ہوئے۔ جس کی روئداد ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہندوستان میں انگریزی گورنمنٹ آئی جو غیر مسلم ہے۔ اور جو بحیثیت مذہبی جذبات کے اسلام کی دشمن ہے۔ مگر کیا حامیان قرن الشیطان ثابت کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کے کسی مقبرہ یا مزار کو انہوں نے گرایا ہو۔ وہ کس منہ سے شیطان

نجدی جیسے بے ایمان کو کس طرح مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ افسوس۔"

[۱۴ر اگست، ۱۹۲۵ء ص ۶، ۷، ۸]

حاجی عبدالستار صاحب کہتے ہیں:

"خلافتی لیڈر جہاز سے اترتے ہی شاہی مہمان بنائے گئے اور نجدی حکومت اور مختلف افسروں کی طرف سے پر تکلف دعوتیں کھاتے رہے۔ واپسی کے وقت خلعت بھی حکومت کی طرف سے وصول کیے۔ ایک خلعت مسٹر شوکت علی صاحب کے لیے بھی ابن سعود کی طرف سے لائے۔ ان لیڈروں نے بھی سوائے مولوی قمر احمد صاحب کے جو بمبئی خلافت کمیٹی کے نمائندہ بن کر گئے تھے) خوب حق نمک ادا کیا۔ اور نجدیوں کی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے۔ واپسی پر حاجیوں کو کہا گیا کہ ہندوستان میں جا کر کچھ مت کہنا تا کہ خلاق پیدا نہ ہو۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع داؤدی نے طواف الوداع کے بعد مجھے بھی یہی الفاظ کہے۔"

[۱۴ر اگست، ۱۹۲۵ء ص ۶، ۷، ۸]

اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر بھی ملاحظہ کریں:

"شیاطین نجد کے ایجنٹوں اور دلالوں نے قرن الشیطان ثانی علیہ ماعلی الاول کے تمام مظالم اور بے ایمانیوں پر پردہ ڈال کر خاندان شریف حسین کو بدنام کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن آخر صداقت چھپائے نہیں چھپ سکتی۔ اور ان کذابوں کی روسیاہی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد آنے والا ہے کہ ان دروغ باتوں کی پردہ دری ہو کر رہے گی۔

شیاطین نجد کی حمایت میں ان دلالوں اور ایجنٹوں نے آسمان وزمین کے قلابے تو ملائے لیکن ان حمقاء سے کوئی پوچھے کہ ذریت شیخ نجدی تو زائد از ایک صدی سے سلطنت اسلامیہ عثمانیہ کی جانی دشمن اور انگریزوں کی وظیفہ خوار ہے۔ ان کو شریف حسین کے مقابلہ میں کون سی ترجیح ہو سکتی ہے۔ علاوہ براں ذریت شیخ نجدی اعداء اللہ واعداء الرسول بھی ہیں۔ ان شیاطین کی حمایت سے تمہیں بجز سواد الوجہ فی الدارین کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے؟

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ نجدی شیاطین کے کارناموں کو چھپانے اور مخفی رکھنے کے لئے ان خلافی نمائندوں نے جو قرن الشیطان سے انعام واکرام اور خلعت ہائے فاخرہ کے حاصل کرنے کے لئے حجاج کے جہازوں میں گئے تھے بے حد کوشش کی۔ اور واپسی پر حجاج سے منت خوشامد کرتے رہے کہ خدا کے واسطے ہندوستان جا کر ان حالات کو ہرگز ظاہر نہ کرنا۔ ان کا خیال تھا کہ سب کے سب حاجی قرن الشیطان کے ملعون کے حامی اور وہابی ہی ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ بھولے بھالے مسلمان بھی حامیان قرن الشیطان کے دھوکے میں آ کر حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ شیطانی پروپیگنڈا کی حمایت میں حق کو چھپا دیں۔ چنانچہ ہندوستان میں پہنچ کر انہوں نے سب حالات مفصل بتا دیئے۔ اور

حامیان شیطان نجدی کا منہ کالا ہو گیا۔ مگر اللہ رے ڈھٹائی ابھی تک یہ لوگ شیطان ملعون نجدی کی خوبیوں کے راگ گا رہے ہیں۔''

[۱۴/اگست ۱۹۲۵ء، ص ۳]

مساجد کے انہدام کی نجدی تاویل:

ابن سعود نے تسلط کے بعد مقابر ومقامات مقدسہ کے انہدام کے ساتھ مساجد بھی منہدم کرائیں۔ اور نجدی ہوا خواہوں نے اس کی یہ تاویل کی کہ ان مساجد میں خلاف شرع حرکات ہوتی تھیں اس لئے ابن سعود نے یہ قدم اٹھایا۔ نجدیوں کی اس مفلوج تاویل کے جواب میں مولانا محمد سلطان احمد خان بریلوی رقم طراز ہیں:

''وہابیہ ہند کا یہ مسلک نہیں کہ مساجد کو منہدم کیا جائے اور ابن سعود نے مساجد بھی مسمار کر دیں پس جملہ وہابیہ کو چاہئے کہ اس کو گمراہ جانیں اور اس سے الگ رہیں میں نے سنا ہے کہ زمیندار نے اس کی بات یوں بنانا چاہی کہ مساجد جو مسمار کی گئیں ہیں ان میں افعال خلاف شرع ہوتے تھے۔

اقول۔ اول تو یہ افترا مسلمانوں پر ہے اور اگر ایسا ہوتا تھا تو اس فعل ناجائز سے باز رکھا جاتا نہ کہ اس کی سزا مسجد کو دی گئی یہ عجیب منطق ہے اور عجیب دین ہے کیا اگر نماز میں کوئی نمازی بے قاعدہ کام کرے تو نماز ترک کرنے کو اس سے کہا جائے گا یا بے قاعدہ امام کو منع کیا جائے گا۔

یہ کہ سنا ہے کہ یہی نجدی لوگ جس قبر کو مسمار کرتے ہیں تو پھر مقبور سے کہتے ہیں کہ اٹھ اور اپنی قبر کی حفاظت کر اگر تجھ میں کچھ زور ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بات وہ کہے گا جس کا کوئی دین نہ ہوگا اس لئے کہ اس سے حاصل نجدیوں نے یہ نکالا کہ ہمارے اس کہنے سے مقبور نے اپنی قبر کو نہ بچایا نہ ہمارا کچھ کر سکا تو مقبور لاشی اور ہیچ ہے۔ تو بعینہٖ یہی حال ہر مسجد بلکہ کعبہ کا ہے کہ اس کو اگر یہ کہے کہ اے خدا اگر تجھ میں کچھ زور ہے تو اپنے گھر کو بچا۔ چنانچہ مساجد جو اس نے گرا دیں تو خدا بھی بچانے کو اب تک نہ ظاہر ہوا۔ اس سے نجدیوں کے طور پر معلوم ہوا کہ خدا کا وجود اگر ہوتا تو مساجد کو گرانے سے روکتا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے سنی مسلمانو! تم نے دیکھا کہ نجدیوں کے واسطے جو ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے دعا نہ فرمائی بلکہ یہ فرمایا کہ نجد میں تو فتنے ہوں گے اور وہاں سے سینگ شیطان کا نکلے گا۔ تو اس خبر کا ظہور دیکھ لیا اور اس سے پہلے بھی اہل نجد کا فتنہ حرمین شریفین پر ہو چکا ہے جسے عرصہ ایک سو دس برس کا ہوا۔ راقم محمد سلطان احمد خان بریلوی۔

[۲۱/اکتوبر ۱۹۲۵ء، ص ۱۰،۱۱]

نجدی ہوا خواہوں کے نزدیک ابن سعود، غازی اور نجدی لشکر، مجاہدین:

ہندوستانی نجدیوں نے ابن سعود کی نمک خواری کا پورا پورا حق ادا کیا۔ ابن سعود نے مسلمانوں پر ظلم

جائے، غریبوں بے کسوں نہتوں کو ستایا، مزارات گرائے، مقامات مقدسہ منہدم کئے، مسجدیں شہید کیں، یہاں تک کہ گنبد خضری پر گولہ باری کی۔ مگر ہندوستانی نجدی ایجنٹوں نے ان مظالم و مفاسد کی مذمت کرنے کے بجائے ابن سعود کے اس عمل پر اسے غازی کا لقب دے دیا۔ اور نجدیوں کے ناپاک حرکتوں سے خوش ہو کر انہیں مجاہدین تسلیم کر لیا۔ الغرض ابن سعود کے ہر ہر جرم پر پردہ ڈالتے ہوئے اس کے ان فاسد کارناموں کو اعمال صالح بنانے کی حتی الامکان کوششیں کی گئیں۔ اور جو لوگ ابن سعود کی مذمت میں سرگرداں تھے انہیں یہ کہہ کر باز رکھنے کی کوششیں کی گئیں کہ جب تک تحقیق نہ ہو جائے تب تک کسی طرح کا کوئی ردعمل نہ کیا جائے۔ اور صرف فساق کی خبر پر اعتبار نہ کیا جائے۔ حالانکہ حجاز مقدس سے متعلق خبریں فساق کی طرف سے عام نہیں ہوئی تھیں بلکہ حجاج کرام کی کثیر تعداد اس پر شاہد تھی۔ اور اکثر علمائے کرام حجاز کے حالات از خود ملاحظہ کر کے آئے تھے۔ مگر نجدی ہوا خواہوں نے تو جیسے قسم کھالی ہو کہ ابن سعود کے ہر جرم پر پردہ ڈالنا ہے۔ یا یوں کہ جس قدر محنت کی جائے گی اسی قدر وظیفہ ہاتھ آئے گا۔ اسی لئے ہندوستانی نجدی ایجنٹ ابن سعود کی حمایت میں جان توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔

تفصیل کے لئے اخبار الفقیہ کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں:

''آج محبت دیار حبیب کا منافقانہ دم مارنے والے، روضہ اطہر کی زیارت کا شوق اور ولولہ ظاہری ٹیپ ٹاپ سے دکھانے والے رسول اکرم ﷺ کے فرمان اور ارشاد کا خلاف کر کے قرن الشیطان کو سلطان غازی اور اس کے بے دین اور کافر لشکر کو مجاہدین کا لقب دیکر بھی شرمندہ نہیں ہوتے۔ کہ ایک طرف تو صراحۃً حضور ﷺ کے اقوال مبارک کو پس پشت ڈال کر اس کا خلاف کر رہے ہیں اور میری طرف منافقانہ شوق اور ولولہ ظاہر کرتے ہیں اس کے علاوہ ایک ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مزارات پر قبہ بنانا حرام ہے اور کہا جاتا ہے کہ ..... لات وعزی کی پرستش شروع کر رکھی ہے۔ قبوں اور مزارات مقدسہ کے انہدام کو جزو ایمان و اسلام بتایا جاتا ہے۔ دوسری طرف گنبد خضری پر جان قربان کرنے کا منافقانہ دعوی ہے۔

احمق لوگ جو ان نجدی ایجنٹوں کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں اور ہر بات پر آمنا وصدقنا کہنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ان کا پہلا بیان صحیح ہے تو دوسرا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ روضہ متبرکہ بھی تو انہیں احکام کے ماتحت ہے۔ پھر اگر وہ بھی شیاطین کے مذہب کے رو سے واجب الانہدام ہے تو روضہ مطہرہ ان کے خیال میں کس طرح مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟ مگر یہ صرف ایک چال ہے جو محض دھوکہ دینے کے لئے اختیار کی گئی ہے۔

بات یہ ہے کہ شیطانی ایجنٹوں کا اعتبار دن بدن کم ہو رہا ہے۔ اور لوگ مردود قرن الشیطان کی کرتوتوں سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور شیطانی ایجنٹوں کے بنائے اب کوئی بات نہیں بن سکتی۔ مدینہ منورہ پر گولہ باری اور گنبد خضری پر گولیوں کی خبر نے تہلکہ مچا دیا۔ مگر قرن الشیطان کے ایجنٹوں کی پردہ داری اس وقت کوئی

کام نہ آسکی۔

قرن الشیطان کا لاہوری ایجنٹ بمقابلہ دوسرے ایجنٹوں کے زیادہ سمجھدار ہے۔ اس نے محض دھوکہ دینے کے لئے یہ چال اختیار کی کہ اپنے آپ کو بڑا بے تاب ظاہر کیا اور مدینہ منورہ جانے کا عزم کر لیا اور روضہ مطہرہ سے وہ محبت ظاہر کی کہ سچا عاشق جان نثار ثابت ہو مگر جاننے والے جانتے اور سمجھتے ہیں کہ اصلیت کچھ اور ہی ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت رامی شناسم

اس پر لطف یہ کہ بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے عالی جناب اعلیٰ حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری دام برکاتہم و عالیجناب حضرت مولانا مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب قبلہ و جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل ہائیکورٹ پنجاب کو اپنا رفیق سفر بننے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ بزرگان اس کا رفیق سفر بننا تو درکنار اس کی منحوس شکل دیکھنا تک گوارہ نہیں فرماتے۔ مگر احمقوں میں یہ بڑ ہانکنے کی گنجائش نکل آئے گی کہ دیکھو صاحب ہم تو کہتے ہیں ساتھ چلو مگر ساتھ بھی نہیں جاتے اور انکار بھی کرتے ہیں۔

دوسرا لطف یہ ہے کہ بار بار اس امر کا تقاضہ کیا جاتا ہے کہ جب تک صحیح صحیح حالات معلوم نہ ہوں ان بزرگوں اور ان کی جماعت کے لوگوں کو بالکل خاموش رہنا چاہئے۔ اور کوئی مظاہرہ مدینہ منورہ کے متعلق نہ ہو۔ مگر اپنا طرز عمل یہ ہے کہ ہر روز علمائے کرام کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اور مدینہ منورہ کی خبر پر پردہ ڈالنے کے لئے کیسی کیسی شیطانی چالیں ہو رہی ہیں۔ گویا ساری دنیا خاموش ہو کے بیٹھ رہے اور خود بدولت اپنے طوفان بے تمیزی کو جاری رکھیں۔ قرن الشیطان کا لاہوری ایجنٹ جانتا ہے کہ ممکن ہے کہ قرن الشیطان کسی بات میں چوک جائے۔ تو اصلی غرض اس کے جانے کی یہ ہے کہ ایک تو تمام واقعات پر پردہ ڈال دے۔ دوسرا اگر شیطنت کا کوئی پہلو اس کے آقا اور ولی نعمت سے رہ ہو گیا تو وہ بھی اسے سکھا پڑھا آئے۔ یا کم از کم اس کو یہ پٹی پڑھا دے کہ تم کہہ دو کہ امیر علی کی فوج نے گنبد خضری پر گولہ باری کی ہے۔ اگرچہ یہ امر بمبئی سے ایک تار کے ذریعہ اس کو سمجھا دیا گیا ہے۔ مگر اس رنگ میں کہ احتیاط رکھنا کہ کہیں امیر علی کی فوج مدینہ منورہ میں کوئی ایسی بات نہ کر دے جس کا الزام تم پر عائد ہو ممکن ہے کہ وہ غبی ان خلافی ایجنٹوں اور دلالوں کی اصلی نصیحت تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے لاہوری ایجنٹ کا جانا ضروری ہے۔ تاکہ ساری شیطنت اس کو اچھی طرح سمجھا دے۔ اور ساتھ ہی مالی فائدہ یہ ہوگا کہ اکثر احمق دام افتادے خاطرہ خواہ روپیہ دیں گے۔ خلافت کمیٹیاں بھی کچھ دیں گی۔ چنانچہ گرم خبر ہے کہ امرت سر کی خلافی کمیٹی جیسی بددیانت و خائن جماعت نے بھی پندرہ سو روپیہ دے دیا۔ جب اپنے آقا اور ولی نعمت سے ملاقات کرے گا تو مشل عرفان اور داؤدی کے خلعت فاخرہ عطا ہوگی۔ اور مٹھی

بھی وہ گرم ہوگی کہ عمر بھر میں اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہو۔ اور یہاں آ کر لوگوں کو جھوٹی رپورٹ سنادی جائے گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ لاہوری ایجنٹ تو فریق مقدمہ ہے۔ مزارات اور قبوں کو لات منات اور عزت کے استھان کہتا ہے۔ ان کو مقدس سمجھنے والے اس کی نگاہوں میں اینٹ پتھر کی پرستش کرتے ہیں۔ تو اس کی شہادت اور رپورٹ کا کیا اعتبار؟

مسلمان تو اس کا قطعاً انکار کریں گے۔ رہے اپنے دام افتادے ان کو تو وہ یہیں بیٹھ کر اپنی چالوں سے خوش کر سکتا ہے۔ پھر وہاں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اس گروہ کی کچھ تسلی ہو جس کو تم اینٹ پتھر کی پرستش کرنے والے کہتے ہو۔ وہ تم تو کیا تمہارے جیسے ہزاہا آدمی جائیں اور آ کر حلفیہ بیان دیں تو ہرگز اعتبار نہیں کریں گے۔ اور نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اپنا پیٹ پالو اسی بہانہ سے اور بھی احمقوں کی جیبیں کاٹو آقا اور ولی نعمت سے بھی طلو اور اس سے تنور شکم کے ایندھن مہیا کرو اس سے کوئی منع نہیں کرتا۔

فاسق کی خبر کا اعتبار:

شیطان نجدی مردود کا لاہوری ایجنٹ بار بار کہتا ہے کہ "اذا جاء کم فاسق بنبا فتبینوا" پر عمل کرو۔ اور بلا تصدیق کسی فاسق کی خبر پر اعتبار نہ کرو۔ مگر خود پے در پے فساق و فجار کی خبروں پر صرف خود ایمان لاتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی ایمان لانے پر مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ جن خبروں کو وہ تردید میں پیش کرتا ہے ایک خبر فلسطین کی ہے جس کے بھیجنے والی جماعت کو خود شیطانی ایجنٹ جھوٹے بتاتے ہیں آخری خبر جس کو لاہوری شد و مد سے شائع کرتا ہے وہ رپورٹر کا تار ہے۔ مگر رپورٹر سے قرن الشیطان ابن سعود کے نمائندہ نے کہا کہ اگر ابن سعود شیطان کا نمائندہ لاہوری ایجنٹ کے نزدیک قابل اعتبار ہے تو ہو۔ کیوں کہ وہ اس کے آقائے نعمت کا نمائندہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان ہند اس کو ایک غیر مسلم سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور فاسق سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ قرن الشیطان کا نمائندہ ہے۔ پس اسے لازم ہے کہ وہ خود ایسے فاسقوں کی بتائی ہوئی خبروں پر اعتبار نہ کرے۔"

[الفقیہ: ۱۴ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۲،۳]

ظفر علی کا ابن سعود کو غازی کہنے پر جامع مسجد کانپور میں آپسی ٹکراؤ:

کانپور کی جامع مسجد میں ۳ر اکتوبر ۱۹۲۵ء کو بعد نماز جمعہ ظفر علی خاں مدیر زمیندار نے بیان کیا۔ وہاں کچھ عربی حضرات بھی موجود تھے۔ اسی اثناء میں مولوی شوکت صاحب ایک نجدی کے ساتھ مسجد میں آ پہنچے جنہیں دیکھ عربیوں نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جس پر وہ چلے گئے۔ البتہ ظفر علی خاں کا بیان جاری رہا۔ دوران تقریر ظفر علی نے ابن سعود کو غازی کہا۔ جس پر عربی حضرات برانگیختہ ہوگئے۔ اور غازی کہنے سے منع کیا۔ ظفر علی نہیں مانا۔ اور ابن سعود کو غازی ہی کہتا رہا۔ جس پر ہنگامہ برپا ہوگیا اور بیان بند کرا دیا گیا۔ مسجد سے

باہر نکالنے اور مار پیٹ تک کی نوبت آگئی۔ اس واقعہ کی تفصیل کانپور کے محمد عظیم صاحب کے درج ذیل مراسلہ میں جو انہوں نے اخبار الفقیہ کے مدیر محترم جناب مولانا معراج الدین صاحب کے نام ارسال کیا تھا۔ ملاحظہ کریں:

''جناب مولانا معراج الدین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح ہو کہ کل مورخہ ۳ر اکتوبر کو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد ظفر علی خاں مالک زمیندار نے بیان کیا۔ اور شوکت علی مع ایک نجدی کے آئے اور شریک ہوئے۔ مگر چند عرب مدینہ شریف کے متولی مسجد کے یہاں مقیم تھے۔ ان عربوں نے نجدی کو دیکھ کر شوکت علی اور نجدی کو گالیاں دیں۔ شوکت علی مع نجدی کے ذرا ٹھہر کر یہ کہتے ہوئے کہ بہت سے نکالے ہوئے آئے ہیں، چلتے ہوئے۔ اور ظفر علی خاں بیان کرتا رہا۔ مگر مصطفیٰ کمال پاشا اور عبد الکریم کے ساتھ ظفر علی نے ابن سعود کو غازی کہا۔ جس پر عربوں نے کہا اس کو یعنی ابن سعود کو غازی مت کہو، اس نے مسلمانوں کو قتل کیا۔ اور ان کا مال لوٹا۔ مگر ظفر علی نے نہ مانا۔

جب جناب متولی صاحب نے فرمایا: کہ مسجد سے نکل جاؤ۔ تو اس پر بعض نے کہا کہ مسجد سے نکالنے کا حق نہیں مسجد سب کی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ ضرور نکالا جائے کیوں کہ سنیوں کی مسجد سنیوں کے لئے ہے۔ بہر حال گڑ بڑ ہوگئی، مار پیٹ تو نہیں ہوئی مگر بیان بند ہوگیا۔ جمعہ کی شام کو بیان کا اعلان بعد نماز کیا گیا کہ یتیم خانہ میں ہوگا۔ اور یہی اعلان کسی نے احسن المدارس واقع نئی سڑک کانپور میں کیا کہ شام کو لوگ یتیم خانہ میں جائیں۔ اس میں کئی علما تھے اور جمعہ میں کثرت آدمیوں کی تھی۔ لہٰذا مولانا سلیمان صاحب مدظلہ العالی نے کہا کہ اس کے لیکچر میں ہرگز نہ جائیں وہ بد مذہب ہے۔ اپنے مذہب کو اس سے بچاؤ ظفر نے یتیم خانہ میں بھی وہی غلط بیانی کی اور ایک یا دو جگہ مولانا حسرت موہانی صاحب نے جواب بھی دیا۔

راقم محمد عظیم کانپور

[الفقیہ: ۱۴ر اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۱۰]

ابن سعود غازی یا باغی نجدی؟ ایجنٹوں کی تضاد بیانی:

ابن سعود کے ہندوستانی وظیفہ خور جانتے تھے کہ ابن سعود غازی نہیں بلکہ سلطنت عثمانیہ کا باغی رہا ہے۔ اور وہ اس کا پہلے اقرار بھی کر چکے تھے مگر اب جب حالات نے رخ بدلا انہوں نے اپنی نیت بدل لی اور اپنے ضمیر کا سودا کر ڈالا۔ ابن سعود کی بغاوت کی قدرے تفصیل اور وظیفہ خواران ابن سعود کی تضاد بیان کا ذکر کرتے ہوئے اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

''خاندان شیخ نجدی لعنۃ اللہ علیہ اپنے خروج کے زمانہ سے اب تک سلطنت عثمانیہ کا باغی رہا ہر سر پرخاش رہا حتی کہ ۱۸۱۲ء میں جنگ عظیم کے شروع ہونے سے پہلے وہ بامداد کپتان شکسپئر (انگریزی افسر) ترکوں کو

شکست دے چکا تھا اور الحساء چھین کر قبضہ کر چکا تھا۔ مگر دفعۃً کپتان شکسپئر کے مارے جانے سے نجدیوں کی فتح مبدل بہ شکست ہو گئی۔

موجودہ قرن الشیطان ملعون یعنی ابن سعود علاوہ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ اشرفیوں کی تھیلیاں بطور رشوت صرف اسی غرض سے لے چکا ہے کہ ترکوں کے مفاد کو نقصان پہنچے۔

پہلے یہ خاندان اپنے جدید مذہب کو تلوار کے زور سے پھیلاتا تھا مگر موجودہ قرن الشیطان نے محبت سے اپنے مبلغین کے ذریعہ سے اشاعت کی اور کامیابی حاصل کی پہلے دو امور کے متعلق تو ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ان امور کو پہلے ہی قارئین کرام اسی اخبار الفقیہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مگر شیطانی اخبارات نے مسلمانوں سے ان امور کے مخفی رکھنے کی کوشش کی۔ اور ان کا ذکر تک اخبارات میں نہ کیا۔ شیطانی ایجنٹ جانتے تھے کہ اگر ان کے اخباروں کے مطالعہ کرنے والے ان حقیقتوں سے واقف ہو گئے اور اصل معاملہ ان کے سامنے کھل گیا تو شیطانی پروپیگنڈا کو شکست ہو جائے گی۔ اور تار و پود بکھر کر رہ جائے گا۔ اور شیطانی ایجنٹوں کے تنور شکم کے لئے ایندھن کا مہیا ہونا بے حد دشوار ہو جائے گا۔

اگر یہ لوگ شیطانی ایجنٹ اور دلال نہ ہوتے اور غیر جانبدارانہ حیثیت رکھتے تو تمام حقیقتوں کی چہرہ کشائی ان کا فرض منصبی ہوتا۔ مگر ان کی سنہری و روپہلی مصلحتوں نے انہیں دیانتداری سے روکا۔ اور یہ لوگ اگرچہ بظاہر خاموش تھے مگر زبان حال سے پکار کر کہتے تھے۔

اے دیانت بر تو لعنت از تو رنجی یافتم
وے خیانت بر تو رحمت از تو گنجی یافتم

تاہم ہمیں لاہور کے شیطانی اخبار عرف زمیندار سے یہ پوچھنے کا حق حاصل ہے۔ کہ جب ۱۹۲۲ء کے ماہ فروری تک تم اس اپنے آقا اور ولی نعمت ملعون شیطان نجد کو بے ایمان باغی مسلمانوں کا دشمن اسلام کا بدخواہ سلطنت برطانیہ کا پٹھو کہتے تھے تو آج کونسی منطق کی بنا پر وہ شیطان غازی اور سلطان اور اس کا رجیم لشکر مجاہدین اسلام بن گئے؟ اور پھر اسی شیطان کو جو صدیوں سے دشمن اسلام رہ چکا ہے نوسال کے باغی پر کس دلیل شرعی سے ترجیح ہو سکتی ہے؟

[الفقیہ: ۷/ اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۲]

دیوبندی اور نجدی ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں:

یہاں یہ بھی باور کرا دیں کہ ہندوستان میں نجدی ہوا خواہوں میں فقط اہل حدیث ہی نہیں تھے بلکہ دیوبندی افراد بھی شامل تھے۔ ابن سعود نے جب مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تو ظلم و ستم میں کسی طرح کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، مزارات، مقدس مقامات، حتی کہ گنبد خضری تک کے گولہ باری کی زد میں آنے کی خبریں عام تھیں۔

ہر شخص ابن سعود پر چار حرف بھیج رہا تھا۔ مگر دارالعلوم دیوبند کے ناظم مولوی حبیب الرحمٰن نے ابن سعود کو دارالعلوم کے اساتذہ و طلباء نیز اراکین کی طرف سے بذریعہ تار ہدیہ تبریک پیش کر کے نجدیوں سے اپنے تعلقات کو ظاہر کر کے یہ باور کرا دیا کہ نجدی، دیوبندی، ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ اس حوالے سے مولانا عرفان علی رضوی بیسلپوری کی درج ذیل تحریر کافی دل چسپ ہے۔ ملاحظہ کریں:

''بعض لوگوں کا خیال ہے اور محض غلط خیال ہے کہ نجدیوں اور دیوبندیوں کے عقائد میں فرق ہے۔ وہ حضرات جنہوں نے دیوبندیوں کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ان پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ دونوں ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں ذرہ برابر فرق نہیں۔ اگر دیوبندی گروہ کی تعلیم کو کفر والحاد ضلالت و گمراہی کا دریا مانا جائے تو نجدیوں کو اس کا منبع و مخرج ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ ہندوستان میں دیوبندی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس قرن الشیطان کی تعریف و توصیف گنگوہی صاحب نے ان الفاظ میں کی ہے۔

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۸۰ باب ۱)

اس پر ابو مسعود قمر بنارسی نے لکھا ہے کہ

''یہ شاید مولانا کی مراد مزاج میں شدت ہونے سے کفار سے جہاد کرنا ہے جو بموجب حکم قرآن اشداء علی الکفار کے مسلمانوں کا ایک نیک وصف ہے۔''

سنیو! یہ بھی تم کو معلوم ہے یا نہیں؟ کہ نجدیوں کی اصطلاح میں کفار کن سے مراد ہے۔ اور نجدی نے جہاد کفار کس کا نام رکھ چھوڑا ہے۔ یہاں پر فقہ کی معتبر کتاب ردالمحتار جلد ۳، صفحہ ۳۹ کی چند سطور نقل کی جاتی ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ نجدی تمام عالم کے سنیوں کو معاذ اللہ کافر و مشرک جانتے تھے وہ عبارت یہ ہے:

''کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجو ا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلة لکنھم اعتقد وا انھم ھم المسلمون وأن من خالف اعتقادھم مشرکون، واستباحوا بذلك قتل اھل السنة وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالٰی شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین ومائتین وألف''

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں پیروان عبدالوہاب میں واقع ہوا۔ جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین طیبین پر تغلب کیا۔ وہ لوگ خلاف واقع اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے۔ لیکن ان کے اعتقاد میں بس وہی مسلمان ہیں ان کے علاوہ جو ہیں وہ سب مشرک ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور

ان کے علماء کے قتل کو مباح کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور ۱۲۳۳ھ میں اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی"

اس عبارت نے نجدیوں کے ادعاے حنبلیت اور گنگوہی فتوے کی بھی پوری تردید کردی۔ یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ نجدیوں کی تعریف کرنے والا پکا مسلمان نجدی وہابی اہل سنت کا دشمن ہے۔ نجدیوں اور دیوبندیوں کے ایک جان دو قالب ہونے کی مزید تائید مولوی حبیب الرحمٰن ناظم مدرسہ دیوبند کے اس تار سے بخوبی ہوتی ہے جس کو انہوں نے ابن سعود نامسعود کے پاس ان الفاظ میں روانہ کیا ہے۔

"دارالعلوم دیوبند کی مجلس انتظامیہ کے تمام ارکان اساتذہ اور طلبا سچے دل سے جلالت مآب سلطان ابن سعود کی خدمت میں پر خلوص ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں نہایت پر امن اور شاندار داخلہ کیا۔ شہر میں کامل امن رکھا اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے باشندوں کا پوری طرح احترام کیا"

تار کے ان الفاظ اور گنگوہی فتوی کے پڑھنے کے بعد کوئی جاہل سا جاہل بھی نجدیوں اور دیوبندیوں کو جدا جدا فرقہ نہیں کہہ سکتا۔ گو حسن نظامی نے نجدی پرستی کے نشہ میں اپنی ایک تحریر میں لکھا ہے کہ دیوبندی ابھی وہابیت کے زینے تک پہنچے ہیں اور تقلید کے قائل ہیں۔

حالانکہ دیوبندیوں کا حنفی ہونے کا دعوی بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ نجدیوں کا دعوی حنبلیت جس کے متعلق ردالمحتار کی عبارت کہ وہ لوگ خلاف واقعہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے۔ ناظرین ملاحظہ کرچکے۔ دراصل دیوبندی خلاف واقعہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ نہ نجدی حنبلی ہیں اور نہ دیوبندی حنفی۔ بلکہ دونوں ہوا وہوس کے بندے اور قرن الشیطان محمد بن عبدالوہاب نجدی کے چیلے ہیں۔"

والسلام علی من اتبع الھدی۔ (راقم خاکسار عرفان علی رضوی بیسلپوری)

[الفقیہ: ۱۳ر جنوری ۱۹۲۶ء ص ۹]

ابن سعود کی حمایت میں نجدی ہوا خواہ آمادۂ جنگ:

جب ہندوستانی حجاج کرام نے اپنے وطن مراجعت کی تو لوگوں کو وہاں کے حالات سے آگاہ کیا۔ لیکن نجدی ایجنٹ انہیں جھوٹا ثابت کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ حد تو یہ کہ ابن سعود کے خلاف کوئی بات خلاف بیعت سننے کو آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ لڑائی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ یہی ہوا جب امروہہ کے دو حاجی اپنے مکن واپس ہوئے تو ہزاروں لوگوں نے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا، اور جب جلوس کے ساتھ وہ لوگ شہر کے ختلف مقامات پر ٹھہرے تو لوگوں نے ان سے حالات حجاز کی تفصیل جاننے کی کوشش کی۔ جب انہوں نے ان کے صحیح حالات لوگوں کو سنائے اور ابن سعود کی کھل کر مذمت کی تو وہاں موجود چند سعودی پیروکار اور ہوا خواہ

لڑنے کو تیار ہو گئے۔ بلکہ ایک صوفی صاحب کے تو چند تھپڑ مار دیئے۔ جس پر موجود حضرات نے اس نجدی کی خاطر خواہ مرمت کر کے فتنہ کو وہیں ختم کر دیا۔ ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ سے درج ذیل خبر:

"بماہ اگست یہاں پر دو حاجی صاحب تشریف لائے جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:
جناب شیخ منشی ظفر احمد صاحب و جناب مولوی حاجی ریاض الدین صاحب علوی نقشبندی خلف الصدق جناب مولانا مولوی شاہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرات کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر ہزاروں مسلمانوں کا ہجوم تھا رضا کار خلافت و انجمن اصلاح الاخوان عرف وہابیہ بھی موجود تھے۔ جس وقت حاجی صاحبان مکان کو تشریف لے چلے تو ہزاروں مسلمان بشکل جلوس ہمراہ تھے۔ اکثر شہر کے راستہ میں شرفاء کے مکانات ملتے اور حجاج کو وہاں قیام کرنا پڑا۔ اور لوگ ان سے استفسار کرتے کہ آپ نے جدہ میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں کیا دیکھا؟ تو حجاج نے رو رو کر فرمایا کہ نجدی بہائم وحوش نے وہ وہ ستم ایجادیاں کی ہیں کہ الاماں الاماں۔ جدہ سے لے کر مدینہ منورہ تک تمام مزارات و گنبد و مسجدیں زمین کے برابر کر دی گئی ہیں۔ نجدی ملاعنہ کی خبریں ہندوستان میں عشر عشیر بھی تو نہیں آئیں جو کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہیں۔ ایک صوفی صاحب بول اٹھے کہ ابن سعود نے جب یہ مظالم کئے ہیں تو بیشک وہ مردود ازلی ہے۔ وہیں ایک کانا وہابی کھڑا تھا۔ صوفی صاحب سے کہنے لگا تو مردود اور جو ابن سعود کو مردود کہے وہ مردود۔ اور کئی تھپڑ صوفی صاحب کے مارے۔

اس پر سبھوں کو غصہ آیا اور اس کانے وہابی کی چندیہ پلپلی کر دی۔ جیسے کراچی میں ان کے گرو گھنٹال مسٹر ظفر علی خاں کی گت بنی تھی۔ انجمن اہل سنت کے اراکین موجود تھے۔ خصوصاً جناب قاضی محبوب احمد صاحب نقشبندی و جناب حافظ عبدالرحمٰن خان قادری جناب بابو ارشاد علی صاحب قادری رضوی بریلوی جناب سید علی محتشم خاں صاحب وغیرہم نے اپنی مساعی جمیلہ سے فساد ہونے سے بچا لیا۔ ورنہ وہابیوں نے فساد پر کمر باندھ رکھی تھی۔ وہابیہ نجدیہ اپنے بابا کی سنت اس طرح ادا کر رہے ہیں۔"

(عبدالصمد امروہوی بازار گزار)

[الفقیہ: ۱۴ ستمبر ۲۶ء ص ۹]

ابن سعود کے جرائم کی پردہ پوشی اور فاسد تاویلات کے جوابات:

لاہور کے روزنامہ انقلاب کے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں حاجی برکت علی پشاوری کی طرف سے سابق حاکم مکہ شریف حسین کی مذمت اور ابن سعود کی مدحت سرائی، نیز ابن سعود کے جرائم کی پردہ پوشی اور اس کے جرائم کی فاسد تاویلات پر مشتمل ایک طویل مضمون بعنوان "حکومت حجاز اور انتظامات حج واقعہ منیٰ کی تفصیلات" شائع ہوا۔ جس کے جواب میں حکیم حافظ سید بدر الاسلام شاہ مدنی عربی، بمقام شاہ

کوٹ ضلع شیخوپورہ، کا ایک طویل مضمون الفقیہ میں شائع کیا گیا۔ جس کا یہاں نقل کرنا دل چسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ مضمون کو من وعن نقل کیا جاتا ہے ملاحظہ کریں:

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں رلائے کیوں

روزنامہ انقلاب لاہور کے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۲ اکتوبر ۲۷ء کے پرچہ مولانا حاجی برکت علی صاحب پشاوری کی طرف سے ایک مضمون (حکومت حجاز اور انتظامات حج واقعہ منیٰ کی تفصیلات) میری نظروں سے گزرا۔ میں نے اسے از اول تا آخر بنظر غور پڑھا۔ مولانا موصوف نے اپنے مضمون میں شاہ حسین سابق شریف مکہ کی مذمت اور شریف حال ابن سعود نجدی کی مدح سرائی میں جان توڑ کوشش کی۔ اور ابن سعود پر سے جملہ نقائص واعتراضات وغیرہ کے لئے سیکڑوں تاویلیں کیں مگر ع

لن یصلح العطار ما افسد الدھر

سردست میں یہ جھگڑا چھیڑنا نہیں چاہتا کہ شریف حسین کیسے تھے کیسے نہیں۔ اور ابن سعود اچھے ہیں یا بُرے۔ صرف واقعات پر (جن کی تحقیق مجھ پر حق الیقین ہو چکی ہے) روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ ارباب نظر خود انصاف فرما کر حق وباطل میں امتیاز کرلیں گے۔ سب سے پہلے مولانا نے تعداد حجاج کی لسٹ دی ہے اور تعداد ایک لاکھ ستر ہزار فرمائی ہے۔ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے اور ان شاء اللہ العزیز وہ دیگر تحقیقوں سے معتبر بھی ہوگی۔ تعداد حجاج کی کل دو لاکھ پچاس ہزار تھی۔ جس کی تصدیق کے لیے میں افسر اعلیٰ کونسل جدہ کی دستی تحریر جو بذریعہ ڈاک مجھے موصول ہوئی ہے پیش کرنے کو تیار ہوں۔

تادم اینکہ مصری حجاج کی تعداد آپ نے (۵۰۰۰) دی ہے۔ حالانکہ مصری حجاج امسال کل (۳۷۶) آئے باقی سب واپس ہو گئے تھے۔ بخاری وترکستانی حاجی ایک بھی نہ آیا۔ اور آپ نے ان کی تعداد (۳۰۰۰) بتائی ہے۔ پھر آپ نے دوبارہ ترک کی تعداد (۱۱۰۰) دی ہے، حالانکہ ترک کا ایک فرد بھی شامل حج نہ تھا۔ لیکن البتہ بنگالی، پنجابی، ہندوستانی، جاوا وغیرہ کثرت سے تھے۔ سب سے زیادہ جاوا اور نجدی یمنی تھے۔ سواریاں نہ ملنے کی شکایت۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ امسال حاجیوں کی کثرت کے باعث حاکم نے حکم دیا تھا کہ حاجی ۵ ذی الحجہ سے ہی عرفات جانے شروع ہو جائیں تاکہ باری باری سے سب سواریوں پر جاسکیں۔ الخ

میں حیران ہوں جن دنوں حاجی پانچ لاکھ اور سات لاکھ کی تعداد میں حج کو جایا کرتے تھے۔ ان دنوں سب کو سواریاں پوری ہو جایا کرتی تھیں۔ اور اب باری سے جانے پر بھی بقول آپ کے ایک لاکھ ستر ہزار لوگوں کو سواریاں پوری نہیں ہوتیں۔ دیگر اینکہ آپ فرماتے ہیں کہ پانچ تاریخ سے ہی عرفات چلے جائیں۔ بھلا مولانا یہ تو تحریر فرمایئے کہ جب سیدھے عرفات ہی چلے گئے۔ اور منیٰ میں ایک روز قیام اور پانچ نمازیں

وہاں ادا نہ کی گئیں تو بیچارے حاجیوں کا حج کامل ہوا یا ناقص؟

معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی ماشاءاللہ ابن سعود کی طرح مناسکِ حج سے بالکل کورے ہیں۔ آپ کو یہ معلوم نہیں کہ یوم الترویہ ہشتم ذی الحجہ کی صبح کو مکہ سے روانہ ہو کر منیٰ جانا چاہیے۔ اور وہاں دن اور تمام شب رہ کر نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کی طرف متوجہ ہونا لازمی ہے۔ پھر بیچارے ان حجاج کو اگر ۵ ذی الحجہ ہی سے بسوئے عرفات روانہ کر دیا گیا تو پھر اس ترکِ سنت اور چار دن میدان عرفات کی تپتی ہوئی دھوپ کی تکالیف کا ذمہ دار کون ہوا۔؟

علاوہ ازیں جاتے وقت چار یوم کی مہلت میں باری باری جانا ممکن تھا۔ مگر جب عرفات سے بوقت غروبِ آفتاب کوچ کا حکم ہوتا ہے اور مزدلفہ کی شب باشی جو واجبات حج سے ہے اور پھر بغرض رمی الجمرات دسویں تاریخ بعد طلوع آفتاب منیٰ میں آنا نیز واجبات حج میں سے ہے، ان دو صورتوں میں باری باری سے آنا کیونکر ممکن تصور ہو سکتا ہے۔ خیار للعجب۔ پس یہ بالکل رکیک اور خود ساختہ تاویلات ہیں جن کا قبول کرنا کسی ذی فہم و عقل واقف امور حج سے بالکل بعید ہے۔ ہاں یوں کہیے کہ سواریاں بھی کثرت سے تھیں حاجی بھی سواریوں پر سوار ہو کر جانے کو تیار تھے مگر کرایہ ناقابلِ برداشت تھا۔ صرف نو کوس کی مسافت کے لیے ۸۰ روپیہ اور پھر بڑھتے بڑھتے ایک سو پچیس روپے دینا حاجیوں کو ناگوار تھا۔ اس وجہ سے بیچارے حاجی کچھ تو بالکل پاپیادہ گئے اور کچھ اترتے چڑھتے۔ اور پھر کاش کہ یہ کرایہ کی پوری رقم بدر اونٹ والوں کو ملتی۔ نہیں بلکہ فیصدی پچیس اونٹ والے لیتے تھے پچھتر داخل خزانہ نجد ہوتا۔

تیسرا سوال پانی کی شکایت: مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بھی سراسر غلط ہے کہ نجدیوں نے پانی پر قبضہ جما رکھا تھا۔ مکہ معظمہ سے عرفات تک کنویں اور نہر زبیدہ ہے۔ پانی ہر جگہ کثرت سے تھا الخ۔ میں کہتا ہوں کہ مولانا کا قول سراسر غلط ہے۔ کیا مولانا صاحب یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مکہ معظمہ سے منیٰ یا عرفات تک ایک بھی کنواں سرِ راہ ہے؟ اور نہر زبیدہ تو صرف مکہ معظمہ میں ہے۔ اور عرفات تک زمیں دوز، پھر عرفات میں بصورت تالاب کھول دی گئی ہے۔ بلکہ خاص مکہ معظمہ میں بھی کوئی کنواں نہیں۔ اور جو دو چار ہیں وہ سب دشوار اور تلخ ہیں۔ پھر میں حیران ہوں کہ ہر جگہ سے حاجیوں کو پانی کیونکر دستیاب ہوتا۔ ہاں منیٰ میں کثرت سے کنویں ہیں بلکہ ہر مکان میں کنواں ہے۔ مگر وہ اہل مکہ کی ملکیت تھی جن پر آج کل نجدیوں کا قبضہ ہے۔ پھر بھلا ناواقف حاجی جو نہ تو راہ سے واقف نہ زبان سے وہ کیوں کر دور دراز فاصلہ پر جا کر پانی لا سکتے تھے۔ کیا یہ حکومت کا فرض نہیں تھا کہ وہ سقوں اور آب فروشوں کو ہدایت کرتی کہ اتنی گراں رقم پر پانی نہ فروخت کریں۔ پھر اگر یہ قبضہ نہ تھا تو قبضہ کے اور کیا معنی۔؟

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں ہاں البتہ پانی کی قیمت فی کنستر دو مجیدی تک رہی۔ اور انتہائی قیمت صرف چند گھنٹے رہی۔ الخ۔

سبحان اللہ بریں عقل و دانش باید گریست۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ میں مدتوں عراق عرب میں رہا ہوں اس لیے جملہ امور اہلِ عرب سے بخوبی واقف ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اتنی مدت تک سکوں کا پتہ نہ چلا۔ آپ دیگر امور سے کیوں کر واقف ہو گئے ہوں گے۔ کیا واقعی مجیدی ایک روپیہ چھ آنہ کی ہوتی ہے۔ حضرت آپ قبل از تحریر کسی ان پڑھ حاجی سے ہی پوچھ لیتے کہ مجیدی کس کو کہتے ہیں۔ مولانا ایک مجیدی ڈھائی روپیہ رائج الہند روپیہ کی ہوتی ہے نہ کہ ایک روپیہ چھ آنہ کی۔ پس دو مجیدی پانچ روپے کی ہوئی۔ تو بقول آپ کے پانچ روپے میں ایک کنستر کا فروخت ہونا گویا معمولی قیمت ہوگی۔ مولانا آپ عراق عرب میں رہے ہیں حجازی عادات و اطوار کی واقفیت کا دعویٰ نہ کیجیے۔ حجاز اور عراق عرب کی تو زبان بھی مختلف ہے۔ آگے آپ فرماتے ہیں کہ نماز مغرب کے بعد تمام کنوئیں اور نہر خشک ہو گئی۔ اور میں نے چند عربوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ صبح تک پانی آئے گا۔ حضرت یہ تو فرمایئے کہ عہدِ ابراہیمی سے لے کر آج تک منیٰ و عرفات بلکہ تمام مکہ معظمہ کی زمین کے کنوئیں نہیں خشک ہوئے اور آج عہد سعودی کی برکت سے کنووں کے علاوہ نہر بھی خشک ہو گئی۔ تیرہ سو صدیاں گذر گئیں، ہر سال کروڑہا حاجی جاتے رہے مگر آج تک کبھی شکایت نہ سنی کہ عرفات یا منیٰ کے کنوئیں اور نہریں سوکھ گئیں۔ مانا کہ کنوئیں سوکھ گئے ہوں گے۔ مگر نہر کیونکر خود بخود بغیر کسی کے بند کیے خشک ہو گئی۔ آج تک یہ تو سنتے آئے ہیں کہ نہر کی بندی ہو گئی۔ یہ کبھی نہ سنا تھا کہ خشک ہو گئی۔ اور نہر بھی وہ نہر جو بنی امیہ اور خاندان عباسیہ سے رواں چلی آتی تھی وہ یک لخت ہی سعود کے قدم کی میمنت لزوم سے خشک ہو گئی۔ علاوہ ازیں نہر اگر خشک ہوئی ہوگی تو سراسر ابتدا خشک ہو گئی ہوگی۔

پھر یکلخت یک شب کے اندر اندر راتوں رات پھر رواں ہو گئی۔ اہلِ نظر سوچیں تو سہی کہ اتنی جلدی خشک شدہ نہر کا رواں ہو جانا اس کی بندی کی دلیل ہے یا خشکی کی۔ پس میں کہوں گا اور ثبوت و دلیل پیش کر کے کہوں گا کہ واقعی نجدی نے نہر بند کرادی تھی۔ اور کنووں پر پہرہ دار سپاہی تعینات کر دیئے تھے۔ چنانچہ ہمارے شہر کے امسال حج کے حاجی سات آدمی موجود ہیں جو حلفیہ بتاتے ہیں کہ ہم نے سپاہیوں کو آٹھ آنہ اور روپیہ روپیہ رشوت دے کر نہر پر سے اور کنووں پر رات کو پانی لیا۔ اور اپنے مشکیزہ بھر لیے اور دو کا انداز بھی عام طور پر لاتے رہے۔ بس یہ امر شاہد ہے کہ ابنِ سعود کی یہ کارروائی محض زائرین بیت اللہ و حرم رسول اللہ کی ایذا رسانی اور اپنی آمد کی غرض سے تھی۔ آگے چل کر آپ مکہ معظمہ کا مقابلہ ہندوستان سے فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ کہ ہندوستان کے اکثر میلوں میں مثل عرس اجمیر شریف وغیرہ کے موقعہ پر کیسی بدانتظامی ہوتی ہے۔ الخ۔ جناب والا کیا آپ کسی شہر کے کسی میلہ کا واقعہ پیش کر سکتے ہیں کہ دو آدمی بھی بوجہ تشنگی فوت ہوئے ہوں! پانی بند ہو گیا ہو۔ اور العطش العطش کی آوازیں بلند ہوئی ہوں۔ یا پانچ پانچ روپے میں کنستر فروخت ہوا ہو۔

ومن ادعی فعلیه البیان۔ سلمنا۔

مگر یہ تو بتلایئے کہ مکہ معظمہ یا جبلِ عرفات یا میدانِ منیٰ میں اس سال سے قبل بھی تیرہ سو صدیاں گذر

کتنیں کبھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا، یا اس سال بھی یہ غضب خدا نازل ہوتا تھا۔؟ کیا پہلے اتنے حاجی نہ جاتے تھے جتنے امسال گئے ہیں۔؟ مولانا شاید آپ کو علم ہو محمل شامی اور محمل مصری کے ساتھ جو لشکر ہر سال آیا کرتا تھا امسال اس لشکر کی نصف تعداد بھی حاجی نہ تھے۔ پھر پانی کی کمی اور گرانی کیسی؟ یا یوں کہیے کہ حاکم حجاز نے ام القری میں (بقول آپ کے) نو روز قبل اعلان کرا دیا تھا کہ کوئی اہل شہر اپنے حیوانات کو مکہ معظمہ اور عرفات کے درمیان کنووں اور نہر سے پانی نہ پلائے۔ اس میں ایک لفظ آپ چھوڑ گئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ حاجیوں کو بھی بغیر اجرت اور رشوت لیے نہ پینے دیں۔ خوب کہی۔ مولانا یہ تو فرمایئے کہ درمیانی باشندے ۹ کوس کے مابین رہ کر اگر وہاں سے پانی نہ پئیں پلائیں تو پھر کیا رابغ اور مدینہ شریف جا کر پانی پلایا کریں؟

یا جانوروں کو تشنہ لب رکھ کر مار ڈالیں؟ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت۔ آگے چل کر مسئلہ اموات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہزار اور سات ہزار کا تخمینہ بالکل غلط ہے۔ اور حاکم حجاز نے حجاج کے لیے اسپتال مقرر کیے تھے۔ خیر ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ ساڑھے سات کی تعداد کو تو خود بھی مولانا اپنی تحریر میں مانتے ہیں۔ ہماری تحقیقات ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔ رہا یہ امر کہ اسپتال خاص حاجیوں کے لیے مقرر تھے سو یہ محض افترا ہے۔ سوائے مکہ معظمہ کے اسپتال اور کسی جگہ اسپتال نہیں تھا۔ منیٰ میں ایک معمولی خیمہ تھا جس میں ڈاکٹر اور اس کے ماتحت چند کارندے تھے۔ وہی ۵ نمبر اور ۶ نمبر کی خوراک دی اور چلتا کیا۔

علاوہ ازیں میدان محشرستاں میں ناواقف حاجیوں کو کیا معلوم کہ اسپتال کہاں ہے اور کیونکر دوائی ملتی ہے۔ کسی جگہ ایک دن قیام ہے اور کہیں ایک شب اور کہیں تین دن۔ دوم: بیماروں کی کثرت۔ دیگر اینکہ بیماری اصل میں پیاس کی تھی۔ پانی کا مل جانا ہی دوا تھی تو وہ بیچارے اسپتال جا کر کیا کرتے۔ کوئی خاص بیماری یا وبا ہوتی تو اسپتال کی تلاش بھی ہوتی۔ جس کو آگے چل کر مولانا خود تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی متعدی مرض یا وبا نہ تھی۔ لہٰذا اس پر رد و قدح فضول ہے۔ ہاں ابن سعود کی ذمہ داری۔ مولانا فرماتے ہیں کیا ابن سعود آسمانی حوادث کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ میں کہتا ہوں یہ کوئی آسمانی حادثہ نہ تھا یہ تو ارضی اور خود ابن سعود کا ساختہ حادثہ تھا۔ جب کہ یہ مان لیا گیا کہ وجہ کثرت صرف تشنگی اور زیادتی تپش تھی۔ تو کیا اس کا انتظام ابن سعود کے اختیار میں نہ تھا، پانی بند نہ کرتا ٹیکس اور محصول نہ لگاتا۔ نہر اور کنووں پر سپاہی رشوت خورے تعینات نہ کرتا۔ پانی نابود اور گراں نہ ہوتا تو ضرور ہی اتنی کثرت اموات نہ ہوتیں۔

پھر کیونکر کہیں وہ آسمانی حوادث کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ کیا شریف حسین یا قبل اس کے شریفوں کے عہد امارت میں حاجی نہ جایا کرتے تھے؟ یا گرمی نہ ہوا کرتی تھی؟ امسال تو تعداد بھی تین لاکھ سے کم تھی۔ جس زمانہ میں سات لاکھ اور نو لاکھ کی تعداد ہوا کرتی تھی اس زمانہ میں بھی کبھی ایسا حادثہ وقوع میں نہ آیا۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست۔

کی تحریر کا جواب تھا۔ اب اصل واقعہ سنیے۔ سب سے پہلے تو میں

آپ کو اپنی ہستی ہی سے واقف کرانا چاہتا ہوں۔ بعد میں اپنے ذریعہ تحقیقات سے مطلع کروں گا۔ تاکہ ناظرین کو پوری واقفیت حاصل ہو جائے۔

مولانا صاحب تو فرماتے ہیں کہ میں عرصہ تک عراق عرب میں رہا۔ اور وہاں کے اوضاع واطوار سے بخوبی واقف ہوں۔ جناب والا آپ تو عراق عرب خدا جانے کون سے علاقہ میں رہے ہوں گے اور یہ بندہ خاص مدینہ منورہ علے ساکنہا افضل الصلاۃ والسلام کا باشندہ اور خاص روضہ امام حسن مجتبیٰ کے روضہ واقعہ جنۃ البقیع کا کلید بردار اور متولی ہوں۔ میرا اور میرے آبا واجداد کا جنم بھوم اور مسقط راس اور وطن اصلی وہی سرزمین مطہرہ تھی۔ میرے تمام عزیز اور قریبی رشتہ دار تمام کے تمام وہاں کے اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر تعینات اور خدمت گزار اور سلطنتِ عثمانیہ کے نمک خوار تھے۔ اور اہل شریف حسین کی بغاوت کے زمانہ میں بوجوہ چند وہاں سے نکل کر ہندوستان آ گیا ہوں۔ اور اب مجھے تقریباً عرصہ بارہ سال کا ہو گیا ہے میں یہاں مقیم ہوں۔ اس عرصہ میں دو دفعہ وطن جانے کا اتفاق بھی ہوا مگر آب ودانہ کی کشش دوبارہ مجھے یہاں لے آئی۔ مگر سلسلہ آمد ورفت و خط وکتابت جاری ہے۔ لہٰذا میں جو بھی واقعات اور نظائر لکھوں گا نہایت تحقیق اور ثبوت سے لکھوں گا۔ زمانہ نجدی میں گذشتہ سال امسال کے خطوط اور حجاج کی زبانی شنیدہ واقعات کے علاوہ ایک پختہ ثبوت میرے پاس اور بھی موجود ہے۔ اور وہ یہ میرے خاص عزیز اور قریبی رشتہ دار یعنی میرے خالہ زاد بھائی ...حافظ ناصر حسین ابن مجتہد العصر مولانا انصار علی نور اللہ مرقدہ جو خاص روضہ مبارکہ حضرت امام جعفر صادق کے کلید بردار اور متولی تھے امسال بعد از حج ابن سعود کی مہربانیوں سے مع جملہ اہل وعیال کے میرے پاس آئے ہوئے ہیں۔

علاوہ ان کے اور ایک سید صاحب اور سید محمد علی ولد سید محمد طاہر ساکن مدینہ طیبہ کے مع جملہ اہل وعیال کے اسی سال یہاں آ گئے ہیں۔ اور میرا امام سن کر میرے پاس بغرض ملاقات آئے تھے اور آج کل غالباً لائل پور کے کسی گاؤں میں مقیم ہیں۔ مقدم الذکر تو چونکہ خاص میرے عزیز تھے اس لیے آپ جملہ اہل وعیال کے میرے ہی مکان پر مقیم ہیں۔ ان کے ذریعہ معاش و پرورش اہل وعیال کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔ دیکھیے خداوند کریم کوئی سبب بنا دے گا۔ ہر دو صاحبان کا بیان ہے کہ جب ابن سعود نے روضہ مبارک شہید کرنے کا ارادہ کیا اس وقت ہم نے جو بھی متولی اور خادم تھے بغاوت اور مخالفت کی۔ اول تو سوئے ادبی کا خیال کر کے دوم اپنے ذریعہ معاش اور جدی وراثت کے سلب ہونے کے خیال سے۔ کیونکہ ہمارا ذریعہ معاش صرف روضہ کی خدمت گزاری تھی۔ علاوہ ایامِ حج کی آمدنی کے سلطان روم کی طرف سے ماہوار تنخواہ بھی مقرر تھی۔ خیر جس وقت ہمارا کوئی چارہ نہ چل سکا اور ہم میں سے چند شہید اور گرفتار بھی ہو گئے بالآخر مجبوراً سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور ابن سعود نے ہمیں قید کرا کے روضے تمام شہید کرا دیے۔ بعد میں گو ہمیں رہا کر دیا گیا۔ مگر ہم نے پھر اپنے گذر اوقات کے لیے بارہا درخواست کی مگر ایک نہ سنی۔ اور یہی جواب ملتا رہا کہ تم لوگ چونکہ مشرک ہو اس لیے تم کسی جگہ کر اپنا گزارہ کرو۔ مگر گراں تھا کہ اپنے

وطن مالوف اور خاص کر روضہ رسول کو چھوڑ کر کہیں جائیں۔ لہٰذا ہم نے صبر وشکر کرکے دو سال اپنے اثاث البیت اور جائداد وغیرہ فروخت کر کر کے اپنا پیٹ پالا۔ اور جب بالکل نان شبینہ سے بھی لاچار ہو گئے تو ہم نے پھر واویلا اور صدائے احتجاج شروع کی۔

مگر وائے بدقسمتی اور بدنصیبی کہ بجائے دلداری وہمدردی کے ہمیں یہ جواب ملا کہ تم کو پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور اب تمہیں جبراً وقہراً جانا پڑے گا۔ اور فوراً حکم نافذ کردیا کہ جتنے بھی مجاور ہیں اور خدامین ومتولیان روضہ ہائے مبارکہ ہیں وہ گھنٹے کے اندر اندر مدینہ منورہ سے خارج ہو جائیں۔ ورنہ حبس دوام وسزائے موت کی سزا دی جائے گی۔

چنانچہ فوراً زیر حراست تمام اہالیانِ مدینہ منورہ کو یعنی جو جو بھی روضہ ہائے مقدسہ سے تعلق رکھتے تھے سب کو جلاوطن کردیا۔ جملہ سادات متولین روضہ کو اس حالت میں مدینہ منورہ سے نکالا جس طرح میدانِ کربلا سے اسیرانِ بیت النبوۃ والرسالۃ چلے تھے۔ مستورات، پردہ نشین اور نازنین خواتین کو پاپیادہ اور بے سروسامان صرف اپنے تن کے کپڑے زیب تن کیے خاص اپنے وطن سے بے وطن کیے گئے۔ اور چودہ منزلیں جو تقریباً ۲۰۰ کوس ہوتی ہیں پیدل چلا کر بندرگاہ جدہ پر چھوڑا۔" (دوسری قسط الفقیہ میں نظر نہیں ملی)

[الفقیہ: ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۱۳تا۵]

سعودی مظالم کی پردہ پوشی میں خلافت کمیٹی کا کردار:

ابتداء خلافت کمیٹی نے ابن سعود کے مظالم کی خوب پردہ پوشی کی۔

دیوبندی عالم حاجی حاتم احمد ساکن حاجی گرامی پوسٹ سن ہائی ضلع کھلنا بنگال، خلافت کمیٹی کے اس ناحق رویہ کا ذکر کرتے ہوئے نیز خلافت کمیٹی کے بیانات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مجھے مکہ پہنچ کر یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوگئی کہ خلافت کمیٹی اور اس کے ارکان جو سلطان ابن سعود کے مظالم کے متعلق پردہ پوشی کرتے تھے وہ بالکل غلط اور ناجائز تھی۔ اور جو ایک سچے اور صادق مسلمان کی شان کے بالکل خلاف ہے۔

میں نے جنت المعلیٰ میں جا کر دیکھا کہ تمام مزارات گرا دیے گئے ہیں۔ اور ابن سعود کے سپاہی مسلمانوں کو فاتحہ خوانی سے زبردستی روکتے ہیں۔ مجھ کو غیر معدود لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ طائف کے مظالم بالکل صحیح تھے۔ میں نے دیکھا کہ مکہ میں طائف کے مظلوم جوان بیوائیں اور وہاں کے ستم رسیدہ یتیم بچے بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اور جس وقت ان میں سے بعض لوگ میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے دست سوال دراز کیا، تو میری آنکھیں بھر آئیں۔ اور میرا قلب تڑپنے لگا۔

میں نے اپنے رفقاء سے چندہ کرکے ان لوگوں کی مدد کے لئے جو کچھ ہوسکا کیا۔ میں نے نجدیوں کی

زبان سے سنا کہ وہ مکہ والوں اور بعض حاجیوں کو بھی مشرک اور زندیق کہہ کر پکارتے تھے۔ میں نے مکہ میں بھی یہ سنا کہ ملک علی حاکم حجاز نے ابن سعود کو ایک خط روانہ کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ تم فوراً حاجیوں کو روانہ کر کے مکہ خالی کر دو ورنہ ہماری فوجیں مکہ کی طرف بڑھیں گی۔ مکہ کے لوگ عام طور پر ملک علی کو اپنا حاکم دیکھنا چاہتے ہیں ہمارے ساتھ بہت سارے مکہ والے ابن سعود کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ چھوڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور وہ رابغ کے راستہ دوسرے ملکوں کی طرف ہجرت کر کے جا رہے ہیں۔

ابن سعود جس کی حکومت کسی قاعدہ اور قانون کی پابند نہیں اس کے متعلق اختصار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک جنگلی حکومت ہے۔ تمام حاجیوں کو ارکان خلافت سے اس امر کے متعلق سخت شکایت رہی کہ انہوں نے ان کو جدہ سے جانے کی اجازت کے باوجود ابن سعود کو مجبور کیا کہ حجاج کی روانگی رابغ سے ہو۔ میں نے علمائے مکہ میں سے ایک بڑی تعداد سے ملاقات کی یہ بیچارے سخت پریشان ہیں۔ اور ابن سعود کے اعمال و افعال سے بہت نالاں ہیں۔ ان میں سے بہت ساروں نے ہم سے کہا کہ ہم حرم میں اس وجہ سے نماز پڑھنے نہیں جاتے کہ سعودی لوگ ہم کو مشرک کہہ کہہ پکارتے ہیں۔ ابن سعود نے مکہ میں جلسہ کرا کے لوگوں سے نہر زبیدہ کے لئے ایک کافی تعداد میں چندہ وصول کیا ہے۔ باوجودیکہ اس سال بہت کم تعداد میں حاجی موجود تھے۔ لیکن کافی طور پر انتظامات نہیں تھے۔ اگر کہیں حاجی پچھلی سالوں کی طرح ایک کثیر تعداد میں آتے تو سخت بدامنی کا سامنا پیش ہوتا۔ مکہ میں ایک مرتبہ میرے سامنے باشندوں اور سعودی لوگوں میں جھگڑا ہو گیا۔ اس کی صورت صرف یہ ہوئی کہ ایک مکی تاجر کتب فروش کی دکان پر ایک نجدی کتاب خریدنے کے لئے گیا۔ چونکہ دکان پر اژدہام تھا اس لئے تاجر نے گھبرا کر کہا: صلوا علی النبی صلوا علی النبی، صلی اللہ علیہ وسلم، یہ جملہ اہل مکہ موقعہ بموقعہ استعمال کیا کرتے ہیں۔ اس پر اس نجدی نے اس کتب فروش کو مشرک کافر کہنا شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اہل مکہ اور سعودیوں میں ایک بڑی جنگ ہو گئی۔ جس میں ایک کافی تعداد آدمیوں کی زخمی ہو گئی۔ منیٰ میں، میں نے دیکھا کہ مذبح اسمٰعیل علیہ السلام کو گرا دیا گیا ہے۔ یہاں پر سعودی سپاہی مقرر ہیں کہ کسی کو اندر جانے نہ دیں۔ میں نے اس جگہ کو دور سے ٹوٹا ہوا دیکھا۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ مسجد خیف واقع منیٰ میں ابن سعود کے حکم سے جمعہ کی نماز ایک اندھے امام نے پڑھائی۔ جس کی وجہ سے بہت سارے لوگوں نے بجائے جمعہ کی نیت کے ظہر کی نیت کی۔

اسی قسم کا واقعہ مکہ مکرمہ میں بھی جمعہ کے دن ہوا کرتا ہے۔ نجدی امام وہاں امامت کرتا ہے اور وہ حنفی امام جو ایک طویل عرصہ سے امام مقرر تھا نماز نہیں پڑھا سکتا ہے۔ اس لئے اکثر لوگ بجائے جمعہ کی نیت کے ظہر کی نیت کرتے ہیں۔ واپسی کے وقت میں نے اپنے اونٹ والے سے کہا کہ فی آدمی ۱۲ روپیہ دیا ہے اس میں تم کو کیا ملے گا۔ اس نے کہا کہ ہم کو فی منزل ایک اونٹ پیچھے مجیدی ملی اور باقی تمام روپیہ ابن سعود نے ٹیکس میں ہضم کر لئے۔ طائف جانے کے لئے سخت ممانعت لوگوں کو طائف جانے روکا۔ میری

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مدینہ پر اس گروہ کا قبضہ نہ ہونے دے۔ ورنہ ان لوگوں سے یقینی بات ہے کہ وہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔ میں اس موقع پر کہنا چاہتا ہوں کہ خلافت والے ان تمام واقعات پر پردہ ڈالیں گے۔ کیوں کہ ان کے طرز عمل سے یہی امید ہے۔ میں دہلی ہوتا ہوا دیوبند اپنے اساتذہ سے ملنے جا رہا ہوں۔ تاکہ ان حضرات کو ان ہوشربا واقعات کی اطلاع دے دوں۔ اور وہاں سے اپنے وطن بنگال کو جاؤں گا۔"

[الفقیہ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۶، ۷

ابن سعود کی حمایت میں جمعیۃ العلماء ہند:

جمعیۃ العلماء ہند نے مکمل طور پر ابن سعود کی طرفداری کی یہ بات جگ ظاہر ہے۔ ابن سعود کے مظالم و ستم آرائیوں کو پردۂ خفا میں رکھنے کا کام سر انجام دیا۔ لوگوں کو حجازی روح سوز حالات سے بے خبر رکھا۔ موقع بموقع ابن سعود کی حمایت بھی کی۔ حالات حجاز کے ناگفتہ بہا حالات کے نتیجہ میں علمائے اہل سنت کی طرف سے جب التوائے حج کی تحریک چلائی گئی تو جمعیۃ نے اپنے اجلاس میں خاص کر اسی سال لوگوں کو حج پر جانے کی ترغیب دی۔ اور اس طرح ابن سعود کی بے جا حمایت کر کے اس کے وظیفہ کا حق ادا کیا۔ جمعیۃ کے ایک جلسہ میں حجاز مقدس پر ابن سعود کے تسلط کے بعد حکومت و سلطنت کے حوالے سے کئی اہم تجاویز پاس کی گئیں جو بظاہر ابن سعود کے حق میں تھیں۔ البتہ دو ایک تجاویز میں کچھ ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان باتوں کو باریکی سے ملاحظہ کیا جائے تو وہ ابن سعود کے خلاف جاتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان باتوں کے تناظر میں ابن سعود کا ملعون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ ان باتوں سے لی گئی تعبیر اراکین جمعیۃ کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوگی۔

البتہ ان لوگوں کے لئے یہ بات ضرور مفید و کار آمد ثابت ہوئی جو لوگ ابن سعود کے ان کالے کارناموں کے سبب ابن سعود کو ملعون کہتے تھے اور اس پر ابن سعود کے وظیفہ خواران کے اس عمل کو محض عداوت سے تعبیر کرتے تھے۔ جمعیۃ کے اجلاس میں پاس کی جانے والی تجاویز اور اس پر اخبار الفقیہ کا درج ذیل زبردست تبصرہ ملاحظہ کریں:

"رسول اکرم ﷺ نے محمد بن عبدالوہاب اور اس کی ذریت کا نام قرن الشیطان رکھا۔ اس لئے وہ یقیناً ملعون ہیں۔ لیکن ہندوستان کے وہابی اور ابن سعود ملعون کے ایجنٹ اور وظیفہ خوار اس پر آتش پا ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حنفی لوگ جو نجدی مذکور کے حق میں ملعون کا استعمال کرتے ہیں وہ محض اس عداوت سے کہ اس نے قبے اور مزارات گرائے۔

مساجد مسمار کیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ لیکن اصل حقیقت کو یہ لوگ نہیں دیکھتے۔ حالانکہ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہل حدیث کے سوال کے جواب میں اس کی تصریح کر دی تھی۔ مگر ہمارے

وہابی دوستوں کی عادت ہی یہی ہے کہ ایک ہی بڑ کو ہانکتے جاتے ہیں خواہ کتنی ہی بار اس کا جواب مل چکا ہو۔
مسلمانوں کی بدقسمتی سے ہندوستان میں تحریک بغاوت کے وقت ایک جمعیۃ قائم ہوئی جس کا نام جمعیۃ العلماء رکھا گیا۔ اس نے اپنے غلط فتاوی سے مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ اور جس قدر رتباہی ممکن تھی مسلمانوں پر آئی۔ اس کی غلط کاریوں اور بیہودگی کے باعث اب خلافت کمیٹی کی طرح اس جمعیۃ کا بھی کوئی اقتدار نہیں رہا۔ اور لوگوں کی نظروں میں یہ جمعیۃ اب جمعیۃ العلماء نہیں بلکہ اس کے لئے جمعیۃ الحمقاء کا لقب بہت ہی زیادہ موزوں ہے۔

یہ جمعیت مثل خلافت کمیٹی کے ابن سعود ملعون کی بے حد طرفدار رہی۔ اس نے نجدی ملعون کی تمام سفاکیوں بے دینیوں اور ظلم و ستم کے اخفاء میں اس سے زیادہ کوشش کی جو ایک حجام معزز ہو جانے کے بعد اپنی ذات اور پیشہ چھپانے کے لئے کرتا ہے۔ اس جمعیۃ کا جو اجلاس پچھلے دنوں کلکتہ میں ہوا، اس میں جو قراردادیں پاس ہوئیں ان میں سے پہلی قرارداد میں لوگوں کو مشورہ دیا گیا، کہ امسال ضرور حج میں شامل ہوں۔ تا کہ نجدی ملعون کو کافی روپیہ حاصل ہو۔ دوسری قرارداد کے تین ضمن ہیں۔

ضمن الف، میں یہ تجویز ہے کہ حجاز مقدس میں شرعی حکومت ہو۔ مگر حکومت کسی خاندان یا قوم سے تعلق نہ رکھے۔ اس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ کے اس فرمان واجب الاذعان کو معاذ اللہ لغو قرار دیا جائے کہ الائمة من القريش، اور غالباً اس قرارداد کی ضرورت اس لئے واقع ہوئی ہے کہ ابن سعود کے کلمات خبیثات جو بعنوان ارشادات (برعکس نہند نام زنگی کافور) شائع ہوتے ہیں، ان میں ایک کلمہ خبیثہ یہ بھی ہے کہ اس ملعون کے نزدیک قرشیت و ہاشمیت کوئی چیز نہیں۔ وہ ایک حد تک حق بجانب بھی ہے کیوں کہ قرشیت اور ہاشمیت کی عزت تو ان لوگوں کے دلوں میں ہے جو مسلمان اور اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سچے مومن اور متبع ہیں۔ اور قرشیت پر حضور ﷺ کو ناز ہے۔ تو جب یہ ملعون مسلمان ہی نہیں اور اس کو بانی اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں تو وہ قرشیت و ہاشمیت کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ چونکہ جمعیۃ مذکور انتہائی سعود پرست واقع ہوئی ہے اس لئے اپنے معبود حقیقی ابن سعود کی خواہش کے مطابق کسی خاندان یا نسل کے امتیاز کو روا نہ رکھنا ضروری تھا۔ کیوں کہ اگر رسول اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق قریش کا درجہ مقدم رکھا جائے تو پھر نجدی ملعون اس کا غیر مستحق قرار پائے گا۔ اس لئے یہ ضمن پاس ہوا۔

ضمن ب، کا خلاصہ یہ ہے کہ حجاز کی حکومت ایسے مستحکم اصول پر قائم ہو کہ آئندہ کے لئے تمام عالم اسلام کی متحدہ طاقت اس کی کفالت کے لئے مطمئن ہو۔

ضمن ج، میں موتمر اسلامی کے انعقاد کا مطالبہ کیا گیا ہے اور حجازیوں کے داخلی اختیارات تسلیم کرتے ہوئے ارض حجاز مقدس کو تمام غیر مسلم اثرات سے پاک کرنے کی خواہش ہے۔ بات بالکل صحیح ہے۔ حجاز مقدس میں کسی غیر مسلم طاقت کا اثر کوئی مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ابن سعود کی گردن میں برٹش گورنمنٹ کا طوق غلامی ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ حجاز کی حکمداری سے دستبردار نہیں ہوئی۔ یہی

وجہ ہے کہ ابن سعود اس معاہدہ کو شائع نہیں کرتا جو اس کے اور سلطنت برطانیہ کے درمیان ہوا ہے۔ جمعیۃ کی تیسری قرارداد مسئلہ موصل کے متعلق ہے۔ اور ہمارے اس مضمون کو زیادہ تر اسی قرارداد سے تعلق ہے۔ اس لئے ہم اس کو بجنسہ نقل کرتے ہیں۔

''جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس قضیۂ موصل کے بارے میں برطانیہ کو متنبہ کرتا ہے، کہ ترکوں کے تاریخی طبعی جغرافیائی حق کو تسلیم کر کے جنگ کے امکان کو رفع کر دے۔ اسی سلسلہ میں ان احکام الٰہیہ کے اعلان کا اعادہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔ جو اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ شائع کئے جا چکے ہیں۔ کہ حضرت حق تعالیٰ شانہ اور حضرت رسول اکرم ﷺ کے صریح اور صاف احکام کے بموجب مسلمانوں پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کسی غیر مسلم کی ایسی امداد کریں جو مسلمانوں کے قتل یا ایذا رسانی یا کسر شوکت اسلامی کا باعث ہو۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ:

جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے اس کا بدلہ جہنم ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور خدا کا غضب اور لعنت اس پر نازل ہوگی۔ اور اس کے لئے بڑا عذاب مہیا فرمایا ہے۔

اور حضور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی طرف لوہے کی چیز سے حملہ کا اشارہ بھی کرے اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

اس مضمون کی بہت سی صحیح احادیث ہیں۔ پس کسی سچے ایماندار کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ چند روپوں کے بدلے دشمنان اسلام کی امداد کر کے خدا اور رسول کی لعنت غضب اور جہنم خریدے۔''

اس قرارداد کے جس حصہ پر ہم نے خط کھینچا ہے وہ قابل غور ہے۔ جمعیۃ نے اپنے سارے جلسہ میں صرف یہی ایک کلمۂ حق کہا ہے اور یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے کہ ابن سعود ملعون کے زبردست حامیوں کے ایک جلسہ سے ایسی قرارداد پاس کرائی جس میں حق کا بیان صریح الفاظ میں ہو۔ اب جمعیۃ کے اپنے الفاظ کے مطابق ابن سعود اور اس کے آباء و اجداد کے کارناموں کو ملاحظہ فرمایئے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ محمد بن عبدالوہاب ملعون قرن الشیطان اول نے سلطنت اسلامیہ عثمانیہ کے خلاف نہ صرف علم بغاوت بلند کیا، بلکہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ ان کا مال لوٹا۔ اور طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔

بلکہ بقول بعض وہابیوں کے اس شیطانی گروہ نے سلطنت ترکی کی بنیادیں ہلا دیں۔ (حیات خبیثہ المعروف بہ حیات طیبہ)

ابن سعود نے طائف میں غیر مصافی مسلمانوں کو بوڑھے مسلمانوں کو بچوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ مسلمان عورتوں کو برہنہ کر کے تلاشی لی۔ ان کی بے عزتی اور عصمت دری میں کوتاہی نہیں کی۔ ان واقعات سے کسی وہابی یا نجدی ایجنٹ اور وظیفہ خوار کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ عذر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ بلا اجازت قرن الشیطان شیطانی لشکر نے ایسا کیا۔ کیوں کہ قرن الشیطان کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے شیطانی لشکر کو سزا نہیں دی۔ بلکہ

پسندیدگی کا اظہار کیا۔ جس سے وہ خود بھی شریک جرم ہو گیا۔ تو جمعیۃ العلماء کے اس فتوی کے مطابق ابن سعود اور اس کا تمام لشکر بلکہ اس کے ہواخواہ ناصر ومعین سب کے سب مغضوب وملعون ہوئے۔ جمعیۃ نے اس قرارداد کے خط کشیدہ الفاظ سے ابن سعود کی ملعونیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ تمام وہابیوں اور نجدی ایجنٹوں اور وظیفہ خواروں کو مبارک ہو۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

[الفقیہ: ۲۸/ مارچ ۱۹۲۶ء ص۵]

حجاز پر سعودی مظالم اور نجدیوں کی حیلہ خوری کے خلاف قاضی احسان الحق نعیمی کی آواز حق:

سرزمین حجاز میں جب نجدی مظالم انتہا کو پہنچ گئے، پوری دنیا میں حجاز کا مکمل سچ ظاہر ہو گیا تو ہر طرف سے آواز احتجاج بلند ہونے لگی۔ مگر ابن سعود کے وظیفہ خوار جو اب تک نجدیوں کے سارے جرائم کی پردہ پوشی میں مصروف تھے۔ یک لخت غائب ہو گئے۔ ان کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ قاضی احسان الحق نعیمی علیہ الرحمہ نے حجاز کے روح سوز حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ان نجدی وظیفہ خوروں کو میدان عمل میں آ کر حق کا سامنا کرنے کی دعوت دی۔ مگر وہ منہ چھپاتے پھرتے رہے۔ مرادآباد کے مشہور رسالہ السواد الاعظم کی درج ذیل خبر ملاحظہ کریں۔ قاضی احسان الحق نعیمی لکھتے ہیں:

"وہ دشمن اسلام لیڈر جو ظالم نجدی کی مدح سرائی اپنا وظیفہ سمجھتے تھے۔ اور اس کے مظالم پر پردہ ڈال ڈال کر مسلمانوں کو طرح طرح کے سبز باغ دکھاتے تھے۔ اور وہ ابوالکلام جو ابن سعود کے تسلط کو اسلام کے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ بتاتے تھے۔ آج دنیا کے کس گوشہ میں جا چھپے۔ تمام عالم اسلام بے انتہا مظالم سے تنگ آ کر آہ وفغاں کر رہا ہے۔ اور ابن سعود کے نامسعود مداح سب مہر بر لب حرمین طیبین کے سخت ترین خطرے کے تصور سے اسلام کا قلب وجگر کانپ رہا ہے۔ مگر ابن سعود کے مدعی اسلام حامی "صم بکم عمی فھم لا یعقلون" بنے ہوئے ہیں۔ اور عالم اسلام کی بے چینی واضطراب مسلمانوں کا جتلائے مصیبت ہونا ساکنان حجاز کی تباہی وبربادی کا وبال نجدیوں کے ساتھ ساتھ اس کے ان ہندی حامیوں پر بھی پڑے گا جنہوں نے طرح طرح کے مکر وخداع کے ساتھ اس کی مدد کی ہے۔ اب نجدی کھلی اکھیلے اور بالاعلان فتوی صادر کرنے لگے۔ مسجد حمزہ اور مسجد ابورشید کے گرانے کا حکم دے دیا۔

مصری حاجیوں سے ہتھیار چھیننے اور شرک ومنکرات بتا کر انہیں اپنے عقیدت مندانہ افعال سے روکنے کا حکم لگا دیا ہے۔ خانہ کعبہ میں محمل شریف کے داخل ہونے اور اس کو چھونے اور بوسہ دینے کی ممانعت کر دی۔

مکہ مکرمہ آنے سے محمل کو روکنے کے لئے لڑائی کی اجازت دے دی۔ غیر وہابیوں کو وہابیوں کے عقیدے تسلیم کرنے اور ان کی بیعت کرنے پر مجبور کرنے کا حکم دے دیا۔ زیارت گاہوں کو ویران کرنے کا بھی حکم دے دیا۔ جو شخص وہابیوں کے ان احکام کو تسلیم نہ کرے جلاوطن کر ڈالا جائے۔ اس فتویٰ کی رو سے ہر شخص کو وہابی عقیدہ تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یعنی زور وظلم سے وہابی دین منوایا جائے گا۔ اور اگر کوئی نہ مانے تو اس کی قانونی سزا جلاوطن کرنا ہوگی۔ مگر یہ سزا تو ان لوگوں کے لئے ہو سکتی ہے جن کا وہاں وطن ہو۔ مسافر حاجی کا تو پرسان حال ہی کون ہے ہر طرف دیہات وقریات تک میں وہابی عقیدے بجبر منوانے کے لئے ایجنٹ روانہ کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

اب حاجیوں کے لئے صرف جانی ومالی ہی خطرہ ہی نہیں بلکہ دینی وایمانی ضرر ہے۔ اب کیا کہتے ہیں وہ دیوبندی اصحاب جو ایک فرض ترک ہونے اور ایک نماز چھوٹ جانے کا اندیشہ سے حج کو غیر ضروری کر دیتے تھے۔ آج ان فتنوں کے باوجود وہ کیا کہتے ہیں؟ اس سے میرا یہ مدعا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی جو روش اختیار کی ہے وہ انہیں کیا کہنے پر مجبور کرے گی۔ ورنہ مجھے یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ تمام ہندی وہابی نجدی کے تمام افعال وکردار کے حامی اس کے مداح ہیں۔ اور برابر وہ مختلف طریقوں سے اس کی اعانتیں کرتے رہے ہیں۔"

(قاضی احسان الحق نعیمی)

[السواد الاعظم مراد آباد، ذیقعدہ، ۱۳۴۵ھ ص ۱۵]

مولانا غلام قادر الہ آبادی کا نجدی طرفداروں سے خطاب:

مولانا غلام قادر صاحب الہ آبادی اہل مدینہ پر ظلم کے تعلق سے ارشادات رسول بیان کرنے کے بعد ابن سعود کے حمایتوں سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کھوز میندار یوں! کھوشائیو! کھو اسماعیلیو!

کیا تم نے نہیں مانا کہ نجدی نے محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور مدینہ میں آب ودانہ بند کر رکھا ہے۔ تاکہ مدینہ پر قبضہ ہو جائے۔ تو کیا تم اس کو ظلم نہیں کہو گے؟ کہ اہل مدینہ کو فقط بھوکا مار کر مدینہ کا قبضہ کر لینا یہ بھی ایک ظلم ہے۔"

[الفقیہ: ۷ر فروری، ۱۹۲۶ء ص ۵]

maablib.org

باب ﴿۱۷﴾

زمیندار، اہل حدیث وغیرہ اخبارات کی سفیہانہ و غیر منصفانہ روش اور اس کے خلاف الفقیہ کی جرأت مندانہ کاوشیں

سیاسی اخبارات ہند کا حقیقت بیانی سے گریز

حرمین شریفین پر نجدی مظالم کی دلدوز خبریں روز بروز لوگوں کے سامنے آرہی تھیں۔ مگر سیاسی اخبارات خاص کر زمیندار وغیرہ کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ ہر شخص حقیقت جاننے کو بے چین تھا لیکن یہ اخبارات حقیقت بیانی سے گریز کر رہے تھے۔ اخبارات کی اس پالیسی سے متعلق الفقیہ میں حق پسند حضرات نے اپنے اپنے طور تاثرات پیش کیے۔ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

مولانا مولوی حاجی حکیم احمد علی صاحب حرمین شریفین سے واپس آئے تو انہوں نے اردو اخبارات مثلاً زمیندار وغیرہ کو ملاحظہ کیا تو انہیں احساس ہوا کہ اخبارات حقیقت بیانی سے گریز کر رہے ہیں۔ وہ الفقیہ کے ایڈیٹر کے نام ارسال کردہ اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:

”مکرمی جناب حکیم صاحب ایڈیٹر اخبار الفقیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر مورخہ ۱۳-۱۰-۱۹۲۴ء کو سفر حرمین شریفین سے واپس آیا۔ اردو اخبارات مثلاً سیاست، زمیندار وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اصل حالات ملکِ حجاز مقدس تاریکی میں ہیں۔ اور جن خبروں کو جرائد مذکورہ شائع کر رہے ہیں وہ اصل کے بالکل خلاف ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر خیال تھا کہ فوراً انکشاف حالات صحیحہ کے لیے اخباروں میں چشم دید واقعات شائع کرائے جائیں کہ میرے ایک رفیق سفر مولانا مولوی برکت علی صاحب ساکن فتو داد ضلع شاہ پور کا خط موصول ہوا۔ جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ میں نے خود دفتر سیاست میں جا کر حالات صحیح قلم بند کرا دیے ہیں۔ جس سے میں نے اپنے ارادہ کو ملتوی کر دیا کہ اب صحیح حالات بذریعہ اخبار سیاست مخلوق کے سامنے آجائیں گے۔

مگر نا معلوم آج دس پندرہ یوم گذر چکے ہیں کہ مولوی صاحب کا بیان مدیر سیاست نے کیوں درج اخبار نہیں فرمایا۔ اس لیے اصل حالات جو اس عاجز نے جدّہ و مکہ مکرمہ کی سکونت کے دنوں میں اسی جگہ پر مظلومینِ مکہ اور طائف اور جدّہ کی زبانی سُن کر قلم بند کیے تھے، مختصراً لکھ کر پیش خدمت کرتا ہوں۔ اُمید کہ آپ اپنے اخبار گوہر بار میں جگہ دے کر ممنون فرمائیں گے۔ تاکہ عام مسلمانوں کو صحیح حالات سے واقفیت حاصل ہو۔“

مزید لکھتے ہیں:

''بندہ نے دفتر سیاست میں خود جا کر فرقہ ضالہ وہابیہ نجدیہ کے حالات قلم بند کرائے کیوں کہ پنجاب کے جرائد کے ہفوات کو پڑھ سن کر دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ افسوس صد افسوس!

ان اہلِ جریدہ وبن دریدہ نے ایسے اشر الناس کا نام غازی اور مجاہد رکھ دیا۔ لیکن سگ برادر شغال۔ الجنس مع الجنس یمیل۔ خدا ان کو ہدایت دے۔ عوام کالانعام کو دھوکہ میں ڈال رہے ہیں۔ اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریقا الھالکین۔ فقط۔''

[الفقیہ: ۱۳ر نومبر ۱۹۲۴ء، ص ۶]

سیاسی اخبارات پنجاب وغیرہ کی ابن سعود کی بے جا طرفداری پر مدیر الفقیہ کا تبصرہ:

حجاز مقدس میں کس قدر بدانتظامیاں تھیں کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھیں۔ سعودی ونجدی ظلم وبربریت حد سے تجاوز کر چکا تھا۔ حجاز میں انسانیت دم توڑ رہی تھی۔ مظلومان حجاز کی آہ وفغاں عالم اسلام کے مسلمانوں کے کلیجہ چھلنی کر رہی تھی۔ مگر ابن سعود کے زر خرید مدیران اخبار اپنے اخبارات میں اس تعلق سے کچھ لکھنے تیار نہ تھے۔ بلکہ جو اطلاعات معتبر ذرائع سے پہنچ رہی تھیں ان کو جھوٹا ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ ابن سعود کی حمایت میں اس قدر اندھے ہو چکے تھے کہ حق وناحق کا تمیز کھو بیٹھے تھے۔ مال وزر کی ہوس نے انہیں ضمیر فروشی کے ساتھ ایمان فروشی پر آمادہ کر دیا تھا۔ وہ مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ کر رہے تھے۔

اخبارات میں بجائے اس کہ حق صحافت ادا کرتے اور حالات حجاز کے صحیح حالات لوگوں تک پہنچا کر اہل حجاز کی مدد کرتے، ان کے دکھ درد میں شامل ہوتے، ابن سعودی کی تملق اور بے جا حمایت میں مصروف کار تھے۔ اخبارات کی اس گھنونی روش کے خلاف مدیر الفقیہ نے درج ذیل تبصرہ کر کے ان کے مردہ ضمیر کو زندہ کرنے کی ایک کوشش کی تھی۔ ملاحظہ کریں:

''سلطان ابن سعود نے پنجاب کے جفر اسلامی اخبارات کو روپیہ کے زور اور روپیہ کے لالچ سے اپنا طرفدار و مطیع فرمان بنا رکھا ہے یہ لوگ چونکہ سلطان کے نمک خوار ہیں۔ اس لئے اس کے خلاف ایک لفظ تک نہیں لکھ سکتے۔ ان کے قلم اور زبان پر مہر لگ چکی ہے اس لئے وہ حرکت میں نہیں آسکتی۔ حق نمک خواری کا تقاضہ یہ تو ہونا چاہئے کہ حاجیوں کی تکلیف ومصائب وآلام کو من وعن سلطان کے سامنے پیش کیا جائے اگر عمال حکومت کی چیرہ دستیوں اور نظم ونسق کی خرابیوں پر پردہ ڈالا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ عمال کی بدعنوانیاں بڑھتی جائیں گی۔ اور انتظامی خرابیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔ ہمیں جتنے حاجی ملے ہیں سبھی کہتے سنے گئے ہیں کہ حاجیوں کو بہت دق کیا جاتا ہے۔ حتی کہ ان بیچاروں سے آدمی کوڑی تک چھین لینے کی کوشش کی

جاتی ہے۔ نمک حلالی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ سلطان ابن سعود کے ملازموں کی سخت گیری کو الم نشرح کیا جائے تاکہ انتظام میں اصلاح ہوتی جائے۔ اور حاجی لوگ اپنے اپنے ممالک میں جا کر سلطان کے حسن انتظام کا ڈھنڈورا پیٹتے پھریں۔ ورنہ اگر سلطان کے پیٹ ایجنٹ پردہ پوشی سے کام لیتے رہے تو خرابی بڑھتے بڑھتے ناسور کی صورت اختیار کر لے گی۔"

[الفقیہ: ۲۸ر مئی ۱۹۳۵ء ص ۲۰]

مزید لکھتے ہیں:

"سیاسی اخبارات ایک رَو میں بہ رہے ہیں۔ جو رہنمایانِ خلافت کے قبضۂ اقتدار میں ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ تمام سیاسی اخبارات پالیٹکس میں سیاسی چالوں کو ضروری سمجھتے ہیں۔

شریف حسین نے چونکہ اپنے اعمال سے دنیائے اسلام کو اپنا دشمن بنالیا۔ اس لیے ہندوستان کے سیاسی اخبارات محض اس لیے کہ نجدی شیاطین کے حملہ سے شریف حسین کا اقتدار جاتا رہا۔ نجدیوں کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے۔ اس وقت اخباری دنیا ٹھیک اس مثال کے مصداق ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو شیعہ کہلانے لگا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اگر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کے تقاضے سے تم شیعہ کہلانا پسند کرتے ہو تو یہ تحصیل حاصل ہے۔ کیوں کہ اہل السنّت والجماعت ان کے دشمن نہیں بلکہ ان کی کامل محبت عین ایمان ہے۔ تو کونسی ضرورت پڑی کہ تم شیعہ بن گئے۔ اس نے جواب میں کہا کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تو چنداں محبت نہیں، مگر شیعہ بننے کی ضرورت اس لیے پڑی کہ مجھے معاویہ سے سخت عداوت ہے۔ کہتے ہیں لا لحب علی بل لبغض معاویہ۔ اسی واقعہ سے ضرب المثل ہو گیا۔

بعینہٖ یہی حال اس وقت سیاسی اخبارات کا ہے۔ نجدیوں سے اُن کو محبت کیا ہوتی۔ محض اس لیے ان کا دَم بھرتے ہیں کہ شریف حسین سے عداوت ہے۔ ایک اخبار یہاں تک نجدیوں سے مانوس ہو گیا ہے کہ کسی مصری وہابی کی تحریر کی بنا پر محمد بن عبدالوہاب کو مصلح اور مجدد بنانے پر مجبور ہے۔ گویا محمد بن عبدالوہاب کے ایک پیرو کی بے ہودہ ہرزہ سرائی تمام مستند تاریخی واقعات کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ معزز ایڈیٹر صاحب اتنا سمجھ لیتے کہ مرزائے قادیانی کی نبوت کو ماننے والے بڑے بڑے عالم اور ایم۔ اے، بی۔ اے وغیرہ بڑے زور سے نبی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور لاہوری پارٹی سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے ایم۔ اے، بی۔ اے مرزا صاحب کو ظلی اور بروزی نبی اور مسیح و مہدی وغیرہ بنا رہے ہیں۔ مگر جو لوگ اصلیت سے واقف ہیں وہ ان ایم۔ اے، بی۔ اے لوگوں کی پرواہ نہ کر کے اصلیت کے ظاہر کرنے پر مجبور ہیں۔ تو صرف ایک مصری وہابی کی بکواس کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ تمام اہلِ مکّہ نے وہابیوں کا مذہب قبول کر لیا۔ مگر عام طور پر اس خبر کو تمام نے شائع نہیں کیا۔ شاید خیال ہو کہ اس سے سارا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ سیاسی اخبارات لاکھ

چھپائیں اصلیت پر پردہ ڈالیں لیکن آخر شیاطین نجد کے ظلم و ستم اور شیطنت و بے دینی سے پردہ اٹھ رہا ہے۔ اور اُٹھ جائے گا۔ اور تمام دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ محمد بن عبدالوہاب کی طرح موجودہ ذریت نجد یہ صحیح معنوں میں ابلیس کے قائم مقام اور دست و بازو ہیں۔...... اللہ تعالیٰ ان بے دین شیاطین کے شر سے جلد تر حجاز مقدس کو مامون کرے۔ اور ان کے نجس العین وجودوں سے حجاز کے راستے گلیاں جلد پاک ہوں۔ آمین"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۳ء، ص ۶]

حجازیوں پر ہونے والے نجدیوں کے مظالم کی تفصیل ان نجدی بذلہ خوار اور ضمیر فروش مدیران اخبار کے سبب صحیح طور پر منظر عام پر نہیں آپا رہی تھی۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے مدیر اخبار الفقیہ لکھتے ہیں:

سر کنم گریہ اگر تاب شنیدن داری

سینہ بشگافم اگر طاقتِ دیدن داری

شیاطین نجد کے مظالم اگرچہ اب تک سنتے رہے ہیں اور وہ چند مسلمانوں کے کلیجے کانپ رہے ہیں۔ مگر ان کے کذاب ایجنٹ و دلال یا تو اپنے اخبارات میں ان مظالم کا ذکر تک نہیں کرتے، یا اگر کبھی موقع ملا تو ان سب مظالم کو غلط قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔"

[اخبار الفقیہ: ۱۴ر اگست ۱۹۲۵ء، ص ۲]

خبارات کی غلط بیانی پر ارباب اہل سنت کی تبصرہ بازی:

مولانا مولوی حاجی حکیم احمد علی صاحب حاجی عبدالقادر صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس کے سوا بے شمار حالات ہیں جو طائف مبارک کے اور مکہ مکرمہ کے معتبر سائی روایتوں پر مبنی ہیں۔ جن کے سننے اور لکھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ سب صحیح حالات چند یوم تک ایک معتبر معزز اور مشہور آدمی کے قلم سے بصورت رسالہ ضخیم پبلک کے ہاتھوں میں پہنچیں گے۔ تو ہندوستان کے مسلمانوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اخبارات میں جو غلط در غلط حالات درج کر کے پبلک کو دھوکا میں رکھا گیا ہے۔ کن لوگوں کا پروپیگنڈا اور بے ایمانی ہے۔ آخر میں اللہ کریم سے مَیں دعا کرتا ہوں کہ اخبارات کے ایڈیٹروں کو خداوند کریم چشم حق بین اور قلب حق شناس عطا فرمائے۔ اور وہ چونکہ پبلک کے نمائندہ ہیں جو حالات درج اخبار فرمایا کریں۔ رعایت اور طرف داری کو دل سے دور کر کے صحیح حالات کو لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ وما علینا الّا البلاغ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب وھو ھدی من یشاء الیٰ صراط المستقیم و من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔"

[مرجع سابق]

مولانا غلام احمد اخگر صاحب لکھتے ہیں:

''حجاز مقدس میں شیاطین نجد کا تسلط ہوگیا۔ انہوں نے جو مظالم کئے وہ نہ صرف دور سے آئی خبروں کی بنا پر بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آنے والوں کی شہادت سے پایہ تصدیق کو پہنچ چکے۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے نجدی شیاطین کے مظالم پر صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ مگر سیاسی اخبارات ان شیاطین کی حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مسلمانان ہند کو اصلیت سے ناواقف رکھنے کے لئے ان مظالم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں پر اصلی حالت کا انکشاف نہ ہو۔

جب ہندوستان کے مسلمانوں کو ہجرت کا سبق پڑھایا گیا۔ اور سیدھے سادے مسلمان اس تحریک پر ٹوٹ پڑے اور اپنی جائدادیں تباہ کر کے کابل گئے، اور وہاں سے انہیں بصد ذلت وخواری واپس آنا پڑا تو سیاسی اخبارات اس ناکامی کو بھی چھپانے کی کوشش میں مصروف ہوئے۔ اور بڑے زوردار مضامین میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ تمام افواہیں غلط ہیں۔ گورنمنٹ کے تنخواہ داروں کی طرف سے ایسی لغو افواہیں گڑھی جاتی ہیں۔ لیکن آخر اصلیت کھل کر رہی اور ایسے اخبارات کو اپنا سا منہ لیکر رہنے پر مجبور ہونا پڑا۔''

[الفقیہ: ۷/دسمبر ۱۹۲۳ء ص ۲]

ابن سعود کی بے جا حمایت اور شریف حسین کی مخالفت سے متعلق اخبار زمیندار کے غیر جانبدارانہ رویہ پر کلام کرتے ہوئے مولانا غلام احمد اخگر صاحب نے اس کے ہی ایک مضمون کے جواب الجواب کی شکل میں ایک طویل تحریر رقم فرمائی۔ اور آخر میں زمیندار کے ایڈیٹر سے چند سوالات کئے ہم ان میں سے دو چند سوالات نقل کرتے ہیں:

(۲) کیا قرن الشیطان نے سلطنت عثمانیہ ترکیہ کی مخالفت کی تھی؟

(الف) کیا انہوں نے مکہ معظمہ فتح کیا تھا؟

(ب) کیا سلطنت عثمانیہ نے قرن الشیطان کے استیصال میں کوشش کی تھی؟

(ج) ان وجوہ کا جواب اگر اثبات میں ہے تو کیا نجدی لوگ خلافت عثمانیہ کے دشمن اور مخالف ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں مستند تاریخوں سے ثابت کرنا ضروری ہے۔

(۳) شریف حسین مسلمان ہے یا نہیں؟

(الف) شریف حسین سے ہم صرف اس لئے عداوت رکھتے ہیں کہ اس نے سلطنت عثمانیہ سے بغاوت کی اور اسلام کو نقصان پہنچایا اور کوئی وجہ عداوت ہے؟

(ب) اگر یہی وجہ عداوت ہے تو کیا نجدیوں کی دیرینہ اور طویل دشمنی اور بغاوت کے مقابلہ میں وہ زیادہ غدار ہے یا نجدی زیادہ غدار ہیں؟

(ج) شریف اگر برطانیہ سے وظیفہ لیتا تھا تو محض اس لئے کہ ترکوں کا مخالف رہے۔ تو کیا نجد والے برطانیہ

سے پانچ ہزار پونڈ ماہوار (پچھتر ہزار روپیہ ماہوار یا نو لاکھ روپیہ سالانہ) لیتے تھے اور ان کی غرض بھی یہی تھی کہ سلطنت اسلامیہ عثمانیہ سے دشمنی رکھیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو شریف حسین اور نجدیوں میں کیا فرق ہے؟

(د) اگر نجدی کسی اور غرض سے برطانیہ کا نمک کھاتے تھے تو اس کا ثبوت کہاں ہے؟ اور اب جب کہ سلطنت عثمانیہ کی مخالفت کی ضرورت وہاں نہ رہی تو وظیفہ کیوں بند کیا گیا؟

(راقم خاکسار غلام احمد اخگر امرت سری عفی عنہ)

[مرجع سابق، ص۵]

زمیندار میں مذکورہ بالا سوالات کے جوابات سے متعلق الفقیہ لکھتا ہے:

"اخبارات میں جب نجدی اور حجازی معاملات پر بحث شروع ہوئی تو الفقیہ میں حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرت سری سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند مضامین شائع ہوئے۔ جن میں یہ ثابت کیا گیا کہ نجدی ایک صدی سے سلطنت اسلامیہ عثمانیہ کے بدخواہ اور دشمن تھے۔ اور انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے۔ اور شریف صرف چند سال سے باغی اور غدار ہے۔ تو ایک دیرینہ دشمن کو کیوں دوست سمجھا جاتا ہے؟ ان مضامین میں سے ایک قادیانی اخبار نے چند اقتباسات زمیندار کو توجہ دلانے کے لئے لکھے۔ اس پر افکار وحوادث میں اخبار الفقیہ کو قادیانی اخبار کے مساوی قرار دے کر ان کا آپس میں یارانہ ظاہر کیا گیا۔

حضرت مولانا موصوف نے اس کے جواب میں ایک طویل مضمون لکھا۔ جس میں عالمانہ اور محققانہ اصول سے زمیندار کو دعوت مناظرہ دی۔ اور چند سوالات پیش کئے اس کے جواب میں زمیندار ۱۵ ردسمبر ۱۹۲۴ء ملاحظہ فرمائیں کسی بات کا جواب دیا؟ ہرگز نہیں۔ جواب تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

البتہ بے نقط گالیاں دے دیں۔ اور اس کے سوا دفتر زمیندار میں اور رکھا ہی کیا ہے؟ برتن میں سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہو۔ اکثر احباب نے مولانا موصوف کو مجبور کیا کہ آپ اس کا دندان شکن جواب لکھیں مگر انہوں نے فرمایا کہ اب میرا ذاتی معاملہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں جواب نہیں دیتا اور یہ سنا دیا۔

دشنام دہد اگر خبیثے چارہ نبود بجز شنیدن
گر با کسے سگے گزیدہ باسگ نتواں عوض گزیدن

[الفقیہ ۷راگست ۱۹۲۵ء ص۲،۳]

عقبہ و عمان برطانیہ کے زیر دست آنے پر خلافی اخبارات کی بوکھلاہٹ کا جواب:

عقبہ وعمان حدود حجاز سے نکل کر برطانیہ کے زیر دست آگئے تو نجدی ہوا خواہ بوکھلا اٹھے۔ اور شریف

حسین حاکم مکہ کے بیٹے امیر علی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانے لگے۔ حالانکہ اس معاملہ کا مکمل ذمہ دار ابن سعود تھا۔ اس معاملہ میں نجدی اخبارات کی بوکھلاہٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے مدیر الفقیہ لکھتے ہیں:

''خلافی اخبارات جو شیطان نجدی کی حمایت میں دین و ایمان کو کھو چکے ہیں۔ اب عقبہ و معان کے معاملہ میں آتش پا ہو رہے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس کی ساری ذمہ داری اس ملعون نجدی کے سر پر ہے۔ جب قرن الشیطان ثانی ملعون نجدی نے حجاز مقدس کو اپنے وجود نا مسعود سے نجس کرنا شروع کیا اور طائف میں حیوانہ ظلم و ستم کا دروازہ کھول دیا تو شریف حسین عقبہ چلا گیا۔ اب گورنمنٹ برطانیہ نے اسے عقبہ سے اور کہیں پہنچایا۔ اور عقبہ و معان کو شرق اردن میں شامل کر لیا۔ خلافی اخبارات کی آنکھیں کھلیں۔ مگر ان حمقاء سے کوئی پوچھے کہ جب تم تارک موالات ہو کر گورنمنٹ کو ہر معاملہ میں دخل دینے کا حق گویا خود تم نے اپنی حماقت سے دیدیا۔ رہا عقبہ و معان کا حدود حجاز سے نکل جانا، اگر شیطان ملعون نجدی نجس حرم شریف پر نہ اتر آتا تو نہ عقبہ معان حدود حجاز سے الگ ہوتے نہ ملک عرب برباد اور نجس ہوتا۔ اگر یہ صحیح ہو کہ امیر علی کے مشورے سے گورنمنٹ برطانیہ نے ایسا کیا ہے۔ تو اس میں تم اعتراض کرنے والے کون؟ ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنے دشمن بلکہ دشمن خدا و دشمن رسول کو جس طرح چاہے نقصان پہنچائے۔ مگر شیطان نجدی کیوں حملہ نہ کرتا اس نے دیکھا کہ سو برس کی متواتر کوششوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی وظیفہ خواری سے باوجودیکہ اس کے اجداد سلطنت عثمانیہ سے مکہ معظمہ چھین چکے تھے۔ مگر پھر بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی۔ اور سلطنت عثمانیہ نے شیاطین نجد کو زبردست سبق دے دیا تھا۔ اب تو میدان خالی تھا۔ شریف کے پاس اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ مقابلہ کر سکے سلطنت برطانیہ سے بباعث جدید عہد نامہ پر دستخط نہ کرنے کے اس کا بگاڑ ہو چکا تھا۔ اور جو بھی خرابیاں واقع ہوں گی اس کی تمام تر ذمہ داری اسی ملعون پر ہوگی۔''

[الفقیہ: ۱۴/ اگست ۱۹۲۵ء: ص ۴]

ابن سعود کا قانون اسلحہ اور اخبار زمیندار کی بے حمایت:

حجاز مقدس میں ابن سعود نے قانون اسلحہ نافذ کیا تو اخبار زمیندار میں اخبار کے ایڈیٹر ظفر علی خاں نے اس کے جواز بلکہ اس قانون کے لازمی ہونے پر بیان دے دیا۔ حالانکہ یہ قانون ہندوستانی حکومت کی نظر میں بھی قابل تنسیخ قرار پا رہا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس اپنے اجلاس میں بہت بار یہ تجویز پاس کر چکی تھی کہ قانون اسلحہ منسوخ کیا جائے۔ جب اخبار زمیندار کے اس بیان پر مسٹر محمد علی نے تنقید کی تو اخبار میں مسٹر محمد علی کے خلاف کافی اول فول باتیں لکھی گئیں۔ اسی اخبار میں قانون مذکورہ کے جواز پر لاہور کے ایک طالب علم نے بھی اپنے دلائل پیش کیے۔ مولانا محمد علی انگر صاحب قانون اسلحہ پر اخبار زمیندار میں درج بیان بازی پر طویل تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابن سعود ملعون کی غلط کاریوں بے ایمانیوں اور غداریوں پر نجدی اخبارات عموماً پردہ ڈال رہے ہیں۔

اور اس کو معصوم ثابت کرنے کے لئے آسمان وزمین کے قلابے ملا رہے ہیں۔ نجدی اخبارات کے ایڈیٹر تو محض اس کے ہم مذہب ہونے کی حیثیت سے ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر اخبار زمیندار جو حقیقت میں کسی مذہب کا پابند نہیں بلکہ اس کا دین ومذہب صرف عبادت درہم و دینار ہے۔ بعض اوقات شیخ نجدی کی حمایت میں اپنے سیاسی اور ملکی اصولوں کو بھی ترک کر دیتا ہے۔ تاکہ حق نمک ادا ہو جائے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ مذہبی حیثیت سے زمیندار کچھ ہو یا نہ ہو لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ سیاسی اور ملکی معاملات میں کانگرسی اخبار ہے۔ اور اس سے خود زمیندار کو بھی انکار نہ ہوگا۔

انڈین نیشنل کانگرس اپنے اکثر اجلاسوں میں یہ ریزولیوشنز پاس کر چکی ہے کہ ایکٹ اسلحہ قابل تنسیخ ہے۔ اور گورنمنٹ ہند سے بہ لجاجت کہہ چکی ہے کہ ایکٹ اسلحہ کو منسوخ قرار دیا جائے۔ اور یہ کانگریس ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ باستثنائے پنجاب کے دیگر حصص ہند میں تلوار و پرانے فیشن کی بندوقیں مستثنیٰ قرار دی گئیں ہیں۔ مگر کانگریس اس پر اکتفا پسند نہیں کرتی۔ اور چاہتی ہے کہ قانون اسلحہ یک قلم منسوخ کیا جائے۔ ضروری ہے کہ قانون اسلحہ کے معاملہ میں زمیندار کا بھی یہی خیال ہو۔

شیخ نجدی علیہ ما علیہ نے بھی حجاز مقدس میں قانون اسلحہ نافذ کر دیا جو اسی قانون سے زیادہ سخت ہے۔ جو سلطنت برطانیہ اپنے ایشیائی اور افریقی ممالک مفتوحہ میں جاری کرتی ہے۔ انگریزی قانون اسلحہ سے انگریزوں کی اپنی قوم مستثنیٰ ہے۔ اور ان پر اس قانون کا کوئی اثر نہیں۔ دوسرا کوئی انگریزی گورنمنٹ تجارت اسلحہ کو اپنے لئے محفوظ نہیں رکھتی۔ بلکہ انگریز یا دیسی دکاندار لائسنس لے کر اسلحہ کی تجارت کر سکتے ہیں۔ مگر شیخ نجدی کے مجوزہ قانون کی زد عربی اقوام پر ہے۔ اور تجارت اسلحہ کا رعایا میں سے کسی کو حق حاصل نہ ہوگا۔

اس پر بھی زمیندار اس کا حق نمک ادا کرنے کے لئے اس قانون کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری قرار دیتا ہے۔ جو کچھ زمیندار نے اس قانون کے متعلق لکھا ہے۔ وہ الفاظ گورنمنٹ ہند اگر کانگریس کو سنا دے تو بہ نسبت زمیندار کے زیادہ موزوں ہوں گے۔ لیکن مسٹر محمد علی صاحب نے اس قانون کو خلاف اسلام اور سنت برطانیہ کہہ دیا۔ اس پر زمیندار نے خوب پھبتیاں اڑائیں۔

خلاف اسلام کا جواب جو اس نے دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی ساری متمدن سلطنتوں میں اسلحہ کی نگرانی اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے پابندیاں ہیں۔ واقعی اس جواب سے یہ ثابت ہو گیا کہ قانون اسلحہ احکام کتاب وسنت کے ماتحت ہیں۔ کیوں کہ شیخ نجدی کا ہر فعل خواہ وہ یورپ کی تقلید سے ہو کتاب وسنت کے خلاف نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ کچھ کم نہیں کہ یورپ کی متمدن اقوام کا طرز عمل ہے۔ لاہور کے ایک طالب علم کا مضمون بھی زمیندار میں شائع ہوا۔ اس نے پھر بھی کچھ ایڈیٹر سے زیادہ ہاتھ پاؤں مارے۔ اس کا عندیہ یہ ہے کہ اسلحہ جدیدہ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں نہ تھے۔ اس لئے ان کا رکھنا اور استعمال

کرنا بھی جائز نہ ٹھہرے گا۔

یہ جواب مسٹر محمد علی صاحب کے مقابلہ میں تو فضول ہے۔ البتہ شیخ نجدی پر اس کا اثر زیادہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ہر امر میں زمانہ نبوی اور زمانہ خلفاء راشدین کے نمونہ کو عود کرنے کا مدعی ہے۔ اور ہر فعل جائز وناجائز کی نسبت کہہ دیا کرتا ہے کہ میں تو کتاب وسنت کو ہاتھ سے نہ دوں گا۔ اس کا یہ رویہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے اس مبارک قول کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ لوگ زبان سے تو کتاب وسنت پر عمل کے مدعی ہوں گے مگر کتاب وسنت سے ان کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ہندوستان میں ۱۸۵۷ء تک کوئی قانون اسلحہ گورنمنٹ نے نافذ نہیں کیا تھا۔ جب غدر ہو گیا تو گورنمنٹ نے اپنی کامیابی کے بعد ایکٹ اسلحہ نافذ کیا۔

اس کے بعد بھی فرقہ وارانہ جھگڑے کہیں نہ کہیں رہتے رہے۔ اور آج کل تو یہ جھگڑے انتہائی درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ تو اگر شیخ نجدی کے قانونی اسلحہ کی حمایت میں زمیندار کے خیالات صحیح سمجھے جائیں تو ہندوستان میں قانون اسلحہ بہ نسبت حجاز کے زیادہ ضروری اور موجب امن وامان ہو سکتا ہے۔ اور زمیندار کے خیالات کی بنا پر اگر کانگریس یا کوئی ہندوستانی کانفرنس اس قانون کی تنسیخ کا مطالبہ کرے گی تو گورنمنٹ کا یہی جواب کافی ہوگا۔

معلوم نہیں کہ ایسے وقت میں زمیندار اپنے آقائے نعمت شیخ نجدی کا حامی رہے گا یا نہیں؟ کیوں کہ اگر وہ حامی رہا تو قانون اسلحہ اس کے نزدیک نہایت ضروری ہوگا۔ اور آج گورنمنٹ پر اس قانون کے متعلق کوئی الزام قائم نہیں کر سکتا۔ اور اگر کانگریس کی تائید کرے گا تو جن اصولوں سے انگریزی قانون قابل تنسیخ ہوگا انہیں اصولوں سے قانون اسلحہ حجاز بدرجہ اولیٰ قابل تنسیخ ہوگا۔ خیر ہم اس ساری بحث سے الگ ہو کر حامیان قانون اسلحہ حجاز سے عموماً اور مسٹر ظفر علی ایڈیٹر زمیندار سے خصوصاً ایک سوال کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس سوال کا جواب اس معاملہ پر زیادہ روشنی ڈالے گا۔

جب شیخ نجدی نے اپنے لئے ملک الحجاز کا لقب یا عہدہ تجویز کیا۔ اور اہل ہند نے اس پر اعتبار نہ کیا۔ تو شیخ نجدی اور اس کے نمک خوار مسٹر ظفر علی نے یہ راگ الاپا تھا کہ تمام شرفائے حجاز نے شیخ نجدی کو مجبور کیا کہ ملک الحجاز بنے۔ اور سب نے بخوشی اس کی بیعت کی۔ اور وہ بیعت لینے پر مجبور کیا گیا۔ کیا یہ بیان صحیح ہے؟

اگر صحیح ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شرفائے حجاز سب کے سب نہ صرف اس کے دوست بلکہ حامی و مددگار ہوں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عام دیہاتی بدو اپنے اپنے شرفا کے ماتحت ہیں۔ تو قانون اسلحہ کی کیا ضرورت پڑی؟ قانون اسلحہ تو ایسے لوگوں کے لئے ہوتا ہے جہاں راعی اور رعایا میں عداوت ہو۔

اور اگر قانون اسلحہ کی ضرورت ہے تو ثابت ہوا کہ حجازی اس کے سخت دشمن اور اس کی ملوکیت کے مخالف ہیں۔ اس صورت میں شیخ نجدی اور اس کے تمام حامی جو کہتے تھے کہ شرفائے حجاز نے اسے بیعت لینے پر مجبور کیا اول درجہ کے کذاب اور دھوکہ باز ثابت ہوئے۔ دیکھیں شیخ نجدی کا لاہوری نمک خوار کون سی شق اختیار

کرتا ہے۔

دو گونه رنج و عذابست جان مجنون را

بلائے فرقت لیلے و صحبت لیلے

لاہوری طالب علم نے آلات جدیدہ کے جدید ہونے کا الزامی جواب دینے کے علاوہ نہایت ہی مزہ کی بات یہ لکھی ہے کہ کتاب وسنت صرف عبادات تک محدود ہے۔ معاملات میں کتاب وسنت کا تعلق گویا اس کے نزدیک قطعاً کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ جس مدرسہ میں پڑھتا ہوگا وہاں تفاسیر واحادیث وفقہ کی کتابوں کا صرف وہی حصہ پڑھایا جاتا ہو جو عبادات تک محدود ہو۔ اور وہ حصہ جو معاملات کے متعلق ہو منسوخ یا نا قابل عمل قرار دیا گیا ہو۔ اس لئے یہ جواب خدام الحرمین کے لئے غالباً اس کے خیال میں مسکت جواب ہو۔ وہ سمجھتا ہوگا کہ اس کے جواب نے معترضین کا عموماً اور سید حبیب صاحب کا خصوصاً منہ بند کردیا۔ کیوں کہ اس کے خیال میں انہدام مساجد قتل وغارات عہد شکنی مسلمانوں کا مال لوٹنا عورتوں کی عصمت دری سب کچھ چوں کہ خارج از عبادات ہے۔ اس لئے کتاب وسنت ان معاملات میں غیر متعلق ہے۔ خیر معترضین کا منہ بند ہویا نہ ہو۔ ان کے لئے یہ جواب مسکت ثابت ہو یا نہ ہو۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حامیان شیخ نجدی اپنے امام وآقائے نعمت کی محبت میں صرف اندھے ہی نہیں ہوئے بلکہ ان کی عقلیں بھی مسخ ہوگئی ہیں۔ اور لهم قلوب لايفقهون بها ولهم اذان لايسمعون بها ولهم اعين لايبصرون بها اولئك كالانعام بل هم اضل، کے پورے مصداق ہوگئے ہیں۔

اگرچہ ان لوگوں کے لئے یہ امر باعث افتخار معلوم ہوتا ہے، لیکن ہم پھر بھی ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ اور شیطان کے پنجہ سے ان کو رہائی حاصل ہو۔ فقط۔ راقم خاکسار غلام احمد انگرامرتسری۔

[الفقیہ: ۲۱ر ستمبر ۲۶ء ص ۳۰۲]

اخبار زمیندار میں قضیہ موصل کی بابت غیر ذمہ دارانہ بیان:

مدیر اخبار زمیندار نے قضیہ موصل کی بابت اپنے اخبار زمیندار میں ایک مقالہ شائع کیا۔ جس میں مدیر موصوف نے ابن سعود کی طرفداری کرتے ہوئے مسلمانان ہند پر بے جا تنقید کی۔ جس کے جواب میں اخبار الفقیہ میں درج ذیل تردیدی مضمون شائع کیا گیا۔ ملاحظہ کریں:

"اخبار زمیندار نے اپنے ایک مقالہ میں قضیہ موصل کے متعلق رائے زنی کرتے ہوئے تین امور پر بحث کی ہے۔

(۱) سلطنت برطانیہ اور اس کے حلفا کیا کررہے ہیں۔

(۲) ترک اس کے متعلق کیا کر رہے ہیں؟

(۳) مسلمان کیا کر رہے ہیں؟

پہلے دو امور کے متعلق کچھ لکھنا ہمارا منصب نہیں مگر امر سوم کے متعلق ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ زمیندار نے جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن سعود قضیہ موصل میں ترکوں کا طرفدار ہوگا اور مسلمانان ہند اسے گالیاں دینے میں غلطی پر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر چہ ابھی تک بہت سے احمق ہندوستان میں موجود ہیں جو زمیندار کی گمراہ کن تحریرات سے متاثر ہو جاتے ہیں لیکن دنیا عقلمندوں سے خالی نہیں اور زمیندار کی ایسی بیہودہ باتوں کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ خدا کرے کہ قضیہ موصل صلح اور آشتی سے طے پا جائے۔ اور جنگ نہ چھڑے۔ کیوں کہ جنگ کی صورت میں دنیا پر ایک سخت تباہی کا خطرہ ہے۔ اور اس تباہی کا زیادہ تر اثر ہندوستان پر پڑنے والا ہے۔ کیوں کہ معاملہ موصل عراق سے تعلق رکھتا ہے۔ اور عراق کی حکم برداری کا زیادہ تقرب حکومت ہند سے ہے۔

لیکن اگر خدانخواستہ جنگ چھڑ گئی تو دنیا دیکھ لے گی کہ ابن سعود کیا کرتا ہے۔ ابن سعود اور اس کے خاندان کے گزشتہ کارناموں کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلطنت انگریزی کے ماتحت نہ بھی ہوتا تو بھی وہ اگر ترکوں پر بڑی مہربانی کرتا تو غیر جانبدار رہتا۔ کیوں کہ اس خاندان نے اس وقت جب کہ قانونا وہ ترکوں کے ماتحت تھا ترکی سلطنت کو مٹانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ اور جس قدر نقصان سلطنت اسلامیہ کو اس غدار خاندان سے پہنچا ہے اتنا شریف حسین جیسے چار پانچ سو غدار مل بھی نہیں پہنچا سکتے تھے۔

لیکن اگر گزشتہ کارناموں کو نسیا منسیا بھی کر دیا جائے۔ تو غور طلب امر یہ ہے کہ ابن سعود بہ حیثیت ماتحت ہونے کے انگریزی سلطنت کی مخالفت کس طرح کر سکتا ہے۔ اس کی فرماں روائی انگریزوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ ذرا بھی مخالفت کرے تو وہ شریف حسین کی طرح اس کو بھی عرب سے نکال سکتے ہیں۔

اگر موصل پر جنگ چھڑ گئی تو ابن سعود اگر مالی اور فوجی امداد گورنمنٹ برطانیہ کو نہ دے تو نہ دے۔ مگر اخلاقی اور اقتصادی امداد دینے پر مجبور ہوگا۔ کیوں کہ انگریزی سلطنت کی حکم برداری میں ہے۔ تعجب ہے کہ زمیندار کو تو سیاسی امور میں ماہر ہونے کا دعویٰ تو بڑا لمبا چوڑا ہے مگر وہ معمولی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اگر وہ سمجھتا تھا مگر اپنے آقا اور ولی نعمت کی طرفداری کے لئے مسلمانوں کو دھوکا دیتا ہے تو وہ دن دور نہیں کہ جس طرح خلافت کمیٹی پر ابن سعود کی غداری کا راز کھل گیا ہے اسی طرح زمیندار کے اثر اور جال میں پھنسے ہوئے لوگ اصلیت سے واقف ہوں گے۔ اور زمیندار کی روسیاہی کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

[الفقیہ: ۲۸ر جنوری ۱۹۲۶ء ص ۳]

لکھنؤ اجلاس میں نجدی پروپیگنڈا کی چہرہ کشائی، ابن سعود اور اس کے خاندان کی غداری اور زمیندار کی واقعات کو چھپانے کی ناپاک کوشش:

نجدی طرفداروں کی طرف سے حالات حجاز کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ سیدھے سادھے بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دینے میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے۔ لیکن آخر کو لکھنؤ اجلاس میں ابن سعود کے ہاتھوں اہل حجاز پر ہوئے مظالم کا انکشاف ہو ہی گیا۔ ابن سعود کی حقیقت واقعی لوگوں کے سامنے آ گئی۔ جو لوگ نجدی وظیفہ سے متاثر اخبارات سے اب تک اندھیرے میں تھے ان پر بھی حقیقت روشن ہو گئی۔ لیکن ہندوستانی نجدیی پرست اخبارات اب بھی اپنی مذبوحی حرکات سے باز نہیں آ رہے تھے خاص کر اخبار زمیندار۔

یہ اخبار کسی طرح ابن سعود کی مخالفت پر آمادہ ہی نہیں تھا۔ قارئین تک جھوٹی خبریں پہنچانا ہی اس کی اصل ذمہ داری تھی۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے میں اس اخبار کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ یہی ہوا جب لکھنؤ اجلاس میں ابن سعود کے ناپاک افعال بیان کئے گئے اور لوگوں کو اس سے واقف کرایا گیا تو اخبار زمیندار نے بھی اپنا پورا حق ادا کیا۔ اخبار میں جب بہ مجبوری اس اجلاس کی روداد شائع کی گئی تو اس میں کتر بیونت بھی کی گئی۔ اور ساتھ ہی بہت سی باتوں کو بے دلیل کہہ کر رد کیا گیا۔ حالانکہ اجلاس کے خطبۂ صدارت میں کوئی بھی بات بغیر ثبوت پیش نہیں کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں ابن سعود کے برطانوی وظیفہ خور ہونے پر مفلوج دلیلوں کا سہارا لے کر وظیفہ کے جواز پر خاصہ زور صرف کیا گیا۔ الفقیہ میں اخبار زمیندار کے اس بیان پر درج ذیل تبصرہ کیا گیا ملاحظہ کریں:

"ہندوستان کے مسلمانوں کو نجدی ایجنٹوں اور دلالوں نے واقعات حجاز سے متعلق جس قدر دھوکے میں رکھا اور جس قدر غلط بیانیاں کیں اور جس طرح غدار ابن غدار ملعون ابن سعود اور اس کے خاندان کا دشمن اسلام دشمن خلافت وغیرہ حالات کو چھپایا اس سے مسلمانوں میں تفرقۂ عظیم پیدا ہو گیا۔ ہندوستان کے وہابی اگرچہ آویزش نجد وحجاز سے پہلے اپنے آپ کو نجدیوں سے علاحدہ رکھتے تھے۔ اس لئے خاندان قرن الشیطان دنیائے اسلام کی نظروں میں بالاتفاق دشمن اسلام دشمن خلافت اور دشمن سلطنت عثمانیہ ہونے کے باعث باغی اسلام ثابت ہو چکا تھا۔ اور اکثر انگریز مصنفین مثلاً ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے اس فرقہ کو نہ صرف باغی قرار دیا تھا بلکہ لفظ وہابی اور باغی کو مترادف المعنی بتایا۔ لیکن اب جب کہ خاندان ملعون قرن الشیطان حجاز مقدس پر قابض ہو گیا۔ تو ہندوستان کے وہابیوں کو خاندان نجدیوں کے سلک میں منسلک ہونے کا شوق ہو گیا۔ اب وہ اور یہ ایک جان دو قالب ہیں۔

تا کس نہ گوید بعد ازیں
آں دیگر است ایں دیگر است

نجدی شیطانی پروپیگنڈا ایسا موثر ثابت ہوا کہ بھولے بھالے حنفی ان ایجنٹوں کے دھوکے میں آ گئے۔ لیکن آخر نجدی کے مظالم سفاکیاں اور بے دینیاں کب تک پردہ میں رہ سکتی تھیں۔ آخر اس کا بھانڈا پھوٹا۔ اور نجدی پروپیگنڈا کو ایسی شکست ہوئی کہ اب ان شاء اللہ جماعت مسلمین اس کے دھوکے میں نہ آئے گی۔ خلافت کمیٹی کے رہنما علما کا ایک کثیر حصہ لیڈروں میں اکابر رہنما شیطانی پروپیگنڈا کی اصلیت سے واقف ہو گئے۔ اور لکھنؤ میں ایک شاندار جلسہ ہوا جس میں خاندان نجدی ملعون کی پوری حقیقت کھول دی گئی۔ اور مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ نجدیوں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی قوم دشمن اسلام و دشمن سلطنت عثمانیہ نہیں ہے۔

اخبار زمیندار کا رویہ ہمیشہ اخفائے حق اور نشر واشاعت بطالت رہا۔ اس نے گویا قسم کھا رکھی ہے کہ کبھی سچی بات اپنے ناظرین وقارئین تک نہیں پہنچنے دے گا۔ اور ہمیشہ جھوٹی خبریں جھوٹے واقعات بزرگان دین پر افترا و بہتان تراشتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ خاندان نجدی ملعون کے گزشتہ کارنامے اس کے سامنے رکھے گئے تو ان کا جواب کیا دیتا ان کا ذکر تک اپنے اخبار میں نہیں کرتا تھا۔ لکھنؤ کے جلسہ کی پوری کیفیت خطبہ استقبالیہ و خطبہ صدارت اس نے اپنے ناظرین تک نہیں پہنچایا۔ کیوں اگر اس کے پڑھنے والے ان خطبوں کو پڑھ لیتے تو ان پر علمبرزمیندار کا جادو نہ چل سکتا۔ بحالیکہ فضول باتیں غیر مسلم جلسوں کی تقریریں حرف بحرف اس میں شائع ہو جاتی ہیں۔ تاہم اس کو جبراً قہراً لکھنؤ کے جلسہ کے متعلق دو مقالے لکھنے پڑے۔ ان مقالوں میں بے حد کوشش کی گئی کہ اصل مضمون خطبہ صدارت کا کسی ناظر زمیندار کی آنکھیں نہ دیکھ سکیں۔ اور تمام واقعات بیان کردہ صدر کو بے دلیل کہہ کر ٹال دیا۔ حالانکہ جن لوگوں نے خطبہ صدارت پڑھا ہے وہ اس حقیقت سے آشنا ہیں۔ کہ کوئی بات صاحب صدر نے بے دلیل اور بلا ثبوت نہیں کہی۔ خاندان ملعون کی صدیوں سے غداری کو چھپانے کے لئے جو بات زمیندار نے لکھی ہے وہ حرکت مذبوحی کے رنگ سے رنگی ہوئی ہے۔ نجدی ملعون کی وظیفہ خواری اور سلطنت اسلامیہ سے غداری کے متعلق ایک نفیس مگر دور از عقل جواب دیتا ہے کہ وظیفہ لینا بری بات نہیں۔ سلطنت افغانستان بھی تو گورنمنٹ سے وظیفہ لیتی رہی ہے۔ سبحان اللہ کس قدر بے باکی و دروغ بانی اور کس قدر دھوکہ ہے جو مسلمانوں کو دیا جاتا ہے۔

اجی حضرت! انگریزی گورنمنٹ تاجدار کابل کو وظیفہ اس غرض کے لئے دیتی تھی کہ روس کے حملہ سے ہندوستان محفوظ رہے۔ پیٹر اعظم کی وصیت اور شاہان روس کا طرز عمل ہمیشہ اس خطرہ کا امکان ظاہر کرتا تھا کہ ہندوستان پر کسی نہ کسی دن روس کا حملہ ہوگا۔ اس لئے اگر تاجداران افغانستان ایک عیسائی سلطنت سے دوسری عیسائی سلطنت کے حملے کو روکنے کے لئے وظیفہ لیتی تھی تو اس سے ملت اسلامیہ اور مسلمانوں کا کیا نقصان تھا۔

مگر اس کے مقابلہ میں شیاطین نجد اپنے وظیفہ کے معاوضہ میں کس خدمت پر مامور تھے؟

ہمیں بتایا جائے کہ شیطانی جماعت کا وظیفہ کس طاقت کو پامال کرنے کے لئے تھا؟ کون سی طاقت نجد اور عدن کے مشرق مغرب جنوب وشمال کی سمت میں واقع تھی جس کے حملہ سے عدن کو محفوظ رکھنے کے لئے

وظیفہ ملتا تھا؟ دفتر زمیندار واقعات پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اس کا فائل اسے ملامت کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس کی وظیفہ خواری محض سلطنت اسلامیہ عثمانیہ کو تنگ کرنے اور کمزور کرنے کے لئے تھی۔

کیا انیسویں صدی میں نجدیوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کسی غیر مسلم طاقت سے چھینا تھا۔ اور کیا کسی غیر مسلم طاقت کے ملازم محمد علی پاشا نے ان کو سزا دی تھی۔ کیا ۱۹۱۲ء میں کپتان شیکسپیئر کی سرکردگی میں نجدی ملعون کی فوج نے کسی غیر اسلامی طاقت سے جنگ کر کے الحساء پر قبضہ کیا تھا؟ کاش کہ ان نجدی ایجنٹوں کو کچھ تھوڑی سی شرم و غیرت ہوتی تو وہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرتے۔

زمیندار اور بعض دیگر نجدی ایجنٹ اخبار میں بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ عظیم کے وقت جب شریف حسین نے ترکوں سے بغاوت کی اس وقت بقول جمال پاشا مرحوم نجدیوں نے ان کو اونٹ بہم پہنچا دیئے تھے۔ مگر یہ بھی صریح دھوکہ ہے۔ اول تو زمیندار کا فروری ۱۹۲۲ء کا فائل شہادت دیتا ہے کہ شریف حسین اور ابن سعود کی جمال پاشا مرحوم بھی شام اور فلسطین کی سلطنت کے وعدہ پر ترکوں سے بغاوت کرنے میں رضامند تھے۔ مگر گورنمنٹ برطانیہ نے جمال پاشا کے ساتھ معاہدہ کرنے سے اس لئے انکار کر دیا کہ شام اور فلسطین کی بابت اتحادیوں میں فیصلہ ہو چکا تھا کہ وہ فرانس کو دیئے جائیں۔

اس لئے جمال پاشا مرحوم کے قول پر اہل بصیرت اعتبار نہیں کر سکتے۔ علاوہ براں زمیندار کے فائل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے جب شریف حسین سے ساز باز کر لیا تو ابن سعود بگڑ رہا تھا۔ اور وہ یہ چاہتا تھا کہ بجائے شریف حسین کے اس کو حجاز دیا جائے، مگر گورنمنٹ نے اس کا منہ اشرفیوں کی تھیلیوں سے بند کیا۔ گورنمنٹ کا اس وقت اصلی منشا یہ تھا کہ ترکوں کو حجاز سے ہٹا دیا جائے۔ اگر گورنمنٹ اس وقت بجائے شریف حسین کو غدار بنانے کے ابن سعود کو غدار بنا کر حجاز کا قبضہ دلاتی تو حسین اور نجدیوں میں سخت جنگ چھڑ جاتی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ترک بدستور محافظ و خادم حرمین شریفین رہتے۔ غالباً اسی لئے گورنمنٹ نے نجدیوں کو اشرفیوں کی تھیلیاں دے دیں۔ اور حجاز کا حقدار شریف حسین کو بنایا۔ اور اس طرح اس خانہ جنگی کو روک دیا، جو ترکوں کے لئے مفید ہوتی۔

تو ایسے وقت میں اگر نجدیوں نے اسی رنج سے کہ قبضہ حجاز کے بدلے صرف ان کو اشرفیوں پر اکتفا کرنا پڑا اور چند اونٹ جمال پاشا کو دے دیئے، تو اس سے ان کی ہمدردی اسلام کا کون سا ثبوت مل سکتا ہے؟ یہ تو محض لا لحب علی بل لبغض معاویہ کی بنا پر کارروائی تھی۔ الغرض شیطانی پروپیگنڈا کا تار و پود بکھر گیا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت اس حقیقت سے آشنا ہے کہ نجدی ملعون ہرگز حجاز مقدس کی حکومت کے قابل نہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسٹر ظفر علی خاں محض نجدیوں کی مدح سرائی کے جرم میں جامع مسجد کانپور سے بے عزت کر کے نکالے گئے۔ اور اس غریب کی کسی نے بھی مدد نہ کی۔ بار بار کہا جاتا ہے کہ قرن الشیطان کو ہرگز سلطنت حجاز کا بادشاہ بننے کی آرزو نہیں۔ بلکہ اس کی غرض صرف یہ تھی کہ ارض حجاز کو شریف حسین کے قبضے سے

آزاد کرے۔

اول تو نجدی کے کسی قول کا اعتبار ہی نہیں نجدی مذہب کا ہر آدمی خواہ نجد کا باشندہ ہو یا ہندوستان کا سچ کبھی نہیں بولتا۔ اخبار زمیندار ہی اس کی بین دلیل ہے۔ لیکن خود زمیندار نے اس خبر کی اشاعت بھی کی ہے کہ قرن الشیطان ثانی ابن سعود ملعون نے گورنمنٹ انگریزی سے (مطالبہ تو کیا ہوتا درخواست کی ہے) کہ اسے بجائے ہز ہائنس کے ہز میجسٹی کا لقب دیا جائے۔ اور اس کو حرمین شریفین کا بادشاہ تسلیم کیا جائے۔ تو دنیا میں کون سا احمق ہے جو اس عذر گناہ بدتر از گناہ کو تسلیم کرے۔ بہر حال اب نجدی ایجنٹوں کی دروغ بافیوں کی قلعی اچھی طرح سے کھل گئی ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے کہ یہ لوگ روسیاہ ہو کر بیٹھ رہیں گے۔ اگر مسٹر ظفر کو نجدی ملعون نے کافی روپیہ دے دیا تو کچھ دن تک اس کی مدح وستائش کی گرم بازاری رہے گی۔ لیکن اگر اس کے خیال کے مطابق کچھ نہ ملا یا کم ملا تو پھر رخ بدل جائے گا۔ اور سابقہ ممدوحوں کی طرح وہ بھی معتوب ہو جائے گا اور صلواتیں سنے گا۔"

[الفقیہ: ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۳۰۴]

سیاست اخبار کے ابن سعود کی مذمت پر اخبار اہل حدیث کی بوکھلاہٹ:

وہابی جماعت کے لیڈر مولوی ثناء اللہ امرت سری تھے جو ایک اخبار بنام اہل حدیث کے مدیر تھے۔ انہوں نے بھی اپنے اخبار کے ذریعہ خوب خوب ابن سعود کی حمایت اور اس کی بے جا طرف داری کر کے ابن سعود کی بچی غلامی کا حق ادا کر دیا۔ موصوف کی اس ناپاک حرکت کا کافی کچھ تذکرہ گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ یہاں بس ہم اخبار سیاست میں ابن سعود کی مذمت پر اخبار اہل حدیث کی بوکھلاہٹ کے جواب میں اخبار الفقیہ کی درج ذیل تحریر نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

"اخبار اہل حدیث کو ابن سعود نجدی کے وہ صحیح القاب بہت برے معلوم ہوئے ہیں جو اخبار سیاست میں لکھے گئے ہیں۔ ان چند القاب کو درج کرنے کے بعد اہل حدیث لکھتا ہے:

"یہ ہے اس وفد کے آرگن کے اخلاق کا نمونہ جو حجاز میں ابن سعود کی مہمان نوازی کا لطف اٹھاتا رہا اور واپسی پر زادِ راہ کے لئے بھی اس کے دست کرم کا رہین منت ہوا"

تعجب ہے وہابیوں کے دماغ سے ابن سعود ملعون کی محبت کا مادہ داخل ہوتے ہی عقل وادراک کا مادہ بالکل خارج ہو گیا۔ ابن سعود کے سخت مجبور کرنے پر وفد نے با دل نخواستہ تین دن تک اس کا کھانا کھایا۔ ابن سعود کا خیال تھا کہ وفد خدام الحرمین بھی وفد خلافت کی طرح رشوت خور اور دعوتوں کے بدلے ایمان کا فروخت کنندہ ہوگا۔ تو مجبوری سے تین دن کا کھانا جو با دل نخواستہ ہو، کیا لطف دے سکتا تھا۔ جب نجدی ملعون کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ ارکان وفد خدام الحرمین بے ایمان نہیں ہیں۔ اور ان کے سوالات نے ملعون کا دماغ چکرا

دیا۔ تو سوائے اس کے اور کچھ علاج اس سے نہ بن پڑا کہ ارکان وفد کو قید کرلیا۔ باوجودیکہ جہاز جہانگیر کے واپسی ٹکٹ ان کے پاس موجود تھے مگر ملعون نے جہاز جہانگیر کے آنے تک بھی اپنی بڑی طاقت کے لئے خطرناک خیال کیا۔ تو مصری جہاز پر سوار کرایا مصری جہاز کا کرایہ اگر نجدی ملعون نے دیا تو ارکان وفد اس کے رہین منت کس طرح ہوئے۔ اگر سوائے جہانگیر جہاز کے کوئی جہاز ہندوستان آنے والا بھی ہوتا تو ملعون اپنی جان اور سلطنت کا خطرہ اٹھانے کے لئے اپنی غرض سے کرایہ ادا کرتا تو وفد پر اس کا کیا احسان؟

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مسٹر ابن الکلام پابند کو گورنمنٹ نے اپنے خرچ پر کلکتہ سے رانچی بھیجا، اور وہاں گورنمنٹ ہی کے فیض کرم سے کھاتا رہا۔ اور واپسی کلکتہ پر زادِ راہ کے لئے گورنمنٹ ہی کے دست کرم کا رہین منت ہوا۔ تو اب اس ولی نعمت گورنمنٹ کی مخالفت کرتا ہے۔ تو کیا اہل حدیث کے نزدیک ایسا کہنے والا حق پر ہوگا؟ خدا اہل حدیث کو سمجھ عطا کرے۔ تاکہ ایسی بہکی باتیں کہنے سے باز رہے۔"

[الفقیہ: ۲۸ مارچ ۱۹۲۶ء ص ۱۰]

اخبار اہل حدیث کے ایک مضمون کا تحقیقی جائزہ:

اہل حدیث اخبار میں ایک مضمون بعنوان "جناب مولانا محمد علی صاحب کے مضمون اور ایک حاجی کی معتبر شہادت" غیر مقلد مولوی قاضی محمد خاں سوداگر منڈلہ کے نام سے شائع ہوا۔ جس میں ابن سعود اور حالات حجاز کے معاملہ میں غلط بیانی سے کام لیا گیا تھا۔

مولانا ابوالمحامد احمد علی اعظمی صاحب نے اس مضمون کے جواب میں درج ذیل مضمون تحریر فرمایا جسے الفقیہ میں شائع کیا گیا ملاحظہ کریں:

برادران ملت! اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳، اگست ۲۶ء میں مضمون پر افسوس بعنوان جناب مولانا محمد علی صاحب کے مضمون اور ایک حاجی کی معتبر شہادت نظر سے گزرا۔ جس کا اقتباس حسب ذیل ہے:

"جناب قاضی صاحب اپنے تازہ حج کی رو سے ارشاد فرماتے ہیں: کہ ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن سے بعض گناہ وقوع میں آسکتے ہیں لیکن کذب بیانی سے وہ اپنی زبان آلودہ نہیں کرتا۔ مولانا محمد علی سے ہمارا تعارف ہے۔ مکہ معظمہ میں ہماری ان کی ملاقات رہی۔ موتمر کی اجلاس میں ہمیں بھی شرکت کا اتفاق ہوا۔ ہمیں تعجب بالائے تعجب ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب کے قلم سے خصوصاً ایسا مضمون اخبار کے صفحات پر آئے۔ ہم بلا خوف تردید یہ کہنے کی جرات کرسکتے ہیں کہ سلطان ابن سعود کے متعلق جو مضمون شائع کیا گیا ہے حقیقت واقعات اس کے بالکل خلاف اور برعکس ہے۔ ہم اپنے عرفاتی بھائیوں سے نہایت زوردار الفاظ میں مگر نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ خدا کے واسطے وہ ایسے مضامین جو کذب اور بہتان سے مملوہوں شائع فرما کر مسلمانوں کو پریشان اور ان کے لئے کوئی جدید جولانگاہ تیار کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ اعوذ لك من

التبرکات۔

سبحان اللہ وبحمدہ کیا کہنا ہے عرفاتی بھائیوں سے بھائی وفاقی نے بڑی معتبر شہادت دی۔ سچ ہے آنکھ کی دیکھی دور کر بھلے آدمی کا کہنا مان۔

ساری خدائی ایک طرف اور ان کا بھائی اک طرف

ہاں ہاں مجھے بھی یاد آ گیا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انسان بعد فراغت مناسک حج (الیوم کیوم ولدت امہ) کا مصداق بن جاتا ہے۔ ہمارے محترم جناب قاضی صاحب نے بھی خیال فرمایا ہوگا۔ اب تو میں اس حدیث کے سانچہ میں ڈھل ہی چکا ہوں جو کچھ رطب ویابس کہوں گا اگر حنفی نہیں تو غیر مقلدین تو ضرور اپنی آبادی سنت مستمرہ کے مطابق اس کی وقعت وحی آسمانی سے کم نہ سمجھیں گے۔ بہت درست ہے۔ (المرء یقیس علی نفسہ) عرب کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ یعنی جو جیسا ہوتا ہے دوسروں کو بھی اپنا ہی جیسا خیال کرتا ہے۔

بہر کیف مولانا محمد علی صاحب گورکنوں اور قبہ شکنوں اور مساجد ڈھانے والوں سے تو نہیں ہیں۔ مضامین کچھ بھی ہوں آپ ان کو بدعت ہی سمجھ کر معاف فرمائیں۔ ان کے تو سب کام ہی خلاف واقعات ہیں۔ مگر میں بھی جناب قاضی صاحب سے نہایت زبردست اور پرزور الفاظ میں مگر بکمال ادب بلاخوف لومۃ لائم عرض کرنے کی جرات کر سکتا ہوں۔ جناب تو ماشاء اللہ سچے موحد مسلمان عامل بالحدیث والقرآن ہیں۔ گھبرانے کی بات نہیں۔ اب میں حضور ہی سے چند امور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اللہ کی قسم قرآن کی قسم۔

واحد العین غاصب نجدی سلطان کی قسم، اس کے اندھے قاضی القضاۃ کی قسم، ٹکلے حج کی قسم، عمرہ کی صفا کی قسم، مروہ کی قسم، بیت اللہ کی قسم، احد کی قسم، عرفات کی قسم، اونٹ کی قسم، ڈھیلے شغدف کی قسم، اور گھنی داڑھی اور نیچے کرتے اور اونچے پاجامہ اور سر مبارک کے گھمدہ کی قسم، ذرا سچ سچ نمبروار حضور ہی ایمان سے فرمائیں۔ کیا قرن الشیطان ثانی ابن سعود نا مبارک ونامسعود نے طائف شریف میں امان دے کر قتل عام کر کے ان کے گھروں کو نہیں لوٹا؟ اور جگر گوشگان رسول خدا روحی فداہ ﷺ کے... بچوں کے مزار پاک نہیں کھودا؟ کیا حضرت ام المومنین خدیجہ الکبری زوجہ محترم رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے مزار پاک اور حضرت آمنہ والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ کے مزار پاک اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار پاک اور مزارات اہل ہاشم اور مسجد جن اور مسجد جبل ابوقبیس مقام شق القمر اور مسجد انا اعطینک الکوثر، نیز دیگر مساجد مقدسہ اور مولد النبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور مولد ومزار پاک جگر گوشگان رسول خدا ﷺ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور مزار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور قربان گاہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور مقام شق صدر رسول اکرم ﷺ گرا کر پیوند زمین نہیں کر ڈالا؟ اور جنت المعلی اور جنت البقیع مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفا وتعظیما کا مشہور قبرستان جن کے اندر ہزاروں خاصان خدائے جل وعلا آرام فرما رہے تھے اس ملعون قرن الشیطان ثانی نے کھدوا کر ان میں ہل نہیں چلوا دیا؟ اور ان میں اونٹ اور گدھے نہیں بند ہوئے؟ اور اونٹ اور

گدھے کا گوہ موت ان میں نہیں ڈلوایا گیا؟

اگر جناب قاضی صاحب نے اثبات میں جواب دیا تو خیر۔ ورنہ بصورت انکار دنیا کے ایماندار مسلمان یہ کہنے پر ضرور مجبور ہوں گے کہ جناب قاضی صاحب جس طرح اور چیزوں کے ٹھیکہ دار ہیں تو یقیناً کذب بیانی جیسی ناپاک اور مذموم نشے کا بھی ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اور اگر جناب قاضی صاحب نے کچھ اگر مگر فرمایا تو ان شاء اللہ العزیز مفصل جواب دیا جائے گا۔ اور جناب قاضی صاحب نے باوجود گورکن اور قبہ شکن ہونے کے قبہ سے بھی زیادہ گول مول تحریر فرمایا ہے کہ سلطان ابن سعود کے متعلق جو مضمون شائع کیا گیا ہے حقیقت واقعات اس کے بالکل خلاف اور برعکس ہے۔ جناب قاضی صاحب کو صاف لفظوں میں بتلا دینا چاہئے تھا کہ فلاں فلاں بات خلاف واقعہ ہے۔ چونکہ حضور بھی ابھی گلزار حرمین شریفین گلبن مہبط وحی الٰہی اور چمن زار رسول ﷺ کی زیارت سے اور ان کے تازہ پھولوں کی گٹھڑیوں سے لدے پھندے تشریف لائے ہیں۔ ذرا آپ یہ تو فرمایئے کہ آپ کے پیشوا مولوی شاء اللہ امرت سری مکہ معظمہ میں انہیں مولانا محمد علی صاحب کو پنکھا جھلتے تھے یا نہیں؟

اور مولوی صاحب موصوف قرن الشیطان ثانی کے بیت الخلاء میں پانی رکھتے تھے یا نہیں؟

اگر جناب نے بھی عامل بالقرآن والحدیث اور پکے موحد ہو کر ان واقعات واقعیہ کے رنگ میں بھنگ ملا دیا اور کذب بیانی جیسے امر شنیع اور شرمناک و حیا سوز جگر گداز کا ارتکاب فرمایا۔ تو جناب کا یہ امر جناب مولانا محمد علی صاحب سے کہیں زیادہ تعجب خیز ہوگا۔ مجھے امید تو ہے کہ جناب قاضی صاحب اپنی راست بازی دنیا کو دکھلا کر اپنے عامل بالحدیث ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں گے۔ فقط

مرسلہ ابوالمحامد احمد علی سنی حنفی مئوی اعظم گڑھی"

[الفقیہ: ۲۸/ اگست ۲۶ء ص ۲]

ابن سعود کی مذمت پر دھلی اخبار کی بوکھلاهٹ:

اخبار سیاست کے حوالے سے ابن سعود کی مذمت میں ایک کلام الفقیہ میں شائع ہوا تو دہلی کے ایک اخبار نے جواب میں حنفیوں کو خوب گالیاں دیں۔ اخبار الفقیہ لکھتا ہے:

"جب اہل حق اپنے کسی مقتدا اور مقدس بزرگ کی تعریف مناسب اور موزوں الفاظ میں لکھتے ہیں تو وہابیوں کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ جس شخص کے قلب میں کسی عزت ہوتی ہے" اپنے دلی جذبات کا فوٹو الفاظ میں کھینچتا ہے۔ برخلاف اس کے یہ لوگ ائمہ دین کی شان اطہر و اقدس میں سخت گستاخیاں کرتے ہیں۔ حالانکہ مذہب وہابیہ کے پیدا ہونے سے پہلے ان بزرگان دین کی تمام لوگوں میں

عزت و وقعت تھی۔ حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام المحدثین ورئیس الفقہاء والمجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہم نے ان کی سوانح عمریاں لکھی ہیں۔ اور ان کے علوم مرتبت کا اعتراف کیا ہے۔ آج یہ لوگ اسی عالی مقام کی ذات مستجمع الصفات پر کمینہ حملے اور سفیہانہ گستاخیاں کرنے کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اور جب ہماری طرف سے کسی ایسے شخص کی مذمت کی جائے جس کی مذمت خود رسول اکرم ﷺ اپنی زبان فیض ترجمان سے فرما چکے ہوں۔ تو یہ لوگ بُرا مناتے ہیں۔ حالانکہ بُرا منانے کی کوئی وجہ نہیں۔

کیوں کہ ہر ایک شخص کو اس کے رتبہ اور درجہ کے مطابق دیکھنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ الفقیہ کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک نظم بحق ابن سعود مردود و نامسعود اخبار سیاست سے نقل کی گئی تھی۔ اس پر دہلی کا ایک نجدی اخبار بہت چلایا ہے۔ اور حنفیوں کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں۔ مگر اسے چاہئے تھا کہ وہ اپنے مقتدا نجدی ملعون کو یہ وعظ سناتا کہ اے بے دین خبیث ملعون تو کیوں تمام مسلمانوں کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نمازی متقی زاہد عابد ہیں، کافر و مشرک کا خطاب دے کر ان سے جہاد کرتا، ان کو قتل کرتا، اور ان کا مال لوٹنا مباح سمجھتا ہے۔؟

تو نے کب کسی غیر مسلم سے جہاد کیا کہ اپنے لئے سلطان یا غازی کا لقب اختیار کئے ہوئے ہے۔ مگر اس ملعون کو ایسا وعظ کیوں سناتے، اس کے دست کرم سے دامن مراد بھر کر لایا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو غریب حنفیوں نے اس کا کیا بگاڑا ہے۔ حنفی اپنے معاملہ کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ جناب رسول اکرم ﷺ کی حدیث کو نہیں چھوڑ سکتے اور اصلیت ظاہر کرنے سے باز نہ آئیں گے۔"

[الفقیہ: ۲۱؍اگست ۱۹۲۶ء ص ۴]

اسی دہلی اخبار میں ابن سعود کو بے جا القاب وخطابات سے یاد کیا گیا۔ الفقیہ نے ان القاب وخطابات کو غلط قرار دیتے ہوئے ابن سعود پر منطبق ہونے والے اور اس کے لئے درست وموزوں القاب وخطابات بیان کئے۔ اخبار لکھتا ہے:

"اسی وہابی اخبار نے اپنے ولی نعمت مردود ازلی مقہور بارگاہ لم یزلی ابن سعود نامسعود کی تعریف میں بے جا القاب وخطابت لکھے ہیں۔ مگر وہ ہم سے سنے کہ ہم اس ملعون کو کیا سمجھتے ہیں۔ اخبار بین حضرات سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ابن سعود ملعون اول درجہ کا جاہل مرکب کندہ تراش خر محض واقع ہوا ہے۔ جب بھی کسی نے اس کے سامنے کوئی دلیل شرعی پیش کی تو وہ احمق حقیقی خود نہ سمجھ سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔ اور یہ کہہ کر پیچھا چھڑاتا ہے کہ ہم اپنے علماء سے اس کا جواب دلا دیں گے۔

ایسے جاہل مطلق کو امام بنانا کس قدر صریح ظلم ہے۔ اس لئے ہم نجدی اخبار کے باطل اور غلط خیالات کو

ایک کالم میں اور صحیح تعریف کو اس کے مقابل کے کالم میں درج کرنے پر مجبور ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

نجدی کی غلط تعریف

عظمۃ السلطان جلالۃ الملک سلطان نجد و حجاز حضرت امام ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہ

حسن اخلاق کا مجسمہ، حلم وعلم کا مخزن، تواضع اور انکساری کا معدن، اسلام اور اہل اسلام کی بہی خواہ، دین حق کا فدائی، سنت رسول کا عاشق زار، کتاب اللہ کا سچا فرماں بردار، اللہ کا پسندیدہ غلام، دبدبہ دنیوی سے نہ دبنے والا، کتاب وسنت کا کسی حال میں دامن نہ چھوڑنے والا، شجاعت و بسالت میں یکتا، سخاوت و حقانیت میں یگانہ، حق کا معلن، باطل کا دشمن، بدعتوں کا ناس کرنے والا، شرک کی ریڑھ مارنے والا، عدل و فضل میں کامل، راہ حق کا ہر طرح ماہر، دشمنان دین کو کپکپانے والا، محبان توحید کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والا، گرے پڑے کا ساتھی، عاجز غریب کا حامی، غیرت دینی سے بھرپور، بادۂ وحدت سے مخمور، عشق رسول میں چور، خیر خواہی مسلمین میں آٹھوں پہر مشغول، برائی اور بدی سے دور، نیکی اور بھلائی کا آمر اور مامور، ہر دیندار کا بھائی، ہر فاسق فاجر پر غضب الٰہی، جس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے، جس کی ذرا سی دیر کی صحبت دل کو آخرت یاد دلائے، توکل جس کا کام ہے، عفو و درگزر جس کے گھر کا غلام ہے، سلطنت پاکر فقیرانہ بھیس کو پسند کرنے والے، تعیش اور عشرت پسندی سے نفرت کرنے والے، تکلف سے کوسوں دور، سادگی سے مسرور، موٹا کھانے پینے والے، اور اسی پر خوش رہنے والے، جو دشمنوں کی دشمنی سے بے پرواہ، جن کا ہر سچا

نجدی کی صحیح تعریف

قرن الشیطان ارذل الملک شیطان نجد ابن سعود مردود ونامسعود خذلہ اللہ تعالیٰ

بداخلاقی کا مجسمہ، تکبر اور جہالت کا مخزن، غرور اور سرکشی کا معدن، اسلام اور اہل اسلام کا بدخواہ، دین حق کا مخالف، سنت رسول سے بیزار، کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے والا، اللہ کا مغضوب ومخذول، دبدبہ دنیوی سے خائف ولرزاں، کتاب وسنت کا منافقانہ نعرہ لگانے والا، مگر درحقیقت منکر، غیر مصافی اور بچے مسلمانوں کو جو بے دست و پا ہوں شجاعت دکھانے والا بزدل، بخل و بطالت میں یگانہ، باطل کا معلن حق کا دشمن، بدعتوں کا پھیلانے والا، کفر کی حمایت کرنے والا، انصاف و رحم سے منہ موڑنے والا، راہ حق سے ناواقف، دشمنان دین کا مددگار، محبان توحید کا مخالف، گرے پڑے کو موت کے گھاٹ اتارنے والا، عاجز غریب کو ٹھوکر مارنے والا، بے غیرتی سے بھرپور، بادۂ شیطنت سے مخمور، عداوت رسول سے چور، بدخواہی مسلمین میں آٹھوں پہر مشغول، نیکی اور بھلائی سے دور، برائی اور بدی کا آمر و مامور، ہر دیندار پر غضب الٰہی، ہر فاسق و فاجر کا بھائی، جسے دیکھنے سے شیطان کا نقشہ نظر آئے، جس کی ذرا سی صحبت جہنم کی راہ دکھائے، حرص و لالچ جس کا کام، جو عفو و درگزر سے بدلگام، سلطنت کی خواہش میں مجنون، عیش وعشرت پسندی کا مرہون، سادگی سے کوسوں دور، تکلف میں مسرور، لذیذ کھانے والے، اور اسی پر گھمنڈ کرنے

مسلم خیر خواہ، غصہ کے پی جانے میں بے نظیر، اخوت ومساوات کے سکھانے میں سب کے پیر، چہرہ پر نور ایمانی، قلب پر خوف یزدانی، اللہ والوں کے خادم، شیطانوں کے راجم، جن کی زبان پر ہروقت ذکر خدا، جن کی مجلس میں ہروقت نام نامی مولیٰ، علما کے ہمنشیں، اولیاء اللہ کے خوشہ چیں، موحد متبع سنت کا احترام کرنے والے، شعائر اللہ کا اکرام کرنے والے، مخلوق خدا کے نگہبان، کمزوروں کے لئے رحمت منان، مظالم کو اٹھا دینے والے، امن وامان کے پھیلانے والے، مردہ سنتوں کو جلانے والے، شیاطین کو جلانے والے، حرم خداوندی کے پاسبان، حرم نبوی کے دربان، امانت پروردگار کے امین، ورثۂ خیر الوری کے مکیں، عابد بے ریا، زاہد باصدق وصفا، الغرض صحابہ کرام کا صحیح نمونہ، بزرگان دین کا پورا نقشہ، وہ پاک نفس انسان جو سچ مچ فرشتہ سیرت اور پاکیزہ خصلت ہے۔ جس کی دید خدا کی عبادت ہے، وہ وہ ہے جو اس وقت خدا کے برگزیدہ شہر میں ہے۔ جس کا نام نامی اسم گرامی عظمۃ السلطان جلالۃ الملک ملک نجد وحجاز، امام العرب

حضرت سلطان ابن سعود عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمام بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد)

والے، جو دوستوں کی دوستی سے بے پرواہ، جن کا ہر سچا مسلم بدخواہ، غصہ کو بھڑکانے میں بے نظیر، عداوت و منافرت کے سکھانے میں سب کے پیر، چہرہ پر آثار شیطانی قلب میں عداوت یزدانی، اللہ والوں کے راجم شیطان کے خادم، جن کی زبان پر ہر وقت ذکر درہم و دینار، جن کی مجلس میں ہر وقت شیوہ اشرار، جہلا کے ہمنشیں، سفہا کے خوشہ چیں، مشرک مخالف سنت کا احترام کرنے والے، شعائر اللہ کا انہدام کرنے والے، مخلوق خدا کے باعث رنج و نقصان، کمزوروں کے لئے قہر یزدان، مظالم کو پھیلانے والے، امن وامان کو اٹھا دینے والے، زندہ اسلام کو مٹانے والے، شیطنت کے پھیلانے والے، حرم خداوندی میں لوگوں کو ستانے والے، حرم نبوی پر گولیاں چلانے والے، امانت پروردگار کے خائن، ورثۂ خیر الوری کے دشمن باطن، عابد ریاکار، زاہد مکار، الغرض شیطان کا پورا نمونہ، ذریۂ شیطان کا پورا نقشہ، وہ ناپاک نفس انسان جو سچ مچ شیطان سیرت، اور بدخصلت ہے۔ جس کی دید خدا کی معصیت، وہ وہ ہے جو اس وقت خدا کے برگزیدہ شہر مکہ مکرمہ کی تنجیس کر رہا ہے۔

جس کا نام ہے۔

قرن الشیطان وذلۃ الملک ملک نجد وحجاز مخرب عرب شیطان ابن سعود مردود ازلی ومقہور بارگاہ لم یزلی۔ اللہ تعالیٰ اس ملعون اور اس کے آباو اجداد امہات وجدات واتباع واعوان انصار سب پر لعنت بھیجے۔ اور انہیں ذلیل وخوار کرے۔ آمین۔ (مدیر)

[۲۱ راگست ۱۹۲۶ء ص ۳،۲]

باب ﴿۱۸﴾

نجدی تسلط اور اہل حجاز پر نجدی مظالم کے حوالے سے الفقیہ و غیر اخبارات و رسائل میں شائع شدہ چند اہم مراسلات

maablib.org

حالات حجاز سے عالم اسلام میں بڑی بے چینی واضطرابی تھی۔ ہر درمند دل بیقرار، ہر جگر مجروح اور ہر آنکھ اشک بار تھی۔ اس بے چینی وبے قراری میں جس سے جو بن پڑ رہا تھا وہ کرنے کو تیار تھا۔ ہندوستانی مسلمان حد بھر صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے۔ چند سیاسی نجدی پرست اخبارات کو چھوڑ کر باقی اخبارات حالات حجاز کو قابو میں کرنے کے لئے اپنے اخبارات کے ذریعہ وہ کچھ کر رہے تھے جس سے انہیں امید تھی کہ حالات قابو میں آجائیں گے۔ دانشوران قوم اور علمائے اہل سنت نے اپنے اپنے طور پر حسب حیثیت اس پورے معاملہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ابن سعود کی حکومت کے خلاف آواز حق بلند کرنے اور اہل حجاز کی دل جوئی اور امداد میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ عرب اور ہند کے درمیان بعد بعید ہونے کے سبب حجاز کے احوال منتشر اور مختلف طور پر معلوم ہو پا رہے تھے۔

کچھ سیاسی زر پرست ابن سعود کی وظیفہ خواری کا حق ادا کر رہے تھے کہ عرب سے آنے والی خبروں پر قدغن لگانے میں مصروف تھے۔ اس لئے عام لوگ حالات حجاز کے معاملے میں پس وپیش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ لیکن بھلا ہو ان دانشوران قوم، ہمدردان ملت کا جنہوں نے عوام تک صحیح حالات حجاز پیش کرنے کے لئے بشکل وفد وہاں پہنچ کر وہاں کے صحیح حالات معلوم کر کے لوگوں تک پہنچائے۔ (وفود کا ذکر ہم سابقہ اوراق میں کر آئے ہیں) یا وہیں سے بذریعہ مراسلت لوگوں کو حالات سے آگاہی فراہم کی۔ کچھ لوگوں نے ملک ہی سے اصل اور تحقیقی حالات جو ان تک معتبر ذرائع سے پہنچے بشکل مراسلت بذریعہ اخبار لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ یہاں ہم چند اہم مکاتیب ومراسلات جو حجاز مقدس سے یا دیگر مقامات سے الفقیہ، دبدبہ سکندری وغیرہ اخبارات اور رسائل مشہورہ کے نام ارسال کئے گئے۔ اور ان اخبارات ورسائل میں شائع ہوئے، پیش کرتے ہیں۔

مفتی اعظم ہند کا گرامی نامہ :

حضور مفتی اعظم ہند نے اخبار دبدبہ سکندری کو درج ذیل گرامی نامہ ارسال فرمایا۔ جس میں آپ نے اہل حجاز پر ہونے والے نجدی مظالم سے متعلق تحقیق شدہ حالات بیان کئے۔ اور نجدیوں وہابیوں کی مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے خلاف آواز حق بلند کرنے پر ترغیب دی۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کو اہل حجاز کی مدد کرنے اور خاص کر جماعت رضائے مصطفی کو حجاز میں اپنا ایک وفد بھیج کر وہاں کے حالات جاننے اور ان کی

امداد کرنے کے لئے تحریک فرمائی۔ یہی نہیں بلکہ خود پانچ سو روپے دینے کا وعدہ بھی فرمایا۔

مفتی اعظم ہند کا وہ طویل خط "بلاد حرم میں نجدی" کے عنوان سے اخبارات میں شائع ہوا۔ ہم اسے اسی نام سے یہاں من وعن نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

بلاد حرم میں نجدی :

"وہابیہ نجدیہ اپنے کو حنبلی کہتے ہیں۔ مگر فقہا نے انہیں خارجی بتایا ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ بس دنیا میں وہی مسلمان ہیں۔ اور سب مشرک مباح القتل۔ انہوں نے حرمین طیبین میں علما اور سادات کو اپنے اسی عقیدے کی بنا پر شہید کیا ہے۔ اور ان کے مال لوٹے ہیں۔ (کذا في رد المحتار)

اس وقت کے نجدی بدمذہبی و گمراہی اور ظلم وستم اور قتل و غارت میں پہلے نجدیوں سے بدرجہا بڑھ گئے ہیں۔ اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کو وہ ضرر پہنچ رہے ہیں جنہوں نے حجاج اور یزید کو بھی شرما دیا ہے۔ آج عرب کی سرزمین بے گناہوں کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔ اور نجدی فراعنہ خذلہم اللہ تعالیٰ وہ طوفان برپا کر رہے ہیں جس کو سننے سے جگر شق ہوتا ہے۔ معتبر ذرائع سے پیہم جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نجدیوں کے داخلہ سے پہلے شریف طائف نے راہ فرار اختیار کی۔ اور طائف، شریف نے خالی کر دیا۔ باشندگانِ طائف نے نجدیوں سے مقابلہ نہ کیا۔ نہ ان میں اس کی قوت تھی۔

بلکہ انہوں نے امن کی درخواست کی۔ دعوتیں دیں۔ ہتھیار گھروں سے نکال نکال کر باہر پھینک دیے۔ تاکہ ان کی نسبت کسی قسم کے مقابلے کا وہم پیدا نہ ہو سکے۔ لیکن باوجود اس کے نجدیوں نے قتل عام کیا۔ علماء و مشائخ، امراء و تاجر، ہر طبقہ کے لوگ بے دردی سے قتل کیے گئے۔ بوڑھوں، بچوں، عورتوں، مردوں کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ایک روز میں تین کروڑ روپے کی مالیت نجدیوں کو لوٹ سے حاصل ہوئی۔ صحابہ کے مزارات کی بے حرمتی کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس صحابی جلیل الشان کا قبہ مزار شریف گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اور آخر کار مسمار کر دیا۔ اور توہین کے لئے نجدیوں نے پکارا کہ عبداللہ ابن عباس اگر تم میں کچھ سکت ہے تو اپنے پرستاروں کو بچاؤ۔ مسلمانوں کو قتل کرتے وقت یہ اشقیا نعرے لگاتے تھے: القتل اعداء اللہ لامان اللہ۔ ہم اللہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں۔ اللہ کو امن دینے کے لئے۔

لوٹ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں کے بدن سے کپڑے اُتار لئے، جوتیاں چھین لیں۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ عرب خاتونیں ننگی منزلوں پیادہ چلائی گئیں۔ تین روز تک طائف کے بے گناہ مسلمان قید کئے گئے۔ ان پر پانی بند کیا گیا۔ مکہ مکرمہ میں شیدی صاحب کلید بردار کعبہ مقدسہ اور ان کا خاندان اور دوسرے اور معزز خاندان تیغ جفا سے شہید کر ڈالے۔ اہلِ مکہ جانوں کے اندیشے سے دشت بہ دشت مارے مارے پھر رہے تھے۔ مکہ مکرمہ کی اکثر آبادی تو گھر چھوڑ کر آوارہ ہو چکی تھی۔ باقی پنجۂ ظلم کے اسیر ہیں۔ اُن گرفتاران بلا

کو قید سے آزاد کرنے کے لیے کثیر رقمیں طلب کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور جلد ان ظالموں کو ان کے ظلموں کی سزا دے۔ ہندوستان کے وہابی آپے سے باہر ہیں۔ علمائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ نے ان پر کفر کے فتوے دیے ہیں۔ انھیں مرتد بتایا ہے۔ انھیں اہل حرمین سے اس کے بدلے لینے ہیں۔ اس لیے یہاں کے وہابی، نجدیوں کے مظالم پر رات دن پردے ڈال رہے ہیں۔ اور اخبارات میں ان کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اکثر اخبار وہابیوں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ صحیح واقعات اور نجدیوں کے مظالم چھپانے سے گریز کرتے ہیں۔ اسی بنا پر ہماری طرف سے جو مضامین اخبارات کو پہنچتے رہے ان کو شائع نہیں کیا گیا۔ آپ خود اس باغی، غدار، بے دین، فرعونِ وقت کے انکار جرم کو اس کی بے گناہی کی سند ٹھہرا رہے ہیں۔ اور اس نجدی کی تائید کے لیے ہندوستان سے وفد بھیجنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ مسلمان ہوشیار رہیں۔ ان کے دغا و فریب میں نہ آئیں۔ کوئی وفد جو اہلِ سنت کے سوا دوسرے افراد پر مشتمل ہو ہندوستان کے مسلمانوں کا نائب و قائم مقام نہیں ہے۔ اور اخباروں کی غوغا صرف چند وہابیوں کی آواز ہے۔ ہندوستان کے کروڑوں مسلمان وہابیوں کے مظالم سُن کر بے چین ہیں۔

اور اگر نجدی اس وقت اس طرح کے مظالم نہ کرتے تو بھی مسلمانانِ عالم ان کے تسلط کو ارضِ پاک میں ایک لمحہ کے لیے بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ ان سے نفرت و بیزاری کے لئے ان کی بدمذہبی اور ان کے باطل عقیدے کافی ہیں۔ اور یہ مظالم تو ان کے عقیدے ہی کی بنا پر ہیں۔ آج نہ کرتے تسلط ہونے پر کرتے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے نجدیوں کے خلاف صدائیں اُٹھ رہی ہیں اور خود شریعت کا فتوے ان کو باغی اور بے دین قرار دیتا ہے۔ تو پھر کون مسلمان ہے جو ان کی تائید کر سکے اور کس کی بات شریعت کے قابلِ التفات ہو سکے۔

جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ کو میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوری کوشش صرف کر کے علمائے اہلِ سنت کا ایک وفد عرب بھیجے۔ جو وہاں کے حالات کی تحقیق اور مجلس اسلامی کی شرکت کر کے احکامِ شرعی کا تحفظ کرے۔ ضرورت نے مضطرب کیا کہ میں نے جماعت مبارکہ سے ایسی تحریک کی۔ باوجودیکہ مجھے معلوم ہے کہ جماعت کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ لیکن میری طرح جو مسلمان بے چین ہوں، وہ درد ملت سے متاثر ہو کر جلد جماعت کے لیے کافی سرمایہ بہم پہنچائیں۔ تو جماعت وفد کا انتظام کر سکے گی۔

اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے اور جماعت یہ بار اٹھانے کی ہمت کرے تو میں اپنی طرف سے پانچ سو روپے کی ناچیز رقم اس مقصد کے لیے پیش کروں گا۔"

(فقیر مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری غفی عنہٗ)

۲۰ ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ

[تحفۂ حنفیہ، جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ ، ص ۶۰۵]

حضور مفتی اعظم ہند کے حکم کی تعمیل کی حامی بھرتے ہوئے اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ نے درج ذیل تحریر پیش کی:

''جماعت رضائے مصطفیٰ اپنے مخدوم پیشوا کے ارشاد کے سامنے سر نیاز خم کرنے کے سوا اور کیا جواب رکھتی ہے۔ ہر اَمر میں مخدوم کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔ خاص کر یہ معاملہ تو اس قدر اہم ہے کہ اس کے لیے جس طرح ہو سکے سعی میں دریغ نہیں کی جا سکتی۔ اگر مسلمانانِ ہند نے اس موقع پر اپنی زندگی اور بیداری کا ثبوت دیا تو ہم ضرور اپنے مخدوم محترم سے اس تبرک کو حاصل کریں گے۔

عرض ضروری: ...... جملہ خط وکتابت وترسیلِ زر بنام سید ایوب علی صاحب رضوی، نائب ناظم صدر دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ ہونی چاہیے۔ ورنہ جماعت ذمہ دار نہیں۔ اور جماعت مبارکہ میں مصارف خیر کے مختلف شعبے ہیں۔ جو صاحب دستِ کرم دراز کریں۔ یہ تصریح فرمائیں کہ ان کی امدادی رقم کون سے مصرف خیر میں صَرف کی جائے۔ المشتہرین: اراکینِ جماعتِ رضائے مصطفیٰ، صدر دفتر بریلی۔

[الفقیہ: ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۴ء، ص ۸]

مولانا ظہور الحسن، رکن مجلس منتظمہ انجمن حنفیہ قصور کا مراسلہ:

انجمن حنفیہ قصور کی رکن منتظمہ کے رکن مولانا ظہور الحسن صاحب نے اخبار الفقیہ کو ارسال کردہ درج ذیل مراسلہ کے ذریعہ حالات حجاز کا ذکر کرتے ہوئے سیاسی لیڈروں کی سیاسی چالبازیوں کی مذمت کی۔ اور سیاسی نجدی اخبارات ہند کی دوغلہ پالیسی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لوگوں کو الفقیہ جیسے اخبارات کی مدد کرنے کی اپیل بھی کی۔ ملاحظہ کریں:

''مکرمی محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ابن سعود نے جو جو مظالم طائف میں لوٹ یا قتلِ عام کی شکل میں کیے، مساجد ومقابر کی جس طرح بے حرمتی کی اور ان کو منہدم کیا گیا۔ اس کی جماعت کا'' صلی اللہ علیك یا رسول اللہ '' کہنے کو کفر سمجھنا۔ حضرت شیخ سنیوسی جیسی ہستی کو فاتحہ خوانی کے سبب مشرک کہہ دینا۔ یہ سب حالات اغلباً آپ کو معلوم ہو چکے ہوں گے۔ پہلے تو نجدیوں کے حمایتی اشخاص واخبارات ان مظالم کو تسلیم ہی نہ کرتے تھے۔ مگر جب یہ حالات آشکارا ہوگئے، اور پردہ داری کا زمانہ گذر گیا۔ تو ہمارے بھولے بھالے بھائیوں کو بہکانے کی نئی تجویز نکالی ہے کہ یہ مظالم وغیرہ ابن سعود کے ایما سے نہیں ہوئے۔ بلکہ اس کی وحشی فوج کی جہالت کا نتیجہ ہیں۔ اور ابن سعود بذاتہٖ بڑا مدبر اور روادار واقع ہوا ہے۔ وغیرہ

مجھے تو افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر لوگوں کو غلط راہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب کی کارگذاریوں اور مظالم کو بھول گئے ہیں۔ تاریخ موجود ہے۔ ان کی اصولی کتاب ''کتاب

التوحید" وغیرہ سے ان کے عقائد اچھی طرح واضح ہیں۔ ہندوستانی وہابیوں کے خیالات کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ ۲۲ر جولائی ۱۹۲۵ء جلسۂ عام میں ابن سعود کے وفد نے صاف کہہ دیا تھا کہ ابن سعود کوئی نئی روش اختیار نہیں کرے گا۔

بلکہ وہ اپنے جدِ امجد محمد بن عبدالوہاب کے قدم بقدم چلے گا۔ پھر کس طرح کہا جاتا ہے کہ ان مظالم سے ابن سعود کو کچھ تعلق نہیں۔ اور نہ اس کی لاعلمی میں واقع ہوئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو کچھ مظالم و بے حرمتی کیں، اپنے عقائدِ فاسدہ کی بنا پر کیں۔

یہ ہماری اور خلافتی نمائندوں کی بے غیرتی کی بین دلیل ہے کہ ابن سعود کے مظالم اور انہدام مساجد و مقابر پر اظہار افسوس کرنے اور مدینہ طیبہ کے متعلق زبانی وعدہ کرنے پر ہماری تسلی ہو جاتی ہے اور ہم ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اٹلی کا ایک آدمی افغانستان میں ایک افغانی سپاہی کے قتل کرنے کے جرم میں مار ڈالا جاتا ہے۔ اس پر اٹلی افغانستان سے تعلقات منقطع کر لیتا ہے۔ حالانکہ اٹلی کا یہ مطالبہ حق بجانب نہیں۔ ادھر یہ حال ہے کہ ابن سعود کی فوج طائف شریف میں سیکڑوں آدمیوں کو بے گناہ شہید کر ڈالتی ہے اور شعائر اللہ مساجد و مقابر کی بے حرمتی کرتی ہے مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

به بیں راه از کجاست تا بکجا

ہمارے نام نہاد لیڈر اور اخبارات عوام کو گمراہ کرنے کے لیے دوسری یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ کیا ہندوستان ہی حنفیت وہابیت کے جھگڑے کے واسطے باقی رہ گیا ہے۔ اسلامی ممالک نے کیوں ابن سعود کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ افسوس!

"دروغ گورا حافظہ نباشد"

کیا ان کو یاد نہیں رہا کہ ہندوستانیوں کے علاوہ اور کسی ملک سے حجاج آئے۔ کیا تمام اسلامی ممالک نے باوجود ابن سعود کے اعلانات کے طے نہ کر لیا تھا کہ حجاج امسال حج کے واسطے نہ جائیں۔ اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی اسلامی ملک نے ابن سعود کی حمایت کی۔ یہ وقت ہے کہ ہندوستان کے علماء اہلِ سنت و جماعت کا ایک جلسہ جلد از جلد منعقد کیا جائے اور حالات کے مطابق ایک رویہ طے کیا جائے۔ اگر اس وقت ہم خاموش رہے یا ہم نے ابن سعود کی ذرا بھی حمایت کی۔ تو ابن سعود کے حمایت اشخاص و اخبارات اس کے گیت گا گا کر عوام کے دلوں پر اس کا سکہ بٹھا دیں گے۔ اور عوام کی رائے کو اپنے ہم نوا کر لیں گے۔

یہ خیال کہ اسلامی ممالک کی مجلس میں ہم ابن سعود کی مخالفت کریں گے۔ فی الحال مخالفت نہ کی جائے۔ صحیح نہیں۔ یاد رکھیے۔ پھر کامیابی محال ہے۔ اس وقت تک نجدیوں کے حمایتی اخبارات و اشخاص کا پروپیگنڈا کام کر چکا ہوگا۔ اور عام رائے ابن سعود کے حق میں ہوگی۔ وقت یہی ہے۔ لوگوں کے دل مجروح ہیں۔ اور موجود ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ یہ موتمر ی کے

وقت ہندوستان کی متفقہ آواز ابن سعود کے خلاف اُٹھانے میں آپ کامیاب ہوسکیں۔

افسوس کہ ہمارا کوئی معقول اور مقبول عام اخبار نہیں۔ اس طرف بھی اکابر قوم کو توجہ کرنی چاہیے۔ سرمایہ جمع کر کے اخبار نکالنا چاہیے جو ہمہ صفت موصوف ہو۔ یا موجودہ حنفی اخباروں کو ترقی دے کر اونچے معیار پر لانا چاہیے۔ جس سے ہماری تبلیغ عام ہوسکے۔ آج کل تبلیغ خیالات کا بڑا ذریعہ اخبار ہی ہے۔ فی الحال ہمیں اشتہارات سے کام لینا چاہیے۔ عام جلسے منعقد ہوں اور ان کی کارروائیاں اشتہارات کے ذریعے گاؤں گاؤں پہنچ جائیں۔

دعا ہے کہ خداوند جل جلالہ جلد از جلد جزیرۃ العرب کو ابن سعود کی خباثتوں سے پاک کردے۔ اور حضرت شیخ سنوسی جیسی بزرگ ہستی کو حرمین شریفین کی خدمت پر مامور کردے۔ آمین۔

براہ کرم حالات حاضرہ پر اپنی قیمتی رائے سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ آپ کی رہنمائی میں ہم بھی کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔" (احقر محمد ظہور الحسن، رکن مجلس منتظمہ انجمن حنفیہ قصور)

[الفقیہ: ۲۸ راگست ۱۹۲۵ء، ص ۹، ۱۰]

کھلی چٹھی بنام مدیر "سیاست":

اخبار سیاست میں شائع شدہ دو مضمون جن میں حالات حجاز کے حوالے سے غلط بیانیوں سے کام لیا گیا تھا۔ نجدی مظالم کو نظر انداز کر کے اس کے ساتھ نرم رویہ برتا گیا تھا۔

جس کے جواب میں مدیر سیاست کو درج ذیل خط بھیجا گیا۔ جسے الفقیہ نے شائع کیا۔ ملاحظہ کریں:

"مکرمی جناب مدیر صاحب سیاست...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار سیاست کی ۱۹۔۲۰ راگست کی اشاعتوں میں دو اڈیٹوریل مضمون شائع ہوئے ہیں۔ افسوس! جن میں غلط بیانیوں سے کام لیا گیا۔ اور حقائق پر پردہ پوشی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ابن سعود کی فوج کے مظالم اور مساجد و مقابر کا انہدام پسندیدہ فعل نہیں۔ مگر ابن سعود ایک روشن خیال اور روادار مسلمان ہیں۔ وہ فروعی اختلافات کو دوسرے نجدیوں کی طرح زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اور حنبلی مصلے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس نے ہندوستانی مطالبہ اور شکایت پر ایک اعلان شائع کر کے تلافی مافات اور مدینہ منورہ میں مزارات کے احترام کا وعدہ کرلیا ہے۔ کیا آپ کو عبدالوہاب..... کے بیٹے محمد کے مظالم و تباہیاں اور ان کی مساجد و مقابر کی بے حرمتی یاد نہیں رہی۔ اور کیا انہوں نے ترکوں سے بغاوت کر کے غریب مسلمانوں کو جور و ستم کا نشانہ بالکل اسی طرح نہ بنایا تھا، جس طرح ابن سعود نے کیا۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ طائف کے مظالم اور مساجد و مقابر کا انہدام و بے حرمتی ابن سعود کے ایماء سے نہیں ہوئے، صریح غلط بیانی ہے۔ ابن سعود کا وفد آل مسلم پارٹیز کانفرنس امرت سر کے موقع پر امرت سر، لاہور،

قصور آیا تھا۔ انہوں نے قصور میں عام جلسے کے اندر صاف لفظوں میں کہا تھا کہ ابن سعود کوئی نئی روش اختیار نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنے جدِ امجد محمد بن عبدالوہاب کے نقش قدم پر ہی چلیں گے۔ ان کا یہ مقولہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ ابنِ سعود کے مظالم اور انہدام مساجد و مقابر کے حالات نے محمد بن عبدالوہاب کے مظالم کو بھلا دیا۔ غیر مقلد کہا کرتے تھے کہ محمد بن عبدالوہاب کے بیان کردہ مظالم غلط ہیں۔ اور وہ عقاید جن کو ہماری جماعت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ ہمیں ان سے کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ نے پھر دکھلا دیا۔ دراصل مکہ معظمہ پر ابن سعود کا قبضہ حنفیوں کے واسطے تنبیہ ہے۔ اب ہی ان کو سنبھلنا چاہیے۔ پھر یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ یہ مظالم و بربادیاں ابنِ سعود کی لاعلمی میں واقع ہوئیں۔ حالانکہ اس کے جدِامجد کی یہی بعینہٖ روش تھی۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا، اپنے عقائدِ فاسدہ کی بنا پر کیا۔ جب کبھی ابنِ سعود کا ظلم بیان کیا جاتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اس کی وحشی فوج کا فعل ہے۔ آپ نجدیوں کے قاضی القضاۃ کے مندرجہ ذیل فعل کی کیا تاویل کریں گے۔ جبکہ اس نے مولد النبی کے قریب آ کر غیر مؤدبانہ الفاظ میں پوچھا "وہ جگہ کہاں ہے، جہاں ایک عورت نے بچہ جنا تھا" اور پھر فتویٰ دیا کہ یہ جگہ ناپاک ہے اور اس جگہ پیشاب یا پاخانہ کرنا جائز ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ ابن سعود نجدیوں کی طرح اختلافات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ خود حنبلی مصلے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ہر مصلے پر نماز پڑھتے ہیں۔

مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ان کے اہلِ سنت و جماعت کے ساتھ اختلافات کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر جب ابن سعود کا معاملہ پیش ہوتا ہے اس کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو ابن سعود کے حنبلی مصلے پر نماز پڑھنے کا حال تو معلوم ہو گیا مگر افسوس! آپ کو یہ معلوم نہ ہوا یا معلوم ہونے پر یہ بیان کرنا مناسب نہ سمجھا کہ ابنِ سعود نے حنبلی مصلے کے سابقہ خطیب و امام وغیرہ کو برطرف کر دیا تھا۔ اور اب اس جگہ نجدی امام مقرر ہے۔ اگر ان میں رواداری تھی تو سابقہ حنبلی امام کو برقرار رہنے دیتا تھا۔ حج کے دنوں میں مسجد خیف میں حنفی امام جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ مگر ابنِ سعود مع چند آدمیوں کے آتے ہیں اور پہلی جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت سے نماز پڑھتے ہیں۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ابنِ سعود نے ہندوستانی نمائندوں کی شکایت اور مطالبہ پر عام اعلان شائع کر دیا کہ مظالم کی تلافی کر دی جائے گی۔ اور مدینہ منورہ میں مساجد و مقابر کی بے حرمتی نہ کی جائے گی۔......

یہ ہماری اور خلافتی نمائندوں کی بے غیرتی ہے کہ ہماری اس اعلان سے تشفی ہو جاتی ہے۔ اٹلی افغانستان سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اور آخر بے چارے افغانستان کو معافی مانگ کر تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔ ادھر ہم بے حس ہیں کہ سینکڑوں آدمی بے گناہ ذبح کر دیے جاتے ہیں۔ اور شعائر اللہ کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

کیا حنفی بے ہیں۔ کیا ترکی، افغانستان، قفقاز، مصر، شام، سوڈان،

عرب اور دنیا کے دوسرے حصوں میں مخفی نہیں ہیں۔ اگر نادانستہ کوئی غلطی ہو جائے اس پر تعجب معلوم نہیں ہوتا مگر حیرت تو یہ ہے کہ جان بوجھ کر پردہ داری کی جاتی ہے۔ کیا مصر، ہندوستان کی نسبت حجاز سے بالکل قریب نہیں اور وہ حجاز کے حالات سے واقف نہ تھا۔ کیا ان کو رابغ وغیرہ بندرگاہوں کا علم نہ تھا۔ کیا مصر نے اِرسال حج کے سفر کی ممانعت نہ کردی تھی؟ اور کیا اسی طرح ترکی، افغانستان، ایران وغیرہ نے حج کی ممانعت نہ کی تھی؟ اور کیا کوئی اس بات کی تردید کر سکتا ہے کہ سوائے بے غیرت ہندوستان کے اور کسی ملک سے حاجی نہیں آئے تھے۔ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت تک کسی اسلامی ملک نے ابنِ سعود کی حمایت کی؟ ہرگز نہیں۔ اسلامی ملک کی ابنِ سعود سے مخالفت اظہر من الشمس ہے۔ انہوں نے اس مکمل طور پر مقاطع کیا ہوا ہے۔ اور اس خبیث کے وجود کے باعث ان کو امسال فریضۂ حج سے محروم ہونا پڑا۔ اور خدا جانے انہوں نے اندرونی طور پر ابن سعود کو کتنی تنبیہ کی ہوگی۔

ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ لیڈر اور اخبارات حالات پر روشنی ڈالنے کی بجائے عوام کو بہکانا چاہتے ہیں۔ اللہ رحم فرمادیں اور ایسی روش اختیار نہ کریں جس سے ابن سعود کے ہاتھ مضبوط ہوں۔ دعا کریں کہ خدائے تعالیٰ حضرت شیخ سنوسی یا کسی حامیِ اسلام کو جزیرۃ العرب کی خدمت سپرد کر دے۔ فقط

[الفقیہ: ۲۸؍ اگست ۱۹۲۵ء، ص۱۰-۱۱]

اہل مدینہ کا کرامت نامہ:

مدینہ طیبہ سے کچھ لوگوں نے میاں محمد رفیع باڑی صاحب کے چچا کے نام ایک خط ارسال کیا۔ جس میں انہوں اہالیان مدینہ پر ہونے والے نجدی مظالم کی روح فرسا اجمالی داستان بیان کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند سے مدد کی گہار کی۔ ملاحظہ کریں اخبار الفقیہ سے:

”ملک التجار جناب میاں محمد رفیع باڑی صاحب کے چچا کے نام حسب ذیل فریاد نامہ مدینہ طیبہ سے موصول ہوا ہے۔ یہ پریم کونسل یا جدہ کا تار نہیں ہے بلکہ خود اہل مدینہ منورہ نے ملکی ذرائع سے ارسال کیا ہے۔ اور دستخط کرنے والوں میں وہ معززین ہیں جن کو ہم میں سے اکثر جانتے ہیں۔ تار کے لفظ عربی اور حروف انگریزی میں ہیں جو کچھ پڑھا گیا وہ درج ذیل ہے۔

تار کا اردو کا ترجمہ:

ہم آپ کے بھائی بزرگ ترین خطہ ہائے زمین کے باشندے نبی اکرم ﷺ کے شہر میں ایک ماہ سے خارجی وہابیوں کے ہاتھوں محاصرہ میں ہیں۔ خوردونوش کے ذرائع مسدود ہیں۔ اور وہ ساعت قریب ہے کہ ہم سب شہدائے کربلا کی طرح بھوک و پیاس سے مر جائیں۔ آنحضرت ﷺ اور اہل بیت کے مزارات گولیوں کے نشانے بنائے گئے۔ اور مؤذن کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اذان کے مقام سے اترنے پر مجبور ہوا۔

ان وہابیوں نے عم رسول اللہ ﷺ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کو اسی طرح ڈھا دیا جس طرح طائف میں حضرت ابن عباس کے مزار کو ڈھا دیا تھا۔

اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ ہم کو کہا جاتا ہے کہ ہم یقینی کافر ہیں۔ اور ہم حضرت حمزہ اور عبدالقادر جیلانی کو پوجتے اور خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور چونکہ اس حملہ سے وہابیوں کا مقصد اصلی آنحضرت ﷺ کے مزار شریف پر دست تعدی دراز کرنا اور جیران رسول ﷺ کو قتل کرنا ہے۔ اس لیے چاہے ہم سب فنا ہو جائیں مگر مدینہ طیبہ کو ہم ان کے کسی بھی طرح حوالے نہیں کر سکتے۔ ہم کو یقین ہے کہ آپ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چاہتے کہ ہم مر جائیں۔ اور اس بے دین جماعت کے ہاتھ سے آثار مقدسہ اس وقت تک بے حرمت ہو جائیں جب تک ایک مسلمان بھی دنیا میں موجود ہے۔ اگر امکانی تعجیل و سرعت سے آج آپ نے ہماری مدد نہ کی ان مظالم سے مطلع ہونے کے بعد بھی تو کل خدائے بزرگ کو اس تغافل کا کیا جواب دیجئے گا؟

آپ کا فرض ہے کہ ہماری اعانت و امداد فرمایئے۔ اور ہمارے جان و مال بچایئے۔ اور دیگر حکومتوں کے سامنے ہمارے معاملہ کو پیش کیجئے۔ یہ نہ خیال کیجئے گا کہ یہ مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی ہے بلکہ مسلم و کافر کی جنگ ہے۔ کیوں کہ وہابی تو باشندگان حرمین اور اپنے سوا دیگر مسلمین کی تکفیر کی وجہ سے خارج عن الاسلام ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ ہماری تکفیریں کرتے ہیں کہ کہتے ہیں لا الہ الا اللہ کے ساتھ جس نے محمد رسول اللہ ملایا اس نے شرک کیا۔ اور حکم دیا ہے کہ کلمہ یوں پڑھا جائے لا الہ الا اللہ مالك یوم الدین اور بس۔ اور یہ کہ جو شخص اس پر ایک حرف بڑھائے وہ مشرک و کافر ہے۔ اور بے حق و بے خوف یہ لوگ مسلمانوں کے اموال کو مباح اور ان کی عورتوں کو حلال سمجھتے ہیں۔ اور ان کو اپنی لونڈیاں بناتے ہیں۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ جماعت جو ان کا مقابلہ کر رہی ہے مسلم اور دین مصطفوی کی طرف سے مدافعت کرنے والی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر اس مدافعت کرنے والی جماعت کی امداد و اعانت دامے، درمے، قدمے، سخنے فرض ہے۔

تو بڑھو خدا کی مغفرت کی طرف۔ الآیۃ۔ اور بر و تقوی پر مدد کرو۔ الآیۃ۔ اور اپنے بھائی کی مدد کرو۔ الحدیث۔ اور عنقریب آپ پر ہماری صداقت روشن ہو جائے گی۔ اگر آپ ان مظالم کو بھول گئے ہیں جو گزشتہ صدی میں اس گروہ کے آباء و اجداد کے ہاتھوں اہل حرمین پر ہوئے تھے۔ یہ لوگ جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو ان کی زبان پر بلند آواز سے تھا کہ مشرک نجس ہیں۔ تو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ اور ان کی اس سے مراد اپنے سوا دیگر مسلمین تھے۔ اور جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تھے تو ان کے رئیس نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ خدا کی قسم ہم تمہیں برباد کرنے کے بعد تمہارے بتوں کو برباد کردیں گے۔ آپ پر واضح رہے کہ بتوں سے مراد آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ اور اس تشبیہ سے جو کفر گمراہی اور خدا و رسول سے جو بے شرمی ہے واضح ہے۔ اور اس میں ارباب دانش کے لئے عبرت ہے

آ شاید آپ تک نہ پہنچے۔ اور اس حال بد کی آ کو خبر نہ ہو جو ان دنوں ہمارا

ہے۔ بہر حال ہم اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ اور وہی بندوں کے حالوں کو دیکھ رہا ہے۔ ہم ہیں تمام باشندگان مدینہ کے نمائندے۔

علی صالح المدنی۔ حسن عبدالجواد مدنی۔ محمود احمد۔ سعید احمد وغیرہ وغیرہ برادرزادگان مولانا حسین احمد (سیر کراچی)

[الفقیہ: ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۵ء، ص ۱۲]

مکہ مکرمہ سے حضرت مولانا نثار احمد صاحب کا خط:

مولانا نثار احمد صاحب جب برائے حج مکہ معظمہ پہنچے تو آپ نے وہاں کے حالات کا بنظر خود جائزہ لے کر سید محمد عبدالحی صاحب کے نام درج ذیل خط ارسال کیا۔ جس میں آپ نے وہاں کے حالات کا اجمالی خاکہ بیان کیا۔ لکھتے ہیں:

"بھائی سید محمد عبدالحی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت سے جمعہ ۲۴ رشوال کو جدہ پہنچے۔ یکشنبہ کو بذریعہ موٹر مکہ داخل ہوگئی۔ جو شوق اور ولولہ لایا تھا یکسر مٹ گیا۔ واقعات سے باخبر ہو کر سوہان روح ہوا۔ فی حاجی جدہ میں ٹیکس دو مجیدی ہے۔ اور مکہ میں ٹیکس فی حاجی آٹھ روپیہ ہے۔ بیچارے معلم کو فی حاجی دو روپیہ مکہ میں ملے گا، اور کچھ کرایہ میں مل جائے گا۔ آج کل چاروں مصلوں پر نماز نہیں ہوتی۔ پہلے روز جمعہ خاص حنبلی مصلے پر اور تراویح بھی خاص اسی مصلے پر دوسرے مصلے پر چند نمازیں وہ بھی پیچھے حنبلی مصلے کے ہوتی ہیں۔ آثار قدیمہ مٹائے گئے ہیں۔ کسی معلم کے ساتھ حجاج زیارت کو نہیں جاسکتے۔ بطور خود وہ بھی اندھیری رات کو جاسکتے ہیں۔ مدینہ میں صرف تین روز رہنے کی اجازت ہے۔ اور روبہ قبلہ ہونا ضروری ہے۔

مزار پر انوار ﷺ کی طرف ہرگز منہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہاتھ باندھ کر صلاۃ وسلام ناجائز ہے۔ ندا و توسل حضور ﷺ سے شرک ہے۔ جو کرے وہ مارا جائے۔ امام مالک بی حلیمہ عمارت النبی ﷺ کے مزارات ڈھائے گئے۔ بقیہ بھی ڈھائے جاتے مگر پرسوں بذریعہ تار کے سلطان نے رکوا دیئے۔ یہ مختصر واقعات ہیں۔ تفصیلی حالات پھر عرض کئے جائیں گے۔ خود ابن سعود اور ذمہ دار عہدہ دار سگریٹ پیتے ہیں۔

چنگی المضاعف وصول کی جاتی ہے۔ مگر کسی اہل مکہ یا اہل مدینہ کو علانیہ بازار میں یا ہوٹلوں میں سگریٹ پینے کی اجازت نہیں ہے۔ چوتھے روز مدینہ جانے کا ارادہ ہے۔ آٹھ گنی کرایہ ہے فی شغدف۔ جس میں چار گنی حکومت کے لئے اور چار گنی اونٹوں والوں کو۔ تمام پرسان حال کو نام بنام سلام مسنون فرمائیں۔ والسلام۔

(نثار احمد غفرلہ)

[الفقیہ: سرورق، ۱۴ر جون ۱۹۲۶ء]

حجاز سے مولانا محمد علی کا مکتوب:

مولانا محمد علی صاحب جب حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں کے حالات کا از خود جائزہ لیا۔ نجدیوں کی دسیسہ کاریاں عروج پر تھیں۔ ظلم و ستم حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ ظلم و بربریت کی ساری حدیں پار ہو چکی تھیں۔ اہل حجاز ہی کیا بلکہ حجاج کے جان و مال عزت و آبرو بھی پامال کی جا رہی تھی۔ آپ نے اپنے بیٹیوں کے نام ایک طویل خط لکھا جس میں وہاں کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا۔

اخبار الفقیہ میں آپ کے اس خط کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس مکتوب میں مولانا نے واقعات سے ثابت کیا ہے کہ نجدی وحشی ہیں۔ بہائم ہیں۔ وحوش سے بدتر ہیں۔ عقائد کی جنگ حجاز میں جاری ہے۔ ابن سعود بندوبست نہ کر سکا تب مصریوں نے محمل پر حملہ ہونے کی وجہ سے نجدیوں پر گولی چلائی۔ پنجابی وہابی ابن سعود کے مجاہد بننا چاہتے ہیں۔ مقبرے اور مآثر گرا دیئے گئے ہیں۔ مذہبی آزادی موجود نہیں۔ حرم میں روشنی نہیں ہوتی۔ حجر اسود کا چومنا مشکل ہے۔

حاجیوں کو نجدیوں نے اونٹوں کے پاؤں تلے روند کر شہید کیا۔ موتمر سے مولانا مایوس ہیں۔ رشید رضا ابن سعود کے زر خرید غلام ہیں۔ اور مولانا محمد علی کی نظروں میں ابن سعود اس قابل بھی نہیں کہ اس کو جمہوریہ حجاز کا صدر بھی بنایا جائے۔''

[الفقیہ: ۲۸/ جولائی ۱۹۲۶ ص ۳،۲]

مولانا محمد علی کا پورا خط من وعن بھی نقل ہے۔ ملاحظہ کریں:

''پیاری بچیو! خداوند کریم تم کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ہم لوگ مع الخیر پرسوں مغرب کے وقت حج مناسک منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں ادا کر کے بیت اللہ کو واپس آ گئے۔ تمام مناسک حج ادا ہو گئے۔ خدا اس حج کو قبول فرمائے اور مبرور کرے۔ اور اسی کو مشکور اور گناہوں کو مغفور کرے۔

نجدیوں کے تغافل سے نقصان جان:

اگر موقع ملا تو مفصل حالات لکھوں گا۔ گو یہ ظاہر امید کم ہے۔ اتنا لکھنا اس وقت کافی ہوگا کہ بظاہر حکومت کوئی انتظام نہیں کرتی۔ سوائے ایک مذبح منیٰ کے شہر کے ذرا باہر بنا دینے کے سارا حاجی خود ہی اپنا انتظام کر لیتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ بے حد اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور بہت آسانی سے ہو سکتی ہے بشرطیکہ کوئی اصلاح کرنا چاہے۔ نہ معلوم ترکوں کے زمانہ میں اس سے بہتر انتظام ہوتا تھا یا نہیں؟ قیاس تو ہے کہ ضرور ہوتا ہوگا۔ گو بہت بہتر نہ ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کانگریس اور خلافت کے سالانہ جلسوں کا انتظام کرتے ہیں وہ مزدلفہ اور عرفات کا موجودہ حالت سے کہیں بہتر انتظام ایک ماہ کی کوشش سے کرتے ہیں۔ ہزاروں بلکہ قریب ایک لاکھ نجدی بدنظر آتے تھے۔ جنہوں نے ساری دنیا کو اپنی بیہودگی اور گنوارپن اور

جلد بازی اور اگر بے رحمی نہیں تو بے خیالی سے پریشان کر دیا تھا۔ اور بعض جانیں بھی اس طرح ضائع ہو گئیں۔ مگر حکومت کا ایک سپاہی یا پولیس والا کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ قربانی کے جانوروں کی لاشیں یا بعض حصے ہر طرف پڑے پھک رہے تھے۔ اور تعفن پیدا کر رہے تھے۔ مگر کوئی بظاہر اس کام پر مامور نہ تھا کہ اس کو روکے یا حکم عدولی پر سزا دلوائے۔ یا ان سے سڑی ہوئی لاشوں وغیرہ کو کہیں لے جا کر دفن کرا دے۔ سلطان سے شکایت کیا کی جاتی خود ان کے خیمہ سے پچاس گز کے فاصلے پر گوشت پڑا ہوا سڑ رہا تھا۔ اور آنے جانے والوں میں سے جن میں بہت سے عمال حکومت تھے ایک کو بھی اس کی توفیق نہیں ہوئی کہ سلطان کے خیمہ کے پاس سے تو اس گندگی کو دور کر دے۔

نجدی وحوش کی وحشت:

ان نجدی وحوش کے باعث استلام یعنی حجر اسود کو چومنا، حج سے پہلے چھ سات دن اور بعد کو دو چار دن ناممکن تھا۔ حج کے بعد ایک دن سفیر افغانستان متعینہ انقرہ (ترکی) نے مجھ سے کہا کہ آج تو میں نے استلام کر ہی لیا۔ میں نے پوچھا کس طرح؟ اور کس وقت موقع ملا؟ کہا بہت انتظار کیا کہ موقع سے آخر اکتا گیا اور جبر افغانی استلام میں کامیاب ہوا۔ دونوں طرف دھکے دیے تب جا کر راستہ صاف پایا۔ جس وقت سید سلیمان ندوی اور میں منی سے طواف زیارت کے لئے آئے تھے اس وقت بیت اللہ میں اندھیرا تھا۔ صرف چاند کی روشنی تھی۔ آدمی بھی کم تھے۔ اور مطاف میں دو ڈھائی سو سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ بلکہ شاید ڈیڑھ سو ہی ہوں۔ مگر اس پر بھی حجر اسود پر ہر وقت دس پندرہ نجدی ڈٹے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے کا سر استلام کی کوشش میں اپنی گھبراہٹ اور جلد بازی سے پھوڑ رہے تھے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ دوسروں کو ہی کہنی مارتے اور دھکے دیتے تھے۔ گندے میلے کپڑے پہنے ہوئے، پستہ قد، دونوں طرف گھونگھر والی زلفیں چھٹی ہوئیں، گھبراتے ہوئے، تو تو کہتے ہوئے جھپٹے ہوئے چلے آتے ہیں۔ نہ مرد نہ عورت بے ہاتھ سے دھکیلے یا کہنی مارتے ہوئے کوئی نہیں جاتا۔ اور اس میں اپنے پرائے میں سب شامل ہیں۔

جب حجر اسود پر پہنچ گئے تو سر اور منہ حجر اسود سے ہٹانا نہیں جانتے۔ سپاہی اوپر سے بید مارتے ہیں مگر پرواہ نہیں۔ سپاہی یعنی پولیس والے بھی انہیں میں سے ہیں۔ پہلے تو ان کی بہت رعایت کرتے تھے اور بیت صرف ہندوستانیوں اور مصریوں کے لئے وقف تھے۔ مگر میں نے کہا کہ ان کی کیوں رعایت کرتے ہو جو سب سے زیادہ اس سے مستحق ہیں۔ اور خود بھی انہوں نے دیکھا کہ حقیقتاً اب تو ان کے سوا کوئی استلام کرنے کی ہمت ہی نہیں کرتا۔ اور اگر ان کو نہ مارا جائے تو پھر ان میں کون سا رہ گیا ہے، جس کو مارا جائے۔ ہندوستانی تو پہلے ہی مصری عورتوں نے بھی سمجھ لیا کہ ہر فرعونے را موسیٰ اور ہر مرد اور عورت سب استلام چھوڑ بیٹھے۔ تو پھر سپاہیوں نے انہیں بیہودوں پر بید برسانے شروع کر دیے۔

نجدیوں کے باعث زمزم شریف نہیں ملتا:

زمزم شریف کا چھوٹا سا کمرہ ہے۔ کنوئیں کی من اونچی ہے۔ اس پر چڑھ کر زمزم والے ڈول بھر بھر کر نکالتے ہیں۔ اور زمزم کی صراحی لے کر پھیری لگانے والوں اور زائرین کو دیتے ہیں۔ زائرین کے لئے کنوئیں کے ارد گرد مشکل سے تین تین فٹ جگہ ہے۔ چندرہ بیس آدمی سے زیادہ مشکل ہی سے اندر آ سکتے ہیں۔ مصری عورتیں خوب کیم شحیم ہوتی ہیں اور بالکل بے نقاب و بے حجاب (بلکہ ایک حد تک بے حیا بھی) انہیں کے آجانے کے بعد زمزم کا کمرہ کھچا کھچ بھر جاتا تھا۔ مگر غط غط اور وخنہ شریف اپنی سخت پردہ کرنے والی عورتوں کو گھسیٹے ہوئے آئے تو زمزم کے کمرہ میں جانا اور اگر کوئی چلا گیا تو باہر نکلنا (دروازہ صرف ایک ہے) ناممکن ہو گیا۔ مگر واہ رے گھبراہٹ زمزم کے ڈول نکالنے والوں سے زبردستی ڈول چھین لئے۔ اور کچھ مار پیٹ ہوئی۔ تنگ آکر وہ لوگ چھوڑ کر چل دیئے۔ اور پھر زمزم کے کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ حج سے تین دن پہلے سے زمزم بالکل بند تھا۔ رات کو شاید کسی وقت زمزم تقسیم کرنے والے حقیقتاً بیچنے والے اس لئے کہ صرف قرش کی توقع پر دیتے ہیں اور غریبوں کو تو پیاس بجھانا بس ناممکن ہو جاتا ہے، آکر بھر لیتے تھے۔ یا کسی کنوئیں کا کھاری پانی لا کر زمزم کے نام سے بیچا کرتے تھے۔ یہ مصیبت تو حج سے پہلے کی تھی۔ اور بیت اللہ شریف کے اندر طواف استلام اور زمزم یا باہر مسعی میں سفر کرنے تک محدود تھی۔ اور وہ بھی پیدل ہوتے تھے اور اور لوگ بھی ہم اسی کو قیامت صغریٰ سمجھتے تھے۔

نجدیوں نے قیامت صغریٰ دکھا دی:

ہر کوا ور اکثر ۸ رذی الحجہ کو منیٰ کی طرف کوچ ہوا۔ ہم لوگ تو بے ڈول شغدفوں اور ہم سے کم پیسہ رکھنے والے لوگ شغدفوں سے ہلکی مگر اونٹ کے کوہان پر رکھی ہونے کے سبب سے اور بھی ڈانوا ڈول ٹوکروں پر سوار تھے۔ اور غط غط اور وخنہ ہلکے پھلکے تیز رو اونٹنیوں کو بے تحاشا بھگائے ہوئے لئے جاتے تھے۔ اور کہیں اس شغدف سے دھکا لڑتے ہیں۔ اور کہیں اس ٹوکری سے تو ہمیں معلوم ہوا کہ قیامت صغریٰ وہ نہ تھی یہ ہے۔ اور پل صراط کی گھبراہٹ کا اسی دنیا میں اندازہ ہونے لگا۔ مگر جب عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا وقت آیا تو معلوم ہوا کہ ہم نے اب بھی غلطی کی تھی۔ قیامت صغریٰ منیٰ عرفات اور مزدلفہ کے راستہ میں نہ تھی بلکہ منیٰ کے دوران قیام کے زمانہ میں ہے۔ اس لئے کہ اب تو مضمون یہ تھا کہ ہم پاپیادہ تھے اور غط غط اور وخنہ اونٹوں پر تھے۔ اور جب اونٹ سر پر آجاتا تھا تو طریگ طریگ فرما کر قضائے مبرم کی آمد کی خبر وہ پیادوں کو پہنچاتے تھے۔ بظاہر حافظ شیرازی نے یہ شعر منیٰ ہی میں گھبرا کر لکھا تھا کہ

تو دستگیر شوائے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہاں سوار انند

مگر یہاں کوئی پیر پے بجستہ نہ تھا۔ ہر طرف غط غط اور دخنہ اونٹوں پے سوار تھے۔ مرد اور عورت سب بے تحاشا اونٹ بھگائے ہوئے لا رہے تھے۔ منی کی سڑک خاصی چوڑی ہے مگر اسی پر تینوں شیطان ہیں۔ اور پیادہ پا مردوں اور عورتوں کا بیچ سڑک میں کھڑے ہو کر کنکر مارنا اور دعائیں مانگنا دراں حالیکہ ہر طرف سے یہ اخوان الشیاطین سانڈنیوں کو بھگائے لاتے ہوں اور اونٹوں پر ہی سے یا عین شیطان کے پاس اونٹ لا کر اس پر کود کے کنکریاں مارتے ہوں ایسی ہمت کا کام تھا، کہ اس کے مقابلہ میں وکٹوریہ کراس پالینا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

اونٹ نجدیوں سے بہتر ہیں:

بہنو مرتے مرتے بچیں۔ شوکت صاحب کے ساتھ تھیں کہ ایک نجدی اونٹ سر پر پہنچ گیا۔ گردن بہنوی سر پر تھی اگلی ٹانگیں ان کی پیٹھ پر ٹکرائیں۔ اور شوکت صاحب نے اونٹ کو پچھلا اور حقیقتاً یہاں کا اونٹ ان اشرف المخلوقات انسانوں سے کہیں زیادہ شائستہ اور شریف ہے۔ اس لئے کہ وہ رک گیا اور گردن دوسری طرف موڑ لی۔ ورنہ سانڈنی سوار پیام اجل پہنچا ہی گیا تھا۔ میں نے انگریزی میں ایک مقولہ پڑھا تھا جس کا کسی نے اردو میں خوب صاف ترجمہ کیا تھا کہ

اے شتر تو ہے حلیم وخوش خصال
تربیت میں چھوٹے بچوں کی مثال

اسی امید پر میں نے چھتری کھول لی تھی۔ اور جب قضائے مبرم کی طرح طریگ طریگ کہتا ہوا کوئی غط غط سر پر آ پہنچا تھا تو چھتری اونٹ کی جانب پھیر دیتا تھا۔ تو وہ بھلا جانور (بھلا مانس کہنا زیادہ موزوں ہے) دوسری طرف رخ کر لیتا تھا۔ ان اونٹوں سے بچنے کے لئے جب آخری اور سب سے بڑے شیطان کے کنکریاں مارنے کے لئے ہم جا رہے تھے، میں تمہاری بی کو سڑک کے ایک طرف کچھ ابھرے ہوئے پتھروں پر چڑھا کر لئے جا رہا تھا، مگر وہاں تک بھی اونٹوں کی پہنچ تھی۔ اور اگر اونٹ اس طرف زیادہ نہ آتے تھے تو پیادہ پا نجدی اور نجد میں اونٹوں سے کچھ ہی کم تیز رو جھنڈ کے جھنڈ ٹوٹے پڑتے تھے۔ اس گھبراہٹ میں تمہاری بی کا پیر ایک پتھر پر پھسلا اس لئے کہ پیر پڑتے ہی بھربھری ریت میں گڑ گیا فوراً موچ آ گئی۔ حقیقتاً موت کا پیغام آ گیا تھا۔ اس لئے کہ رو کنا نا ممکن تھا پیچھے سے ریلا آ رہا تھا کہ مجھے بھی خوف ہوا کہ اگر موچ کھایا ہوا پیر ٹھنڈا پڑ گیا تو اس اونٹ اور غط غط دوڑ میں میں کس طرح اتنی بھاری عورت کو لاد کر لے چلوں گا۔ لطف یہ کہ مکان سڑک کے دوسری طرف تھا۔ اور علاوہ غط غط اور دخنہ کے اونٹوں کے اب اور حاجی بھی مکہ مکرمہ کو واپس جا رہے تھے۔ ان کے شغدفوں کے قافلے بھی تھے اور قطار کی قطار ایک سلسلہ میں بندھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کا راستہ کاٹ کر صرف اسی طرح جایا جا سکتا ہے کہ کوئی اس سلسلہ کی رسی کو جو حقیقتاً ایک اونٹ کی نکیل ہوتی ہے

اور اس سے آگے والے اونٹ کی دم میں بندھی ہوتی ہے اٹھا کر جلدی سے اس کے نیچے سے اس طرح نکل جائے، کہ چلتے ہوئے قافلہ کا راستہ کھوٹا نہ ہو۔ اور اونٹ بھی ذرا توقف نہ کرے۔ ایک بھاری عورت کو جس کا پاؤں موچ کھا گیا ہو غط غط اور اونٹوں سے نکال بھی لیا تو قافلوں کی قطاروں میں سے ایسی پھرتی کے ساتھ نکال لے جانا ناممکن تھا۔ مگر خدا نے خیر کی میں نے اصرار کیا کہ رکومت چلی چلو۔ جوتے میں پھر پیر ڈالا اور بڑی ہمت کر کے مگر درد سے بیتاب اور اونچی آواز سے کراہتی ہوئی چلیں۔ تو موچ جاتی رہی۔ اور اس کو تکلیف بہت کچھ رہی مگر ورم برائے نام ہی ہوا۔ بڑے شیطان کے پاس (یعنی جمرہ عقبہ) پر پہنچے تو سخت ہجوم تھا۔ پہنچنے کو تو پہنچ گئے مگر شیطان کے کنکریاں کس طرح ماریں جب کہ اخوان الشیاطین اونٹوں پر چڑھے ہوئے سر پر سوار ہوں۔ اور ہر وقت جان جانے کا خوف ہو۔

ابن سعود کے بیٹے کی بے بسی:

ہم اسی کشمکش میں تھے کہ میری کھلی ہوئی چھتری کا ایک گھوڑی کے پیٹ سے تصادم ہوا اور دو کمانیں مڑ گئیں۔ اور ایک بالکل ٹوٹ گئی۔ مڑ کر دیکھا کہ کیا ہوا اور کون ہے تو سلطان کے چھوٹے بیٹے (فاتح مدینہ منورہ) امیر محمد ہیں۔ شوکت نے ان کو غطغطوں اور دھتوں کا اژدہام...

گھبراہٹ اور ان کے اونٹ دکھا دکھا کر کہا کہ یا امیر محمد ملحذا یہ کیا ہے؟ تو اس نے غالباً ارادہ کیا کہ اس بدتمیزی کو روکے مگر اسے فوراً ہی یقین ہو گیا کہ اس کو خدا ہی روک سکتا ہے۔ یہ کسی بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے یہ نظر ڈال کر خاموش ہو گیا۔ اور خود کنکریاں پھینک کر پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔

نجدی کہتے ہیں کہ مقابر و مآثر گندگی ہیں:

دوسری ہی ملاقات میں خود سلطان نے ہم سے کہا تھا کہ میں تو یہی چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ کے مقابر و مآثر کا ہدم موتمر سے پوچھ کر کیا جائے۔ مگر چار ہزار نجدی فوج والوں نے مجھے نجد سے لکھ کر بھیجا کہ تم تطہیر حرمین کے لئے گئے تھے۔ اور اب تک تم نے اس گندگی کو برقرار رکھا ہے۔ اگر تم اس کو دور نہیں کر سکتے تو ہم آ کر اسے دور کر دیں گے۔

اس لئے میں نے خود ہی دور کر دیا۔ تا کہ ان کے دور نہ کرنے سے جو فتنہ برپا ہوتا وہ برپا نہ ہوگا۔ اور آسانی سے اور بلا کسی فتنہ کے مدہم ہو گیا۔ (ایک خبر ملی ہے کہ حبیب الرحمن خان شیروانی صدر یار جنگ حیدر آباد کو اطلاع ہوئی ہے کہ سلطان عبدالعزیز کے بھائی میں اور ان میں چھڑی ہوئی ہے۔ اور عبداللہ نے یعنی سلطان کے بھائی نے نجدیوں کو ابھارا کہ دیکھو یہ شخص اب بدعتی ہو گیا ہے۔ مدینہ منورہ کے مقابر و مآثر کو نہیں توڑتا۔ اس لئے سلطان نے جلدی کی)

میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ حقیقت کیا ہے؟ کیا حقیقتاً جن نجدی وحوش کو انہوں نے صرف یہی تعلیم دی ہے کہ باقی اور تمام مسلمان کافر اور مشرک ہیں اور قبر پرست اور ان کا مارنا جہاد ہے۔ وہ اب خود ان کے قابو کے نہیں ہیں؟ یا یہ صرف ایک ڈھونگ اور بہانہ ہے؟ اور نجدیوں کے تعصب و جہالت اور اشتداد کی آڑ میں سلطان اور مشائخ اپنی دلی خواہشات پوری کر رہے ہیں۔

جدی ابن سعود کے بس کے نہیں:

ایک موقعہ اس کے جانچنے کا ابھی ملا تھا۔ یعنی جس دن لوگ منیٰ حج سے پہلے پہنچے۔ یعنی ۸/ ذی الحجہ کو۔ تو مصری محمل جس کے ساتھ نیا غلاف مصر سے آتا ہے اور جس میں ۵۰ ہزار گنیاں خیرات کے لئے ہوتی ہیں اور جس کے محافظ ۴ سو فوج مصری ہوتی ہے اس پر بگل بجنے کے وقت (یہ موسیقی کو ناجائز سمجھتے ہیں اور مصر سے شیخ الازہر کا فتویٰ بھی بینڈ کے خلاف لے کر بینڈ کو جدہ ہی میں چھوڑ دیا تھا) نجدیوں نے پتھر برسائے۔ اور محمل کو صنم کہہ کر مصری پاشا کو جو فوج کے بڑے جلیل القدر افسر ہیں اور امیر الحج ہیں برا بھلا کہا۔ اس پر (خود پاشا کا بیان ہے جو ہمارے بغیر پوچھے ہوئے انہوں نے ہمیں دیا) پاشا نے ان میں پچیس نجدی افسروں سے جو محمل کے ساتھ تھے کہا کہ اس کو روکو وہ نہ روک سکے تو سلطان کو اطلاع کرائی گئی۔ پہلے سلطان کا ایک بیٹا آیا اور اس نے روکنا چاہا مگر نجدی باز نہ آئے۔

تب سلطان کا بھائی آیا اور وہ بھی ناکام رہا۔ پھر خود سلطان آئے اور وہ بھی ناکام رہے۔ تب (بقول مصری پاشا کے) پاشا نے کہا تم سے انتظام نہ ہو سکا۔ اب میں انتظام کرتا ہوں۔ جس پر سلطان راضی ہو گیا۔

ن سعود کو پاشا کا دندان شکن جواب:

پاشا نے پہلے ہوا میں گولی چلائی، مگر نجدی تب بھی باز نہ آئے۔ دو مصری سپاہی اور ایک افسر زخمی ہوئے۔ پاشا نے ایک منٹ تک فیر کرنے کا محمل کے اردگرد کے سپاہیوں کو حکم دیا۔ اس سے بیس نجدی مارے گئے۔ اونٹ بہت ضائع ہوئے۔ اور سنا ہے کہ کچھ اور حاجی بھی مارے گئے۔ مگر یہ اس وجہ سے کہ رات کا وقت تھا اور بلا ارادہ گولی نجدیوں کے علاوہ اوروں کے بھی لگ گئی۔ مرے ہوئے اونٹ حج کو خود ہم نے بھی مزدلفہ عرفات جاتے وقت دیکھے۔ پاشا نے کہا کہ سلطان نے اس وقت تو رضامندی ظاہر کی تھی کہ میں اپنا خود انتظام کروں۔ مگر بعد کو ایک خط لکھ بھیجا کہ تم نے نہتوں پر حملہ کیا ہے، اور نماز پڑھتے ہوئے حاجیوں کو بھی تم نے پیام موت پہنچا دیا۔ اس پر پاشا نے لکھایا کہا کہ گولی مفسدوں پر چلائی گئی۔ مگر گولی بندوق سے نکل کر یہ نہیں پوچھتی کہ تو نجدی ہے یا کہیں کا حاجی تو فساد کرتا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے۔

خبریں چھپانے کی کوشش:

ابن سعود کے طرفدار لوگوں نے پہلے تو اس کی کوشش کی کہ بالکل چھپا دیں، کہ کوئی مرا بھی ہے یا نہیں۔ بلکہ ایک بھوپالی اہل حدیث نے جن کا ٹونک سے بھی تعلق ہے۔ خود سلیمان ندوی اور مجھ سے بیت اللہ میں ۱۰ ذی الحجہ کو کہا کہ انہیں سلطان سے فقط دو واسطوں سے اطلاع ملی ہے کہ نجدیوں نے منی جیسے مقدس مقام میں سگریٹ پینے سے ایک مصری سپاہی کو روکا تو اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً پستول سے فیر کر کے اس نجدی کو مار ڈالا۔ اور پھر ساری فوج نے فیر کرنا شروع کر دیا۔ اس سے ۲۱ نجدی شہید ہوئے۔

تو انہوں نے اپنے علماء کے پاس جا کر فتویٰ طلب کیا کہ اس حالت میں کیا کیا جائے؟ اس عرصہ میں سلطان خود آ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ تم میرے خاندان کے ۲۱ آدمی مار ڈالو (بعض نے کہا کہ خود چھاتی کھول دی کہ مجھے مار ڈالو) مگر ان مصریوں سے کچھ نہ کہو۔ اس کی لغو داستان پر ذرا بھی یقین نہ آیا تھا۔ مگر اس سے تو یہ ضرور پتہ لگا کہ طرفداران حکومت لوگوں کو کیا باور کرانا چاہتے ہیں۔ سلطان سے ہم ملے تھے مگر انہوں نے مطلق اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور ہم نے بھی اس حالت میں پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔

نجدیوں کی انتقام پسندی:

ایک خبر یہ بھی اڑی تھی کہ عرفات سے مزدلفہ کو واپسی کے وقت کچھ نجدی انتقام لینے کے لئے گھات میں راستہ کے دونوں طرف بیٹھے تھے۔ مگر پاشا کو معلوم ہو گیا تو وہ راستہ کاٹ کر محمل اور فوج کو دوسری طرف پہاڑ کی اوٹ میں نکال لے گئے۔ اور جب وہ اپنے پڑاؤ پر پہنچ گئے تب کہیں نجدیوں کو اپنی ناکامی کا علم ہوا۔ مگر یہ خبر تصدیق شدہ نہیں ہے۔ اور مجھے یقین نہیں آتا۔ البتہ نجدی اس دن سے بہت مغموم اور چپ چاپ ہیں۔ اور مصری خوش ہیں۔ اگر کسی نجدی کا دھکا لگ جاتا ہے تو مرد تو مرد مصری عورت تک بھی نجدی کے گھونسا لگا بیٹھتی ہے۔ چنانچہ بی نے خود دیکھا کہ نجدی دھکا دینے والے کے مصری عورت نے گھونسا رسید کیا۔ اس پر نجدی تو چپ ہو گیا مگر اس کی بیوی نے زمین میں لات مار کچھ دھول اور کنکریاں مصری عورت پر اڑائیں۔

پنجابی وہابی مجاہد بنتے ہیں:

مزے کی بات یہ ہوئی (راوی خود ایک پنجابی صاحب ہیں) کہ رات کو جب گولی چلی تو پنجاب کے اہل حدیث میں بہت کھلبلی پڑی۔ اور عورتوں میں تو کہرام مچ گیا۔ اور سب نے سمجھا کہ جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔ مگر جب اعلان امن ہو گیا تو پنجابی اہل حدیث مرد حضرات نے طے کیا کہ سلطان سے کہا جائے کہ ہم کو بھی اپنی مجاہد فوج میں بھیجئے۔ ہم بھی　　کریں گے۔

جدیوں نے پانی روک دیا:

حج کے زمانہ میں پانی منا، مزدلفہ اور عرفات سب جگہ بافراط ملا۔ مگر مکہ والوں کے لئے نہر زبیدہ بند تھی۔ افسوس اس کا ہے کہ حج کے بعد بھی کئی دن بند رہی۔ اور اہل مکہ اور حاجیوں کو واپسی پر سخت تکلیف رہی۔ حالانکہ نجدیوں کے اونٹوں تک نے سیر ہو کر شہر کے آخری حصہ میں جہاں سلطان کا مکان ہے اور جہاں جنت المعلیٰ کے کھنڈر ہیں نہر زبیدہ کا پانی پیا۔ سنا ہے کہ نجدیوں نے کئی ریتے کے بورے ڈال کر پانی کو وہیں روک لیا تھا۔ شہر میں کنوؤں پر ہجوم تھا۔ اور میلا مٹی ملا ہوا پانی لوگوں کو استعمال کرنا پڑا۔ ڈاکٹر کا بیان ہے کچھ جانوروں کی لاشیں بھی نہر زبیدہ میں گر پڑی تھیں۔ اور پانی بگڑ گیا تھا۔ اس کو ڈاکٹری اصول کے موافق صاف کرایا گیا۔ لیکن عام طور پر یقین کیا گیا ہے کہ ریتے کے بورے نہر میں تھے۔ اور یہ اتفاقیہ نہیں گر سکتے تھے بلکہ جان بوجھ کر ڈالے گئے۔ اور ان کا اسی جگہ پایا جانا جہاں نجدی اور ان کے اونٹ ٹھہرے ہوئے ہوں بے سبب نہیں ہو سکتا۔

جدی بھائم کی حرکات:

مسعیٰ کی حالت بیان کرنا میں بھول گیا۔ جس شب کو یعنی ۱۰ ذی الحجہ کے بعد مغرب ہم نے سعی کی۔ تو یہی نہیں کہ عین اس جگہ جہاں میلین کے درمیان دوڑنا مردوں کے لیے لازم ہے۔ ایک حصہ میں حسب معمول نجدی اونٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ بلکہ معمول کے خلاف مسقف بازار میں جو صفا و مروہ کے درمیان واقع ہے دو تہائی سے زیادہ چوڑائی اونٹوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور بعض نجدی اونٹوں پر سعی کر رہے تھے۔ اور بعض اونٹ چھوٹی ہوئی جگہ میں بھی اس بیہودگی کے ساتھ بٹھا دیئے گئے تھے کہ بجائے صفا و مروہ کی طرف منہ ہونے کے کہ تھوڑی جگہ گھرتی اونٹوں کا منہ کعبۃ اللہ کے دروازہ کی طرف تھا۔ اور بچی کچھی جگہ بھی اس طرح گھر گئی تھی مشکل سے دو آدمی ایک ساتھ نکل سکتے تھے۔ اس پر بھی شغدفوں کے قافلہ کی طرح جس میں اونٹوں کی ایک قطار دم اور نکیل باندھنے سے مستطیل ہو جاتی ہے نجدی ایک دوسرے کا ہاتھ اور کپڑا پکڑے ہوئے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے سعی کر رہے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اونٹ صرف ایک کے پیچھے ایک ہوتا ہے۔ اور یہ بھائم دو دو اور تین تین ایک صف میں ہوتے تھے۔ لطف یہ کہ میلین کے درمیان جہاں دوڑنا لازم تھا بعض معمولی چال سے چلتے تھے۔ اور جگہ جہاں معمولی چال سے مگر تیز چلنے کا حکم ہے سرپٹ دوڑے چلے جاتے تھے۔ سارے پولیس والے اور ساری نجدی فوج میں سے ایک شخص بھی اس بیہودگی کو روکنے کے لئے آج تک کہیں نظر نہیں پڑا۔ نہ سارے منا یا مزدلفہ میں یا عرفات میں کوئی نظر آیا۔ گو راستہ میں ایک جگہ شاید چوکی تو نظر آئی تھی۔ اور کہ پولیس والے اور جگہ بھی

ابن سعود کا حج :

البتہ ایک بار سلطان کو سعی کرتے دیکھا۔ احرام باندھے تھے ان کے ساتھ ساتھ احرام باندھے بندوق لگائے اور کارتوس کی پٹی باندھے فوج کا گارڈان کے دونوں طرف تھا۔ اور سعی کر رہا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ آگے آگے اور دونوں طرف اور خدام بھی تھے (پولیس والے یا کوئی اور) جو بید سے راستہ صاف کرتے جاتے تھے۔ ایک طرف راستہ چلتا تھا وہاں لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے ان کی ٹانگوں پر بید پڑتے تھے۔ یا قریب سے بید نکل جاتے تھے تو وہ راستہ سے ہٹ جاتے تھے۔ بعض کے دھکے بھی پڑ رہے تھے۔ ۱۳ رذی الحجہ کو سلطان اور اس کے ضعیف باپ نے طواف زیارت کیا۔ تو اسی طرح بیدوں سے اور دھکوں سے مطاف اور استلام کی جگہ صاف کی گئی۔ خیر اس وقت طواف تو جاری رہا۔ گو استلام ناممکن تھا۔ اور وہ تو یوں بھی نجدیوں نے ناممکن کر دیا تھا۔ مگر اس سے پہلے شعیب صاحب نے دیکھا تھا تو سلطان اور ان کے لڑکے کے طوافوں کے وقت اور لوگوں کا طواف بالکل بند کر دیا گیا۔

موتمر میں مفید تجاویز کا حشر:

اسی سے متاثر ہو کر شعیب صاحب نے موتمر میں تجویز پیش کی تھی کہ مطاف اور مسعی ہر مسلمان کے لئے ہر وقت کھلے رہیں۔ اور کسی کا اختیار نہ ہو کہ ان کو عام مسلمانوں کے لئے کسی وقت بھی بند کر سکے۔ جب یہ تجویز سبجیکٹ کمیٹی میں پیش ہوئی تو سب حکومت کے طرفداروں نے جس میں ابھی آئے ہوئے ترک اور افغان بھی شامل ہو گئے ہیں۔ رائے دی کہ اس کو شعیب واپس لے لیں۔ بعد کو اس پر فیصلہ ہوا کہ صدر اس تجویز کو سلطان کو دکھلا دیں۔ ایک رکن حکومت (سرکاری نوکر) نے جن کا نام یوسف لیس ہے جو حکومت کے اخبار ام القری کو نکالتے ہیں، یہ بھی کہا کہ شعیب نے اس کو بغض اور کینہ کی وجہ سے پیش کیا ہے۔ اس پر میں نے سخت احتجاج کیا۔

موتمر کی کارگزاری :

تم سب پوچھو گے کہ موتمر کیا کرتی ہے؟ اس وقت تک صرف قانون اساسی منظور ہوا ہے۔ اور چند اور تجاویز۔ قانون اساسی میں اصلی چیزیں یہ ہیں۔

دنیا کو ۲۴ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر ایک حصہ کو عام طور پر ایک آواز موتمر میں ملے گی۔ مگر مستقل آزاد حکومتوں کو دو دو آوازیں ملیں گی۔ اور حجاز کو ۳ چین کو ۳ جاوا وغیرہ کو ۳، روس کو ۲ اور ہندوستان کو ۴۔

انتظامی کمیٹی:

ایک انتظامی کمیٹی قائم ہوگی جس میں ۶ رکن اور ایک جنرل سیکریٹری تنخواہ دار ہوں گے۔ اور یہیں سال بھر تک رہا کریں گے۔ مختلف ممالک سے ان کا انتخاب کیا جائے گا۔ مختلف شعبہ مختلف ارکان کے سپرد ہوں گے۔ مثلاً صحت عامہ ایک کے پاس، راستوں میں درستی ایک کے پاس۔ نہر زبیدہ ایک کے پاس، اوقاف کی دیکھ بھال ایک کے پاس، ریل تیاری ایک کے پاس، حج کے انتظامات ایک کے پاس وغیرہ وغیرہ۔

جو تحریکیں منظور ہوئیں ہیں ان کی تنفید اسی جماعت کے سپرد ہوگی۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہاں رہنے کے لئے کون تیار ہوتا ہے۔ اور اگر ہندوستان کا کوئی آدمی تیار بھی ہوا تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ اس کا انتخاب بھی کریں گے یا نہیں۔ مجھے سخت خوف ہے کہ حکومت کو ۶ یا ۷ تنخواہ دار ملازم اور مل جائیں گے۔

ابن سعود چندہ کا طالب ہے:

شہروں کی صفائی اور حفظان صحت کے متعلق ایک تجویز منظور ہوئی اس پر شوکت صاحب نے توجہ دلائی کہ حرم شریف کے پاس اول تو پاخانے پیشاب کے لئے جگہیں بہت ہی کم ہیں۔ دوسرے جو ہیں وہ نہایت خراب حالت میں۔ اور عورتوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ کام تو حکومت بلا اعانت غیرے بھی کر سکتی ہے۔ تھوڑی توجہ درکار ہے۔ اب حکومت توقع کرتی ہے کہ لوگ چندہ دیں گے۔ مگر جب تک حکومت کچھ کر کے نہ دکھائے لوگ مطمئن نہ ہوں گے۔ اور چندہ نہ ملے گا۔

موٹروں کی دقت:

موٹریں صرف سلطان اور ان کے عزیزوں کے لئے ہیں۔ عرفات کو تو موٹریں نہیں گئیں۔ مگر منا تک دو موٹریں ئی تھیں۔ اونٹوں کی وجہ سے نہیں گئیں۔ اس لئے کہ اونٹ اس شیطانی سواری کی آواز سے بہت سراسیمہ اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ مدینہ منورہ تک موٹر نہیں جاتی۔ صرف ایک بار ہمارے آنے سے بہت پہلے گئی تھی۔ جہاں راستہ بہت تنگ تھا وہاں کسی قدر چوڑا کر دیا گیا تھا۔ مگر سنا ہے کہ اونٹوں کو موٹر کو اونچائی پر کھینچنا پڑا تھا۔ بہر حال مدینہ منورہ تک موٹر نہ حکومت کے لئے جاتی ہے نہ عوام کے لئے۔

البتہ ایک کمپنی جدہ اور مکہ معظمہ کے درمیان موٹر چلاتی ہے۔ مگر شوفر کم ہیں گاڑیاں اچھی نہیں۔ اور سڑک پر اس قدر ریت ہے کہ موٹر پر پوری طرح اعتماد نہیں ہوتا۔

نجدی اوقاف کا روپیہ کھاتے ہیں:

کچھ تعجب نہیں اگر اوقاف ایمانداری سے خرچ نہ کئے جاتے ہوں۔ مگر ابھی اس پر بھی اطمینان نہیں کہ

حکومت ان کو پوری ایمانداری سے واقف کی منشاء کے موافق صرف کرے گی۔ خوف ہے کہ یہ شامی حجازی اور نجدی جوار کان حکومت بن بیٹھے ہیں کسی میں کام کرنے کا مادہ نہیں۔ اصلاح کے نام سے کہیں خود نہ کھا جائیں۔ یا وہابی عقائد کی تبلیغ میں یہ روپیہ نہ صرف کیا جائے۔ میں نے زور دے کر پہلے صرف اوقاف کی تفتیش کا کام بجنہ تنفیذیہ کے سپرد کرانا چاہا۔ مگر ان لوگوں نے اس کا اضافہ کر دیا کہ جہاں تک ہو سکے بجنہ ان کو اچھے کاموں میں صرف کرائے۔ اس سے ڈر ہے کہ کہیں تفتیش کے بغیر یہ لوگ روپیہ خود نہ کھسوٹنے لگیں۔

دینی آزادی مفقود ہے :

سبجیکٹ کمیٹی (....) میں مجھے قدم قدم پر لڑنا پڑا ہے۔ تب کہیں جا کر ایک ایک تحریک آج دوبارہ موتمر میں پیش ہو سکے گی۔ کہ ہر مذہب وعقیدہ کے مسلمان کو ادائیگی فرائض ومناسک کی آزادی ہوگی۔ اور وہ مجبور نہ کیا جا سکے گا کہ جو چیز اس کے مذہب میں نہیں ہے وہ قبول کرے۔ اور جو اس کے مذہب میں ہے اس کو چھوڑ دے۔ اور اس کے مذہب میں کیا ہے اور کیا نہیں اس کا فیصلہ اسی مذہب کے علماء کریں گے نہ کہ غیر مذہب کے علماء۔ کل موتمر میں اس پر سخت بحث ہوئی۔ ان شریروں نے چاہا کہ اس طرح ٹال دیں کہ اصولاً آزادیٔ مذہب سے ہم کو اتفاق ہے۔ لیکن الفاظ تبدیل کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جس میں سید رشید رضا (جو بالکل نجدی بنے ہوئے ہیں، اور سلطان کے دست و بازو بننا چاہتے ہیں، اور جنہیں نجدی عقائد کی کتابیں چھاپنے کے لئے ۶ ہزار پونڈ ملے ہیں) اور قاضی عبداللہ بن بلیہ (قاضی القضاۃ نجدی جنہوں نے مدینہ منورہ کے مآثر ومقابر خود وہاں جا کر ڈھا دیئے) اور ایک فلسطینی صاحب مفتی اعظم بیت المقدس اور مولانا کفایت اللہ محرک اور مولانا سید سلیمان ندوی موید وشریک ہوں۔

عقائد کی جنگ جاری ہے :

کل گڑبڑ ہونے کے بعد سفیر افغانستان (جنرل غلام جیلانی خان پسر جنرل غلام حیدر خان مرحوم) نے زور کے ساتھ ہماری تائید کی۔ اس سے پہلے مصری وفد حکومت کے رئیس شیخ زہراوی نے بھی زور کی تقریر کی تھی۔ اور ایک شامی شیخ نے بھی۔ رشید رضا نے میری تقریر میں مداخلت کی، مگر منہ کی کھائی۔ جب میں نے کہا کہ ہم کو حرب عقائد سے بڑھ کر حرب بین الکفر والاسلام لڑنا ہے۔ حرب عقائد کو اس وقت بند کر دینا چاہئے۔ اور پوری مذہبی رواداری برتنا چاہئے۔ تو فرمایا کہ حرب عقائد ہے کہاں؟ اللہ دے اور بندہ لے۔ مجھے موقع مل گیا میں شیر کی طرح بھپر پڑا اور میں نے کہا کہ حرب عقائد نہیں ہے تو یہ مقابر اور آثار کیسے ڈھائے جا رہے ہیں؟ کیا حنفیوں، شافعیوں اور مالکیوں کا یہی عقیدہ ہے؟ کیا مصر، ہندوستان، حجاز اور سوائے نجد کے تمام عالم اسلام اس طرز عمل پر راضی کیا عالم اسلام حسب وعدہ مشورہ لیا گیا' کیا زیارت قبور تک سے روکنا نجدی عقیدہ

کی بنا پر ہے؟ اور مذاہب کی فقہ کے بھی موافق ہے؟ غرضیکہ کل جنگ شروع ہوگئی۔

قبوں اور قبور کی تعمیر:

ابھی قبوں اور قبور کی از سر نو تعمیر اور حفاظت (بطریق سنت) کی تحریک پیش ہونی باقی ہے۔ دیکھئے کیا حشر برپا ہوتا ہے۔

مؤتمر سے مایوسی:

اس وقت تک موتمر بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ خدا خیر کرے۔ سب نے سوائے ہمارے ابن سعود کو بادشاہ قبول کرلیا ہے۔ مگر ہمارے ڈر سے یہ سلسلہ مؤتمر میں نہیں لایا گیا۔ ہم خانگی طور پر صاف صاف اس کے متعلق اتمام حجت کے طور پر سلطان سے کہیں گے۔ مگر بے سود معلوم ہوتا ہے۔ اب تو ابن سعود کو صدر جمہوریہ بھی نہیں بنایا جاسکتا۔"

[الفقیہ: ۱۳،۷: اگست ۲۶ء ص ۷،۱۲]

مکہ معظمہ سے مولوی ظفر حسین صاحب ساکن ضلع شیخوپورہ کا خط:

ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے مولوی ظفر حسین صاحب نے حج کے دوران حالاتِ حجاز کا جائزہ لیا تو بڑے ناگفتہ بہ حالات پائے۔ البتہ ہندستان میں مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے آپ نے آنکھوں دیکھے معتبر ذرائع سے مسموع حالات بذریعہ خط ہندوستان ارسال کئے جو الفقیہ اخبار میں شائع کئے گئے ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں:

"نجدیوں کے متعلق جو کچھ ہندوستان میں سنا گیا ہے وہ اصل واقعات سے بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حرم اور حرم نبوی کو ان بے باک بے ادب اور..... وحشیوں سے پاک فرمادے۔ حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہیں کہ اگر ان کی تفصیل لکھوں تو یہ میرے احاطہ سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ آب زمزم کو جائز و ناجائز سب جگہ استعمال کرتے ہیں۔ ۶ ذوالحجہ سے ان کے کثیر دباؤ کی وجہ سے حکومت نے دروازہ زمزم بند کر رکھا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا قہر ہے کہ مسلمانوں پر زمزم بند ہے۔

سنا کہ ۱۰ ذی الحجہ کو دروازہ کھلا مگر نجدیوں کے لئے۔ حجر اسود کا استلام صرف نجدیوں کے لئے ہے اور کسی کو نزدیک آنے نہیں دیتے۔ ٹیکس حاجیوں پر بے شمار لگ رہے ہیں۔ معلّمی کرایہ دے کر سب ایسی رقومات سے جو حاجیوں سے وصول ہو ۳/۵ حصہ حکومت کا ہے۔ زبیدہ کے پانی پر منا عرفات مزدلفہ میں ۳ پونڈ فی دہاڑ ٹیکس وصول کیا گیا۔ اب وہ لوگ جنہوں نے ماثر مکہ مکرمہ کا انہدام تو پہلے سنا ہی تھا اب مدنی ماثر و مقابر خصوصاً روضہ حمزہ حضرت عثمان حضرت حسن سیدۃ النساء کی تباہی بھی سنائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی روایتیں مشہور ہورہی ہیں

کہ بعد حج مصلی حنفی و مصلی شافعی مع مقام ابراہیم گرادیے جائیں گے۔ اور خاکم بدہن گنبد خضری کو بھی چشم زخم پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو اتنی ڈھیل نہیں دے گا ان شاء اللہ۔ تمام مسلمان جو حج کو آئے ہیں باستثناء شاء اللہ وغیرہم سخت بیزار اور گالیاں دیتے ہیں۔ غلاف کعبہ پکڑ کر ان کتوں کو نکالنے کی استدعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ میں نے ایک قہوہ خانہ میں دریافت کیا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ جو حکومت حجاج پر آب زم زم بند کردے، اس سے اہالیان مکہ پر جو سلوک بھی ہو کم ہے۔ اب آپ ہم سے پوچھتے کیا ہیں آنکھوں سے دیکھ لیں۔ کہ ہماری شامت اعمال نے ہم کو یہ دن کھائے۔ اور بڑے درد سے آہ بھر کر کہا ہائے حکومت ترکیہ۔

بہت سے حاجی مدینہ طیبہ سے ہو آئے ہیں۔ وہ لاہور پہنچیں گے۔ آپ ان سے زبانی حالات دریافت کرسکتے ہیں۔ یا جب اللہ تعالیٰ ہم کو لائے گا تو مفصل زبانی عرض کروں گا۔ کیوں کہ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے خط میں نہیں آسکتا۔ مختصر یہ کہ حرم پاک کی کسی بے ادبی سے بھی پرہیز نہیں۔ باقی متبرک مقامات کا کیا ذکر۔ مولانا محمد علی سے ملاقات ہوئی۔ موتمر کے حالات دریافت کئے۔ بتایا کہ جب ہم آئے اور موتمر کا پروگرام دیکھا تو اس میں سب کچھ تھا۔ مرمت زبیدہ تعمیر ریلوے تک کے ریزولیوشن تھے۔ اگر نہیں تھا تو تطہیر حجاز کا۔ میں نے اعتراض کیا اور تطہیر حجاز کا ریزولیوشن اسی دن لکھ کر پیش کیا۔ اس پر بہت لیت ولعل ہوئی۔ یہ مذہبی معاملہ نہیں سیاسی ہے۔ اور سیاسی معاملات کے لئے یہ مضر ہیں۔ ہم کو اس ریزولیوشن میں ترمیم کرنی ہے۔ غرض ہر روز نیا جھگڑا کھڑا کیا جاتا رہا۔ جس کا جواب ان کی طرف سے ملنے پر دوسرے دن دوسرا جھگڑا تراشا جاتا۔ غرض مجبور ہو کر ۵ ذوالحجہ ریزولیوشن پیش ہونے کا فیصلہ ہوا۔

نماز صبح کے بعد سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس تھا۔ یہ سب گئے مگر وہ نہ آئے۔ کورم سے زیادہ آدمی موجود تھے۔ مگر نجدیوں کی عدم شمولیت نے سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس نہ ہونے دیا۔ آخر اجلاس موتمر کا وقت ہوگیا۔ سب اکٹھے ہوگئے۔ مولانا نے ریزولیوشن پیش کرنے کی اجازت مانگی کہ آپ کے سب اعتراض رفع ہو چکے اگر کوئی رفع نہیں کیا تو یہ آپ کی غلطی۔ ریزولیوشن پیش ہونا چاہئے۔ اس پر پھر مخالفت شروع ہوئی کہ بعد حج ملتوی ہو۔

ابھی ہم نے اس پر غور کرتا ہے مولانا بہت چیخے۔ اٹھ جانے کی دھمکی دی۔ فضول اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے۔ یہاں تک کہا کہ تم لوگوں میں اخلاص نہیں۔ اور کھانے اور دکھانے کے دانت علیحدہ ہیں وغیرہ۔ مگر پھر بھی انہوں نے یہی فیصلہ برقرار رکھا کہ بعد حج پیش ہو۔ اس جھگڑے نے اس قدر طوالت اختیار کی کہ تمام دن اور کوئی کام نہ ہوسکا۔ ۶ ذوالحجہ کو حکومت انگورہ کی طرف سے وفد برائے شمولیت موتمر پہنچ گیا ہے۔ ایک اور آدمی کی زبانی جو پانچ تاریخ کے اجلاس میں شامل ہوا تھا معلوم ہوا کہ مولانا محمد علی کو جواب دیتے ہوئے ایک نجدی نے کہا کہ عدن سے انگریزوں کو نکالنے کی تائید ہم نہیں کرسکتے۔ کیوں کہ اقتصادی اور تعلیمی

پر سب خلافتی بگڑ رہے ہیں۔ نجدی اس قدر وحشی ہیں کہ الامان پناہ جب سے آئے ہیں سوائے ان کے کسی کو استلام حجر اسود نصیب نہیں ہوا۔ لوگوں کو دھکیلتے ہیں جبر کرتے ہیں۔ اور بہت زیادہ زور دکھاتے ہیں۔ مارنے تک کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ بچائے۔ یوں کہ سنا ہے ان کے ریلے میں ایک آدمی گر گیا اور پھر اٹھ نہیں سکا۔ مولوی ثناء اللہ اور ازیں قبیل دوسرے ہر دیگی چمچے حرم پاک اور دوسری جگہوں پر تقریریں کرتے ہیں کہ دیکھو حجاز میں کیسا امن ہے۔ یہ ہے وہ ہے۔ توسل باولیاء وتوسل بالنبی شرک ہے۔ نعوذ باللہ۔

ایک مولوی صاحب نے تو یہاں تک بک دیا کہ لات وعزا کو کوئی پوجتا نہیں تھا بلکہ وہ نہایت پاکباز اور واصل باللہ اشخاص کے مجسمہ تھے۔ جن سے صرف توسل کیا جاتا ہے۔ نعوذ باللّٰہ من شرور نجدیہ۔

اس سال بھی حج کے موقعہ پر خطبہ نہیں پڑھا گیا۔ حکومت مصری کی طرف سے سلامی ہوئی۔ نجدیوں نے وہ بھی نہیں کی۔ البتہ تمام نجدی وحشی زوال آفتاب سے لے کر شام تک اونٹوں پر سوار میدان عرفات میں کھڑے دکھائی دیتے تھے۔ ان کی کثرت اور وحشیانہ طور طریقہ سے مسافروں کو راہ چلنا دشوار ہے۔ بے تحاشا اونٹوں کو بھگاتے ہیں۔ اور پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی نیچے آجائے گا۔ یا کسی کو نقصان ہوگا۔ عجیب بے احساس انسان ہیں۔ اللہ ان سے نجات بخشے۔ افواہاً سنا گیا کہ ۱۰ ذوالحجہ کو جب کہ مزدلفہ سے واپسی پر حاجی جمرہ کی سلامی کو جا رہے تھے۔ تو نجدیوں کے بے پناہ ریلے میں ۴ حاجی کچلے گئے۔ اونٹ کے پاؤں کی آواز نہیں ہوتی۔ سر پر آکر کہتے ہیں، مگر طریق رفتار کو کم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان کی اذیت سے محفوظ رکھے۔ زندہ مردہ سب کو تنگ کر رکھا ہے۔ بس یاجوج ماجوج کی قوم سمجھ لیجئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ ۸ ذوالحجہ کا فساد سگریٹ پینے پر نہیں ہوا بلکہ یہ محض بہانا بنایا گیا ہے۔ اصل واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ چند نجدی محمل شریف پر یہ کہتے ہوئے جانا چاہتے تھے کہ یہ بت ہے اس کا یہاں رکھنا خلاف سنت نجدی ہے۔ اس واسطے ہم اس کو توڑ کر رہیں گے۔ مصری محافظوں نے روکا اس پر ان کو بت پرست اور مشرک کہا گیا۔ اور ایک نجدی نے محمل شریف پر گولی چلا دی۔ اس پر مصریوں کو تاب نہ رہی۔ انہوں نے باڑ مار دی۔ کچھ مرے کچھ بھاگ کر دوسروں کو لے آئے۔ وہیں سے گولیاں چلنی شروع ہوگئیں۔ مصریوں نے بس خالی توپ کے فائر کیے۔ مقتولین کی تعداد صحیح معلوم نہیں ہوسکی۔ کہا جاتا ہے کہ ۳ یا ۴ ہندوستانی حاجی بھی اس فسادکی نذر ہوگئے اور چند کی بھی۔

اب مصریوں کے پاس بھی کوئی نجدی نہیں بھٹکتا۔ یہ لوگ تو لاتوں کے بھوت ہیں۔ خلافت والے انہیں باتوں سے سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصریوں کو توفیق بخشے۔ کہ انہیں یہاں سے نکال کر حرمین کو پاک کرا لیں۔

[الفقیہ: ۱۴، ۲۱: اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۹، ۲۰]

تحفظ روضۂ اقدس کے لئے اسلامی ریاستوں کے نام مہاراجہ محمود آباد کے برقی پیغامات:

ہندوستان میں جب روضۂ رسول پر نجدیوں کی دست درازی کی خبریں موصول ہوئیں تو سرزمین لکھنؤ پر سر مہاراجہ محمود آباد کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں گنبد خضری و روضۂ اطہر کے اندیشہ انہدام کی پر زور مذمت کی گئی۔ اور سر مہاراجہ محمود آباد نے والیان ریاست ہائے اسلامیہ کے نام خاص کر والیان مصر، ترکی، ایران، عراق، جاوا، افغانستان، یروشلم اور ہندوستانی اسلامی ریاستوں کے حکام کے نام برقی پیغام روانہ کئے۔ جس میں اس اندوہناک خبر پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ردعمل کی اپیل کی گئی۔ ملاحظہ کریں:

''یکشنبہ گزشتہ کے عظیم الشان اسلامی جلسۂ منعقدہ رفاہ عام میں جناب سر مہاراجہ صاحب محمود آباد کو بحیثیت صدر جلسہ گنبد خضری کے خطرہ پر اندرون و بیرون ہند کی اسلامی ریاستوں اور حکومتوں کو توجہ دلانے کا جو اختیار دیا گیا تھا اس کے بموجب سر مہاراجہ صاحب ممدوح نے مندرجۂ ذیل مضمون کے برقی پیغام ہز ایکسلنسی غازی مصطفیٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ترکی صدر مسلم کونسل یروشلم ہز مجسٹی شاہ کج کلاہ رضا شاہ پہلوی فرمانروائے مملکت ایران ہز مجسٹی شاہ امان اللہ خان فرمانروائے مملکت آزاد افغانستان ہز مجسٹی سلطان فواد فرمانروائے مصر ہز مجسٹی شاہ فیصل حکمران عراق اور سکریٹری مجلس العلماء جاوا و سکریٹری شرکت الاسلام سا کر دیجا کی خدمت میں ارسال کئے ہیں۔ اور یہی تار ہندوستان کی بڑی بڑی اسلامی ریاستوں حیدر آباد دکن بھوپال ٹونک بہاولپور رامپور پالن پور جونا گڑھ مالیر کوٹلہ وغیرہ کے حکمرانوں کو بھی بھیجا گیا ہے۔

تار کا مضمون حسب ذیل ہے:

ارض مقدس حجاز سے روضۂ اطہر نبوی ﷺ کے انہدام کا خطرہ درپیش ہونے کی بابت جو تازہ اندوہناک خبریں موصول ہوئی ہیں۔ وہ تمام اہل اسلام کی مذہبی حسیات کو سخت مجروح کرنے والی ہیں۔ وہ آپ (یور مجسٹی یا ایکسلینسی یا ہائینس) سے ملتجی ہیں کہ اس بے حرمتی کو روکنے کے لئے تمام تدابیر عمل میں لائیں۔

منجانب: (سر) مہاراجہ محمود آباد صدر مظاہرۂ عام لکھنؤ۔''

[الفقیہ: ۱۳ ادسمبر ۲۶ ء ص ۹،۸]

مہاراجہ محمود آباد کا خط بنام جارج پنجم:

مہاراجہ محمود آباد کی طرف سے ایک خط جارج پنجم کے نام لندن بھی روانہ کیا گیا۔ جو حسب ذیل ہے:

''ارض حجاز سے جو تازہ اندوہناک خبریں روضۂ اطہر نبوی ﷺ کو خدانخواستہ انہدام کا خطرہ درپیش ہونے کی بابت موصول ہوئی ہیں۔ وہ یور مجسٹی کی تمام مسلم رعایا کے مذہبی احساسات کو سخت مجروح کررہی

ہیں۔ یہ مسلم رعایا پورا امپریل مجلس سے بطور شاہ مسلمانان ہند ملتجی ہے کہ پور مجلس اپنی گورنمنٹ کو ہدایت فرمائیں کہ جس انہدام کا خطرہ درپیش ہے اس کو روکنے کے لئے وہ گورنمنٹ ضروری قدم اٹھائے۔ تا کہ سات کروڑ مسلمانان ہند کو جو تشویش اس وقت لاحق حال ہے وہ رفع ہو۔"

(سر) مہاراجہ محمود آباد صدر مظاہرۂ عام لکھنؤ۔"

[الفقیہ: ۱۴ر دسمبر ۲۶ء ص ۹]

مولوی کفایت اللہ دہلوی کا خط بنام ابن سعود:

مولوی محمد کفایت اللہ دہلوی نے سلطان ابن سعود کو ابراہیم الفضل بمبئی کی وساطت سے ایک خط بھیجا۔ جس میں نجدی حکومت کے حرم نبوی میں تعمیری ردوبدل اور گنبد خضری اور روضۂ رسول سے متعلق حفاظت پر کئے گئے وعدوں کی خلاف ورزی کئے جانے پر خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔ لکھتے ہیں:

"اخبارات لکھتے ہیں کہ حکومت حجاز (یعنی ابن سعود) کا ارادہ ہے کہ حرم نبوی میں کچھ تغیر و تبدل کرے۔ میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں کہ اگر یہ تغیر و تبدل ہوا اور روضۂ اطہر اور گنبد خضرا کے متعلق وعدے توڑ دیئے گئے۔ تو نتائج نہایت ہی خطرناک ہوں گے۔ اور تمام دنیائے اسلام میں نفرت اور غصہ کی سخت ترین حس پیدا ہوگی۔"

[الفقیہ: ۱۴ر دسمبر ۲۶ء ص ۹]

مدینہ منورہ سے حالات حجاز کو بیان کرنے والا خط بنام یادگار رضا:

مدینہ منورہ سے ایک خط بنام ماہنامہ یادگار رضا، بریلی شریف، موصول ہوا۔ جس میں حجاز کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا گیا تھا۔ رسالے میں مکتوب نگار کا نام اس لئے درج نہیں کیا گیا کہ کہیں وہ خط صاحب خط کے لئے موجب ہلاکت نہ بن جائے۔ مدیر لکھتے ہیں:

"ہم ۱۲ شعبان کا مدینہ منورہ سے چلا ہوا ایک خط درج کرتے ہیں۔ جو حجاز کی موجودہ ہولناک حالت کا دردناک البم ہے۔ کاتب عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اور اگر ہم کو یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کاتب خط کے نام کی اشاعت خود کاتب کے لئے موجب ہلاکت ہوگی تو ہم خط کی درایتی و روایتی اہمیت کو قائم رکھنے کے لئے نام بھی ضرور درج کر دیتے۔

لیکن افسوس یہ اس وقت ناممکن ہے۔ بہر حال وہ دردناک مرثیہ یا خط یہ ہے۔

مکتوب:

یہ تم کو شاید میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ میں نے حرم نبوی اور مسجد شریف کی حاضری قطعی موقوف کر دی

ہے۔ اور اس طرح اپنے حقیقی مقصد سفر کو حاصل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جو آج سے دس سال پہلے ہند سے چلتے وقت تھا یعنی۔

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں
سر زیر بار منت درباں کئے ہوئے

اس وجہ سے شرف حضوری کے ساتھ بد قسمتی سے جماعت کی شرعی تعمیل سے بعض اوقات محروم ہو جاتا ہوں۔ لیکن کیا کروں حرم جا کر دل اور آنکھوں پر قابو نہیں رہتا۔ اگر کوئی شخص اپنی پیاری کو رانڈ سالا پہنے دیکھ کر مطمئن ہو سکتا ہے یا اپنی ماں کی گستاخیوں پر خاموش رہ سکتا ہے تو مجھے بھی مطمئن اور خاموش رہنا چاہیے۔ معاذ اللہ۔ اب تو رسول کی مسجد آہ وہ مسجد جو ۲۲۳ء کے پہلے اپنی ظاہرہ آرائش اور رونق کے اعتبار سے دنیا کی بہترین عبادت گاہ تھی۔ ایک بیوہ سہاگ لٹی ہوئی عورت کی طرح ہے۔ نہ یہاں وہ قالین ہیں نہ بیش قیمت جھاڑ۔ دو مہینہ ہوئے تو وہ چند درخت بھی کھود ڈالے گئے جو قربت رسول ﷺ کی وجہ سے شجر طوبیٰ سے بھی زیادہ مقدس تھے۔ اور جن کو عوام بی بی فاطمہ کا باغ کہتے تھے۔ ان درختوں کا قصور اس قدر تھا کہ یہ حضرت بی بی کی طرف ایک معمولی نسبت رکھتے تھے۔ صلاۃ و سلام تو تم کو معلوم ہی کہ وہ برسوں سے موقوف ہے۔ حکم ہے قبلہ کی طرف منھ کر کے سلام پڑھو۔ حرم شریف کا نقشہ دیکھو۔ تو اندازہ کر سکتے ہو کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ صاحب الصلاۃ والسلام کے مزار کی طرف پشت یا پہلو ہو۔ یہ طریقہ واللہ سوائے نجدیوں کے دنیا کی کوئی تہذیب پسند نہ کرے گی۔ امام بھی اپنے عقیدہ کا نہیں۔ نام ہے کہ حنبلی امام ہے۔ لیکن وہ کٹر اور خالی وہابی ہے۔ جس کے پیچھے میں تو نماز جائز نہیں سمجھتا۔

کیوں کہ وہ فاجر سے کئی گز آگے ہے۔ تم پوچھتے ہو کہ اگر اطمینان ہو تو فریضہ حج ادا کر لیا جائے۔ میں اس کا کیا جواب دوں۔ یہاں ہر صبح صبح قیامت اور ہر رات شب ہجر بن کر آتی ہے۔ مدینہ کی اصلی آبادی میں ربع لوگ بھی نہیں رہے ہیں۔ بازاروں اور گلیوں میں تم کو سیکڑوں سونٹے باز نجدی ضرور ملیں گے۔ جو مارنے کا بہانہ ڈھونڈا کرتے ہیں۔

جنگ اور ہولناک جنگ کا ہر وقت خطرہ ہے۔ یہاں تک کہ خود نجدی ارکان حکومت بھی ہر وقت اضطراب میں رہتے ہیں۔ یہ خطرہ امام یمن یا غریب احرار حجاز سے نہیں بلکہ حسب ارشاد یخربون بیوتھم بایدیھم خود ان بھیڑیوں سے ہے جن کو کل ابن سعود نے طائف و مکہ کے مظلوموں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اس چھ ماہ کے عرصہ میں تین بار ابن سعود ریاض جا چکا ہے۔ مگر معاملات کسی طرح استوار نہیں ہوتے۔ سننے میں تو یہ آتا ہے کہ ابن سعود سے بگڑ جانے والے اخوان موسم حج کے منتظر ہیں۔ کہ ایک بار حملہ کر کے سلطنت اور حاجیوں دونوں سے مال غنیمت لیں۔ سال گزشتہ ہزاروں وحشی نجدی متسلط کی فہمائش سے حج کو نہیں آئے تھے۔ لیکن اس سال ضرور آئیں گے۔ اور معمول کے مطابق خدائی کوتوال بن کر۔ اور اگر خدانخواستہ وہ یہ آئے تو سال گزشتہ

تو عام بیماری ہوتی ہے آپ دولت مند مرتے تھے لیکن اس سال سب حاجیوں کی جان پر بن جائے گی۔

جاوا اور جزائر کے ہزاروں حاجی تو شعبان ہی میں مدینہ منورہ آجاتے تھے۔ اور یہاں سے حج کو جاتے تھے۔ ان میں سے ایک بھی نہیں آیا ہے۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مزدوروں مطوفوں اور دلالوں کی ایک بڑی جماعت ہزاروں روپیہ دے کر خصوصا ہندوستان گئی ہے۔ تا کہ حاجیوں کو پھانس کر لائے۔ اور ہمارے ہزاروں جاہل خصوصا پنجابی بھائی ان کے دھوکے میں آجائیں گے۔ لیکن تم حالات سے باخبر ہو اس لئے ابھی جرأت نہ کرنا۔ سرحد کی حالت اچھی نہیں ہے۔ عراق پر روز جنگ ہوتی ہے۔ اور امام یمن بھی وقت کے منتظر ہیں۔

اور ہم بھی وقت کے منتظر ہیں۔ کہ طیرا ابابیل بھیجنے والا خدا ابرہہ سے زیادہ سخت عذاب کو کب دفع کرتا ہے۔ ولا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ فقط

..................از مدینہ منورہ

یہ خط آپ کے سامنے ہے۔ پڑھئے دوسروں کو سنایئے۔ اور خود اپنی جگہ پر فیصلہ کیجئے۔ کیا وہ حالات اب باقی ہیں یا نہیں؟ جن کی بنا پر تمام مستند علما نے التوائے حج کا شرعی مشورہ دے دیا تھا۔ یقیناً ہندوستان ارباب دانش سے خالی نہیں ہے۔ خادم الحرمین"

[یادگار رضا شوال المکرم ۱۳۳۶ھ ص ۱۱، ۱۲]

(باب ۱۹)

حجاز کے روح سوز واقعات کی غماز چند منتخب منظومات

maablib.org

خون کے آنسو جنت البقیع کی بربادی پر

از مولانا عاشق حسین صاحب سیماب اکبر وارثی

وہ کیا ارض مقدس تھی وہ کیا جلوہ نمائی تھی پسند صاحب لولاک جو طیبہ میں آئی تھی
جگہ ہمسایۂ ساقی کوثر میں جو پائی تھی تو مرنے والوں نے اپنے لیے جنت بنائی تھی
وہاں مرنے میں وہ تھا لطف جو دیکھا نہ جینے میں
جو اک جنت فلک پر تھی تو اک جنت مدینے میں
وہ جنت جس میں خود شاہ عرب تشریف لاتے تھے جہاں اکثر فرشتے فاتحہ پڑھنے کو آتے تھے
وہ جنت جس میں مردے زندگیٔ خاص پاتے تھے جہاں ذرے چمک کر مہر کو مشعل دکھاتے تھے
بقیع پاک جس کا نام تھا اسلام والوں میں
نہ آسکتی تھی جس کی عظمت و وقعت خیالوں میں
جناب فاطمہ مصروف خواب ناز ہیں جس میں صحابیات کی قبریں برنگ راز ہیں جس میں
جو تھے انصاران کی تربتیں ممتاز ہیں جس میں ہزاروں پاک روحیں مائل پرواز ہیں جس میں
وہ اک قطعہ جسے گنج بہار جاوداں کہیے
وہ اک ٹکڑا زمیں کا جس کو فخر آسماں کہیے
وہ مدفن اہل سنت کا وہ مامن خوش نصیبوں کا وہ مرکز علم والوں کا وہ گہوارہ ادیبوں کا
وہ خوابستان جو آرام خانہ ہے خطیبوں کا وہ گورستان جو ماوا و ملجاء ہے غریبوں کا
ہے آسودہ امیر حمزہ جیسا صف شکن جس میں
شہادت کے لئے محفوظ ہے نعش حسن جس میں

سنا ہے وحشیوں کے کر دیئے قبے شہید اس کے   ہوئے وہ منہدم جو مقبرے تھے نور دیدہ اس کے
ہوئے نقش و نگار یادگاری ناپدید اس کے   وہ قبے مرمریں اور وہ ستوں نالہ آفریدہ اس کے

یزیدی بدعتیں مشرب میں ہیں ان نابکاروں کے
شہیدوں کو نہ پایا تو اتارے سر مزاروں کے

وہ مسلم جن کے ہاتھوں کوئی جام گل نہ ٹوٹا تھا   کسی ڈالی سے کوئی پھول لا حاصل نہ ٹوٹا تھا
وہ مسلم جن سے اک چھالا سر منزل نہ ٹوٹا تھا   وہ مسلم جن کے ہاتھوں سے کسی کا دل نہ ٹوٹا تھا

غضب ہے ان کی قوت سے مزار محترم ٹوٹیں
ستم ہے آج انہیں کے ہاتھ سے ایسے ستم ٹوٹیں

مانا قبر پر قبہ بنانا نقض سنت ہے   مگر اس طرح تعمیر ڈھا دینا قیامت ہے
سمجھے یہ کہ ڈھا دینے سے رسوائی تربت ہے   نشان بے نشانی تازہ کرنے کی ضرورت ہے

مآل جور سن کر دل تڑپ جاتا ہے سینے میں
یہ وحشت نجد سے کس طرح آ پہنچی مدینے میں

ظالم مسجد و معبد کی بنیادیں ہلا دیں گے   یہ مفسد جس جگہ گنبد کو دیکھیں گے گرا دیں گے
حالت ہے تو شانیں اگلی پچھلی سب مٹا دیں گے   رسول اللہ کے قبے کو بھی اک روز ڈھا دیں گے

یہ شاید روضہ والا کا دامن بھی نہ چھوڑیں گے
نبی کا ڈھا چکے مولد تو مدفن بھی نہ چھوڑیں گے

کیا ہو جائیں گے یہ سب خزانے رائیگاں بالکل   تو کیا ویران کر دیں گے یہ ظالم گلستاں بالکل
ہیں گی۔ یادگاریں کیا نہ زیر آسماں بالکل   مٹا دیں گے یہ کیا اسلاف کا نام و نشاں بالکل

تو کیا ان پر کوئی افلاک سے آفت نہ آئے گی
تو کیا اللہ کے اجلال کو غیرت نہ آئے گی

ٹھہر برباد کرنے والے تقدیس عمارت کے   تجھے دینے پڑیں گے جلد بدلے اس شقاوت کے
تجھے برباد کر دیں گے تکون تیری قسمت کے   یوں ہی ہو جائیں گے برباد نقشے تیری تربت کے

نسیم خلد کا تیری طرف جھونکا نہ آئے گا
درختوں کا بھی تیری خلد پر سایہ نہ آئے گا

جو گھر ویراں کیے ہیں ان کو ترکیب مکرر دے — جو گنبد ڈھا دیے ہیں تو انہیں تعمیر پھر کر دے
پڑے رہنے بھی دے ناموس خلق اللہ پر پردے — جو دل میں پڑ گئے ہیں ظلم سے ناسور انہیں بھر دے

بنا کعبہ دلوں کا یہ بنانا تجھ کو پھل دے گا
کہ اک اک اینٹ کے بدلے خدا ایک اک محل دے گا

تعلق ہے مسلمانوں کو طیبہ کے مکانوں سے — زیادہ یہ سمجھتے ہیں انہیں کچھ اپنی جانوں سے
بہت ہیں دور پھر بھی سن لیا کرتے ہیں کانوں سے — کوئی تیشے چلاتا ہے جگر پر ان فسانوں کے

یہ ہے جنبش میں گردوں متصل گنبد نہیں ہلتے
مسلمانوں کے ہل جاتے ہیں دل گنبد نہیں ہلتے

مسلمانوں کے دل کعبہ ہیں تو نے سن لیا ہو گا — جو دل ٹوٹے تو وہ کعبہ کا گویا ٹوٹنا ہو گا
شکست کعبہ کا معلوم ہے انجام کیا ہو گا — فلک ٹوٹے کا تجھ پر قہر کا تو دیکھتا ہو گا

جو وہ بگڑا تو تیرا غرور و کبر ڈھا دے گا
تری بنیاد کیا دنیا کی بنیادیں ہلا دے گا

[الفقیہ: ۷، ۱۴: اگست ۲۶ء ص ۱۱]

بربادیٔ بقیع

ابن سعود نجس بد ایمان ہو گیا
مکہ بھی اور مدینہ بھی ویران ہو گیا
پہلے نبی ﷺ کی قبر پہ برسائیں گولیاں
پھر تربتوں کے ڈھانے کا سامان ہو گیا
ڈھائے ستم شہیدوں پہ بدر و حنین کے
دشوار کام بھی اسے آسان ہو گیا
کھودی لحد جناب خدیجہ کی ہائے ہائے
بدتر یہ کافروں سے مسلمان ہو گیا
روضہ جناب آمنہ کا بھی گرا دیا
کیسا لعین منکر ایمان ہو گیا
اب یہ خبر ملی ہے کہ کھودا بقیع بھی
قبریں جہاں بنی تھیں وہ میدان ہو گیا

تھا ایک وقت میں یہ زیارت گہہ رسول
ہاں ہاں یہی بقیع جو ویران ہو گیا

قبریں تھیں چار اماموں کی اس ارض پاک میں
جس کا کہ ذرہ ذرہ پریشان ہو گیا

ان بیکسوں کا بعد فنا کھد گیا مزار
یا پارہ پارہ ظلم سے قرآن ہو گیا

مسمار کر دی فاطمہ زہرا کی قبر بھی
آباد جو مقام تھا ویران ہو گیا

بے چین ہیں مزار میں محبوب کبریا
کچھ ایسا دل دکھانے کا سامان ہو گیا

قبل محرم آیا محرم بکا کرو
شیعو تمہارے رونے کا سامان ہو گیا

اہل بقیع بھی تو بہتر سے کم نہیں
ان پر بھی ظلم تا حد امکان ہو گیا

واں کربلا میں لاشوں کو پامال کر دیا
یاں قبریں کھودیں پورا سب ارمان ہو گیا

اب آیئے مدد کے لئے حجت خدا
بحر ستم کا جوش پہ طوفان ہو گیا

خالق سعودیوں کو مٹائے تو چین آئے
مجروح جوشِ غم سے پریشان ہو گیا

(منقول از در نجف) [سرورق، ۷ر جولائی ۱۹۲۶ء]

دل دُکھایا ہے بہت اس نے مسلمانوں کا

اگرچہ اسلام کے دشمن ہیں ہنود اور یہود
ان سے بڑھ کر ہے مگر والیِ نجد ابنِ سعود

لوگ کہتے ہیں جسے والیِ نجد ابنِ سعود
یا الٰہی نہ زمانے میں رہے اس کا وجود

حاجیوں کو نہ بلا آہ مدینے جانا
راستے کر دیئے ظالم نے وہاں کے مسدود
اہلِ مکہ کو ہے اب زندگی دوبھر اپنی
اِک قیامت کا نمونہ ہے وہاں اس کا ورود
مسجدیں ڈھائیں موالید کیے مسمار تمام
منہدم کر دیئے قبے تو مقابر نابود
دل دُکھایا ہے بہت اس نے مسلمانوں کا
اس سے بڑھ کر کوئی کیا دہر میں ہوگا مردود
یوں تو کہنے کو ہیں نجدی بھی مسلماں وجدی
ہے مگر حُبِّ نبی اُن کے دلوں سے مفقود

[الفقیہ: ۷؍ ستمبر ۱۹۲۵ء، سرورق]

مجھے رب کے گھر کی بخشی شیطان نے پاسبانی

عطائے شیطان بلقائے شیطان، ابن سعود لعنۃ اللہ علیہ کا نعرۂ ابلیسانہ

مجھے رب کے گھر کی بخشی شیطان نے پاسبانی
ہوئی وقف جس کی خاطر مری ساری زندگانی
بوجہل و بولہب جو لگن لگی ہوئی تھی
وہ لگن دلوں کے اندر مجھے اب ہے پھر لگانی
طاقت سے بن گیا ہوں ملک الحجاز لیکن
لعنت کی گوڑی ہے بردوش کی نشانی
ملت کشی سے ہرگز نہیں منحرف ہوا میں
مرے حق میں کس لئے ہے مسلم کی بدگمانی
مری شیطنت نے ہرگز نہیں مجھ کو روک سکتی
علماء کی نکتہ چینی صلحاء کی وعظ خوانی
ولد الزنا ستم من بھیں کہ طالع من
اسلام کش برآمد چو ستارۂ یمانی

[۲۱؍ اپریل ۱۹۲۶ء، سرورق]

اے بقیع طیبہ اے خوابگاہ مومنیں

از جناب سید شبیر حسین صاحب اختر الوی افسر انچارج تبلیغ الاسلام اجمیر

اے بقیع طیبہ اے خوابگاہ مومنیں
ہو سلام ان پر جو تجھ میں ہستیاں مدفون تھیں
تجھ میں اصحاب النبی ہیں تجھ میں اولاد رسول
تجھ میں بنت مصطفیٰ اور تجھ میں ام المومنیں
تجھ میں وہ آرام فرما ہے کہ جس کے واسطے
عید کے دن لائے حلہ خلد سے روح الامیں
وہ امام مجتبیٰ وہ نور چشم مصطفیٰ
فاطمہ کا لعل محبوب شفیع المذنبیں
ایک ہیں واللہ ابن سعد اور ابن سعود
واقعہ یہ ہے ذرا سا فرق بھی ان میں نہیں
اس نے تصویر حسین ابن علی پامال کی
اس نے بنت المصطفےٰ کی ہڈیاں برباد کیں
وہ مبارک مرقدستاں مدینہ ہائے ہائے
جس کو بتلائیں پیمبر خطۂ خلد بریں
وہ کہ جس میں سونے والوں کو کہا کرتے تھے آپ
اس طرح کر کے مخاطب اے گروہ مسلمیں

غم نہ کرنا چند روز ہے ثبات کائنات
تم جہاں پہنچے ہو ہم بھی آنے والے ہیں وہیں
حشر میں پاؤ گے .خالق سے حیات جاوداں
حشر میں دے گا تمہیں جنت الہ العلمیں
یوں لکھا ہے آخر شب میں ہزاروں مرتبہ
فاتحہ پڑھتے تھے اس میں جائے ختم المرسلیں

آه جو نجدیٔ ابن سعود نابکار
مومنوں کے قلب میں جس نے کہ چھریاں بھونک دیں
یعنی ان کی قبروں کو ملیامیٹ ظالم نے کیا
فاتحہ کے واسطے بھی ان نشاں ملتا نہیں
کون دیتا ہے اسے سلطان غازی کا خطاب
کون کہتا ہے اسے اختر امیرالمومنین
بھونک دیتا ہو جو خنجر کر کے اعلان امان
جو پلا دیتا ہو سم دکھلا کے جام آبگیں
مدح خواں ہیں فی الحقیقت اس کے عبد حرص و آز
لعنۃ اللہ علی کل خبیث الکاذبین

(الفقیہ: ۷/ اگست ۲۶ء سرورق)

بربادنجدیوں کو کردیے خدائے غالب

از جناب بشیرالدین صاحب ناصح دہلوی

ہیں یاد خوب ان کو ایجنٹوں کے سب گر
ہیں نجدیوں کے پٹھو شوکت ظفر بہادر
گو ہیں ذلیل و رسوا ہیں نام کے بہادر
ہر بات میں ہے شیخی ہر بات میں تفاخر
کیا ان کو پاس مذہب آزاد ہیں یہ بالکل
فتووں پہ عالموں کے کرتے ہیں جو تمسخر
مذہب تو کیا سیاست بھی جانتے نہیں یہ
ہیں عقل سے یہ کورے ہر بات میں ہیں یہ لر
خاطر سے نجدیوں کی برٹش کی ہے خوشامد
اے کاش کوئی دیکھے آزاد ہیں کہ ہیں حر

ہر وقت نجدیوں کے جب گیت گا رہے ہیں
اب بانسری خریدیں جب یاد ہو گئے سر
کھاتے ہیں اب یہ ٹھوکر نعلوں کی ہے ضرورت
شاید کہ بڑھ گئے ہیں ان لیڈروں کے اب کھر
شوکت علی مبارک ہوں اہل نجد تم کو
ایجنٹ بن کے جن کے جیبیں بھی خوب کیں پر

ہے کذب و زور شیریں باطل ہے شہدان کو
اور امر حق ہے ان کو زہر ہلاہل و مر
برباد نجدیوں کو کر دے خدائے غالب
وافتح لنا علیھم بالحق رب وانصر
قبضہ کیا علی نے جب بدر پر تو ناحق
دست آرہے ہیں ان کو ہے پیٹ میں قراقر

[الفقیہ: ۷؍جولائی ۱۹۲۵ء ص۸]

نبی کا کر دیا پامال تو نے گلستاں نجدی

(از جناب حکیم شہاب الدین صاحب ناطق قصوری)

ایک نجدی جو کہیں روضۂ احمد پہ گیا
وسوسہ شرک کا تھا فاتحہ تک بھی نہ پڑھا
دیکھ کر گنبد خضری کو وہ حیران ہوا
روضۂ احمد مرسل سے اسے آئی ندا
خدا کا خوف کر ہے وقت امتحاں نجدی
ترا جور وستم اب ہو گیا سب پر عیاں نجدی
نبی کا کر دیا پامال تو نے گلستاں نجدی
یہ ظالم ساتھ اپنے لایا کیا باد خزاں نجدی

ترے دادا کی باتیں ہم سنا کرتے تھے مدت سے
مصدق ہوگئی ساری کی ساری داستاں نجدی

مقابر منہدم کر کے مساجد پر مظالم ہیں
حقارت سے تجھے دیکھے نہ کیوں ہندوستاں نجدی
قسم کھاتا ہے جب خود حق تعالیٰ شہر مکہ کی
ارے او بے ادب ٹوٹے گا تجھ پہ آسماں نجدی
بیاں کر تو رسول حق نے کیا تیرا بگاڑا تھا
کہ ان کے روضہ پہ کرتا ہے گولہ باریاں نجدی
ہمیں فرق منافق اور مومن ہو گیا ظاہر
پرانا کینہ ہے جو تھا ترے دل میں نہاں نجدی
خدا کے واسطے جب تو مسلماں بن کے جائے گا
تجھے دینا پڑے گا سارے کا سارا بیاں نجدی
نہیں یہ حوصلہ کفار کا جو تو نے جرات کی
مری جانب سے ہے نفریں تجھ پر او میاں نجدی
خدا جانے ہو کب کافور ان کا نشۂ الفت
جو سمجھے بیٹھے تھے حضرات ہے پیر مغاں نجدی
اگر اب بھی اسے عزت سے دیکھیں تو پڑے دیکھیں
انہیں معلوم ہے یہ ہے فلاں ابن فلاں نجدی
تیرا یہ فعل ہے نفریں کے قابل جو کرتا ہے
کہیں گے ہم تو بیشک تو ہے پکا بے ایماں نجدی

پرکھ اچھے برے کی ہو رہی ہے آج اے ناطق
کہاں مکہ مدینہ اور تھے موذی کہاں نجدی

[الفقیہ: ۱۴ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۶]

خون کے آنسو:

۲۴ر اگست ۲۵ء کے ٹائمز آف انڈیا میں مدینہ طیبہ پر گولہ باری کی جگر خراش خبر پڑھنے کے بعد شاہزادہ لی شان فاضل نوجوان مولانا مولوی مفتی حاجی محمد برہان الحق صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون اور نظم سوداگر سیٹھ ورخان محبوب صاحب بڑی مرچنٹ ہنومان تالاب جبل پور کے یہاں مجلس ذکر شہادت تقریباً ۲۰۰۰ کے مجمع پڑھی گئی۔

غم حسین وشہدائے کربلا کا ماتم کیا اور خوب کیا اور جب تک آسمان زمین چاند سورج ستارے اپنے اپنے میں ہیں، ہم بھی غم حسین کا ماتم کیے ہی جائیں گے۔ مگر آہ عزیز اپنا ماتم کرو کہ آج ہم مسلمانوں پر نیا ستم صفر ں محرم کا غم اور ایام مسرت میں موقعہ ماتم آ کھڑا ہوا۔ عشرۂ محرم کا غم یزید کی شقاوت اور اس کی افواج کے مظالم تھے۔ اور وہ ماتم رسول کے نواسے بتول کے نازک پھول کی مصیبت تکلیف اور شہادت کا ماتم تھا۔ اور آج کا غم جدی وہابیوں کی حکومت اور مردود ابو السعود د مسعود کے جور اس کی فوجوں کے ملعونانہ مظالم کا غم ہے۔ اور آج کا مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کی عزت دار شریفوں کی مصیبت، ان کے محرمات کی بے پردگی، مزارات مقدسہ اور بارک قبروں کا انہدام، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد ومقبرہ کی مسماری اور خاص کر امام حسین کے ناجان تمام عالم کے سلطان تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس اور مسجد مقدس کے سبز گنبد کی ہادت کا ماتم ہے۔

داستان غم شہید کربلا کی کم نہ تھی
دوسرے غم کی کہانی نجدیوں نے چھیڑ دی
کربلا میں آہ وہ شبیر کی تشنہ لبی
مکہ و طیبہ میں شیطانوں کی وہ غارتگری
آہ کب قہر الٰہی جوش میں آ جائے گا
آہ کب غدار نجدی ظلم کا پھل پائے گا

نظم

المرسل محمد ابراہیم جبل پور ندار قیکری

کیا تمہارے لئے اے نجدیوں قرآن نہ تھا
احترام حرم و کعبہ کا فرمان نہ تھا

مولد سید کونین مزارات حرم
کون دل ان کی زیارت کو پر ارمان نہ تھا
نجدیو! تم نے انہیں کر دیا مسمار صد آہ
ظالمو! تم میں کوئی آہ مسلمان نہ تھا
شمر نے سبط پیمبر پہ کیا تھا وہ ستم
کسی کافر سے بھی جس کا کبھی امکان نہ تھا
سبز گنبد پہ لعینوں نے کیا وار ستم
نجدیو! دل میں تمہارے کبھی ایمان نہ تھا
اے غضب روضہ اقدس پہ گرائے گولے
نجدی ملعون سے بڑھ کر کوئی شیطان نہ تھا
تم پہ آقا کی مرے اور عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان نہ تھا
ساکنان حرم و طیبہ پہ کیا مشکل تھی
آہ اس جا سے نکلنا انہیں آسان نہ تھا
ہائے ان کو بھی تہہ تیغ کیا موذی نے
بے گناہوں کی بچت کا کوئی سامان نہ تھا
سن کے غدار وہابی کے مظالم برہاں
کون ایسا تھا جو اس غم سے پریشان نہ تھا

[الفقیہ: ۱۴؍ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۶]

گنبے جلو گے تم بھی دیکھنا اولاد شیطاں میں

الٰہی کر سفینہ غرق ان کا آج طوفاں میں
اٹھایا ہے جنہوں نے ظلم کے کے گلستاں میں
مسلمانی نظر آتی نہیں ہے ابن سلطاں میں
کچھ ایسا پڑ گیا فرض سوا اس کے ایماں میں

گرایا بادشاہ دین کی بیوی کے روضہ کو
بھلا کیوں کر بھریں آنسو نہ میری چشم گریاں میں
مجھے جس وقت مکے کی تباہی یاد آتی ہے
بہت روتا ہوں منہ کو ڈال کر اپنے گریباں میں
خدا کا خوف کھاؤ ظالموں ہم خستہ حالوں پر
گھڑی بھر چین سے تو بیٹھنے دو تم گلستاں میں
کسی مظلوم پر ظلم و ستم کرنا نہیں اچھا
یہ فرمان خدا آیا ہوا ہے صاف قرآں میں
چمن میں عندلیبیں بیٹھ کر یہ رونا روتی ہیں
ہوا اپنے مخالف چل رہی ہے اب گلستاں میں
بتائیں گے تمہیں ہم نجدیو! ایک روز محشر میں
گنے جاؤ گے تم بھی دیکھنا اولاد شیطاں میں
مرے رونے کو سن کر بلبلیں بھی آج روتی ہیں
الٰہی کس کا رونا رو رہا ہوں میں گلستاں میں
تمہیں معلوم ہو جائے گا جو کچھ کافرو! تم ہو
ذرا منہ کو تو اپنے ڈال کر دیکھو گریباں میں
جسے دیکھو وہی ہے حنفیوں کی جان کا دشمن
ذرا انصاف بھی کرتا نہیں کوئی گلستاں میں
جلایا ہے مجھے اس قدر رسوا عشق احمد نے
کہ گرم اشکوں سے اب تو داغ پڑ جاتے ہیں داماں میں

[الفقیہ: ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص ۱۰]

قصیدہ در صفت نجدی چغدی علیہ ما علیہ

ہوا ایک دجال کا پیدا یار ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ناخوش ہیں جس سے صغار و کبار
وہ نجدی لعین ہے بد روزگار ‏ ‏ ‏ ‏ برو تا ابد لعنت بے شمار

وہابی احمق بود نابکار
اگر چہ بود زادۂ شہریار

ہزاروں مسلماں کئے ہیں شہید مساجد زیارات کیں نا پدید
یزید شقاواتہ من یزید تو ہرگز نہیں وہ مرد سعید

وہابی احمق بود نابکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

ہوئی لوٹ عربوں کے گھر بار کی شناعت یہ اک اور اس کی کھلی
ہوئی عورتوں کی بھی بے حرمتی تو لچپن سے پر ہے وہ مرد شقی

وہابی احمق بود نابکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

بڑے ٹیکس سے سب کا کاٹا گلا کہ ہر شے پہ محصول زاید کیا
وہ حاکم ہے ظلم و ستم کا بنا زمیں سے ہے یہ آسماں تک صدا

وہابی احمق بود نابکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

جو وہ ساتھ حرفوں☆ سے نجدی بنا حزہ سات دوزخ کا وہ پائے گا
وہ مکہ مدینہ سے بس ہو جدا اسے واں سے جلدی نکالے خدا

وہابی احمق بود نابکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

کہے ہیں جو سنّی نے یہ سات بند کیا منہ وہابی کا بندوں نے بند
الٰہی وہابی کو کر پائے بند کہ ایں اشقیا جملہ بہتر بہ بند

وہابی احمق بود نابکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

☆ ابن سعود۔

[الفقیہ: ۱۴/۱۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء ص ۴]

[illegible] مدینہ میں نالۂ درد حبیب نے

یہ وہ نظم جسے محمد اسماعیل عیسی نے جمعیت خدام الحرمین کے سالانہ جلسہ لاہور میں پڑھ کر خراج تحسین حاصل کیا۔

ابن سعود فاتح ہوا بھی تو کیا ہوا
دست لعیں دراز ہوا بھی تو کیا ہوا
جب مسجد و مقابر و قبہ گرا چکے
کعبہ سے احتراز ہوا بھی تو کیا ہوا
اے ملحدان نجد حقیقت کچھ اور ہے
حاصل تمہیں مجاز ہوا بھی تو کیا ہوا
محمودیت کی واسطے محمود چاہئے
مسند نشیں ایاز ہوا بھی تو کیا ہوا
حضرت سے آج تک رہا جس کا عدم جواز
اس عہد میں جواز ہوا بھی تو کیا ہوا
ہونا پڑے گا تجھ کو ذلیل ایک دن ضرور
ملحد تو سرفراز ہوا بھی تو کیا ہوا
پھر آشکارا ہوں گے ابابیل غیب سے
طاقت پہ تجھ کو ناز ہوا بھی تو کیا ہوا
محبوب کی جناب میں گستاخ بے ادب
اب تو ادب نواز ہوا بھی تو کیا ہوا
تیرا خدا تو رہتا ہے لنڈن میں اے ظفر
تو زائر حجاز ہوا بھی تو کیا ہوا
دولت کی مہر ہے تیرے لب پر لگی ہوئی
تو آشنائے راز ہوا بھی تو کیا ہوا
مشہور ہو رہی ہیں تری زر پرستیاں
تو خوگر نماز ہوا بھی تو کیا ہوا

روشن ہے سب پہ پیر جماعت علی کی شان
منکر تو کینہ ساز ہوا بھی تو کیا ہوا

مضمون عشق سرور کونین اور ہے
ہمدم رقمطراز ہوا بھی تو کیا ہوا
چونکا دیا ہے نالۂ درد حبیب نے
ہمیں جگادیا ہمیں مرد حبیب نے

[الفقیہ: ۷ر نومبر ۱۹۲۶ء سرورق]

عقائد اہل نجد

مردود ہیں جو در گہہ رب قدیر کے
منکر ہیں جو رسول بشیر و نذیر کے
ابدال و کتب و غوث و ولی کیا ہیں کچھ نہیں
بے پیر ہیں کہ نام سے جلتے ہیں پیر کے
کامل کا اعتقاد نہ عالم کا اعتماد
عارف کے معتقد ہیں نہ روشن ضمیر کے
نذر و نیاز و فاتحہ بدعت ہے شرک ہے
ہمدرد بے نوا کے نہ ہمدم فقیر کے
جوش وہابیت میں ہیں بدمست اس قدر
سنتے نہیں ہیں نالے یتیم و اسیر کے
توپوں کے فیر نعرۂ تکبیر ہو گئے
بندوق کی ہیں گولیاں پیکان تیر کے

پڑھتے نہیں ہیں کلمہ رسول کریم کا
ہاں کلمہ گو اگر ہیں تو نجدی امیر کے

کیا جانے کس خیال کے انساں ہیں نجد میں
قائل نہیں کسی بھی صغیر و کبیر کے
دنیا میں ہم سے اچھا مسلماں نہیں کوئی
ایسے خیال ہیں اسی قوم شریر کے
ظاہر سفید چہرہ میں باطن میں ہیں سیاہ
دیکھے کوئی خبیثوں کے سینوں کو چیر کے
ہمت بھر مجاہد اسلام بنتے ہیں
کرتے ہیں کام شمر کے اور ابن غیر کے
یہ مرثیے نہیں ہیں انیس و دبیر کے
مسکین کا ہو نالہ کہ مظلوم کی ہو آہ
دونوں ہیں گرز آتشیں منکر نکیر کے
کہنے کے حنبلی ہیں اور اہل حدیث ہیں
دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ پکے خبیث ہیں

[الفقیہ: ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۵ء سرورق]

وفد خلافت

ماتم ہے خاص و عام اس ظلم عام کا
ہے حضرت ظفر کو گماں اتہام کا
ایمان جائے یار ہے اس سے غرض نہیں
ہر آدمی کو پاس ہے اپنے کلام کا
دے کر خطاب غازی کا ابن سعود کو
اک سلسلہ کیا ہے سلام و پیام کا
تحقیق کو جو وفد خلافت رواں ہوا
اک آدمی نظر نہیں آتا ہے کام کا

حضرت ظفر ہیں عارف و عبدالوہاب ہیں
ہے اک خیال ایک عقیدہ تمام کا
لائیں گے کیا خبر یہ کسی کو خبر نہیں
مقصود کیا ہے وفد ظفر احتشام کا
منظور پردہ داریٔ ابن سعود ہے
حیلہ تو کوئی چاہئے آب و طعام کا
جب عازم حجاز کراچی پہنچ گئے
یاروں نے ایک جلسہ کیا دھوم دھام کا
جلسے میں جو ہوا وہ سیاست میں دیکھئے
یعنی کہ خرچ مل گیا کوچ اور مقام کا
نقشہ خراب ہو گیا حرمت کا وفد کی
فوٹو چلے تھے لینے کو بیت الحرام کا
جائے گا وفد دسویں دسمبر کو ہند سے
ہمدرد خاص امت خیر الانام کا
اہل حجاز کے لئے غلہ کا انتظام
یہ کام ہے حبیب مدار المہام کا
کچھ ایسے خود غرض ہوئے خود کام ہو گئے
دنیا میں جن کا نام تھا بد نام ہو گئے

[الفقیہ: ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء سرورق]

قبۂ مولد سلطان امم بھی نہ رہا

شوق بیداد میں احساس ستم بھی نہ رہا
بے ادب کو ادب ارض حرم بھی نہ رہا
ملک گیری کی ہوس رنگ یہاں تک لائی
دخل اغیار سے محروم حرم بھی نہ رہا

شورشیں نجد کی ہیں قرب قیامت کی دلیل
ہے قیامت کہ قیامت کا الم بھی نہ رہا
لشکر نجد نے کعبہ میں قیامت ڈھائی
پاسِ دیں بھی نہ رہا پاس حرم بھی نہ رہا

مسجدیں ڈھائیں مزارت کو مسمار کیا
کوئی قبہ کوئی آثار حرم بھی نہ رہا
ہائے کیا قہر ہے یہ دست رسِ ظالم سے
قبۂ مولد سلطان امم بھی نہ رہا
خوب لوٹے گئے جی بھر کے حجازی سادات
رہزنوں پر اثر اہل کرم بھی نہ رہا
خون ناکردہ گناہوں کا کیا طائف میں
ارے غارت گر دیں حشر کا غم بھی نہ رہا
ہائے وہ مرجع رحمت وہ خدیجہ کا مزار
خاک میں مل کے تہ خاک حرم بھی نہ رہا
فتنۂ نجد میں ہے فتنۂ تاتار کا رنگ
کم ہلاکو سے وہابی کا ستم بھی نہ رہا
نجد کا دور حکومت ہے کہ ہے قہر خدا
امن کا عہد حرم میں کوئی دم بھی نہ رہا
دل کو کس طرح بہلائے کوئی صبر حضور
نہ رہے آپ جو غمخوار تو غم بھی نہ رہا

(سیاست) [الفقیہ، ۷/نومبر ۱۹۲۵ء سرورق]

بمبئی میں چھوڑتے جائیں ٹرنک ایمان کا

جو ہے قائل نجد کے اسلام اور ایمان کا
مقتدی ابلیس کا ہے تبع شیطان کا

استعانت ہم رسول پاک سے چاہیں تو کفر
خود کو جائز ہو وسیلہ قاضی شوکان کا
کر نہیں سکتا کبھی تنقیص شان مصطفیٰ
شائبہ بھی ہے مسلماں میں اگر ایمان کا
دیدکے قابل ہے رنگ گرمئ بازار نجد
خوب سستا ہورہا ہے نرخ اب ایمان کا
جو حرم میں مومنوں کے خون کو سمجھے مباح
ہر مسلماں کیوں نہ پھر دشمن ہو اس کی جان کا
ایسے نجدی کو کہے گا حامئ اسلام کون؟
شکل مومن کی ہو جس کی اور عمل شیطان کا
تیرے ہوتے اے زمین نجد اے اسلام کش
نام کیوں بدنام ہو یونان و انگلستان کا
کیا قیامت ہے کہ ہے نا معتبر ہر ایک تار
قاہرے کا قدس کا ینبوع کا طہران کا
اشقیا کے اس جفا و ظلم و استبداد سے
ایک عالم ہر طرف دنیا میں ہے ہیجان کا
نجد کے خطے کا بھی ہو بس وہی یارب مآل
اک زمانے میں ہوا تھا حشر جو یونان کا
ختم ہو عہد سعود بے لگام و بد دماغ
پھر وہی دور آئے ترکی امن و اطمینان کا
روضۂ انور کی حرمت کا نہیں کچھ بھی لحاظ
احترام اتنا مزار مہدی سوڈان کا
عازم طیبہ تو ہوتے ہیں مگر مسٹر ظفر
بمبئی میں چھوڑتے جائیں ٹرنک ایمان کا
تھے جو لیڈر اب ہیں احمق مفسد اسلام دیں
آج کل بدلا ہوا ہے رنگ ہندوستان کا

[الفقیہ: ۲۸ رستمبر ۱۹۲۵ء سرورق]

منظوم تاثر

از: محمد سلمان رضا فریدی، صدیقی مصباحی بارہ بنکوی، مسقط عمان

مایہ ناز عالم دین، محب گرامی، حضرت مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی، کی کتاب مستطاب ”حجاز مقدس پر نجدی تسلط، اسباب ونتائج“ کے مطالعے کا خلاصہ، بشکل اشعار:

تیرا یہ جوش و ولولہ، تیری یہ فکرِ تابدار
عزو یقیں کے ہاتھ میں، صدقِ بیاں کی ذوالفقار

ظلم وستم کا حشر جو، برپا ہوا حجاز میں
وہ داستانِ خونچکاں، ہر اک سطر سے آشکار

تحقیق جستجو کے بعد، منظر نگاری خوب تر
رنگِ سخن ہے معتبر، فکر و قلم ہیں پختہ کار

جوش و جنوں کو تہنیت، عزم و ثبات کو سلام
آئیں مشقتیں بہت، لیکن نہ مانی تو نے ہار

سچائیوں یک دھاگے میں، تاریخی گل سجا دیے
جس سے ہے پیکرِ سخن، تازہ شعور و عطربار

تو نے حوالہ جات کی، اک کہکشاں بکھیر دی
تحریر کی تجلیاں، برہانِ حق کی پاسدار

سن کر کلام حق مآب، ساکت ہیں دشمن وحریف
برہان اور دلیل کا بروقت جس میں اختصار

نوری، نعیم و ازہری، مدنی، وجاہت و ضیا
سب کے فیوض نے کیا، راہ ہنر کا شہسوار

ماں باپ کی دعاؤں نے، مٹی سے کر دیا گہر
ککرالہ اور بدایوں کے اے نوجواں! اے گلعذار

اہلِ سنن کے واسطے، بے حد مفید یہ کتاب
موضوع اس کا منفرد، ترتیب اس کی شاندار

دینِ یہود کا فروغ، مالِ سعود سے ہوا
پھیلا ہے حق کے نام سے، باطل کا آہ، کاروبار

ہے پیکرِ سعود میں، روحِ نصاریٰ و یہود
فطرت میں تینوں ایک ہیں، باغی خبیث و بدشعار

آثارِ طیبات کو ان ناریوں نے ڈھا دیا
ٹکڑے فرنگیوں کے ہیں، نجدی وہابی نابکار

سرکار کے غلاموں پر، بے انتہا ستم کیے
اشراف کے گھروں میں کی، غارت گری ولوٹ مار

معلیٰ میں اور بقیع میں تھے دفن کیسے کیسے لعل
بارود سے اڑا دیے، سب آستانہ و مزار

ایسا ستم کہ آج بھی، اس داستاں کی یاد سے
ہستی ہماری مضطرب، آنکھیں ہماری اشکبار

تخریب اس کی روح ہے، فتنہ، فساد اس کا دل
ملت کے حالِ زار کی یہ نجدیت ہے ذمے دار

اسلام اک بہار ہے، دورِ خزاں ہے نجدیت
اسلام امن و چین ہے وہابیت ہے خلفشار

اپنے کیے دھرے کی سب، پائے گی نجدیت سزا
وہ دن ضرور آئے گا، اُس دن کا اب ہے انتظار

یارب یہ گوہرِ قلم، چمکے کچھ ایسی شان سے
ہو نورِ حق چہار سمت، حالِ جہاں ہو سازگار

تازہ رہیں فریدیؔ یہ، گلہائے خامہ وسخن
مہکے ہمیشہ اے خدا، باغِ کمالِ ذوالفقار

ماخذ و مراجع

☆ قرآن کریم

☆ صحیح بخاری

☆ ہدایہ

☆ نہر الفائق

☆ غنیہ

☆ عینی شرح کنز

☆ رد المحتار

☆ فتاویٰ قاضی خاں

☆ فتاویٰ رشیدیہ

☆ فیض الباری شرح صحیح البخاری

☆ تنویر الحجہ لمن یجوز التواء الحجہ، مفتی اعظم ہند

☆ الدرر السنیہ از علامہ سید احمد زینی دحلان مکی

☆ مجموعۃ التوحید از محمد بن سعود نجدی مطبع ام القری

☆ تقویۃ الایمان از اسمٰعیل دہلوی مطبوعہ مرکنٹائل پریس، دہلی

☆ صراط مستقیم از اسمٰعیل دہلوی

☆ التصدیقات لدفع التلبیسات

☆ الشہاب الثاقب

☆ مقالات صدر الافاضل، مرتبہ: محمد ذوالفقار خان نعیمی

☆ سوانح حیات سلطان ابن سعود مرتبہ سید سردار محمد حسنی مطبع ہائنڈ و الیکٹرک پریس جالندھر

☆ تاریخ نجد از اسلم جیراجپوری

اخبارات ورسائل:

- ☆ ماہنامہ تحفۂ حنفیہ، پٹنہ
- ☆ ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد
- ☆ ماہنامہ یادگار رضا، بریلی
- ☆ ماہنامہ اشرفی، کچھوچھہ شریف
- ☆ ہفتہ وار اخبار الفقیہ، امرت سر
- ☆ ہفتہ وار اخبار دبدبہ سکندری، رام پور
- ☆ ہفتہ وار اخبار اہل حدیث، امرت سر
- ☆ روزنامہ زمیندار، لاہور
- ☆ روزنامہ خلافت
- ☆ الفضل، قادیان

maablib.org

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب!

محبی وعزیزی مولانا مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی سلمہ الباری کی معرکۃ الآرا تصنیف "تاریخ المظالم النجدیہ علی الدولۃ العربیہ" المعروف بہ "حجاز مقدس پر نجدی تسلط اسباب ونتائج" فقیر کے سامنے ونس ایپ پر ہے۔

مفتی ذوالفقار نعیمی زید علمہ، ہندوستان کے ایک مایہ ناز عالم، خطیب ومناظر، محقق اور متعدد علمی اور سوانحی کتب کے مصنف ہیں۔ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری الازہری رحمہ اللہ تعالی سے شرف بیعت وارادت وخلافت نے رضویات پر ان کے جذبۂ تحقیق کو سہ آتشہ بنادیا ہے۔ مفتی صاحب تحقیق وتدقیق کے آدمی ہیں۔ دلائل مستند حوالہ جات کے ساتھ معروضی لب ولہجہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ اور اپنے مقابل یا قاری کو اپنے نکتۂ نظر کا قائل ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے حجاز مقدس پر نجدیوں سعودیوں کے غاصبانہ اور شاطرانہ تسلط اور حرمین شریفین کی متبرک ومامون سرزمین پر نجدی سعودی فوجوں کے روح فرسا اور انسانیت سوز مظالم کے وہ ہولناک خرچیاں منظر تاریخی جھروکوں سے دکھایا ہے کہ چنگیزی وہلاکو بھی اسے دیکھ کر شرمائیں۔ اسی ضمن میں اس دور بربریت میں غیر منقسم ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں تحریک التوائے حج کا بھی بھرپور ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں تاریخی حقائق جمع کرنے میں بڑی جانفشانی، عرق ریزی اور محنت سے کام کیا ہے۔ اس دور کے تمام ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ یعنی اخبارات، رسائل، میگزین، جرائد، گیٹ، خاص کر اخبار دبدبہ سکندری، رامپور، اخبار الفقیہ، امرت سر، ماہنامہ سواد اعظم مراد آباد، ماہنامہ یادگار بریلی شریف، ماہنامہ اشرفی کچھوچھ شریف، وغیرہ بیسوی صدی کی تیسری دہائی کے اردو اخبارات وجرائد سے حتی المقدور استفادہ کیا ہے۔ نیز اس کے بعد کے اور دور جدید میں موجود وسائل ابلاغ سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ ان تمام اخبارات، جرائد، کتب ورسائل کی ایک طویل زیر نظر کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ چنگیزی اس واقعہ اور نجدی غاصبوں کے اس قبضے کو تقریبا ایک صدی ہونے کو آئی ہے۔ سعودی حکومت نے اس دوران اپنے فرنگی، یہودی اور بعد میں امریکی آقاؤں کے ساتھ ایک سوچے سمجھے معاہدے کے تحت تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف ممدوح نے بڑی چابک دستی کے ساتھ دستاویزات اور اخبارات وجرائد کے تراشوں کی روشنی میں ان کی جعلسازی کے تاروں پود بکھیر دیے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے کہ جزیرہ نمائے عرب نجد وحجاز کسی قبیلے، فرد یا فرقے کی ملکیت نہیں بلکہ مسلمانان عالم کی مشترکہ ملکیت اور انتظامی ذمہ داری ہے۔ اور یہ خوارج، جنہیں آج نجدی کہا جاتا ہے، امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حکم پر خلیفۂ راشد کے دور میں ہی جزیرہ نما عرب سے دیس نکالا کر دیا گیا تھا۔ مصنف ممدوح نے 550 صفحات کی اس کی ترتیب وپیشکش میں بھی جی طباعی اور فراست مومن کا اظہار کیا ہے۔ جس کا اندازہ 19 ابواب پر منقسم اس کی فہرست سے لگایا جاسکتا ہے۔ مفتی صاحب اس کتاب کو منصۂ شہود لانے پر صغیر پاک وہند وبنگلہ دیش ہی کے مسلمان نہیں بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں، بلکہ انسانی اقدار پر یقین رکھنے والے تمام عالم انسانیت کے شکریہ کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ یہ کتاب سیاسیات، تاریخ، تاریخ اسلام، علوم اسلامیہ کے اساتذہ اور طلباء دونوں کے لئے مفید ونافع ہے۔ اگر پی۔ ایچ۔ ڈی کے کسی ریسرچ اسکالر نے لکھی ہوتی تو اسے ڈاکٹریٹ کی ڈگری با سانی ایوارڈ ہوسکتی تھی۔ لیکن مفتی محمد ذوالفقار نعیمی اس کتاب کو اعلائے کلمات الحق کے لئے لکھ کر قاطع نجدیت اعلی حضرت مجدد ملت امام احمد رضا قادری قدس اللہ سرہ العزیز کی ایک نعت شریف کے اس مقطع میں بیان کردہ انعام کے موجب قرار پاگئے:

الہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولی نے

سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

خادم العلماء سید وجاہت رسول قادری رضوی نوری غفرلہ ولوالدیہ

سرپرست اعلی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ کراچی

ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت

0303-4841793-0321-4831814